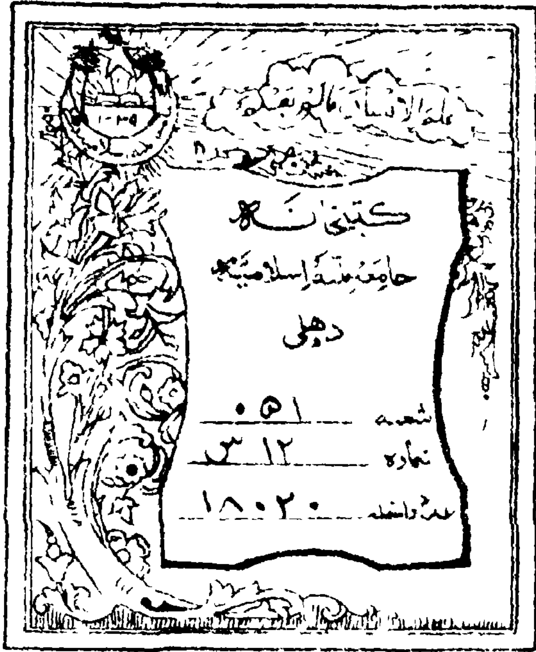


Late Fee	House Rent	Consy Tax	Maintenance charges and meter rent	Late Fee	Initial of Poster	Remarks

جنوری ۱۹۴۵ (سالنامہ)

تازہ ترین ناول اور افسانے ــــــ پیش کردہ: اُردو نشرگاہ دہلی

نوشاب

اس ناول میں محترمہ رضیہ سلطانہ (بنت علی محمد صاحب سشن جج) نے ایک میاں فیملی کی دلکش داستان بیان کی ہے جس کا پس منظر سرزمین پنجاب ہے۔ وہی پنجاب جہاں زندگی ہنستی کھیلتی اور ناچتی گاتی گذر جاتی ہے۔

ایک تعلیمیافتہ گھرانا ہے جسکی عورتیں خوش مزاج، خوش پوشاک اور خوش گفتار ہیں اور مرد معزز، سمجھدار اور ہٹیلے۔ اسی خاندان میں بچا زاد بہنیں اور بھائی ہیں جو آپس میں ہنستے بولتے ہیں۔ انکی خوش آئند توقعات ہیں۔ انکا معاملہ معصومیت کیساتھ پروان چڑھتا ہے مگر انکے والدین کچھ اور چاہتے ہیں کہ ایک مفلس گھرانا ہے۔ بوڑھے مالی کی ننھی نویلی اور شباب سے بھرپور بیوی جھلا کر کہتی ہے کہ پھر ارجو تجھے چھیدا ـ " اور (ا) جیسے بیشمار واقعات رسالہ کا ہیکر مصنفہ نے ایک مکمل ناول ترتیب دیا ہے جو عشرت و غم کی دھوپ چھاؤں سے لبریز ہے "نوشاب" اُردو کا جدید ترین ترقی پسند ناولٹ ہے جسے ایکبار پڑھکر سیری نہیں ہوتی۔ بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ کتابت، طباعت خوبصورت مضبوط جلد اور خوشنما گردپوش سے آراستہ قیمت عہ/ ۲ ـ

دُنیا کا عجیب ترین ناول

پھانسی

آندلیف کی معرکہ آرا تصنیف۔ عشق حسن و والدین کی محبت۔ اولاد کی چاہت۔ دوستی۔ دشمنی۔ بغاوت۔ مظلوم عورتیں۔ مرد ـــ یہ سب موت کا ناچ دیکھکر کس طرح لرز اٹھے۔ دہشت و ہیبت کے ایسے خوفناک مطالعے آج تک کسی مصنف نے پیش نہیں کئے۔ مجلد قیمت عہ

عشق و ہوس کی داستان

قمر جہاں

ایک سجادہ نشین کی آوارگی اور ہوسناکی، جوانی گذرنیکے بعد بھی قائم رہی۔ یہانتک کہ انھوں نے خود اپنی بیوی کو اپنے ہرجائی پن پر بھینٹ چڑھا دیا۔ مجلد مع گردپوش عہ

اُردو کا غیر فانی ناول

شاہدِ رعنا

ایک طوائف کی رنگین و پُر فریب زندگی کسقدر عبرتناک افسانہ ہے قاری سرفراز حسین مرحوم دہلوی کے قلم سے نکلے "شاہد رعنا" کو ہندوستانی ادب میں وہی مرتبہ حاصل ہے جو یورپین ادب میں Yama the Pit کو۔ اسے پڑھکر آپکو بہت سی نئی باتیں معلوم ہونگی۔ مجلد مع سرورق قیمت سے ۔

سفینے

ایشیا اور یورپ کے ولولہ انگیز رومانوں اور ترقی پسند افسانوں کا ہمہ گیر انتخاب اور ترجمہ از صادق الخیری ایم اے۔ بڑا سائز مجلد مع گردپوش قیمت ہے ـ

بلقیس

صادق الخیری کے تازہ ترین افسانے مجلد مع سرورق عہ

شمع انجمن

صادق الخیری کے خیال افروز افسانے دوسرا ایڈیشن عہ

شمع فروزاں

چینی ناولٹ مصنفہ پرل بک۔ مترجمہ صادق الخیری۔ عہ ـ

زہراب

یونان کا تلخ و شیریں ناولٹ مترجمہ محمود احمد خاں ایم اے عہ

دوشیزۂ صحرا

عرب کی ستارہ جبین لیکن سنگ دل حسینہ کی داستان عشق دوسرا ایڈیشن عہ

ملنے کا پتہ:-

خاتون کتاب گھر ۲۰۴ اُردو بازار دہلی

نیز اُردو کی ہر کتاب

خواہ وہ کہیں چھپی ہو، ہم سے منگائیے۔

ادارہ
شاہد احمد دہلوی
محمد حسن عسکری
فضل حق قریشی دہلوی

جرعات

چندہ
سالانہ چھ روپے
ششماہی تین روپے آٹھ آنہ
فی پرچہ ڈیڑھ روپیہ

جلد ۳ | ساقی سالنامہ دہلی - بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۴۵ء | نمبر ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نگاہِ اوّلین

۱۹۴۴ء اپنی تمام اقتصادی دشواریوں کے ساتھ رخصت ہوا۔ چور بازاریوں نے وہ زور پکڑا کہ پبلک کے ساتھ حکومت بھی پریشان ہو گئی۔ جس چیز پر کنٹرول ہوا وہی بازار میں سے غائب ہو گئی۔ اس کے بعد راشننگ کی اسکیم عمل میں آئی اور ضرورت کی بعض چیزیں حصہ رسد سب کو ملنے لگیں۔ روٹی کی طرف سے سب ایک حد تک مطمئن ہو گئے۔ تن ڈھکنے کو کچھ کپڑا بھی ملنے لگا۔ بے اطمینانی اور بدامنی کا جو احساس تھا برقرار رہا۔ کاغذ کا کال بدستور رہا اور اسے رفع کرنے کی کوئی اسکیم اب تک وضع نہیں ہوئی۔ حکومت نے ایک حل اس کا یہ نکالا ہے کہ جتنا کاغذ کسی پبلشر نے ۱۹۴۲ء میں صرف کیا ہے اس کا تیس فی صدی آئندہ صرف کرے، یعنی تہائی سے بھی کم۔ مگر ارباب حل و عقد نے اس پر غور نہیں کیا کہ ہندوستان کے ہزاروں پبلشر بھی انسان ہی ہیں اور ان کی کل ضروریات بھی اور انسانوں کی سی ہیں۔ ۱۹۴۲ء میں اگر وہ تین روٹیاں کھاتا تھا تو اب بھی وہ تین روٹیاں ہی کھائیگا، ایک روٹی کھا کر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر کسی پبلشر کے تین بچے اسکول یا کالج میں پڑھتے ہیں تو آئندہ اس کے دو بچے تعلیم سے بالکل محروم کر دئے جائیں۔ غرض حکومت نے یہ مفروضہ قائم کیا ہے کہ پبلشر ایک انسان نہیں ہوتا بلکہ ⅓ انسان ہوتا ہے۔ نہ صرف پبلشر بلکہ اس کے جملہ وابستگان کو بھی اسی زمرے میں شمار کئے گئے ہیں۔ کاغذ کی بچت کے اس انوکھے قانون کی لپیٹ میں ہندوستان کے کئی لاکھ انسان آ گئے ہیں۔ اور یہ وہ انسان ہیں جنھوں نے علم کی روشنی ملک میں پھیلائی ہے اور ملک کی خدمت میں اپنی عمر عزیز صرف کی ہے۔ ہندوستانی قوموں کی بیداری ان کی مرہون منت ہے۔ اب پبلشر کی حالت یہ ہے کہ جو کچھ پچھلا اسٹاک تھا وہ سب بک گیا اور آئندہ شائع کرنے کے لئے انہیں کاغذ نہیں ملتا۔ نتیجہ یہ کہ ان کے کاروبار سسک رہے ہیں۔ اور اگر یہی حالات رہے تو انہیں بھی سسکنا پڑے گا۔ اسکول کے بچوں کو کتابیں نہیں ملتیں، کاپیاں نہیں ملتیں۔ سلیٹوں پر کام ہو رہا ہے اور سنا ہے کہ بھوج پتر بھی بعض علاقوں میں کام آ رہا ہے۔ ان تمام دشواریوں کا حل حکومت کے پاس یہ ہے کہ ⅓ یا بعض خاص صورتوں میں ½ کاغذ صرف کرو۔ اور یہ مقدار کہاں سے حاصل کی جائے؟ اس کا جواب بھی حکومت کے پاس نہیں ہے۔ ۱۲ جون ۱۹۴۴ء سے آج ۱۲ جنوری ۱۹۴۵ء تک یعنی سات مہینے ہو گئے اور اب تک یہ ½ مقدار کی اسکیم حکومت کے زیر غور ہے کہ کس طرح اس پر عمل کیا جائے۔ مرکزی حکومت نے چھ مہینے اس پر غور کرنے کے بعد اس مسئلہ کو صوبائی حکومتوں کے حوالے کر دیا ہے کہ وہ اس پر مزید غور کریں اور اسے عملی جامہ پہنائیں۔ چنانچہ آجکل صوبائی حکومتیں اس پر غور کئے جا رہی ہیں۔ کتنے ہی پبلشر نے اپنے کاروبار ختم ہو جانے پر ملازمتیں کر لیں یا اور کوئی دھندا پھیلا لیا۔ جو باقی بچے ہیں ان میں سے سب منتظر ہیں کہ دیکھئے اس حیرتناک غور و فکر کا کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے اور ½ ضروریات پوری کرنے کے لئے انہیں اور کیا کرنا چاہئے۔ حکومت کی مجبوریوں کا احساس سب کو ہے لیکن کیا پبلشر کی مشکل کشائی صرف ۷۰ فی صدی تخفیف کے قانون ہی سے ممکن ہے؟

سفید کاغذ کی اس نایابی کے زمانے میں ادبی رسائل کے لئے اخباری کاغذ ایک نعمت غیر مترقبہ ہو گیا۔ غنیمت ہے کہ حکومت نے اس نازک وقت پر دستگیری کی اور ہمارے رسالوں کو موت سے بچا لیا۔ جنوری سے حکومت نے اس کاغذ کی ماہانہ مقدار میں ذرا اضافہ کر دیا ہے جس کی وجہ سے ہم آج آپ کی خدمت میں ساقی کا سالنامہ پیش کر رہے ہیں۔ ساقی کے اس میلے کاغذ کو نہ دیکھئے، اس کے مضامینِ نظم و نثر کو دیکھئے۔ اس کے تنقیدی مضامین کو دیکھئے جو بہت غور و فکر کا نتیجہ ہیں۔ اس کے ڈرامے اور افسانے پڑھئے جو طرزِ جدید کے حامل ہیں۔ نئی نظمیں ملاحظہ فرمائیے جو نئی شاعری کی آئینہ دار ہیں۔ نئی غزل کے عمدہ نمونے بھی آپ کو اس پرچے میں ملیں گے۔

غرض ادبِ جدید کے جملہ اصناف پر ساقی کے سالنامے کو آپ حاوی پائیں گے۔ اس سال ساقی میں آپ نمایاں ترقی دیکھیں گے کیونکہ عسکری صاحب کے ساتھ ادارہ ساقی میں اصل حق قریشی دہلوی بھی شریک ہو گئے ہیں۔

شاہد احمد

جھلکیاں

"ہائے رنگ کی رہتے بڑی خصوصیت کیا ہے؟"

"ملو، بار مال کی قسم بتاؤ!"

"کہ وہ مغد ہا رہتے"

صبح۔ بے سوچتے سوچتے تھک گیا۔ لیکن نہیں مضموں کے لیے کوئی ایسی ترکیب جس سوجھی جس کی مدد سے پڑھنے والوں کی ہمدردی مجھے فوراً حاصل ہو جائے۔ اب جوش کو بھی مجھے لگام دینی پڑی کیونکہ یہ فقرہ میرے منہ سے ایسے نقرے نکلوا جن سے لوگ اور بھڑک جاتے۔ اس لئے سب سے معقول ٹکنیک میرے لئے بے اوپروالی رہے گی

ذکر کر رہا ہے مجھے اشرف صبوحی صاحب کی نئی کتاب "دہلی کی چند عجیب ہستیاں" کا۔ اسی طرح اس وقت میرے ذہن میں صبوحی صاحب کی اور تصانیف بھی ہیں، دراصل صبوحی صاحب کا ذکر چھیڑنے سے پہلے مجھے تین مضمونوں میں اس کے لیے زمین تیار کرنی چاہیئے تھی پہلا مضمون تو ہوتا اُس زبان اور اسلوبِ بیان کے متعلق جس کا ادب تقاضہ کرتا ہے۔ دوسرے مضمون میں ہی "اُردو نثر کی جمع پونجی کا جائزہ ہوتا (یہ مضمون لکھنے کے بعد مجھے بقول شخصے' مرپہ تو باندھ کر باہر نکلنا پڑتا) تیسرے مضمون میں اُردو نثر اور داستانے کی ضرورت سمجھنے کی کوشش کی جاتی پھر کہیں جا کر اشرف صبوحی صاحب کا نمبر آنا چاہیئے تھا۔ لیکن میں کو تو ابادینے والی دوا کی ایجاد سے پہلے میں یہ تین قسطیں لکھنے پر تیار نہیں ہوں۔

ابھی تک میں نے کوئی جوشیلا فقرہ استعمال نہیں کیا، لیکن آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ میں اشرف صبوحی صاحب کے بارے میں پُرجوش ضرور ہوں۔ آپ تعجب کر رہے ہونگے کہ آخر کیوں؟ مجھے لگتا ہے کہ میں اُن کے متعلق اس انداز سے باتیں کرنے پر کیوں مجبور ہوں جیسے میں نے انہیں دریافت کیا ہو۔ اور کچھ نہیں تو مجھ سے دس سال پہلے سے تو وہ لکھ ہی رہے ہونگے، اور مجھے یقین ہے کہ دس سال تک میں اُن کے برابر نہیں لکھ سکتا۔ (اس بات کو میرا انکسار سمجھ کر ٹالنے کی کوشش نہ کیجئے) پھر بھی میں اس انداز سے باتیں کرنے پر مجبور ہوں جیسے میں نے انھیں دریافت کیا ہو۔ کیوں؟ اگر آپ اس سوال کا جواب ڈھونڈنے کی ایمانداری سے کوشش کریں گے تو ٹوٹتے ادبی ماحول کا نظارہ دیکھ کر آپ کو کوئی خوشی نہیں ہوگی۔

اب وہ اُوپر والی ٹکنیک استعمال کرنے کا وقت آگیا۔ اب میں صبوحی صاحب کے متعلق چند ضروری باتیں گنواتا ہوں۔ آپ کے بہت سے سوالوں کا جواب یہیں مل جائیگا۔ (۱) صبوحی صاحب "جنتا" کی زبان نہیں لکھتے، کیونکہ جنتا ایسے نہیں بولتی نہ اُردو نثر لکھتے وقت انھیں راہُل اور نکالا گوا کے مترجمین کی آسانی کا خیال رہتا ہے (۲) اس کتاب میں ایک بھی پندرہ سال کا ایسا لڑکا نہیں جس کی رانوں میں کھُجلی اُٹھتی ہو۔ اور نہ کوئی ایسی لڑکی جو "بیاتگ ِطرفہ" اپنی جوانی کا اعلان کرتی رہتی ہو۔ یوں تو اُس کی دلّی میں ایک سے ایک حال مست اور کھال مست پڑا ہے، لیکن تہمد سنبھالتا ہوا اُس کے پیچھے کوئی بھی نہیں گیا۔ (۳) آنکھے مٹھو، گھمّی، کلّن، وغیرہ بڑے ٹھوس مادّے سے بنے ہیں، لیکن جدلیاتی مادّیت اور "وحد معاشی مفاد" کا ابھارا اُن میں نہیں پیدا کیا گیا اُن کے کئی کردار ایسے ہیں جو (اتفاقاً یا کردار ...) بالکل کھکل ہیں، لیکن صبوحی صاحب نے مفلسی کو کردار کہیں بھی نہیں بنایا (۴) گلا بو ستا بو کے تماشوں کا شوق ہو تو یہ مجھ سے براہِ راست معلوم کر لیجیے گا؛ یہاں تو آپ کو زندہ انسانوں کی زندہ انسانیت ملے گی۔ جنسی، معاشی، مذہبی، سماجی، آفاقی اصولوں کی لیسٹ میں اُن کا ایک کردار بھی نہیں آیا۔ (۵) عجیب مجبوری ہے کہ یہ کتاب دلّی کے بارے میں ہے اُس دلّی کے بارے میں جہاں ابھی بنگالیوں نے عبادتوں کے مجمع کی بحر میں Internationale کا اُردو ترجمہ گانا شروع نہیں کیا تھا۔ نہ یہ کتاب اُس دنیا سے بیزاری کا اظہار کرتی ہے جب سماج طبقاتی برتری کے اُصول پر قائم تھی، یہاں تک کہ بادشاہ کو ظلِ سبحانی سمجھا جاتا تھا۔ اور گھمّی کبابی بھی اپنے آپ کو بادشاہ سے اِدھر نہیں سمجھتا تھا!

یہ پانچ باتیں ایسی ہیں جنھیں گھونسے مار مار کے بھی نئی نسل کے حلق سے نیچے نہیں اُتارا جا سکتا۔ صبوحی صاحب کے پوری داد نہ پا سکنے کی وجہ بعض حضرات (خصوصاً نئے ادبی مخالفین) کے نزدیک یہ ہو سکتی ہے کہ چند نوجوانوں نے ایک دوسرے کو حاجی مشہور کرنے کے لئے آپس میں سازش کر لی ہے، اُنکی چالاکی سے رسالے بھی اُنکے قبضہ میں آگئے

ہیں جو دن رات اُن کا دل ہلاتے ہیں۔ چنانچہ اس گروہ سے باہر کا اگر کوئی آدمی ہو تو اُس کی کوئی سُنتا ہی نہیں۔ اگر معاملہ اتنا سیدھا سادا ہوتا تو لمبی چوڑی تمہیدیں باندھنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی۔ نئی نسل کی واقعی کچھ مجبوریاں اور معذوریاں ہیں ایک حد تک ان مجبوریوں کا علاج خود مجبوروں کے ہاتھ میں بھی ہے لیکن ان کے خارجی اسباب اتنے حقیر نہیں ہیں کہ انھیں بھلا دیا جائے۔ اسی وجہ سے بعض وقت نئی نسل کی کوتاہیوں پر غصے کے بجائے پیار آنے لگتا ہے۔ بہرحال، اس حقیقت کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ بوکھلاہٹ ہمارے ادبی ماحول کا لازمی حصہ بن گئی ہے۔ چند مسئلوں نے ہماری نوجوان نسل کو اپنے اندر ایسا جذب کیا ہے کہ اُن کی ذہنی دُنیا میں توازن باقی نہیں رہا۔ مانا کہ یہ مسئلے ہماری زندگی کے اہم ترین مسئلے ہیں۔ لیکن ہم یہ بھول گئے ہیں کہ زندگی کے مقابلے میں یہ مسئلے پھر بھی محدود ہیں۔ ان سے باہر بھی ایک دُنیا کی دُنیا بسی ہے۔ جہاں تک ان مسئلوں سے باہر کی زندگی کا تعلق ہے ہم نے اپنے دماغ کو ماؤف کر لیا ہے، کون ایسا تعلیم یافتہ نوجوان ہے جس کے ورد زبان کا ڈول کی کتاب —— Repression & Re[illegible] کا نام نہ ہو سکے

اصلیت اور "حقیقت" کی ماہیت کے متعلق اتنی لمبی چوڑی گفتگوؤں نے ہماری نظروں سے یہ سیدھی سادی حقیقت چھپا دی ہے کہ اصلیت محض ایک معاشی، سیاسی، جنسی یا نفسیاتی نظریے کا نام نہیں ہے، بلکہ اس کے ان گنت رنگ ہیں جن کا احاطہ ہماری من گھڑت تعبیر اور تفسیریں کبھی نہیں کر سکتیں۔ جوش کو تو میں نے شروع ہی میں طلاق دیدی ہے، ورنہ شاید میں یہ کہتا کہ اصلیت کوئی چیز نہیں ہوتی ہاں اصلیتیں البتہ ہوتی ہیں۔ جو اصلیت میرے تجربے میں آتی ہے مجھے حق ہے کہ اُس کا احترام اور اُس سے محبت کروں۔ لیکن دوسروں کے تجربے میں جو اصلیتیں آتی ہیں اُنکے وجود سے انکار کرنا میرے نزدیک تو ذہنی بیماری ہے —— Dementia Praecox کی ایک قسم۔ دو آدمی ہماری نئی نسل کو روگ کی طرح لگے ہیں ایک تو مارکس دوسرے فرائڈ۔ ان دو آدمیوں کی اہمیت سے جو انکار کرے وہ کافر۔ اپنے اپنے دائرے میں وہ بہت سی کام کی باتیں بتا گئے ہیں۔ سب سے زیادہ کام کی بات یہ کہ مختلف اصلیتیں ایک دوسرے سے کیا علاقہ رکھتی ہیں۔ اور کس طرح ایک دوسرے کے سہارے زندہ رہتی ہیں۔ ان مختلف اصلیتوں سے جو عظیم اصلیت بنتی ہے یا کم سے کم جسے بنتا ہوا دیکھنے پر انسانی ذہن مجبور ہے اُس کا دُھندلا سا اور

یک رُخا عکس ان دونوں کے نظریے ہیں۔ لیکن عکس کو اصل سے زیادہ ٹھوس سمجھنا، بلکہ اسے وحدہٗ لاشریک لہٗ جاننا —— اس کے لئے ذہنی بلسی دماغی نکمّا پن، سہل اندیشی، ان میں سے کوئی نام چھانٹ لیجئے ایک اور کارآمد تشبیہ میرے ذہن میں آتی ہے۔ مختلف اصلیتوں کو شہر فرض کیجئے جنھیں ہم مادی سطح پر ایک دوسرے سے بالکل الگ تھلگ سمجھتے تھے۔ مارکس اور فرائڈ نے ہمیں دکھایا کہ اُن کے درمیان پُل بھی ہیں۔ اب یہ ہماری خوش فہمی ہے کہ ہمیں بس ایک پُل ہی پُل نظر آتا ہے شیطان کی آنت کی طرح کبھی ختم نہ ہونے والا۔ ہم نے جو اس ازلی اور ابدی الم یلد ولم یولد پُل کا تصور باندھ رکھا ہے، بہت ممکن ہے یہ ہمیں ایک نئی اصلیت تک پہنچنے میں مدد دے۔ نئی دُنیا کے ترکستان جانا ہو تو شاید اس پُل پر سے گزرے بغیر چارہ نہ ہو، لیکن ادب کا کعبہ انھیں تتر بتر شہروں میں ملیگا۔ آپ اپنے لئے ایک چیز پسند کر سکتے ہیں نظریہ یا ادب۔ ہمیں چونکہ نظریوں سے زیادہ محبت ہے، اس لئے جب اشرف صبوحی کے مضامین کی قسم کا ادب ہمارے سامنے آتا ہے تو ہمارے اعصاب اُسی طرح گنگ رہتے ہیں۔ ہم نے فرض کر لیا ہے کہ وہی افسانہ اچھا ہے جس میں اصلیت ہو، اور اصلیت صرف وہ ہے جو ہم محسوس کرتے ہیں، مثلاً جنسی خلش، معاشی بے اطمینانی، تھوڑی بہت سیاسی اُلجھن، مایوسی، تشنگی، بیزاری، اور ایسے ہی الم غلم۔

اشرف صبوحی کے ان مضامین یا افسانوں میں جو روح اور اصلیت پائی جاتی ہے وہ ان سب سے الگ ہے یہ روح یو پی اور دہلی کے علاقے میں مسلمانوں کی صدیوں کی زندگی کے نشوونما کا نتیجہ ہے۔ مختصر یہ کہ یہ روح بالکل انوکھی ہے، اس کا رنگ سب سے الگ ہے۔ یہ روح صرف اسی خطے میں، صرف ان ہی جغرافیائی تاریخی، معاشی، سیاسی اور سماجی حالات کے ماتحت پیدا ہو سکتی تھی۔ اور ایک مرتبہ پیدا ہونے کے بعد جب تک وہ عوام کے رگ و پے میں بسی ہوئی ہے اُس کا مٹنا آسان نہیں ہے۔ یہ روح نہ مُردہ ہے نہ پُرانی پڑی ہے جیسا ہم میں سے بہت سے لوگ سمجھتے رہتے ہیں بلکہ یہ اتنی ہی نئی ہے جتنا آج کا دن۔ یہ اصلیت اتنی ہی ٹھوس ہے جتنی جنسی بھوک۔ اگر متوسط طبقے کی نئی نسل کے دو چار یا سارے کے سارے آدمیوں کی قوت احساس بعض حیثیتوں سے کُند ہو گئی ہے تو اس سے یہ اصلیت مر نہیں گئی۔ بلکہ جن آدمیوں سے ہم کندھے رگڑتے ہوئے چلتے ہیں، بازار کے نائی، حلوائی، سقّے، دھوبی، ہماری مائیں بہنیں، سب کے شعور میں یہ اصلیت جیتی جاگتی موجود ہے، اور

اُس وقت تک نہ ہے گی جب تک ہماری طبیعتوں کی مُردنی ان سب لوگوں پر بھی نہ چھا جائے۔ اس لئے ہم اشرف صبوحی کی تحریروں کو بے وقت کی راگنی کسی طرح بھی نہیں کہہ سکتے۔ اگر آپ جاننا چاہتے ہیں کہ اس علاقے کے ایک عام مسلمان کے شعور میں اصلیت کی کیا شکل ہے، اُس کے مزاج میں کیا کیفیتیں سی ہوتی ہیں، اُس کی حسیاتی زندگی کا رنگ روپ کیا ہے ——— تو ان سب کا عکس آپ کو صبوحی صاحب کے مضمونوں میں ملے گا۔

سب سے پہلا احساس جو ان کے مضمون اور افسانے پڑھ کر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ صرف ایک فرد کی محدود انفرادیت کا اظہار نہیں کر رہے ہیں، بلکہ ایک جماعت کی طرف سے بول رہے ہیں ان کا رشتہ جمہور سے نہیں ٹوٹا ہے، ان کی اور عوام کی حسیاتی زندگی میں بڑی یگانگت ہے۔ اور انکی تحریر اس یگانگت کا احساس پیدا کرتی ہے انہیں اپنی جماعت کے جمہور پر یقین ہے اور وہ جمہور کے ساتھ مل کر اپنی جماعت کی زندگی سے لطف لے سکتے ہیں۔ یہ اِس زمانے میں بڑی بات ہے۔ چونکہ اُن کی اپنی جماعت سے لڑائی نہیں ہے، غالباً اسی لئے اُن میں کردار کا احساس اکثر نئے لکھنے والوں سے زیادہ ہے۔ بہت سے نئے لکھنے والے اس خیال میں مگن ہیں کہ افسانے میں طبقاتی کشمکش یا فرائڈ کے کسی مُرکب کا ذکر آ جائے تو بس پھر کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں۔ دو ایک حضرات کے نزدیک تو کردار نگاری افسانہ نگاری کا کام نہیں، چڑی مار کا ہے۔ بہرحال اس وقت ذکر اشرف صبوحی کا ہے اُن کے نزدیک انسان نظریاتی مفروضے نہیں ہیں، بلکہ گوشت پوست کے بنے ہوئے، زندہ، سانس لیتے ہوئے آدمی حالانکہ اُنکے کردار بہت سے نئے افسانوں کے کرداروں سے زیادہ جماعتی زندگی اور جماعتی خصوصیات کے حصّہ دار ہوتے ہیں، لیکن پھر بھی اُن میں انفرادیت اور شخصیت کا احساس شدید تر ہوتا ہے۔ قصّہ یہ ہے کہ اگر افسانہ نگاروں کی ایک نسل کی نسل عجیب و غریب اور انوکھے کردار برتنے کے پھیر میں پڑ جائے تو تھوڑے دن بعد نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سب کے کردار ایک سے ہو جاتے ہیں۔ اور اگر واقعہ کو کردار کا قائم مقام سمجھ لیا جائے تو پھر تو کہنے ہی کیا ہیں شاید دیوانوں میں تنوّع کا امکان بہت کم ہے شاید دیوانے کے کردار میں عموماً چونکانے کی بھی صلاحیت نہیں ہوتی، کیونکہ دیوانے سے آپ ہر چیز کی توقع کر سکتے ہیں۔ چونکیں گے تو آپ صرف اُسی وقت جب ایک عام اور معمولی آدمی کو غیر متوقع باتیں کرتے دیکھیں گے۔

اسی وجہ سے صبوحی صاحب کے کرداروں میں تازگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے

کتاب کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب دلی کے بارے میں ہے۔ دلی کے متعلق لکھنے والے ایک بات میں بہت بدنام ہیں کہ وہ روتے بہت زیادہ ہیں۔ یہ بات اچھی ہے یا بُری اِس سے فی الحال مجھے مطلب نہیں میں صرف اشرف صبوحی کا فرق دوسروں سے دکھانا چاہتا ہوں دلی کے متعلق لکھنے والے زیادہ توجہ لال قلعے پر صرف کرتے ہیں۔ وہ مغلیہ سلطنت کو روتے ہیں، بادشاہی جلوسوں اور شان و شوکت کو روتے ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ اُنھیں رونا نہیں چاہیئے لیکن بہرحال یہ جو کچھ ہوا وہ ایک تاریخی عمل تھا۔ جلوس دلچسپ چیز ہے لیکن اس کا مزہ کتنی دیر کا؟ اشرف صبوحی صاحب نے ایک زیادہ مستقل اور اہم عنصر کی طرف توجہ کی ہے جو بادشاہیاں اور سلطنتیں گزر جانے کے بعد بھی جلدی اور آسانی سے نہیں مرتا۔ یعنی کسی مخصوص سیاسی اور معاشی نظام نے عوام کی طبیعتوں پر کیا اثر ڈالا ہے، اُن کے مزاج میں کیا خصوصیتیں پیدا کی ہیں، زندگی کی فضا کو کس رنگ میں رنگا ہے۔ یہ چیز تخت و تاج کے ساتھ مٹنے والی نہیں ہوتی، بلکہ بڑی بڑی مشکلوں سے اس کے نشان دُور ہوتے ہیں۔ یہی چیز اِس کتاب میں سب سے زیادہ قابلِ قدر ہے۔ یہ اُس دلّی کے بارے میں ہے جو لال قلعہ کے ساتھ اُجڑ نہیں گئی، بلکہ اب بھی زندہ ہے ——— اپنی بہترین شکل میں نہ سہی۔ صرف دلّی کے دس پانچ میل کے رقبے ہی میں زندہ نہیں ہے، بلکہ دلّی سے چار سو میل کے فاصلے پر بھی سانس لے رہی ہے۔ اِس کتاب کا رُخ محلوں کی طرف نہیں ہے بلکہ گلیوں اور بازاروں کی طرف۔ صبوحی صاحب کی دلچسپیاں سراسر جمہوری ہیں بلکہ دلّی کی تہذیب کی سب سے بڑی عظمت یہی ہے کہ وہ جمہور کے دلوں سے بہت قریب تھی اور اس بات کی بہترین شہادت یہ کتاب ہے۔ صبوحی صاحب کی تحریروں کی قوّت کا راز اسی رچی ہوئی جمہوریت میں ہے۔ لال قلعہ کے اُجڑنے سے زیادہ رنج انھیں اس بات کا ہے کہ دلّی میں کھمّن جیسے کبابی نہیں رہے جو پیسے والے کو کباب پہلے دیتے تھے اور روپے والے کو بعد میں۔

یہ تو رہا کتاب کے موضوع کے متعلق۔ جہاں تک نثر لکھنے کا تعلق ہے اِس وقت زندوں میں مجھے کوئی ایسا نام نہیں یاد آ رہا جو اُن سے بہتر اُردو نثر لکھ سکتا ہو۔ میرا مطلب اُس نثر سے ہے

جو تحیل کی زبان ہوتی ہے۔ بفرضِ محال اگر اُن میں کوئی اور بات نہ بھی ہوتی تو یہی چیز انھیں ایک ممتاز جگہ دینے کے لئے کافی تھی۔ کیونکہ یہ تو وہ زمانہ ہے جب لوگ چار صحیح جملے لکھنا سیکھنے سے پہلے ادیب ہونے کا دعویٰ کرنے لگتے ہیں۔ بڑی دلچسپ چیز ہوگی، کسی دن آزما کر دیکھئے عصمت چغتائی کو تو الگ کر دیجئے، اور ایک غلام عباس کے افسانے "آنندی" کو، اس کے بعد سارے نئے افسانوی ادب میں سے ایک ایک صفحہ ایسا چھانٹئے جسے اس فسانے سے باہر نکال کر اچھی نثر کی مثال کے طور پر پیش کیا جا سکے۔ میں نے ابھی یہ عمل کر کے نہیں دیکھا، لیکن میری دعا یہی ہے کہ خدا کرے میرے شبہات جھوٹے ثابت ہوں۔ ہمارے یہاں یہ خیال بہت عام ہو گیا ہے کہ اگر آپ کے پاس کوئی جذبہ ہے تو بس کافی ہے اُسے کم سے کم خراب شکل میں پیش کر دیجئے، وہ ادب ہو جائے گا۔ اور سب سے عام جذبہ ہے جنسی۔ ایسے پڑھنے والے بھی آسانی سے بہل جاتے ہیں۔ چنانچہ افسانہ نگاروں کی اُردو میں وہ بہتا سا ہے کہ روز نئے دروازے کھلتے ہیں۔ روز نئے میل قائم ہوتے ہیں۔ جنسی چیزوں سے تو پڑھنے والوں کو پہلے ہی دلچسپی ہوتی ہے، افسانہ نگار کو دلچسپی پیدا کرنے کیلئے کاوش کرنی ہی نہیں پڑتی بس تان ناچی اور راگ بوجھا۔ لیکن جب ایسی چیزوں کا بیان کرنا پڑ جائے جس سے بظاہر پڑھنے والوں کو کوئی دلچسپی نہیں، اُس وقت کھلتی ہے حقیقت آسمان چھونے والوں کی۔ یہی امتحان ہے لکھنے والے کا۔ یہاں میں اشرف صبوحی صاحب کی چند سطریں نقل کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے اس کتاب میں سب سے زیادہ جو مضمون پسند ہے وہ ہے "مٹھو بھٹیارا"۔ اس کردار میں کوئی بھی ایسی بات نہیں جو روز دیکھنے میں نہ آتی ہو۔ چنانچہ موضوع میں بذاتِ خود دلچسپ بننے کی زیادہ صلاحیت نہیں تھی۔ لیکن ایسے موضوع کو بھی انتہائی دلچسپ بنا دینا صرف ایسے ہی آدمی کا کام ہے جو اسلوبِ بیان اور زبان کا مالک ہو۔ جو سطریں میں نقل کر رہا ہوں اُن میں بھٹیارے کو دکان کھولتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ مٹھو دکان کھولنے کا کوئی نرالا اور انوکھا طریقہ استعمال نہیں کرتا۔ جتنے بھٹیارے دنیا میں باقی ہیں وہ اسی طرح دکان کھولتے رہیں گے۔ لیکن غور سے دیکھئے اس چھوٹی سی بات کے بیان میں صبوحی صاحب نے کیا شگفتگی پیدا کی ہے۔ اس حصہ کو سب سے زیادہ نثر کی حیثیت سے جانچئے "سُنتے ہیں جاڑے گرمی، برسات محلے بھر میں سب سے پہلے میاں مٹھو کی دکان کھلتی۔ منہ اندھیرے بغل میں مصالحہ کی پوٹلی وغیرہ سر پر پتیلا، پیٹھ کے اوپر کچھ چھیپٹیاں کچھ لکڑ لنگی میں بندھے ہوئے گنگناتے چلے آتے ہیں۔ آئے، دکان کھولی، جھاڑو بہارو کی، تنور کھولا، ہنڈلوں گدڑیوں یا اوجھڑی کا ہنڈا نکالا، ہڈیاں جھاڑیں، اس کوٹھی کے دہان اُس کوٹھی میں رکھے، یعنی گھر سے جو پتیلا لائے تھے، ہنڈے کا مال اُسمیں ڈالا، مصالحہ چھڑکا اور لے دھڑ دھڑ سے لگے سورج نکلتے نکلتے سالن، نہاری، شیرمال سب درست کر لیا۔ تنور میں ایندھن جھونکا۔ تندور گرم ہوتے ہوتے غریب غربا کام پر جانے والے روٹی پکوانے یا لگاون کیلئے شوربا لینے آنے شروع ہو گئے۔ کسی کے ہاتھ میں آٹے کا طباق ہے تو کوئی مٹی کا پیالہ لئے چلا آتا ہے اور میاں مٹھو ہیں کہ جھپا جھپ روٹیاں بھی لگاتے جاتے ہیں اور پتیلے پر کھٹا کھٹ چمچا بھی چل رہا ہے۔" یہ نہ سمجھئے گا کہ میں نے اپنی دلیل کو مضبوط بنانے کیلئے کتاب کے اچھے حصوں میں سے ایک چھانٹ کر نقل کر دیا ہے۔ جو خوبیاں آپ کو یہاں نظر آ رہی ہیں وہ ساری کتاب میں نظر آئیں گی۔

محض [illegible] لکھ لینا کوئی بہت بڑا کمال نہیں ہے بلکہ یہ تو اسکول کے لڑکوں کا فن ہے۔ اچھا نثر نگار وہ ہے جو مسلسل اچھی نثر لکھ سکے جسکی نثر ہموار ہو۔ یہ نہیں کہ چار قدم تو بڑے اکڑ کے چلے اور پھر ڈھیلی کرنے لگے۔ الّلہ یہ کہ گا ہمی چال ہمارے یہاں بہت مقبول ہوتی جا رہی ہے۔ اب اچھی نثر کا معیار یہ ہے جو دو چار اَن مل بے جوڑ تشبیہیں استعمال کر سکتا۔

اشرف صبوحی صاحب دھکاپیل کے قائل نہیں ہیں۔ انہیں اچھی نثر لکھنے میں خود مزہ آتا ہے، اور آپ بھی اُنکی تحریر کو مزے لے لیکر پڑھ سکتے ہیں اور صاحب آپ جو چاہے کہیں میں تو ادب سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اُسے لطف کے ساتھ پڑھ سکوں۔ کسی نے کہا ہے کہ بڑے ادب میں ادبیت نہیں ہوتی۔ اگر ادبیت کے معنی تصنع لئے جائیں تب تو ٹھیک ہے لیکن اگر اس سے مراد ہے کہ بڑا ادب ایسا ہوتا ہے جیسے کھرپے سے گھاس کھد رہی ہو تو میں یہ کہوں گا کہ کہنے والے نے جان بوجھ کر جھوٹ بولا ہے۔ مجھے تو بڑے ادب کی کوئی ایسی مثال یاد نہیں آ رہی جسے رو رو کر پڑھنا پڑا ہو۔ اشرف صبوحی صاحب کی کتاب کو بڑا ادب تو خیر میں پھانسی کے تختے پر چڑھ کر ہی کہوں تو کہوں لیکن میں ہر وقت کہنے کو تیار ہوں کہ اس کتاب کی ہر ہر لائن کو آپ لطف کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں، اور اس لطف کا احساس کتاب بند کر دینے کے بعد بھی دماغ میں گھومتا رہتا ہے اور اس چیز کو میں کوئی معمولی خوبی نہیں سمجھتا۔ اگر اُردو میں اچھا ادب کافی مقدار میں پیدا ہو رہا ہوتا تو اُس وقت اشرف صبوحی صاحب کی کیا اہمیت ہوتی؟ یہ بھی خاصا اچھا سوال ہے لیکن فی الحال اس پر غور کرنے سے کوئی فوری اور عملی فائدہ نہیں۔ اُردو ادب میں آجکل جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپکے سامنے بھی ہے اور میرے سامنے بھی۔ ہزار بات کی ایک بات یہ ہے کہ اشرف صبوحی صاحب کا وجود غنیمت ہے۔

یہ آخری فقرہ بقول شخصے [illegible] کے معنوں میں ہے۔

محمد حسن عسکری

"منزلِ امنِ جہاں"

سوال

ساغرِ شمس و قمر دے کے جسے بھیج دیا ‖ سوزِ جگر دے کے جسے بھیج دیا
ایک بیتاب نظر دے کے جسے بھیج دیا ‖ جرأتِ دستِ ہنر دے کے جسے بھیج دیا

اُس کی رفتار کی رفعت سے ہراساں تو نہ ہو
اپنی تخلیق سے یارب! تو پشیماں تو نہ ہو

قسمتِ آئینہ حیرانی ہی حیرانی ہے ‖ پیشِ نظر کشت کی ویرانی ہے
کام شعلے کا یہی سوختہ سامانی ہے ‖ قفس کا ... خاک بدامانی ہے

کیا کرے اور اگر خاک اُڑایا نہ کرے؟
"محملِ گرد" بھلا کیوں یہ بنایا نہ کرے؟

آزماتا ہے کوئی کس لئے سنگینوں کو؟ ‖ کیا بنایا نہ تھا چھد نے کیلئے سینوں کو؟
لوحِ فطرت سے مٹا پہلے ان آئینوں کو ‖ کبک پر رحم کر آجائے بازشاہینوں کو

توڑ دے ساز کو ... اس سے
جس طرح آتا ہے ... اس سے

جواب

رودِ ... پہلے کی روایت کیا خوب! ‖ وہی فرسودہ دیارینہ حکایت کیا خوب!
پھر وہی تذکرۂ خبث و دنایت کیا خوب! ‖ یعنی معصوم فرشتوں کی سدایت کیا خوب!

ہمکو معلوم یہ تھا انجام یہی ہونا تھا
لیکن اس ریگ بیاباں میں بہار سونا تھا

رام کیا حضرتِ آدمؑ ہی کے فرزند نہ تھے ‖ ابنِ مریمؑ بھی کسی اور کے دلبند نہ تھے
اور ... فطرت کا تشکر خندہ تھے ‖ دہنِ تلخ زمانہ میں یہ کیا قند نہ تھے

یہ وہ خاکی تھے فرشتوں سے بھی جو پاک رہے
یہ وہ بندے تھے جو سجدہ گہِ افلاک رہے

شہر ہے اب بھی ضیا بار میں پہلے کی طرح ‖ شہپر ... پہلے کی طرح
دہر کی "مشعلِ پندار" میں پہلے کی طرح ‖ العرض ... پہلے کی طرح

بندۂ حرص و ہوا ہی کو یہ منظور نہیں
"منزلِ امنِ جہاں" ورنہ ابھی دور نہیں

امینِ حزیںؔ

باتیں

چارلس باڈلیئر کی ایک نظم ہے ـــــ آئینہ۔

ایک نہایت کریہہ المنظر آدمی کمرے میں داخل ہوا اور آئینے میں اپنی صورت دیکھنے لگا۔ مجھ سے نہ رہا گیا۔ میں نے پوچھا "آئینے میں اپنی صورت دیکھ کر آپ کو بے لطفی اور بدمزگی کے سوا اور کوئی احساس ہو ہی نہیں سکتا، پھر کیوں آپ آئینے میں اپنی صورت دیکھتے ہیں؟"

کریہہ المنظر آدمی نے جواب دیا "حضرت، یہ بیسویں صدی ہے، مساوات کا دور، آزادی اور جمہوریت کا زمانہ، ملک، قوم، پیشہ کوئی بھی ہو، اِس مساوات کے عہد میں حرج نہیں ہو سکتی، ہر شخص کے حقوق برابر ہیں، اس لیے مجھے بھی اپنے حق سے کوئی طاقت محروم نہیں کر سکتی، چنانچہ میں اپنے آپ کو آئینے میں دیکھتا ہوں، اب اِس میں چاہے لطف ہو یا بے لطفی، اُس کا تعلق میری ذات سے ہے، میرا اپنا ضمیر اس کا ذمہ دار ہے۔"

اگر سیدھی سادی سمجھ سے کام لیا جائے تو میں راستی پر تھا، لیکن قانونی نقطۂ نظر سے وہ کریہہ المنظر آدمی بھی غلط بات نہیں کہہ رہا تھا۔

یہ تو تھی نظم، حالانکہ نثر میں ہے، سنو۔ جدید ادب پر اعتراض کرنے والے چاہے وہ قدامت پرست ادیب یا شاعر ہوں چاہے ناسمجھ نقاد اور چاہے احتساب کے جاہل مجاور، سب آئینے میں اپنی صورت دیکھ رہے ہیں، اور اُن کی اس حرکت سے جو بے لطفی اُن کے اپنے ذہن میں پیدا ہوتی ہے اُس کا ردِ عمل وہ گڈھب اعتراضات کی صورت میں ظاہر کرتے ہیں۔ اپنے ضمیر کی بلندی کے دعووں میں وہ کسی سے کم نہیں مگر جب آئینے میں انہیں حقیقت سے سامنا ہوتا ہے تو وہ جھلا اٹھتے ہیں اور جمہور کے اخلاق کی نام نہاد پاسبانی کی آڑ لے کر قانون کی پشت پناہی میں اپنی جھلاہٹ کا انتقام لیتے ہیں لیکن اُن کا کمزور حافظہ اُس وقت یہ بھول جاتا ہے کہ مساوات کے اس عہد میں جس طرح انہیں اپنے خیالات کے اظہار کا حق ہے اسی طرح جن لوگوں پر وہ معترض ہیں اُن کے بھی حقوق ہیں، وہ بھی اپنے خیالات کا اظہار آزادی سے کر سکتے ہیں، کہہ سکتا ہوں کہ زندگی بیکار ضائع نہیں کی ہے، انہوں نے بیباکی کے ساتھ حقیقت کا سامنا کرتے ہوئے ہر بات کی اونچ نیچ پر غور کیا ہے اور اس کے بعد جو کچھ وہ کہنا چاہتے ہیں کہہ رہے ہیں، اگر اُن کی باتیں معترضین کو آئینہ نظر آتی ہیں تو آئینہ دیکھنے سے پہلے انہیں اپنے ضمیر کا علاج کرنا چاہیے اور فوراً کرنا چاہیے، کیونکہ اُن کے ضمیر کا مرض بہت پرانا ہے اور بہت مہلک بھی، (اُن کی اپنی ذات کے لیے)

. . . .

غصہ بھی ایک طرح کا نشہ ہے، جیسے محبت کا نشہ، جیسے جوئے کا نشہ، جیسے شراب کا نشہ، لیکن غصہ اور شراب کے پینے والوں کے اعداد و شمار اکٹھے کیے جائیں تو غصے کا خانہ غالباً خالی ہی رہے گا۔ گو شراب پینے والوں کی اس دنیا میں کثرت ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ شراب بوتلوں میں آسانی سے حاصل ہو جاتی ہے اور غصہ کسی بند بوتل میں نہیں ملتا بلکہ بوتل کھلنے پر غصے کا اظہار شروع ہوتا ہے اور بعض دفعہ غصہ ختم ہونے پر معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے کا سر تھا اور اپنی بوتل یا بوتل تو دوسرے کی تھی لیکن سر اپنا تھا، نتیجہ دونوں صورتوں میں ایک یعنی دردِ سری۔

غصے اور شراب میں ایک فرق ہے۔ شراب کو حاصل کرنے سے پہلے اپنی جیب پر اقتصادی بار ڈالنا پڑتا ہے، غصے کے بُرے نتائج کا تدارک یا کفارہ غصے کے بعد جیب پر اقتصادی بار کا باعث ہوتا ہے۔

غصہ آسانی سے بند بوتلوں میں نہیں حاصل ہو سکتا اس لیے لوگ اُسے پی نہیں سکتے۔ چنانچہ غصہ اُگلا جاتا ہے، شراب پی جاتی ہے، شراب اُنڈیل کر اس لیے ضائع نہیں کی جا سکتی کہ اُس کے اُنڈیلنے پر غصہ آ سکتا ہے اور شراب کی غیر موجودگی میں غصہ نہیں پیا جا سکتا۔ دو چار پینے والوں میں خصوصاً جنہوں نے چندہ کر کے پینے کی ٹھانی ہو اگر کسی کو کم ملے اور کسی کو زیادہ، تو شراب کے ساتھ غصے کو بھی پینا پڑتا ہے۔ یہ مانا کہ اس صورت میں نشہ دُہرا ہو جاتا ہے لیکن یہ ممکن نہیں کیونکہ غصے کے پینے

اور لوگ ہوتے ہیں اور شراب کے پینے والے اور لوگ۔

ایک بار میری ملاقات ایک ایسے انسان سے ہوئی جو اپنے دوستوں میں بہت بڑا بادہ‌نوش مشہور تھا، جیسے میں دنیا بیلا شہر کے اندلیشے میں کھلنے والا بالکل سرابی لعنت ۔۔۔ اور میں نے سوچنا شروع کیا کہ لوگ شراب کی بجائے عقلمند کیوں بنتے ہیں۔ اس سے ایک فائدہ تو یہ ہو سکتا ہے کہ جب سر کوئی بار نہیں پڑتا اور دوسرے ۔۔۔ لیکن فائدے اور نقصان کا تو نہ عقلے میں خیال رہتا ہے نہ شراب کے نشے میں، اس لئے میں [illegible] لئے میں آج یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ آئندہ عقلمند بن جایا کروں گا۔ وہ غصہ جو مجھے اس بات پر آتا ہے کہ میں شراب کیوں پیتا ہوں لیکن شاید آپ کہیں کہ یہ تو شرابی کی سی باتیں معلوم ہوتی ہیں تو آیئے کچھ اور باتیں کریں

. . .

فرانس کا شاعر چارلس باڈلیئر جو شراب تو پیتا تھا لیکن تھا ہوشمند انسان، ایک جگہ کہتا ہے "ہر وقت پیئے رہو مگن رہو، اور کسی بات کی سوچ ہی کیا، صرف پینے ہی کا دھندا ہے، اگر تم نہیں چاہتے کہ اپنے شانوں پر وقت کے اُس ہیبت ناک بارِ گراں کا احساس ہو جو اس دھرتی پر ہر کسی کو کچلے جا رہا ہے تو لگاتار پیئے رہو، لگاتار مگن رہو۔

"لیکن کیا پیئے رہو، کیسے مگن رہو؟ شراب میں، شاعری میں، نیکی یا اچھائی میں، کس میں مگن رہو؟ جس میں جی چاہے مگن رہو، لیکن مگن رہو، پیئے رہو۔

"لیکن اگر کبھی کبھار کسی محل کے زینے پر یا کسی تال کے ہرے کنارے پر یا اپنے ہی کمرے کی بوجھل خلوت میں جاگ پڑو، ہوش آ جائے اور بے خودی پوری یا ادھوری ہاتھ سے پھسل کر نکل جائے تو ہوا کے کسی جھونکے سے پوچھو، یا کسی لہر سے پوچھو، یا کسی ستارے سے پوچھو، یا کسی پرندے سے پوچھو، یا گھڑی سے پوچھو، ہر اُس چیز سے پوچھو جو اُڑتی ہے، یا آہ بھرتی ہے یا جھولتی ہے، یا بولتی ہے پوچھو یہ کہ کیا وقت ہے، کیسا وقت ہے، اور ہوا کا جھونکا، لہر، ستارا، پرندہ، گھڑی ۔۔۔ سب یہی جواب دیں گے "یہ پیئے رہنے کا وقت ہے" "یہ مگن رہنے کا وقت ہے"۔ اگر جی چاہتا ہے کہ وقت کے مظلوم غلام نہ بنو، تو لگاتار پیئے رہو، لگاتار مگن رہو، شراب میں شاعری میں، نیکی یا اچھائی میں، جس میں بھی چاہو مگن رہو۔

. . .

کتب خانوں میں پڑھتے پڑھتے بات یہ ہی عورت کو دیکھتے دیکھتے خیال آیا کہ [illegible] کتاب میں [illegible] ایک ہی بلکہ یوں کہیئے [illegible] ایک بہت بڑا کتب خانہ جب داخل ہو کر آگے بڑھیں تو ہمیں ہر طرف الماریوں میں رکھی ہوئی عورتیں [illegible] دکھائی دیتی ہیں۔ اس الماری میں کیا ہے ریاضی، [illegible]، الجبرا، اقتصادیات اور اسی قسم کے دوسرے علوم کی کتابیں، یہ سب کوڑھی عورتیں ہیں یا بدصورت عورتیں ہیں یا [illegible] سال سے کم کی بچیاں ہیں ان میں کسی مرد کو کم ہی دلچسپی ہوتی ہے بلکہ بالکل نہیں۔ [illegible] اس الماری میں ناول ہیں یہ وہ عورتیں ہیں جو حسین ہوں یا نہ ہوں لیکن ان میں تھوڑی بہت کشش ہے، جیسی اصل۔ عوام ان کی طرف اکثر راغب رہتے ہیں۔ شاعری کی کتابیں ہیں یعنی محبوب عورتیں کیونکہ ایک شاعر کہتا ہے اُسے کبھی کسی عورت سے عشق نہ ہوا ایک عاشق بھی ہو سکتا ہے اور ایک عاشق جائے عمر بھر ایک بھی شعر نہ کہے یہ عرصہ دراز ہوتا ہے ۔۔۔ یہاں سامنے یہ اسکولوں کالجوں کے کورس ہیں، ان کو حالی نے یوں مخاطب کیا ہے ۔۔۔

"اے ماؤ، بہنو، بیٹیو [illegible] اور دنیا کی عزت ان سے ہو یا نہ ہو ان کا مطالعہ انسان کی زندگی میں ایک لازمی حصہ کے طور پر شامل ہے، کیونکہ انہیں پڑھنے سے [illegible] کو دوسری کتابوں کے مطالعہ میں آسانی رہتی ہے، اور [illegible] اس الماری پر بھی غور کیجئے، اس [illegible] کے سطح پر وہ تمام کتابیں اکٹھی کر رکھی ہیں جو اب کسی [illegible] کو حاصل نہیں ہو سکتیں، کیونکہ وہ آؤٹ آف پرنٹ ہیں۔ ان میں [illegible] بھی ہے اور قلوپطرہ بھی، ٹرائے کی ہیلن بھی ہے اور جہاں جہاں کی دردیدی بھی۔ یہ تاریخی ساجیں ہیں اور یہ ایک طرف مذہبی کتابیں ہیں، ان میں تمام دیوتاؤں کی مورتیاں ہیں، لکشمی، سرسوتی، پاربتی یہاں تک کہ کرشن مہاراج کی رادھا بھی یہاں براجمان ہیں۔

جس طرح وید، انجیل اور قرآن ایک عالم پر اثر انداز ہو کر ہیں اسی طرح بعض عورتوں نے بھی تاریخ پر اپنا گہرا نقش چھوڑا ہے، ایسی کتابوں کو انگریزی میں بیسٹ سیلر کہتے ہیں، مثلاً ہندوستان میں نور جہاں، انگلستان میں ملکہ الزبتھ، فرانس میں جون آف آرک وغیرہ بڑا القاب کہ

بعض کتابوں کی کتابت طباعت جلد بندی بہت اچھی ہوتی ہے لیکن متن میں رطب و یابس بھرا ہوتا ہے۔ وہ عورتیں ہیں جن کی دلکشی صرف بصارت تک محدود ہے۔ دور سے دیکھ لیجئے پاس پہنچے تو ملاقات یعنی مطالعہ آپ کو ناامید کر دے گا۔ لیکن "زعفرانی" عورتیں کیا ہیں؟ مجلد کتابیں ہیں جزدان میں رکھی ہوئی۔ انہیں پہلے زمانے میں لوگ باوضو ہو کر رحل پر رکھ کر پڑھا کرتے تھے، لیکن اب دنیا ترقی کر چکی ہے، پڑھنے والے رستہ چلتے بھی پڑھ لیتے ہیں۔

ہاں، وہ عورتیں جو ہماری زندگی میں آتی ہیں دوسروں کی لکھی ہوئی کتابیں ہیں اور وہ کتابیں جنہیں لکھنے تو ہم خود ہیں لیکن ان کے پڑھنے والے اور ہوتے ہیں انہیں مثال کہتے ہیں۔

بعض کتابیں ایسی ہوتی ہیں کہ ایک بار شروع کر کے ختم کرنے کو جی نہیں چاہتا، بعض عورتیں بھی ایسی ہوتی ہیں۔

آج کل میں شام کو کتابوں کی دکانوں سے گزرتے ہوئے اکثر دل میں کہتا ہوں کہ اللہ توفیق دے تو ایسا ہی کاروبار کروں — یہاں تک لکھنے کے بعد بات سمجھ میں آئی کہ چکلہ کتابوں کی ایک دکان ہے جہاں ہر شخص نقد دام دے کر ہر موجودہ کتاب خرید سکتا ہے لیکن گھریلو زندگی ایک کتب خانہ ہے جہاں بعض شرائط کی بنا پر ہی کتاب مل سکتی ہے۔

میراجی

نشاطِ غم

ضبطِ غم کی کشمکش سے وہ مقام آہی گیا
لاکھ روکا پھر بھی لب پر انکا نام آہی گیا

راہِ ہستی میں سکونِ مرگ بھی منزل نہیں
میں یہ سمجھا غالباً کوئی مقام آہی گیا

کم نہو ائیں وہاں جامِ طرب کی گردشیں
میرا سر گشتۂ مقدر اُنکے کام آہی گیا

ہائے کیا جوشِ طلب ہے گرتے گرتے ضعف سے
جانبِ منزل کوئی دو ایک گام آہی گیا

ضبطِ غم کا تکملہ چاہا سکوتِ مرگ نے
لب پہ لیکن ایک نالہ ناتمام آہی گیا

وحدتِ جوشِ طلب سے ماسوا کی راہ میں
بُتکدہ آہی گیا بیت الحرام آہی گیا

ہر نگاہِ شوق اب رہنے لگی ناکامِ دید
جلوہ آرائی کا اُن کو اہتمام آہی گیا

جوشِ ہجراں روکدیتا گردشیں افلاک کی
کوئی کافر درمیانِ صبح و شام آہی گیا

جلوہ گاہِ ناز میں تابشؔ نظر کی خیر مانگ
اِس طلسمِ رنگ و بُو میں دل تو کام آہی گیا

تابشؔ دہلوی

پیٹ کا سوال

کل رات اِک رئیس کی باہوں میں جھوم کر ۔۔۔ لوٹی جو گھر کسان کی بیٹی بصد ملال
غیظ و غضب سے باپ کا خوں کھولنے لگا ۔۔۔ در پیش آج بھی تھا مگر پیٹ کا سوال

کشتۂ معاش

کل رات اک کنویں سے معًا بُلبُلے اُٹھے ۔۔۔ پانی کی تہ میں تیر رہی تھی کسی کی لاش
اک بُڑھیا کہہ رہی تھی یہ سر پیٹ پیٹ کر ۔۔۔ اے میرے لال، نورِ نظر، کشتۂ معاش

خوابگاہِ مزدور

کل رات اک سڑک پہ کوئی نرم نرم شے ۔۔۔ بیتاب میرے پاؤں کی ٹھوکر سے ہو گئی
میں جا رہا تھا اپنے خیالات میں مگن ۔۔۔ ہلکی سی ایک چیخ فضاؤں میں کھو گئی

حسینانِ سَربن

رسیلی رسیلی نگاہوں سے ٹپکے مئے کیف پرور نشیلی نشیلی
سجیلی سجیلی بھووں کی کمانوں میں جلاد پلکیں نکیلی نکیلی
ہراساں ہراساں جوانی کی دھڑکن اُمنگوں کے طوفان خراماں خراماں
چراغاں چراغاں شبستانِ عارض ختن زارِ گیسو پریشاں پریشاں
حنائی حنائی ہتھیلی ہتھیلی، ترنم کی دُنیا کلائی کلائی
خدائی خدائی سے دست و گریباں قیامت قیامت دُہائی دُہائی

قتیل شفائی

یہ دِلّی ہے

جہاں کو درسِ عبرت ہے یہ دِلّی کی زباں دانی
چو کفر از کعبہ برخیزد کُجا ماند مسلمانی

دِلّی کو اُردو سے یا اُردو کو دِلّی سے جو قریبی تعلق ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ قدرتی طور پر یہ توقع کی جاتی ہے کہ دِلّی کے اسکولوں میں اُردو کی تعلیم کا بہترین انتظام ہوگا اور ان علمی گہواروں میں اُردو اسی طرح پروان چڑھتی ہوگی جس طرح ایک بچہ ماں کے آغوشِ عاطفت میں پرورش پاتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ دِلّی کے اسکولوں میں عام طور پر اُردو کی تعلیم کے ساتھ جس بے اعتنائی کا سلوک کیا جا رہا ہے وہ صرف شرمناک ہی نہیں مجرمانہ بھی ہے۔ یہ دعویٰ محض قیاس و گمان پر مبنی نہیں بلکہ اس کے ثبوت میں ہمارے پاس ایک ایسی زبردست شہادت موجود ہے جس کی تردید کسی طرح ممکن ہی نہیں۔

سترہ برس ہوئے خوش قسمتی یا بدقسمتی سے مجھے پہلی اور آخری مرتبہ دِلّی میٹرکولیشن کے ایک اردو پرچے کا ممتحن مقرر کیا گیا۔ میں نے امتحان کا پرچہ بنایا اور ٹھیک پچھلے سال کے نمونے کے مطابق بنایا۔ اشعار کا مطلب پوچھا۔ نثر کی عبارتوں کی تشریح چاہی۔ بعض مصطلحات کی تعریفیں لکھوائیں۔ محاورات کے معنی دریافت کئے وغیرہ۔ امتحان کی کاپیاں جس وقت میں نے جانچیں تو میں حیران رہ گیا۔ تقریباً بیس سال سے ہندوستان کی اکثر یونیورسٹیوں کے ہر چھوٹے بڑے امتحان کے پرچے جانچنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ مگر ایسا مجموعۂ خرافات کبھی نظر سے نہیں گذرا۔ دِلّی کے سب کومات کر دیا۔ تقریباً پانسو اُمیدوار اس امتحان میں شریک ہوئے تھے لڑکیوں کی تعداد بھی خاصی تھی۔ لڑکیاں سب فیل تھیں اور لڑکے کُل سترہ پاس باقی فیل۔ گویا کوئی سوا تین، ساڑھے تین فیصدی اُمیدوار کامیاب ہوئے۔

امتحان کا نتیجہ جس وقت میں نے پیش کیا تو محکمہ کے ارباب حل و عقد میں ہلچل مچ گئی۔ خیر اُن واقعات کی تفصیل یہاں غیر ضروری ہے۔ صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ ایک رات کے اندر اندر نتیجے نے حوا بدل ما۔ لڑکیاں کُل کی کُل پاس اور لڑکے ساٹھ فیصدی کامیاب۔ اُمیدواروں نے سوالوں کے جو جوابات لکھے تھے اُن کے بعض حصّے میں نقل کرتا ہوں آج قارئینِ ساقی کی ضیافتِ طبع کے لئے نہیں بلکہ عبرت کے لئے انہیں یہاں پیش کرتا ہوں۔

ایک سوال یہ تھا کہ مندرجہ ذیل محاورات کے معنی بیان کرو اور انہیں جملوں میں استعمال کرو۔ "طوطی بولنا"! اب اس طوطی کے رنگا رنگ چہچہے سُنیئے اور سر دُھنیئے طلبا کی ذہانت قابلِ داد اور اُن کے اساتذہ کی تعلیم لائقِ مبارکباد ہے۔

طوطی بولنا

ایک برخوردار لکھتے ہیں کہ "بوجہ سسرال میاں جی کی طوطی بول گئی"۔

دوسرے مورخ کا قول ہے کہ:- "میسور نے جب یہ سُنا کہ مرہٹے ہار گئے تو اُس کی طوطی بول گئی"۔

تیسرے رنگیلے فرماتے ہیں کہ:- "موہن کی شادی میں خوب طوطیاں بولیں"۔

چوتھے ماہرِ زبان کا ارشاد ہے کہ:- "جس جگہ کسی زمانے میں آدمی رہتے تھے وہاں اب طوطی بولتے ہیں یہ محاورہ ہے"۔

پانچواں قوی ہیکل دہقانی کہتا ہے کہ:- "ہم کوئی دس میل گئے ہوں گے کہ میرے ایک شہری دوست کی طوطی بول گئی"۔

ایک فقرہ تھا "دفع دخل مقدر" اس کی چند تشریحیں ملاحظہ فرمائیے:-

(۱) اس دُنیا میں دفع دخل مقدر نہیں سوائے ایک خدا کے۔

(۲) لوگ اس کی جائداد پر قابض ہو گئے کیونکہ اُسے دفع دخل مقدر بالکل نہ تھا۔

(۳) یہ تو ہمارے دفع دخل مقدر میں لکھا تھا ۔۔ اس کا کیا علاج؟

رباعی، قصیدہ، مثنوی اور غزل کی تعریف پوچھی تھی۔ اس سوال کا جواب سنئے اور حیرت میں غرق ہو جائیے۔ اصنافِ سخن میں ہمارے یہاں غزل سب سے زیادہ مروج اور مقبول رہی ہے اس لئے قدرتی طور پر یہ توقع کی جاتی ہے کہ جس طالب نے دس برس اردو پڑھی ہے اگر وہ غزل کی صحیح اور مکمل تعریف نہ کر سکے تب بھی وہ اپنے لفظوں میں غزل کا مفہوم ادا کر سکے گا لیکن طلبا کے جوابات پڑھئے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک جاہل، ان پڑھ اور تانگے والا یا اسکا کوئی دوسرا ہم قطار اپنے خیالات کا اپنی زبان میں اظہار کر رہا ہے

ایک صاحب فرماتے ہیں "غزل وہ ہے جس میں تک بندی کی جائے"

بات تو بڑے پتے کی کہی، اگرچہ نادانستہ کہی، واقعہ یہ ہے کہ ہمارے اکثر شعرا کی بیشتر غزلیں تک بندی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں، دورِ حاضر کے غزل گو شعرا بھی اسی دائرے میں داخل ہیں۔

دوسرے صاحب کا ارشاد ہے کہ "غزل وہ نظم ہے جس میں الفاظ مطلب کی رُو سے استعمال کئے گئے ہوں" سبحان اللہ! غزل کی اس سے زیادہ جامع اور مانع تعریف کیا ہو سکتی ہے۔ یہیں سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ غزل کے سوا دوسرے اصنافِ سخن میں الفاظ اور معانی کے درمیان کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

تیسری تعریف سُنئے: "غزل وہ نظم ہیں جن کو زیادہ تر طوائف لوگ گاتے ہیں، یہ دوہری بھی ہوتی ہے اور ایک لائن کی بھی مگر لمبائی اور چھوٹائی کی کوئی حد نہیں"

ہاں، وہ غزل ہی کیا جسے طوائف نہ گائے۔ مولانا حالی کے بقول:؎

کہ جب شعر میں عمر ساری گنوائیں :. تو بھانڈ اپنی غزلیں مجالس میں گائیں
طوائف کو ازبر ہیں دیوان انکے :. گویوں پہ ہے حد سے احسان انکے

یہاں تک تو ٹھیک ہے لیکن یہ دوہری اور اکہری کی قید سمجھ میں نہیں آتی اور لمبائی اور چھوٹائی کا غیر محدود ہونا بھی قابلِ غور ہے اور طوائف کی جمع "طوائف لوگ" بھی غالباً ایک خاص قاعدے کے ماتحت بنائی گئی ہے۔

سُنا ہے کسی انگریز نے اپنے منشی سے پوچھا کہ ویل منشی! جس طرح انگریزی میں واحد سے جمع بنانے کا عام قاعدہ یہ ہے کہ اسم کے آخر میں S (ایس) لگا دیتے ہیں مثلاً dog (ڈاگ کتا) واحد اور dogs (ڈاگز) اس کی جمع، bird (برڈ چڑیا) واحد، birds (برڈس) جمع۔ کیا اردو میں ایسا کوئی عام قاعدہ نہیں ہے؟ منشی نے کہا "کیوں نہیں حضور۔ اردو میں بھی ایسا عام قاعدہ موجود ہے۔ آپ کے یہاں s (ایس) لگاتے ہیں، ہمارے یہاں "لوگ" لگاتے ہیں۔ جیسے انگریز سے انگریز لوگ، کتا لوگ، چڑیا لوگ"۔ اسی کے قیاس پر "طوائف لوگ" کو سمجھنا چاہئیے۔

ایک اور صاحب نے بھی اسی سے ملتی جلتی تعریف کی ہے فرماتے ہیں: "غزل ایسی نظم جو کہ مع ساز و سامان کے پڑھی جائے"

تو گویا اب جس نظم کو بھی آپ گا کر پڑھیں وہی غزل ہے۔ بہت خوب۔ اور گانے کے لئے طوائف کی بھی قید نہیں آپ خود بھی گا سکتے ہیں البتہ گانے کے ساتھ "ساز و سامان" کا ہونا ضروری ہے۔

غزل کی ایک تعریف اور بھی سُنئے۔ معنوی اعتبار سے یہ تعریف ایک حد تک صحیح ہے لیکن اندازِ بیان کا جواب نہیں ارشاد ہوتا ہے:

"غزل۔ جو عورت کی طرف میں کئے جاتے ہیں"

اساتذۂ فن نے غزل کی تعریف میں کوئی اصولی اختلاف نہیں کیا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے دلی کے اسکولوں کے معلم اس مسئلہ میں شدید اختلافِ رائے رکھتے ہیں۔ ایک نے تو اپنے شاگردوں کو یہ بتایا کہ "غزل دوہری بھی ہوتی ہے اور ایک لائن کی بھی۔ مگر لمبائی اور چھوٹائی کی کوئی حد نہیں۔ لیکن دوسرے بزرگ نے یہ تعلیم دی کہ "غزل کے اندر دو لائنیں ہوتی ہیں جو جڑتی ہیں۔ اور ان لائنوں کی تول تقریباً برابر ہوتی ہے" عروضیوں کو اس تعریف سے استفادہ کرنا چاہئیے۔

غزل کی صرف ایک تعریف ہم اور نقل کرتے ہیں۔ اس کا مطلب اچھی طرح ہماری سمجھ میں نہیں آیا شاید قارئینِ ساقی سمجھ سکیں۔

"غزل۔ جو پانچ چھ شعروں کی عشق مزاجی اور عشق حکیکی معنوں میں ہوتی ہے"۔ "مزاجی" اور "حکیکی" بظاہر مجازی اور حقیقی کی اصلاح معلوم ہوتی ہے۔

غزل کی چند تعریفیں آپ نے سُن لیں۔ اب قصیدہ، مثنوی اور رباعی کے متعلق بھی اپنی معلومات میں کچھ اضافہ کر لیجئے۔

قصیدہ

(۱) "قصیدہ۔ چھوٹے چھوٹے پانچ یا چھ فقرے والے اشعار کو کہتے ہیں"

(۲) "قصیدہ۔ جو مصرا (مصرع) یا عبارت خدا کے واسطے پڑھے"

(۳) "قصیدہ جس میں کسی ۔۔کی بُرائی بھلائی پائی جائے"

(۴) "قصیدہ۔ وہ ہجو ہے جو آدمی کے مرنے کے بعد پڑھا جائے"

(۵) "قصیدہ۔ اُسے کہتے ہیں جو نظم اس طور پر پڑھی جائے کہ سُننے میں سامعین ان سُننے والے کے دل سکہرا اٹھے ہو۔ قصیدہ اکثر غم زدہ، غم سے بھرے ہوئے ہیں۔"

(۶) "قصیدہ۔ اس کے اندر چار چار سطریں ہوتی ہیں اور اور تسبیح (تسبیح) وغیرہ پائی جاتی ہے۔"

رُباعی

(۱) "رباعی۔ غزل کی ایک قسم ہے جو بہت عمدہ ہوتی ہے۔"

(۲) "زِدہ شخص جب زیادہ رنج ہوتا ہے اور اُس وقت وہ شخص جو شعر کہا کرتا ہے اسے رباعی کہتے ہیں جیسے کسی کا لڑکا مرجائے اور اس کے رنج میں جو کہے تو رباعی ہوتی ہے۔"

(۳) "رباعی۔ اس میں اکثر چار شعر ہوتے ہیں۔ مثلاً:۔

راستی سیدھی سڑک ہے اس میں کوئی کھٹکا نہیں
آج تک اس راہ میں کوئی اٹکا نہیں"

(۴) "رباعی۔ عام طور پر چند لائنوں کی ہوتی ہے اور بہت جلدی جلدی پڑھی جاتی ہے۔"

(۵) "رباعی۔ وہ نظم جو تھوڑی سی سطروں میں ہو لگاتار نہ ہو۔"

(۶) "رباعی۔ دو شعروں کی ہی ہوتی خدا کی عبادت میں ہوتی ہے۔"

مثنوی

(۱) "مثنوی اس کو کہتے ہیں جس میں دو شعر ہوتے ہیں، یا خدا کی شان میں یا رسول کی شان میں یا امام حسین کی شان میں یا کسی اولیا اللہ کی شان میں۔"

(۲) "مثنوی وہ ہوتی ہے جو سُناتے وقت بالکل تازہ گھڑ لی جاتی ہے۔"

(۳) "مثنوی۔ شعر جو کسی بےجان کی بابت کہے جائیں۔"

(۴) "مثنوی۔ عموماً ایک لائن کے شعر ہوتے ہیں مگر دوہرے نہیں ہوتے۔"

(۵) "مثنوی۔ یہ شعر بنائے جاتے ہیں بلا کسی دلیل کے۔"

اب چند اشعار کی تشریح سُنئے:۔

شعر:۔ زہر سقراط سے ناصح کو ملا دیتے ہیں
اور یوسف سے برادر لو دعا دیتے ہیں

تشریح (۱) "ناصح کو ہر ایک سقراط مال دیتے ہیں۔"

(۲) "نصیحت کرنے والے زہر سقراط پلا دیتے ہیں۔"

(۳) "نصیحت کرنے والوں کو سقراط سے زہر پلوا دیتے ہیں سقراط ایک حکیم تھا جو کسی بادشاہ کو نصیحت کرتا تھا، بادشاہ سقراط کے ذریعہ اُس کو زہر پلوا دیا کرتا تھا۔"

(۴) "ناصح کے ذریعہ سقراط کو زہر پلوا دیا گیا تھا۔ ایک مشہور واقعہ ہے۔"

(۵) "زہر کا پیالہ بھرا ہوا اُن کو پلا دیتے ہیں اور یوسف سے بھائی کو علیحدہ کر دیتے ہیں جس طرح دونوں بھائیوں کو جُدا جُدا کر دیتے ہیں زہر کا پیالہ پلا کر۔"

شعر:۔ لکھا ہے صفحۂ اوراق گل پر شہادت نامۂ بلبل سراسر

تشریح (۱) "پتیوں کی صورت پر بلبل نے شہادت نامہ لکھا ہے۔ شہادت نامہ ایک کتاب ہوتی ہے جس میں امام حسین جو مسلمانوں کے بہت بڑے پیغمبر ہوئے ہیں اور آخر میں اُن کو سولی دی گئی تھی اُن کے مارے جانے کا حال درج ہے۔"

(۲) "بلبل نامہ گیتوں کے مجموعہ کا نام ہے جس میں بلبل کی شہادت کا ذکر ہے۔"

یوں تو ہر شعر کی آپ نے تشریح دانش و فرہنگ ہی لیکن خواجہ میر درد علیہ الرحمہ کے اشعار کی جو تشریح کی گئی ہے وہ ایک اعجوبۂ روزگار کے طور پر ہمیشہ ورثہ میں محفوظ رکھنے کے قابل ہے۔ نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔

شعر:۔ مژگاں تر ہوں یا رگِ تاکِ بُریدہ ہوں
جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں

مطلب۔ (۱) "میرے معشوق کی پلک مثل انگور کی رگوں کے ہوں اور پھر جیسی بھی ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ تم مجھ کو بڑا بنا دیں۔"

مطلب (۲) "شاعر کہتا ہے کہ پلک اس طرح ہوں کہ جیسے آرا یعنی بہت نکیلے ہونے چاہئیں کہ تکلیف دہ ہوں۔"

ان دونوں دانش مندوں نے صیغۂ واحد متکلم "ہوں" کو صیغہ جمع غائب یعنی "ہونے چاہئیں" سمجھا۔ ایک نے "مژگانِ تر" کا ترجمہ "معشوق کی پلک" کیا، دوسرے نے "رگِ تاکِ بریدہ" کو "آرا" قرار دیا۔ وجہ ظاہر ہے کہ آرے کا کام کاٹنا ہے اور "بُریدہ" بھی بُریدن (کاٹنا) سے ماخوذ ہے۔

مطلب (۳) "کسی کی آنکھ کے سرکا نشانہ ہوں اور میرا دل اُسکی تاک میں ٹوٹ گیا ہے۔"

ماشاءاللہ! بہت دُور کی کوڑی لائے اور خوب تاک لگائی۔

مژگان کے معنی آنکھ فرض کیجئے۔ "تر" کو تبر کا مخفف سمجھئے لیکن "بُرشتہ" کہاں سے آیا اس کا کچھ پتا نہیں چلتا! تو یہ لو مسالہ تاک کر لگایا جاتا ہے۔ جب تاک موجود ہے تو نشانہ خود بخود پیدا ہو گیا۔

مطلب (۴) "گیلی پلکوں والا ہوں یا رگ تاک کا برادہ ہوں یعنی چُور چُور ہوں"

اے سبحان اللہ! انہوں نے اپنے آرے والے رفیق کو بھی مات کر دیا۔ اُنہوں نے صرف پلکوں کا خیالی آرا چلایا تھا۔ انہوں نے رگِ تاک کا "برادہ" مہیا کر کے آرا چلنے کا عملی ثبوت پیش کر دیا۔

مطلب (۵) "تیری پلک لمبی ہے اور کھول چھوٹی۔ غرض کہ جو کچھ ہو آفت پہنچانے والی ہو۔" "مژگان تر" کے معنی لمبی پلک" اور "رگِ تاک بُریدہ" کے معنی چھوٹی بھوں" "آفت رسیدہ" کے معنی آفت پہنچانے والی۔ باقی مطلب صاف ہو گئے جیسے۔

مطلب (۶) "شاعر کہتا ہے کہ میری پلکیں بھیگی ہوئی ہیں اور کٹی ہوئی ہیں"

مژگاں تر۔ بُریدہ تینوں لفظوں کے معنی صحیح بیان کئے باقی الفاظ کسی تشریح کے محتاج ہیں۔

مطلب (۷) "یہ ذوق شاعر کہتا ہے کہ میں گناہوں سے بھرا ہوا ہوں مگر ایک دوسرے کو شعروں میں کاٹنے والا ہوں"

"ذوق شاعر" نے ٹھیک ہی تو کہا کہ "مژگانِ تر ہوں" یعنی گناہوں سے بھرا ہوں لیکن "رگِ تاکِ بُریدہ" کے معنی "ایک دوسرے کو شعروں میں کاٹنے والا" کچھ ٹھیک نہیں معلوم ہوتے۔

مطلب (۸) "میں تیری مژگاں ہوں یا رگ ہوں یا ناک ہوں یعنی کٹے آدمی کی طرح آفت رسیدہ"

اگرچہ تاک اور ناک میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے لیکن ہر شخص کا ذہن اس طرف منتقل نہیں ہو سکتا کہ "تاک" کاتب کی غلطی ہے اور لفظ دراصل "ناک" ہے۔ اور جب تاک کی اصلاح کر کے ناک بنایا گیا تو پھر ناک بُریدہ کے معنی کٹا آپ سے آپ ہو گئے۔ شعر کا یہ مطلب اگر کسی طرح خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ تک پہنچایا جا سکتا تو یقین ہے کہ اُن کی رُوح پر بھی وجد کا عالم طاری ہو جاتا۔ فی الواقع یہ ذہانت قابلِ داد ہے بلکہ سچ پوچھئے تو اس کی نہ داد ہے نہ فریاد ہے۔

شعر:- اے درد جا چکا ہے مرا کام ضبط سے؛ میں غم زدہ تو قطرۂ اشکِ چکیدہ ہوں

مطلب (۱) "شاعر کہتا ہے کہ میرے درد اتنا ہوا، اتنا ہوا کہ وہ بے انتہا بڑھ گیا مگر میں ضبط کرتا رہا اور مجھے ضبط کی چونکہ عادت پڑ گئی ہے اس لئے اب درد معلوم نہیں ہوتا ہے۔ میں مصیبت زدہ تو آنسوؤں کو چُوس لیتا ہوں"

آزاد نے آبِ حیات میں لکھا ہے سوز کے متعلق ایک مرتبہ میر تقی میر علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ "شرفا میں ایسے تخلص ہم نے کبھی نہیں سُنے" غالباً درد کے متعلق بھی اُن کی یہی رائے ہو گی کیونکہ سوز اور درد معنی کے اعتبار سے ایک ہی قبیل کے الفاظ ہیں۔ چنانچہ ہمارے ذہین طالب علم نے بھی لفظ درد کو تخلص کے بجائے حقیقی درد خیال کیا۔ اور میر صاحب قبلہ جس نکتے تک پہنچے تھے۔ ہمارا یہ دِلی کا طالب علم بھی وہیں جا پہنچا۔ اسی کا نام اصطلاح میں "توارد" ہے۔ ع ہے فیض کا دروازہ قدرت کی طرف سے کبھی بند نہیں ہوتا۔ چکیدن کے معنی چُوس لینا بھی لُطف سے خالی نہیں۔

مطلب (۲) "میں تو غم زدہ ہوں اور تو اشکِ چکیدہ ہے"

ماشاءاللہ کیا منصفانہ تقسیم ہے۔

مطلب (۳) "ضبط میرے کام سے جا چکا ہے اور میں غزل کہنے میں بہت مشہور ہوں"

اشعار کے یہ مطالب کسی تبصرے کے محتاج نہیں نہ دوسرے جوابات کے متعلق کسی اظہارِ رائے کی ضرورت ہے۔ پانسو طلباء میں سے تقریباً پونے پانسو کے جوابات کا عام انداز یہی تھا۔ بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن' دہلی' کے اربابِ حل و عقد کی خدمت میں صرف اسی قدر عرض کرنا ہے کہ کیا وہ اس افسوس ناک صورتِ حال کی طرف توجہ فرمائیں گے۔

عندلیب شادانی

نئے شاعروں پر ایک سرسری نظر

مجھے نئے شاعروں پر ایک سرسری نظر ڈالنی ہے۔ لیکن یہ سرسری نظر ڈالنے سے پہلے شاید یہ بتانا ضروری ہے کہ "نئے شاعروں" سے میری کیا مراد ہے۔ اور اس کے بعد یہ بھی کہ "سرسری نظر" کا مفہوم اس مضمون کی ضرورت کیلئے کتنا محدود یا کتنا لامحدود ہوگا۔ اس تشریح کی ضرورت ایک حد تک یوں ہے کہ لفظوں کا مفہوم ہمیشہ سے کچھ اضافی سا رہا ہے اور اس زمانہ میں تو لفظ اپنا پرانا مفہوم کھو کر ایک نیا مفہوم حاصل کر رہے ہیں۔ ان کے تاریک جسموں کو الفاظ کی تحریکوں نے جن جن کو ملوں ملبوسوں سے ڈھک دیا ہے وہ اب ایک ایک کرکے اتر رہے ہیں۔ اور لفظوں کے ڈھانچوں پر اب نئے "حریر" اور نئے "پرنیاں" کی تہیں چڑھنی شروع ہوگئی ہیں۔ کہ ان کی شکلیں پہچانی نہیں جاسکتیں۔ اور اسی لیے جب کوئی کہتا ہے "نئے شاعر" تو خیال بھی دھوکے میں پڑ جاتا ہے۔ یہ لفظ کے سامنے کئی سوالات آجاتے ہیں۔ "نئے شاعر" کیا حالی اور آزاد نئے شاعر ہیں یا حالی اور آزاد سے آگے چکبست اور اقبال یا پھر جوش، اختر شیرانی اور بعد کے چند برس پہلے کے شاعروں کی "ذوقِ بزم" حفیظ جالندھری، احسان دانش، ساغر، روش۔ اس میں شبہ نہیں کہ حالی سے لیکر اقبال، جوش، حفیظ اور روش تک سب (غزل گو شاعروں کو چھوڑ کر) "نئے شاعر" ہیں۔ لیکن یہ بتانا کہ کس چیز کو کتنے دن تک نیا کہیں گے، یہاں اب نئے شاعروں کے ایک گروہ نے ہمارے خیال اور ذہن پر قبضہ سا جما لیا ہے اور شروع کر دیا ہے۔ فیض، راشد، مجاز، تاثیر، خالد، مدنی، اختر الایمان، حال ساز، اختر، سلام، نظر جعفری، ریدی اور ان سب سے بڑھ کر میرا جی۔ اس یہ نئے شاعر ہیں جن کے متعلق پڑھنے لکھنے والوں میں اور کم پڑھے ہوئے لوگوں میں طرح طرح کی بحثیں ہوتی ہیں اور طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ میں نے انہی "نئے شاعروں" پر ایک سرسری نظر ڈالی ہے۔ اور "سرسری نظر" ڈالنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ان شاعروں کی شاعری کے متعلق جو مختلف طرح کی غلط فہمیاں عام ہوگئی ہیں انہیں صحیح نظر سے دیکھا جاسکے۔ اور ان کے تجرباتی پس منظر پر ان کی قدروں کا صحیح اندازہ ہوسکے "تجرباتی پس منظر" میں نے اس لیے کہا کہ اس نئی شاعری کا خاصا بڑا حصہ نئے تجربوں کی گود میں پل رہا ہے "نئے تجربے" جب تک ایک روایتی قوت کی شکل اختیار کرلیں دیکھنے والوں میں غلط فہمیاں پیدا کرتے ہیں۔ در خود تجربہ کرنے والوں میں شک اور شبہ باقی رکھتے ہیں۔ اور یہ دونوں چیزیں ادب اور فن کی ترقی میں رکاوٹ پیدا کرتی ہیں پڑھنے والوں کی طرف سے جو رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اس کا علاج شاید یہی ہے کہ ادب کو اس کے صحیح پس منظر میں دیکھ کر غلط فہمیوں کی وجہ سے پیدا ہونے والی رکاوٹ کے بوجھ کو ہلکا کریں۔ ممکن ہے نئے شاعروں پر یہ "سرسری نظر" اس بوجھ کو کچھ ہلکا کرسکے۔

میں نے ابھی کہا تھا کہ نئی شاعری کا خاصا بڑا حصہ نئے تجربوں کی گود میں پل رہا ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ نئی شاعری کے پڑھنے والے اس میں مختلف طرح کی الجھنیں محسوس کرتے ہیں۔ خیال کے سلسلہ میں بھی اور زبان کے سلسلے میں بھی۔ انھیں شاعروں کی کہی ہوئی ہر بات مہمل اور بے معنی معلوم ہوتی ہیں۔ ان میں ابہام ہوتا ہے۔ شاعروں کے واقعات کی اور محسوسات کی جو تصویریں بنائی ہیں ان میں دھندلا پن ہے۔ اور نظر کو ان کے نقوش کی تہوں اور گہرائیوں تک پہنچنے میں اتنی منزلیں طے کرنی پڑتی ہیں کہ وہ گھبرا جاتی ہے۔ اور تصویر کے نقش واضح ہوکر سامنے نہیں آتے۔ بات کہنے کے طریقے میں اور تصویریں بنانے کے فن میں بھی جدت ہے۔ نئے شاعروں نے لفظوں کا نیا مفہوم، تشبیہوں اور استعاروں کا اس سے بھی زیادہ اجنبی اور ان دیکھا انداز، زبان میں کبھی نہ ختم ہونے والی آزادی۔ بحروں، قافیوں اور ردیفوں کی رسمی پابندیوں سے بغاوت، عام خیال اب تک ان چیزوں کا عادی نہیں معلوم ہوتا۔ اسے گھبراہٹ اور الجھن سے بھی زیادہ جھنجھلاہٹ ہوتی ہے۔ اور پڑھنے والا جسے انسانی فطرت نے اپنے خیال اور سمجھ کو سب سے برتر سمجھنا سکھایا ہے ان چیزوں کو بے معنی اور مہمل کہتا ہے۔ وہ جذباتی بن جاتا ہے۔ اور جذبات کی رو خیال اور سمجھ کو اور بھی غلط راستوں پر ڈال دیتی ہے۔

"نئی شاعری" میں بے شک ابہام ہے۔ لیکن اس کے خاصے حصے میں اس ابہام کا سلسلہ کسی نہ کسی "نئے تجربے" کی کوشش سے ملتا ہے۔ کہیں کامیاب اور کہیں ناکام۔ خیال کے ابہام کی دو تین وجہیں ہیں۔ ہمارے نئے شاعروں نے نفسیات کے بعض نئے نظریوں سے

ماشاء اللہ، بہت دُور کی کوڑی لائے اور خوب تاک لگائی۔ مژگان کے معنی آنکھ فرض کیجئے "تر" کو تیر کا مخفف سمجھئے لیکن "بہ نت نہ" کہاں سے آیا اس کا کچھ پتا نہیں چلتا! تو یہ کہ نسانہ تاک کر لگایا جاتا ہے۔ جب تاک موجود ہے تو نشانہ خود بخود پیدا ہو گیا۔

مطلب (۴) "گیلی پلکوں والا ہوں، رگِ تاک کا برادہ ہوں یعنی چُور چُور ہوں۔"

سبحان اللہ! انہوں نے اسے آرے والے رفیق کو بھی مات کر دیا۔ انہوں نے صرف پلکوں کا حالی آرا چلا یا تھا۔ انہوں نے رگِ تاک کا "برادہ" مہیا کرکے آرا چلنے کا عملی ثبوت پیش کر دیا۔

مطلب (۵) "تیری پلک لمبی ہے اور بھوں چھوٹی۔ غرض کہ جو کچھ ہو آفت پہنچانے والی ہو۔" "مژگان تر" کے معنی "لمبی پلک" اور "رگِ تاک بُریدہ" کے معنی "چھوٹی بھوں"، "آفت رسیدہ" کے معنی آفت پہنچانے والی۔ باقی مطلب صاف ہو گئے جیسے۔

مطلب (۶) "شاعر کہتا ہے کہ میری پلکیں بھیگی ہوئی ہیں اور کٹی ہوئی ہیں۔"

مژگاں، تر، بُریدہ تینوں لفظوں کے معنی صحیح بیان کئے باقی الفاظ کسی تشریح کے محتاج نہیں۔

مطلب (۷) "یہ ذوق شاعر کہتا ہے کہ میں گناہوں سے بھرا ہوا ہوں مگر ایک دوسرے کو شعروں میں کاٹنے والا ہوں۔"

"ذوق شاعر" نے ٹھیک ہی تو کہا کہ "مژگاں تر ہوں" یعنی گناہوں سے بھرا ہوں لیکن "رگِ تاک بُریدہ" کے معنی "ایک دوسرے کو شعروں میں کاٹنے والا" کچھ ٹھیک نہیں معلوم ہوتے۔

مطلب (۸) "میں تری مژگاں ہوں یا رگ ہوں یا ناک ہوں یعنی کٹے آدمی کی طرح آفت رسیدہ۔"

اگرچہ تاک اور ناک میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے لیکن ہر شخص کا ذہن اس طرف منتقل نہیں ہو سکتا کہ "ت ک" کاتب کی غلطی ہے اور لفظ دراصل "ناک" ہے۔ اور جب تاک کی اصلاح کرکے ناک بنایا گیا تو پھر ناک بُریدہ کے معنی نکٹا آپ سے آپ ہو گئے۔ شعر کا یہ مطلب اگر کسی طرح خواجہ میر دردؔ علیہ الرحمۃ تک پہنچایا جا سکتا تو یقین ہے کہ اُن کی رُوح پر بھی وجد کا عالم طاری ہو جاتا۔ فی الواقع یہ ذہانت قابلِ داد ہے بلکہ سچ پوچھئے تو اس کی نہ داد ہے نہ فریاد ہے۔

شعر:- اے دردؔ جا چکا ہے مرا کام ضبط سے میں غم زدہ تو قطرۂ اشکِ چکیدہ ہوں

مطلب (۱) "شاعر کہتا ہے کہ میرے درد اتنا ہوا، اتنا ہوا کہ وہ بے انتہا بڑھ گیا مگر میں ضبط کرتا رہا اور مجھے ضبط کی چونکہ عادت پڑ گئی ہے اس لئے اب درد معلوم نہیں ہوتا ہے۔ میں مصیبت زدہ تو آنسوؤں کو چُوس لیتا ہوں۔"

آزاد نے آبِ حیات میں لکھا ہے سوزؔ کے متعلق ایک مرتبہ میر تقی میرؔ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ "شرفا میں ایسے تخلص ہم نے کبھی نہیں سُنے۔" غالباً دردؔ کے متعلق بھی اُن کی یہی رائے ہو گی کیونکہ سوز اور دردؔ معنی کے اعتبار سے ایک ہی قبیل کے الفاظ ہیں۔ چنانچہ ہمارے ذہین طالب علم نے بھی لفظ دردؔ کو تخلص کے بجائے حقیقی درد خیال کیا۔ اور میرؔ صاحب قبلہ جس نکتے تک پہنچے تھے۔ ہمارا یہ دلی کا طالب علم بھی وہیں جا پہنچا۔ اسی کا نام اصطلاح میں "توارد" ہے۔ سچ ہے فیض کا دروازہ قدرت کی طرف سے کبھی بند نہیں ہوتا۔ چکیدن کے معنی چُوس لینا بھی لُطف سے خالی نہیں۔

مطلب (۲) "میں تو غم زدہ ہوں اور تو اشکِ چکیدہ ہے۔"

ماشاء اللہ کیا منصفانہ تقسیم ہے۔

مطلب (۳) "ضبط میرے کام سے جا چکا ہے اور میں غزل کہنے میں بہت مشہور ہوں۔"

اشعار کے یہ مطالب کسی تبصرے کے محتاج نہیں نہ دوسرے جوابات کے متعلق کسی اظہارِ رائے کی ضرورت ہے۔ پانسو طلباء میں سے تقریباً پونے پانسو کے جوابات کا عام انداز یہی تھا۔ بورڈ آف سکنڈری ایجوکیشن، دہلی، کے اربابِ حل و عقد کی خدمت میں صرف اسی قدر عرض کرنا ہے کہ کیا وہ اس افسوس ناک صورتِ حال کی طرف توجہ فرمائیں گے۔

عندلیب شادانی

نئے شاعروں پر ایک سرسری نظر

مجھے "نئے شاعروں" پر ایک سرسری نظر ڈالنی ہے۔ لیکن "سرسری نظر" ڈالنے سے پہلے شاید یہ بتانا ضروری ہے کہ "نئے شاعروں" سے میری کیا مراد ہے۔ اور اس کے بعد یہ بھی کہ "سرسری نظر" کا مفہوم اس مضمون کی ضرورت کیلئے کتنا محدود یا کتنا لامحدود ہوگا۔ اس تشریح کی صرف ایک وجہ ہے۔ لفظوں کا مفہوم ہمیشہ سے کچھ اضافی سا رہا ہے اور اس زمانہ میں تو لفظ اپنا مدلولوں میں جمع کیا ہوا مفہوم کھو کر ایک سا مفہوم حاصل کر رہے ہیں۔ ان کے نازک جسموں کو انسانی تجربے نے جن جن بوقلموں ملبوسوں سے ڈھک دیا ہے وہ اب ایک ایک کر کے اتر رہے ہیں۔ اور لفظوں کے ڈھانچوں پر اب نئے "حریر" اور نئے "پرنیاں" کی تہیں چڑھنی شروع ہوئی ہیں۔ کہ ان کی شکلیں پہچاننی بھی مشکل ہیں۔ اور اسی لئے جب کوئی کہتا ہے "نئے شاعر" تو خیال بھی دھوکے میں پڑ جاتا ہے۔ اور نظر کے سامنے بھی ان گنت الجھاوے آجاتے ہیں۔ "نئے شاعر" کیا حالی اور آزاد نئے شاعر ہیں، یا حالی اور آزاد سے آگے اکبر، چکبست اور اقبال یا پھر جوش، اختر شیرانی اور اب سے چند برس پہلے کے شاعروں کی "ذوق نرم" حفیظ جالندھری، احسان دانش، ساغر، روش۔ اس میں شبہ نہیں کہ حالی سے لیکر اقبال، جوش، حفیظ اور روش تک سب (غزل گو شاعروں کو چھوڑ کر) "نئے شاعر" ہیں۔ لیکن یہ نیا زمانہ کسی چیز کو بہت دن تک نیا نہیں رہنے دیتا۔ اب نئے شاعروں کے ایک گروہ نے ہمارے خیال اور ذہن پر قبضہ جمانا شروع کر دیا ہے۔ فیض، راشد، مجاز، تاثیر، خالد، حاذق، اختر الایمان، جاں نثار اختر، سلام، نظر، جعفری، زیدی اور ان سب سے بڑھ کر میراجی۔ اب یہ نئے شاعر ہیں جن کے متعلق پڑھے لکھوں میں اور کم پڑھے ہوئے لوگوں میں طرح طرح کی بحثیں ہوتی ہیں۔ اور طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ مجھے انہی "نئے شاعروں" پر ایک "سرسری نظر" ڈالنی ہے۔ اور "سرسری نظر" ڈالنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ان شاعروں کی شاعری کے متعلق جو مختلف طرح کی غلط فہمیاں عام ہوگئی ہیں انھیں صحیح نظر سے دیکھا جا سکے۔ اور ان کے تجرباتی پس منظر میں ان کی قدروں کا صحیح اندازہ ہو سکے "تجرباتی پس منظر" میں نے اس لئے کہا کہ اس نئی شاعری کا خاصا بڑا حصہ نئے تجربوں کی گود میں پل بڑھ رہا ہے "نئے تجربے" جب تک ایک روایتی قوت کی شکل نہ اختیار کر لیں۔ پڑھنے والوں میں غلط فہمیاں پیدا کرتے ہیں۔ اور خود تجربہ کرنے والوں میں شک و شبہ باقی رکھتے ہیں۔ اور یہ دونوں چیزیں ادب اور فن کی ترقی میں رکاوٹ پیدا کرتی ہیں۔ پڑھنے والوں کی طرف سے جو رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اس کا علاج شاید یہی ہے کہ ادب کو اس کے صحیح پس منظر میں دیکھ کر غلط فہمیوں کی وجہ سے پیدا ہونے والی رکاوٹ کے بوجھ کو ہلکا کریں۔ ممکن ہے نئے شاعروں پر یہ "سرسری نظر" اس بوجھ کو کچھ ہلکا کر سکے۔

میں نے ابھی کہا تھا کہ نئی شاعری کا خاصا بڑا حصہ نئے تجربوں کی گود میں پل بڑھ رہا ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ نئی شاعری کے پڑھنے والے اس میں مختلف طرح کی الجھنیں محسوس کرتے ہیں۔ خیال کے سلسلہ میں بھی اور بیان کے سلسلے میں بھی۔ انھیں شاعروں کی کہی ہوئی باتیں مہمل اور بے معنی معلوم ہوتی ہیں۔ ان میں ابہام ہوتا ہے۔ شاعروں نے واقعات کی اور محسوسات کی جو تصویریں بنائی ہیں ان میں دھندلا پن ہے۔ اور نظر کو ان کے نقوش کی تہوں اور گہرائیوں تک پہنچنے میں اتنی منزلیں طے کرنی پڑتی ہیں کہ وہ گھبرا جاتی ہے۔ اور تصویر کے نقش کبھی واضح ہو کر سامنے نہیں آتے۔ بات کہنے کے طریقے میں اور تصویریں بنانے کے فن میں بھی اجنبیت ہے۔ نئے لفظ، پرانے لفظوں کا نیا مفہوم، تشبیہوں اور استعاروں کا اس سے بھی زیادہ اچھوتا اور ان دیکھا انداز۔ بیان میں کبھی نہ ختم ہونے والی آزادی۔ بحروں، قافیوں اور ردیفوں کی رسمی پابندیوں سے بغاوت۔ عام خیال اب تک ان چیزوں کا عادی نہیں معلوم ہوتا۔ اسے گھبراہٹ اور الجھن سے بھی زیادہ بوکھلاہٹ ہوتی ہے۔ اور پڑھنے والا جسے انسانی فطرت نے اپنے خیال اور سمجھ کو سب سے برتر سمجھنا سکھایا ہے ان چیزوں کو بے معنی اور مہمل کہتا ہے۔ وہ جذباتی بن جاتا ہے۔ اور جذبات کی رو خیال اور سمجھ کو اور بھی غلط راستوں پر ڈال دیتی ہے۔

"نئی شاعری" میں بے شک ابہام ہے لیکن اس کے خاصے حصے میں اس ابہام کا سلسلہ کسی نہ کسی "نئے تجربے" کی کوشش سے ملتا ہے۔ کہیں کامیاب اور کہیں ناکام۔ خیال کے ابہام کی دو تین وجہیں ہیں۔ ہمارے نئے شاعروں نے نفسیات کے بعض نئے اصولوں سے

اور ان تجربوں کو برتنے والے بعض نئے انگریزی شاعروں سے یہ بات سیکھی ہے۔ کہ انسان کا شعور زنجیر کی طرح مسلسل اور مربوط شکل میں عمل نہیں کرتا۔ شعور کی رَو ایک مقرر کئے ہوئے راستے پر نہیں چلتی۔ اور انسان کا شعور اس کے خیال کو اس طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتا ہے کہ اس میں کسی طرح کا ربط پیدا کرنا غیر ممکن ہے۔ اور اسی لئے جب ادیب یا شاعر انسانی ذہن کی کسی کیفیت کی مصوری کرنا چاہتا ہے تو اُسے بھی یہی راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے جس کی کوئی منزل نہ پہلے سے معین ہوتی ہے اور نہ بعد میں آسانی سے معین کی جا سکتی ہے۔ اسی لئے پڑھنے والا جب کسی کے شعور کی اس بے ربط مصوری کا ادراک کرنا چاہتا ہے تو اس کے فہم و درک کو جھٹکے لگتے ہیں۔ وہ ربط کی جستجو کرتا ہے اور اُسے ربط نہیں ملتا۔ اور یہ اُلجھی ہوئی ڈور اور بھی اُلجھ جاتی ہے۔ شاعری "مبہم" بن جاتی ہے۔ اور وہ اُسے مہمل اور بے معنی کہنے لگتا ہے۔

یہی حال مختلف ذہنی تصویروں کا ہے۔ شاعر کا ذہن ایک تصویر بناتا ہے۔ یہ تصویر اس کے ذہن میں چند اسی طرح کے اور تجربوں کا تصور لے آتی ہے اور اس تصور کی مدد سے شاعر ایک دوسری تصویر بنا لیتا ہے۔ اس طرح خیال سے خیال پیدا ہوتا ہے۔ اور ایک تصور خود بخود بنتا ہوا دوسرے تصور کے پیچھے آ جاتا ہے۔ ایک نقش سے دوسرا نقش اُبھرتا ہے۔ اور اس طرح شعور کی اس مسلسل لیکن غیر مربوط رَو کی مدد سے پیدا ہونے والے تصورات اور نقوش سے بنی ہوئی مختلف تصویروں سے مل جُل کر ایک نظم تیار ہوتی ہے۔ پڑھنے والے الگ الگ ان مختلف تصویروں کا تصور کر لیتے ہیں اور ان کا نقش دل و دماغ پر قائم ہو جاتا ہے۔ لیکن مجموعی طور پر ان تصویروں کو ملا کر وہ کوئی بڑی تصویر نہیں بنا سکتا۔ نظم کے الگ الگ ٹکڑوں میں اُسے شاعرانہ لطف محسوس ہوتا ہے۔ لیکن وہ یہ سمجھنے سے قاصر رہتا ہے کہ نظم کے مجموعی تصور میں ان منفرد تصویروں سے کیا مدد ملتی ہے۔ اور نظم کا مرکزی خیال اور تصور کیا ہے۔ نظم کے مختلف ٹکڑوں سے لطف اندوز ہونے کے باوجود اسے پوری نظم میں کوئی شاعرانہ حظ نہیں ملتا۔ اُسے اس کے ٹکڑے تو بامعنی معلوم ہوتے ہیں لیکن پوری نظم کا 'ابہام' اُسے بے معنی بنا دیتا ہے اور اسی لئے وہ ساری نئی شاعری کو مہمل کہنے لگتا ہے۔ آپ کو اس نئے نفسیاتی تجربے کی مثالیں نئے شاعروں میں ن م راشد کے یہاں زیادہ ملیں گی۔ پھر اختر الایمان کے یہاں، اور یوسف ظفر کے یہاں، فیض کے یہاں، کہیں کہیں مجاز کے یہاں اور تقریباً ہر جگہ میرا جی کے یہاں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ شعوری نفسیات کے اس اثر نے ان سب شاعروں کے کلام میں لطافت پیدا کر دی ہے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ ان کی نظموں کی خاصی تعداد ایسی ہوگی کہ اگر آپ انھیں ایک دفعہ سے زیادہ پڑھیں گے کہ رفتہ رفتہ ان کا مرکزی خیال آپ کے سامنے آ جائیگا۔ اور اس صورت میں آپ کا جی چاہے گا کہ آپ نظم کو بار بار پڑھیں اور اس میں ہر دفعہ ایک لطف محسوس کریں لیکن اس تعداد سے کہیں زیادہ تعداد ایسی نظموں کی بھی ہوگی کہ جنھیں آپ جتنا زیادہ پڑھیں گے اُن کی اُلجھن بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔

شاعری کے ابہام کی ایک وجہ اور بھی ہے۔ نئے شاعر لفظوں کی دُنیا میں بھی نئے نئے تجربے کر رہے ہیں۔ انھیں ایسے طریقوں کی تلاش ہے جن سے پُرانے لفظوں میں تازگی اور شادابی پیدا ہو سکے۔ اور زبان اپنی رسمی قیدوں کی زنجیروں کو توڑ کر نئی راہیں اختیار کر سکے۔ وہ نئے سانچوں میں ڈھل کر نئے امکانات کی روشنی دکھا سکے۔ لفظوں کی نئی شکلیں نئی تصویریں بنا سکیں۔ اور ایک لفظ ذہن میں چھپے ہوئے اَن گنت تصورات کا خاکہ ہمارے سامنے لا سکے۔ لفظوں میں یہ نیا پن، تازگی اور شادابی پیدا کرنے کی کوشش، ان کیلئے نئے امکانات کی تلاش، ان میں چھپی ہوئی تصویروں کی جستجو، پُرانی قیدوں سے بغاوت، نئی آزادیوں کی خواہش — ان سب چیزوں نے مل جُل کر خیال کو بعض جگہ اور بھی مبہم بنا دیا ہے۔ لیکن اچھے شاعر اس سلسلے میں واقعی کامیاب بھی ہوئے ہیں۔ آپ اُن کے لفظوں کے نئے پن سے گھبرائیں نہیں۔ ان میں آپ کو شاعرانہ خوبیاں ملیں گی، معنی کی وسعت ملے گی اور ذہنی تصویریں ملیں گی۔ جو رنگین بھی ہونگی اور معنی خیز بھی۔ اس سلسلے میں آپ فیض اور مجاز کی شاعری کو دیکھئے اور ان کے علاوہ جذبی اور اختر الایمان کی شاعری کو۔ آپ غور کرینگے تو ان شاعروں کے ان تجربوں میں آپ کو اچھائیاں زیادہ ملیں گی۔ اور بُرائیاں کم۔ ان کی ان جدتوں میں پُرانی چیزوں سے بغاوت کا جذبہ نہیں بلکہ ایک نئے تجربے کی معصوم کوشش ہے۔ اس معصوم کوشش میں ان سے غلطیاں بھی ہوئی ہیں۔ اور اسی لئے شاید اُن کی کہی ہوئی بات آپ کو اُلجھن میں ڈالتی ہے۔

پھر زبان سے آگے بڑھ کر یا خیال، نئے اشارے تلاش کرتا ہے۔ اشارے بات کو واضح بھی کرتے ہیں اور کبھی کبھی اُلجھا بھی دیتے ہیں۔ ان سے شاعرانہ لطف بھی پیدا ہوتا ہے معنی میں وسعت اور رنگینی بھی پیدا ہوتی ہے۔ اور انھیں سے ابہام بھی پیدا ہوتا

ہے۔ لیکن اچھے شاعروں کے اشارے آپ کے خیال کو نئی راہیں دکھانے میں مدد دیتے ہیں۔ وہ اسے اُلجھن میں نہیں ڈالتے۔ اشاروں کی دُنیا میں چھوٹا سا لفظ بھی بڑا بن جاتا ہے۔ کوزے میں سمندر سما جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ن۔ م۔ راشد نے پُرانے دھندلکے کو چیر کر نئی روشنی دکھائی ہے۔ اور اس نئی روشنی سے شاعری میں چمک دمک بھی پیدا ہوئی ہے۔ لیکن 'نئے شاعروں' میں آپ کو کچھ ایسے ملیں گے جو ان اشاروں سے سلیقے سے کام نہیں لے سکے ہیں۔ اور اسی لئے نئی شاعری بدنام ہو رہی ہے۔ لیکن آپ میں تو اچھے بُرے کی پرکھ ہے۔ آپ چاہیں تو خذف ریزوں کو چن کر الگ پھینک دیجئے۔ موتی خود بخود چمکیں گے۔ اور غلط فہمی اور بدگمانی خود بخود کم ہو جائیگی۔

آپ کو پُرانی بحریں پسند ہیں۔ ردیف قافئے پسند ہیں۔ اس لئے کہ ان میں ترنم اور موسیقی ہے۔ نثر اور نظم کا فرق ہے۔ خیال انہیں کے سانچے میں ڈھل کر دل میں اُترتا ہے۔ اس میں گھنگروؤں کی جھنکار پیدا ہوئی ہے۔ نئے شاعروں پر الزام یہ ہے کہ انھوں نے آپ کی پسند کی ان چیزوں سے بغاوت کی ہے۔ اس سلسلے میں بھی غلط فہمی زیادہ ہے۔ نئے شاعروں میں (میری مُراد ان شاعروں سے ہے جنھیں ہم شاعر کہہ سکتے ہیں) صرف گنتی کے ایسے ہیں جنھوں نے پُرانی بحروں کو چھوڑا ہے یا قافیہ کے ترک سے انکار کیا ہے۔ فیض، مجاز، راشد، جذبی، جاں نثار اختر، سلام، مخدوم، جعفری، زیدی، یوسف ظفر سب کسی نہ کسی طرح پُرانی ہی بحروں کو برت رہے ہیں۔ کہیں کہیں ان میں نئے تجربے ضرور ہیں۔ لیکن ان کی حیثیت ابھی تجربے کی ہے۔ اگر یہ نیا تجربہ پُرانی چیزوں میں نئے امکانات پیدا کر سکے تو اس میں بُرائی نہیں اچھائی ہے۔ زمانہ بُرائی کو ختم کرنے میں دیر تو کر سکتا ہے لیکن اندھیر نہیں کر سکتا۔ جو کچھ بُرا ہے وہ بُرا رہے گا اور ختم ہو جائیگا۔

جن نئے شاعروں کے متعلق مجھے کچھ کہنا ہے اُن کی شاعری میں مختصر طور پر یہ سب باتیں ہیں جن کا میں نے ابھی ذکر کیا۔ اور ان سب باتوں کا مصرف اچھی طرح بھی ہوا ہے اور بھونڈے طریقے سے بھی۔ کچھ شاعر ایسے ہیں جنھوں نے مشرق اور مغرب کے انداز کو اپنے اندر جذب کر لیا ہے۔ اور اس مشرق و مغرب کے میل میں اپنی شاعرانہ اُپج اور انفرادیت سے کوئی نیا رنگ بھر کر کوئی نہ کوئی نئی چیز ہمارے آپ کے سامنے پیش کی ہے۔ کچھ شاعر ایسے ہیں جن کی آواز میں کسی پُرانے اثر کا پتہ نہیں چلتا۔ انھوں نے کوئی بالکل نیا راستہ بنایا ہے۔ اور کچھ بالکل ایسے ہیں جنھوں نے نیا تجربہ کرنے کی کوشش میں مغرب کی کسی چیز کو اپنانا چاہا ہے۔ اور اُسے اچھی طرح ہضم کئے بغیر اُگل دیا ہے اور اس بدہضمی نے شاعری کی صورت کو بے مزہ اور ناگوار بنا دیا ہے۔ پڑھنے والے بھی اسے ہضم نہیں کر سکتے۔ ایسے شاعر 'نئے تجربوں' کو بدنام کرتے ہیں اور ان کی طرف سے غلط فہمی اور بدگمانی پھیلتی ہے۔ نئی شاعری کی طرف سے بدگمانی اور غلط فہمی کی ذمہ داری ایسے شاعروں پر ہے۔

نئی شاعری میں یہ سب کچھ ہے اور اس کے علاوہ خود شاعروں کے سماج اور ان کے ماحول کا دیا ہوا بھی بہت کچھ ہے۔ ملک کی سیاسی زندگی کا خلفشار، سماجی اور معاشرتی زندگی کے ناسور اور ان کا پیدا کیا ہوا سیاسی حِس، پھر ادب اور شاعری میں واقعیت، درحقیقت پیدا کرنے کی ادبی تحریک اور اس کے اچھے اور بُرے نتائج، مارکس اور فرائڈ کا اثر، موجودہ زندگی کی غیر مطمئن فضا سے بیزاری اور اپنے اپنے لئے ایک دُنیا کی تلاش، ان سب چیزوں کا اثر ہمارے نئے شاعروں کی شاعری پر ہے۔ اچھا بھی اور بُرا بھی۔ ایک روشن مستقبل کا پیامی بھی اور ایک آنے والے بھیانک زمانے سے ڈرانے والا بھی۔ مجموعی طور پر یہ ہے ان نئے شاعروں کی شاعری۔ اور انفرادی طور پر اور بہت کچھ جو ایک کو دوسرے سے الگ کرتا ہے۔ اور ایک کی آواز دوسرے کی آواز سے الگ سُنائی دیتی ہے۔

آسانی کے خیال سے ان شاعروں کو تین مختلف گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ وہ شاعر جنھوں نے فنی حیثیت سے پُرانی ڈگر کو چھوڑ کر ایک نئی راہ اختیار کی۔ اور روایتی اسلوب بیان اور اس کے قالب کو بدل کر شاعری کو نئے قالب میں ڈھالنا چاہا۔ ڈاکٹر تاثیر، تصدق حسین خالد، میراجی، ن۔ م۔ راشد اور یوسف ظفر اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ دوسرا گروہ ان شاعروں کا ہے جنھوں نے گردوپیش کی زندگی اور اس کے مسائل کو محسوس کر کے اس کی ترجمانی اپنی شاعری میں کی۔ فیض، جذبی، اختر الایمان، سلام اور جاں نثار اختر اس گروہ کے نمائندے ہیں۔ تیسرا گروہ اُن شاعروں کا ہے جن کی نظر زندگی کی تلخ حقیقتوں پر بھی ہے۔ لیکن وہ ان تلخ حقیقتوں کا ذمہ دار اپنے ملک کی سیاسی زندگی اور اس سیاسی زندگی کی پیدا کی ہوئی غلامی کو سمجھتے ہیں۔ ان شاعروں میں مجاز، مخدوم، علی سردار جعفری، اور علی جواد زیدی کے نام پیش پیش ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک کے متعلق یہ کہہ دینا کہ ان کا تعلق ان تین گروہوں میں سے صرف کسی ایک گروہ سے ہے صحیح نہیں۔ مثلاً ن۔ م۔ راشد نے جہاں ایک طرف روایتی اسلوب میں کچھ اہم تبدیلیاں کیں وہاں دوسری طرف اُن کی

شاعری ایک نئے خیال اور نئی زندگی کی رجحان بھی ہے۔ مجاز کا سیاسی حس ان کی شاعری کے خاصے بڑے حصے پر چھایا ہوا ہے۔ پھر بھی انھیں سیاسی شاعر کہنا ان کی شاعرانہ فطرت پر ایک بہت بڑا بہتان ہے۔ یا علی سردار جعفری اور علی جواد زیدی کی شاعری کو صرف سیاسی کہہ کر ٹال دینا اُن کے تاریخی حس اور باریک مشاہدے سے منکر ہونا ہے۔ اس نئے زمانے نے کچھ ایسے حالات پیدا کر دیئے ہیں کہ ہر شاعر انفرادی طور پر دوسرے سے الگ ہونے کے باوجود کسی نہ کسی طرح اس زنجیر کی ایک کڑی ہے جو ہمارے سیاسی اور سماجی محسوسات سے مل کر بنی ہے۔ نہ کوئی شاعر خالص سیاسی ہے اور نہ خالص اصلاحی۔ اور نہ نرا رومان کا دلدادہ۔

ڈاکٹر تاثیر اور تصدق حسین خالد اُردو کے وہ شاعر ہیں جنھوں نے اب سے تقریباً بیس برس پہلے اُردو میں ایک نئے اسلوب کو رائج کرنے کی کوشش کی۔ اور ان دونوں شاعروں کی کوشش کا نتیجہ ہے کہ آزاد شاعری نے رفتہ رفتہ ایک تحریک کی شکل اختیار کر لی۔ تاثیر اور خالد نے ایک ایسے زمانے میں ایک روشِ نو کی طرح ڈالی جب اُردو پڑھنے والے شاعری کے روایتی طریقے میں کسی بنیادی تبدیلی کے خیال کو ایک بغاوت سمجھتے تھے۔ اور اس لئے اس راستے پر چلنے والوں کو 'باغی' کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس لحاظ سے تاثیر اور خالد نئے دور کی شاعری کے پہلے 'باغی' اور 'انقلابی' کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اور ان دو 'باغیوں' میں بھی تاثیر کا نام اور کام ایک نئے ادبی تجربہ کی حیثیت سے اجتہاد کا درجہ رکھتا ہے۔ فنی حیثیت سے اُردو کی نئی نظموں نے جتنی راہیں طے کی ہیں ان کا سُراغ کسی نہ کسی طرح تاثیر کے فنی تجربوں تک پہنچتا ہے۔ انھوں نے ایسی نظمیں بھی کہی ہیں جن میں مروّجہ بحروں کی پوری پوری پابندی ہے۔ اور پھر ایسی نظمیں جن میں بحریں وہی ہیں۔ لیکن ردیف و قافیہ کی سختی سے پابندی نہیں کی گئی۔ اور ایسی نظمیں بھی جو اپنی ہیئت میں مثنوی اور غزل کا امتزاج معلوم ہوتی ہیں۔ پھر اور آگے چل کر ایسی آزاد نظمیں جن میں بحر کے ارکان کو گھٹا بڑھا کر مختلف ٹکڑوں میں مختلف وزن پیدا کئے گئے ہیں۔ جس طرح بحروں ردیف اور قافیوں کے سلسلے میں مختلف طرح کے تجربوں کے لحاظ سے تاثیر ہر منزل پر خضرِ منزل کی طرح ہر جگہ آگے آگے چلتے نظر آتے ہیں۔ اسی طرح لفظوں، ترکیبوں، تشبیہوں، استعاروں کے ایک نئے طریقۂ استعمال میں بھی تاثیر نے نئے لکھنے والوں کو نئی راہیں دکھائی ہیں۔ اور ان نئی راہوں میں نیا تجربہ کرنے والے ہر شاعر نے اپنی اپنی پسند اور اپنی فطرت کے مطابق ان نئی راہوں کو نئے نئے گل بوٹوں سے سجایا ہے۔

چونکہ تاثیر کی شاعری اُردو میں برابر ایک نئے فنی طرز کی بنیں رکھ رہی ہے۔ اس لئے پڑھنے والوں کو ممکن ہے اُن کے یہاں فکر و تخیل کے اعتبار سے کسی مرکزی تصور کی کمی محسوس ہوتی ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی فن کے مجتہد کیلئے کسی مرکزی تصور کا پابند ہونا ممکن نہیں وہ تو ادب و شعر کو نئے نئے سانچے دیتا ہے۔ کہ یہ سانچے خیالات کو ایک نیا نہج اور نیا انداز اختیار کرنے میں مدد دے سکیں۔ تاثیر کے اسی نئے نہج، نئے انداز اور نئے سانچوں کی شاعری ہے۔ ان کے بنائے اور دکھلائے ہوئے سانچے شاعروں کے سامنے خیال کو ایک نئے انداز میں پیش کر سکنے کے امکانات پیش کر کے اپنا منصب پورا کر دیتے ہیں۔ تاثیر کی نئی شاعری کا منصب فن میں نئے سے نئے امکانات کا پیدا کرنا ہے۔ اور ان نئے امکانات کے پیدا کرنے کی اہمیت میں وہ اس حد تک محو رہے ہیں کہ ان کی شاعری میں اپنے اور غیر کے تخیل کا امتیاز بھی بے حد دُھندلا بن جاتا ہے۔ رومان، سیاست، اخلاق، ان میں سے ہر چیز سے انھوں نے اپنی بزمِ سخن کو سجایا ہے۔ لیکن اس سجاوٹ میں میرے نزدیک اہمیت خیال کو نہیں بلکہ اس کے قالب کو ہے۔ اُردو شاعری میں تاثیر کا نام اسی لئے زندہ رہے گا کہ انھوں نے اسے بہت سے نئے سانچے اور نئے قالب دیئے ہیں۔ فن کے معاملہ میں باغی بن کر دوسروں کو باغی بننا سکھایا ہے۔ اور نئے فن کو اپناتے وقت ہر جگہ اچھے اور بُرے کے امتیاز کو پیشِ نظر رکھا ہے اور اسی لئے فنی نقطۂ نظر سے اُن کے شاعرانہ تجربوں میں جمالیاتی عنصر کی کمی نہیں۔

تصدق حسین خالد کی شاعری بھی فنی حیثیت سے ایک نئے تجربے کی بنیاد ہے۔ انھوں نے ۱۹۲۵ء سے اُردو میں آزاد نظم کا نیا طرز رائج کرنے کی ابتدا کی۔ اور اس کے بعد ۱۹۳۳ سے ۱۹۳۵ء تک انگلستان میں رہ کر وہاں کی جدید شاعری کا مطالعہ کیا۔ اس کے بعد سے آزاد نظم کو اُردو میں عام کرنے کی تحریک کو اور زیادہ شد و مد سے پھیلانے میں حصہ لیا۔ ان فنی تجربوں میں بھی انھوں نے آزاد نظم کے ان اصول سے بغاوت کی ہے جو کسی نہ کسی طرح اُردو شاعری کے مزاج کے موافق تھے۔ اور اس لئے ان کی آزاد نظموں میں اکثر جگہ پڑھنے والوں کو ترنم کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ اور نظم جس آہنگ و موسیقی کے بغیر نظم نہیں بنتی وہ اس طرح باقی نہیں رہتی۔

آزاد نظم آزاد ہونے کے باوجود فنی حیثیت سے ایک حد کی پابند ہے کہ وہ جس بحر میں کہی جائے اس کے مختلف مصرعوں میں اس بحر کے ارکان کو گھٹا بڑھا کر آہنگ پیدا کیا جائے۔ مثلاً کسی نظم کے ایک مصرعہ کا وزن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن ہے، تو اس کے باقی مصرعوں میں یہی رُکن (مفاعیلن) ایک مرتبہ دو مرتبہ تین مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ یا اس کی محذوف شکل استعمال کی جائیگی۔ اور اگر پڑھنے والا اس کے مختلف مصرعوں میں صحیح ربط پیدا کر کے نظم کو پڑھے تو اس میں اسے وہی ترنم اور آہنگ محسوس ہوگا جو اس خاص بحر کیلئے مخصوص ہے۔ ڈاکٹر خالد نے عموماً اس مروجہ طریقے سے انحراف کیا ہے۔ مثلاً ان کی نظم "کتبہ" دیکھئے:۔

شیر دل خاں
میں نے دیکھے تیس سال
پے بہ پے فاقے
مسلسل ذلتیں
جنگ
روٹی
سامراجی بیڑیوں کو وسعتیں دینے کا فرض
ایک لمبی جانکنی
سو رہا ہوں اس گڑھے کی گود میں
آفتابِ مصر کے سائے تلے
میں کنوارا ہی رہا
کاش میرا باپ بھی
یوں کنوارا ۔۔۔
کیا کہوں!

اس نظم کی تقطیع اس طرح ہوگی:۔

شیر دل خاں	فاعلاتن
میں نے دیکھے تیس سال	فاعلاتن فاعلن
لے بہ پے فاقے	فاعلاتن فا
مسلسل ذلتیں	علاتن فاعلن
جنگ!	فاع
روٹی!!	لاتن
سامراجی بیڑیوں کو وسعتیں دینے کا فرض	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
ایک لمبی جانکنی	فاعلاتن فاعلن
سو رہا ہوں اس گڑھے کی گود میں	فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
آفتابِ مصر کے سائے تلے	" " "
میں کنوارا ہی رہا	فاعلاتن فاعلن
کاش میرا باپ بھی	" "
یوں کنوارا	فاعلاتن

کیا کہوں　　فاعلن

فاعلاتن بحر رمل کا سالم رکن ہے اور فاعلن اس کا رکن محذوف۔ اس نظم (کتبہ) کا ایک مصرع یا ٹکڑا "سامراجی بیڑیوں کو دستیں دینے کا فرض" بحر رمل محذوف الآخر میں ہے۔ باقی مصرعے یا ٹکڑے ایک یا دو یا تین رکنوں کے آہنگ پر ہیں۔ پھر بھی کئی جگہ شاعر نے یہ آہنگ قائم نہیں رکھا مثلاً نیچے کے ٹکڑوں میں:۔

پے بہ پے فاقے	فاعلاتن فا
مسلسل ذلتیں	علاتن فاعلن
جنگ!	فاع
روٹی!!	لاتن

ڈاکٹر خالد کی شاعری میں کوئی مرکزی خیال نہیں۔ اور نہ اس کے محسوسات پر طبقی زندگی کی کشاکشوں کا کوئی نمایاں اثر موجود ہے اس لئے فکر کی حیثیت سے بھی اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو پڑھنے والوں کو اپنی طرف کھینچ سکے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری نئی شاعری کے دور میں ایک ایسے فنی تجربے کا نمونہ ہے جو فکری حیثیت سے بھی لوگوں پر کوئی اثر نہیں ڈالتا۔ اور شاعرانہ ترنم کے نقطہ نظر سے بھی۔

"باقی" شاعر کی حیثیت سے نئے شاعروں میں میراجی سے زیادہ بدنام ہیں۔ اور اس سے کم شاید ن۔م۔ راشد۔ ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ہیئت اور فکر دونوں کے لحاظ سے انھوں نے قدیم راہوں سے انحراف کیا ہے۔ ہیئت کے اعتبار سے صرف ایک چیز ہے جس کی طرف راشد کی شاعری پڑھ کر ذہن منتقل ہوتا ہے۔ شاعری کے پرانے قالب کو چھوڑ کر ایک نئے قالب کی جستجو۔ یہ قالب انھوں نے آزاد نظم میں حاصل کیا اور اسی کو اپنا لیا۔ لیکن اس نئے قالب اور نئی ہیئت کو اپنانے میں بھی راشد نے کہیں اردو شاعری کے روایتی ترنم اور اس کی موسیقی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ راشد کی اس شاعری کے علاوہ بھی جو ان کی شاعری کے ابتدائی دور کی پیداوار ہے اور جس میں اردو کی قدیم روایتی ہیئت کی پابندی ہے۔ ہمیں کسی نظم میں اس ترنم کی کمی نہیں محسوس ہوتی جس کیلئے ہم اپنی پرانی شاعری کی طرف دیکھتے ہیں۔ راشد کی ساری آزاد نظمیں اردو کی دو عدد سے زیادہ مروج بحروں میں سے دو کے آہنگ پر ہیں۔

اُن کی مشہور نظمیں شرابی، انتقام، اجنبی عورت، خودکشی، اظہار اور ایک رات میں بحر رمل کے ارکان سے کام لیا گیا ہے۔ اور 'بیکراں رات کے سناٹے میں'، دریچے کے قریب، شاعر درماندہ، عہدِ وفا، گناہ، زوال اور سپاہی میں دوسری بحر کے ارکان۔ مثلاً شرابی کی تقطیع اس طرح ہوگی:۔

آج پھر جی بھر کے پی آیا ہوں میں	فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
دیکھتے ہی تیری آنکھیں شعلہ ساماں ہوگئیں	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
شکر کر اے جاں کہ میں	فاعلاتن فاعلن
ہوں دیارِ افرنگ کا ادنیٰ غلام	فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
صدرِ اعظم یعنی دریوزہ گرِ اعظم نہیں	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
ورنہ اک جامِ شرابِ ارغواں	فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
کیا بجھا سکتا تھا میرے سینۂ سوزاں کی آگ؟	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
غم سے مرجاتی نہ تو	فاعلاتن فاعلن
آج پی آتا جو میں	فاعلاتن فاعلن
جامِ رنگیں کے بجائے	فاعلاتن فاعلن
بیکسوں اور ناتوانوں کا لہو	فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
شکر کر اے جاں کہ میں	فاعلاتن فاعلن

ہوں دیارِ فرنگ کا ادنیٰ غلام — فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
اور بہتر عشق کے قابل نہیں! — فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

راشد نے اپنی کسی نظم میں ارکان کے ٹکڑے کرکے انھیں دو مصرعوں میں نہیں پھیلایا ہے۔ اور اس لئے ان کی آزاد نظموں میں بھی ہمیں وہی آہنگ اور ترنم حاصل ہوتا ہے جو پابند شاعری میں۔ راشد نے آزاد نظم میں یہ التزام کرکے اُردو کے نئے لکھنے والوں کیلئے ایک خوش آئند مثال قائم کی ہے۔ اور اگر آزاد شاعری کے دلدادہ شاعر آزاد نظم کی اس تھوڑی سی پابندی کو گوارا کرلیں تو یہ چیز اس بدنام شاعری کیلئے ایک نیک فال ہوگی۔ راشد کے فن کی یہ آزادی جو آزادی کے مقابلہ میں پابندی سے زیادہ قریب ہے۔ ان کی شاعری کی صرف ایک خصوصیت ہے جس کے لحاظ سے انھوں نے اُردو کو اور بھی کچھ چیزیں دی ہیں۔ ان پُرانی بحروں کے ارکان کے استعمال میں راشد نے اکثر جگہ فن کی اس نزاکت کا خیال رکھا ہے کہ نظم کا ایک ٹکڑا دوسرے سے الگ نہ ہو سکے۔ ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے سے اور ایک مصرع دوسرے مصرع سے اس طرح ہم آغوش ہو کہ خیال میں زنجیر کا سا تسلسل پیدا ہو جائے اور پڑھنے والے کو یہ محسوس ہو کہ اس کا ذہن بغیر کسی جھٹکے کھائے، خیال کے تسلسل سے ہم آہنگ ہو کر آگے کی طرف بڑھ رہا ہے۔ نظم کے مختلف ٹکڑوں میں یہ ہم آہنگی راشد کی آزاد نظم کی دوسری خصوصیت ہے جو انھیں دوسرے شاعروں سے ممتاز کرتی ہے۔

لفظوں اور ترکیبوں کے استعمال میں راشد کے یہاں ایک تو ندرت اور شگفتگی ہے۔ اُن کی شاعرانہ فطرت ہر جگہ پُرانے لفظوں میں نئے مفہوم کی تلاش کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اور اسی مسلسل جستجو کا نتیجہ ہے کہ پُرانے فرسودہ لفظوں میں نئی زندگی کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔ ان کے کنائے اور تشبیہیں قدیم اور جدید کا ایک خوش گوار امتزاج ہیں۔ پُرانی محدود تشبیہوں سے ایک زیادہ وسیع مفہوم اور تصور کا کام اور ان سے خیال کے تسلسل میں مدد لینا۔ پھر نئی نئی تشبیہوں سے تصویریں بنانا۔ راشد کے طرز میں یہ چیزیں پسندیدہ مشرقی انداز کے گہرے اثر کا پتہ دیتی ہیں۔ لیکن کنایوں اور اشاروں کے استعمال میں انھوں نے ہر جگہ جدت اور خیال کی گہرائی سے کام لیا ہے۔ اور یہی اشارے ہیں جنھوں نے ان کی شاعری میں ابہام پیدا کر دیا ہے۔ اور اسی ابہام سے عموماً پڑھنے والے گھبراتے ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اگر پڑھنے والوں کو راشد کے مرکزی خیال سے واقفیت ہو تو اکثر جگہ اس ابہام میں لطف آتا ہے اور ان اشاروں کے اندر شاعر کی بنائی ہوئی خوبصورت تصویریں چھپی ہوئی ہیں جو نظم کو مبہم بنانے کے بجائے زیادہ واضح اور موثر بنا دیتی ہیں۔ اور یہی تصویریں ہیں جنھیں دیکھ کر مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ راشد کی شاعری پُرانے طرز سے بغاوت نہیں بلکہ نئے اور پُرانے طرز میں ایک خوش گوار سمجھوتہ ہے۔

راشد کی نظموں میں خیال کا جو ارتقا ہوا ہے وہ کسی وقتی جذبے کا اثر نہیں۔ شاعر کی آخری نظموں میں سیاسی احساس کی جو شدت اشاروں کنایوں کے اندر تڑپتی دکھائی دیتی ہے اس کا پتہ لگانا بہت آسان ہے۔ اگر پڑھنے والا نظموں کے خیال کی ارتقائی منزلوں کو غور سے سمجھنے کی کوشش کرے۔ راشد کی ابتدائی نظمیں خالص جذباتی اور رومانی ہیں۔ اور ایک خاص منزل پر آکر پڑھنے والا یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ شاعرانہ جذبات اور رومان کی دُنیا سے نکل کر اس دُنیا کو گھور رہا ہے جس نے اُسے اپنی طرف مائل ہونے پر مجبور کیا ہے۔

زندگی کاوش بیداری ہے۔ جہاں آدمی آرزوئیں کرتا ہے اور آرزوئیں اس سے گریزاں رہتی ہیں۔ اُسے زندگی سے اپنے دائمی ربط کا شدید احساس ہے۔ لیکن جوں جوں زندگی کی تلخیاں اس کے گرد و پیش چھاتی جاتی ہیں وہ اس سے گھبرانے لگتا ہے۔ وہ زندگی کے اس عہد ماضی کو یاد کرتا ہے جو بہت بلند تھا لیکن اسے اس کے واپس آنے کی کوئی امید نہیں۔

فرنگ سکیسوں اور ناتوانوں کا لہو چوستے دکھائی دیتے ہیں۔ مغرب نے مشرق کی ابدیت کو لوٹ کھسوٹ کے برہنہ اور ویران کر دیا ہے اور اب اس لٹے ہوئے روحانی مشرق میں ننگے بھوکے جسم، گرسنہ آرزوئیں، مشتعل مزدور، ان چیزوں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ انسان ذاتی میں ہے لیکن اس کا کوئی مداوا نہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ اس زندگی پر جھپٹ کر اس کا گلا گھونٹ دے۔ لیکن عین وقت پر اُسے یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس میں جھپٹ سکنے کی سکت بھی باقی نہیں۔ وہ اپنی خودی سے مدد لینا چاہتا ہے لیکن وہ مردہ ہو چکی ہے اور اسی لئے اب اُسے کسی ایسی دنیا کی تلاش ہوتی ہے۔ جہاں اُسے زندگی کے اس کہنہ آہنگِ مسلسل سے نجات مل سکے۔ وہ بے بس ہو کر زندگی سے بھاگنا چاہتا ہے۔ راشد کی آخری کئی نظمیں اسی خیال کی ترجمان ہیں۔ جن میں مختلف طرح کے کنایوں سے، آزاد تسلسل کے نفسیاتی عمل سے، اور ایک کے بعد

ایک پیدا ہونے والی بے ربط لیکن مسلسل تصویروں سے شاعر نے اسی مرکزی خیال کی ترجمانی کی ہے۔ زندگی سے بھاگ کر اس نے سب سے پہلے محبوب کے ستبر بیاہوں میں، اس کے گرد پہلوؤں یا اس کے پُرفن رفتار رقص میں پناہ لینے کی کوشش کی ہے۔ جہاں بار بار اُسے یہی خوف لرزاں رہتا ہے کہ اس پناہ گاہ میں بھی زندگی کسی چور دروازے سے اندر نہ گھس آئے۔ یہ جذبہ 'رقص' میں اپنی انتہائی شدت اختیار کر لیتا ہے۔ کبھی کبھی زندگی کی بے بسیاں اُسے انتقام پر آمادہ کرتی ہیں اور وہ بے بس ہو کر ایسی حرکتیں کرتا ہے جو کسی توانا ذہن کے قریب نہیں آسکتیں۔ 'انتقام' میں اسی شدتِ یاس کی ترجمانی ہے۔ اور پھر جب ان میں سے کسی چیز سے اس کی تسکینِ اضطراب نہیں ہوتی تو کوئی پنہاں طاقت اس کی مدد کرتی ہے۔ اور وہ یہ فیصلہ کر کے خوش ہوتا ہے کہ "لگا دوں ایک بے باکانہ جست" اور اس زندگی کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ کر دوں لیکن پھر شاید عین وقت پر اُسے افق پر ان ساری دنیاؤں سے زیادہ روشن و تابناک ایک نئی دُنیا نظر آنے لگتی ہے — "کوتہ زینے میں پھر ایک نئی لرزش، نئی جنبش ہویدا ہوتی ہے۔ اور کوہساروں اور ریگزاروں سے" اُسے ندا آنے لگتی ہے کہ اپنے سلاسل توڑ کر چار سو چھائے ہوئے ظلمات کو چیر ڈالو اور اس ہنگام باد آورد کو قبلۂ سجود بنا دو۔" رقص، انتقام، زنجیر اور خودکشی" زندگی سے فرار کی چار مختلف تصویریں ہیں جو راشد نے واضح طور پر ہمارے سامنے پیش کی ہیں۔

راشد کی نظموں میں نئے اشاروں اور نئے حیلوں نے جا بجا بعض اُلجھنیں بھی پیدا کر دی ہیں۔ اور ذہن پر بار بار زور دینے کے بعد بھی اُن کا دُور کرنا ایک دشوار کام معلوم ہوتا ہے۔ پھر بھی ان نظموں میں فکر کی پختگی اور توانائی ہے۔ اور اس میں شبہ نہیں بعض جگہ ان خیالات کے اظہار میں شاعر ہماری تہذیب کی بعض اخلاقی قدروں کا دامن چیر جاتا۔ مذہبی عقیدوں کو مذہب میں اگتا دکھائی دیتا ہے۔ لیکن فن کی حیثیت سے راشد کی شاعری اُردو میں ایک خوش گوار اضافہ ہے۔

میراجی نئی شاعری کے سب سے زیادہ بدنام رُکن ہیں۔ وہ اس بدنامی میں اُن کی شاعری کی ہیئت اور اس کے موضوع دونوں چیزوں کا برابر کا حصہ ہے۔ میراجی کے ابتدائی دَور کی شاعری (یہ ابتدائی دَور تقریباً ۱۹۴۰ء کے آخر تک چلا) فن اور تخیل دونوں کے اعتبار سے قدیم روایتوں کی پابند ہے۔ اس میں شاعر نے اُردو کی مروّجہ بحروں میں نظمیں کہی ہیں۔ ردیف اور قافیہ کا التزام بھی کیا ہے۔ اور لفظوں کے انتخاب، اُن کی ترتیب اور اُتار چڑھاؤ میں ہر جگہ شاعرانہ ترنّم کی اہمیت کو شدت سے محسوس کیا ہے۔ سبک اور نازک لفظ، چھوٹے چھوٹے ہم آہنگ فقرے جن میں نثر کی بے تکلفی اور روانی ہے اور نظم کا زیر و بم۔ خیال کیلئے لطیف اور احساس کیلئے زود فہم۔ ان نظموں میں مناظرِ فطرت کی دلفریبیوں کی طرف شاعرانہ اشارے بھی ہیں۔ اور ہندوستان کے رومان پرور ماضی کی کہانی بھی۔ اور یہی کہانی اصل میں میراجی کا محبوب موضوع ہے۔ انھوں نے خود کو اس روحانی فضا میں اس درجہ گم کر دیا ہے کہ داستانِ فردا بھی اس فضا میں آکر گم ہو جاتی ہے۔

اس دور کی شاعری پر ہندی کے تخیل اور اس کے اندازِ بیان کا گہرا اثر ہے۔ جذبات میں ایک خاص قسم کی نزاکت اور لوچ ہے تشبیہوں پر بھی ہندوستانی تشبیہوں کا اثر ہے۔ جہاں اُسے دامن کی لہریں مسلا مسلا سا گیت دکھائی دیتی ہیں۔ اور رُخصت ہوتی ہوئی رات ڈھلکے ہوئے دوپٹے کا تصوّر بن کر اس کے سامنے آتی ہے۔ اس دَور کی شاعری میں میراجی خالص ہندوستانی شاعر کے روپ میں ہمارے سامنے آتے ہیں۔

اس کے بعد کی شاعری کا زیادہ حصہ ایسا ہے جسے شرف کا تصوّر کوشش کے باوجود اپنا نہیں بنا سکا۔ یہ "آزاد نظم" کی شاعری ہے جس کے زیادہ حصہ میں اتنی آزادی ہے کہ نظم کے ڈانڈے نثر سے ملتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اس شاعری میں ابہام بھی بہت ہے اور خیالات کی ندرت اور جدت کے باوجود اس کا انداز ایسا ہے کہ اس کا سمجھنا بڑا دشوار کام ہے۔ اس کی کئی وجہیں ہیں۔ ایک کا تعلق خود میراجی کی شاعرانہ اور ذہنی فطرت سے ہے۔ میراجی ہر چیز میں کوئی نئی بات پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور اسی لئے نئی چیزوں کی تلاش میں ان کی نظر بعض ایسی دُور از کار چیزوں پر پڑ جاتی ہے جو ان کے ذہن میں تو صاف اور واضح ہوتی ہیں لیکن پڑھنے والے کیلئے چیستاں اور معمّہ بن جاتی ہیں۔ چونکہ انھوں نے اپنی نئی شاعری کی بنیاد بعض ایسے اشاروں پر رکھی ہے جن کا لغوی مفہوم تو بالکل واضح اور صریح ہے لیکن ان کے اشارتی مفہوم کی طرف اب تک کسی کا ذہن نہیں گیا۔ اسی لئے ان اشاروں میں جو بات کہی جاتی ہے وہ سمجھ میں نہیں آتی۔ شاید جب لوگ رفتہ رفتہ ان اشاروں کے عادی ہو جائیں تو کچھ بات بنے۔ ایک اور چیز جس کا تعلق نئے فن سے بھی ہے اور خود میراجی سے بھی۔ آزاد تسلسل کی نفسیات کا

بستعمال۔ شاعر کے ذہن میں کوئی خیال آتا ہے۔ اس خیال کو مرکز اور محور بنا کر وہ اس کے ساتھ آنے والے سارے تصورات کی ذہنی تصویریں بنالیتا ہے۔ یہ تصویریں بجائے خود رنگین بھی ہیں اور تصور انگیز بھی۔ لیکن ان مختلف تصویروں کو ملا کر جو ایک بڑی تصویر بنتی ہے وہ ان چھوٹی تصویروں کے حسن کو بھی ختم کر دیتی ہے۔ دیکھنے والا (اس صورت میں پڑھنے والا) نظم میں ایک تصویر کو دیکھتا ہے اور اسے وہی مسرت محسوس ہوتی ہے جو فن کی کسی اچھی تخلیق سے ہونی چاہئے۔ وہ آگے بڑھتا ہے اسے پھر ایک دلکش تصویر نظر آتی ہے۔ وہ اور آگے بڑھتا ہے اور ایک تیسری تصویر اس کے سامنے آتی ہے۔ لیکن پچھلی دو تصویروں کا نقش اس کے ذہن پر سے غبار کی طرح مٹتا چلا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ پوری تصویر کا مشاہدہ (پوری نظم کا مطالعہ) کر چکنے کے بعد وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ کہیں کھو گیا۔ نظم کی مختلف تصویروں میں وہ کوئی ربط تلاش کرنا چاہتا ہے۔ اور اس ربط کی تلاش میں اسے اپنی دیکھی ہوئی تصویروں کی اصلیت میں بھی شبہ ہونے لگتا ہے۔

میراجی اچھے شاعروں کی طرح واقعات اور محسوسات کی اچھی تصویریں تو بنا سکتے ہیں۔ لیکن اپنی ذہانت کی تیزی میں انھیں اس کا احساس نہیں رہتا کہ ان مختلف تصویروں میں جو باہمی بے ربطی ہے وہ خود ان کے ذہن میں تو ربط بن کر آ سکتی ہے لیکن پڑھنے والا اسے بے ربطی ہی سمجھنے پر مجبور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میراجی کی بہت سی آزاد نظمیں پڑھنے والوں کے دل پر اپنے مرکزی تصور کا کوئی نقش نہیں چھوڑتیں۔

ایک بات اور بھی ہے جس کی وجہ سے میراجی کی شاعری ادبی بزموں سے زیادہ سماجی گفتگوؤں میں بحث کا موضوع بن گئی ہے۔ میراجی باقی ہر نئے شاعر سے زیادہ، ہندوستانی سماج کے اخلاقی نظریوں کو ٹھکرا کر، اپنی بزم شعر کو آراستہ کیا ہے۔ نفسیاتی نقطۂ نظر سے اب فن کے نزدیک عورت اور مرد کے جنسی میلانات اور ان جنسی میلانات کی پردہ در ذہنی اور عملی زندگی کو بے باکی کے ساتھ ادب اور شعر کا موضوع بنانے میں اب کوئی حرج باقی نہیں رہا ہے۔ لیکن پھر بھی بعض پابندیوں کو ذہن میں رکھ کر دب میں برتی جاتی ہے۔ اور ان پابندیوں میں ایک پابندی سماجی شعور کا احساس ہے۔ میراجی اس لحاظ سے وقت سے بہت آگے جاتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔

یہی دو ایک باتیں ہیں جنھوں نے پڑھنے والوں کے ذہن میں میراجی کی شاعری کی طرف سے ایک طرح کی کدورت پیدا کر دی ہے اور یہ کدورت انھیں شاعری کی لطافتوں کی طرف مائل نہیں ہونے دیتی۔ ورنہ میراجی کی شاعری کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو اس میں "شعریت" کے وہ عناصر موجود ہیں جو نثر اور نظم کو ایک دوسرے سے ممتاز کرتے ہیں۔

یوسف ظفر نئے شاعروں میں نسبتاً زیادہ نئے ہیں۔ ان کے کلام میں ہر جگہ ایک انفرادیت نمایاں ہے۔ اور یہ انفرادیت ان میں دو چیزوں نے پیدا کی ہے۔ خود اپنی زندگی کی تلخ کامیوں نے اور اس ماحول نے جس میں یہ زندگی پلی بڑھی۔ اس لئے یوسف ظفر جب اپنی تلخی کو محسوس کرتے ہیں تو ان کا ذہن اپنے مادر وطن کی قیدوں تک پہنچتا ہے۔ اور اس سے بھی آگے چل کر پھر عام انسانی قیدیں اس کے خیال کا محور بن جاتی ہیں۔ ظفر کے نزدیک زندگی مجبوریوں کا نام ہے۔ جس میں آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں اور لبوں پر زبردستی کی مسکراہٹ کھیلتی ہے۔ انسان محسوس کرتا ہے کہ اس کا ذوق سفر ہمیشہ ناکام رہتا ہے۔ اور اس کے سانس میں جلن، اور نگاہ میں تھکن پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جو کچھ اسے زندگی میں نہیں ملتا اس کی تلاش خوابوں میں کرتا ہے۔ اور یہ تلاش خواب میں روپہلی نغمہ بن کر سنائی دیتی ہے۔

ہندوستان مظلوم ہے اس کی آنکھوں میں آنسو ہیں اور اقوام غالب ان آنسوؤں پر ہنس رہی ہیں۔ اس پر ابلتے ہوئے خون کے نغمے ابلتے ہیں لیکن سکوں کی جھنکاریں کھو جاتے ہیں۔ انسان جو زندانی احساس ہے ان چیزوں سے عاجز آکر شاہ دولت سے کہہ اٹھتا ہے:۔

توڑ دو ہاتھ مرے پھوڑ دو آنکھیں میری
سیسہ بھر دو مرے کانوں میں کہ میں سن نہ سکوں
سی دو ہونٹوں کو مرے مہر لگا دو ان پر
ورنہ یہ جور و ستم کیسے روا رکھو گے؟

یوسف ظفر کے یہاں طرز میں مشرق اور مغرب کا امتزاج ہے۔ نظموں میں انگریزی طرز اور قافیوں کے نغمے۔ ان کی تشبیہوں میں ہر جگہ ایک جدت ہے جو اکثر جگہ خوشگوار ہوتی ہے اور کہیں کہیں عجیب۔ یوسف ظفر نے پرانی صفات کو نئے مفہوموں میں استعمال کیا ہے۔

اور کچھ خاص لفظوں سے احساس اور تخیل کی گہرائی کے اظہار میں مدد لی ہے۔ ٹمٹماتے چراغ، سرمئی پردے، تاریک اور غیر یقینی سائے، ٹمٹماتے ہوئے تارے، اکپکپاتی سی دی۔ ان جیسے دلوں سے یوسف ظفر نے اپنی نظموں میں ماضی اور مستقبل کے احساسات کی تصویر کشی کی ہے۔ اور زیادہ موقعوں پر پڑھنے والوں کا ذہن ان تصویروں کا اثر محسوس کرتا ہے۔ لیکن ان کا استعمال اس کثرت سے کیا گیا ہے کہ کہیں کہیں یہ بھی محسوس ہونے لگتا ہے کہ ان استعاروں کا تجلّی اور صورت زائی مفہوم ہلکا ہوتا جا رہا ہے۔ اور اندیشہ ہے کہ اگر ان کے استعمال کی یہی کثرت رہی تو ان میں تاثیر باقی نہیں رہے گی۔

یوسف ظفر کے تخیل میں تازگی اور طرز میں احساس کے باوجود پختگی اور روانی ہے۔ شاعروں کا ایک گروہ وہ ہے جس کی شاعری تجربہ سے زیادہ محسوسات کی شاعری ہے۔ یہاں مادی دنیا کی تصویروں سے زیادہ روز دل کی دنیا کی مصوّری پر دیا جاتا ہے۔ اور شاعر جو کچھ کہتے ہیں اپنے دل کی بات سمجھ کر کہتے ہیں۔ دوسرے والے اس بات کو اپنے دل کی بات سمجھتے ہیں۔ یہاں شاعر کی دنیا اور پڑھنے والے کی دنیا کسی نہ کسی منزل پر آکر ایک ہو جاتی ہے۔ ایسے شاعروں میں نقش فریادی، کے مصنف فیض احمد فیض کا نام سب سے پہلے آتا ہے۔ فیض اپنے دور کے ہر شاعر سے زیادہ احساسات کے شاعر ہیں۔ اُن کی نظموں کا مطلب سمجھنے کی کوشش کرنے سے پہلے کسی مرکزی نظریے یا خیال کی جستجو کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یہاں جو کچھ ہے وہ نظم میں موجود ہے اور شاعر کی طرح کہا گیا ہے۔

تقریباً سارے نئے شاعروں کی طرح فیض کی شاعری بھی نمایاں طور پر دو مختلف دوروں کی شاعری ہے۔ پہلا دور وہی جہاں صرف رومانیت ہے۔ اور سرشارانہ تجسّس کا مرکز صرف اپنی ذات۔ شاعر اپنی اکیلی زندگی کا ہمصفیر اور ہمسفر ہو کر ایک نرم اور نازک چال سے زندگی کی راہ پر چلتا رہتا ہے۔ اس راستے میں اُسے کہیں غم جہاں کی جھلک دکھائی دیتی ہے تو وہ فوراً اُدھر سے نظر ہٹا لیتا ہے۔ اس کا دل دھڑکنے لگتا ہے اور وہ محبوب سے مخاطب ہو کر اسی آداس طرح اس تک پہنچاتا ہے ع خدا وہ وقت نہ لائے کہ سوگوار ہو تو۔ راتوں کی خموشی میں چھپ کر درد بھولی ہوئی یادوں کو سینے سے لگانا، رعاقل کے باوجود کسی معصوم قاتل کے باوجود دعاؤں سے یاد کرنا اور اسی پیار سے زندگی کو زرنگار بنانا یہ اس کی شاعری کے دلچسپ مشاغل ہیں۔

آ کہ تھوڑا سا پیار کر لیں ہم   زندگی زرنگار کر لیں ہم

مستقبل کا تصور بھی اس کے ذہن میں کچھ اس انداز سے آتا ہے ؎

شاید مری الفت کو بہت یاد کرو گی   اپنے دلِ معصوم کو ناشاد کرو گی

اس کے ماضی اور مستقبل دونوں محبوب کی دلنواز نظر میں ڈوب جاتے ہیں۔ لیکن زندگی کی تلخیاں رفتہ رفتہ اُسے اپنی طرف مائل ہونے پر مجبور کر رہی ہیں۔ اُسے ان کا احساس ہے لیکن وہ کسی بس چل سکے اُن سے دور رہنا چاہتا ہے ع

آج کی رات سازِ درد نہ چھیڑ

اس رات کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے اس کے اندیشے سے اس کا دل خالی نہیں۔ آخر کار وہی ہوتا ہے جس کا ڈر تھا اور ایک دن اُسے محبوب سے کہنا پڑتا ہے کہ ع مجھ سے پہلی سی محبت مرے محبوب نہ مانگ!

یہاں سے فیض کی شاعری کا دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔ جب اپنی تنہا دنیا سے کہیں زیادہ وسیع، اور کہیں زیادہ معنی خیز دوسری دنیا اُسے اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ اور وہ ایک ایک کر کے زندگی کے وہ سارے زہراب محبوب کے سامنے گن کر رکھ دیتا ہے جو اُسے اس بات پر مجبور کر رہے ہیں کہ وہ محبت کے سوا اور چیزوں کو بھی کچھ سمجھے:

اور بھی دکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا
راحتیں اور بھی ہیں وصل کی راحت کے سوا
اَن گنت صدیوں کے تاریک بہیمانہ طلسم
ریشم و اطلس و کمخواب میں بُنوائے ہوئے
جا بجا بکتے ہوئے کوچہ و بازار میں جسم

خاک میں لتھڑے ہوئے خون میں نہلائے ہوئے
جسم نکلے ہوئے امراض کے تنوروں سے
پیپ بہتی ہوئی گلتے ہوئے ناسوروں سے

شاعری کی یہ منزل ہے جہاں تجربے مشاہدے اور احساس کی پیچیدگیوں سے گھبرا کر شاعر اپنے لئے بیان کی ایک راہ تلاش کرنا چاہتا ہے۔ اور یہی منزل ہے جہاں آکر بہت سے بھٹک جاتے ہیں۔ فیض نے اس منزل پر اپنے لئے جو پیرایۂ بیان اختیار کیا ہے اس نے انھیں شاعروں میں ایک منفرد جگہ دیدی ہے۔ روایتی اسلوب سے تھوڑا سا انحراف، بحروں کے انتخاب میں موثر سلیقہ، خیال کی رفتار میں پہلے کے مقابلہ میں زیادہ تیزی۔ اُردو کے پُرانے استعاروں (خزاں، بہار، گل، گلچیں، ساغر، شراب، ساقی، قفس، دشت و زنداں، چاکِ گریباں اور جونِ جگر) سے نئی تصویروں کا کام۔ دو تین لفظوں سے پڑھنے والے کے ذہن میں ماضی کے نقوش اُبھارنے کا فن۔ اور ان سب چیزوں میں ملی جُلی موسیقی۔ یہ فیض کے طرز کی خصوصیات ہیں اور اس طرز نے انھیں بعض ایسی نظمیں دی ہیں جن سے نئی شاعری کے نئے تجربے میں پختگی اور ہمہ گیری کے آثار نظر آتے ہیں۔ اور ان نظموں میں ایسے مصرعے ہیں جن سے تصور ایسی تصویریں بنا سکتا ہے جو طویل سے طویل نظموں سے بھی ممکن نہیں ع

گل ہوئی جاتی ہے افسردہ سلگتی ہوئی شام

آج تک سرخ و سیہ صدیوں کے سائے تلے
آدم و حوا کی اولاد پہ کیا گذری ہے؟

ان گنت صدیوں کے تاریک بہیمانہ طلسم
ریشم و اطلس و کمخواب میں بنوائے ہوئے

یا اُن کی مشہور نظم "تنہائی":

"پھر کوئی آیا دلِ زار، نہیں کوئی نہیں
راہرو ہوگا کہیں اور چلا جائے گا
ڈھل چکی رات بکھرنے لگا تاروں کا غبار
لڑکھڑانے لگے ایوانوں میں خوابیدہ چراغ
سو گئی راستہ تک تک کے ہر اک راہگذار
اجنبی خاک نے دھندلا دیئے قدموں کے سُراغ
گُل کرو شمعیں بڑھا دو مے و مینا و ایاغ
اپنے بے خواب کواڑوں کو مقفل کر لو
اب یہاں کوئی نہیں، کوئی نہیں آئے گا"

فیض کو مختصر لفظوں سے پڑھنے والے کے ذہن میں گذرے ہوئے زمانے کی یادوں کا ایک پختہ تاریخی تصور پیش کرنے پر جو قدرت حاصل ہے نئے شاعروں میں کسی اور کو نہیں۔

فیض نے اپنی نظموں میں اپنے زمانہ کی جس کشاکش کی ترجمانی کی ہے، اس میں دھن، دولت، غریبی، امراض، بازاروں، دردوں اور غریبوں کا بکتا ہوا گوشت اور لہو بھی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس غلامی کا شدید احساس بھی جس میں فکر محبوس ہے اور گفتار کے

پاؤں میں زنجیریں پڑی ہوئی ہیں۔ اُس کے دل میں ان سب چیزوں کی طرف سے ایک بے چینی (بغاوت نہیں!) پیدا ہوتی ہے اور وہ اس سارے غم کو اپنانا چاہتا ہے ؎

کیوں نہ جہاں کا غم اپنا لیں بعد میں سب تدبیریں سوچیں

لیکن شاید یہ تدبیر کارگر ہوتی نہیں دکھائی دیتی۔ اس لئے فکر ایک نیا راستہ تلاش کرتی ہے ؎

تیرے آزار کا چارہ نہیں نشتر کے سوا
اور یہ سفاک مسیحا مرے قبضے میں نہیں
اس جہاں کے کسی ذی روح کے قبضے میں نہیں
ہاں مگر تیرے سوا، تیرے سوا، تیرے سوا!

محسوس کرنے والے شاعر کے پاس اس کے سوا اور علاج ہی کیا ہے؟

فیضؔ کی آزاد نظموں پر بھی لوگوں کو فنی بے راہ روی کا اعتراض ہے۔ حالانکہ میرا خیال یہ ہے کہ اگر آزاد نظموں کی بے راہروی 'موضوع سخن' اور 'تنہائی' جیسی نظمیں پیدا کر سکے تو خدا سب نئے شاعروں کو بے راہرو اور گمراہ کر دے۔

اسی مفہوم میں ایک اور 'گمراہ' اور 'بے راہرو' شاعر معین احسن جذبیؔ ہیں۔ جذبیؔ نے زیادہ تر غزلیں کہی ہیں یا غزل نما نظمیں ہیں۔ اور اس 'قدامت پسندی' یا 'رجعت پسندی' کے باوجود وہ اُردو کے ترقی پسند شاعر ہیں۔ ان کی وہ ابتدائی غزلیں بھی جن پر ہماری زندگی کے خارجی حالات کا عکس موجود نہیں، ایسے جذبات کی حامل ہیں جو صرف ایک کے نہیں بلکہ سب کے ہوتے ہیں اور اسی لئے ان غزلوں میں صداقت اور خلوص ہے۔ غمِ عشق بھی ہے اور خودداری اور بلند نظری بھی۔ ناکامیاں اور مایوسیاں ہیں۔ عاشق ہمیشہ کی طرح اب بھی ضبط سے کام لیتا ہے لیکن اس کی وجہ میں ایک بلند نظری اور ارادہ کی مضبوطی ہے ؎

ضبطِ غم بے سبب نہیں جذبیؔ خلشِ غم بڑھا رہا ہوں میں

غزل کے مضامین میں تنوع ہونا ضروری ہے۔ جذبیؔ کے یہاں بھی یہ تنوع ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جذبات پر کہیں کہیں عقل کی پاسبانی بھی نظر آتی ہے۔ اور اسی لئے ان کی غزلوں میں ماضی کا ذکر گذرے ہوئے رنگین لمحوں کی صورت میں ہوتا ہے۔ حال کے ذکر میں نغمہ و آہنگ ہے اور مستقبل آرزو کا ترجمان۔ ان میں اشارے کنائے پرانے ہیں لیکن فرسودہ نہیں شگفتہ۔ ساحل اور منزل جذبیؔ کے بہت محبوب اشارے ہیں۔ اور ان کے ذکر میں پڑھنے والوں کیلئے ہر جگہ ایک نیاپن ہے۔

گر پڑتا ہوں کیوں ہر ہر قدم پر الٰہی آ گئی کیا پاس منزل
جہاں تک آخری نظریں تری مشکل سے پہنچی ہیں وہی منزل کی حد ہے خواب منزل دیکھنے والے
کاٹ دی یوں ہم نے جذبیؔ راہ منزل کاٹ دی گر پڑے ہر گام پر ہر گام پر سنبھلا کئے
اے موجِ بلا ان کو بھی ذرا دو چار تھپیڑے ہلکے سے کچھ لوگ ابھی تک ساحل سے طوفاں کا نظارہ کرتے ہیں

خود جذبیؔ کی شاعری میں بھی آخر میں وہ دور آ گیا جب انھوں نے ساحل سے طوفاں کا نظارہ کرنے کے بجائے موجِ بلا کے تھپیڑوں میں لذت محسوس کرنی شروع کر دی۔ بھکارن کی بے بسی سے اس کا دل تڑپ اٹھتا ہے۔ اس کیلئے مئے ناب تلخی زہر بن جاتی ہے جنبش مضراب سے شرارے اُٹھتے ہیں۔ سینۂ مہتاب میں داغ دریوزہ گری چمکتا دکھائی دیتا ہے۔ مفلس کے تبسم سے اسے فاقوں کی شدت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور توپوں کی گرج سن کر اس کا جذبۂ بیدار عزتِ مظلوم کی بیداری کیلئے تڑپنے لگتا ہے۔ حسنِ فطرت کو دیکھکر اس کے دل میں مفلس کے جذبات کا تلاطم پیدا ہو جاتا ہے

دریا کے تلاطم کا منظر ہاں تجھ کو مبارک ہو لیکن
اک ٹوٹی پھوٹی کشتی بھی چکراتی ہے منجدھاروں میں

وہ لاکھ ہلالوں سے بھی حسیں، کیسی زہرہ، کیسی پروین
اک روٹی کا ٹکڑا جو کہیں مل جائے مجھے بازاروں میں

جب جیب میں پیسے بجتے ہیں، جب پیٹ میں روٹی ہوتی ہے
اُس وقت یہ ذرّہ ہیرا ہے، اس وقت یہ شبنم موتی ہے

جذبی کی شاعری نئے دَور کے اس رُجحان کی ترجمانی اور نمائندگی کرتی ہے جس میں شاعری کی ہیئت کچھ بھی ہو۔ خیالات اور محسوسات کا انداز تھوڑے بہت فرق کے ساتھ ایک سا ہے۔ نئی شاعری میں غزل بھی موجودہ زندگی کی سیاسی اور سماجی کشاکش سے اسی درجہ متاثر ہے جیسے پابند نظم یا آزاد نظم۔ اب غزل میں بھی سرمایہ کی ضربوں اور توپوں کی گرج سُنائی دینے لگی ہے۔ اور یہ چیز غزل کو سب سے پہلے جذبی نے دی ہے۔ (باقی آئندہ)

سید وقار عظیم ؔ

نغمۂ زندگی

پھر ایسے خیالات آنے لگے || کہ ہم خود بخود گنگنانے لگے
ہمارا المقار اعجب حال ہے || نظر مل گئی مسکرانے لگے
جوانی کی اللہ رے سرشاریاں || قدم خود بخود ڈگمگانے لگے
مری قدر شاید کہ ہونے لگی || مرے سر کی قسمیں وہ کھانے لگے
ہنسی ان کے ہونٹوں پہ آنے لگی || ذرا ہم جو باتیں بنانے لگے
اندھیرا اندھیرا سا چھانے لگا || مرے پاس سے جب وہ جانے لگے
یونہی عمر گذرے گی امید میں || وہ کاہے کو تشریف لانے لگے
مری شاعری کا صلہ مل گیا || مرے شعر وہ گنگنانے لگے
اکیلے میں گاتے تھے میری غزل || مجھے دیکھ کر مُسکرانے لگے
ترا روٹھنا ہے یہ بے سود ہی || تجھے کیوں وہ فضلی منانے لگے

فضل احمد کریم فضلی

چلے دلّی کو!

(۱)

ان دنوں ریل کا سفر دو ہی کسی نچلے یا مجھولے درجے میں کچھ اسی من چلے پر خوب پھبتا ہے جس کی ہڈیاں چونے کے بدلے فولاد کی سی ہوں اور جسم کے سب جوڑ بند میں ریل پیل کے سیسہ پلا گیا ہو۔ پھر ایسے ہی زرمساز کو راس آتا ہے جس کے جیب میں واجبی کرایہ دینے کے ساتھ ساتھ بالوجیوں کے حق حقوق ادا کرنے کی صلاحیت بھی پائی جائے۔ ورنہ ہوتا یہ ہے کہ بیچارے مسافر کا ٹوٹا ڈھانچہ تو ریل پہ لد لیا۔ اور آتما ٹکٹ گھر کی کھڑکی پہ منڈلاتی رہی یا جسم پلیٹ فارم پر رہا اور روح منزل مقصود کو پہنچ گئی۔

بعد اس تمہید کے،

نیت کرتا ہوں میں سفر کی، منہ میرا طرف دلی کے۔ بسم اللہ مجریہا!

سواری کی مد میں جو اکے ہیں جن کے بل یہ سارا قصبہ چلتا ہے۔ انہی میں سے دو چار وہ دیدار عدد ہیں جنھیں ریل پر جانے کا دوامی حق حاصل ہے۔ اور ان کی تعریف یہ ہو کہ ... کہ آپ انکا ماننے کیلئے فرض کر لیں کہ یہ اکے ہیں۔ ورنہ شکل صورت اور ہیئت کذائی کے اعتبار سے اگر ان کی "اکیت" کا ثبوت درکار ہو تو قبلہ معلم ثالث کے ظہور تک ٹھہرنا ہوگا۔ ... بازی کے فن میں نیاز مند ہی بیاز مند ہے۔

یہ اکے قانون حرکت کے عام اصول کے علاوہ ایک مستثنیٰ قاعدے کے تحت چلتے ہیں یعنی آپ ایک ایسے اکے کا تصور کریں جس کے دونوں پہیوں میں "ایک اور نو" کی نسبت ہو۔ پھر ان لولے دو پہیوں کی حرکت دو ڈرن گوموں کے واسطے سے ایک ٹٹو تک منتقل کر دیں۔ جو پنج عیب شرعی کے سوا پنجاہ عیب غیر شرعی بھی رکھتا ہو۔ چابک اور ٹٹکاریوں کی پوری گردان کا جواب پہلے جھرجھریوں اور دولتیوں سے دے۔ پھر چلے تو اس حساب سے کہ اگلے قدم جتنے بڑھیں اس سے سوائے پچھلے گھٹیں۔

راستہ میں اگر دوائن یا پرانی نوار کا مرکب ساز ٹوٹ جائے تو اس کا ماتم بھی ٹٹو ہی اٹھائے۔

ریل کی روانگی، کچھ ہاتھ پاؤں کی ٹوٹ پھوٹ کا خیال کر کے اکے کی سواری کو ہے رہا، اور گھر سے اسٹیشن کے درمیانی دو میل اپنے پیروں چلنے پر کنبہ برادری نے متفقہ صاد کیا۔

ٹائم ٹیبل کے مطابق سوا تین کے بعد کسی وقت بھی ریل کے آنے اور معتبر راویوں کی سند سے خدا نے چاہا تو آج ٹھہرنے کا بھی امکان تھا۔ اس لئے احتیاطاً بارہ بجتے ہی گھر کو خدا حافظ کہا۔ اور تاروں کی چھاؤں میں ہمارا قافلہ اس ترتیب سے اسٹیشن کی جانب راہی ہوا کہ آگے آگے لکھا قوم چمار، ہاتھ میں لالٹین، پیچھے ... صندوق، پھر للتا پاسی، بغل میں بستر، اس کے بعد خود بدولت، یعنی ہم بہ نفس نفیس ایک ہاتھ میں پانوں کی ڈبیا اٹھوا، دوسری مٹھی میں ٹکٹ کے دام، اور کچھ ریزگاری بطور حفظ ماتقدم۔ ہمارے نقش قدم پر میاں خاں زماں خاں پٹھان، ...

جو ... ہرے کھیتوں کی ہری ہری بو سے مست ہو کر جھینگروں کی جھنکار اور مینڈکوں کی ٹرٹر سے برسات کی رت بول رہی تھی۔ جگنو چمک رہے تھے اور پچھلے پہر کی پرنم فضا میں یہ خاموش جلوس رواں تھا۔ جو اندھیری رات کے اس سکڑ پر ایک ننھی ہی سی روشنی دکھائی دی۔ ساتھ ہی لال لال دیدوں کا سفید سگنل اور قصبے کا عجیبا سا اسٹیشن نمودار ہو گیا۔ ہم نے وہاں کھڑے کھڑے عدہ شکر ادا کیا کہ ہمارے سفر کی اول منزل کسی سانحہ یا ماجرے کے بغیر کٹ گئی۔

اسٹیشن میں ہم اور ہمارے جلوسیوں کے سوا باقی سناٹا تھا۔ البتہ مٹھائی کے خالی دونے پر سر رکھے ایک جیت کبرا لینڈی ضرور پڑا تھا۔ شاید یہ اسٹیشن وٹینگ روم کیلئے ناموزوں ہے با ...

کیپٹنے ڈیننگ روم سے محل، ناچار تیسرے درجے کے مسافرخانہ میں اناج کے بوروں پر سر چھپانا ہونا پڑا۔ اتنے میں کہ ع دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز۔ جائے نماز کا دروازہ کھلا اور سنائی دیا کہ جیسے کسی بھیڑ کے دھڑ دھڑ کے بند ہونے سے "چور چور" نکل زمین کی چھت اکر نکلا رہی ہو۔ اس ہنگم صدا کے ساتھ دونوں چھار بوروں کی آڑ میں سرک گئے۔ پٹھانوں نے ٹرنک سنبھالے، بتی جلا کر کے دیکھا تو لمبی ہوتی جھنڈیاں نانے بیٹ کی آڑ میں مالوبی کھڑے بید کی طرح کانپ رہے ہیں۔ جسم کے فوری سکڑ جانے سے دھوتی کی بندش کمر سے کھسک کر پنڈلیوں پر جا پڑی ہے اور اس کی تہوں میں سے پانی کا ایک سانپ سا نکل کر کے فرش کے ڈھلوان کی طرف بھاگا جارہا ہے۔

"گھنٹہ مارو۔ سواری گاڑی چھوڑ۔ لیکن جمادار ہوا"

نیند کے سبھاؤ میں یہ سمجھ میں آیا کہ مرغ سحر ریل کی [illegible] میں بانگ دے رہا ہے۔ حواس جاگے تو ریل کی آمد تھی۔

"دلی کا ایک تھرڈ کلاس بابوجی!"

"تھرڈ کلاس ختم"

"ڈیوڑھے کا؟"

"بنانا پڑے گا۔ کتاب بند ہے۔ اور چابی بڑے بابو کے پاس"

"سکنڈ کلاس؟"

"ریزرو آرہا ہے"

"اور فسٹ؟"

"لائیے سولہ آٹھ آنے"

ٹکٹ پر تاریخ مار کر بابوجی نے دام دیکھے تو دس دس کے دو نوٹ!

"اب باقی کے ساڑھے تین کس کے گھر سے لاؤں؟ کیش ٹک بر تو ٹھپ ہو چکی۔ چلئے گاڑی آگئی"

اس کھینچا کھینچی میں ریزگاری والی مٹھی ڈھیلی پڑی اور اندھیرے میں چار پانچ چونیاں سرک گئیں۔ مال موذی تو نہ تھیں، ہاں نصیب غازی ضرور ہو گئیں۔ اتنے میں پہلی سیٹی ہوئی۔ اور بابوجی یہ کہہ کر کہ "خیر واپسی میں دیکھا جائیگا" کھڑکی میں چٹخنی لگا کے نکلے اور پلیٹ فارم کی وسعتوں میں غائب!

ہم تو خیر ذات باہر ہونے کی وجہ سے اندھے سے اندھا بھی [illegible] لے [illegible] کی درد مندی اس حالت میں کہ یہاں سے [illegible] تک [illegible] پلیٹ فارم کا دوسرا نام ظلمات ہو ہمارے لیے سنگ آمد سخت آمد تھا۔ رہا فسٹ کلاس کا ٹکٹ وہ محض برائے بیت!

اب خان صاحبوں کی پٹھائی دیکھنے کی چیز تھی۔ جنھوں نے خالص پانچ فٹ کے آدمی کو جلدی جلدی [illegible] کر کے پھکی بنایا۔ اور ایک "پاستو" کے ساتھ چھوڑ دئے [illegible] پھینکتے ہیں تو ایک درجے میں ہم ایسے گئے جیسے گوپھن کا پتھر، اور بر سے مصدق العبد [illegible] ریل چل دی۔

بڑے بڑے ایسا [illegible] دیکھ کر ہمیں خیال آیا کہ دودھ نہانے کی [illegible] ان بڑی بوڑھیوں کو اپنی ذمہ داری، یا موقع [illegible] کا مطلق احساس نہ ہوتا [illegible] جس جو بیتے میں خان صاحبوں نے ہمیں [illegible] کیا تھا اس میں [illegible] ہار دل کی جگہ دودھ کے بھرے کلسے [illegible] تھے [illegible] ہم [illegible] کی اعانت میں سر سے پاؤں تک [illegible] بڑے تھے!

ریل بر میل، کھاتی ہوئی ریل فرفر ٹہلی جارہی تھی۔ اوپر گہرے بادل بیچ کالا [illegible] ہوا [illegible] میں تار کے کھمبے دائیں بائیں کرتے آتے اور گھومتے [illegible] آنکھ سے اوجھل ہو جاتے۔ اگلے جنکشن پر ریل کے ساتھ [illegible] کپڑے بھی بدلنا تھے۔ اور ہم سوچ رہے تھے کہ یہ ریل کا سفر کس بھیس میں ہو۔ فسٹ کلاس کا ٹکٹ سوٹ پر منحصر تھا۔ وقت کا کہنا کہ ہاں اب تو لنگوٹا بھی بہت ہے۔ دروازہ کھلا۔ اور ایک چمرخ سا کالی ذات کا صاحب درجے میں گھسا۔ یہاں دودھ کی نہریں بہہ رہی تھیں۔ چار پانچ خالی کلسے اوندھے منہ پڑے تھے۔ جو رہ گئے تھے وہ بھی ٹکرا ٹکرا کر ہلکے ہو رہے تھے۔

"اوڈیمٹ، ایک دم بالکل گلیج!"

انگریزی میں گالی، معاذاللہ! جی میں تو آئی کہ سمٹوں اور ایک کے دو منہ کر دوں ——— بہرطرح دی اور صفائی میں اپنا ٹکٹ دکھایا۔

ٹکٹ دیکھا تو صاحب کے ذرا تیور بدلے "وساری۔ بیرا تمھارا اسباب کدھر جاتا؟"

"صاحب فی الناریہ ٹکٹ ہمارا ہے بابو جی!"

جل گیا مالو جی کہنے سے۔

"یہ فرسٹ کلاس کا ہے۔ فرام ـــــ ٹو ـــــ مالم؟"

"جی مالم۔ اور یہ بھی مالم کہ بیس روپئے کا ہے"

"وہ روپیہ اور کالو۔ فرسٹ کلاس کا پٹ بخرتھرڈ میں جانے نہیں سکتا۔ کم آن، ٹوردپیز!"

"شٹ اپ پلیز" ہم نے انگریزی کے مارے لال پیلے ہو کر کہا" اور بولے کا تم انگریزی۔ ہم انگلش میں کالج پاس ہیں ہم، مالم؟ ہم کو سب قاعدہ قانون ازبر ہے، جاؤ جنکشن پہ دیکھیں گے"

ریل اب آہستہ آہستہ ایک بلندی پر رینگ رہی تھی۔ جنکشن دکھائی دے رہا تھا۔ کٹ لٹ لٹ! یہ قینچی آئی پٹری بدلی کٹ کٹ کٹ، وہ قینچی آئی اور ریل ٹھہر گئی۔

"بے ٹنگ روم میں نہ جائیے بہو تم۔ ہوا ان گورن کی سمائی ہے۔ کونو ایک ڈگ دھرد یہے پر ان نکس جیہیں۔ ہم تم کالوان کے بیچ جھاڑے دیت ہیں۔ لیٹو پوٹو۔ مجھے سے کلا دتوں کرو۔ ڈلی کیر ایکپریس آئے بر با ہم تم کا نے جائے کے چڑھا دیبا۔ روپیا ایک لگیہے، جانیو"

سر پہ اسباب لادتے ہوئے پوربئے قلی نے ہمارے حکم کی تعمیل میں فرمایا۔

بہر حال دلی تو ابھی دور ہے۔ اتنے میں کپڑے بدل لیں۔ اللہ! اس جنکشن پہ آبرو رکھ لے اور ساتھ خیریت کے وہاں پہنچائے پھر کوئی بات ہو۔

آواک کہ

ایورسٹ

ـــ دیکھ خود اپنی ہی آنکھوں سے
سوچ کہ تو نے کیا دیکھا ہے ـــ ؟
ـــ جس پر اتنا ناز تھا تجھ کو
وہ وادی سنسان پڑی ہے
دُور ـــ پپیہے چیخ رہے ہیں
سامنے اک دیوار کھڑی ہے ـــ!!
ـــ دیکھ فلک کے ایوانوں سے
بزمِ جہاں میں آگ لگی ہے
دیکھ ترے ماتھے کی بِندی
اس گرمی سے چھوٹ رہی ہے ـــ!!
ـــ تیرے راجاؤں نے اب تک
اپنے پاپ سے دُور ہی رکھا۔
تیرے دیوتاؤں نے اب تک
تجھکو بھی مغرور ہی رکھا ـــ!!
آج کہ تیری آنکھ کھُلی ہے
دیکھ زمانہ کیا کہتا ہے
دیکھ خود اپنی ہی آنکھوں سے
سوچ کہ تو نے کیا دیکھا ہے ـــ ؟!!

سلام مچھلی شہری

چھٹی

نسیم کو آج دفتر نہیں جانا تھا آج چھٹی تھی اور یہ کم بخت دن بہت انتظار کرنے کے بعد آیا تھا۔ تو ہاں نسیم کو آج چھٹی تھی اور وہ ابھی تک بستر پر لیٹا ہوا جمائیاں لے رہا تھا حالانکہ اس وقت تک وہ عموماً غسل سے بھی فارغ ہو جایا کرتا۔ غسلخانے میں نل چل رہا تھا اور پانی ٹب میں گر رہا تھا، اور آج پانی کے ٹب میں گرنے کی آواز بھی کسی ساز کی دلنواز آواز معلوم ہوتی تھی۔ حالانکہ عام طور پر اگر صبح صبح نل کی آواز کان میں پڑتی تو نسیم کا پارہ فوراً چڑھ جاتا۔ بستر سے ہی ایک گرج سنائی دیتی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔ ہزار بار کہہ چکا ہوں سونے سے پیشتر نل زنلکہ، بند کر دیا کرو۔"

"دن بھر دفتر میں چکی پیستے کچومر نکل جاتا ہے۔ اور یہاں گھڑی دو گھڑی آرام سے سونا بھی نصیب نہیں ہوتا۔"

کچھ دقفہ کے بعد۔

"استغفر اللہ! مرد غریب کی بھی کیا زندگی ہے۔ کام! کام! کام! صبح بھی کام، شام بھی کام۔ جب تک زندہ رہو کولھو کے بیل کی طرح کام کرو۔ اور گھر کے دھندے کرو۔ نہ چین، نہ آرام!"

اب اگر نسیم کی بیوی نکہت نے اٹھ کر نل بند کر دیا تو خیر ورنہ گرجنے کے بعد یہ طوفان خود بخود تھم جاتا اور غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ نسیم کو نکہت سے محبت تھی۔ نکہت حسین تھی تعلیم یافتہ تھی اور مرد کی نبض شناس تھی۔ شوہر کے آرام کا بہت خیال رکھتی لیکن تھی پابندِ صوم وصلوٰۃ اور یہی ایک بات میاں نسیم کو ناپسند تھی۔ مذہب کا احترام تو وہ بھی کرتا۔ پانچ نمازوں میں سے ایک صبح کی نماز تو وہ بھی کوئی پونے آٹھ بجے ضرور پڑھ لیتا۔ نسیم صرف اس قدر چاہتا تھا کہ جب تک وہ گھر میں ہو نکہت بس اسی کی طرف متوجہ رہے۔

اس کا روز کا پروگرام یہ تھا صبح اٹھ کر حجامت بنانا غسل کرنا، پھر چائے پینا۔ اخبار دیکھنا۔ کھانا کھایا کپڑے بدلے اور بائیسکل پر سوار ہو کر دفتر کی راہ لی۔ اِدھر نکہت صبح اٹھتی تو ضروریات سے فارغ ہو کر غسل کرتی۔ نماز پڑھتی اور کچھ دیر قرآن مجید کی تلاوت کرتی۔ اور اس کے بعد میاں نسیم کے دھندے، اور میاں نسیم جنہیں دفتر جانے کی جلدی ہوتی نل رات کھلا رہا تو گرج رہے ہیں۔ کھڑ کھڑاہٹ سے نیند اچاٹ ہو گئی اور جو بند رہا تو برس رہے ہیں۔ ماما غریب پر شامت ہو رہی ہے۔

"بھئی اس ماما کم بخت نے بہت پریشان کر رکھا ہے ہزار بار کہا لاکھ بار سمجھایا کہ یک بخت نل کھلا رہنے دیا کرو، صبح پانی گرم ہوتا ہے غسل کرنے میں لطف آتا ہے لیکن یہ اللہ کی بندی کب کسی کی سنتی ہے اس پر تو آسمان سے کوئی صحیفہ ہی اترے تو مانے گی!"

ماما چونکہ میاں کی عادت سے واقف تھی چپکی بیٹھی کام میں لگی رہتی۔ نکہت چائے بنا کر لاتی۔ نوکر باہر سے اخبار دے دیتا۔ اب آپ چائے بھی پی رہے ہیں اور اخبار بھی دیکھ رہے ہیں۔ اور بیوی سے کسی سیاسی مسئلہ پر کچھ گفتگو بھی ہو رہی ہے۔ اسی اثنا میں اگر چائے ٹھنڈی ہو جاتی تو آپ بیوی سے کہتے "نکہت! ذرا اس نیازمند کی طرف بھی کچھ توجہ فرما لیا کیجئے یہ گھر کے دھندے تو قیامت تک بھی ختم نہ ہوں گے۔"

نکہت جواب دیتی "میں کوئی بیکار تو بیٹھی نہیں، آپ ہی کا کام کر رہی ہوں۔ دیکھتے نہیں آپ کے کوٹ کے شکن نکال رہی ہوں۔"

"بھئی!" آپ شکوے کے طور پر کہتے "ہمارا کام کیا خاک ہو رہا ہے۔ اتنا تو دیکھ لیا ہوتا کہیں چائے ٹھنڈی تو نہیں ہو گئی۔ شام تک تو پھر نصیب نہیں ہوتی۔"

"لیکن آپ ایک وقت میں دو کام کریں کیوں؟" نکہت جواب دیتی۔ "پہلے چائے پیجئے۔ پھر اطمینان سے اخبار پڑھئے۔ لائیے! میں دوسری پیالی بنا دیتی ہوں۔"

نکہت میاں کی پیالی منہ سے لگا کر ایک گھونٹ چائے کا پیتی اور مسکرا کر کہتی "چائے تو کافی گرم ہے۔ جانے آپ کا دھیان کہاں ہوتا ہے۔"

"تمہیں معلوم نہیں!" نسیم بیوی کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے

پوچھنا۔ نگہت بھی میاں کی طرف مسکرا کر دیکھتی اور یہ مرحلہ بھی ہنسی خوشی کے ساتھ ختم ہو جاتا۔ لیکن اب ۔۔۔ یہ میاں نسیم کا بارہ کچھ زیادہ جڑھ جاتا۔ چائے پینے کے بعد نسیم بھی ۔ ورتی جانے میں کھڑا ماما سے باتیں کر رہا ہے اور اس کے ہر کام کی اعتراف ہو رہی ہے۔ کہیں نوکر کے پاس کھڑا بائیسکل صاف کروا رہا ہے۔

ارے دیکھو تو! گارڈ کیسا گندا ہو رہا ہے۔ کبھی بائیسکل بھی پالش کر دیا کرو۔ تم سے کبھی تیل بھی دیا کرو۔ اور کبھی "شاباش! آج تو بائیسکل خوب چمک رہی ہے۔" ڈرتی لگتی ہے کوئی نا سمجھ کر اٹھا نہ لے جائے۔ اور کبھی نگہت کے پاس ڈریسنگ روم میں کھڑے ہیں اور محبت کی باتیں ہو رہی ہیں۔ "نگہت! یہ کیا؟ ناخنوں پر کیوٹکس تو لگا لیا کرو۔" "تم ہمیشہ سرخ کلر کا پوڈر ہی لگاتی ہو کبھی پنک کلر لگاؤ تو رخسار کا رنگ اور بھی کھل جائے۔" "لاؤ ادھر لاؤ! ہم خود کنگھی کریں گے تمہارے بالوں میں۔" اور نگہت کے بالوں میں کنگھی کرنے کی بجائے اپنے بال بنانے لگتے اسی طرح بہت سا وقت ضائع ہو جاتا۔ پھر چانک "ماما! ہمارے بابا کا دفتر نہیں، جب جانا چلے گئے۔ سرکاری دفتر ہے دس بجے کو ہیں اور کھانے کی خبر نہیں۔" "ارے بابا! کچھ تو لے آؤ۔" "استغفر اللہ! کیا سناسن ہے کوئی سنتا ہی نہیں۔"

"نگہت! تمہاری ماما نے جان عذاب میں کر رکھی ہے۔"

"نگہت! کچھ تمہیں بھی فکر ہے۔"

اور نگہت ہنس کر کہتی "آپ کی بجائے میں دفتر چلی جاؤں۔"

اور نسیم نے کہا "تم کیوں جاؤ لیکن ہمارے جانے کا تو انتظام ہونا چاہیئے۔"

نگہت جواب دیتی "کپڑے آپکے نکال رکھے ہیں۔ بائیسکل تیار ہے۔ کھانا کھائیے اور سدھاریئے دفتر کو۔"

نسیم کھانا کھا چکتا تو نگہت خود کپڑے پہناتی۔ میاں نسیم گھر سے نکلتے نکلتے بھی دو ایک بار آئینہ ضرور دیکھ لیتے۔

لیکن آج تو چھٹی ہے، نہ دفتر کا فکر، نہ شیو بنانے کی جلدی، نہ صبح صبح غسل کرنے کی حاجت آج تو پورا دن اپنا تھا نسیم پلنگ پر لیٹا ہوا کبھی اِدھر کروٹ بدلتا کبھی اُدھر۔ کبھی آنکھیں کھولتا کبھی بند کر لیتا۔ پھر لیٹے لیٹے دن کا پروگرام بنانے لگتا۔

تو خیر! آج کا دن تو اپنا ہی ہے۔ بازار بھی بند ہوں گے اور نگہت کی بھی یہ لاؤ اور وہ لاؤ کا خدشہ نہیں آج تو گرم پانی سے غسل کروں گا۔ خوب لطف آئے گا۔ گرم پانی کے ٹب میں بیٹھ کر لیکن اخبار دیکھنے کے بعد غسل کروں گا۔ شکر ہے روز کی بدمزہ چائے سے تو آج نجات ملے گی۔ آج تو ناشتہ کروں گا باقاعدہ۔ چائے ہو گی گرم گرم۔ فرنچ ٹوسٹ ہوں گے۔ پنیر تو غالباً ہو ہی گا۔ آج تلوا کر کھائیں گے خوب لطف رہے گا۔ ایک طرف میٹھے ٹوسٹ اور دوسری طرف مزیدار تلا ہوا پنیر۔ کیا مزا ہو جو آج نگہت دو انڈوں کا آملیٹ بھی بنوا دے۔ خدا کرے گھر میں ٹماٹر اور ہری مرچ بھی ہو۔ ٹماٹر اور ہری مرچ کے بغیر آملیٹ کھانا کور ذوقی ہے۔

اچھا تو کھانا کیا پکے آج؟ کوئی نئی چیز پکنی چاہیئے آج تو۔ شامی کباب۔ قیمہ بھرے ہوئے کریلے۔ قیمہ بھر کر کریلے تو ماما خوب پکاتی ہے پراٹھے بھی ضرور ہوں لیکن پراٹھوں کا لطف تو مرغ سے ہے۔ مرغ کہیں بازار سے تو لانا نہیں گھر میں دو چار موجود ہیں لیکن یہ تو نگہت دے گی نہیں۔ کچھ سوچ کر۔ ٹھیک ہے عورت اسی طرح خوش ہوا کرتی ہے۔ بس شامی کباب۔ قیمہ بھرے ہوئے کریلے۔ مرغ اور پراٹھے۔ خوب لطف رہے گا آج کھانے کا۔ لیکن کوئی میٹھی چیز بھی تو ہونی چاہیئے۔ نگہت تو مان جائے گی۔ لیکن ماما کم بخت ضرور حجت کرے گی۔ لیکن اس اللہ کی بندی سے کوئی یہ تو پوچھے کہ خدا دینے والا میں کمانے والا۔ نگہت گھر کی مالک اور تم ملازم بھلا تم پکانے سے کیوں جی چراؤ۔

اچھا تو پھر میٹھا کیا ہو؟ میٹھا پلاؤ! نہیں! یہ تو عموماً گھر میں پکا ہی کرتا ہے انڈوں کا حلوا! ہوتا تو مزیدار ہے لیکن دیر سے ہضم ہو گا۔ چھوڑو اسے بھی نگہت سے پوچھوں لیکن ابھی نہیں۔ تو پڈنگ کیسی رہے گی! چیز تو اچھی ہے لیکن نگہت ولایتی مرغیوں کے انڈے دے گی کب۔ آملیٹ ہی کو دو مل جائیں تو غنیمت ہے۔ آہا! خوب سوجھی۔ دودھ میں پکی ہوئی سوّیاں۔ واللہ! بالائی کے ساتھ خوب مزے آئیں گے۔ اچھا! تو پھر کھانے کا پروگرام کیا ہوا؟

پہلے چائے اور چائے کے ساتھ فرنچ ٹوسٹ۔ پنیر تلا ہوا۔ آملیٹ ٹماٹر اور ہری مرچ کے ساتھ۔ پاس! کھانے پر شامی کباب۔ قیمہ بھرے ہوئے کریلے۔ مرغ اور پراٹھے۔ اور دودھ میں پکی ہوئی سوّیاں۔ پاس! گویا دعوت ہو گئی مکمل۔ تو پھر کیا! آج چھٹی بھی تو ہے۔ سب پاس! ہُرّا! ویری گرینڈ!!

تو اب رہی نگہت! سب سے بڑا مرحلہ تو یہی ہے۔ اسے ہنسا کر

تو سب کام ٹھیک ہو جائیں گے تو باقی دن کا پروگرام کیا ہو۔ چھ سے نکہت کے ساتھ سینما دیکھیں گے اور اگر نکہت مان جائے تو .. لیکن اُمید نہیں مانے۔ کیسا لُطف رہے جو رات کا کھانا کسی انگریزی ہوٹل میں کھایا جائے۔ لیکن بیچ کا وقت؟ کھانے کے بعد ایک گھنٹہ سوئیں گے یا نکہت گراموفون بجائے گی اور ہم لیٹ کر سُنیں گے۔ کئی ایک خطوں کا جواب دینا ہے۔ پھر جواب لکھیں گے۔ اتنے میں چائے کا وقت ہو جائے گا۔ مٹھائی تو آج بازار سے ملے گی نہیں۔ باقرخانیاں گھر میں ضرور ہونگی۔ اور چائے کے بعد سینما جانے کی تیاری، نکہت سے کوئی بہت خوبصورت ساری پہننے کو کہیں گے۔ واللہ! چھٹی کا دن خوب گذرے گا۔

میاں نسیم تو چھٹی کا پروگرام مرتب کر رہے تھے، اور نکہت غسل خانے میں تھی جب باہر نکلی تو میاں کو ابھی تک بستر ہی میں لیٹے دیکھ کر بولی:۔

"اوہو جناب! ابھی سو ہی رہے ہیں۔ معلوم بھی ہے اب تو آٹھ بجنے کو ہیں۔"

"آٹھ؟" نسیم نے ایک جمائی لے کر کہا۔ "ابھی سے کیا؟"

"تو آپ کیا سمجھ رہے ہیں" نکہت نے کہا۔ "ابھی اوّل ہی وقت ہے کیا؟"

"چھٹی ہے آج تو" نسیم نے مُسکرا کر کہا۔ "دفتر تو جانا نہیں سوال تو نہیں آیا؟"

نکہت ہنس کر بولی۔ "آپ سوتے ہیں جاگتے ہیں۔ اتوار کو سوال کب آیا کرتا ہے؟"

"اوہو!" نسیم نے ایک اور جمائی لے کر کہا۔ "چھٹی کا آدھا مزا تو جاتا ہی رہا۔"

"اچھی چھٹی ہے" نکہت نے مُسکرا کر کہا۔ "جو صبح کی نماز تک بھی چھٹی کی نذر ہو جاتی ہے۔"

"چھٹی جو ہوئی نکہت!" نسیم نے کروٹ بدل کر کہا۔

"بس ٹھیک ہے!" نکہت نے پاس بیٹھ کر کہا۔ "آج ہر بات کی چھٹی ہی رہے تو اچھا ہے، سو رہیئے۔"

"اب کیا سونا ہے" نسیم بولا۔ "تم کہہ رہی ہو آٹھ بجنے کو ہیں۔ اب تو غسل کروں گا۔ اخبار ہوتا تو پڑھنے کا لطف آتا۔"

"تازہ پانی بھر رکھا ہے ٹب میں" نکہت نے کہا۔ "اٹھیئے غسل کر لیجئے۔"

"آج تو دراصل تازے پانی سے غسل کرنے کا ارادہ تھا" نسیم نے کہا۔

"آج کیا ہے؟" نکہت نے پوچھا "کل تو تازہ پانی سے ہی نہائی۔"

"ہماری نکہت کی بھی کیا بات ہے" نسیم نے اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا "کیا چاند کی طرح چہرہ چمک رہا ہے۔"

"کہیں نظر نہ لگا دیجئے گا" نکہت نے ہنس کر کہا۔

"وہ چاند ہی کیا جسے نظر لگ جائے" نسیم نے کہا۔

"آج خوشبو نہیں ہوگا کیا" نکہت نے پوچھا۔

"گرم پانی ملے تو خوشبو بھی آ دوں" نسیم نے کہا۔

"چائے بھی تیار ہے" نکہت نے کہا۔ "پہلے خوشبو کریں گے یا چائے پیئیں گے۔ جانے کیا بات ہے ماما ابھی تک نہیں آئی۔"

"چائے" نسیم نے تینوں حرف الگ الگ کر کے کہے۔

"ہاں چائے!" نکہت نے مُسکرا کر کہا۔ "یا آج چائے کی بھی چھٹی ہی رہے گی؟"

"ماما کیوں نہیں آئی" نسیم نے پوچھا

"کل بیٹی کو حکیم کے پاس لے جانے کو کہہ رہی تھی" نکہت نے جواب دیا۔

نسیم نے نکہت کی کمر میں ہاتھ ڈال کر کہا۔ "نکہت پیاری! آٹھ روز بعد چھٹی کا دن آتا ہے۔ اس روز تو کوئی خاص پروگرام ہونا چاہیئے۔ ہم روز والی چائے نہیں پیئیں گے۔"

"پھر اور کیا؟" نکہت نے پوچھا

"تلا ہوا قیمہ۔ آملیٹ جس میں سبز مرچ اور ٹماٹر ہو اور فرنچ ٹوسٹ" نسیم نے بیوی کی ٹھوڑی ہلا کر کہا۔ "سُن لیا جناب نے؟"

"قیمہ تو گھر میں ہے" نکہت نے جواب دیا۔ "لیکن آملیٹ اور فرنچ ٹوسٹ کے لئے انڈے کہاں سے آئیں گے بازار بند ہے اور محلے والیاں کہتی ہیں کہ مُرغیاں مر گئی ہیں۔"

"جی جناب!" نسیم بولا۔ "آپ کی ولایتی مرغیوں کے اگر ہم چار انڈے لے لیں گے تو کچھ گھاٹا تو نہ پڑ جائے گا۔"

"انڈے تو آپ کے صدقے!" نکہت بولی۔ "لیکن میں نے تو کل انڈوں پر مُرغی بٹھا دی۔"

نسیم نے ایک لمبا سانس لے کر آنکھیں بند کر لیں۔ اور نکہت نے مُسکرا کر کہا۔ "باقرخانی موجود ہے۔ گرم گرم چائے کے ساتھ بہت مزا دے گی۔"

"نکہت!" نسیم کہنے لگا "ہم نے سوچا تھا کہ آج کھانے پینے کا کچھ خاص بندوبست ہوگا لیکن یہاں تو بسم اللہ ہی غلط ہوگئی۔"

"فرمائیے؟" نکہت نے پوچھا "کیا کھائیں گے آپ؟"

"ہمارا خیال ہے کہ آج پراٹھے بنیں۔"

"بن جائیں گے۔" نکہت نے جھٹ جواب دیا۔

"بڑی مہربانی!" نسیم نے خوش ہوکر کہا "لیکن پہلے ہماری پوری بات تو سن لیجئے جناب۔"

"فرمائیے!" نکہت نے کہا۔

"شامی کباب بھی ہوں" نسیم بولا "اور"

"لیکن!" نکہت بات کاٹ کر بولی "پراٹھوں کے ساتھ شامی کباب کیا مزا دیں گے؟"

"پہلے بات تو سن لو ہماری!" نسیم نے کہا "بہت روز سے قیمہ بھرے ہوئے کریلے کھانے کو دل چاہتا ہے لیکن کہا اس لئے نہیں کہ چھٹی کے روز پکوائیں گے۔"

"آپ جس روز کہتے پک جاتے۔" نکہت نے کہا۔

"ارے توبہ!" نسیم بولا "پہلے بات تو سن لو نکہت۔"

"کہہ تو رہی ہوں۔" نکہت بولی "آج ہی پک جائیں گے اور پراٹھوں کے ساتھ مزا بھی دیں گے۔"

"اجی جناب!" نسیم نکہت کا ہاتھ سہلاتے ہوئے بولا "پراٹھوں کے ساتھ قیمہ والے کریلے تو مست کر مزا دیں گے لیکن اس کے ساتھ بھنا ہوا مرغ بھی تو ہو۔ پراٹھے قیمہ والے کریلے اور بھنا ہوا مرغ۔ کیوں نکہت کیا لطف رہے گا۔ لیکن ایک بات اور بھی ہے اجازت ہو تو کہہ دوں۔ کچھ میٹھا بھی ہونا چاہیئے دودھ میں پکی ہوئی سویاں اور بالائی۔" پھر بیوی کی ٹھوڑی ہلا کر "سن لیا جناب نے!"

"سن لیا!" نکہت نے مسکرا کر کہا "ماما آجائے تو ابھی انتظام کرتی ہوں۔ آپ اٹھئے شیو کر لیجئے۔ اور نہا لیجئے۔ میں حمام میں کوئلے ڈال دیتی ہوں۔ آپکے شیو کرنے تک پانی گرم ہوجائیگا۔"

"شکریہ!" نسیم نے بیوی کے رخسار کو انگلی سے چھوتے ہوئے کہا "بہت شکریہ!"

نسیم بچوں کی طرح پھلانگ کر پلنگ سے اترا اور نکہت ہنستی ہوئی باورچی خانے کی طرف چلی گئی۔

نسیم شیو کر رہا تھا کہ باہر سے نوکر نے آواز دی۔

"حضور! ماما نے کہلا بھیجا ہے آج وہ نہ آسکے گی۔ اس کی بیٹی بیمار ہے۔"

"کہہ دو!" اندر سے نسیم نے جھنا کر کہا "جہنم کو جائیں دونوں۔"

نکہت حمام گرم کر کے جب واپس آئی تو بولی "ماما تو آج آ نہیں رہی۔ کھانے کا کیا ہوگا؟"

"ہوگا کیا؟" نسیم نے جواب دیا "ہم دونوں ملکر پکائیں گے اور مزے سے کھائیں گے۔ تم سامان منگواؤ۔"

نسیم غسلخانے میں چلا گیا اور نکہت نے نوکر کو بازار سے سامان لانے کو بھیج دیا۔ نسیم جب نہا کر نکلا تو نکہت نے میز پر چائے لگا دی۔ چائے کے ساتھ گھی میں تلے ہوئے توسٹ۔ بسکٹ اور مارملیڈ تھا دونوں چائے پینے بیٹھ گئے اور نسیم نے جو آج کے لئے پروگرام بنایا تھا بیوی کو بتانے لگا۔

نکہت بولی "قمر کی خوشدامن مدت سے بیمار ہے کئی روز سے عیادت کو بھی نہیں جاسکے۔ کھانا کھانے کے بعد انہیں کیوں نہ دیکھ آئیں وہاں سے ہوکر سینما چلے جائیں گے۔"

"ہاں!" نسیم نے کہا "ٹھیک کہا تم نے۔ ضرور جانا چاہیئے۔"

قمر نکہت کا بھائی تھا۔

"آپ بھی تو چلیں گے؟" نکہت بولی "ورنہ قمر کو شکایت ہوگی۔"

"جیسے تمہاری مرضی!" نسیم نے کہا "ہم تو حکم کے بندے ہیں۔"

جب دونوں چائے پی چکے تو نسیم بولا "تو آؤ نا نوکر کے آتے آتے مرغ ہی پکڑ لیں۔"

"لیکن مرغ تو باہر پھر رہے ہیں۔" نکہت نے جواب دیا۔ "نوکر آجائے تو پکڑ لے گا۔"

"تو آؤ!" نسیم بولا "مصالحہ وغیرہ تیار کریں۔"

دونوں باورچی خانے میں جا بیٹھے۔ تھوڑی دیر بعد نوکر سامان لے کر آگیا۔ اور نسیم نے اسے ایک مرغ پکڑنے کو کہا۔ ادھر نوکر مرغ پکڑنے گیا اور باہر سے آواز آئی۔

"میاں نسیم صاحب ہیں؟"

"کون ہے؟" اندر سے نسیم نے پوچھا۔

"میں چھیدا ہوں جناب! قمر صاحب کا ملازم۔" باہر والے نے کہا۔ "قمر صاحب کی خوشدامن فوت ہوگئی ہیں۔ اطلاع دینے آیا ہوں۔"

نکہت اور نسیم ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔

ایم ۔ اسلم

سلسلۂ حدوث و لیلائے قدم

حسن زیبِ داستانِ عشق ہے
حسن ہی جانِ جہانِ عشق ہے

عشق آئینہ کمالِ حسن کا
عشق ہے گنجینہ حالِ حسن کا

حسن دانائے رموزِ عشق ہے
حسن دارائے کنوزِ عشق ہے

ہے مُنادی عشق طُورِ حسن کا
عشق ہی باعث ظہورِ حسن کا

حسن کی سرشاریاں ہیں عشق سے
حسن کے جلوے عیاں ہیں عشق سے

جامِ جم ہے عشق تو جم حسن ہے
عشق ہے راز اسکا محرم حسن ہے

جب دکھانا ہو محبت کی بہار
حسن کرے عشق کا روپ اختیار

حسن کی غایت سمجھ لی عشق نے
دادِ آنِ حسن کی دی عشق نے

حسن کیا ہے؟ عشق کا پروردگار
عشق کیا ہے؟ حسن ہی کا شاہکار

جب یہ شہکار آئینہ صورت بنا
حسن خود آگاہ کہہ اُٹھا انا

عشقِ جانِ ہمتِ مردانہ ہے
عشق شمعِ حسن کا پروانہ ہے

حسن کے تیور سمجھتا اور کون
حسن سے اِتنا اُلجھتا اور کون

کیف عشق و حسن پھر مجھکو ملا
میں نے پھر چھیڑا غزل کا سلسلہ

علی منظورؔ

غزل

میکدے میں مجھ تک آخر دورِ جام آ ہی گیا
میرا رنگِ بے نیازی میرے کام آ ہی گیا

جذبۂ بے اختیارِ شوق تجھکو کیا کہوں
میرے لب پر بے ارادہ اُن کا نام آ ہی گیا

اِک تصور کی بدولت اسطرح ہوں مطمئن
جیسے میرے پاس وہ محشر خرام آ ہی گیا

خشک دامانی کا شکوہ کر رہی تھی بے بسی
ایک تارا ٹوٹ کر بالائے بام آ ہی گیا

بے کہے دُنیا سمجھ لیتی ہے میرا ماجرا
میری خاموشی کو بھی طرزِ کلام آ ہی گیا

میری بربادی بالآخر رنگ لا کر ہی رہی
اُن کے لب پر میرا ذکر نا تمام آ ہی گیا

اب تو اے بہزاد میں ہوں اور اُنکا آستاں
میرا جذبِ شوق آخر میرے کام آ ہی گیا

۵ شعر

یہ بجھی بجھی ادائیں یہ تھکی تھکی نگاہیں
کہیں دیکھ آئیں شاید مرے غم کی شاہراہیں

تجھے ذوقِ رہروی ہم وہاں کسطرح نباہیں
جہاں راہزن نہ رہبر جہاں منزلیں نہ راہیں

نہ فغاں ہیں اور نہ نالے نہ بیاں ہیں اور نہ آہیں
مرے گرم گرم آنسو مری غمزدہ نگاہیں

مرا دیدۂ تمنا نہیں سیرِ دید ہوتا
یہ میں مانتا ہوں ہر سُو ہیں تری ہی جلوہ گاہیں

نہ ہے اضطرابِ ظاہر خوشا اضطرابِ پنہاں
کبھی اِس طرف نگاہیں کبھی اُس طرف نگاہیں

بہزاد لکھنوی

میکدہ

اس جہاں کی جنّتِ رنگیں جہانِ میکدہ
غیرتِ حورانِ جنّت، حوریانِ میکدہ

منزلت یہ صحبتِ رندانِ مے آشام کی
ہیں شریکِ دور روحیں حافظ و خیام کی

عام ہیں کس درجہ اس عالم میں آثارِ حیات
چہرۂ ہر بادہ کش ہے مظہرِ انوارِ حیات

فکر ہے کسکو یہاں سود و زیانِ دہر کی
اس جہاں سے دور ہے دنیا سگانِ دہر کی

حضرتِ واعظ کے خیالِ پارسائی کو نہ ڈھونڈ
بزمِ رنداں ہے یہاں زہدِ ریائی کو نہ ڈھونڈ

حاصلِ ہر دو جہاں یک جرعۂ ساغر یہاں
ننگِ عظمت، عظمتِ جمشید و اسکندر یہاں

حکمتِ رندانہ سے جنکی ہوں سرشار اہلِ ہوش
جمع ہیں وہ محفلِ جام و سبو میں بادہ نوش

جانتے ہیں کھیل غم کو سیلِ ہیبت ناک کو
ٹھوکروں میں ہیں اڑاتے گردشِ افلاک کو

یہ وہ ہیں جو ظلمتوں کو صبح کا اجلال دیں
موت کو آنے تو کیفِ زندگی میں ڈھال دیں

انکی رگ رگ میں سجائے خوں مچلتی ہے حیات
جام چلتا ہے جدھر اُس سمت چلتی ہے حیات

اپنی قسمت، اپنا یہ مقسوم ہیں سمجھے ہوئے
زندگی کی غایت و مفہوم ہیں سمجھے ہوئے

انکے مسلک میں جوازِ بادہ پانی ہے حرام
کیفیت خالی ہو جو وہ زندگانی ہے حرام

انکے مسلک میں بجز صہبا پرستی سب غلط
غم کے دردانگیز نوحے غم کی ہستی سب غلط

قول ہے ان کا: ہے عہدِ زیست پینے کیلئے
آدمی آیا ہے اس دنیا میں جینے کیلئے

ذکرِ تقویٰ، فکرِ عقبیٰ کو جنوں کہتے ہیں یہ
پائے بندِ زہد کو "صیدِ زبوں" کہتے ہیں یہ

اک طرف رندانِ خوش اطوار محوِ شغلِ جام
اک طرف ساقی بصد انداز سرگرمِ خرام

موت اس ماحول سے پھرتی ہے کترائی ہوئی
زندگی ہی زندگی ہے ہر طرف چھائی ہوئی

نہال سیوہاروی؛

"اور پھر کوّے کو چھوڑا....."

(میراجی)

دھواں دھواں سی بدلیاں ہیں، کچھ عیاں ہیں کچھ نہاں۔
مٹا سکوت کا جہاں۔
سرک چکیں دھواں اُگلتی چوٹیاں۔

میں گھورتا رہا خلا میں دیر تک
میں دیر تک خلا میں واہمہ گھورتا رہا۔
خموش سنسناہٹیں تھیں ہر طرف کہ مجھ کو گھورتی رہیں
نہ کوئی گیت تھا کہ پھڑپھڑا سکے،
نہ کوئی رنگ تھا کہ عکسِ رقص بن کے لہلہا سکے۔
بس اک سکوت تھا! سکوت۔ آس پاس، دور تک بچھا ہوا۔

دھواں دھواں
عقب گہ نگاہ میں
اُبھرتی چوٹیاں تھیں، ان گنت، گماں گماں۔۔
دھواں اگلتی چوٹیاں
بظاہر اک جمود کا جہاں بسا، منتظر نہیں کسی کی؟۔۔ جانے کس لئے!
ہزاروں گیت تھے کہ جن کی پھڑپھڑاہٹیں
طیورِ پر بُریدہ کی طرح
خزیدہ تھیں دھواں اُگلتی چوٹیوں کے درمیاں
شبِ قمر ندیدہ کی سیاہیوں کی گود میں۔

ہر ایک رنگ ایک عکسِ رقصِ منجمد تھا۔ بے بہار و بے خزاں۔
بس اک دھواں تھا رینگتا ہوا۔۔۔۔ دھواں دھواں

"کبھی ستارے دیکھے ہیں؟
۔۔۔۔ سفید مرمریں چراغ۔ وسعتِ فلک میں گھومتے ہوئے!"
یہ بات کوئی اجنبی ساہات دونِ محویت سے پوچھنے لگا ہی تھا۔
کہ سنسناہٹوں میں سرسراہٹیں اٹھیں۔
دھواں اُگلتی چوٹیاں
عقب گہ نگاہ سے سرک کے یوں خلا میں تیرنے لگیں
کہ جیسے ٹوٹتے ستارے وسعتِ فلک میں ہوں رواں۔۔۔۔
لڑھکتے، لڑکھڑاتے، پھڑپھڑاتے ریزہ ہائے سنگ تھے۔
کہ ایک رقصِ ناتواں۔۔۔۔
کراہتا ہوا سماں
کچھ ایسے مجھ کو گھورنے لگا
کہ جیسے میں ہی وہ خلا تھا جس نے رنگ رنگ موسموں کے سپرد کر دیا تھا جستجوئے رنگ میں

شبِ قمر ندیدہ روشنی کی دسترس سے دور ہے تو ہو!
مٹا سکوت کا جہاں۔
سرک چکیں دھواں اُگلتی چوٹیاں۔۔۔۔
دھواں دھواں سی بدلیاں ہیں، کچھ عیاں ہیں کچھ نہاں!

انجم رومانی

ازلی راستے

افراد

تاراچند	پورن
شورام	سنتو
سرداری لال	رانی
سورج ناتھ	نانی
پرنعاب	

(پردہ ہٹتا ہے۔ تاراچند کی بیٹھک میں اُٹھا ہے۔ بیٹھک پرانے ادوار کا ایک دلچسپ امتزاج پیش کرتی ہے کیونکہ اس میں کوچ بھی لگے ہیں، سامان بھی رکھی ہیں اور ایک تخت پر گاؤ تکیہ بھی لگا ہے۔

بائیں دیوار میں ایک بڑی کھڑکی ہے۔ تخت اسی کے برابر رکھا ہے۔ کھڑکی پر پردہ لٹک رہا ہے لیکن شاید پورا نہیں کھینچا گیا، کیونکہ صاف کھڑکی کا کچھ حصہ نظر آ رہا ہے جس کے تیلیوں میں سے باہر جبر را اور اس سے پرے ایک چیز کے درخت اور روشنی دکھائی دیتی ہیں۔

تخت کے ادھر کو ایک دروازہ ہے جو باہر ڈیوڑھی پر کھلتا ہے۔ باہر سے ہو کر بیٹھک میں آنے کا یہی دروازہ ہے۔

سامنے دیوار پر کوچ کا سیٹ اس طرح لگا ہے کہ بائیں طرف کے کوچ پر بیٹھا شخص تخت پر بیٹھے ہوئے آدمی سے بہ آسانی بات کر سکے۔

سامنے کی دیوار کے داہنے کونے میں ایک دروازہ ہے جو آنگن میں کھلتا ہے۔ دروازے پر پردہ لٹک رہا ہے لیکن پردے کے ہٹنے پر آنگن اور آنگن کے پرے برآمدے کا ایک حصہ، پانی کا نل اور حوض نظر آتے ہیں۔

دیواروں پر دو باردل کی تصویریں تو ہیں ہی۔ اور مہاتما گاندھی اور جواہر لال کی بڑی تصویریں ان میں مارکس اور لینن کی تصویر بھی جانے کس نے لگا دی ہے۔ شاید یہ تصویریں بیٹے ہی کے لڑکے پورن نے لگائی ہیں۔ اور بیٹے ہی کو شاید اُس نے یہ کہہ دیا ہے کہ یہ بھی اوتاروں ہی کی تصویریں ہیں۔

صبح کا وقت ہے۔ کھڑکی کے سوراخوں سے ہلکی ہلکی دھوپ کمرے میں آ رہی ہے۔ وہ اُٹھے ہیں۔ سیٹھ تاراچند حقہ پیتے نظر آتے ہیں۔ اور سورام تخت کے قریب کوچ پر اس کے کونے پر بیٹھا ہے۔ ہمیں معلوم ہوتا ہے جیسے ابھی آئے ہیں کیونکہ ٹوپی ابھی تک اُن کے ہاتھ میں ہے اور دونوں کے اُٹھے ہوئے سر ہیں۔ بیٹھے ہوئے تخت پر رکھے نظر آتے ہیں۔

تاراچند حقہ گڑگڑاتے ہیں۔
پھر رانی کو آواز دیتے ہیں)

تاراچند۔ رانو بیٹا، سیٹھ جی کو پانی لا کر دے۔

رانی:۔ (آنگن سے) لائی ہوں پتاجی۔

شورام۔ ارے بھئی کوئی جلدی نہیں ابھی دور سے چلا آ رہا ہوں اس لیے گلا سوکھ رہا ہے، نہیں ... [illegible]

کیا مطلب ہے کہ . . .

(رانی آنگن کے دروازہ سے پانی لئے داخل ہوتی ہے)

رانی:- لیجئے چچا جی۔

شورام:- (گلاس لیتے ہوئے) جیتی رہو بیٹا۔

(دو ایک گھونٹ پی کر گلاس تپائی پر رکھ دیتا ہے۔ رانی گلاس اُٹھانے لگتی ہے)

—— :- نہیں ابھی گلاس لے جانے کی ضرورت نہیں۔ میں ابھی اور پیوں گا۔ بھئی آہستہ آہستہ پینے کا عادی ہوں میں پانی۔

تاراچند:- (حقہ گڑگڑاتے ہوئے) سنتو کو بھیج دینا گلاس لینے، کہاں ہے سنتو؟

رانی:- جی سبزی لینے گیا ہے مارکیٹ تک۔

تاراچند:- جب آئے، بھیج دینا۔

رانی:- جی بہت اچھا۔

(چلی جاتی ہے)

شورام:- کیوں بھئی رانی کے متعلق کیا فیصلہ کیا تم نے؟ غریب آدھی بھی نہیں رہی۔

تاراچند:- راno ہی کے دُکھ کا علاج کر رہا ہوں شورام۔ اپنی طرف سے میں اس بات کا پورا خیال رکھتا ہوں کہ اسے کسی طرح کی تکلیف نہ ہو (حقہ گڑگڑاتے ہیں) اس نے دوبارہ کالج میں داخل ہونا چاہا۔ اور اگرچہ میں لڑکیوں کی تعلیم کو کچھ زیادہ پسند نہیں کرتا لیکن پُورن کے زور دینے پر میں نے اس کا انتظام کر دیا۔ اس نے گانا سیکھنا چاہا اور اگرچہ میں ناچ گانے کو جیسا کہ تمہیں معلوم ہے ڈوم میراسیوں کی چیز سمجھتا ہوں لیکن پُورن کے کہنے پر اور اس بات کا خیال کر کے کہ رانو کا غم غلط ہو جائے گا میں نے سورداس ہری رام کو اسے گانا سکھانے کے لئے مقرر کر دیا۔ (حقہ کا لمبا کش لگا کر قدرے رازدارانہ آواز میں) ابھی نہیں میں نے ابھی ترلوک کا بھی پیچھا نہیں چھوڑا۔ برندابن کو اس کے پیچھے لگا رکھا ہے۔ اور وہ اسے راہ پر لانے کی ہر ممکن کوشش کر رہا ہے۔ (پھر حقہ گڑگڑاتے اور کھانستے ہیں) میں جانتا ہوں اپنی تعلیم اپنے فن اور اپنی تمام خوبیوں کے باوجود رانو تنہائی کے

اس لئے دُکھ کو برداشت نہ کر سکے گی۔

شورام:- دھن چوری ہو جائے تاراچند! کھو جائے! آدمی صبر کر لیتا ہے لیکن پاس ہوتے ہوئے، اپنا ہوتے ہوئے بھی اسے ہاتھ لگانے کی اجازت نہ ملے! اس بات سے جو تکلیف ہوتی ہے اسے دل ہی جانتا ہے۔

تاراچند:- (حقہ کا لمبا کش لگا کر) اسی لئے میں کوشش کر رہا ہوں کہ ترلوک اسے آ کر لے جائے۔

شورام:- کیا کہتا ہے وہ؟

تاراچند:- ابھی تک تو اپنی ضد پر قائم ہے لیکن مجھے اُمید ہے کہ میں اُسے منا لوں گا۔ اصل میں اُس نے اس شادی سے بڑی اُمیدیں لگا رکھی تھیں اور جب اس نے دیکھا کہ اس کی اُمیدیں پوری نہیں ہوئیں تو اس نے تمام غصہ بیچاری رانو پر نکالا۔

شورام:- اُمیدیں؟

تاراچند:- اُس کا خیال تھا کہ اُسے جہیز میں ایک مکان اور موٹر ضرور ملے گی لیکن جب مکان چھوڑ اسے موٹر بھی نہ ملی۔

(پورن باہر جیسے پردکھائی دیتا ہے لحظہ بھر کے لئے کھڑکی میں سے اندر جھانکتا ہے پھر ڈرائنگ روم کی طرف آتا ہے)

شورام:- اسے مکان اور موٹر کی کیا ضرورت ہے؟ اُس کے والد کے اپنے مکان ہیں اور موٹر بھی ہے۔

تاراچند:- (ہنس کر) لیکن ترلوک کے علاوہ اس کے والد کے پانچ بیٹے اور بھی تو ہیں۔ تقسیم کرنے پر شاید کسی مکان کی بیٹھک اور موٹر کا کوئی پرزہ ہی اسکے حصہ میں آئے۔

(پورن داخل ہوتا ہے لیکن دونوں کو باتوں میں مشغول دیکھ کر پل بھر کے لئے چوکھٹ میں کھڑا سُنتا ہے۔)

شورام:- آپ کہتے کیا ہیں؟ اُن کے تو اتنے مکان ہیں!

تاراچند:- سب گروی رکھے ہوئے ہیں۔ ہمیں تو پتہ ہی نہ چلا ورنہ میں کبھی رانو کی شادی وہاں نہ کرتا۔

پورن:- (ہنستا ہے) اس بات کا پتہ چل جاتا تو کوئی اور بات پردے میں رہ جاتی۔ شادی تو آجکل اندھیرے میں تیر مارنے کے برابر ہے نشانے پر لگ گیا تو لگ گیا ورنہ کمان سے نکلا تیر تو واپس آتا نہیں۔ جب دونوں فریق جھوٹ بولنے

میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی فکر میں ہوں تو سچ کا پتہ پانا مشکل ہے۔

تاراچند:- (حقہ گڑگڑانا چھوڑ کر قدرے تلخ لہجے میں) کہاں سے آئے ہو پورن آوارہ گردی کرتے۔

پورن:- آوارہ گردی میں ٹھوکر کھاتا۔ کہاں؟ سبھی جگہ گھومتا آیا ہوں۔

تاراچند:- تمہیں کبھی تمیز سے بات کرنی بھی آئے گی۔ (شوورام سے) اور شوورام تم کہا کرتے تھے بچوں کو جتنا ہو سکے پڑھانا چاہیے۔ یہ صاحب ایم۔ اے ہیں اور سنتا ہوں کہ جماعت میں اوّل آئے تھے۔ پوچھو کرتے کیا ہیں؟ (منہ بنا کر) آوارہ گردی!

پورن:- تو آخر آپ ہی کہیئے کیا کروں؟

تاراچند:- (گرج کر) میں کہوں! میرے کہنے سے کیا ہوتا ہے؟ (شوورام سے) میں اس کی خاطر کتنے دوستوں کے آگے برا نہیں بنا شوورام! رائے صاحب غنیمت رائے کی سفارش سے بڑے دفتر میں ملازم کرایا (نقل اتارتے ہوئے) "مجھے یہ کلرکی پسند نہیں" ــــ بُرا سا منہ بنا کر یہ حضرت وہاں استعفیٰ دے آئے۔ لالہ گلزاری لال کی منتیں کرکے ان کی فرم میں نوکر کرایا چار دن بعد وہاں سے چھوڑ آئے۔ پوچھا۔ کیوں؟ جواب ملا۔ سارا دن جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ کوئی پوچھے۔ ستیہ وادی ہرلیش چندر کے اوتار تو بس تمہیں ہو باقی ساری دنیا جھوٹ بولتی ہے۔ سر سیتارام کی مل میں منیجر کی نوکری دلائی۔ ہفتے سے زیادہ وہاں نہ ٹکے۔ پوچھا۔ کیوں؟ معلوم ہوا ـــ مزدوروں پر ظلم ان سے برداشت نہیں ہوتا۔ (پھر پورن سے) اب بتاؤ تمہیں اور کیا کرنے کو کہوں۔ صبح کہاں جانے کو کہا تھا۔ کچھ یاد ہے۔

پورن:- میں اُن سے بات تک کرنا اپنی ہتک سمجھتا ہوں۔

تاراچند:- لاٹ ہے نا ہندوستان کا تو (منہ چڑاتے ہوئے) بات کرنا ہتک سمجھتا ہوں۔ بہن کی ساری زندگی کا سوال ہے اور یہ حضرت بات کرنا ہتک سمجھتے ہیں۔

پورن:- میں جانتا ہوں انکے ساتھ بہن کی زندگی ... ...

تاراچند:- (اور بھی گرج کر) چپ رہو! بنا یہ فلسفہ اپنے پاس رکھو۔ بہت سن چکا ہوں۔

رانی:- (آنگن سے) پورن بھیا ذرا ادھر تو آؤ! میرا یہ ٹرنک نیچے اتروا دو۔

پورن:- آیا رانو!

(چلا جاتا ہے)

تاراچند:- ضرورت سے زیادہ تعلیم نے اس لونڈے کا دماغ خراب کر دیا ہے (حقہ گڑگڑاتے ہیں) مجھے کبھی کبھی یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ یہ رانو کا بھی دماغ خراب نہ کردے۔ عورت کی جگہ اسکے شوہر کا گھر ہے شوورام۔ ماں باپ کے ہاں لڑکی کے دن رہ سکتی ہے۔

شوورام:- بڑے بڑے راجے مہاراجے لڑکیوں کو اپنے گھر نہیں رکھ سکتے تاراچند پھر ہماری تمہاری تو بات ہی کیا ہے۔

تاراچند:- ایشور تمہارا بھلا کرے (حقہ کا کش لگا کر) تبھی کہہ رہا تو اپنے گھر نہ جائے گی تو کیا تمام عمر یہاں بیٹھی رہے گی۔ میں جو اسے تعلیم دلوا رہا ہوں تو اسی لئے کہ ترلوک کو جو شکایت ہے رفع ہو جائے۔ ورنہ اسے کوئی نوکری تو کرنی نہیں۔

شوورام:- بھلے گھروں کی لڑکیاں کہیں نوکری کرتی ہیں۔

تاراچند:- اور یہ سالا جو آج بھائی بنا پھرتا ہے کل اگر میری آنکھ بند ہو جائے تو بات بھی نہ پوچھے گا۔ دیکھو شوورام ان لوگوں کے کئے تو کچھ ہوگا نہیں۔ یہ سب نادان چھوکرے ہیں۔ انہیں یہ تمیز نہیں کہ کونسی بات کہنے کی ہے اور کونسی نہیں۔ تمہیں اتنے سویرے تکلیف دینے سے ایک غرض یہ بھی تھی کہ تم خود ترلوک سے ملو۔ اور اسے کسی نہ کسی طرح رانی کو بلانے پر آمادہ کرلو۔ دیکھو ترلوک کے باپ سے تمہارا کافی دوستانہ رہا ہے۔ اس پر بھی دباؤ ڈالو۔ اگر وہ میرا مکان ہی لینا چاہتا ہے تو میں اپنا بُرا نا مکان اس کے نام کردوں گا۔ آخر داماد اور بیٹے میں فرق ہی کیا ہے؟ رانی اپنے گھر خوش رہے میں اور مکان بنوا لوں گا۔

شوورام:- لیکن رانی سے اُسے شکایت کیا ہے؟

تاراچند:- بیسیوں شکایتیں ہیں۔ وہ زیادہ پڑھی لکھی نہیں، مہذب نہیں، خوبصورت نہیں، سلیقہ مند نہیں، منہ پھٹ ہے۔ ساس سسر کی عزت نہیں کرتی۔ ...

شورام۔ تم نے رانی کو دیکھا نہیں

تاراچند۔ ارے میں کیا کہوں جب وہ بیاہ کر یہاں رانی ہوئی آئی تو میں نے سمجھا تھا کہ قسمت نے [illegible] دیا تھا۔ لیکن دراصل رانو [illegible] ہوا یوں [illegible] نرلوک کی اُمید کے مطابق وہ جہیز میں ایک موٹر اور مکان نہیں لے گئی۔

شورام۔ [illegible] معلوم ہو جی مہاشے سامنے [illegible] ذکر چلا۔

تاراچند۔ (حقہ گڑگڑا کر) ارے یہ تو کچھ گیا۔ (نوکر کو آواز دیتا ہے) [illegible]

رانی۔ (آ کر سے) کیا بات ہے جی

تاراچند۔ [illegible] اُس بات کو اور ادھر کے دے جانے۔

رانی۔ وہ تو ابھی آیا نہیں پتاجی۔ [illegible]

(رانی آتی ہے اور چلم لے جاتی ہے)

تاراچند۔ (رانی سے) دیا [illegible] کو دیکھ کر ادھر یا پورن کیا کر رہا ہے؟

رانی۔ (جاتے جاتے) باہر چلے گئے ہیں باغیچے میں۔

تاراچند۔ (خالی حقہ گڑگڑاتے ہوئے) نرلوک نے مجھ سے تو کبھی کچھ نہیں کہا میرے سامنے تو اس نے جھجکتے جھجکتے ابھی [illegible] کا ذکر کیا لیکن رانو نے [illegible] میں ابھی شروع [illegible] تو یہ بتایا اسی سے مجھے معلوم ہوا کہ اصل میں دُکھی رہتی ہے شروع شروع میں نرلوک نے رانی کو اس کے باپ کی کنجوسی کیلئے کوسا اور کہا کہ اسے دھوکہ دیا گیا ہے اسے اُمید دلائی گئی تھی کہ ایک موٹر اور مکان جہیز میں دیا جائے گا۔

شورام۔ ہوئی تھی ایسی بات؟

تاراچند۔ ہرگز نہیں ۔۔۔ میں اور [illegible] مانند نرلوک کو دیکھنے گئے تھے اس بات کا ذکر تک نہیں ہوا ۔۔۔ اُس وقت تو یہ اتنی پڑھی لکھی کی ضرورت تھی نہ خوبصورتی کی۔ میرے سامنے نرلوک نے صاف صاف کہا تھا کہ میں بہت پڑھی لکھی لڑکی پسند نہیں کرتا۔ بس شریف گھرانے کی نیک اور قبول صورت لڑکی چاہئے جو مجھے گھر کا آرام دے سکے جب میں شام کو کچہری سے تھکا ہارا گھر آؤں تو مجھے محسوس ہو کہ میں گھر میں آگیا ہوں۔ مجھے ایسی بیوی نہیں چاہئے جو گھر ہی کو کچہری بنائے رکھے ۔۔۔ اور میں نے اُسے یقین دلایا تھا کہ وہ رانو میں یہ سب خوبیاں پائیگا۔ اب مہاشے نے اپنی طرف سے اُسے کوئی سبز باغ دکھلائے ہوں تو مجھے خبر نہیں۔

(رانی چلم لئے آتی ہے)

رانی۔ یہ لیجئے چلم پتاجی، اُپلے کی آگ رکھکر لائی ہوں۔

تاراچند۔ (حقہ گڑگڑا کر) جیتی رہو بیٹی (شورام سے) لو شورام پیو۔

(رانی چلی جاتی ہے اور شورام بے پروائی سے حقے کے دو کش لگا کر نے تاراچند کی طرف کر دیتا ہے۔)

شورام۔ لیکن تمہاری مرضی کے بغیر مہاشے نے ایسا کیوں کیا ہوگا۔

تاراچند۔ کبھی میرا خیال تھا موٹر اور مکان دینے کا، لیکن بھائی مجھے راجی کی بھی تو شادی کرنی تھی۔ اگر رانو کو مکان دیتا تو راجی کو بھی دیتا۔ اور پھر جب نرلوک اور اس کے باپ نے کہا کہ ہمیں جہیز کی بالکل پروا نہیں۔ ایشور کا دیا ہمارے پاس بہت کچھ ہے، ہمیں تو بس سوشیل اور سُندر لڑکی چاہئے تو میں نے ارادہ چھوڑ دیا اور پھر پورن کا بھی خیال تھا لاکھ آوارہ ہو لیکن پھر بھی میرا بیٹا ہے۔

شورام۔ ہاں، ہاں، پورن کے لئے کچھ بھی نہ چھوڑنا۔ میرے سر سے بلا ٹلی ہوتی پڑھا لکھا بے عیب لڑکا ہے جس دن بھی ٹک کر بیٹھ گیا تم سے دگنا کمائے گا۔

تاراچند۔ (لمبا سانس لے کر) وہ دن تو آتے (چپ چاپ حقہ گڑگڑاتے ہیں) مجھے کیا معلوم تھا کہ نرلوک اور اُس کے باپ نے جو کچھ کہا وہ سب اوپر کی باتیں تھیں۔ اُن کی آنکھیں تو موٹر اور مکان پر لگیں تھیں۔ جونہی رانو گھر گئی اُسے پتہ چلا کہ وہ ایک کنجوس باپ کی بیٹی ہے۔ اسکی ساس نے، اُس کے سسر نے، اُس کی جیٹھانیوں اور نندوں نے اُسے جہیز کی کمی کے طعنے دئے۔ نرلوک نے کئی بار ان لڑکیوں کا ذکر کیا جنکے والد اسے کہیں زیادہ جہیز دینے کو تیار تھے یا جو زیادہ پڑھی لکھی یا زیادہ مہذب تھیں۔

(اچانک کال بیل بجتی ہے)

———۔ (اپنی بات جاری رکھتے ہوئے) یا اس سے زیادہ خوبصورت حلیم یا مسکین تھیں۔

(کال بیل پھر بج اٹھی ہے)

———۔ (دور سے روتے) ارے سنتو، دیکھ کون ہے بیٹھا؟ باہر برآمدے میں (شوورام سے) وہ کچھ بھی کہتی یا کرتی اسے کسی لڑکی یا اس کے رشتے داروں کی بات سننی پڑتی جی کہ اسے اتنا تنگ کیا گیا کہ وہ یہاں آ گئی۔ تب میں نے اسے سمجھا بجھا کر بھیج دیا۔ سمجھایا کہ بیٹی بتی جس حال میں رکھے اسی میں رہنا چاہئے اور سسرال کے دوش گننے کی بجائے گن ڈھونڈنے چاہئیں اور میں جانتا ہوں رانو نے اپنی طرف سے کسی طرح کی شکایت کا موقع نہیں دیا۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ برہمنوں کے بھیس میں یہ لوگ کھٹر بنتے ہیں۔ لیکن شوورام جو بھی ہو لڑکی کی جگہ تو اس کی سسرال ہی ہے۔ تم ذرا کوشش کر دیکھو مجھے مکان یا موٹر کی پروا نہیں رانو کے سکھ کی خاطر میں اس کا انتظام کر دونگا۔

پورن:۔ (باغیچے کی طرف سے آتا ہوا) پتاجی رانو کے سسرال آئے ہیں۔

تاراچند:۔ (گھبرا کر اٹھتے ہوئے) تو انہیں لے آئے ہوتے۔

پورن:۔ جی انہوں نے کہا ہم یہیں برآمدے میں بیٹھا ہوں دھوپ بڑی پیاری لگ رہی ہے۔

شوورام:۔ اچھا بھئی تو میں چلا۔ سرلوک سے آج ہی ملونگا۔

تاراچند:۔ ارے بھئی چلو ذرا دھوپ میں بیٹھتے ہیں۔

(شوورام کو ساتھ لئے چلتے ہیں)

———: (جاتے جاتے پورن سے) سنتو آئے تو حقہ باہر بھجوا دینا پورن۔

پورن: جی بہتر۔

(رانی تیز تیز آتی ہے اور بھائی کے گلے لگ جاتی ہے)

رانی:۔ (رندھے ہوئے گلے سے) پورن!

پورن:۔ (اس کی پیٹھ کو تھپتھپاتے ہوئے) کیوں رانو کیا بات ہے۔

رانی:۔ پتاجی مجھے پھر وہاں بھیجنے کی کوشش کر رہے ہیں تم ہی کہو میں کیا کروں گی وہاں جا کر؟ کیا اس طرح ان کی طمع کا پیٹ بھرنے سے میرا گھر ملو جیون سکھی ہو سکے گا۔

پورن:۔ تم فکر نہ کرو رانو، تمہاری مرضی کے خلاف کوئی تمہیں وہاں نہیں بھیج سکتا۔

رانی ۔ (رندھے ہوئے گلے سے) پورن!

پورن:۔ (اس کی پیٹھ کو تھپتھپاتے ہوئے) میں کہتا ہوں تم گھبراؤ نہیں۔

رانی:۔ پتاجی دوسروں سے تو کچھ کہتے ہیں لیکن دل میں وہ بھی مجھے کم قصوروار نہیں سمجھتے۔ (اچانک پورن کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے) ایک بات پوچھوں۔

پورن: کہو۔

رانی:۔ تم بھی تو دل میں کہیں مجھی کو قصوروار نہیں سمجھتے؟

پورن:۔ قصوروار ——— قطعاً نہیں بلکہ مجھے اس بات کا فخر ہے کہ تم نے اپنی خودداری کو برقرار رکھا۔

رانی:۔ میں اس دم گھوٹنے والے ماحول میں کس طرح رہ سکتی تھی۔ مجھے پتاجی کا ڈر نہ ہوتا تو میں کبھی کی آ جاتی۔ مجھے خوف تھا وہ مجھے پھر اسی نرک میں دھکیلنے کے لئے کہیں گے پہلی بار جب میں آئی تھی تو جانتے ہو انہوں نے کیسا شور مچایا تھا۔ اس وقت میرا خیال تھا کہ وہ لوگ ہی غلطی مان جائیں گے اس لئے میں نے پتاجی سے سب باتیں نہ کہی تھیں لیکن اس بار سب کچھ بتا دینے پر بھی وہ مجھے اس نرک میں بھیجنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

پورن:۔ تم کسی طرح کا فکر نہ کرو۔ پتاجی ہی کو تم پتی کا پرمیشور سمجھتی ہوں تو سمجھیں میں ایسا نہیں سمجھتا۔ میرے نزدیک پتی پتنی کا سرتاج نہیں اس کا ساتھی ہے اور اس ساتھ کو نبھانے کی ساری ذمہ داری ہوی ہی پر نہیں شوہر پر بھی ہے۔

(پنڈت تاراچند اور رانو کے سسر دیاری لال باتیں کرتے ہوئے داخل ہوتے ہیں)

تاراچند:۔ عجیب موسم ہے بھئی سردیاری لال دھوپ میں بیٹھو تو گرمی لگتی ہے اور سائے میں بیٹھو تو ٹھنڈک (بیٹھتے ہیں) ابھی دو منٹ پہلے دھوپ کتنی پیاری لگتی تھی لیکن اتنے ہی میں سر چکرانے لگا (پورن سے) ذرا سنتو کو بھیجو پورن، حقہ تازہ کر جائے، اور دیکھنا باہر کوئی تم سے ملنے آیا ہے۔

پورن: جی

(جاتا ہے رانی بھی جانے لگتی ہے)

تاراچند:۔ رانو بیٹا تمہارے چچا آئے ہیں۔

رانی:۔ (مڑکر) چچا جی پرنام۔

سرداری لال:۔ جیتی رہو بیٹی، سہاگوتی بنو اور اپنے گھر خوش و خرم رہو۔

(رانی بھاگتی ہوئی چلی جاتی ہے)

تاراچند:۔ تم نے دیکھا سرداری لال! راجو کتنی کمزور ہوگئی ہے۔ پہلے سے آدھی بھی نہیں رہی۔ تم ایک بار کوشش تو کر دیکھو میں کہتا ہوں جب تک یہاں ہے میں کوئی کام نہیں کرسکتا۔

سرداری لال:۔ میں نے تم سے کہہ دیا میں پوری کوشش کروں گا۔

(سنتو آتا ہے اور حقہ اُٹھا کرلے جاتا ہے)

تاراچند:۔ راجو جیسی میری بیٹی ہے سرداری لال، ویسی ہی تمہاری ہے۔ میں تو بیچ پچھتا رہا ہوں یہاں شادی کرکے۔ لیکن جو ہو چکا ہو چکا۔ میں نہیں چاہتا کہ بات اب اور بڑھے کسی نے کہا ہے آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل ــــ دور رہے تو دور ہو جائیں گے۔ میں جانتا ہوں ترلوک رانی کو پسند کرتا ہے۔ شادی سے پہلے اُس نے اسے دیکھ بھی لیا تھا۔ اُسے جس بات کی شکایت ہے وہ میں پوری کر دوں گا۔ میری بس اتنی خواہش ہے کہ وہ اسے عزت سے رکھے

(راج اُداس اُداس آتی ہے)

راج:۔ (اپنی اُداسی کو چھپاتے اور ہنسنے کی کوشش کرتے ہوئے) پتاجی پرنام۔ چچا جی پرنام!

تاراچند:۔ ارے راجی (اُٹھ کر پیار سے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے) کہو بیٹی خوش تو ہو۔

سرداری لال:۔ اچھا بھئی میں اب چلتا ہوں۔

. . . .

. . . .

تاراچند:۔ ارے بھئی ٹھہرو میں بھی چلتا ہوں تمہارے ساتھ کم سے کم دروازے تک تو پہنچا آؤں۔

سرداری لال:۔ (اُٹھتے ہیں) اس تکلف کو چھوڑو۔

تاراچند:۔ تم نے راجی کے پرنام کا جواب ہی نہیں دیا سرداری لال!

سرداری لال:۔ (مڑکر) جیتی رہو جیتی رہو بیٹی۔

تاراچند:۔ (اُٹھتے اور راجی کے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے بھی ساتھ ساتھ لیجاتے ہوئے) راجی!

راج:۔ جی پتاجی۔!

تاراچند:۔ یہ تم اتنی دُبلی کیوں ہوگئی ہو؟

راج:۔ (غم کو دباتے اور مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے) جی نہیں میں تو پہلے سے موٹی ہوگئی ہوں۔

تاراچند:۔ (چلتے چلتے لحظے بھر کو رک کر) تمہارا سامان کہاں ہے۔

راج:۔ ٹرنک ہے سو باہر برآمدے میں پڑا ہے۔

تاراچند:۔ مدن نہیں آیا۔

راج:۔ نہیں میں اپنے دیور کے ساتھ آئی ہوں۔

تاراچند:۔ تو کہاں ہے وہ ساتھ کیوں نہیں لائی۔

راج:۔ اُسے جلدی تھی۔ مجھے یہاں چھوڑ کر سکول چلا گیا ہے۔ جیجی کہاں ہے۔

تاراچند:۔ یہیں تھی۔ شاید ادھر آنگن میں ہو۔

راج:۔ اور بھیا وہ بھی ادھر ہی باغیچہ میں ہوگا۔

تاراچند:۔ (اُس کی پیٹھ کو تھپتھپاتے ہوئے) اور تو سب خوش ہیں تمہارے ساس سسر...

راج:۔ (چلتے چلتے سر ہلا کر) جی۔

تاراچند:۔ (اسے چھوڑ کر سرداری لال کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر چلتے ہوئے) بڑے بھلے لوگ ہیں سرداری لال ــــ نہ اکڑفوں نہ حیلہ بناوٹ ــــ سیدھے سادے بھولے بھالے، مرنجان مرنج آدمی ہیں راجی کے سسر اپنے خیال اور دھرم پر ایسا اعزور تو انہیں چھو تک نہیں گیا۔ جب میں شروع شروع میں راجی کے لئے ان سے ملا تو کہنے لگے (رُک کر) ہمیں لین دین میں وشواس نہیں پنڈت جی۔ ہم تو آپ کو چاہتے ہیں۔ آپ ہمارے ہوگئے تو اور کیا چاہیئے (پھر چل پڑتے ہیں) میں تو ایسے ہی آدمیوں کو پسند کرتا ہوں اور جانی میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ ترلوک کے نام ہو یا [illegible] مدن کے نام ایک مکان ضرور کر دوں گا ــــ لڑکا تو بیچارہ گائے ہے۔

(چبوترے سے [illegible] وازے نکل جاتے ہیں)

راج:۔ (اپنے پتا کی آخری بات سُن کر رُک گئی ہے، مڑکر جاتے ہوئے اپنے پتا کو دیکھتی ہے۔ ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیل جاتی ہے) بیچارہ گائے!

(دھم سے [illegible] با آنگن کے دروازے کے پاس کوچ میں دھنس جاتی ہے۔ سنتو حقہ تازہ کرکے لاتا ہے)

سنتو:- ارے راج بیٹی ہے۔ کہو بیٹی کب آئیں۔

راج:- ابھی آرہی ہوں سنتو۔

(باغ کے دروازہ سے پورن بھاگا آتا ہے)

پورن:- ہیلو راجی۔

راج:- بھیا.. ..

(گلے سے لپٹ جاتی ہے)

پورن:- پاس سے نکل گئی اور مجھے دیکھا تک نہیں (جب اس کے چہرے کو دیکھتا ہے تو چونکتا ہے) ارے تم تو پیلی ہوگئی ہو۔ ہلدی کھاتی رہی ہو یا (ہنسکر) جیجا جی نے.....

راج:- (درد بھرے غصے سے) بھیّا ــــــ

پورن:- اچھا اچھا بھئی (پیٹھ تھپتھپاتا ہے) خفا کیوں ہوتی ہو جیجا جی کا نام سنکر ہماری سرخ و سفید بہن کو سے کے زرد ہلدی کر دیا اور ہم اتنا بھی نہ کہیں کہ .. ..

راج:- (رندھے ہوئے گلے سے) بھیّا تم کبھی باز نہ آؤ گے.. .

پورن:- اچھا بھئی بگڑتی کیوں ہو (رانی کو آواز دیتا ہے) رانو دیکھو راجی آئی ہے۔ (سنتو سے جو حقہ رکھکر جا رہا تھا) سنتو ذرا رانو کو بھیجو۔ اور راج کا ٹرنک اُٹھاکر اندر رکھو۔ باہر برآمدے میں پڑا ہے۔

سنتو:- (جاتے جاتے) جی بہتر۔

(چلا جاتا ہے۔ رانی آنگن سے بھاگی بھاگی آتی ہے)

رانی:- (راجی سے گلے ملتے ہوئے) ارے تو ادھر بیٹھک میں کیا گوبر گنیش بنی بیٹھی ہے ادھر کیوں نہیں آئی۔

راج:- پتاجی اور چچا سرداری لال بیٹھے تھے اسلیے۔

(کال بیل بج اُٹھتی ہے)

پورن:- (بیزاری سے) یہ اتوار کا دن تو ایک مصیبت بن گیا ہے صبح سے جو کال بیل بجنی شروع ہوتی ہے تو......

(کال بیل پھر بجتی ہے، اور پورن "جی آیا" کہتا ہوا بھاگ جاتا ہے)

راج:- (رانی کے گلے سے چمٹتی ہوئی رندھے ہوئے گلے سے) جیجی۔

(رانی اُس کی پیٹھ تھپتھپاتی ہے راج آہستہ آہستہ رونے لگتی ہے)

رانی:- ارے.. .بات کیا ہے.. . راجو.. ...کیوں!

راج:- (اور بھی چمٹتے ہوئے) جیجی!

(اور بھی زور سے سسکنے لگتی ہے)

رانی:- کیوں راجو کیا بات ہے؟

راج:- (آنسو پونچھتے ہوئے ذرا سنبھل کر) بات کیا ہوگی۔ یونہی تمہیں دیکھکر جی بھر آیا۔ کہو ترلوک جیجا جی آئے؟

رانی:- (طنز سے ہنسکر) آ گئے۔ تم اپنی کہو۔ تمہیں کیا دکھ ہے۔

راج:- نہیں جیجی میں ہر طرح سے خوش ہوں۔

رانی:- (ذرا ہنسکر) خوشی کی کوئی علامت تو تمہارے چہرے پر دکھائی نہیں دیتی۔ دیکھو راجو، مجھ سے نہ چھپاؤ میں سب کچھ بھگت چکی ہوں۔

راج:- کچھ بھی تو نہیں جیجی۔

رانی:- کیا تم یہ سب میری طرف دیکھکر کہہ سکتی ہو۔

راج:- (مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے) کیوں۔

رانی:- مسکراہٹ میں دکھ کو چھپانے کی کوشش نہ کرو راجو، تمہاری آنکھیں تو ڈبڈبا رہی ہیں۔

راج:- (بھرے ہوئے گلے سے) جیجی۔

(ایک دم رانی کے گلے سے چمٹ کر رو اُٹھتی ہے)

رانی:- (اُس کی پیٹھ کو تھپتھپاتے ہوئے لمبا سانس لے کر) دنیا بھر میں شادی عورت کے لئے سکھ شانتی کا دوسرا نام ہے۔ لیکن ہماری غلامی پر اس کے بعد سدا غلامی کی مہر لگ جاتی ہے۔ (راج سسکتی ہے) بس بس غم کو دل میں چھپا کر بہن گھاؤ کر دیتا ہے اور وقت پاکر وہی گھاؤ ناسور بن جاتا ہے ــــ کیا ساس تنگ کرتی ہے۔

راج:- نہیں وہ بیچاری تو کبھی کچھ نہیں کہتیں۔

رانی:- سسر۔

راج:- وہ تو دیوتا ہیں۔

رانی:- نندیں۔

راج:- وہ نہ ہوتیں تو میں ابتک شاید ختم ہو چکی ہوتی۔

رانی:- تو پھر . . تو پھر......

(راج پھر بہن کے گلے سے چمٹ کر سسکنے لگتی ہے)

ــــ:- لیکن پروفیسر مدن تو بڑھے لکھے آدمی ہیں۔ بات کیا ہے کہہ ڈالو۔

(راج چپ چاپ سسکے جاتی ہے)

رانی:۔ محبت نہ ہوگی (اور کسی سے ہوگی (راج سے کیے جاتی ہے) کچھ بھی۔ بہرحال بہت ہی لوگ بڑے ہیں سمجھ دار اور خوش مزاج آدمی ہیں۔

(آہستہ پھر کروٹ بدل کر لیٹ جاتی ہے)

راج:۔ (آنسو پونچھتے ہوئے آہستہ آہستہ) سُنتی ہوں بڑے ہنس مکھ تھے۔ قہقہے لگانے لگتے تو مکان کو سر پر اُٹھا لیتے تھے لیکن میں نے اُن کا کبھی قہقہہ نہیں سنا۔ مُسکراتے ہیں لیکن اس مُسکراہٹ میں خوشی کا تو کہیں ڈھونڈے سے بھی پتہ نہیں چلتا۔

رانی: لیکن وہ تو ۔ شادی میں تو

راج:۔ ایک دن میں نے پوچھا۔ سُنتی ہوں آپ جب پہلے قہقہے لگاتے تھے میں نے تو ایک بھی قہقہہ نہیں سنا۔ بس قہقہہ مار کر ہنس دئے۔ خالی کھوکھلا سا قہقہہ

رانی:۔ (سمجھنے کی کوشش کرتے ہوئے) ہوں۔۔۔

(خود بھی کروٹ لے کر پھر بیٹھ جاتی ہے)

راج:۔ اگر کہیں ہنس بھی رہے ہوتے اور میں چلی جاتی تو اُن کی ہنسی جیسے بند ہو جاتی۔ کالے کالے سے بادل اُن کے چہرے پر گھِر آتے۔ پھر جو مسکرانے بھی تو اُن کی مُسکراہٹ بہت دُور سے آتی ہوئی دکھائی دیتی جیسے اُن کے چہرے پر چھائے ہوئے بادلوں کو چیرنے میں وہ ناکام ہو۔

رانی:۔ اُنھوں نے تمہیں پسند نہیں کیا۔

راج:۔ سُنتی ہوں کہ کسی بہت پڑھی لکھی لڑکی سے شادی کرنا چاہتے تھے لیکن ایک تو اُس لڑکی کے ماں باپ نہ تھے دوسرے وہ برہمن نہ تھی اس لئے اُن کے ماتا پتا تیار نہ ہوئے۔ اُنھوں نے بہتیرا سمجھایا لیکن ماں نے ان سب تکلیفوں کا واسطہ دلایا جو انہیں پال پوس کر بڑا کرنے میں اُس نے اُٹھائی تھیں اور باپ نے اُن منی آرڈروں کی رسیدوں کا ڈھیر اُن کے سامنے لگا دیا جو اُن کی تعلیم کے لئے وہ ہر مہینے بھیجتے رہے۔ بارہ ہزار کی رسیدیں تھیں اور وہ چاہتے تھے کہ اُن کا لڑکا اُن کی مرضی کے مطابق شادی کرے۔

رانی:۔ اور لوگ ماں باپ کی محبت کے گیت گاتے ہیں۔

(اُٹھ کر کمرے کا ایک چکر لگاتی ہے اور پھر اُس کے پاس آکر بیٹھ جاتی ہے)

رانی:۔ تو اُنھوں نے تمہیں پسند نہیں کیا۔

راج:۔ میں کیا جانوں بہن۔۔۔ لیکن معلوم ہوتا ہے جیسے وہ اُس لڑکی کو بھلا نہیں سکے۔ میں نے اُن کا دل بہلانے کی لاکھ کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئی۔ جب اُن کے پاس جاتی تو ایسے بیٹھے رہتے جیسے مجھ سے کوسوں دُور ہوں۔ باتیں کرنے تو معلوم ہوتا جیسے مجھ سے نہیں ہوا سے باتیں کر رہے ہیں۔ لیٹتے تو لگتا جیسے برف کے پانی میں نہا کر لیٹے ہیں۔

رانی: (صرف لمبا سانس لیتی ہے اور اُٹھ کر کمرے میں گھومنے لگتی ہے)

راج:۔ لیکن جب میں رونے لگتی تو مجھے باہوں میں بھینچ کر پیار کرنے لگتے۔ کہتے۔۔۔ تم بدقسمت ہو راج میں بھی بدقسمت ہوں اور درشنو بھی۔

رانی:۔ درشنو کون؟

راج:۔ وہی لڑکی جس سے وہ شادی کرنا چاہتے تھے۔ پورا نام شدرشن ہے۔ ایم۔ اے ہے اُس نے ابھی تک انکا پیچھا نہیں چھوڑا۔

رانی: عجب بے حیا لڑکی ہے۔

راج: کبھی جب میں کہتی۔۔۔ آپ جیسے چاہیں تنوں سے پیار کریں۔ مجھے بھی نہ ٹھکرائیں تو مجھے باہوں میں بھر لیتے لیکن صاف محسوس ہوتا جیسے دل سے نہیں محض مجبوری سے رونے سے مجبور ہو کر پیار کر رہے ہیں۔ اور کبھی اسی طرح پیار کرتے کرتے اپنے بال نوچنے لگتے۔ کہتے۔ میں بزدل ہوں بزدل، خدایا کیڑا۔ ماں باپ کے خوف سے میں نے اپنی اور تمہاری زندگی تباہ کر دی۔ اور پھر رونے لگتے۔ اُس وقت نہ جانے میرے جی کو کیا ہونے لگتا۔ میں انہیں باہوں میں بھر لیتی لیکن میرے چھونے میں جیسے ہزاروں بچھوؤں کے ڈنک ہوں وہ ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھتے، مجھے پرے ہٹا دیتے۔ پاگلوں کی طرح چلا اُٹھتے۔ تم مجھ سے کیوں چمٹتی ہو راج۔۔۔ تم مجھ سے کیوں چمٹتی ہو تمہیں مجھ کو چھوڑ کر چلے جانا چاہیئے، تمہیں میرا کوئی کام نہ کرنا چاہیئے (لمبا سانس لیتی ہے) لیکن جیجی نہ جانے کیوں جتنا وہ مجھ سے بھاگنے کی کوشش کرتے اتنا ہی میں اُنکے نزدیک

رہنا چاہتی۔

رانی :- (تھکی سی آکر اس کے پاس کرسی پر بیٹھ جاتی ہے) تو اب وہ یہاں سے پاس نہیں آئے۔

راج :- نہیں! ہفتہ ہفتے تک برابر آتے رہے۔ لیکن جب بھی آئے معلوم ہوتا جیسے بندھے بندھے سے آتے ہیں۔

رانی :- (صرف لمبا سانس لیتی ہے)

راج :- (اپنی بات جاری رکھتے ہوئے) ایک دن کہتے تھے۔ آہستہ آہستہ ہم ایک دوسرے کو سمجھ جائیں گے۔ ایک دوسرے کی خوبیوں کو جان جائیں گے۔ پھر ہم میاں بیوی کی طرح رہیں گے۔ میاں بیوی کی طرح اپنی زندگی بنائیں گے جس کا ہر دن تھکن اور اکتاہٹ لانے کی بجائے محبت اور رفاقت لائیگا

رانی :- تم ایسا ہی کر لیتیں۔

راج :- میں نے ایسا ہی کرنے کی کوشش کی لیکن تب ساس جی نے کہا - تم تو پگلی ہو۔ وہ تم سے دُور رہنا چاہتا ہے۔ اُس پر اُس چڑیل نے جادو کر رکھا ہے۔ اُس کا من اُڑتا رہتا ہے باندھ کر نہ رکھو گی تو اُڑ جائیگا اور اُڑا ہوا پنچھی پھر ہاتھ نہیں آتا ــــ میں نے انہیں کا کہنا مانا۔ جیسا وہ کہتی رہیں میں کرتی رہی۔ لیکن اس کوشش میں جو تھوڑا بہت بندھن تھا وہ بھی ٹوٹ گیا۔

(رانی کچھ کہنا چاہتی ہے لیکن نہیں کہتی۔ ایک لمحے تک دونوں چُپ رہتی ہیں)

ــــ :- جُوں جُوں میں ان کے نزدیک جانے کی کوشش کرتی وہ مجھ سے دُور بھاگتے۔ دوپہر کو انہوں نے گھر آنا چھوڑ دیا۔ لنچ کالج ہی منگا لیتے۔ شام کو بھی دیر سے آتے۔ آہستہ آہستہ اس دیر میں اضافہ ہونے لگا۔ بہت رات گئے گھر آتے اور چُپ چاپ بستر پر جا لیٹتے۔ میں چاہتی ان کے پیر دبا دوں، ان کے سُکھ دُکھ کی بات پوچھوں۔ لیکن میری تو شکل سے جیسے انہیں ڈر لگتا۔ "مجھے مت چھیڑو" "مجھے سونے دو" یہی کہتے۔ میں چُپ چاپ رونے لگتی تو یک کر اُٹھ بیٹھتے۔ اور گھنٹوں آنگن میں چکر لگا کر گذار دیتے کبھی چڑ کر کہتے "تم کس مٹی کی بنی ہو۔ تمہیں خود داری کا ذرہ بھر بھی احساس نہیں، میں تم سے اتنی نفرت کرتا ہوں اور تم میرے پیر دبانا چاہتی ہو۔"

رانی :- (کمرے میں گھومتے گھومتے رُک کر) میں حیران ہوں تم نے اتنا عرصہ یہ سب کس طرح برداشت کیا۔ میں تو بہت پہلے چھوڑ کر چلی آتی۔

راج :- نہ جانے کیوں۔ ان کی اس تمام نفرت کے باوجود مجھے کبھی ان پر غصہ نہیں آتا جیجی۔ وہ جب بھی مجھ سے نفرت کا سلوک کرنے کی کوشش کرتے میرے دل میں ہمدردی ایک رحم کا جذبہ پیدا ہو جاتا۔ اسی جذبے کی وجہ سے میں انکے اور بھی نزدیک جانا چاہتی۔ لیکن جتنا میں انکی طرف جاتی اتنا ہی وہ دور کھنچتے۔

(گلا رندھ جاتا ہے اور آنکھوں سے آنسو نکلنے لگتے ہیں)

رانی :- (اس کے پاس بیٹھ کر اس کے کندھے پر پیار کا ہاتھ پھیرتے ہوئے) راجی ــــ

راج :- (رندھے ہوئے گلے سے) لگاتار روتے جاگتے میری یہ حالت ہو گئی (ہچکی روک کر) گھر والوں سے آنکھ ملاتے ہوئے مجھے شرم آنے لگی۔ مجھے محسوس ہونے لگا گویا سب مجھے رحم کی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ جیسے آہستہ آہستہ انکا رحم نفرت میں بدل رہا ہے۔

رانی :- میں کہتی ہوں تم کیوں نہ پہلے ہی چلی آئیں۔

راج :- اُمید کا ایک نامعلوم سا تار بندھا ہوا تھا جیجی۔

(کچھ لمحے چُپ رہتی ہے۔ رانی بدستور خلا میں دیکھتی گھومے جاتی ہے، دانت اسکے بھینچے ہوئے ہیں اور معلوم ہوتا ہے جیسے غصہ کا ایک بے پناہ طوفان اُس کے دل میں اُٹھ رہا ہے)

ــــ :- پرسوں معلوم ہوا کہ اب ہوسٹل ہی میں رہیں گے ــــ سپرنٹنڈنٹ ہو گئے ہیں ــ بس وہ تار بھی گیا میں نے رقعہ لکھ کر انہیں دو تین منٹ کے لئے بلوایا اور کہا۔ میرا دل یہاں نہیں لگتا مجھے میکے بھجوا دو۔ کہنے لگے۔ ہاں تم کچھ دنوں کے لئے ہو آؤ۔ اور چُپ چاپ انہوں نے میری سب چیزیں ٹرنک میں بھر دیں۔ ایک چھلا تک ساس کے پاس نہ رہنے دیا۔ اور چھوٹے بھائی سے کہا کہ وہ مجھے چھوڑ آئے اس کے بعد وہ جیسے چپ چاپ آئے تھے ویسے ہی چلے گئے۔ نہ انہوں نے مجھ سے کچھ کہا اور نہ میں ہی کچھ

کچھ تو ہو سکتی۔

رانی:۔ سامنے نہیں روکا۔

راج:۔ اُنہوں نے بہت پالا تھا۔ اُن کی طرف دیکھتی تو وہاں سے ہلنے کو جی نہ چاہتا۔ میں تو ان کی سیوا ہی میں زندگی گذار دیتی، لیکن وہاں آتے ہی تو نہیں دوسرے بھی تو ہیں اور ان سب کی نظروں کا سامنا کرنا میرے بس کی بات نہ تھی۔

(برج ناتھ اور تارا چند باتیں کرتے ہوئے آتے ہیں۔)

تارا چند:۔ تم ضرور کر دیکھو برج ناتھ۔ تم اسکے باپ کے بڑے دوست ہو۔ تمہارا وہ بڑا ادب کرتا ہے۔ تمہاری ہر بات مانتا ہے رانو تمہاری بھی تو بیٹی ہے۔

رانی:۔ چلو تک میں چل کر بیٹھیں

(دونوں چلی جاتی ہیں۔ تارا چند آ کر تخت پر بیٹھتے ہیں اور برج ناتھ کرسی پر)

تارا چند:۔ (حقہ گڑگڑا کر) یہ چلم تو بجھ گئی۔ سنتو۔ ارے سنتو۔

سنتو:۔ (آنگن سے) جی سرکار

(بھاگا آتا ہے)

تارا چند:۔ یہ حقہ تازہ نہیں کیا تم نے۔ چلم تو بالکل ٹھنڈی پڑی ہے۔

سنتو:۔ سرکار میں تو تازہ کرنے لگا تھا، سرکار ہی چلے گئے تھے۔ ابھی لاتا ہوں۔

(چلم لیکر چلا جاتا ہے)

تارا چند:۔ (خالی حقہ کو گڑگڑاتے ہوئے) جب تم سب باتوں سے پوری طرح واقف ہو تو پھر کوشش کیوں نہیں کر دیکھتے میں نے برندا بن سے کہہ رکھا ہے، شو رام، سردار ی لال اور دوسرے دوستوں سے بھی کہہ رکھا ہے (رازداری کے لہجے میں) میں خود اُس سے یہ بات نہیں کر سکتا۔ اسکو جو شکایت ہے وہ میں دور کرنے کو تیار ہوں لیکن اگر میں خود اس سے پوچھوں گا تو وہ اس شکایت کے وجود ہی سے انکار کر دیگا۔ رانو کو پھر سے بسانے کیلئے تم دلیلیں تو دوسری دو لیکن بڑی صفائی سے اس بات کی طرف اشارہ کر دو کہ اگر وہ دونوں الگ رہیں گے تو میں اپنا ایک مکان ان کے نام کر دونگا۔ اور کچھ عرصے کے بعد موٹر بھی لے دونگا۔

(سنتو چلم لئے آتا ہے)

سنتو:۔ لیجئے سرکار ایسی بھر کے لایا ہوں کہ دن بھر نہ بجھے۔

تارا چند:۔ (حقّہ کا کش لگا کر اور کھانس کر) اور مجھے پورا یقین ہے کہ اگر تم دانائی سے کوشش کرو گے تو یہ بگڑی ہوئی بات بن جائے گی (اور بھی رازدارانہ لہجہ میں) اور پھر بار میں تمہارا جو رسوخ ہے اس کو بھی تم استعمال کر سکتے ہو ۔۔۔ دھمکی دینا ہی کافی ہوگا۔ رانو کی زندگی سنور جائے گی اور میں عمر بھر تمہارا شکر گذار رہوں گا۔

(حقے کے لمبے لمبے کش لگاتے ہیں)

برج ناتھ:۔ میں پوری پوری کوشش کرونگا لیکن تمہیں پورا یقین ہے کہ اور کوئی بات نہیں ہے۔

تارا چند:۔ یوں تو بیسیوں ہیں لیکن یقین کرو اس کی اس ناپسندیدگی کی تہ میں یہی بات کام کرتی ہے۔ وہ مانیگا نہیں لیکن اگر تم دانشمندی سے کام لو گے تو وہ راہ پر آجائے گا۔

برج ناتھ:۔ میں آج ہی اُس سے ملونگا۔

تارا چند:۔ مجھے رانو کی شادی میں بڑا تلخ تجربہ ہوا برج ناتھ۔ اچھے اچھے ہوشیار اور لائق لڑکے میری آنکھوں کے سامنے آئے لیکن میں اسی ضد پر قائم رہا کہ لڑکی اپنے سے بڑے گھرانے میں جلتے میں کیا جانتا تھا کہ باہر سے بڑے نظر آنے والے بہت سے گھرانے اندر سے کھوکھلے ہوتے ہیں۔

برج ناتھ:۔ میں تو شروع ہی سے اس بات کے حق میں ہوں کہ گھرانے کی بجائے لڑکا دیکھا جائے۔

تارا چند:۔ (ایک لمبا کش لگا کر) راجی کے لئے میں نے لڑکا ہی دیکھا ہے۔ مدن کے پتا بے حد غریب تھے۔ اپنی آدھی پنشن پیشگی لے کر انہوں نے مدن کو تعلیم دلوائی۔ اور ان کی سب محنت اور قربانی سپھل بھی ہوئی۔ ایم۔ اے کرتے ہی اُسے کالج میں جگہ مل گئی۔ اب وہ پی۔ ایچ۔ ڈی کی تیاری کر رہا ہے۔ اتنا نیک سمجھدار ہنس مکھ اور خوش اطوار لڑکا ہے کہ جو کوئی اس سے چند منٹ باتیں کر لیتا ہے اُس کے گیت گانے لگتا ہے۔

برج ناتھ:- مجھے یہ سُن کر خوشی ہوئی کہ راج اتنے اچھے گھر بیاہی گئی۔

تارا چند:- مدن تو گائے ہے گائے۔ راج وہاں سچ مچ راج کرے گی۔

(مسرت سے حقہ گڑگڑانے لگتے ہیں شورام گھبرایا ہوا داخل ہوتا ہے)

شورام:- تارا چند تم نے سُنا تمہارا داماد دوسری شادی کر رہا ہے۔

(حقے کی نے تارا چند کے ہاتھ سے چھوٹ پڑتی ہے اور وہ اُٹھنے کی کوشش کرتا ہے)

تارا چند:- (آدھے بیٹھے آدھے اُٹھے ہوئے) کون، ترلوک!

شورام:- نہیں مدن۔

(تارا چند پھر دھم سے تخت پوش پر بیٹھ جاتے ہیں آنگن سے کسی کے گرنے اور رانو کے چیخنے کی آواز آتی ہے)

رانی:- پتاجی، پتاجی......

شورام:- میں کہتا ہوں تم بیٹھ کیا گئے ہو تارا چند اگر کچھ کرنا چاہتے ہو تو ابھی کار لے کر چلو۔ کھائی والوں کی دھرم شالہ میں ہو رہی ہے شادی۔ مجھے تو سنتو پنڈت سے معلوم ہوا۔ اُس کا وہ سر پھرا لڑکا گیا ہے بیاہ پڑھانے۔

تارا چند:- (فوراً اُٹھ کر) سنتو۔۔۔ سنتو۔۔۔

(سنتو بھاگا آتا ہے)

رانی:- (آنگن سے) پتاجی! پتاجی!!

تارا چند:- کار لے جاؤ اور فیکٹری سے بجلی پہلوان اور چند دوسرے مزدوروں کو لے کر کھائی والوں کی دھرم شالہ میں پہنچو۔ میں تمہاری کار میں چلتا ہوں شورام۔

شورام:- میں تو پیدل ہی بھاگا آیا ہوں۔

برج ناتھ:- چلئے میں آپ کو اپنی کار میں لے چلتا ہوں۔

تارا چند:- کیا یہ شادی مدن کے پتا کی مرضی۔۔۔

شورام:- چلو چلو میں سب بتاتا ہوں۔

(سب جلدی جلدی نکل جاتے ہیں)

رانی:- (آنگن سے) پتاجی پتاجی۔۔ سنتو۔۔ پورن

(باغیچے کے دروازے سے پورن بھاگا آتا ہے)

پورن:- کیا بات ہے، کیا بات ہے۔

(اندر کی طرف بھاگا جاتا ہے)

رانی:- (آنگن سے) راجی بیہوش ہو گئی ہے دیکھو تو اس کے دانت بِچی ہو گئے ہیں۔

(دوسرے لمحے پورن اور رانی بیہوش راج کو اُٹھائے ہوئے آتے ہیں)

پورن:- بات کیا ہوئی۔

رانی:- بس کھڑے کھڑے گر پڑی۔

(اسے تخت پر لٹا دیتے ہیں)

پورن:- گھبراؤ نہیں ایک کٹورا سا پانی لے آؤ۔

(رانی جاتی ہے)

۔۔۔:- ایک چمچہ بھی لیتی آنا۔ (راج کو ہلاتے ہوئے) راجو۔ راجو۔

(راج بیہوش ہے)

۔۔۔:- راجو راجو....

(اُٹھ کر بجلی کا پنکھا چھوڑ دیتا ہے۔ رانی پانی لاتی ہے)

رانی:- ارے تم نے پنکھا چھوڑ دیا۔ یہاں تو پہلے ہی ٹھنڈ ہے۔

پورن:- تم فکر نہ کرو۔ پانی لاؤ۔ اسکے مُنہ پر چھینٹے دوں۔

(رانی پانی دیتی ہے پورن راج کے چہرے پر چھینٹے دیتا ہے)

۔۔۔:- راجی... راجی..

(راج بدستور بیہوش ہے)

۔۔۔:- (پھر چھینٹے دیتا ہوا) راجی .. راجی...

(راج نہیں ہلتی بیہوش پڑی رہتی ہے)

۔۔۔:- ذرا چمچہ دو۔

رانی:- میں بھول گئی۔ ابھی لائی۔

(بھاگ جاتی ہے)

پورن:- (اُس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتا ہوا) راج .. راجی... (وہ کہتی تھی میں بڑی خوش ہوں سسرال میں۔

(رانی چمچہ لے آتی ہے)

رانی:- لو یہ چمچہ۔

پورن: ۔ تم ذرا اس کی ناک اُنگلیوں میں دباؤ۔ میں پانی کا چمچہ مُنہ میں ڈالتا ہوں۔

(رانی راج کی ناک دباتی ہے)

——— :۔ (چمچہ مُنہ میں ڈالتا ہوا) یہ ہسٹریا کا دورہ ہے یا کچھ اور۔ پہلے تو کبھی ایسے غش نہ پڑے تھے۔

رانی: ۔ دانت بِھچے ہیں۔ پانی تو یہ گیا سارا۔

پورن: ۔ تم فکر نہ کرو۔ ناک دبائے رکھو۔

(رانی ناک دبائے رکھتی ہے۔ سانس کے رک جانے سے راج کے دانت کھل جاتے ہیں۔ پورن پانی کا چمچہ مُنہ میں ڈالتا ہے کچھ لحظ بعد راج نیز تیز سانس لینے لگتی ہے۔ وہ دوسرا چمچہ منہ میں ڈالتا ہے بیہوشی میں غرغراہٹ کے ساتھ راج پانی پی جاتی ہے)

——— :۔ راجی ۔ ۔ راجی ۔ ۔

رانی: ۔ راجو ۔ ۔ راجو ۔

(راج پورے طور پر تو ہوش میں نہیں آئی لیکن پہلے اُس کا ایک ہاتھ ہلتا ہے۔ پھر اسکی آنکھیں کھل جاتی ہیں)

پورن: ۔ (پیار سے) راجو کیا بات تھی چکّر آ گیا تھا۔

(راج اُٹھنا چاہتی ہے۔ پورن اپنے بازو کے سہارے سے اسے اُٹھا کر بٹھا دیتا ہے)

——— :۔ کامریڈ بہاری لال آ گئے ہیں اُن کے ساتھ باتوں میں اُلجھ گیا۔ بات کیا ہے اتنی کمزور ہو رہی ہو تم۔ کبھی آئینہ لے کر اپنی شکل نہیں دیکھی۔ کھانے کو نہیں دیتے ہیں جیجا جی تمہیں۔

رانی: ۔ تمہارے جیجا جی دوسری شادی کر رہے ہیں۔

پورن: ۔ کون ——— ۔ ۔ ۔

رانی: ۔ مدن۔

پورن: ۔ مدن ———

(چونک کر اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ سہارا ہٹ جانے سے راجی پھر لیٹ جاتی ہے)

رانی: ۔ ابھی چچا شورام نے بتایا۔ کھائی والوں کی دھرم شالہ میں ہو رہی ہے شادی۔ پتا جی، چچا شورام اور برج ناتھ کے ساتھ وہیں گئے ہیں۔

(پورن کرسی میں دھنس جاتا ہے)

پورن: ۔ (تلخی اور اُداس آواز میں) میں نے پہلے ہی کہا تھا۔ شادی سے پہلے بھی اُڑتی اُڑتی خبر میں نے سنی تھی کہ پروفیسر مدن کسی دوسری جگہ شادی کرنا چاہتے ہیں۔

رانی: ۔ ایم۔ اے پاس لڑکی ہے۔ جس کے نہ ماں ہے نہ باپ۔

پورن: ۔ شادی کیلئے نہ ماں کی ضرورت ہے، نہ باپ کی۔

رانی: ۔ ذات کی بھی وہ کھتری ہے۔

پورن: ۔ ذات کا بھی شادی سے کوئی تعلق نہیں۔ شادی کے لئے صرف ساتھی چاہئے ——— ہمدرد، ہم خیال، پسندیدہ ساتھی اور میں نے پتا جی سے کہا تھا کہ آپ مدن کے پتا سے بات کرنے کی بجائے مدن سے اچھی طرح بات کر دیکھئے اُس کے خیالات کو جانیئے ——— آپ نے اپنی طرف سے پڑھا لکھا، نیک، برسرِ روزگار لڑکا ڈھونڈ لیا۔ یہ بھی دیکھا اس کی ضروریات کیا ہیں۔ لیکن پتا جی تو مجھے سمجھتے ہیں آوارہ اور سرپھرا۔ کہنے لگے "میں لڑکے کے پتا سے ملا ہوں، بڑے نیک آدمی ہیں، اور وہ اُن میں نام کو بھی نہیں ہے۔ ملاقات ہوئی تو کہنے لگے ——— "میں تو آپ کو پا کر دھنیہ ہو جاؤں گا"۔ میں نے کہا آپ نے لڑکے کے پتا کی ضروریات جان لیں، لڑکے کی ضروریات بھی تو جانیئے۔ وہ بھی آپ کی لڑکی کو پاکر دھنیہ ہو گا یا نہیں۔

راج: ۔ (نحیف آواز میں) کیا میں اُن کی ہمدرد نہیں مجھ سے بڑھکر اُن کا کون ہمدرد ہے۔

پورن: ۔ لیکن شاید تم ان کی ہم خیال نہیں ہو۔ وہ پروفیسر ہیں اور وہ ایم۔ اے دونوں ایک دوسرے کے مذاق کو ایک دوسرے کی طبیعت کو سمجھتے ہونگے۔ تم شاید انکی ضرورت کو نہیں جان سکتیں اور وہ بھی شاید تمہاری ضرورت کو نہیں سمجھ سکتے۔ میں نے پتا جی سے یہی کہا تھا۔ آپ نے راجی کو اونچی تعلیم نہیں دی اور اُس کی سب سے بڑی خوبیاں یہ ہیں کہ وہ اچھا کھانا پکا سکتی ہے۔ اچھے کپڑے سی سکتی ہے کئی نمونوں کے سوئٹر بُن سکتی ہے۔ میز پوش اور پلنگ پوش کاڑھ سکتی ہے اور گھر کا کام نہایت خوش اسلوبی اور کفایت سے چلا سکتی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُس کی یہی

جو بیاں وہاں جاکر خامیاں بن جائیں۔ لیکن انھوں نے مجھے ڈانٹ دیا۔ کہنے لگے "تمہیں پڑھا کر جو میں بہت سکھی ہو گیا ہوں جواب لڑکیوں کو پڑھاؤں گا؟"
میں نے کہا۔ اس صورت میں اس کی شادی اتنے پڑھے لکھے سے کیجیے۔ کہنے لگے "تو میرا بیٹا ہے یا باپ"۔ (زیرِ خند سے) جیسے ان کے باپ ہونے سے میری بات غلط ثابت ہو گئی۔

رانی:- میں پوچھتی ہوں پتا جی تو اتنے پڑھے لکھے نہیں۔ پروفیسر مدن تو کافی پڑھے لکھے ہیں۔ جب وہ ایک لڑکی کو چاہتے تھے تو کیوں کی یہاں شادی۔

پورن:- (کندھے جھٹکا کر) کہہ نہیں سکتا لیکن شاید..

راج:- (نحیف آواز میں) میں جانتی ہوں۔ ماں باپ کے احسان کا بدلہ چکانے کے لئے۔

رانی:- (طنز سے) تو پھر اس احسان کو اتنی جلدی کیوں بھول گئے؟ نبھائے جاتے۔

راج:- میں نے بھی ایک دن یہی پوچھا تھا کہنے لگے۔ میرے لئے شادی کرنا خودکشی کے برابر تھا۔ میرا خیال تھا میں اپنے جذبات کا گلا گھونٹ دونگا۔ اپنے ماضی کے لئے میں بالکل مر جاؤنگا۔ لیکن میں مر نہیں سکا اور جی بھی نہیں سکا۔ میں اپاہج ہو گیا ہوں۔ تم اس آدمی کا خیال کرو جو خودکشی کی کوشش میں اپاہج ہو جائے۔

رانی:- تو اب دوسری شادی کر کے وہ جی جائیں گے۔

راج:- شاید اُن کا خیال ہو کہ وہ اپاہج نہ رہیں گے۔

رانی:- اپنی شان و شوکت سے آئے تھے خودکشی کرنے۔

راج:- شان و شوکت اُن کے رشتے داروں کی وجہ سے تھی۔

رانی:- اتنا ہنستے تھے، قہقہے لگاتے تھے

راج:- وہ سب تو خول تھا۔ دل تو وہ پیچھے ہی چھوڑ آئے تھے۔

رانی:- لیکن تمہارے متعلق انھوں نے کیا سوچا۔ تمہارا بھی تو اُن پر حق ہے تم اُنکی بیاہتا بیوی ہو۔

راج:- ایک دن ساس کے کہنے پر اُن کے پاس گئی تھی۔ اُداس تھکے تھکے سے بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ میں نے ہنس کر کہا درشنو کی بات سوچ رہے ہو۔ ایک اُداس سی مسکراہٹ اُن کے ہونٹوں پر پھیل گئی۔ میں نے کہا۔ میرا بھی حق ہے میں آپکی بیاہتا بیوی ہوں۔ اتنے باراتیوں کے سامنے اگنی کی اگنی کو ساکشی کر کے آپ مجھے بیاہ لائے ہیں۔ کہنے لگے۔ تمہارے حق کی بنیاد محض ایک بیرونی رسم ہے۔ دل سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ درشنو کا حق میرے دل سے تعلق رکھتا ہے۔ باراتیوں نے، پنڈت پروہتوں نے، ہمارے ماتا پتا نے، اگنی کی اگنی نے، ہم کو ایک دوسرے کے جسم سونپ دئے ہیں دل تو نہیں سونپے۔

پورن:- یہی میں کہا کرتا ہوں۔ نہ جانے کتنی لڑکیاں شوہروں سے دل ہی دل میں نفرت کرنے کے باوجود بظاہر ان پر اپنا سب کچھ قربان کر دیتی ہیں۔ اور نہ جانے کتنے شوہر اپنی بیویوں سے سخت نفرت کے باوجود ان سے نبھائے جاتے ہیں۔

راج:- کہتے تھے میرے دل پر درشنو کا اختیار تھا میں نے سوچا اسے وہاں سے ہٹا کر تمہیں بٹھا لوں گا۔ لیکن میں کامیاب نہیں ہو سکا۔

رانی:- عجب بے شرم لڑکی ہے یہ درشنو بھی۔ جب انھوں نے اُس کی اتنی ہتک کر کے تم سے شادی کر لی تو وہ کس طرح اُن کا پیچھا پکڑے ہوئے ہے۔ میں تو ایسے شخص سے کبھی زندگی بھر بھی کلام نہ کرتی۔

راج:- شاید وہ اب بھی ان سے محبت کرتی ہے۔

رانی:- میں لاکھ محبت کرتی لیکن اتنی ہتک کے بعد اپنی خودداری کو چھوڑ کر یوں انکے پیچھے ماری ماری نہ پھرتی۔

راج:- جب دھوپ چمکتی ہے تبھی تو برسوں کی جمی ہوئی برف پگھل اٹھتی ہے۔

(ایک لمحے کیلئے سب چپ رہتے ہیں)

رانی:- لیکن آخر تو کر بھی کیا؟

راج:- پرماتما کو جو منظور ہوگا۔

رانی:- پرماتما کو یہی منظور رہا ہے کہ مرد عورتوں پر ظلم کریں۔ سڑے ہوئے پھول یا پھل کی طرح اٹھا کر پھینک دیں۔ پرماتما——

(سامنے سے پنڈت تاراچند کی آواز آتی ہے)

تاراچند:- یہ سب کہنے کی باتیں ہیں پرنج ناتھ۔ اس طرح آسانی سے میں اُسے نہیں چھوڑ سکتا۔ میں راجی کو اسی وقت یہاں

بھیج دونگا۔ اُس نے سمجھا ہوگا کہ شاید وہ اس طرح آسانی سے نکل جائیگا۔ اُسے راجی کو گھر میں بسانا ہوگا۔

(اندر داخل ہوتے ہیں)

تاراچند:- ارے یہ راجو کیوں اس طرح پڑی ہے۔ طبیعت تو اس کی ٹھیک ہے۔

رانی:- اسے غش آ گیا تھا۔

تاراچند:- اس حالت میں غش نہ آتا تو اور کیا ہوتا۔ (نوکر کو آواز دیتے ہیں) سنتو۔ سنتو ــــ

سنتو:- (باہر کے دروازے سے آتا ہوا) جی سرکار۔

تاراچند:- بھاگ کر بازار سے چار چھ آنے کا گاجر کا مربعہ اور کچھ چاندی کے ورق لے آ۔ یہ بہت کمزور دکھائی دے رہی ہے۔

(سنتو جی سرکار کہتا ہوا بھاگ جاتا ہے)

ــــ:- (راج کے سر پر پیار کا ہاتھ پھیرتے ہوئے) تو کسی طرح چنتا نہ کر بیٹی وہ اُس مادر پدر آزاد لڑکی کے پھندے میں پھنس گیا ہے۔ اس بیسوا نے .....

پورن:- ایک شریف لڑکی کو بیسوا کہتے ہوئے آپکو جھجک

تاراچند:- چُپ رہو۔ وہ بیسوا نہیں تو اور کیا ہے۔ جو لڑکی ایک شادی شدہ مرد کے ساتھ ننگے سر، ننگے مُنہ، مہین کپڑے پہنے، ہونٹ مُنہ رنگے، آوارہ گھومتی ہے، جسے نہ اپنا خیال ہے نہ شریف گھرانے کی دوسری لڑکی کا، وہ بیسوا نہیں تو اور کیا ہے۔ میں کہتا ہوں بیسواؤں میں بھی اتنی شرم ہوتی ہوگی! کیوں برج ناتھ! مدن اس بیسوا کے چکّر میں پھنس گیا ہے۔ لیکن جلدی ہی اُس سے اُکتا جائیگا میں لکھے دیتا ہوں۔

برج ناتھ:- یہ تو ایک ظاہری کشش ہے تاراچند، چند ہی دنوں میں زائل ہو جائے گی۔

تاراچند:- اس کی تو ساری تنخواہ اُس کی ایک ساڑھی پر خرچ ہو جائے گی۔

پورن:- آخر آپ کیا فیصلہ کر آئے۔

تاراچند:- میں مار مار کر بھگا دیتا سب کو لیکن شادی ہو چکی تھی۔ ایک بھی بھانور اگر رہ جاتا تو میں زبردستی رکوا دیتا۔ بجلی پہلوان تو پھر کس بل کے رکھ دیتا۔ سکو۔ لیکن راجی کا خیال آ گیا۔

رانی:- آپ نے اُن سے پوچھا نہیں کہ اگر تمہیں اسی لڑکی سے شادی کرنا تھی تو کسی دوسری شریف لڑکی کی زندگی کیوں خراب کی۔

تاراچند:- پوچھا نہیں ــــ میرے سوالوں کے مارے ناطقہ بند ہو گیا پروفیسر صاحب کا۔ بات تک نہ مُنہ سے نکلی۔ میں چاہتا تو انکے اور انکے حمائیتوں کے ہوش ٹھکانے کر دیتا لیکن پنڈت اودے شنکر وہاں پہنچ گئے۔ اپنے اس لڑکے کے کرتوت کا انہیں بھی اسی وقت پتہ چلا تھا۔ پگڑی اُتار کر اُنہوں نے میرے قدموں پر رکھدی اور کہنے لگے ــــ لڑکے سے غلطی ہو گئی ہے۔ آپ فکر نہ کریں ہماری بیٹی کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہونے پائیگی۔ چند دن کی بات ہے۔ اس لڑکی کا جادو اُترا کہ وہ اُسی کے قدموں پر جا گریگا۔

برج ناتھ:- یہی تو میں کہتا ہوں۔ جوانی کے جوش میں لڑکے کئی بار ایسی غلطیاں کر بیٹھتے ہیں۔

رانی:- تو کیا اس شادی کے باوجود آپ راجی کو وہاں بھیجیں گے۔

برج ناتھ:- نہیں تو کیا بیٹا اُس چڑیل کے پاؤں وہاں جمنے دئے جائیں گے۔ اسوقت وہ راجی کو بھی رکھنے کیلئے تیار ہے۔

پورن:- لیکن اُنہوں نے راجی میں کچھ نقص تو بتایا ہوگا۔

برج ناتھ:- کچھ نہیں۔ اُس پر اُس لڑکی کا جادو سوار ہے۔ وہ کہتا ہے راجی میں اور مجھ میں کسی طرح کی ذہنی رفاقت نہیں۔ میں نے اُسے سمجھایا کہ ذہنی رفاقت ایک مہینے میں نہیں ہو جاتی۔ سدرشن کو آپ ایک برس سے جانتے ہیں۔ راجی کو آپ ایک برس دیکھئے جہاں تک میرا خیال ہے اُسنے یہ کام اپنے پتا سے بدلہ لینے کی خاطر کیا ــــ وہ یہاں شادی نہ کرنا چاہتا تھا اُنہوں نے مجبور کیا۔ اسی کے خلاف انتقام کا یا غصّہ کا اظہار ہے یہ شادی!

پورن:- لیکن اس گھریلو جھگڑے میں ایک دوسری معصوم زندگی تباہ کرنے کا اُسے کیا حق تھا۔

رانی:- اور اس بے عزتی کے بعد راجی ہی کیوں وہاں بسے۔

برج ناتھ:- راجی کا وہ گھر ہے۔ اُس پر اسکا حق ہے۔ اگر پتی ایک غلطی کرتا ہے تو پتی برتا استری کو اُسے کشما کر دینا چاہیئے۔

رانی:- لیکن اگر استری ایسی غلطی کرتی ہو تو کیا پتی اُسے معاف کر دیتا ہے؟

تاراچند:- رانی ــــ

برج ناتھ:- اگر راجی اس وقت چلی جائیگی مان ایمان کے خیال کو چھوڑ کر سمجھداری اور دانائی سے کام لے گی تو وہ اپنے پتی کو اس لڑکی کے برے اثر سے بچا سکے گی۔ (راجی سے) دیکھو بیٹی تمہارے شوہر نے ایک غلطی کی۔ تم دوسری غلطی نہ کرنا۔ اُس کی غلطی کو معاف کر دینا اُسے اپنا لینا۔ اُسے اُس کی غلطی یاد نہ دلانا اس لڑکی کو کبھی نہ کوسنا۔ یہ کام تم اپنے ساس سسر کیلئے چھوڑ دینا۔ اگر وہ اس لڑکی کے پاس جائے تو اُسے نہ روکنا۔ اگر وہ لڑکی تمہارے پاس آئے تو اس سے نفرت کا سلوک نہ کرنا۔ اگر تم ایسا کروگی تو آخر میں جیت تمہاری ہوگی اس لڑکی سے وہ چند دن میں اکتا جائیگا۔

پورن:- لیکن وہ لڑکی اب محض دوسری لڑکی نہیں اُس کی ساجھنا بیوی ہے۔

رانی:- کیا آپ راجی کو سوت سمجھیں گے۔

برج ناتھ:- ماتا کوشلیا کی ایک کی بجائے دو سوتیں تھیں۔

پورن:- لیکن دشرتھ راجہ تھے۔ آپ عام آدمیوں کی بات کریں اور پھر کوشلیا ہی کونسی سکھی رہیں۔ چودہ برس تک رولے روتے اُنکی آنکھیں اندھی ہوگئیں۔ اور پھر کون کہہ سکتا ہے کہ رامائن میں سچ کتنا ہے اور جھوٹ کتنا؟

تاراچند:- (انتہائی غصے سے) پورن۔

رانی:- جس شخص نے راجی کی اتنی ہتک کی، کسی ذمہ دار کے بغیر دوسری شادی کر لی اس کے پاس جانے کو اُس کی خدمت کرنے کو آپ کہتے ہیں۔

برج ناتھ:- بھگوان شنکر کی طرح ہندو دلوں نے بارہا جان بوجھ کر ہلاہل پیا ہے۔

پورن:- لیکن میں پوچھتا ہوں کہ زہر پینا ہی کیوں ضروری ہو۔

تاراچند:- (رشتے کی نے چھوڑ لی) تو کیا تم چاہتے ہو کہ وہ ساری عمر یہاں بیٹھی کڑھتی رہے۔

رانی:- کڑھے گی کیوں آپ اسے پڑھائیے لکھائیے۔ اسے پاؤں پر کھڑا ہونا سکھائیے۔

برج ناتھ:- بیٹا پڑھانا لکھانا لڑکی کو مالی طور پر آزاد بنانے کیلئے ہوتا ہے۔ لیکن شادی کا صرف یہی پہلو ہی تو نہیں دوسرا بھی ہے۔ اگر شادی کا صرف مالی پہلو ہی ہوتا تو راجے مہاراجے کبھی اپنی لڑکیوں کی شادیاں نہ کرتے۔

پورن:- راجی کی دوسری شادی ہو سکتی ہے۔

تاراچند:- } پورن!
راجی:- } بھیا!

پورن:- مرد ایک عورت کے ہوتے ہوئے دوسری شادی کر سکتا ہے تو عورت کیوں نہیں کر سکتی اور خاص طور پر مرد کے ٹھکرا دینے پر۔

برج:- قانوناً ہندو شادی نہیں ٹوٹ سکتی۔ قانون راجی کو اس بات کی اجازت نہ دے گا۔

پورن:- پروفیسر مدن دے دینگے۔

راجی:- (درد و کرب سے ــ جیسے اس ذکر ہی سے اُسے تکلیف ہو رہی ہو) بھیا ــــ

تاراچند:- تمہیں شرم نہیں آتی۔ اب برہمنوں کی لڑکیاں بیسوائیں بنیں گی۔

پورن:- لیکن برہمنوں کی لڑکیاں کیا ۔۔

تاراچند:- (گرج کر) چپ رہو۔

راجی:- میں جاؤں گی پتا جی آپ مجھے خود ابھی جا کر وہاں چھوڑ آئیے۔

رانی:- گیلی لکڑی کی طرح تمہیں سلگنا پسند ہے، سوکھی کی طرح کھڑ کھڑا کر جلنا پسند نہیں۔

راجی:- میں یہاں بھی سلگتی ہی رہونگی جیجی۔

(برندابن خوش خوش داخل ہوتا ہے)

برندابن:- تاراچند بدھائی ہو لو منہ میٹھا کراؤ۔ اور راؤ کو تیار کر دو۔

تاراچند:- کیا ترلوک سے تم ملے۔

برندابن:- میں کہتا ہوں میں نے اس صفائی سے بات کی کہ نہ صرف وہ مان گیا بلکہ راؤ کو لینے کیلئے آ رہا ہے۔

تاراچند:- میں تمہارا زندگی بھر احسان مند رہونگا برندابن۔ تم نے میرے خاندان کو اس کلنک کے ٹیکے سے بچا لیا۔ تم نے نہ صرف راؤ کی زندگی سنواری بلکہ میری بھی سب سے بڑی چنتا دور کر دی۔ یہ بتاؤ کہ یہ معجزہ ہوا کیسے۔

برندابن:- ایک دن اپنے لڑکے کا ذکر کرتے کرتے میں نے باتوں

باتوں میں ترلوک سے اُس کی شادی اور گھریلو زندگی کی بات چلادی۔ اور اُس کی قسمت کو سراہا کہ اُسے رانی جیسی شریف اور اچھے گھرانے کی سوشیل اور تعلیم یافتہ لڑکی مل گئی ہے۔ اس پر حل کر وہ اپنی ساہما زندگی کی ناکامی کا رونا رونے لگا۔ اُسنے رانی کے متعلق شکایات کا ایک دفتر کھول دیا۔ میں نے اُسے سمجھایا کہ جہاں کنبے اکٹھے رہتے ہیں وہاں بہوؤں کے خلاف یہ شکایات عام ہیں۔ سو میں سے شاید ہی ایک بہو ایسی ملے جس کے خلاف یہ شکایتیں نہ ہوں۔

تاراچند :- (تشکر اور تعریف کے لہجے میں) پرماتما تمہارا بھلا کرے۔

برنداابن :- (داد سے خوش ہو کر) اس پر وہ جھنجھلا کر کہنے لگا۔ اس حالت میں جبکہ میں نے بزنس ابھی حال ہی میں شروع کی ہے میرے لئے الگ گھر بسانا مشکل ہے۔ میں نے کہا اگر تم الگ رہنا چاہو تو تمہارے سسر ہی تمہاری مدد کر سکتے ہیں۔ ان کا ایک اپنا مکان کچہری روڈ پر واقع ہے۔ ایک دن وہ ذکر بھی کر رہے تھے کہ شادی کے موقع پر چند ایک وجوہات سے میں اُسے رانی کے نام نہ کر پایا۔ اگر تم اور رانی اُدھر اُٹھ آؤ تو وہ بےحد خوش ہونگے۔ مکان تم لوگوں کو دے دیں گے۔ اور یوں بھی وہ ہر طرح تمہاری مدد کرتے رہیں گے۔

تاراچند :- پرماتما تمہارا بھلا کرے۔

برنداابن :- اس پر وہ مان گیا اور خود ہی کہنے لگا کہ دراصل سو میں اسّی فیصدی زندگیوں کی ناکامی کنبوں کے ایک ہی جگہ اکٹھے رہنے کے سبب ہوتی ہے۔ نئے گھر میں آکر نئی بیاہی لڑکیوں کو اپنی شخصیت کو نئے سرے سے ڈھالنے کی مشکل سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ جب بارہا وہ اس کوشش میں ناکام رہتی ہیں تو انہیں ہر دم ساس نندوں کے طعنوں تشنوں کا شکار رہنا پڑتا ہے ——— اور میں تمہیں سچ بتاؤں، کہنے لگا۔ میں تو دراصل رانو کو دل سے محبت کرتا ہوں لیکن ماں باپ اور بہنوں کے ہاتھوں مجبور ہوں۔

برج ناتھ :- اور کیا۔ یہ اُنیٹرہ ساس نندیں جو نہ کریں تھوڑا ہے۔

برنداابن :- بس اُس دن تو اتنی بات کہہ کر چلا آیا آج ملنے گیا تو معلوم ہوا اس عرصے میں باپ بیٹے میں باقاعدہ جنگ ہو چکی ہے۔ لڑکے کی اس تجویز کو سُن کر کہ وہ اپنی بیوی کو لے کر الگ ہو جائیگا باپ نے اُسے بیدخل کرنے کی دھمکی دی ہے اس پر وہ بھی تن گیا۔ اور اُس نے فیصلہ کیا کہ وہ تنگی سے گذارہ کرلیگا لیکن رانی کو لے کر الگ ہو جائیگا۔ میں نے اُسے سمجھایا کہ تمہارے سسر تمہاری ہر طرح مدد کریں گے۔ رانی تعلیم حاصل کر رہی ہے اور تمہاری بیحد اچھی رفیق ثابت ہوگی۔ اُس نے کہا تھا میں ابھی رانی کو لینے کیلئے جانے کی سوچ رہا ہوں۔ بس یہ سُنکر میں سیدھا ادھر بھاگا آیا ہوں۔ آج وہ کسی وقت بھی رانی کو لینے کے لئے آسکتا ہے۔ لو اب کراؤ مُنہ میٹھا۔

تاراچند :- (اُٹھکر اُسے آغوش میں کھینچ لیتا ہے) اس احسان کا بدلہ کس طرح چکاؤں۔ تم نے مجھے زندگی بھر کے لئے خرید لیا ان سفید بالوں کی عزت رکھ لی تم نے برنداابن۔ (پورن سے) کیوں پورن میں نہ کہتا تھا برنداابن اسے راہ پر لے آئیگا۔ دانا لوگ یوں بگڑی بات بنا لیتے ہیں۔ اور تم کہتے تھے (نقل اُتار کر) میں اس سے بات تک کرنا اپنی ہتک سمجھتا ہوں۔

پورن :- میرا خیال اب بھی وہی ہے۔

تاراچند :- (مُنہ چڑاتے ہوئے) میرا خیال اب بھی وہی ہے شرم تو نہیں آتی۔ (رانی سے) چلو رانو تیاری کر و بیٹا۔

رانی :- آپ نے انہیں مکان کا لالچ دیا ہے۔

تاراچند :- لالچ ——— وہ تو میں تم لوگوں کے نام کرنے ہی والا تھا۔

رانی :- (اور بھی سختی سے) آپنے انہیں مکان کا لالچ دیا ہے۔

تاراچند :- تم تو پاگل ہو۔ وہ تو میں تمہارے ہی نام کرونگا لیکن بیٹا استری کا دھن اُس کے پتی ہی کا تو ہوتا ہے۔ تم اور ترلوک کوئی دو ہو۔

رانی :- نہ میں اُنکا گھر چاہتی ہوں نہ آپ کا مکان۔

تاراچند :- کیا .. !... !....

رانی :- میں وہاں نہیں جانا چاہتی۔

تاراچند :- پاگل ہوگئی ہے۔

رانی :- جس شخص کے نزدیک چند ہزار کے ایک مکان کی وقعت میری عزت سے کہیں زیادہ ہے جو مجھے نہیں مکان کو چاہتا

ہے۔ میں اس لڑکی کی صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتی

تاراچند:- (غصہ سے) رالو ۔۔۔

برندابن:- ہم دونوں لڑکیاں بھی ۔۔۔ کے خلاف ایک لفظ نہیں بولیں۔

پورن:- چاہے وہ کتنی ہی ظالم کیوں نہ ہو۔

تاراچند:- پورن ۔۔۔

برندابن:- تم لوگ غلط سمجھتے ہو۔ وہ ظالم نہیں۔ وہ لڑکی بھی نہیں وہ تو بیچارہ کالے ہے۔ سارا قصور تو اُس کے ماں باپ کا ہے۔

پورن:- (طنز سے) بیچارہ کالے ۔۔۔

برندابن:- رانو وہ دراصل تم سے محبت کرتا ہے۔ دل میں تمہاری عزت کرتا ہے۔ تمہارا خیال تو وہ اپنے ماں باپ کو چھوڑنے کے لئے تیار ہے۔

رانی:- میں نے کبھی نہیں چاہا کہ وہ اپنے ماں باپ سے الگ ہو، اپنے ماں باپ کو چھوڑ دیں لیکن اس طرح سے اگر وہ ایک مکان ہمیں دے سکیں تو انہیں اس بات کا دکھ دور بیٹے سے کبھی علاحدہ ہوگا۔ آپ کہتے ہیں وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ اگر مکان کے ساتھ آکے ہمیں سو سر لے کر دینے کا بھی وعدہ کریں تو وہ میری پوجا تک کرنے لگیں گے۔

برج ناتھ:- (رفاقت کے انداز میں) رانی بیٹی ۔۔۔۔

رانی:- میں پوچھتی ہوں اس طرح کا ساتھ آپ ۔۔۔ ہیں۔ اور میں ہی ایسے دوستی سمجھو کہ ۔۔۔

تاراچند:- (بڑی مشکل سے اپنے آپ پر ضبط قائم رکھتے ہوئے) تو آخر تو چاہتی کیا ہے؟

رانی:- میں وہاں نہیں جانا چاہتی

تاراچند:- (ضبط کو ہاتھ سے دیتے ہوئے) نہیں جانا چاہتی

رانی:- جو شخص میری اتنی بے عزتی کرسکتا ہے۔ میں اُس سے نفرت کرتی ہوں۔

تاراچند:- (گرج کر) تو اسے بی بی سے لعنت کرتی ہے۔

رانی:- (بے خوفی سے) میں اس سے سخت نفرت کرتی ہوں۔

تاراچند:- (ضبط کو ہاتھ سے جانے نہ دیکر) تو نہ جا ۔۔۔ ہے اور میں خاموشی سے تیرے منہ کی طرف ۔۔۔

تو نہیں جانتی کہ اپنے پتی کے خلاف سُننے میں کتنی بُری بات سو ۔۔۔ تو نہیں جانتی کہ تو نے ایک نہیں کے گھر میں جنم لیا ہے۔ مجھے ایک ۔۔۔ کرنی ۔۔۔ کے گھر پیدا نہیں ہوئی۔

پورن:- جہاں تک ۔۔۔ کا تعلق ہے تمہیں دوستوں میں کوئی فرق نہیں، دوسرے تمہیں کی لڑکی کا دل ۔۔۔ لڑکی سے بڑا نہیں ہوتا اور نہ ۔۔۔ اور ۔۔۔ بھی ہیں۔

تاراچند:- جب ۔۔۔ اور ۔۔۔ فلسفہ ۔۔۔ رکھو رانی سے یہ ۔۔۔ راجہ کی لڑکی سے دھرم کی بات ۔۔۔ تو ۔۔۔ لے گا۔

رانی:- آپ کے دھرم کی باتیں ہمارے بہت ۔۔۔ دھرم بھی مردوں کا دھرم ہے۔

برندابن:- میں کہتا ہوں بیٹی برلوک درحقیقت تمہاری عزت کرتا ہے۔

رانی:- میں اُس شخص کو آپ سے بہتر جانتی ہوں۔

برج ناتھ:- نہیں ۔۔۔ جانتے ہی کے لئے تو یہ مکان تمہارے نام کر رہے ہیں بیٹی

رانی:- آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مکان میرے نام ۔۔۔ مجھ پر کوئی احسان کر رہے ہیں۔ میرے لئے یہ بہت لیلئے ۔۔۔ کا خیال رہے ۔۔۔ مجھے ۔۔۔ کے ساتھ ۔۔۔ کے لئے مجبور کر رہے ہیں ۔۔۔ دل میں کوئی عزت نہیں رہی۔ ۔۔۔ مجھے اس گھر میں ۔۔۔ جہاں گھٹ گھٹ کر میں ۔۔۔ ہوں۔ ۔۔۔ ہیں ان کے نام ۔۔۔ کوئی ۔۔۔ چاہیے ۔۔۔ لڑکی اس ۔۔۔ گھٹ گھٹ کر مر جائے۔

تاراچند:- (انتہائی غصے سے) رلو ۔۔۔

رانی:- (۔۔۔) میں اس ۔۔۔ کے ساتھ ۔۔۔ رہ رہی ہوں اور جیسا میں اسے ۔۔۔ ہوں آپ ۔۔۔ مکان کے ۔۔۔ سے جائیگا ۔۔۔ لیکن کیا ۔۔۔ کی آنکھ ۔۔۔ آپ ۔۔۔

سمجھ سکوں گی۔

تاراچند:- معلوم ہوتا ہے اس شخص نے تمہارا دماغ بھی خراب کر دیا ہے۔ باپ کی حیثیت سے میرا حکم ہے کہ تو اپنے پتی کے گھر جائے گی۔

رانی:- میں یہ حکم نہیں مان سکتی۔

تاراچند:- تو اپنے شوہر کے گھر جائیگی یا اس گھر میں بھی نہ رہیگی۔

رانی:- میں اس گھر کو ابھی نمسکار کرتی ہوں۔

(چلنے کو ہوتی ہے)

برج ناتھ:- رانو بیٹی تو کہاں جا رہی ہے۔ تو نہیں جانتی کہ تو لڑکی ہے۔ تو کہاں جائے گی؟

رانی:- (رندھے ہوئے گلے سے) جہاں میری قسمت لے جائیگی جاؤنگی۔ لیکن اس گھر میں ایک پل بھی نہ رہوں گی

پورن:- اس بات کی چنتا نہ کیجئے پتا جی۔ رانو کو کہیں اور نہ جانا پڑے گا۔ یہ میرے ساتھ جائے گی۔ جسے آپ لوگ نکما اور آوارہ سمجھ رہے ہیں وہ اپنی سب آوارگی چھوڑ کر جی جان سے محنت کریگا۔ کمائیگا اور اپنی بہن کو اس قابل بنائے گا کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکے۔ اور اپنے والد کے مکان یا موٹر کے بل پر نہیں بلکہ اپنی قابلیت کی بنا پر عزت حاصل کر سکے۔

تاراچند:- اچھا تو یہ آگ تمہاری لگائی ہوئی ہے۔ نکل جاؤ تم دونوں میرے گھر سے نکل جاؤ۔ میں تمہیں ناخلف قرار دیتا ہوں۔ میں تمہیں تمام جائداد سے عاق کرتا ہوں۔ نکل جاؤ — اسی وقت یہاں سے نکل جاؤ۔

راجی:- (اٹھکر اپنے والد کو سمجھاتے ہوئے) پتا جی —

پورن:- چلو رانو — ان سادھوؤں اور مہنتوں میں کوئی فرق نہیں۔

برندابن:- } تاراچند!
برج ناتھ:- } پورن!

تاراچند:- (اسی غضب کی حالت میں) چلے جائیں میری آنکھوں سے دور ہو جائیں۔ ایسی اولاد سے میں بے اولاد بھلا۔ بچپن ہی میں انکی ماں مر گئی۔ اتنی مصیبتوں سے میں نے انہیں پالا۔ کیا اسی لئے کہ بڑے ہو کر یہ ایسے ناخلف ثابت ہوں۔

رانی:- (رندھے ہوئے گلے سے) آپ زیادتی کرتے ہیں پتا جی۔ آپ کے احسانوں کا بدلہ ہم نہیں چکا سکتے لیکن۔

تاراچند:- (چیخکر) چلے جاؤ میری آنکھوں سے دور ہو جاؤ۔

راج:- (رانی کی طرف بڑھتے ہوئے) جیجی۔

رانی:- (جاتے جاتے رک کر) آج سے ہمارے راستے الگ الگ ہوں گے راجو لیکن میں پرارتھنا کرونگی کہ تم سکھی رہو۔

پورن:- خودداروں کے لئے ازلی راستہ کھلا ہے راجو۔

راج:- میرا راستہ بھی تو ازلی ہے بھیا۔

پورن:- پرماتما تمہارے پاؤں چھلنی ہونے سے بچائے (رانی کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے) چلو رانی۔

(چلتے ہیں)

برندابن:- } تاراچند!
برج ناتھ:- } پورن!

(پردہ)

اوپندرناتھ اشکؔ

ربابِ شکستہ

وصلِ تسکینِ ہوس کا نام ہے — عشق اپنا آپ ہی انعام ہے
تجھ سے ہیں تخیّل کی رعنائیاں — بادۂ گلگوں سے رنگیں جام ہے
بھر گئے دل میں سکونِ اضطراب — چاندنی محبوب کا پیغام ہے
حُسن جب تک خود محبت بن نہ جائے — عشق اِک دیوانگی کا نام ہے
سرخوشی ہی جس میں دردِ سر نہیں — تیرے ہونٹوں میں وہ رُوحِ جام ہے
مل بھی جاتے تھے کبھی بچھڑے ہوئے — اب کہاں وہ گردشِ ایام ہے
زندگی کیا جب نہ ہو دل میں خلش — موت بھی اِک بے حسی کا نام ہے
عشق سے ہوتا ہے آغازِ حیات — اس سے پہلے زندگی الزام ہے

اِک تبسّم یاس میں ڈوبا ہوا
بس یہی مجبور کا پیغام ہے

پریم پجاری

وہ دوپہر

در [illegible] کی فلک بوس دیواروں کے پیچھے ایک [illegible] کی طرح سانس لے رہا تھا

وہ جھلملاتی [illegible] دوپہر تھی۔ گرم [illegible] اور حسن [illegible] میں [illegible] رہی ہوں، اُس روز آفتابی شعاعوں میں ایک شاعرانہ جلال اور سرمستی محسوس ہو رہی تھی۔

میں زرد [illegible] ہاروں میں لپٹی پیشانی [illegible] کے ایک رواق کے سائے میں کھڑی دوپہر کے حسن اور ویرانی کا مطالعہ کر رہی تھی۔ دُور [illegible] جہاں صدیوں سے نیلا آسمان جھک [illegible] رخسار چومتا ہے کوئی اونٹوں کی قطار کسی ٹیلے [illegible] دوسری طرف کھجور اور ناریل کے لمبے لمبے سبز اور [illegible] آسمانوں [illegible] عالم میں ساکت تھے۔

گرم ساحلوں کی حسن اور ہوشربا دوپہر کے ویران حسن کی بڑی [illegible] پرستار [illegible] مگر اُس دوپہر ایک [illegible] سناٹا چھایا ہوا تھا۔ [illegible] ذہنی الجھن میں مبتلا ہوئی! [illegible] نظامِ کائنات کو بے قرار سا بنا رکھا تھا میں ایک شاعرانہ انداز [illegible] ہوئی اونٹوں کی گھنٹیوں کی اُس موسیقی کو سن رہی تھی جو اس منظر کو دردناک سا بنا رہی تھیں۔

اسی وقت مجھے [illegible] کے اندرونی ایوان سے ارغنون کے سُروں پر ایک عربی نغمہ سنائی دینے لگا۔ میں موسیقی سے مسحور کھڑی ہوئی تھی کہ دفعتاً صدر دروازے کی طرف سے نواب صفدر جاہ کی دو ایک کرب آمیز چیخوں نے مجھے پریشان کر دیا۔ دونوں ہاتھ اپنے کانوں پر رکھ کر میں انجیر کی ٹہنیوں کے بیچ سے ہوتی ہوئی زینے پر چڑھ گئی۔

صدر دروازے کے عقب سے مجھے دادی زبیدہ کے پرائیویٹ سکرٹری کی آواز آئی "نواب صفدر جاہ بہادر کا آج کیا حال ہے ڈاکٹر؟"

"جیسا کل تھا"

"اور جو [illegible] کا [illegible]" میں نے اپنے دل میں کہا اور [illegible] گئی۔

اسی وقت [illegible] کے درخت پر کوئل زور زور سے کوکنے لگی میں نے ایک آہ کھینچی اور مڑ گئی

حرم سرا کی سبز دھاری دار سنگِ مرمر کی دیواروں سے ملحق [illegible] بلوریں شمسی غسل کا کمرہ نظر آیا۔ اُس زمانے میں دادی جان بالائے بنفشی شعاعوں کی اور آفتابی غسل کی بہت قائل ہو رہی تھیں۔ چنانچہ یہ گہرا بنفشی بلوریں [illegible] دوپہر کے مہمانوں کا استقبال کا کمرہ تھا اور [illegible] شمسی غسل کے لئے وقف تھا۔

میں نے اندر جھانک کر دیکھا تو دادی زبیدہ نیلے بلور کی خوشنما [illegible] میں [illegible] کے ایک منقش تخت پر [illegible] طوطوں کے پروں والے کشنوں کے درمیان نیم دراز اپنی بوڑھی [illegible] شہزادی [illegible] سے ڈومی نوس کھیلنے میں محو نظر آئیں۔ کمرے کے [illegible] درمیان میں چار فوارے کھلے ہوئے تھے اور [illegible] بلوریں چھت کے نیچے اپنے بنفشی رنگ کے آبی موتی اس طرح بکھیر رہے تھے [illegible] تاریک [illegible] کسی گلستان میں جگنو اتر رہے ہوں۔

[illegible] نواب [illegible] پر پڑی جو کھوبڑ کے [illegible] کے سائے میں کھڑے تھے۔ انہیں وہاں دیکھ کر مجھے تعجب ہوا۔ [illegible] ابھی آئے تھے۔

دادی جان [illegible] کے سوال کے جواب میں کہہ رہی تھیں "آپ کو کچھ [illegible] کرنا پڑے گا۔ نواب [illegible] کی موسیقی کا [illegible] ہے۔ وہ نمازِ عصر کے وقت فارغ ہو جاتی ہے۔"

نواب [illegible] کہنے لگے "تو پھر میں شوق سے انتظار کروں گا۔ مگر موسیقی کے لئے بیگم زبیدہ کیا شام کا وقت زیادہ موزوں نہیں ہوتا؟"

دادی زبیدہ نے اوڈی کولون سونگھتے ہوئے کہا۔ "اس کی خوشبو میرے اعصاب کو سکون بخشتی ہے۔ کیا فرمایا آپ نے؟ شطرنج کا وقت ساڑھے تین بجے کے بعد اس کی مصوری کا گھنٹہ شروع ہو جائیگا مصوری کا یا ناچ کا۔ اب مجھے ٹھیک یاد نہیں رہا۔ پھر اس کے بعد اس کی دستکاری کا گھنٹہ ۔۔۔"

نواب ایرج پریشان ہو کر بولے "اور فرصت کا گھنٹہ کب شروع ہوگا بیگم زبیدہ؟"

دادی زبیدہ نے جواب ناک آنکھوں سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے جواب دیا "میرا خیال ہے۔ غروب آفتاب سے چند منٹ پہلے اس کی چہل قدمی کا گھنٹہ شروع ہو جائے گا۔"

نواب ایرج اکتا کر بولے "اور چہل قدمی کے دوران میں ان کا کوئی اور گھنٹہ تو شروع نہیں ہوگا بیگم زبیدہ؟"

دادی زبیدہ بولیں "نہیں وہ اس کی فرصت کا گھنٹہ ہوگا۔ بات دراصل یہ ہے نواب ایرج ۔۔۔ (اوڈی کولون سونگھتے ہوئے) اس کی خوشبو میرے اعصاب کو سکون بخشتی ہے ۔۔۔ تو بات دراصل یہ ہے نواب ایرج۔ مجھے نوعمر لڑکیوں کا بیکار رہنا سخت ناگوار گذرتا ہے۔ اس سے بعض ذہنی امراض کی علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔ خاندان کی تمام لڑکیوں کی تربیت میرے ہی زیر نگرانی ہوئی ہے۔ گذشتہ سال میں کچھ علیل تھی۔ اسی لئے شائستہ کی موسیقی کی طرف سے کچھ غفلت رہی۔ گذشتہ سال مجھے کیا ہوا تھا عائشہ؟ ناک پر کوئی پھنسی نکل آئی تھی ۔۔۔ یا زکام ہوا تھا۔ اب یاد نہیں رہا نواب ایرج۔ شاید پھنسی ہو۔ یا شاید زکام! ۔۔۔ پھنسی ہی تھی پھنسی۔ خوب یاد آیا۔ بجا، پھنسی! ۔۔۔"

نواب ایرج جمائی لے کر بولے "تو میں پھر حاضر ہو جاؤنگا۔"

دادی زبیدہ کہنے لگیں "مجھے بڑا افسوس ہے نواب ایرج ڈومی نوس کھیلئے گا؟"

"جی نہیں بیگم زبیدہ۔ میں غروب آفتاب کے وقت حاضر ہو جاؤنگا"

"تو پھر تازہ انناس کا رس ہی نوش فرماتے جائیے۔"

"جی نہیں شکریہ۔"

دادی زبیدہ مصر ہوئیں "چکوترا یا انار؟ آجکل وٹامن سی کی ہم سب میں اتنی کمی ہو گئی ہے نواب ایرج۔ کہ پھلوں کو کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اسی لئے تو لوگ بیری بیری جیسے عبرت انگیز مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ خدا کی پناہ ان امراض سے اب میں تو پھلوں کا رس اس طرح پی رہی ہوں جیسے شہد کی مکھیاں پھولوں کا رس پیتی ہیں۔ بغیر اس کے مجھے تسکین ہی نہیں ہوتی۔ ایسے ایسے موسم میں نواب ایرج بھلا ٹھوس غذا سے کسی کو کیا رغبت ہو سکتی ہے؟ میرا تو تمام دن تازہ پھلوں کا شربت پینے یا اوڈی کولون اور نخلیہ سونگھنے میں گذر جاتا ہے۔ اور یہ میرے اعصاب کے لئے مفید بھی ہے۔ ویسے بھی میں خوشبوؤں کی عاشق ہوں۔ تو کیا دادی جی کچل کا رس؟"

تو یہی شہزادی عائشہ۔ جو اپنے آپ کو نوجوان سمجھنے کے جنون میں مبتلا تھیں ایک رومان بھری نظر سے نواب ایرج کو دیکھتے ہوئے بولیں "نوجوان آدمی کو سردی گرمی کا احساس کم ہوتا ہے۔ نواب ایرج ماشاء اللہ ابھی نوجوان ہیں۔"

دادی زبیدہ نے شہزادی پر ایک قہر آلود نگاہ ڈالی۔ "لیکن یاد رہے عائشہ جب میں پندرہ سال کی تھی اس وقت بھی میری یہی کیفیت تھی۔ تمہارا خیال ہے جوانی میں انسانی احساسات زائل ہو جاتے ہیں؟"

نواب ایرج پریشان ہو کر باہر جا چکے تھے

دادی جان پھر ڈومی نوس کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

شہزادی عائشہ نے ایک پُرمعنی تبسم سے زیر لب کہا۔ "گذشتہ ہفتہ کی دعوت طعام کے بعد میرا خیال ہے نواب ایرج اور شائستہ میں خاص تعلقات قائم ہو گئے ہیں۔"

دادی زبیدہ نے کسی قدر بے چینی سے تالو پر اوڈی کولون ڈالتے ہوئے فرمایا۔ "تو کیا بری بات ہے؟ کیوں نہ ہوں آخر؟ لو تم پٹ گئیں۔ راستہ بند ہو گیا اب کونسی چال چلو گی؟"

شہزادی عائشہ ہنس کر بولیں "واہ میں کیوں پٹی جاتی؟ لو تمہارے چار رستے میں نے چار لگا دئے۔ اور تمہارا راستہ بند کر دیا۔"

دادی زبیدہ یکلخت سٹپٹا سی گئیں "کھیلوں میں یہی تو خرابی ہے۔ کہ آدمی خواہ مخواہ ہار جاتا ہے۔ خیر میری تو نماز کا وقت ہو گیا۔ (کچھ دیر بعد) خدا بخشے نواب ضمیر الزماں جاہ بڑے اچھے کھلاڑی تھے میرے ساتھ ہمیشہ شطرنج کی بازی ہوا کرتی تھی۔"

"اور بازی کس کی ہوتی تھی؟" شہزادی عائشہ نے دلچسپی سے پوچھا۔

"کیسی ہوگئی تھی؟" دادی رشیدہ نے سرد لہجے میں کہا
"نواب ضمیر الزماں جاہ ہار جاتے تھے"

"ظاہر ہے" شہزادی عائشہ نے ہنس کر کہا "وہ تم سے کبھی نہیں جیتے اور جیتے بھی کیسے۔ وہ تو بس تمہارا دم بھرتے تھے"

دادی رشیدہ گردن لٹکائے [illegible] ہوئی بولیں "ایک نواب ضمیر الزماں جاہ ہی کیا [illegible] اس زمانے کا کون نوجوان نواب تھا جس نے [illegible] میرے [illegible] لئے درخواست نہیں بھیجی؟ نواب ضمیر الزماں جاہ میں کوئی سرخاب کا پر تو لگا نہیں تھا۔ ویسے بیچارا بڑا نیک آدمی تھا [illegible] بیچارے کو زندگی کی ناکامی نے مارا [illegible] کچھ ٹھیک یاد نہیں رہا"

یہ کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئیں

شہزادی عائشہ بولیں "کہاں چلیں کھیل تو ختم کر جاؤ۔ کم از کم اپنی بار ماتی جاؤ"

دادی رشیدہ نے چڑ چڑے [illegible] کہا "میں نے اپنی زندگی میں کبھی بار نہیں مانی [illegible] مجھے اجازت دو کہ نماز ظہر پڑھ آؤں [illegible] آرتی ہے (یہ آہستہ سے) میں روحی [illegible] تو رات کھیل [illegible]"

ایسا معلوم ہوا کہ میں [illegible] کی آڑ میں ہو گئی [illegible] کے قریب سنگ سبز سے بنا ہوا تھا سبز دادی جان کی نظر مجھ پر پڑ ہی گئی۔

"بیٹی روحی بیٹی روحی [illegible] کام تو نہیں تمہارے سمندری حسن کا گھمنڈ تو نہیں؟ کچھ دیر [illegible] طرف سے تم کھیلو میں نماز ظہر ادا کر آؤں"

دادی جان کی [illegible] بوڑھی شہزادی عائشہ مجھے ہمیشہ ناپسند سی رہیں کچھ تو اس لئے کہ بوڑھاپے میں انہیں نوجوانی کا غیر معمولی احساس تھا اور کچھ اس لئے کہ دولت کی حرص ان میں جنون کی حد تک پہنچ چکی تھی۔ چنانچہ میں بادل ناخواستہ ناک بھوں چڑھائے آگے بڑھی اُدھر دادی جان اپنی محبوب کنیز صنوبر کا بازو تھامے باہر چلی گئیں۔

شہزادی عائشہ نے مجھے مخاطب کیا۔ "آؤ بازی ختم کرو۔ پھر میں بھی نماز کے لئے اُٹھونگی" کچھ دیر بعد بولیں "ابھی ابھی نواب [illegible] آئے تھے [illegible] کی موسیقی کا گھمنڈ تھا یا زبیدہ نے بتایا [illegible] خوبصورت اور سعادت مند نوجوان ہے"

"اسی لئے تو مجھے ناپسند ہیں" میں نے رکھائی سے کہا۔

[illegible] وہ کیوں؟

میں [illegible] ہوئی سی بولی "کیونکہ خوبصورت آدمی مغرور ہوتا ہے اور سعادت مند احمق"

شہزادی عائشہ کہنے لگیں "مگر اس کی سب سے بڑی خوبی تو دولت ہے"

میں نے کہا "یہی تو سب سے بڑی خرابی ہے دولت مند آدمی [illegible] کاہل ہوتے ہیں"

شہزادی عائشہ [illegible] ہو کر بولیں "تمہاری بھی عجیب باتیں ہوتی ہیں روحی کون لڑکی ہو گی جو نوجوان نواب [illegible] کی [illegible] کو ناپسند کرتی ہو؟"

میں نے کہا "کیوں — میں خود ناپسند کرتی ہوں۔ [illegible] شخص لگتا ہے جس میں آپ کوئی رنگ نہیں ہوتا"

شہزادی عائشہ تنگ آکر بولیں "میرا تو خیال ہے کہ آدمی کا اخلاق اُس کی پیشانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے"

شہزادی عائشہ ذرا سے وقفہ کے بعد بولیں "میں نے افواہ سنی ہے کہ [illegible] اور نواب [illegible] کے تعلقات زیادہ مستحکم ہو رہے ہیں"

"مجھے معلوم نہیں"

شہزادی عائشہ بولیں "افواہیں بھی کتنی عجیب ہوتی ہیں"

"بار [illegible] میں نے کہا "اور ان میں خوبی یہ ہوتی ہے کہ غلط نکلتی ہیں"

"تو کیا یہ غلط ہے؟" وہ چونک پڑیں "خدا کا شکر ہے کیونکہ [illegible] کے لئے [illegible] نہیں"

میں نے طنز سے کہا [illegible] کے لئے مناسب یہی ہے کہ وہ ایک مخبوط الحواس آدمی سے بے چوں و چرا شادی کر کے اپنی زندگی تباہ کر لے۔ یہی نا؟ کھیلئے کھیلئے دیر ہو رہی ہے"

"تم خفا کیوں ہو روحی؟"

"کئی وجوہ ہوسکتی ہیں شہزادی عائشہ آپ کہنا چاہتی ہیں یا نہیں؟"

"کھیل تو رہی ہوں۔ تم تو ہمیشہ پر سرسوں جماتی ہو۔ اور کھیلوں بھی کیا خاک؟ تم چراغ پا ہو رہی ہو"

"میری چراغ پائی سے کھیل کا کیا تعلق؟"

"آخر بات کیا ہے؟"

"بات یہ ہے" میں نے تنگ آکر کہا۔ "مجھے آپ سب کا طرز عمل بُرا لگتا ہے آخر شاہینہ پر یہ قید و بند کیوں؟ نواب ایرج بقول آپ کے خوبصورت اور سعادت مند ہیں اور میرے نکتہ نظر سے مغرور اور احمق۔ دونوں کی راہ نگاہ سے منزل طیرا۔ مگر دادی جان شاہینہ کا اس سے میل جول بھی گوارا نہیں کرتیں آپ نے آج دوپہر نواب صفدر جاہ کی چیخیں سنیں؟ پچھلے تین دن سے ان کا جنون ترقی پر ہے۔ تو ان کا ذہنی توازن بالکل ہی قائم نہیں رہا تمام دوپہر چیخوں کی آواز باغ میں گونجا کرتی ہے اور یہی گھنٹہ دادی جان نے پچھلے تین دن سے شاہینہ کی موسیقی کا مقرر کر رکھا ہے تاکہ اس بدنصیب مجنوں کے کراہنے کی آواز اس کے کان میں نہ پڑے کل رات نماز عشا کے لئے میں حرم سرا کے باغیچے کی مسجد میں جا رہی تھی دھوپ گھڑی کے پاس جا رہی تھی کہ نواب صفدر جاہ کو قیدیوں کی طرح جکڑے ہوئے کوٹھے سے ... میں تو سہم کر رہ گئی اور میں جلدی سے اندر چلی گئی۔"

شہزادی عائشہ نے ... کے بعد کہا۔ "ایک طرح تو تمہاری دادی کے قصور رہیں۔"

میں جل کر بولی۔ "قصور تو بہت سے قصور واروں سے سرزد ہوتے ہیں شہزادی عائشہ۔ یہ معمہ ہے دادی جان کی وہمی کیوں واقع ہوئی ہیں۔ جہاں تک وہ تو مسلمان ہیں۔"

"یہ سوال تو تم اپنی دادی ہی سے کر سکتی ہو۔ میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ ہاں البتہ اتنا بھی جانتی ہیں کہ شاہینہ کا عقد سوائے نواب صفدر جاہ کے اور کسی سے نہیں ہو سکتا نواب ایرج کو شاید ابھی ان باتوں کا علم نہیں۔"

مگر اس سلسلے میں نواب ایرج کا نام کیوں لیتی ہیں آپ؟ شاہینہ کی ملاقات ان سے گذشتہ ہفتہ سدرگاہ پر ایک شاہی دعوت طعام میں ہوئی شاہینہ کے رشتے کے لئے بڑادر کئی نوجوان موجود ہیں۔"

شہزادی عائشہ کے چہرے پر شگفتگی آگئی۔ "تو گویا نواب ایرج کا خیال شادی کا ہے۔"

میں نے لاپروائی سے کہا۔ "مجھے علم نہیں۔"

کہنے لگیں "خدا کرے نہ ہو۔"

میں نے بے پروائی سے پوچھا "کیوں؟"

شہزادی عائشہ جھکا کر بولیں "بات یہ ہے" چہرے پر ایک تلخ سی مسکراہٹ آگئی۔ "بات یہ ہے میرا خیال ہے نواب ایرج کا رشتہ اگر مجھ سے ہو جائے تو کیسا ہو؟"

شہزادی عائشہ کا شادی کا جنون بہت بُرا ہو چکا تھا اس کی تہہ میں دولت کی حرص کے سوا اور کچھ نہ تھا دراز بر میں عجیب جاب دل ہی دل میں جلتی رہی پھر بولی "اپنی حیثیت کا اظہار آپ نے نواب ایرج سے بھی کیا یا نہیں؟"

شہزادی عائشہ مسکراتی ہوئی بولیں "ابھی تو نہیں مگر آخر اس میں قباحت کیا ہے۔ انہیں علم ہے نواب کی لمبی چوڑی جاگیر ہے شاید اسی لئے نواب صفدر جاہ بہادر کی ہوگی۔"

میں نے غصہ کو ضبط کرتے کہا۔ "تو گویا آپ نواب ایرج کی جاگیر سے شادی رچانا چاہتی ہیں؟ اگر یہ بات ہو تو آپ نواب صفدر جاہ کو شادی کا پیام بھیجیں نہیں دستیں۔ تاہم میں وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ دادی جان شاہینہ کا عقد نواب صفدر جاہ سے ... دولت کی وجہ سے نہیں کر رہی ہیں۔ بلکہ کچھ اور ہی خاندانی وجوہ کی بنا پر یہ خیال اُن کے دماغ میں سما گیا ہے۔"

شہزادی عائشہ کہنے لگیں "میں نواب صفدر جاہ سے کیسے شادی کر سکتی ہوں؟ میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ وہ شاہینہ کی قسمت میں لکھا ہے۔ وجوہ خواہ کوئی ہوں خیال تو کرو نواب صفدر جاہ کی جائداد کی کوئی انتہا ہے؟"

پوری بھی شہزادی کی جھٹی گفتگو کا مجھ پر بے حد بُرا اثر ہوا اور میں اُکتا کر کھڑی ہوگئی مزید براں اُس شام مجھے عشرت جہاں زیر ایک جلسہ رقص میں شریک ہونا تھا اس لئے میں نے معذرت چاہی اور اپنے لباس خانے میں چلی آئی اور دیر تک بے چینی کے عالم میں ٹہلتی رہی۔

شام گرم تھی اور کوئی شخص تھک رہا تھی اس لئے تبدیل لباس کے بعد میں لوگوں کو رخصت کرنے کے لئے باہر نکل آئی اور سنتی کے ابتدائی سالوں میں کچھ دیر چہل قدمی کرنے کے خیال سے فوارے کی طرف آئی تو مجھے دیکھ کر تعجب ہوا کہ شاہینہ لبمو کی معطر گھاس پر لیٹی ہوئی اپنے افسانوں سے کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔ تو گویا دادی زبیدہ نے اسے نواب ایرج کی آمد کی اطلاع دے دی تھی اور وہ سمجھی!

چند منٹوں کی خاموشی کے بعد میں نے کہا "میرا خیال تھا تم استقبالی کمرے میں ہو گی"۔

"کیوں؟" اس نے سر اُٹھا کر کہا۔

"نواب ایرج تم سے ملنے نہیں آئے ہیں؟"

میرا فقرہ ختم بھی نہ ہونے پایا تھا کہ باغ کے صدر دروازے پر نواب ایرج شام کی سیاہ جاکٹ میں وائلٹ کے چند جھکتے ہوئے پھول لگائے مودار ہو گئے۔

شاہینہ ذرا حیران ہو کر بولی "آپ؟"

نواب ایرج نے باغ میں داخل ہو کر کہا "تسلیم۔ یہ آپ کی چہل قدمی کا گھنٹہ تو نہیں؟"

"جی نہیں آج میں چہل قدمی نہیں کروں گی"۔

"نوازش!" کچھ وقفہ کے بعد کہنے لگے "آپ بہت زیادہ مصروف رہتی ہیں"۔

شاہینہ ذرا باریک سی آواز میں بولی: "بہار کی ان دوپہروں میں احساس زندگی بڑھ جاتا ہے شام میں مری فارغ ہوتی ہیں البتہ ——"

یکایک باغ کے مشرقی حصہ سے جہاں آفتاب گھڑی ایستادہ تھی نواب صفدر جاہ کی مخصوص دغدغہ آوازیں آنے لگیں اور ساتھ ہی حبشی خانہ زادوں کی زور زور کی باتیں۔

نواب ایرج نے گھبرا کر کہا "ایسا معلوم ہوتا ہے کہیں آگ لگی ہے"

شاہینہ ذرا پریشان سی ہو گئی بولی "آپ اندر تشریف لے چلئے میرا خیال ہے دادی زبیدہ کے کچھ لوگ غل مچا رہے ہیں۔ پھر موضوع بدلتے ہوئے میری طرف مخاطب ہو کر بولی "سفیدہ دیدہ زیب ہے۔ نیلم کا گلوبند کہیں بارسر جا رہی ہو روحی؟"

میں نے کہا "ہاں بندرگاہ کے ایک جشن پر مدعو ہوں۔ رمضان شروع ہونے پہ والا ہے اس لئے اپنی مصروفیت جلد ختم کر لینا چاہتی ہوں۔ پھر روزوں کی راتوں میں تمام باہر صرف نہیں کی جا سکتی"۔

شاہینہ نواب ایرج کی طرف مڑ گئی "نواب ایرج کیوں نہ ہم بھی ساحل پر چلیں؟ آجکل سمندر کا رنگ گہرا فیروزہ رنگ کا ہو رہا ہے"

نواب ایرج نے مسکرا کر کہا: "یا اس بید مجنوں کی لرزاں ٹہنیوں کے نیچے بیٹھ کر باتیں کریں؟ کبھی کوئل کی ولولہ انگیز کوک سنیں، کبھی بلبل کا رقت انگیز نالہ ——؟"

"تو پھر خدا حافظ ——" میں نے کہا اور کچھ سوچتی ہوئی باغ کے صدر دروازے سے باہر نکل آئی۔

حجاب امتیاز علی

اُردو شاعری میں ہیئت کے تجربے

شاعری ہی پر منحصر نہیں، فنونِ لطیفہ کے ہر شعبے میں، خواہ وہ مصوّری ہو یا بُت تراشی، موسیقی ہو یا رقاصی۔ یہ سعی فن کاروں کے سامنے زیادہ پیشِ نظر رہتی ہے کہ وہ اپنے تخلیقی کارناموں کو کچھ اس طرح پیش کریں کہ ایک طرف تو ان میں حسن و دلکشی اور مسرت و سرخوشی کی دنیائیں مُسکراتی ہوئی نظر آئیں اور دوسری طرف سماج کے افراد جن کے لئے وہ تخلیقات پیش کی گئی ہیں، ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھا سکیں۔ فائدے سے مطلب کوئی سیاسی، معاشی یا اقتصادی فائدہ ہی نہیں، بلکہ سماج کے افراد کے لئے اگر یہ تخلیقات، ذہنی اعتبار سے کسی قسم کے سکون کا باعث بھی بنتی ہیں تو وہ بھی ایک قسم کا فائدہ ہی ہے۔ بہر حال فن کار، خواہ کسی نظریے کا مانند ہو، چاہے وہ ادب برائے ادب پر ایمان رکھتا ہو یا ادب برائے حیات پر، چاہے وہ چند مخصوص سیاسی و اقتصادی نظریات کا پرچار کرنا چاہتا ہو یا یونہی آسمان کی پنہائیوں میں پرواز کرنے کا متمنی ہو، اس چیز کو اپنی تخلیقات میں ضرور ملحوظ رکھتا ہے۔ اور جب اس کے فن کی بنیاد ہی اسی فائدہ رسانی پر ٹھیریں، تو اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے اندازِ بیان، طرزِ ادا، اسلوب، اور خیالات کو ڈھال کر پیش کرنے والے سانچوں کو، سماج کے افراد کی ذہنی ساخت اور رجحانات کے مطابق بنائے تاکہ اس کے خیالات اور اس کے پیش کئے ہوئے نظریات میں تاثر کی کیفیت زیادہ گہری، زیادہ دیرپا اور زیادہ زود اثر ہو سکے۔

لیکن سماج کے افراد کے رجحانات ہمیشہ ایک سے نہیں رہتے۔ وہ اپنے وقت کے مادی حالات اور ان کے تغیرات سے اثرات قبول کرتے ہیں۔ سماجی حالات کی ذرا ذرا سی تبدیلیاں اُن کے اذہان پر گہرے نقوش چھوڑتی ہیں۔ وقت کی گردشیں، اور زندگی کے سمندر کی مضطرب اور بے قرار موجیں، ان کو ایک لمحہ بھی چین سے نہیں بیٹھنے دیتیں۔ ان کی طبیعتوں میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے اور ان کا مذاق بدلتا رہتا ہے۔ ان کی دلچسپیوں میں انقلابات آتے رہتے ہیں اور چونکہ فنونِ لطیفہ کے بیج اسی زمین میں پھوٹتے اور ان کے پودے انہیں حالات کے سائے میں پروان چڑھتے ہیں، اس لئے اُن کے ہر شعبے میں تغیر و تبدل کی حکمرانی کا قانون کسی دور، کسی زمانے اور کسی وقت میں بھی اپنی گرفت ڈھیلی نہیں کرتا۔ چنانچہ حالات و واقعات کی انگنت کروٹوں، اور وقت و ماحول کے انہیں بدلتے ہوئے تیوروں کے ساتھ ساتھ، ان میں بھی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ وہ کبھی ایک حالت پر چل نہیں سکتے۔ ان میں جمود اور ٹھہراؤ پیدا نہیں ہو سکتا۔ جب بھی سماج کسی انقلاب سے دوچار، جب بھی حالات کوئی نئی کروٹ بدلتے ہیں، جب بھی زندگی کسی نئے موڑ پر آتی ہے، اور فکر و احساس کی بہتی ہوئی ندی کا دھارا مڑ کر کوئی نیا رُخ اختیار کرتا ہے تو فنونِ لطیفہ بھی اپنے اندر انقلابی کیفیت پیدا کرنے کیلئے مجبور ہو جاتے ہیں۔

دوسرے فنونِ لطیفہ کی طرح شاعری کا بھی یہی حال ہے کہ وہ ہمیشہ ایک حالت پر نہیں چل سکتی۔ اس میں بھی سماجی تغیرات کے ساتھ ساتھ صوری و معنوی دونوں اعتبار سے تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ وہ بہر حال سماج کی آغوش میں پرورش پاتی ہے اس لئے سماج کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ اس میں بھی تبدیلی ہونا ناگزیر ہے۔ یہ تبدیلی مواد اور ہیئت، دونوں اعتبار سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔ اور یہ دونوں قسم کی تبدیلیاں اس قدر لازم و ملزوم ہیں، کہ ایک کے بغیر دوسری کے ظہور پذیر ہونے کا مطلق امکان نہیں۔ جب فن کار کے پاس پیش کرنے کے لئے کچھ نئی چیزیں ہوتی ہیں، کچھ نئے خیالات ہوتے ہیں، کوئی نیا تجربہ ہوتا ہے، تو ان سب کو کامیابی کے ساتھ پیش کرنے کیلئے وہ جدت کا سہارا لینے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ ان نئے خیالات کو پرانے اور مروجہ سانچوں میں ڈھال کر پیش کرے گا، تو اُن میں تاثر کی وہ کیفیت پیدا نہ ہو سکے گی، جس کے پیدا کرنے کی کوشش کرنا ہر فن کار کا پہلا فریضہ ہے۔ ہر فن کار میں اس بات کا شعور ہونا ضروری ہے کہ وہ خیالات اور ہیئت کی ہم آہنگی کی اہمیت کو محسوس کر سکے۔ ورنہ اس کی تخلیقات میں وہ امتیازی شان پیدا نہ ہو سکے گی، جو کسی فن پارے کو اوّل درجے کا شرف بخش کر ایک ایسی بلندی سے ہمکنار کر دیتی ہے، جس کی وجہ سے اسکو کبھی بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اگر وہ اپنے جدید خیالات کو پُرانے سانچوں میں ڈھال کر پیش کر رہا ہے، یا پُرانے خیالات کو جدید سانچوں میں ڈھالتا ہے، تو وہ بالکل ان مل

سے جوڑسی بات ہوگی۔ ہر چیز ایک مخصوص صورت چاہتی ہے۔ ہر خیال سامنے آنے کے لئے ایک مخصوص لباس کی تمنا رکھتا ہے۔ یہی تمام چیزیں ہیں جو شاعری کو ہیئت کے اعتبار سے مختلف قسم کی تبدیلیوں سے روشناس کرتی رہتی ہیں۔

شاعری کی صدیوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ ہیئت کے اعتبار سے اس کی حالت ہر دور میں ایک سی نہیں رہی۔ وہ وقت کے ساتھ ساتھ بدلی۔ اُس نے بدلتی ہوئی دنیا کے تمام اثرات قبول کئے۔ جب کبھی بھی سماجی اور فکری انقلاب ہوا تو اُس نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ زندگی نے جب اپنا چولا بدلا، تو اس کے ساتھ وہ بھی ایک نیا روپ دھارنے کے لئے تیار ہوگئی۔ یہی وجہ ہے کہ ایک خاص دور کی شاعری، دوسرے دور کی شاعری سے مختلف نظر آتی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ہومر کی "ایلیڈ" اور "اوڈیسی" کی سی نظمیں آج نہیں لکھی جاتیں؟ کیا وجہ ہے کہ آج کوئی شاعر ڈانٹے کی سی Divine Comedy لکھنے کے لئے تیار نہیں ہوتا؟ کیا سبب ہے کہ کیٹس، شیلے اور بائرن نے چاسر کی سی شاعری نہیں کی؟ آخر کیوں گوئٹے کی شاعری سارے جرمن شاعروں سے مختلف ہے؟ میاکوسکی، ڈمیان بیدنی، لورس، پیسٹر ناک اور سرجی ایسنین کی شاعری نے کیوں زار روس کے زمانے کے شاعروں کا رنگ اختیار نہیں کیا؟ فرانسیسی تمثیل نگاروں یعنی بادلیر، رمبو، ورلین اور میلارمے وغیرہ نے کیوں ساری دنیا کی شاعری کے انداز بیان اور طرز ادا میں انقلاب پیدا کر دیا۔ والٹ وہٹمن نے شاعری کے لئے کیوں ایک بالکل نئی شاہراہ بنائی؟ ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ، ازرا پاؤنڈ، آڈن اور اسپنڈر آج کیوں پچھلے انگریزی شاعروں سے بالکل مختلف نظر آتے ہیں؟ امراء القیس کی سی نظمیں آج عربی میں کیوں نہیں لکھی جاتیں؟ فردوسی کا شاہنامہ اور سعدی کی سی اخلاقی نظمیں، آج کے جدید ایرانی شاعر کیوں نہیں لکھتے؟ حالی و آزاد، سرور و چکبست، عظمت اللہ خاں و اسمٰعیل میرٹھی کی شاعری اپنے پیشروؤں سے مختلف کیوں ہے؟ کیسے نظیر اکبرآبادی نے اپنے وقت کے مروجہ طرز سے انحراف کر کے ایک دوسرا راستہ بنا لیا؟ کیوں اقبال اور جوش، میر و سودا کی سی شاعری نہ کر سکے؟ اور راشد و میراجی، تاثیر و خالد، فیض و مجاز، اختر شیرانی و جاں نثار اختر، ندیم و سلام، شاد عارفی و مخدوم، جذبی و علی جواد زیدی، احترالایمان و حبیب الرحمٰن، یوسف ظفر اور قیوم نظر آجکل کیوں پیدا ہوئے؟

بات یہ ہے کہ ان تمام شعراء کا دور ایک دوسرے کے دور سے مختلف ہے۔ وہ مختلف زمانوں میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے جس ماحول میں پرورش پائی وہ بھی ایک دوسرے سے مختلف تھا۔ انھوں نے جن چیزوں کے اثرات قبول کئے وہ بھی جداگانہ تھیں۔ ان میں کوئی زیادہ حساس تھا کوئی کم۔ کسی میں شعور کی کمی تھی، کسی میں زیادتی! ان میں سے کوئی تو حوادث کی موجوں کا شکار ہو سکتا تھا لیکن کسی کو یہ کہ ان کو قابو میں کر کے وہ ایک نیا رُخ اختیار کرے۔ کسی کی طبیعت سراسر جدت پسند تھی اور کسی کی قدامت پرست! انہیں تمام باتوں کا نتیجہ ہے کہ مذکورہ بالا شاعروں کی تخلیقات ایک دوسرے سے مختلف ہیں معنوی حیثیت سے بھی اور صوری اعتبار سے بھی!

غرض یہ کہ اس قسم کی تبدیلیاں کوئی نئی چیز نہیں ہیں۔ جب انسان اس دنیا میں بالکل نو وارد اور انجان تھا، تو اُس زمانے میں اس نے جو گیت وغیرہ بنائے ان کی ہیئت میں کوئی زیادہ فن کاری، کوئی زیادہ صناعی، کوئی زیادہ کوئی برتی ہوئی کیفیت اور کوئی زیادہ سڈول پن کی خصوصیت نظر نہیں آتی۔ ظاہر ہے کہ دنیا کا نو وارد انسان وحشی تھا۔ اور وحشی انسان کے اندر فن کارانہ شعور کی کمی کوئی عجیب بات نہیں۔ اس کی دنیا محدود تھی۔ اس کی تخیل کی پرواز محدود تھی، وہ فن کاری کے میدان میں بہت دور آگے نہیں جا سکتا تھا چنانچہ اُس زمانے کے آرٹ میں یہ خصوصیات، خاص طور پر قابل غور ہیں۔ ان میں نہ تو زیادہ سڈول پن ہے اور نہ زیادہ بناؤ سنگھار کی کیفیت! غرض صناعی و فن کاری کی ان خصوصیات سے وہ یکسر محروم ہے، جو آجکل کے آرٹ میں کا طرۂ امتیاز ہیں برخلاف اس کے اُن کے اندر ایک قسم کا بھدّا پن — coarseness — بے نقاب ہے۔ آرٹ سے قطع نظر انکی شاعری میں بھی یہی خصوصیات جھلکتی ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خود اس زمانے کی زندگی ہی میں ایک طرح کی سادگی و معصومیت تھی —— ایک قسم کا "الھڑپن" تھا جس کے اثرات ان کی تخلیقات میں بھی نظر آتے ہیں۔ لیکن ان کی ابتدائی تخلیقی کوششوں کو دیکھنے کے بعد ہمیں اس بات کا احساس ضرور ہوتا ہے کہ اس زمانے کے اوّلین شاعروں اور فن کاروں نے اپنے پہلے تخلیقی اور فنی کارنامے پیش کرنے کے بعد ہی اس بات کی کوشش شروع کر دی تھی کہ وہ اسکی ہیئت کو زیادہ سڈول بنائیں۔ انہیں اس بات کا احساس ہو چلا تھا، کہ جس سانچوں میں انھوں نے اپنے نیالات کو ڈھال کر پیش کیا ہے، ان میں تھوڑے سے تغیر کے ساتھ، زیادہ دل موہ

لینے والی کیفیت پیدا ہو جانے کے امکانات ہیں۔ چنانچہ ہیئت کے اعتبار سے مختلف قسم کے تجربے اسی وجہ سے شروع ہوئے، ہمیشہ ہوتے رہے اور جن کا سلسلہ آج بھی جاری ہے اور رہتی دنیا تک جاری رہے گا۔ [illegible] شاعری ایک مسلسل داستان معلوم ہوتی ہے ہیئت کے تغیر و تبدل اور تجرباتی کوششوں کی!

ہیئت کی ان تبدیلیوں کو ظہور میں لانے کے لئے ان فن کاروں کا ہونا ضروری ہے جن کا احساس زیادہ تیز، جن کی نظر زیادہ دور رس و دوربین، جن کا شعور زیادہ بیدار اور جن کی طبیعت زیادہ جدت پسند ہو۔ یہی وجہ ہے کہ شاعری میں ہیئت کے تجربات اگرچہ ہر دور میں ہوتے رہتے ہیں، لیکن کوئی حیرت انگیز قسم کا انقلاب کسی خاص دور میں کسی ہی فن کاروں کے ہاتھوں عمل میں آتا ہے، جن میں مذکورۂ بالا خصوصیات ہوتی ہیں۔ ہر فن کار اس کام کو انجام نہیں دے سکتا۔

مثال کے طور پر اردو شاعری ہی کو دیکھئے! کہ اس میں ایک زمانے تک غزل کا رواج رہا جس کی ہیئت صرف چند خاص قسم کے خیالات ہی کی متحمل ہو سکتی ہے اور اردو کے بہت سے بڑے بڑے شاعر آج اسی کے سہارے زندہ ہیں۔ لیکن نہ تو انہوں نے اس صنف سخن میں ہیئت کے اعتبار سے کوئی جدت کی اور نہ کسی دوسری صنف سخن کی طرف توجہ دی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ غزل کی ہیئت داخلی کیفیات کے بیان کے لئے زیادہ موزوں ہے۔ اور ہندوستان میں فن کار ہمیشہ داخلیت ہی میں کھویا رہتا ہے۔ وہ اپنے آپ سے باہر نکل کر کسی دوسری چیز پر نظر ڈالنے کی کوشش نہیں کرتا۔ چنانچہ غزل کی صنف سخن ایک طرف تو اس وجہ سے کامیاب ہوئی کیونکہ وہ فن کاروں کے افتاد طبع کے مطابق تھی اور دوسری یہ ہوئی کہ ہندوستان میں ایک زمانے تک کوئی ایسی ہیجانی کیفیت پیدا نہیں ہوئی جس سے ہمارے شعرا کوئی اثر قبول کرتے۔ حملے ہوئے۔ لڑائیاں لڑی گئیں، [illegible] سلطنتوں کا عروج و زوال ہوا، سینکڑوں بادشاہ تخت پر بیٹھے اور اتارے گئے، لیکن ہمارے شاعروں نے ان حادثات و واقعات کا جیسے کوئی اثر ہی قبول نہیں کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ یہ شاعر اپنے آپ کو کسی دوسری دنیا کی مخلوق سمجھتے تھے۔ اسی انقلابات کی ان کے نزدیک کوئی سماجی اہمیت نہ تھی۔ اجتماعیت کا کوئی تصور ان کے پیش نظر نہ تھا۔ اسی لیے سماجی انقلاب کے وقت ان کو اپنی فکر پڑ جاتی تھی۔ اور بس! چنانچہ ان انقلابات کا ردعمل چند داخلیت کے رنگ میں رنگے ہوئے اشعار کی صورت میں ہمارے کچھ شاعروں کے یہاں ضرور مل جاتا ہے۔ لیکن یہ سب ہے غزل کے روپ میں! سماجی انقلابات کے ساتھ فکری انقلاب تو کوئی ایسا دور تک نظر ہی نہیں آتا جس سے فن کار اپنا رخ بدلنے کیلئے مجبور ہو جائے۔ ان سب کا فن میدان میں [illegible] لکیر کی طرح اپنے راستے پر چلتا رہا۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ غزل کی ہیئت میں کسی قسم کا تغیر و تبدل ممکن ہی نہ تھا۔ [illegible] داخلیت اور انفرادیت کو زیادہ اچھی طرح پیش کر سکتی تھی اسی وجہ سے خود اس میں تبدیلی کرنے کا خیال ان کو کبھی نہیں آیا۔ البتہ ان شاعروں میں سے جب کچھ داخلیت سے باہر نکلے اور انھوں نے دنیا پر نظر ڈالی اور کچھ خارجی چیزوں کو شاعری میں [illegible] شروع کیا تو وہ مجبور ہو گئے غزل کو چھوڑنے اور دوسری اصناف سخن کو اپنانے کے لئے! چنانچہ انہیں غزل گو شاعروں میں سے ہمیں بعض ایسے شاعر ملتے ہیں جنہوں نے دوسری اصناف سخن کے سانچوں میں اپنے خیالات کو ڈھال کر پیش کیا ہے۔

سودا کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ ان کے مسدس، مخمس، مثلث، ہیئت کے تجربات کی حیثیت سے ایک خاص مرتبہ کے مالک ہیں۔ حالانکہ وہ غزل کے شاعر تھے۔ لیکن جب ان کے پاس غزل کے داخلی میں پیش ہونے والی کیفیات کے علاوہ پیش کرنے کے لئے کچھ نئی چیزوں کا ذخیرہ فراہم ہوا، تو انھوں نے محسوس کیا کہ وہ غزل کے ادب میں زیادہ فن کاری اور زیادہ آسانی کے ساتھ پیش نہیں کئے جا سکتے اس لئے انہوں نے دوسری اصناف سخن کو بھی اپنی شاعری میں جگہ دی۔ اور اپنی خارجی کیفیات اور اجتماعی محسوسات کو انہیں سانچوں میں ڈھال کر پیش کیا۔ ان کے یہاں شخصیہ کیفیات و واردات کا بیان، اگرچہ غزل میں اچھی خاصی فن کاری کے ساتھ ملتا ہے، لیکن جب وہ اس کے علاوہ کسی اور موضوعات پر قلم اٹھاتے ہیں، تو ان کا رنگ بدل جاتا ہے۔ مثلاً جب وہ ہجویات لکھتے ہیں تو ان میں ان کی معنویت کے پیش نظر صورت میں بھی ان کو تبدیلی کرنی پڑتی ہے جب وہ مراثی لکھتے ہیں، تو وہ اس مروجہ صورت و ہیئت کو استعمال نہیں کرتے جو انکو پیش کرنے کے لئے سودا کے پیشرووں نے استعمال کی تھی۔ سودا نے جب مرثیہ لکھا تو اس کے ہر بند کو چار مصرعوں میں تقسیم کیا۔ اور

آتے ہیں۔ اگرچہ انھوں نے مسدس کی صورت اختیار کر لی لیکن سودا کی یہ ابتدائی کوشش مراثی کے ہیئتی ارتقا میں ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ بہرحال یہ عام بات اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ سودا میں ہیئت کے صحیح استعمال کا شعور موجود تھا اور انھوں نے اس سے کام لے کر اس اعتبار سے بھی اپنی شاعری کا معیار بلند کر دیا۔ سودا کے علاوہ میر میں بھی یہ خصوصیات ایک حد تک پائی جاتی ہیں۔ وہ بھی شہر آشوب لکھتا ہے، تو غزل یا مثنوی کا فارم استعمال نہیں کرتا بلکہ ان خیالات کو مختلف سانچوں میں ڈھالتا ہے لیکن میر کے یہاں یہ کوشش شعوری نہیں معلوم ہوتی بلکہ غیر شعوری نظر آتی ہے۔

اردو شاعروں کی ان انفرادی کوششوں کو چھوڑ کر اگر ہم اجتماعی طور پر بھی دیکھیں تب بھی ہمیں اردو شاعری کے اندر ہیئت کے اعتبار سے کافی تنوع نظر آتا ہے۔ ایک طرف اگرچہ اس میں غزل ہے تو دوسری طرف مثنوی کا فارم بھی موجود ہے اور کہیں مثلث ہے کہیں مربع، کہیں مسدس، کہیں مخمس، کہیں ترکیب بند و ترجیع بند۔ غرض یہ تمام اصناف سخن ہیں جو خیالات کی مناسبت سے استعمال کی جاتی ہیں اور اس مناسبت کا انحصار ہے فن کار کے صناعانہ شعور پر۔ اگر اس میں اس شعور کی کمی ہے تو وہ ان کے استعمال میں جہاں تک تناسب کا تعلق ہے کامیاب نہیں ہو سکتا۔

متقدمین شعرائے اردو میں نظیر اکبر آبادی اس اعتبار سے ایک منفرد ہے۔ صوری و معنوی دونوں اعتبار سے اس کی شاعری میں ایک انقلابی کیفیت نظر آتی ہے۔ آخر نظیر اکبر آبادی کی شاعری ہیئت کے اعتبار سے اپنے ہمعصر شاعروں کے مقابلے میں اتنی مختلف کیوں ہے؟ اس کی وجہ یہی ہے کہ نظیر اپنے معاصر شاعروں کی طرح سوچنے کا عادی نہ تھا۔ اس کی نظر میں وسعت تھی۔ وہ مختلف صحبتوں میں بیٹھتا تھا اس نے عوام کے درمیان زندگی کے دن گزارے تھے۔ وہ اپنی شاعری کو صرف اپنے آپ ہی تک محدود رکھنا نہیں چاہتا تھا۔ اس کے پیش نظر ساری دنیا تھی۔ حالات و واقعات، واردات و کیفیات اور جذبات و احساسات کا تصور اس کے یہاں انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی ہے۔ وہ ایک خاص طبقہ کا شاعر نہیں معلوم ہوتا بلکہ عوام کا شاعر معلوم ہوتا ہے۔ اس کی شاعری میں داخلیت کی جگہ خارجیت کا غلبہ ہے۔ اس کے موضوعات میں تنوع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے ان کی مناسبت سے اپنی شاعری کو ہیئت کے مختلف سانچوں میں ڈھال کر پیش کیا۔ چونکہ صرف مروجہ غزل کی ہیئت، اس کے مختلف واقعات اور رنگا رنگ جذبات کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے اس نے کہیں مسدس سے کام لیا ہے تو کہیں مخمس سے، کہیں مربع سے اور کہیں مثلث سے، کہیں ترکیب بند سے تو کہیں ترجیع بند سے۔ غرض اس کی شاعری میں ہیئت کا یہ تنوع موجود ہے اور یہ اس کے وجود حالات کے تنوع کا مرہون منت ہے۔ اگر نظیر کے خیالات اور تجربات میں یہ تنوع نہ ہوتا تو اس کی شاعری بھی غزل کی طرح ان تنگ دائروں میں محدود ہو کر رہ جاتی اور آج ہمیں اس کی شاعری میں جو چیز زیادہ متوجہ کرتی ہے وہ نظر نہ آتی۔

چنانچہ یہ بات اس طرح ظاہر ہو گئی کہ خیالات اور ہیئت ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہوتے ہیں اور جب ایک میں تغیر پیدا ہوتا ہے تو دوسرے میں بھی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ جب ایک کا رنگ بدلتا ہے تو دوسرے کا رنگ بھی بدل جاتا ہے۔

متقدمین کی یہ تبدیلیاں، جن کا اوپر ذکر ہوا بہت معمولی تبدیلیاں تھیں لیکن جہاں تک ان کے وقت اور ماحول کے پیش نظر کا تعلق ہے وہ بعض حیثیتوں سے اہم ضرور ہیں۔ لیکن ان سے قطع نظر ہماری شاعری میں غدر ۱۸۵۷ء کے بعد صوری و معنوی، دونوں اعتبار سے جو تغیر ہوا وہ یقیناً ہی انقلاب انگیز ہے۔ اس وقت حالی و آزاد نے اپنی شاعری پیش کی، جس میں مروجہ طرز سے تھوڑا سا انحراف تھا۔ حالی و آزاد کی مثنویاں اس دور کی غمازی کرتی ہیں۔ جن میں ایک نیا انداز بیان اور ایک نیا اسلوب نظر آتا ہے۔ غدر کا انقلاب ہماری زندگی میں اپنی طرز کا پہلا انقلاب تھا، جس نے لوگوں میں بیداری کی ایک لہر سی دوڑا دی۔ ہر شخص کو اپنی ہستی کا احساس ہونے لگا غور و فکر کے دروازے بھی کھل گئے۔ نئے نئے خیالات کی اشاعت ہوئی۔ نئے نئے مطالب پیش کئے گئے۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ ہندوستانی سوچنے کے لئے آگے بڑھے۔ غرض یہ کہ زندگی ایک نئے موڑ پر آ گئی۔ ادب پر بھی بے پناہ اثرات پڑے۔ اب شاعروں کا شعور زیادہ بیدار ہو چلا۔ یہی وجہ ہے کہ غدر کے بعد کا ادب غدر سے پہلے کے ادب سے بالکل مختلف نظر آتا ہے۔ حالی و آزاد اس زمانے کے نمایندہ شاعر ہیں۔ اور ان کی شاعری میں اگرچہ ہیئت کے تجربات ایسے بہت زیادہ نظر نہیں آتے لیکن پھر بھی اگر اسلوب، طرز ادا اور انداز بیان کو بھی ہیئت کے تحت شمار کیا جا سکتا ہے، اور ضرور کرنا چاہئے تو یقیناً ان دونوں کی شاعری ہیئت کے اعتبار سے بھی انقلاب انگیز ہے۔

نظموں سے شعری سانچوں میں یقیناً کوئی ایسی زیادہ تبدیلی نہیں کی سوائے اس کے کہ ان دونوں نے مثنوی کے رُوپ میں چند ایسی نظمیں لکھدیں جن کا موضوع مثنویوں میں پیش کیے جانے والے روایتی خیالات سے بالکل مختلف تھا مثنوی کے اس استعمال نے اُردو شاعری کو اس صنف سخن سے روشناس کیا جس کو ہم آج نظم کہتے ہیں۔

(حالی و آزاد کے بعد ادبی تجربات نے کچھ اور بھی تیزی اختیار کرلی۔ چنانچہ اب زمانہ وہ بھی آیا جب اسمٰعیل میرٹھی نے بے قافیہ نظمیں لکھیں اور شررؔ نے آزاد نظم کا تجربہ کیا جو ہیئت کے اعتبار سے اُردو میں بالکل نئی چیزیں تھیں۔

اسمٰعیل میرٹھی نے ہماری شاعری کو سب سے پہلے نظم معرّا سے روشناس کیا جس میں قافیہ ورد یف کی پابندی نہیں ہوتی۔ اور ان کی یہ کوشش بلاشبہ بڑی اہم ہے، کیونکہ اس زمانے میں کسی نے اس صنف سخن کا خواب بھی نہیں دیکھا تھا۔ لوگوں کے مذاق میں بھی کوئی ایسی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ لیکن پھر بھی اسمٰعیل کی نظموں کی سادگی اور معصومیت نے پڑھنے والوں کو متاثر کیا اور بہت سے ان کی نظموں کے گرویدہ ہوگئے۔ اسمٰعیل کی مقبولیت کی وجہ صرف یہی نہیں تھی بلکہ نظم معرّا کی ہیئت چونکہ پابند نظم کی ہیئت سے کچھ بہت زیادہ مختلف نہیں ہوتی، اس لئے عوام کے مذاق کو اس کی ترویج میں کوئی بہت زیادہ حیرت انگیز تبدیلی نظر نہیں آتی۔ نظم معرّا میں سوائے اس کے کہ ردیف و قوافی نہیں ہوتے اور باقی وہ ہر حیثیت سے پابند نظم کی خصوصیات کی حامل ہوتی ہے۔ یہی تمام وجوہات تھے جنہوں نے اسمٰعیل کی راہ میں روڑوں کو نہ اٹکنے دیا۔

برخلاف اس کے شررؔ نے جونکہ آزاد نظم کا تجربہ کرکے اردو شاعری کو ایک حیرت انگیز انقلاب سے دوچار کرنا چاہا، اس لئے وہ اس وقت زیادہ مقبول نہ ہوسکے۔ کیونکہ عوام کے اذہان اس وقت تک اتنے بلند نہیں ہوئے تھے کہ وہ ایک بالکل نئی چیز کو گوارا کر لیتے۔ چنانچہ شررؔ کو اس وقت کوئی مقبولیت حاصل نہیں ہوئی۔ اور لوگوں نے سنجیدگی کے ساتھ اس کی تجرباتی کوششوں کی طرف توجہ نہیں کی۔ اس لئے ان کی کوشش صرف ادبی تجربات ہی کی حیثیت سے آج زندہ ہیں۔

ان دونوں شاعروں کی تجرباتی کوششوں نے بہ اندر ضرور کیا کہ بعد کے شاعروں کو آزاد نظم کا راستہ دکھادیا۔ جس پر عمل کرکے وہ بہت دور نکل گئے اور آج اُردو شاعری کی ہیئت میں جن تجرباتی کوششوں کا سلسلہ جاری ہے اس میں بڑی حد تک ان دونوں کے تجربات کو بھی دخل ہے۔ آج ان کے تجربات مقبول ہورہے ہیں کیونکہ حالات سازگار ہیں عوام کے اذہان میں زیادہ بلندی، دماغوں میں زیادہ روشنی اور شعور میں زیادہ بیداری آچلی ہے ––

حالی و آزاد کے بعد اُردو شاعری میں ہیئت کے تجربات کا ذکر کرتے ہوئے سرور و چکبست، اقبال، جوش، اور عظمت اللہ خاں وغیرہ کو بھی فراموش نہ کرنا چاہئے۔

سرور و چکبست نے حالات کے پیش نظر اپنی شاعری کی ہیئت میں کچھ خاص جدّتیں کی ہیں۔ وہ خیال کی مناسبت سے بحروں کا استعمال کرتے ہیں اور نظموں کی ہیئت میں بندوں کی ساخت خاص طور پر ان کے پیش نظر رہتی ہے ان کے خیالات زیادہ تر مسدس، مخمس، مربع اور مثلث وغیرہ میں ڈھلتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ساری جدّتیں پابندیوں کے ساتھ ہیں۔ لیکن ان جدّتوں میں ہیئت کے اعتبار سے تبدیلی پیدا کرنے کا ایک شعوری احساس موجود ہے جو نتیجہ ہے حالات کو ہیئت سے ہم آہنگ کرنے کا۔

اقبال کا شعور اس معاملے میں زیادہ بیدار تھا اور ان کی شاعری میں ہمیں شروع سے آخر تک اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ وہ ہیئت کو اپنے خیالات کے مطابق بنانا چاہتے تھے وہ خیال کی مناسبت سے بحروں کا استعمال کرتے ہیں اور نظموں کی ہیئت میں بندوں کی ساخت خاص طور پر ان کے بھی پیش نظر رہتی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ان کی شاعری میں مواد ان کے اسلوب اور طرز ادا پر غالب ہے، لیکن ساتھ ہی ساتھ ان کے پیش نظر یہ حقیقت بھی رہتی ہے کہ وہ ان خیالات کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے کچھ ایسے سانچوں کا استعمال کریں جن میں ڈھلنے کے بعد ان کا اثر زیادہ گہرا اور زیادہ دیرپا ہوجائے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں معنوی اعتبار سے جو ایک ارتقائی کیفیت نظر آتی ہے، وہی صوری اعتبار سے بھی ہے۔ اپنی شاعری کے شروع دور میں جب ان پر وطنیت غالب تھی۔ تو اس وقت ان خیالات کو کچھ ایسی ترنم اور نرم بحروں میں ڈھال کر پیش کرتے تھے جن کا ترنم اور آہنگ بالکل ان خیالات سے ہم آہنگ

ہوتا تھا۔ ان کی اس قبیل کی نظمیں "ہندی ترانہ" اور "نیا شوالہ" وغیرہ ہیں۔ خیر جیسے جیسے وقت کے ساتھ ساتھ ان کی شاعری میں معنوی اعتبار سے تغیر ہوتا گیا، تو ان کی شاعری کی ہیئت بھی تبدیل ہوتی گئی۔ یعنی وہ بلند اور فلسفیانہ خیالات کے لیے سخت بحریں استعمال کرنے لگے۔ ان کی ایک نظم ہے جس میں انھوں نے افغانیوں کو خودی کی طرف راغب کیا ہے ؎

رومی بدلے، شامی بدلے، بدلا ہندوستان!
تو بھی اے فرزندِ کہستاں! اپنی خودی پہچان!
اپنی خودی پہچان
او غافل افغان
موسم اچھا، پانی وافر، مٹی بھی زرخیز
جس نے اپنا کھیت نہ سینچا، وہ کیسا دہقان!
اپنی خودی پہچان
او غافل افغان!

اس نظم کی بحر، اس کا اُتار چڑھاؤ، اس کے اشعار میں الفاظ کی دروبست اور اس کی صورت، یہ سب مل کر مجموعی حیثیت سے افغانوں کی شجاعت، وجاہت، عزم و اخلاص اور شان و شوکت کو ہماری آنکھوں کے سامنے بے نقاب کر دیتی ہیں۔ غرض یہ کہ اقبال نے ہماری شاعری کی ہیئت میں کافی جدتیں کی ہیں اور اس کو زیادہ سے زیادہ عوام کی افتادِ طبع اور ذہنی رجحانات کے مطابق بنایا ہے تاکہ اس کا مجموعی تاثر زیادہ گہرا ہو سکے۔

جوش بھی اقبال کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان کی شاعری کی ہیئت میں ظاہری صورت کے اعتبار سے کوئی ایسی حیرت انگیز تبدیلی نہیں لیکن الفاظ کا صحیح استعمال، بحروں کا مناسب انتخاب، بندوں کی باقاعدہ تقسیم، خیالات کے ساتھ ساتھ اسلوب، طرزِ ادا اور اندازِ بیان میں ایک خاص قسم کی روانی۔ ان تمام چیزوں نے مل کر جوش کی شاعری کو ہیئت کے اعتبار سے کافی بلند کر دیا ہے۔

اب رہے عظمت اللہ خاں! — تو ان کی شاعری کی ہیئت سارے اردو شاعروں سے مختلف ہے۔ انھوں نے سنسکرت اور ہندی کے پنگل کو استعمال کر کے ہماری شاعری کو ہندوستانی آہنگ و ترنم سے روشناس کیا۔ انھوں نے اس کو ہندوستانی موسیقی کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی۔ لیکن عظمت اللہ خاں نے ایسا کیوں کیا؟ اور وہ کیوں اپنے اس تجربے میں کامیاب ہوئے؟ اس کی ایک بہت بڑی وجہ تو یہی ہے کہ جن خیالات کو وہ پیش کرنا چاہتے تھے، وہ شروع سے آخر تک ہندوستانی تھے۔ ان میں نہ تو ایران اور فارسی شاعری کی تقلید کا اثر تھا اور نہ ان روایتی جذبات و احساسات کی ترجمانی تھی، جس کو ہمیشہ سے اردو شاعر پیش کرتے آ رہے تھے۔ چنانچہ جب وہ ان خیالات کو پیش کرنے لگے تو ان کے فن کارانہ شعور نے ان کو مجبور کیا کہ وہ ہندوستانی خیالات اور ہندوستانی جذبات و احساسات کے ساتھ ہندوستانی آہنگ و ترنم کا بھی استعمال کریں۔ . . . .

یہ سب شاعر یعنی سرور و چکبست، اقبال و جوش اور عظمت اللہ خاں، پابندیوں کے ساتھ ہماری شاعری کی ہیئت میں تبدیلیاں کرتے رہے۔ انھوں نے الفاظ کے استعمال، بحروں کے انتخاب اور طرزِ ادا اور اندازِ بیان کی ندرت کو خاص طور پر اپنے پیشِ نظر رکھا لیکن نظموں کے بندوں کی ساخت وغیرہ میں ایسی کوئی خاص تبدیلی نہیں کی جو قابلِ غور ہو۔ ان سب میں سے اگر کوئی بہت آگے بڑھا تو مسدس، مخمس اور مثلث وغیرہ کو اس نے استعمال کر لیا۔ اور بس!

لیکن ان کے فوراً ہی بعد اردو شاعروں کا جو ایک گروپ آیا۔ اس نے ہماری شاعری کی ہیئت میں کچھ ایسی تبدیلیاں کیں، جو فنی اعتبار سے بہت زیادہ اہم ہیں۔ ان سب نے خیال و ہیئت کی ہم آہنگی کے پیشِ نظر بندوں کی ساخت کو خاص طور پر بدلا۔ جن میں کہیں مصرعوں کے ارکان کو گھٹا بڑھا کر ایک خاص قسم کا اثر ڈالنے کی کوشش تھی اور کہیں گیتوں میں ہندی بحروں کے ساتھ ساتھ نئی شکلیں پیدا کرنے کا خیال! اور یہ تبدیلیاں نتیجہ تھیں ہمارے ان شاعروں کے اندر ایک بڑھتے ہوئے فن کارانہ شعور کا!

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مروّجہ شاعری کے سارے سانچے بدل گئے۔ ایسے شاعروں میں حفیظ جالندھری، تمکین میرٹھی، اختر شیرانی، ساغر نظامی، احسان بن دانش، روش صدیقی، اور احمد ندیم قاسمی وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے ہاتھوں کچھ اس قسم کی تبدیلیاں ہوئیں :-

گھٹائیں چھائی ہیں گھنگھور   گھٹائیں چھائی ہیں گھنگھور
گھٹائیں کالی کالی
خوب برسنے والی
متوالی
پُرشور
گھٹائیں
چھائی ہیں گھنگھور
گھٹائیں چھائی ہیں گھنگھور
گلشن گلشن گل پوش اداسیں   موسم کی خاموش فضائیں
کوئل کی مدہوش صدائیں
بن میں بول رہے ہیں مور
گھٹائیں چھائی ہیں گھنگھور   گھٹائیں چھائی ہیں گھنگھور

اندھی جوانی
(حفیظ جالندھری)

آئینۂ آب پر، موجۂ شاداب پر، چادرِ سیماب پر
سایۂ مہتاب پر، منظرِ شب تاب پر، جیسے شب تاب پر
ہے مری کشتی رواں
اور ہوں میں نغمہ بار
اور ہوں میں نغمہ بار، پردۂ پرساز سے
وجد میں ہے جوئبار، مستی آواز سے
جذبۂ مے ہوش میں، زورِ سکوں کوش میں، سیل بلاپوش میں
کیف میں اور جوش میں، موج کی آغوش میں، رہ گذر روش میں
ہے مری کشتی رواں
اور میں ہوں نغمہ بار

(موجوں کے ساز پر ملاح کا گیت)
(ساغر نظامی)

یہ کیف گہ دشت، یہ برسات کا موسم   یہ وجد کا عالم
ہے رقص میں طاؤس کہ اک رنگ مجسم   رقاصۂ مبہم
سینائے کلیمی ہے کہ ہے سینۂ زریں   یا چشمۂ سیمیں
جنبش میں ہے اک بیرا ہے تاکا دی ہنگیں   یا گردنِ پُرخم
نیلوفری ہیں دم پہ یہ پاشیدہ جواہر   یا چرخ پہ اختر
یا نیند سے جاگے ہوئے سبزے کی جبیں پر   ہے رقص میں شبنم

طاؤس
(روش صدیقی)

پھر طوفاں کا پُرجوش سماں پربت پربت گھوما
دریوں نے گردوں چوما
پھر ابر افق پر کڑکا، پھر مینہ برسا، دھڑکا
پھر روح کے ایوانوں میں جھانجھن کی چھن چھن گونجی
جو پائل کی چھن چھن گونجی

دھڑکن
(احمد ندیم قاسمی)

جبیں پہ ایک موجِ رنگ و نور سی لیے ہوئے
[illegible]
… مست انکھڑیوں میں … لیے ہوئے
مرے خدا یہ کون ہے؟

قدم قدم پہ ایک نغمہ سا جگا رہی ہے وہ!
کچھ ایسے آ رہی ہے وہ!
بلند و پست پر شباب کے چھڑک رہی ہے وہ!
مرے خدا یہ کون ہے؟

سکاری
(احمد ندیم قاسمی)

اے عشق کہیں لے چل، اس پاپ کی بستی سے
نفرت گہِ عالم سے، لعنت گہِ ہستی سے
ان نفس پرستوں سے، اس نفس پرستی سے
دور اور کہیں لے چل!
اے عشق کہیں لے چل!

(اختر شیرانی)

ان سب میں ہمیں مواد و ہیئت کی ہم آہنگی کا احساس ہوتا ہے۔ ان کی مصرعوں سے قطع سطراں کی صورت ہی پڑھنے والے پر ایک خاص قسم کا اثر ڈالتی ہے۔

ہیئت کا یہ تدریجی ارتقا اس حقیقت کا غماز ہے کہ ہماری شاعری ہمیشہ کسی "نئے افق" کی تلاش میں سرگرداں رہی۔ چنانچہ وہ اس منزل پر اس وقت پہونچی جب ۱۹۳۰ء کے بعد راشد آیا، اور جس نے ہماری شاعری کو بالکل ایک نئی ٹکنیک اور ایک نئے آہنگ و ترنم سے روشناس کیا۔ یہ آزاد نظم کی ابتدا تھی۔

آزاد نظم کا چراغ یوں تو شرر کے ہاتھوں روشن ہو چکا تھا۔ لیکن شرر راشد کے وقت سے کچھ پہلے پیدا ہو گیا۔ وہ زمانہ آزاد نظم کی ترویج و اشاعت کے لئے سازگار نہ تھا۔ ابھی لوگوں کے اذہان اتنے بلند نہیں ہوئے تھے۔ ان میں کسی قسم کی جدت کو قبول کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ ان کو مروجہ چیزوں ہی میں زیادہ لطف آتا تھا۔ زندگی کے کسی شعبے میں بھی اس وقت انقلاب کی کیفیت نظر نہیں آتی۔ اس زمانے کے سماج کے افراد معمولی تبدیلیوں کے خواہشمند تھے۔ جیسا کہ سیاسی میدان میں بھی ان کو زیادہ آگے بڑھنا پسند نہ تھا۔ لیکن راشد کے وقت تک آتے آتے حالات سب کچھ بدل چکے تھے۔ مختلف ملک کے اندر زندگی کے ہر شعبے میں ایک انقلابی کیفیت کارفرما تھی۔ جس نے ہندوستانیوں کو بھی غفلت کی نیند سے جھنجھوڑ کر اٹھا دیا تھا۔ ان لوگوں کے پاس سوچنے کے لئے بہت سی نئی باتیں تھیں

سلجھانے کے لئے سینکڑوں پیچیدہ مسائل تھے، حل کرنے کے لئے ہزاروں مشکل سوالات تھے۔ چنانچہ ان تمام حالات نے مجبور کر دیا شاعروں کو سوچنے کے لئے کہ وہ ان تمام پیچیدہ اور گہرے خیالات کو پیش کرتے وقت پابندیوں کے بندھنوں کو کچھ ڈھیلا ضرور کر دیں۔ کانگریس کے مکمل آزادی کا ریزولیوشن پاس کر دینے کے بعد آزادی کا تصور زندگی کے ہر شعبے میں عام ہوتا چلا تھا اس کے علاوہ شاعر ہیئت کی اہمیت کو اب محسوس کرنے لگے تھے اور ان میں یہ شعور کافی بیدار ہو چکا تھا کہ وہ اپنے خیالات اور ہیئت میں ایک تام ہم آہنگی پیدا کریں ہر ملک کے اندر زندگی کے ہر شعبے میں انقلابات رونما ہو رہے تھے۔ اور ان میں ہلچلی ہوئی اس قسم کی تحریکات کے اثرات ہندوستان بھی قبول کر رہا تھا۔ کیونکہ دنیا آج رسل و رسائل کی برق رفتاری کے باعث وہ دور ہو ممالک ایک دوسرے کے بہت قریب آ گئے تھے۔ ادب میں بھی جو نئے رجحانات مختلف ممالک میں پیدا ہوئے، جو نئی نئی تحریکیں چلیں، جن تجربات کا چراغ روشن ہوا، ان کے اثرات ایک دوسرے پر برابر پڑنے رہے۔ ہندوستان بھی ان سے بچ نہ سکا۔ اُردو بھر بھلا ان اثرات سے کس طرح دامن بچاتی۔

تو اردو کی آزاد نظم کو صرف مغرب کی تقلید اور نقالی ہی نے پیدا نہیں کیا بلکہ حالات و واقعات اور وقت و ماحول کے تقاضوں نے۔ وہ بالکل فطری طور پر پیدا ہوئی۔ وہ اپنے ساتھ کوئی ایسی چیز نہیں لائی جو ہماری روایات، افتادِ طبع اور ذہنی رجحانات کے مطابق نہ ہو، ہم میں سکتے نہیں کہ اس میں سرے سے ہیئت ہی پوری طرح انحراف ہے۔ لیکن عروض وہی ہے، بحریں وہی ہیں، آہنگ وہی ہے، صرف اس میں قافیے کی پابندی اور ارکان کی تعداد کا تعین ضروری نہیں۔ قافیہ اگر فطری طور پر آ جائے، تو آزاد نظم کہنے والا اس کو اس کے لئے اپنی شاعری کے دروازے بند نہیں کر دیتا۔ لیکن اس کی توجہ تمام تر قافیہ پیمائی ہی تک محدود نہیں رہتی۔ آزاد شاعر صرف قافیہ پیمائی ہی نہیں ہے۔ آزاد نظم کہنے والے کے پیشِ نظر سب سے زیادہ جو چیز رہتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنے خیالات کو زیادہ سے زیادہ صفائی کے ساتھ عوام تک پہنچا دے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ قافیہ پیمائی کی طرف زیادہ توجہ نہیں کرتا۔ ارکان کی تعداد کا تعین بھی اس کی خیال کے پیشِ نظر ضروری نہیں۔ وہ بھی موقع اور محل کی مناسبت سے گھٹائے بڑھائے جا سکتے ہیں۔

چنانچہ آزاد نظم کی ضرورت اور اہمیت صرف اس ایک بات سے ظاہر ہو جاتی ہے کہ اس وقت کی معیاری آزاد شاعری تکمیلی پابند شاعری سے، خیال، اندازِ بیان، اسلوب اور طرزِ ادا کے اعتبار سے بالکل مختلف ہے۔ آزاد نظم کا شاعر اپنے ذہن پر بری طرح چھائے ہوئے خیالات اور ان کے تسلسل اور روانی کو برقرار رکھنے کے لئے اس صنفِ سخن کا استعمال کرتا ہے۔ اسی لئے بعض لوگ اکثر آزاد نظموں کو بھی مبہم کہہ دیتے ہیں حالانکہ ان میں ایسا زیادہ ابہام نہیں ہوتا بلکہ خیال کی گہرائی، پھیلاؤ، تسلسل اور روانی اور درجے کے دماغوں کو نئی چیز ہونے کی وجہ سے مبہم معلوم ہوتی ہے۔ آزاد نظم کا شاعر صرف ہلکی اور سادہ سی چیزوں کو پیش نہیں کرتا۔ اس کے پاس تو خیالات کا ایک لامتناہی سلسلہ ہوتا ہے جس کے پیچھے اس کے دماغ سے پھوٹ کر کسی معمولی ظرف میں نہیں سما سکتے۔ ان کے لئے تو ایک ایسے ظرف کی ضرورت ہے جس میں خود سمندر اور آسمانوں کا سا پھیلاؤ ہو اور جس میں یہ پُر شور دریاؤں کی صورت اختیار کر سکیں۔ ظاہر ہے کہ مخصوص قسم کے خیالات مخصوص قسم کے سانچوں میں ڈھلتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آزاد نظم کی ان خصوصیات کے پیشِ نظر ہمارے بعض پابند شاعری کرنے والے بھی آزاد نظم کی صنفِ سخن میں طبع آزمائی کرنے کے لئے مجبور ہو گئے ہیں۔ ایسے شاعروں میں ڈاکٹر تاثیر، احمد ندیم قاسمی، علی جواد زیدی، مخدوم محی الدین، علی سردار جعفری اور سلام مچھلی شہری وغیرہ خصوصیت کے ساتھ قابلِ غور ہیں۔ یہ لوگ عموماً پابند شاعری کرتے رہے۔ لیکن جب موقع پڑا، اور انھوں نے کسی خاص خیال کو آزاد نظم کے سانچے میں اچھی طرح ڈھلتا ہوا پایا، تو اس میں طبع آزمائی کی۔ اسی طرح آزاد شاعروں کو بھی پابند شاعری سے پرہیز نہیں ہے بلکہ جب ان کا فن کارانہ شعور کسی خاص خیال کو پابند نظم کے سانچے ہی میں بخوبی ڈھلتا ہوا پاتا ہے تو وہ اس سے گریز نہیں کرتے، اور اسی میں اپنے خیالات پیش کرتے ہیں چنانچہ راشد اور میرا جی، جو اُردو کی آزاد شاعری کے امام ہیں، ان کے یہاں پابند نظموں کی تعداد بھی اچھی خاصی موجود ہے۔ اور صرف نظموں ہی پر منحصر نہیں۔ وہ غزلیں بھی کہتے ہیں۔

شاعری میں ہیئت کا آخری تجربہ آزاد نظم ہی نہیں ہے۔ بعض شعراء نے اس سے بھی آگے قدم بڑھایا ہے۔ ہیئت کی اس قسم کی تبدیلی کی مثالیں انگریزی میں مس ایڈیتھ سٹول Miss Edith Sitwell کمنگس E. E. Cummings اور ای ای کمنگز ان کے بے شمار

نئے شاعروں کی نظمیں پیش کرتی ہیں جنہوں نے انگریزی ادب میں کوئی نمایاں حیثیت حاصل نہیں کی ہے۔ ستون تو اشعار بندوں کی ساخت کچھ اس طرح رکھتی ہے کہ اگر ان میں سموئے ہوئے خیالات سے قطع نظر بھی کر لیا جائے تب بھی ان کی ہیئت ہی سے ہمارے اوپر ایک خاص قسم کا اثر پیدا ہوتا ہے۔ کمنگس نے مصرعوں، نظموں کے اشعار اور سطروں، بلکہ الفاظ تک کو توڑ مروڑ کر رکھ دیا ہے۔ بعض شاعروں کی زیادتی کے باعث اس قسم کے تجربات بعض اوقات اچھے نہیں معلوم ہوتے لیکن بہرحال وہ تجربات [illegible] اندر تجربے [illegible] ہو سکتے ہیں۔

اردو میں ایسے تجربات ابھی آزاد نظم میں نہیں ہو رہے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں بحیثیت صنف سخن ابھی بالکل نووارد ہے بلکہ ابھی تو بہت سے قدامت پرست اس کو صنف سخن ہی کی حیثیت سے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں، اسی وجہ سے ہمارے فنکار ابھی اس کے آگے نہیں بڑھ رہے ہیں، ان کے پیش نظر ابھی تو اس صنف سخن کی حیثیت کو تسلیم کرانا ہے۔ پھر بھی میراجی، مختار صدیقی، دستورمند عادل وغیرہ کے تجربات اس سلسلے میں کافی اہم ہیں۔ میراجی مصرعوں کے ارکان کی تعداد کو زیادہ بڑھا کر [illegible] ہیں۔ [illegible] قسم کا اثر پیدا کرتا ہے اس کی نظمیں "سرسراہٹ" اور "سمندر کی" اسی طرح کی مثالیں ہیں۔ کیا ان مصرعوں کا مجموعی تاثر سرسراہٹ (لہروں کی) ایک خاص قسم کی سرسراہٹ جیسی کیفیت کے خاص [illegible] کی کیفیت پیدا نہیں کرتا ؎

یہاں ان ستونوں پر ہاتھ رکھ دوں
یہ لہریں ہیں بہی جاتی ہیں اور مجھ کو بہاتی ہیں
یہ موج بادہ ہیں — ساغر کی خوابیدہ فضا دل میں
اچانک جاگ اٹھتی ہے
حقیقت کے جہاں سے کوئی اس دنیا میں در آئے
تو اس کے ہونٹ متبسم ہوں — شاید قہقہہ اٹھ کر
مرے دل کو ٹکڑے اپنے ہاتھوں سے،
مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ لہریں ابھی تک ساحلی منظر سے ناواقف ہیں۔ یونہی اک بہانہ کر رہی ہیں اک بہانہ کس کو کہتے ہیں؟
بہانے ہی بہانے ہیں! (سرسراہٹ)

مختار صدیقی "جمال درباری لمپیت" میں پھیلاؤ کو پیش کرتا ہے، تو اس کی ہیئت ہی سے ہم پھیلاؤ کی کیفیت کو محسوس کرتے ہیں:

روشنی تیز ہوئی!
روشنی تیز ہوئی شمعوں کی
روشنی تیز ہوئی شمعوں کی، فانوسوں کی،
روشنی تیز ہوئی شمعوں کی فانوسوں کی، اور شب کی دلہن،
روشنی تیز ہوئی شمعوں کی فانوسوں کی اور شب کی دلہن شرمائی،
روشنی تیز ہوئی شمعوں کی فانوسوں کی اور شب کی دلہن شرمائی، لجا کر سمٹی
روشنی تیز ہوئی شمعوں کی فانوسوں کی اور شب کی دلہن شرمائی لجا کر سمٹی اسمٹ کر بیٹھی،
انہیں شمعوں نے دیا ماند کا تعم اس کو!!
دو جہاں مطلع انوار ہوئے دیکھو تو!
ترکماں ہجرت اکبر آیو — ہجرت اکبر آیو!!
(جمال درباری لمپیت)

اور وشوامتر عادل کی نظم "راہرو" میں اس کا اُتار چڑھاؤ کسی کے چلنے کی کیفیت کو پڑھنے والے کے سامنے بے نقاب کر دیتا ہے ؎

بکھرتی ہوئی چاندنی اپنے خاموش ہونٹوں سے سرگوشیاں کر رہی ہے
وہ سرگوشیاں جن کو سنتا ہوں، لیکن یہ ظاہر کئے جا رہا ہوں
نہیں میں نے ان کو سُنا ہی نہیں ہے
میرے پیچھے پھیلے ہوئے راستے پر کہانی کے ذروں کی رنگین قبریں ہی جا رہی ہیں۔ (راہرو)

لیکن ان میں سے کوئی وہاں تک نہیں پہونچا جہاں انگریزی شاعر پہونچ چکے ہیں پھر بھی یہ تجربات اُردو شاعری میں ہیئت کے اعتبار سے بالکل نئی چیزیں ہیں، اور جنہوں نے اس پر کافی اثرات چھوڑے ہیں۔

آزاد نظموں سے قطع نظر، پابند نظموں میں بھی اسی قسم کے تجربات کا سلسلہ جاری ہے اور شاید آزاد نظم سے زیادہ پابند نظموں میں اس قسم کے تجربات کئے جا رہے ہیں۔ فیض کی "ہماری شاعری" اس قسم کے تجربات کی بہترین مثال پیش کرتی ہے۔ اس کی ہر نظم میں ہیئت کا حیرت انگیز تغیر موجود ہے لیکن وہ ہے سب پابندیوں کے ساتھ! اس کے ایک ایک مصرعے اور ایک ایک لفظ کا استعمال اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ خیال کے سہارے آگے بڑھتے ہیں۔ جہاں خیال نے اس کو روکا ہے، وہ رک گیا ہے جہاں اس نے آگے بڑھایا ہے وہ آگے بڑھ گیا ہے۔ غرض یہ کہ وہ کہیں بھی اپنی طرف سے نظموں کی ماہیئت کو نہیں بناتا بلکہ جس طرح خیال چلتا ہے، اور جو رُخ اختیار کرتا ہے اسی طرف اس کی شاعری کی ہیئت بھی چلنے لگتی ہے۔ سلام کی بھی اکثر نظموں کا یہی حال ہے جس میں "جنگلی ناچ" خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ جس میں اس کی فن کاری نے مصرعوں کے اُتار چڑھاؤ سے رقص کا تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ میراجی کی "کھنک" بھی اپنے اندر ہیئت کے اعتبار سے ناچ کی کیفیت رکھتی ہے۔ قیوم نظر کے "آتشیں پرندے" بھی ہیئت سے آتشیں پرندے معلوم ہوتے ہیں اور یوسف ظفر کی "رقاصہ" ایک نوجوان اور چنچل کے سیماب آسا رقص کی تصویر پیش کر دیتی ہے۔ اختر الایمان اور ضیاء الرحمٰن کی اکثر نظموں کی ہیئت آج کل کے نوجوانوں کے سوچنے کے طریقے کو ظاہر کرتی ہے اور جو شروع سے آخر تک اسی انداز سے ہم آہنگ ہیں۔

غرض یہ کہ شاعری میں ہیئت کے تجربات کی ندی بہہ رہی ہے۔ کون جانے کہ کل وہ کون سے مقام سے گذرے گی۔ کون سا پہلو بدلے گی اور کون سا رُخ اختیار کرے گی۔ جب تک زندگی میں تغیر ہوتا رہے گا۔ سوچنے کے انداز بدلتے رہیں گے مذاق میں تبدیلیاں ہوتی رہیں گی۔ اس وقت تک شاعری بھی انقلاب کے سیلاب سے بچ نہیں سکتی کیونکہ وہ بہرحال زندگی کے ساتھ وابستہ ہے۔ شاعری انسانوں کی طرح زندہ ہے۔ اگر زندہ انسانوں کے عادات و اطوار، رہن سہن، اقوال و کردار، طور طریقوں اور لباس و وضع میں تبدیلیاں ہو سکتی ہیں۔ فیشن بدل سکتے ہیں۔ تو شاعری کی ہیئت میں نئے نئے شگوفے کیوں نہ کھلتے رہیں، دُنیا کا قانون ہی یہی ہے، جہاں ہر لمحہ اور ہر گھڑی، وقت کی ہر کروٹ، ہر جنبش اور ہر انداز سے یہ صدا آتی رہتی ہے ؎

کیفیت باقی پُرانے کوہ و صحرا میں نہیں
ہے جنوں تیرا نیا پیدا نیا ویرانہ کر اقبال

عبادت بریلوی؛

دو گیت

ایک ہی آس

آس ہے اس تمہیں جیون کی
تمہیں کو لاج ہے تن من دھن کی
تمہیں سے لو ہے آن
تم بھگتن کے بھگوان

اوشا کال میں جوت تمہاری
آپ ہی دلوتا آپ ہی پجاری
آپ اپنی پہچان
تم بھگتن کے بھگوان

ان داتا جگ پالنہارے
پنچھی پکھیرو نرے سہارے
مل جل جائیں پران
تم بھگتن کے بھگوان

جگ مگ ہے آکاش تمہارا
تاروں میں پرکاش تمہارا
روپ انوپ کی شان
تم بھگتن کے بھگوان

بھوکوں کے ان داتا تم ہو
سب کا رشتہ ناتا تم ہو
دھن دھن تم دھنوان
تم بھگتن کے بھگوان

گیتوں کا ملّاح

میرے گیتوں کے ملّاح　نیّا دھیرے دھیرے کھینا
سُندر جل تھل، ہردے ہلچل
ساگر ہے لے بھاؤ چلا چل
سوچ ہے اب بیکار
میرے گیتوں کے ملّاح　نیّا دھیرے دھیرے کھینا

دھرتی کی سُدھ ہے نہ گگن کی
جانے کیا آشا جیون کی
سوجھے آر نہ پار
میرے گیتوں کے ملّاح　نیّا دھیرے دھیرے کھینا

یہ سارا سنسار ہے تیرا
سب اِس اور اُس پار ہی تیرا
تو ہی کھیون ہار
میرے گیتوں کے ملّاح　نیّا دھیرے دھیرے کھینا

چاند ہے بِرہا، تارے راگی
اُٹھا طوفاں مچا بیراگی
جھوم اُٹھے سنسار
میرے گیتوں کے ملّاح　نیّا دھیرے دھیرے کھینا

تاروں کے اُس پار کی بستی
سُندر جگمگ ہستی ہستی
لے چل ہاں اُس پار
میرے گیتوں کے ملّاح　نیّا دھیرے دھیرے کھینا

عشرت رحمانی

دھندلکوں کے پیچھے

لیکن اچھے دن تو بہت تیزی سے گذر جاتے ہیں نا۔ پھولوں کے موسم کی رنگین سی ہوا کے ایک ہلکے جھونکے کی طرح۔ جو آنچل کی نیلی لہروں کو لہراتا، پردوں کو ہلاتا اور بالوں کی لہریں اُلجھاتا ہوا دور سپید کے گھنے سایوں میں کھو جاتا ہے۔ سیب کی سفید کلیاں کھلتی ہیں اور دوپہر ڈھلتے زرد ہو کر زمین پر گر پڑتی ہیں۔ رات کی رانی مہکنا جانتی ہے لیکن صبح ہوتے ہوتے اس کی سُہانی خوشبوئیں خوابوں کے ساتھ ساتھ نہ جانے کون سی انجانی بستی کو چلی جاتی ہیں۔ چاندنی کی ٹھنڈی موجیں تو صبح کا بھی انتظار نہیں کرتیں۔ بے درد اور بے حس چاند نہ جانے کن اَن دیکھی دُنیا کی وادیوں میں جا کر چھپ رہتا ہے جہاں سُنا ہے کبھی گرم اور گرد آلود ہوائیں نہیں چلتیں بگولے نہیں اُٹھتے۔ اور انوکھے سپنوں کے نقرئی پل جھوٹے جھوٹے ستاروں کی طرح نہیں ٹوٹا کرتے۔

پر زندگی کے تھکے ہارے مسافران چمکیلے اور چھپے ہوئے راستوں کی تلاش میں بھٹکتے اندھیرے جنگلوں اور تپتے ہوئے ریتیلے میدانوں میں جا نکلتے ہیں جہاں شعلے لپکتے ہیں، مصیبتیں قہقہے لگاتی ہیں، تباہیاں مسکراتی ہیں۔ بگولوں کے گرم اور کسیلے دھوئیں کی تاریکی کے پیچھے سے کوئی مدھم سی، خنک سی روشنی جھلملاتی ہے لیکن پھر دھندلکوں میں چھپ جاتی ہے۔

بھئی خدا کے لئے! مجھے جذباتی بن جانے کا الزام مت دو۔ میں کیا کروں۔ تمہیں سالِ نو کی وہ کہر آلود شام یاد ہے ——؟ ۳۱ دسمبر۔ آج بھی وہی تاریخ ہے۔ ہم سب اُس روز کتنی دھوم مچایا کرتے تھے۔ تحفے اور مبارکبادیں۔ جوشیاں اور قہقہے۔ ۳۱ دسمبر! بعض چھوٹی چھوٹی باتوں کی ہمارے دلوں میں کیسی محبوب سی، عزیز سی اہمیت اور قدر تھی۔ تمہاری سالگرہ کی تاریخ۔ عید کا دن، نوروز کی رات، امتحان کے آخری پرچے کی شام۔ ان معمولی چیزوں کی sentimental value کی وجہ سے زندگی زیادہ دلکش اور پُرلطف معلوم ہوتی تھی نا۔ مگر یہ کیسی پیاری سی حماقت ہے۔ پرانی باتیں یاد آتی ہیں۔ رونے کو دل چاہتا ہے۔ اور پھر یہ سوچ کر ہنسی بھی آ جاتی ہے کہ پہلے ہم دوسروں کا مذاق اُڑایا کرتے تھے —— واقعات کا جُوار بھاٹا بہت ہی عجیب چیز ہے ——!

—— دُنیا بہت مزیدار جگہ تھی۔ ہے نا؟ ہم اور تم۔ ہمارا گھر ہمارے عزیزوں اور دوستوں کا حلقہ۔ ہماری چھوٹی چھوٹی مصروفیتیں اور تفریحیں۔ ہنسی مذاق غصّے اور پیار۔ فلسفۂ حیات پر غور کرنے کی کبھی ذرا سی بھی ضرورت محسوس نہ ہوتی تھی۔ تم پینٹنگ کرتی تھیں۔ میں کارٹون بناتی تھی۔ پھر دونوں مل کر اپنے کارناموں پر تبصرہ کرتے تھے۔ ابسن کا "گڑیا کا گھر" پڑھ کے ایک دفعہ تم تقریباً رونے لگی تھیں اور میں نے تمہیں ڈانٹا تھا۔ ہم اپنے آپ کو بہت عقل مند سمجھتے تھے لڑتے تھے اور چاکلیٹ کھاتے تھے۔ اب تم جانے کیا بن گئی ہو۔ مجھے بھی یقین نہیں کہ اب میں کیا ہوں کم از کم دوسرے تو مجھے نہ معلوم کیا سمجھنے لگے ہیں۔ مغرور، ضدی، خود پسند۔ اور جھوٹ کی شائق۔ واقعی زندگی اب جھوٹ اور دھوکے کے رنگین لبادے میں لپٹ کر رہ گئی ہے

لیکن اگر وہ گذری باتیں بے تحاشا یاد آتی ہی چلی جائیں تو میں کیا کروں۔ خدارا مجھے جذباتی مت سمجھو۔ ۳۱ دسمبر کی شام! اُف میرے اللہ —! یاد ہے اُس نے کہا تھا کہ اگر چمکتے ہوئے اونچے اونچے ستاروں کا عکس پگڈنڈی کے کنارے ٹھہرے ہوئے گدلے پانی میں پڑے تو اس میں ستاروں کا کیا قصور۔ لیکن جب وہ بے حقیقت جوہڑ ان ستاروں کے خواب دیکھنے لگے تو کیا ہو —؟ وہ اونچے اونچے ستارے تو صرف گومتی کے شفاف سُنہرے پانیوں میں آنکھ مچولی کھیلیں گے۔ اس کا فلسفہ! اس کی معمولی جیسی باتیں! اس کچھ لُو ہیمین انداز۔ مجبوریوں کا تند و تیز سیلاب تاش کے پتوں کے اس محل کو بہت دُور بہا لے گیا ہے جو تم نے خوشی خوشی بنایا تھا۔ وہ دن بھی ختم ہو چکے ہیں "آؤ ہم بھی ان کا ساتھ دیں"۔ ہمارے رُخسار جیجیجی ... کی گرمی اور آتشدان میں لپکتے ہوئے شعلوں کے عکس نے سرخ کر دیے تھے۔ مُنیلی کارمن میرانڈا کی نقل کر رہی تھی۔ اسلم وائلن پر وہی نغمہ بجا رہا تھا

جب سے ہم ہر سال یہی دسمبر کی رات کی دعوت کا اہتمام کرتے تھے مبتل اور اسلم انور اور صبیحہ ایڈمنڈ اور خورشید۔ ملاحتیں اور صباحتیں، ناز اور نیاز۔ قہقہوں کی پیالیوں سے مادی کے چھینٹے چھینٹے ٹکرا رہے تھے۔ زندگی، گرمی، خوشیاں، قہقہے۔ مجھے نامعلوم سا خوف محسوس ہو رہا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ لمحے پھر کبھی لوٹ کر نہ آئیں۔ سینوں کے رنگین سلسلے بہت جلد بکھر جاتے ہیں نا۔

اسلم وائلن بجا رہا تھا۔ مبتل ان لرزتے تاروں سے اٹھتے ہوئے نغموں کے سیلاب میں بہی جا رہی تھی۔

I, I, I, I, I, I, I, like you a verry muchh'
I, I, I, I, I, I, thank you-a grand''

سچ۔ کیسا مضحکہ خیز گانا تھا۔ ہم سب بے اختیار ہنس کے لوٹے ہوئے جا رہے تھے کتنے بیوقوف تھے ہم لوگ ——

Why, why, why, why, why, why, when I feel your touch,
My heart begins to beat, to beat the band'

مبتل رقص کر رہی تھی خوشیاں ناچ رہی تھیں۔ پھر یاد ہے Consequences کے کھیل میں جو ہم نے ایک دوسرے کے نام تجویز کئے تھے۔ "ہلم یدنگ"۔ تمہی یاد ہے اور جانے کیا کیا یا اللہ۔ پچھلے ہفتے میں نے مکی ماؤس کا نام اسٹیٹسمین کی ہلاک شدگاں کی فہرست میں دیکھا تھا۔ خیال تو کرو۔ وہ ہر وقت چیخنے اور شور مچانے والا شخص جو صرف زندہ رہنے کے لئے پیدا ہوا تھا۔ ہم سب زندہ رہنے کے لئے پیدا ہوئے تھے نا۔ عمر بھر ہنستے رہنے اور میوزیکل چیئرز کھیلنے کے لئے۔

—— مبتل نے ایک اور گیت شروع کر دیا تھا۔ "آؤ رقص کریں بھئی۔" لیکن پھر ہم تینوں کمرے کی گرم و روشن فضا سے بچنے کے لئے باہر خاموش بالکونی پر نکل آئے تھے —— یہ تیزی سے پرواز کرتے ہوئے لمحات ماضی کی بوجھل یادوں کو اپنے آنچل میں سمیٹ کر بہت دور لئے جا رہے ہیں۔ یہ بادلی کرنوں پر سے اتری ہوئی شہزادیاں۔ اب انہیں رخصت کرنا چاہتی ہیں۔ اب پچھلی ساعتوں کا غم کرنے کا کیا فائدہ —— ؟"

اس نے بالکونی کی ریلنگ پر جھکتے ہوئے ڈرامیٹک انداز سے کہا تھا۔ "بھئی ابھی شاعری اس وقت تو بھول جاؤ۔" شاید تم بولی تھیں۔ دھیمی سی آواز میں جیسے کسی سحر کے زیر اثر تھیں اور اس سے بچنا چاہتی تھیں۔ ہماری نظروں کے سامنے درختوں کے پھیلے ہوئے اندھیرے میں کہیں کہیں مدھم روشنیاں جھلملا اٹھتی تھیں۔ خوابیدہ کائنات ناکامیوں اور مایوسیوں کے سرد دھند لکے میں لپٹی ہوئی آنے والی کل کے انتظار میں خاموشی کی گہری گہری سانسیں لے رہی تھی۔ دور، جعفر منزل کا اداس سنہری گنبد اور یونیورسٹی کی مغرور برجیاں اسی سرد اور بھاری کہرے میں ڈوبی جا رہی تھیں۔ ہمارے محبوب لا مارٹینیر کے کنگوروں کے سیاہ کنارے دھند میں کھوئے ہوئے کیا سوچ رہے تھے۔ اس کے اونچے ہال کے روشندانوں میں سے ہلکی نیلی روشنی جھلکنے لگی تھی۔ ضیافت شروع ہو چکی ہے۔ تم نے کہا تھا ہر سال ۳۱ دسمبر کی رات کو وہ ہال نیلی روشنیوں سے جگمگا اٹھتا ہے جب ہم تم وہاں تھے اور اب بھی۔ نئے سال کے استقبال کے لئے وہ شمعدان اب بھی جلائے جاتے ہیں۔ کل نیا سال ہے۔ زندگی کے غبار آلود راستے کا ایک اور نامعلوم سنگ میل کل کے بعد کیا کیا ہو گا۔ تجدید حیات، ایک نیا افق، آفتاب تازہ —— ہشت۔ جذباتی لغویات کی انتہا۔ دنیا نوجوں کی توں رہتی ہے بوڑھی ہوتی جا رہی ہے بلکہ اور حسین زیادہ ہو گئی ہے۔ لیکن لوگ اچھے اچھے خواب دیکھنے سے باز نہیں آتے۔

"اُف خدا یا اب اندر چلو۔ مجھے تو سردی بھی لگنے لگی۔" واقعی اتنی دیر تک گلا پھاڑ پھاڑ کر گانے اور شور مچاتے مچاتے زوروں کی بھوک محسوس ہو رہی تھی۔ دوسرے ساتھی ڈنر کے لئے دوسرے کمرے میں جا چکے تھے میوزک روم خاموش پڑا تھا۔

—— "سردی لگ رہی ہے؟ راحتوں اور رنگینیوں کو ایک لمحے کے لئے بھی چھوڑنا نہیں چاہتیں؟ تم تو بڑی بڑی دشوار گذار پگڈنڈیوں اور ویرانوں میں سفر کرنے کے لئے تیار ہو —— ؟" وہ اسی طرح ریلنگ پر جھکا ہوا تھا۔

"ہاں لیکن تمہارے ساتھ۔ تمہارے سہارے —— " پر یہ الفاظ زبان پر نہ آسکے۔ تم بھی خاموش تھیں۔ فرازِ آسمان سے

ایک ننھا سا بیچارہ ستارہ ٹوٹ کر نابجی کی گہرائیوں میں گم ہو گیا ہم دونوں جیسے سہم سے گئے۔

——— آرے مسخرو چلو جلدی ورنہ ہم ہمارے بغیر ہی شروع کر دیے ہیں کھانا۔ اسلم نے اندر سے چلاّ کر آواز دی۔

پھر بارہ بجے۔ کریکرز ٹوٹے گئے۔ کرسیاں الٹی گئیں۔ گدّوں کی لڑائی ہوئی۔ اسے ہیپی نیو ایر ——— نیا سال آگیا۔ نئی خوشیاں۔ نئی اُمیدیں —— نئی زندگی۔ یقیناً۔ اِا نئی خوبصورت آشامیاں۔ پینے والوں کی یاد میں۔ تارہ کاروں کے جھنکار کا رقص۔ نیا سال!!

ہم سب پاگل تھے۔ اختر۔ تم تھی اور میں تھی۔ اور وہ بھی۔ اسلم، میتیل، انور۔ اِسے سب ہیں ایک دوسرے پر اعتماد تھا۔ محبّت تھی۔ اور رفاقت کا خلوص۔ ہم ایک دوسرے کے ساتھی تھے۔ طوفانوں کے مقابلے میں ایک ہی تختے پر بہنے والے ایک ہی بلڈ نڈی کے مسافر۔ کیسی جھڑپیں اور سنہری غلط فہمیاں تھیں۔ وہ تمہیں چاہتا تھا کم از کم یہی ظاہر کر رہا تھا۔ جوہڑ کا پانی اونچے اونچے ستاروں کے خواب دیکھ رہا تھا۔ اسلم میتیل پر مرتا رہتا تھا۔ لیکن اب تک بالکل سلامت ہے۔ ہاں آو رم چکا ہے۔ سوچو یہ بھی الفاظ کہنے میں کتنے آسان ہیں لیکن اصلیت کتنی خوفناک، بھیانک اور ظالم ——— وہ اگلی جنگ میں اپنی پوسٹ کی حفاظت کرتے ہوئے دشمن کے ایک مورچے پر حملہ کر رہا تھا کہ اس پر شین گن کی گولیوں کی بوچھار پڑی اور وہ مر گیا۔ نیلوفر کے ایک نازک سے پودے کی طرح گر پڑا اور ختم ہو گیا۔ جیسے کبھی تھا ہی نہیں۔ ایک لمحے کے اندر اندر اس کا دُنیا میں آنا اور نہ آنا برابر ہو کے رہ گیا۔ تم نے اس کی موت کی خبر سنی ہوگی تو گہری سی سانس بھر کر رہ گئی ہوگی۔ سچ سچ بیچارہ میتیل اور صفیہ بی شاید ملکی بھی جھکی ہوں۔ خدایا ——— !

بناؤ زبیدہ، کیا تم میں اتنی ہمت ہے کہ ابھی ۳۱۔ دسمبر کی رات کو کلاک کی طرف نظر اُٹھا کے دیکھو سکو۔ وہی رات ہے وہی دُنیا ہے۔ وہی ہم تم ہیں۔ نیا سال اپنے دامن میں نہ جانے کتنی خوشیاں اور آنسو چھپائے چلا آرہا ہے ہنس کر اس کا استقبال کر سکو گی۔ وہ کب بھول سکتی ہو جس سے پہلی جنوری کو خوش آمدید کہا جاتا تھا۔ اسلم کے وائلن کے تاروں میں تو شاید زنگ بھی لگ گیا ہوگا وہ دن بھر راشننگ کے دفتر میں سر کھپا کر شام کو گھر جاتا ہے تو اس کی بیوی کی جھلاّئی ہوئی آواز اور اس کے مین تھوڑے چھوٹے جیبیں ہیں کرتے ہوئے بچے اس کے سر کے درد کو اور بڑھا دیتے ہیں ——— ہوائیں گنگنا اور اُڑتے پرتے ہوتے ہاروں پر محبوب کے نیلے سمندروں اور بام کے درختوں پر برستی ہوئی رسیلی چاندنی کے خواب آلود نغمے راشننگ کے اعداد و شمار کی بھول بھلیوں سے بہت دُور ہیں۔ بہت ہی دُور۔

پر زبیدہ اچھے دن ہمیشہ پیچھے رہنے جاتے ہیں۔ مجھے خدا سے بڑی شکایت ہے۔ بہت سی شکایتیں ہیں دیکھو تو سہی۔ میں خدا سے روٹھنا بھی سیکھ گئی ہوں۔ ذرا فلسفی بنتی جا رہی ہوں ــ

ہماری کیسی خوشگوار دُنیا تھی۔ ہمارا سوئیٹ پی کا باغ۔ ناشپاتی کے درخت۔ باورچی خانے کی چمنی سے اُٹھتا ہوا پرسکون سا دھواں۔ نوکروں کی مانوس چیخ پکار۔ امّی کے احکام اور ڈانٹ ڈپٹ۔ سوئیٹ پی کی کیاریوں پر منڈلاتی ہوئی رنگین مکھیوں کی بھنبھناہٹ، دوپہر کے سناٹے میں ریلوے لائن کے اُس پار سے آتی ہوئی پیپرمل کی سیٹی اور پن چکّی کی صدائیں۔ وہ مخصوص اور محبوب سی آوازیں، وہ عزیز فضائیں، جیسے دُنیا کی ہر چیز صرف ہمارے آرام کے لئے بنائی گئی تھی۔ لیکن اگر وہ ہماری اس دُنیا میں داخل نہ ہو سکتا تھا تو یہ ستاروں کا قصور تھا۔ ہم نے فرصت اور بے فکری کی ایک سہ پہر ناشپاتی کے سائے میں بیٹھ کر جتنے احمقوں کی فہرست تیار کی تھی اُس میں میں نے اس کا نام سب سے اُوپر رکھا تھا اور تم بگڑ گئی تھیں۔ وہ تمہارا آئیڈیل تھا نا ——— !

یہ تخیل پرستیاں بعض مرتبہ کس قدر تکلیف دہ ثابت ہوتی ہیں!

اُس روز تم بھاگی بھاگی آئیں اور ریکٹ ایک طرف پھینک کر جلدی جلدی کہنے لگیں "آج ۔ آج ۔ اُف اللہ کیسی عجیب باتیں ہیں۔ اس نے ——— سنو تو۔ اس نے کہا" ——— میں کالج کے کام میں بہت زیادہ مصروف تھی اور جانتی تھی کہ یہ عجیب عجیب باتیں عقل سے قطعی بالاتر اور بالکل فضول ہوا کرتی ہیں۔ اُس وقت میں نے تمہاری داستان سُننے کی ضرورت نہ سمجھی ——— "مجھے پڑھنے دو بھئی ــ روز ہی یہ بیوقوفیاں ہوتی رہتی ہیں تمہارے لئے"!

"موقوف ان باتوں کو بھی۔ موت و زندگی کا مسئلہ ہے یہ تو ہی۔ اس نے کہا ـــــ تم بولیں۔

"ـــــ" اس نے کہا کہ ۔۔ تمہارا ان کی باتیں انجم رنگین کی ـــــ" میں نے چڑ کر تمہاری بات کاٹ دی تھی۔

"ارے ہاں ـ اللہ مارے لو ہاری کر لینے دو گدھی کی دم ـــــ"

"بکواس فطعی ـــــ ابھی ان ۔۔ دور ۔۔ سامنے جا رہے ہیں اور تم بالکل نہیں پڑھتیں۔ تمہارے دماغ میں کیا بے تکی باتیں گھس گئیں ہیں۔ تم بڑی احمق ـ ۔۔ تمہیں نصیحت کرنے چلی تھی ـ اللہ مرے ـــــ!

اور کیوں تم مجھ سے خفا ہو گئیں ـــــ ہونا چاہئے تھا میں نہیں کہہ سکتی کہ اگر میں تمہاری جگہ ہوتی تو کیا کرتی ـــ وہ بیمار تھا۔ اُس نے لکھا تھا کہ اگر ہو سکے اور مناسب سمجھو تو آ کر مجھے دیکھ جاؤ ـ کچھ عرصے بعد وہ جا نہ سکا تھا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ تم دہرہ دون کیوں بھیجی جا رہی ہو ـــــ میں اس کا رونا ان کیوں نہیں مانتی ـ اسے رخصت کرنے تم اسٹیشن تک نہ گئیں۔ شاید نہ جا سکتی تھیں۔ تم اُمید کرتی تھیں کہ میں تمہیں منا لوں گی ـ لیکن تم اپنے آپ کو زیادہ عقلمند سمجھتی تھی۔ وہ چلا گیا یہ کوئی خاص یا اہم بات نہیں تھی ـ ڈلکشا کی ڈھلوان سے اترتے ہوئے اُس نے کہا تھا" ہم اپنے آپ کو خود ساختہ فریب میں مبتلا رکھنے کی کوشش کرتے رہے ـ ملن ستارے ٹکرا جائیں تو معلوم نہیں کون سا ستارہ ٹوٹے گا" اور ٹرین پلیٹ فارم کو چھوڑ کر آگے نکل گئی اور پٹڑیاں چمکتی رہیں میں گھر واپس آ گئی تم بھی آئیں اور دوسرے دن چلی گئیں۔ رات کے گہرے سناٹے میں گھڑی کی متوازن ٹِک ٹِک کے ساتھ وہ لحظہ بلحظہ دور ہوتا جا رہا تھا ـــ مجھ سے دور ـ تم سے دور ـــــ

اور ۳۱ دسمبر کی رات آنے والی ہے ـ دریچے میں وہ چینی وار ہمالی رکھا ہے جو اس زمانے میں بہت سفید پھولوں سے بھرا رہتا تھا۔ نہ معلوم ہمارے گھر کی کیا حالت ہو گی ـ سیب کی ٹہنیوں میں کلیاں کب آئیں گی۔ سوئیٹ پی کے پودے بڑے ہوں گے تو انہیں لکڑیوں کا سہارا لینے کی ضرورت پڑنے لگے گی۔ خدا کرے بہار جلد آ جائے۔ خزاں کی خشک ہوائیں اور بیت جھڑ کی ویرانیاں تم کس طرح برداشت کر سکو گی؟

دنیا مکمل ہوتی جا رہی ہے ـ انور ختم ہو چکا ہے ـ تمہ ـ ایک گورنمنٹ کنٹریکٹر کے اکلوتے بیٹے سے شادی رچا لی ہے دماغ کی تندرستی کی یہی علامت ہے ـ میں بیتے ہوئے دنوں کی یاد میں اپنا وقت کیوں خراب کروں۔ ایسی چھوٹی چھوٹی باتیں تو ہوتی ہی رہتی ہیں ـ میتھس (I) C ۔۔ میں شامل ہو کر نہ جانے کہاں چلی گئی ہے ـ اسلم کے تین بچے ہو چکے ہیں اور وہ بازار میں اُن کے لئے موزے خریدتا ہوا نظر آتا ہے ـ یاد کرو ـ ہم سب اسے "آئیڈیلسٹ" کہا کرتے تھے ـــــ

کل سال نو ہے ـ آؤ اب اس افسانے کو ختم کریں ـ بقول عابد کہ رومان نے تمہارا دروازہ کھٹکھٹایا لیکن مجبوریوں کی بھاری زنجیر نہ کھل سکی ـ چاہے اور جاہے جانے کے نامعلوم راستے پر ہم نے جتنے چراغ جلائے تھے وہ کب کے بجھ چکے ـ مسرتوں کے راگ بند ہو گئے ہیں ـ اندھیرا بہت گہرا اور بہت ٹھنڈا ہو چلا ہے ـ بارہ بجنے والے ہیں آؤ ہم شمعیں روشن کر لیں ـ کیا پتہ اچھے دن اب زیادہ دور نہ ہوں ـــــ ہے نا؟

قرۃ العین حیدر

جنگل

سوچنا آدمی کے لئے سب سے بڑی مصیبت ہے۔ بلکہ مصیبتوں کی جڑ۔ کوفت، پریشانی، اُلجھن، نیکی بدی کی ناپ تول، عمل اور مقابلہ کی تمام شاخیں اسی ایک سوچ سے پھوٹتی ہیں۔ دُنیا بھر کی زحمتوں کے حنظل اسی درخت میں گھونگروں کی طرح لگتے ہیں۔ اس شجر کا پھل کھایا اور امن چین کی جنت سے نکالے گئے۔ میں آرام و آسائش کا قائل ہوں۔ غمِ دُنیا اور فکرِ عقبیٰ کے بغیر سکون کی بھی زندگی بسر کرنی چاہتا ہوں۔ مرنجان مرنج۔ نہ میں کسی کے پھٹے میں پاؤں ڈالوں، ورنہ دوسروں کی خدائی فوجداری کو پسند کروں۔ میری زندگی بھی کچھ اس طرح گذری کہ سکون و آرام کی عادت ہوگئی ہے۔ میں اپنے جسم، دماغ و روح کو تسکینِ مکمل کی حالت میں رکھنا چاہتا ہوں۔ میرا تجربہ ہے کہ سوچ بچار اس مقصد کے حصول میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ سکون سوچ کی نلکیوں سے گزرتے ہی دھواں بن کر اُڑ جاتا ہے۔ لہذا میں سوچنے سے سخت گھبراتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ سکھ چین چاہنے والے سبھی لوگ اس بلا سے دامنِ خیال کو بچا کر رکھتے ہوں گے۔

اب فطرت کی ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ میں سوچنے کے مرض میں خاصہ گرفتار ہوں۔ پڑوس کے ریڈیو کے شور و شر اور بانگ سے ہنگام کو آپ پسند کریں یا نہ کریں، آوازیں، چیخیں اور اعصابی دوروں کی لہریں دُنیا بھر سے سمٹ سمٹا کر چلی آتی ہیں اور سیدھے آپکے دماغ میں گھس کر ابتری پھیلا ہی دیتی ہیں۔ بالکل یہی خیالات کی "لاسلکی" کا عالم ہے۔ لاکھ فکر کے دریچے بند کیجئے، سوچ پر پہرے بٹھائیے مگر دماغ کا ریڈیو سٹ ہر وقت جھنجھناتا ہی رہتا ہے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ آپ اسی ریڈیو سٹ کے مالک ہیں، "سوئچ" کو بند کر دیجئے، چلو چین نصیب ہوجائیگا۔ مگر یہ سوچکر سر پھوڑ لینے کو جی چاہتا ہے کہ کھوپڑی کے اندر کے ریڈیو پر مالک کا کوئی قبضہ نہیں۔ اس کے "والو" ہمیشہ ہیجان برق زدہ رہتے ہیں۔ نیند میں بھی تو نجات نہیں ملتی۔ خواب کے بہروپ میں ریڈیو اور ٹیلی وژن کی بجلیاں گرتی رہتی ہیں۔ جاگتے ہوئے اور کچھ نہیں تو یہی سوچتے گزرتی ہے کہ سوچ فکر سے کیسے بچیں کہ دل کو طمانیت حاصل ہو۔

میں بہت کم لوگوں سے ملتا جلتا ہوں۔ ملنے جلنے سے بھی لوگوں کے دُکھ سُکھ کا پتہ چلتا ہے اور پھر وہی سوچ بچار۔ ملنے ملانے اور سوچ بچار سے اتنی زیادہ نفسی قوت ہر وقت برباد ہوتی رہتی ہے کہ اس کا اندازہ کر کے سوہانِ روح ہوتا ہے۔ اِن چھوٹے بڑے ذہنی و نفسی زلزلوں سے عمر کی عمارت کے گوشے منہدم ہوتے رہتے ہیں اور سلون اضطراب میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ انسان کی جنت یکانت کی زندگی میں ہے۔ اگر مجھے تہذیب و تمدن کے جدید سامانوں کی عادت نہ ہوتی تو میں بزرگوں اور جوگیوں کی طرح کسی جنگل کے کُنج یا پہاڑ کی گپھا میں الگ تھلگ زندگی بسر کرنی پسند کرتا۔ کتنے خوش قسمت تھے وہ عیسائی رہبان جو صحراؤں بیابانوں میں چین کی زندگی گذار دیتے تھے!

اخبارات، رسالے اور یہ کمبخت علمی کتابیں! اِن سے پیچھا چھڑانا مشکل! مذہبی کتابوں کی بات نہیں۔ سے تو خدا خدا کر کے چھٹکارا ملا تھا۔ تدبر و تفکر کی آسمانی دعوتوں سے نجات ملی ہی تھی کہ سیاسی نعروں اور اقتصادی پکاروں نے کان کے پردے پھاڑ دئے۔ ورجنت کی فکر میں ہی جنت غارت ہوگئی میں نے کسی نہ کسی طرح اِن واہیات شور و شر سے دامن بچایا تو پھر اس کو کیا کروں کہ تفریحات میں بھی پروپیگنڈے کی ملمع کی ہوئی ہے۔ بسکٹ اور مکھن کے ٹینوں تک پر۔

"حفاظتی بچت کے سرٹیفکیٹ خریدو!" کی چیخ چسپاں۔ معاذ اللہ! سفر مشکل، قیام مصیبت! کھانا پینا زہر ہوجائے کے ایک ایک گھونٹ کے ساتھ دوسروں کے غم کا لبس اپنے حلق سے نیچے اُتاریئے۔

خیالات کی زد اور سوچ کے بھنور کی گردش شہروں میں زیادہ بلاخیز ہوتی ہے۔ کاش کوئی شہروں سے ان لعنتوں کو سمیٹ لیتا! لپیٹ کر تہہ کر کے رکھ دیتا! نہیں۔ انہیں کفن پہناتا اور چتا بنا کر آگ لگا دیتا! تمدن کی رحمتوں اور برکتوں میں بھی اِن کی وجہ سے کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ کسی چیز کا لطف

باقی نہیں رہتا سوا احساس ہو جاتا ہے۔ برف لگے ہوئے شربت گھونٹ پی کے ہونٹ، قرمساں ورنگ، درخ کا پیپ اور گھن لگے ہوئے دس کھوپڑا اور سینچ کے برادہ ملے ہوئے، مکروہ بیتے بن جاتے ہیں۔ پھولوں کی ڈالیاں دہکتی ہوئی محسوس اور نرم و لطیف فن میں بلند ہوتا احساس کرتا سا ہے! دنیا کتنی حسین ہے! یہ ارضی جنت خیالی نہیں۔ دعوٰی فردوس نہیں! دسترس کے اندر و رقصاں، خنداں دنیا! مگر سوچ کا سانپ، یہ گھناؤنا، پلپلاتا ہوا! اُس کا رنگ جیسے چھوٹے گول گول بے حیا، نفرت انگیز دیدے نکالے ہوئے، سیاہ بیلا سا، پھنکتا ہوا، چور، فریبی سانپ! خاموش اور پھر بھی زبان دراز! ناسور کے نشتر اور برچھی کی انی کی طرح روح کو کھُرچنے، دماغ کو سڑانے اور دل کی حرکت روک دینے والی ظالم زبان! جنت اور سانپ کا اجتماع —— یہی آدم کا سب سے بڑا مسئلہ، سب سے بڑی مصیبت سب سے بڑی لعنت ہے۔

میں شہر کی رہائش پسند کرتا ہوں۔ عدم اور موت کے سیاہ، لامعلوم، اتھاہ، خاموش سمندروں کے درمیان حیات کے چھوٹے سے، روشن، شناسا، جو شیچال جزیرے میں پیاری، مطلوب، قیمتی مگر گریزاں زندگی کے نشہ، احساس، بھوکے جذبات اور نرسان خیالات کو شادکام کرنے اور تسکین پہنچانے کے لئے شہر کا رَجاؤ اور سنوار ارمغانِ بہار ہے۔ لیکن اِس المناکی کو کیا کروں کہ بہار کی نزہتوں سے ہمزاد کی طرح لرزا دینے والی ایک تنبیہہ لپٹی ہوتی ہے۔ زندگی کی خوش آیند رنگ رلیوں کے عقب میں بے پایاں ناکامی جھانکتی رہتی ہے۔ نغمات کی موجوں کی اوٹ میں سوچ رینگتا ہوا آتا ہے اور جام نوشیں کی رسیلی لذّتوں میں خون جما دینے والا سمِ قاتل گھل مل کر سانس کا گلا گھونٹے ڈالتا ہے۔

کاش کوئی خدا ہوتا تو میں اُس سے رو رو کر دعائیں کرتا اُن نامراد اسرائیل کے بیٹوں کی طرح چیخ چیخ کر التجائیں کرتا جو صدیوں سے ہیکلِ سلیمان میں دیوارِ گریہ کے بے فیض سائے تلے اپنے سر پھوڑتے ہیں اور کہتا کہ اے خالق میری فطرت کے تضاد کو دُور کر دے یا موت کے عظیم و بے درد بوجھ سے میرے زخمی و دریدہ ذہن کو نجات بخش۔

حیات و تمدّن مجھ سے علیحدہ ہوتی جاتی تھی اور میں اُس سے۔

بے پناہ بھاگیں بھاگیں کرتی ہوئی جدائی! جنگ و پیکار کی خبروں تک سے میں بچتا ہوں۔ اُف یہ عالم! یہ قوموں کا جنگل! قانون یعنی ایک منظم بے قانونی! مگر اس کے باوجود جنگل کے کانٹے میرے پائے خیال میں گڑے ہی رہتے تھے۔ پسپائی، زمین سوزی، اپنے سامانوں کو آپ جھلسنا، قحط اور راتب بندی، حملے اور بیماریاں، یہ سب کچھ میری سمجھ سے باہر تھے۔ سامانوں کی کمی کا گلہ اور بے بنائے سامانوں کی تباہی خیر جو بھی ہوتا مگر میں نے کسی کا کیا بگاڑا تھا کہ میری جنت مجھ سے چھین لی گئی۔ مجھے شہر کی زندگی کھلنے لگی اور میں نے مجبوراً ہجرت کی۔ سکون کی تلاش میں۔ سوچ کے کچوکوں سے بچنے کے لئے۔ مگر مجھے کتنی گراں قیمت ادا کرنی پڑی! میں کیا چاہتا ہوں مجھے نہیں معلوم۔ سکون افزا موت یا مضطرب و دھڑکتی ہوئی بنی سنوری زندگی؟ دھڑکنوں کی آواز سے سوچ جاگ ہی اٹھتا ہے۔ سکون سوائے موت کی آغوش کے اور کہیں نہیں ملتا شاید۔ اور میں انہوئی کی طلب میں، زندگی اور سکون کے اتحاد کی طلب میں گھُلتا رہتا ہوں، کُڑھتا رہتا ہوں اور جان سوز بیکلی کے عالم میں آرزو و یاس کی تلواریں چلتی دیکھتا رہتا ہوں، دیکھتا رہتا ہوں۔

میں شہر سے دیہات چلا، دلگیر محزون، اُداس۔ میرے بہشت میں سانپ گھس آیا تھا۔ شہر کے گمشدہ آرام و آسائش کا تصور اُس کی گلکاریاں و دلداریاں ناکام بلا و بن کر فراق کی اُداسیوں کو بے چین اور پائندہ بنا رہی تھیں۔ راہ میں بجلی کے کھمبے حسرت زدہ ٹکٹکی کے ساتھ مجھے گھورتے تھے مگر جب میں تاروں کو دیکھتا تو وہ جنجال بن کر میرے کو کسنے لگتے۔ پھول، سینٹ، کریم اور لوشن کی خوشبوئیں کراہ کراہ کر دم توڑتی جاتی تھیں اور اب کڑوا تیل اور کراسن تیل کی فکر دماغوں میں بسی ہوئی تھی۔ ہوٹلوں کی نازاں چسکیوں کی یاد کے ساتھ گیہوں کے نایاب دانوں کے بند لب کسی بیدرد و گریزاں دوشیزہ کی طرح خاموش طنز کرتے ہوئے قطار اندر قطار گزرتے جاتے تھے اور میں انہیں قطاروں کے درمیان اسٹیشن کی طرف جا رہا تھا۔ نغمات موسیقی کے تار جنگی نمائش کے ٹینکوں کی گھڑگھڑاہٹ اور پھٹنے والے بموں کی سمع خراش دھماکوں سے جھنجھنا کر ٹوٹے جاتے تھے جب میں اسٹیشن پہنچا اور ٹرین

میں سوار ہو گیا۔ ڈبے میں آدمیوں کا ہجوم تھا۔ میں اِس ہجوم میں بالکل بیگانہ تھا۔ بہت سے خیالات میرے دماغ میں گڈمڈ کر رہے تھے۔ مگر اس بھیڑ بھڑکّے میں جبگی نمائش کا شور سب خیالات کو کچل کچل کر پیش منظر میں چلا آتا تھا۔ میں سوچ رہا سوچتا ہی رہا کہ آدمی ابھی تک اپنے دانتوں اور ناخنوں کی نمائش کرتا ہے۔ ہاتھی کے دانت، گینڈے کے تھنلے اور سنگین شیر کے پنجے۔ اور ان جنگلی جانوروں کی چنگھاڑیں، چیخم چاخ، دھوم، گرج سب تاریک نہاں خانوں سے نکل نکل کر چلے آتے تھے۔ اندھیرے اور دُھندلکے کے حاشیہ پر ایک نمائش برپا کرنے۔

سہ کب کا پیچھے چھوٹا۔ دماغ کے اندر کئی پرواز اور کی دھماکے ہوتے۔ شہر مسمار ہو گیا۔ گرتی ہوئی دیواریں، اڑتی ہوئی چھتیں اور انسانوں کا غم انگیز سکوت میں ڈوب جانے والا ہجوم یہ سب مٹ کر اور زیادہ پائندہ ہو گئے۔ یاد کبھی سامنے کی حقیقتوں سے بڑھ کر موجود، گراں گویا اور اثر خیز ہوتی ہے۔ ذہن میں ماتمی نغموں کی ہچکی لیتی ہوئی سرسراہٹ سی ابھر گئی۔ بہت دور جب دوسرے جنکشن میں گاڑی جھٹکے کے ساتھ رُکی تو ہچکیاں، سرسراہٹیں اور یاد سب دماغ سے لڑھک کر باہر چلے گئے۔ میں خالی الذہن سا ہو گیا۔ چند لمحوں کے لئے مجھے بیکراں آزادی اور سبکساری کا امن پرور احساس ہوا۔ جھٹکے بھی بعض دفعہ روح کے بار کو ہلکا کر دیتے ہیں۔ اسی احساس کی لامحدودیت کچھ کم ہوئی تو بھی میں بچپنے کی فراغت سی کیفیت میں ڈوبا ہوا تھا۔ اگر ایسی ساعتیں ابدی ہو سکتیں تو پھر کیا ہوتا!

میں پلیٹ فارم پر اُترا۔ ہوٹل کے بیرے کو آواز دی اور غذا کے یقینی حصول کی طمانیت کا پس پردہ احساس سیٹیاں بجانے اور گنگنانے لگا۔ بیرے میں صاف خوان پوش سے ڈھکی ہوئی چپاتیاں، شامی کباب اور قورمے کی پلیٹیں لائی گئیں۔ پلیٹ فارم کے مخالف جانب دریچے سے لگ کر میں کھانا کھانے میں مشغول ہو گیا۔ مگر چند منٹ ہی گذرے تھے کہ دریچے کے نیچے ریلوے لائن کی سطروں کے درمیان کچھ الفاظ گونجے۔ یہ گونج شور میں تبدیل ہو گئی جیسے کتّے کے پلّے لڑ رہے ہوں۔ میں نے چونک کر دیکھا۔ نیچے ایک دو

بھیکے ہوئے پتلوں کے گرد ایک بچہ اور چند لڑکے تھلن جھپٹ اور بیچ بیچ کر رہے تھے۔ پتّلوں پر غذا کے کچھ اثرات باقی تھے۔ بس کسی رمق حیات کے قبضہ کے لئے اٹھا پٹک ہو رہی تھی، ہاتھا پائی اور گالی گلوچ۔ ایک درجن لڑکے ہو گئے جو مختلف دریچوں کے نیچے بھیک مانگ رہے تھے اور بھوکے گرگ بچوں کی طرح جھوٹے ٹکڑوں پر ٹوٹے پڑتے تھے۔ اب وہ میرے ڈبے کے پاس آکر اُچھلتے ہوئے شور کناں تھے۔ لنگوٹی چپکائے ہوئے ننگے نحیف و زار لڑکے۔ حریص ندیدی آنکھیں، بے حیا، بے غیرت، ڈھیٹ! میرے دل میں نفرت پیدا ہوئی۔ جیسے دودھ کھاتے کھاتے اس میں سے کالی سی مکھی نظر آ جائے اپنا ایک پر اندر ڈالے اور ایک باہر نکالے ہوئے، ٹانگ کراہیت خیز انداز میں ہلاتے اور گول مرچ جیسی اُبھری ہوئی آنکھیں نکالے ہوئے۔ دریچے کے نیچے وہ مکھیاں بھنبھنا رہی تھیں، کلبلا رہی تھیں اور میں گھن سے آنتوں میں اینٹھن اور معدے میں اُبال محسوس کر رہا تھا۔ اِن بھیڑیوں نے اپنی نظر سے مجھے کھانا شروع کیا۔ میں نے گھبراہٹ، نفرت اور خوف سے آدھا پیٹ ہی کھا کر باقی چپاتیاں اور قورمہ نیچے غصّہ سے پھینک دیا۔ ایک جھپٹ ہوئی۔ کالے کالے چیونٹے گتھ گئے اور اپنے ٹانگ ٹانگ بے صبری کے ساتھ ہلانے رہے۔ جیسے مقناطیس سے لوہے کے چھوٹے چھوٹے ذرّے چپک کر گنجان قماش بنائیں۔ سوائے ایک چھوکرے کے سبھوں کو اس لوٹ کھسوٹ میں کچھ ٹکڑے مل ہی گئے۔ اور ایک پانچ سالہ بچہ دُور ہی دور سے اس گتھی کے گرد منڈلا رہا تھا۔ محروم جھکڑا، پیلا پیلا، کمزور سا تھا۔ وہ دانت کٹکٹاتا ہوا سبھوں کو تک رہا تھا اور دوسرے لونڈے اس پر ہنس رہے تھے۔ وہ تلملا اٹھا اور بڑھ کر اس نے دو سالہ بچے کو بلا وجہ ایک طمانچہ مار دیا۔ بچہ لڑکھڑا کر اپنے گال ملنے لگا۔ اس کی دھنسی ہوئی آنکھوں میں منجمد آنسوؤں کے نشتر جھلک رہے تھے اور گھٹتے ہوئے درد کا دھواں مجسم بھوت کی طرح منڈلا رہا تھا۔ بے کسی اُسے اپنی گود میں لئے ہوئے تھی۔

میرے دماغ کی لاسلکی کا سرا دُنیا کے تاروں سے مل گیا۔ میں تلاشِ سکون میں شہر چھوڑ کر دیہات جا رہا تھا مگر یہ

کھو کے چھوٹے اور چوٹ کھاتے ہوئے چلے۔ ایک اسٹیشن بعد میرا دیہات آنے والا تھا۔ دیہات کی مخصوص بیت ردیر تھی۔ خیر دیکھا جائے گا۔

خیالات میرے دماغ میں بہ رہے تھے۔ سیب کی طرح ٹوٹ رہے تھے کہ ایک صاحب ڈبے میں وارد ہوئے۔ آپ کے ساتھ جلو میں کئی ٹرنک، ادھا درجن ہمگیر، ہولڈال اور موٹے بیگ، چپراسی اور نوکر، توشہ دان، ایک نہایت ہی باغ ٹفن کیریر، ایک کھچڑی بہت سے فائل، ایک درجن تیلی خربوزوں کی ٹوکری، وسط میں صندل قسم کا ایک بالیدہ سبز تربوز، بہت سے تھیلے تھیلے اور پس منظر میں پلیٹ فارم پر ٹہلنے والے کئی تماشبیں۔ یہ ریوڑ اپنے اندر اتنی ٹھوس مادیت رکھتا تھا کہ میرے تخیلات و تفکرات نے بھی انکا سہارا لیا جیسے فضا کے خاکی ذرات سے گرم و پریشان ابخرے ٹکراتے کر بارش کے ٹھنڈے قطروں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ میرے تپاں دماغ کو سکون ہوا۔ اس سرکس کی کمپنی کا رنگ ماسٹر بہت دبلا پتلا شخص تھا۔ سونے کی نفیس عینک لگائے اور تسر کا خوش تراش سوٹ پہنے گال پچکے ہوئے اور آواز میں افسرانہ پندار۔ آپ اسٹیشن سے ملحق علاقے کے سب سے بڑے آڑھتوں کے کنٹرول سپلائی اور دوسری بیوپار کے لائسنسوں کے اجرا کی تحقیقات میں ہفتوں سے وہاں ڈاک بنگلہ میں مہمان متی کا کھمبہ جوڑے فرد کس تھے۔ چور بازار کے متعلق رپورٹوں پر بھی آپکو فیصلہ صادر کرنا تھا۔ چاول پیدا کرنے والے اس زرخیز علاقہ میں یک بہ یک غلہ الوپ ہوگیا اور خلقت بھوکوں مر رہی تھی۔ ڈبہ میں داخل ہوتے ہی اس منحنی مگر بلا کے باتونی افسر نے اہل ڈبہ سے باتیں شروع کردیں اور خواہ مخواہ اپنے وجود اور اس کے متعلقات سے سارے لوگوں کو آگاہ کر دینا ضروری سمجھا اور اس اہمیت کے ساتھ کہ آپ حیات کے محور ہیں، جنتا کے ان داتا اور آپکا عرفان کمزور و محتاج دنیا والوں کی تنہا راہِ نجات ہے۔ آپ ڈبے میں سرگرم سخن تھے اور ڈبے کے دروازے کے قریب پلیٹ فارم پر مارواڑی اور بنیئے فربہ اندام پیش کار سے کانا پھوسی میں منہمک تھے۔ چپراسی بھی ادھر اُدھر کھُسر پُھسر کرنے میں مشغول تھا۔ پہلے تو مجھے لطف آیا تھا مگر تابڑ توڑ باتوں سے میں اُکتا گیا۔ باتوں سے زیادہ اُس بے پناہ "ہم" سے جو پھیل کر جارحانہ انداز میں اور دوسرے لوگوں کے وجود کو سکڑنے پر مجبور کر رہا تھا میری ہستی بھی چپکا کر تنگی محسوس کرنے لگی۔ "ہم" بڑھتا گیا، پھولتا گیا۔ بے پروا اور "صرف ہم اور کچھ بھی نہیں" ہوکر دل دوز و جاں گسل بن گیا۔ میرا دم گھٹنے لگا۔ میں فضا کی وسعتوں میں پناہ ڈھونڈنے دریچے سے باہر ریلوے یارڈ اور کھیتوں کی طرف متوجہ ہوا۔ غیر کے "ہم" نے میرے "ہم" کو دھکے دے کر باہر نکال دیا۔

میں نے ریلوے یارڈ کے بعید ترین حصے میں ایک ٹھہری ہوئی مال گاڑی کے نیچے چند تاریک سایوں کو رینگتا دیکھا یہ سائے باہر نکل آئے اور ابھر کر کالے کالے دیہاتی چھوکروں کی شکل میں تبدیل ہو گئے۔ یہ بندروں کی طرح چوکنا، آہستہ خرام، سمٹے سمٹے، جھکے جھکے ایک مال ڈبے کے سامنے آئے ایک نے کسی نوکدار لانبی سی چیز کو ڈبے کے دروازے کے نچلے جوف میں ہلایا، پھر ایک کھرچ سی دی۔ سفید دھار سی پھوٹی۔ چھوکروں نے اپنے اپنے پھٹے میلے گمچھے سامنے پھیلا دیئے اور دھار کے رکتے ہی یہ لے وہ جا۔ مال گاڑی کے نیچے سے نکل کر یارڈ کے باہر کھیتوں میں تیز بھاگے۔ میرے ڈبے کے دوسرے مسافر بھی اس طرف دیکھنے لگے۔ سامعین کی توجہ کا ہٹنا افسر کی "ہم" کے لئے تکلیف دہ تھا مگر وہ بھی باہر دیکھنے لگا اور پھر زور کا قہقہہ لگایا۔

"ارے یہ اُچکے چور لومڑ چھوکرے گاؤں کے کنگال ہیں۔ مال ڈبوں میں لدی آٹے کی بوریوں میں سوراخ کر دیتے ہیں۔ آٹا جھر جھر گرنے لگتا ہے اور یہ بدمعاش اسے لے بھاگتے ہیں۔ میں نے یہ تماشے بہت دیکھے ہیں۔ دو دن ہیں۔ مزہ اس وقت آتا ہے جب چوکیدار انہیں پکڑ پاتے ہیں۔ پھر تو یہ لونڈے ایسا ٹھکتے ہیں کہ بس۔ وہ کھال اُدھڑتی ہے کہ لطف آجاتا ہے۔ مگر یہ سؤر باز کب آتے ہیں۔ کتنا نقصان ہوتا ہے اس سے ذرا سوچئے تو۔ اگر پتہ نہ چلا تو پھٹی ہوئی بوریوں سے آٹا راستہ بھر گرتا جاتا ہے۔"

گاڑی کھل گئی۔ آٹے کی دھار اور پھیلے ہوئے دامن میرے تصور میں ناچتے اور افسر کے قہقہے دماغ کو جھٹکے دیتے رہے۔ میں بہت جلد اپنے گاؤں پہنچ جانا چاہتا تھا۔ بہرکیف

دو گھنٹے بعد میں وہاں پہونچ ہی گیا ۔۔۔ ساحلِ سکون!

زندگی کی سانس دیہات میں دھیمی تھی، اس کا انگ بے رس، اس کا روپ کم رنگ اور اسکے ڈھنگ میں رچاؤ اور سنوار نا یاب۔ یوں جیسے اور چال اڑی۔ مگر اس خاموش ٹھہراؤ نے سوچ بچار کو بھی سکتے میں ڈال دیا۔ وہاں فکر کے شعلے بھی بجھ گئے جیسے مریض عضو کے گرد برف لپیٹ کر جسم کے کیسوں کے ساتھ جراثیم کو بھی نڈھال کرکے فنا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اسی طرح حیات کی گہما گہمی کے ساتھ ساتھ حیات کا سوچ فکر بھی گاؤں میں ٹھٹھر کر رہ گیا۔ میں نے اطمینان کی سانس لی۔ سوچ کی مبہم حرارت سے بچنے کے لئے مجھے کڑے دام ادا کرنے پڑتے تھے

پر تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ مجھے احساس ہوا کہ گاؤں زندگی کا مقبرہ نہیں۔ وہاں بھی زندگی کی نبض چلتی ہے، دل دھڑکتا ہے آہستہ مگر لعنتی۔ گاؤں حیون کی کوکھ ہے ہستی کا عظیم رحم۔ مجھے کچھ شبہ سا ہوا۔ سوچ کا سانپ کہیں حیات کے اس گہوارے میں نہ آ جائے! مگر میرا خیال خیال ہی رہا۔ دماغ کے زخم، وہ فکر کی کھرچنیں بھرنے لگی تھیں۔

ایک دن مبہم سا خوف دھوئیں کی ریکھا کی طرح رینگتا ہوا میرے ذہن کے صاف آسمان کو میلا کر گیا۔ گھر میں لپائی کا کام کرنے مسٹر ھنیوں کو بلوایا گیا۔ وہ نہ آئیں۔ میرے والد صاحب کے کارندے مسٹہروں پہ بہت برسے اور ایک کی پٹائی بھی ہوئی۔ دوسرے دن صرف ایک مسٹرھنی آئی۔ وہ اکیلی بھلا کیا خاک لپائی کرتی۔ مسٹہر پھر پکڑ بلوائے گئے۔ مار باندھ شروع ہوئی تو ایک بوڑھے مسٹہرے کہا کہ گھر میں صرف ایک پھٹی پرانی ساڑھی ہے، ایسے ہی باری باری پہن کر مسٹرھنیاں گاؤں کو آتی ہیں۔ اپنی جھونپڑیوں کے اندر مسٹہر ٹولی میں سب ننگی رہتی ہیں۔ اپنے کام سے نکلتی ہیں تو لنگوٹ سی پتلی باندھ کر نکلتی ہیں۔

سوئے ہوئے سوچ کے ہیولے کھلنے لگے۔ میں نے پھر اُسے تھپک تھپک کر سلانا چاہا۔ میں نے خوب سیریں شروع کیں۔ ورزش بھی کرنے لگا اور بندوق لے کر میلوں میل شکار کے لئے جنگل کی طرف نکل جاتا۔ شام شام کو تھکا ماندہ آتا اور بے ہوش ہو کر سو رہتا۔ میں خوش تھا کہ زندگی چین سے گذر رہی ہے مارے کبھی تو آرام ملا۔

ایک سہ پہر کو میں ہریل کے شکار کے لئے سرگرداں پھر رہا تھا۔ جیٹھ کے دن تھے۔ ربیع کی فصلیں کٹ چکی تھیں کھیت سنسان تھے۔ دھرتی عشے حن کر ہانپ رہی تھی پیپل اور برگد کے سایہ دار درختوں میں ننھے ننھے ہریالے تنے کھیڑیاں سجا سجا کر تھکی ہوئی پیاسی نگاہوں کو اپنی طرف بلا رہے تھے انہیں دیکھ دیکھ کر آنکھیں نہال ہو رہی تھیں۔ میں ایک پیپل کے بیڑ تلے دم لینے کے لئے رکا۔ پیڑوں پر پنکھ پکھیرو خوب چہل پہل کر رہے تھے۔ بھوری مینائیں، سبز طوطے، کالے کوّے۔ کھیتوں میں اب دانہ دُنکا تک نہ رہا تھا۔ یہ پرندے برگد اور پیپل کے پھلوں پر گذارہ کر رہے تھے۔ ہرے ہرے ہریل بھی دُبکے دبکائے پھل کُتر کُتر کر کھا رہے تھے۔ میں تھکا ہوا تھا۔ آنکھ لگ گئی۔ اچانک شور و غل سُن کر میری نیند اُچاٹ ہو گئی۔ میں نے دیکھا کہ ننگ دھڑنگ بچوں، لڑکوں اور فرسودہ حال گندی عورتوں کا ٹھٹ درختوں کے نیچے لگا ہوا ہے۔ میں آنکھیں ملتا ہوا اُٹھا۔ یہ لوگ ڈھیلے مار مار کر درختوں سے پھل گراتے اور انہیں چھین جھپٹ کر کھاتے جاتے تھے۔ اِن نزار و زبوں آدمیوں کے کئی گلے اس چراگاہ کی طرف آ نکلے تھے۔ انکے بھوکے، دھنسے ہوئے پیٹ، گرسنہ نظریں، ترسے ہوئے مُنہ نارسا ہاتھ عجیب بھیانہ انداز میں پھلوں کی طرف متوجہ تھے۔ آپس میں خوب قیل قال اور گالی گلوج ہو رہی، پرندے اُڑ اُڑ کر ایک درخت سے دوسرے درخت کی طرف جاتے مگر ہر پیڑ کے گرد انسانوں کا ٹڈی دَل آ دھمکا تھا۔ پنکھ پکھیرو کہاں جائیں۔ خوب خوب چھین جھپٹ ہو رہی تھی۔ آدمیوں اور پرندوں کی جنگ! سینکڑوں آدمی اور ہزاروں پرندے تھے۔ غذا کے لئے یودھ برپا تھا۔ میں ششدر ہو کر یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ تنگ آ کر پرندوں نے بہت شور مچایا۔ مینائیں تھرتھرا کر شاخوں اور پتوں میں اُلجھ اُلجھ کر ڈانواڈول ہوتی رہیں۔ طوطوں نے سُرخ سُرخ انگاروں جیسے دیدے نکالے اپنے آنکس نما چونچ کھول کر حملے کے لئے جھکے اور آدمیوں کے اُوپر منڈلا کر

رہ گئے۔ مگر شوخ کالے کوؤں نے حلقے کے کنارے کے حملہ آوروں کے سروں پر ٹھونگیں مارنی شروع کیں۔

کال منہ کھولے کھڑا تھا۔ پورب دیس کو روندتا سسکتا ہوا لمبے لمبے ڈگ بھرتا اب وہ یہاں آپہنچا تھا۔ یہ فاقہ زدہ مرد اور مزدور جیٹھ کے جھلسانے زمانے میں مزدوری کا کوئی کام ملتا تھا اور نہ قرض۔ غلہ سیاہ یہاں خانوں میں روپوش تھا۔ بازاروں میں صرف ۱۰ بجے تک جنس نقص غلہ نہیں تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ اوج ہیچ کے کنارے جسموں کے کولہے میں درد اٹھا۔ دھوکے کے پاؤں پڑے اور زندگی تلملا اٹھی۔ کیسا ناک خواب کی طرح حقیقت میرا آدمی اور پرندے کی جنگ جاری تھی۔ میرے دماغ میں کچھ جبال کا ناوک پیستا یا۔ الٰہی پناہ! ذہن کی کالی گہرائیوں سے ایک دھندلکا ابھرا ــــ میں بڑبڑا اٹھا ــــ جنگل! جنگل! ــــ اور میں سوچنے لگا اس جنگل سے نکلنے کا راستہ؟

اختر اورینوی:

"جنوں"

اے محبت کیا ہوا یہ اے جنوں یہ کیسا ہوا؟
آج اُن کے روبرو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر
ہو گیا میری زباں سے تلخ باتوں کا گذر
اور وہ سنتے رہے۔ تکتے رہے با چشمِ تر
اے محبت کیا ہوا یہ اے جنوں یہ کیا ہوا
میری باتوں سے اُڑا جاتا تھا اُس چہرہ کا رنگ
اِتنا دِل بڑھتا چلا جاتا تھا رنگ
ہائے وہ معصوم نظریں۔ اور حیرانی سے دنگ
اے محبت کیا ہوا یہ اے جنوں یہ کیا ہوا
کپکپاتے ہونٹ عارض پر عرق کی زرمیاں
ہلکی ہلکی سُرخیاں اور ہلکی ہلکی زردیاں
شرم، غصّہ، بےبسی، بیچارگی، بےتابیاں
اے محبت کیا ہوا یہ اے جنوں یہ کیا ہوا
ہائے وہ باتوں میں رُکتی ہچکیوں پہ ہچکیاں
عجز کے آغوش میں وہ حُسن کی داراتیاں
اور مسلسل گوہرِ شہوار آنکھوں سے رواں
اے محبت کیا ہوا یہ اے جنوں یہ کیا ہوا
رو کے یہ کہنا، نہ تھی تم سے ہمیں ایسی اُمید
ایسے لفظوں کو سمجھتے تھے محبت سے بعید
کیا یہی رہری نگاہیں تھیں کہیں مشتاقِ دید
اے محبت کیا ہوا یہ اے جنوں یہ کیا ہوا
دیکھتی آنکھوں سے اُنکو سرنگوں دیکھا کیا
جیتے جی میں اُنکا یہ حالِ زبوں دیکھا کیا
خود سے ہٹ کر اپنا ہی جوشِ جنوں دیکھا کیا
اے محبت کیا ہوا یہ اے جنوں یہ کیا ہوا

آغا سرخوش قزلباش:

یاد رکھئے

(۱) ساقی میں شائع ہونے کے لئے جو مسودات بھیجے جاتے ہیں انہیں حتی الوسع محفوظ رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے تاہم انکی واپسی کی ذمہ داری ادارۂ ساقی نہیں لے سکتا اسلئے آپ اپنے مضمون کی نقل اپنے پاس رکھ لیا کیجئے۔

(۲) جواب طلب امور اور واپسی مضامین کیلئے محصول ڈاک بھیجا کیجئے۔

(۳) ساقی کے نہ پہونچنے کی شکایت ہر مہینے کے دوسرے ہفتہ میں کرنی چاہیئے اسکے بعد پرچہ قیمتاً بھیجنا بھی مشکل ہوگا اور آپ اپنا نمبر خریداری لکھنا نہ بھولئے۔

(۴) سالانہ چندہ ۶ روپے بذریعہ منی آرڈر بھیجا کیجئے۔ وی۔ پی طلب کرنے میں آپ کو چار آنے زیادہ دینے پڑیں گے۔

نمونہ کا پرچہ نو آنے کے ٹکٹ بھیجکر طلب کیجئے۔

منیجر ساقی۔ دہلی:

رومانی افسردگی

یہاں تک میں جدید افسردگی کی صرف ایک شاخ کا مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ یہ صنف شاتوبریاں اور بائرن میں بھی اور اُن کے لاتعداد مقلدین میں بھی سطحی اور ظاہر دارانہ معلوم ہوتی ہے۔ یہ افسردگی قدماء میں بھی موجود تھی۔ ابیقوری غم سے کھلونے کی طرح کھیلا کرتے تھے۔ اور عشرتِ غم سے لطف لیا کرتے تھے۔ شاتوبریاں کی مایوسی ادبی شہرت کا ذریعہ معلوم ہوتی ہے جیسے ٹن بائرن کی اداسی میں جوانی اور اعلیٰ جوشیلی کی معرکہ آرائی دیکھتا ہے[۱]۔ لیکن شاتوبریاں اور بائرن کے یہاں بات یہیں تک ختم نہیں ہو جاتی۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ رومانی افسردگی میں کیا چیز مخصوص اور مابہ الامتیاز ہے، ہمیں اُس بنیادی فرق کو اور زیادہ واضح کرنا پڑے گا جو کلاسیکوں اور روسو کے متبعین میں ہے۔ روسو پر ایمان رکھنے والے جدید نسل کی طرح اپنے انفرادی اور ذاتی وجود میں قدماء کی نسبت زیادہ پھنسے ہوئے ہیں۔ زمانہ جدید کی افسردگی میں یہ احساس تنہائی تقریباً ہمیشہ رہا ہے صرف اِس لئے نہیں کہ ایک خلّاق ذہنیت اپنے انوکھے پن پر زیادہ نگاہ رکھتی ہے بلکہ اس لئے بھی کہ گروا جی بندھن تجزیاتی تنقید کے ہاتھوں کمزور ہو چکے ہیں۔ جدید دَور کے اس عارضے کی یقیناً سب سے اعلیٰ شکل وہ بیماری ہے جو ہمیں مذہبی اعتقادات کے زائل ہو جانے کے بعد لگی۔ یہی وہ بات ہے جو سیناں کور اور آرنلڈ کے حزن و مایوسی کو گرے کی غمگینی سے ممتاز کرتی ہے۔ "گورِ غریباں" اپنی انسانی لے کی وجہ سے جدید تحریک سے تعلق رکھتی ہے۔ اس میں نچلے طبقے سے ہمدردی پائی جاتی ہے۔ لیکن اپنی افسردگی کے اعتبار سے یہ زندگی کی اس لازمی غم انگیزی پر قدماء کے غور و فکر سے آگے نہیں بڑھتی۔ جسے ہم اُداسی کے نام سے تعبیر کرسکتے ہیں۔ "گورستانی اسکول" کی دوسری تخلیقات کی طرح یہ بھی ملٹن کی ——— Il Penseroso سے براہ راست تعلق رکھتی ہے یہاں یہ مناسب ہوگا کہ ہم گرے کے بیان کردہ امتیاز کو ملحوظ رکھیں "میری اُداسی سفید ہے۔ لیکن ایک اور بھی قسم ہے غم کی سیاہ۔ تاریک۔ جسے میں نے کبھی کبھی محسوس کیا ہے" یہ خط اُس نے ۲۲ء ۱۷ میں رچرڈ کو لکھا تھا۔

بجا طور پر یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ بغیر اس کیکیاتی اُمید کو خیرباد کہے جو گورِ غریباں" سے نمایاں ہے، گرے نے سیاہ افسردگی کا تجربہ نہیں کیا۔ کوئی تنہائی اُس آدمی کی تنہائی سے زیادہ خوفناک نہیں۔ جسے پہلے مذہب پر اعتقاد رہا ہو اور پھر وہ زائل ہو گیا ہو۔ رینان نے کلیسا سے اپنی علیحدگی کو یوں بیان کیا ہے "کہا جاتا ہے کہ سیکال جھیل کی مچھلیاں ایک دفعہ نمکین پانی میں رہی تھیں لیکن انہیں تازہ پانی کی مچھلیاں بننے میں ہزاروں برس لگے۔ مگر مجھ میں یہ تبدیلی چند ہی ہفتوں میں ہو گئی۔ جادو کے حلقے کی طرح کیتھولک مذہب زندگی کا اس قوت سے احاطہ کرتا ہے کہ جب کوئی شخص اس سے محروم ہو جائے تو اُسے دُنیا کی ہر چیز بے کیف معلوم ہوتی ہے۔ مجھے معلوم ہوتا تھا کہ میں کھو گیا ہوں۔ اور دنیا مجھے سرد اور بنجر ریگستان کی طرح نظر آنے لگی۔ اُس لمحے جب عیسائیت میرے لئے صداقت نہ رہی۔ دُنیا غیر دلچسپ معلوم ہونے لگی۔ اور مضحکہ خیز۔ میری زندگی کی بنیادوں کے ڈھے جانے کا یہ سانحہ مجھ میں خلا کی سی کیفیت پیدا کر گیا۔ ایسے خلاء کی جو بخار کے بعد یا غم انجام محبت کے بعد پیدا ہو جاتے"۔

مذہب پر سے ایمان اُٹھ جانے کے بعد کی تنہائی بہت سے رومان پرستوں میں ایک عجیب طریقے سے بغاوت کے جذبے سے ملی جلی ہوتی ہے۔ اس قماش کے رومان پسند ایک ایسے خدا کے خلاف طعن و تشنیع کی بھرمار کر دیتے ہیں جس کے وجود پر وہ کوئی ایمان ہی نہیں رکھتے۔ مثلاً لیکونت د لیل کی "قابیل" جو بائرن کے ڈرامہ "قابیل" سے ملتی جلتی ہے۔ وہ خالی آسمان کو مکا دکھاتا ہے۔ یا الفرڈ دے وگنی کی طرح اس خلاء کی طرف پُرغرور حقارت کا رویہ اختیار

---

[۱] یہ اجتماعِ ضدین جیسٹرٹن سے پہلے وارڈسورتھ کے یہاں بھی ملتا ہے "جوانی میں ہم اندھیرے میدان پسند کرتے ہیں۔ جہاں آنسوؤں کے بسیرے ہیں۔ شام کو صبح صادق سے بہتر سمجھتے ہیں۔ اور خزاں کو بہار سے۔ تو ہمات سے ہم عموماً اتنے خوش ہوتے ہیں اور ہماری خوشی اسی حد سے بڑھ جاتی ہے کہ ان سے تھک کر ہم غمناک تصورات میں لذت لینے لگتے ہیں"۔

کرتا ہے۔ وہ خدا سے اس بغاوت کو چھوڑنے پر اس لئے راضی نہیں ہوتا کہ بغاوت اُسے عام سطح پر آنے سے بچاتی ہے۔ ایک بالکل ایسا ہی جذبہ ان شیطانی "کیتھولک" لوگوں میں ملتا ہے جو مذہب سے محض اس لئے چمٹے رہتے ہیں کہ گناہ کرنے میں زیادہ مزا آئے۔ بارنے دورکے دے لی۔ کلیسا کے مجاہدانہ رہنماؤں کے دیوتا ہیرو کو ملا دینے میں کامیاب ہوگیا۔ لیکن عام طور پر روحانی پراتھیس دوسروں کے ساتھ عقائد میں شامل نہیں ہوتا۔ خواہ وہ عیسوی ہوں خواہ کلاسکی۔ جہاں تک روایتی اداروں یا عقائد کا تعلق ہے روحانیت پرست تنہائی پر مجبور ہوتا ہے۔ مگر ماضی کے لٹریچر پر وہ انسانی برادری کے آئینے مذہب کی میعاد رکھنے کی امید کر لیتا ہے [illegible] لے کر اب تک اس تحریک کا اصول ہمدردی [illegible] اگر ہمدردی کا اصول ایسے لوگوں کو جو انفرادیت کو آخری حدود تک لے جانا چاہتے ہیں واقعتہً یکجا کر سکے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ روحانیت کو حقیقت نظریہ زندگی قبول نہ کر لیا جائے۔

لیکن نظریاتی اور رحمانی کا تصادم اس تہذیب سے زیادہ نہیں شاید نہیں۔ [illegible] لبریز ہونے کے باوجود دل ہلا دینے والی تنہائی ہے۔ [illegible] کی حامل ہے "مجھے کو دیکھو جو اس کرۂ ارض پر تنہا ہے" اس جملے سے روسو کی آخری کتاب شروع ہوتی ہے اور آخر میں [illegible] اس بات [illegible] ہوتی ہے کہ "وہ جو دنیا میں انسانوں سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہے اُسی کو سب سے زیادہ تنہا رہنا پڑا۔" میں اس دنیا میں اس طرح ہوں جیسے کسی اور سیارے سے اس اجنبی سیارے میں آپڑا ہوں۔ جہاں کی ذات سے کوئی بڑی سے بڑی [illegible] قابو میں رکھنے کے لئے موجود نہیں [illegible] تو قلب و دماغ دونوں روحانی مفہوم کے اعتبار سے، نہ صرف یہ کہ ایک دوسرے کے خلاف سمتوں میں جاتے ہیں بلکہ [illegible] طور پر دوسرے سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ نہ صرف آرنلڈ نے بلکہ روحانی افسردگی کے دوسرے مریضوں نے بھی Empedocles کو ذہنی تنہائی کی علامت کے طور پر استعمال کیا ہے۔ وہ تنہائی اور آدمی پر غالب آجانے والی قوتِ فکر میں ڈوب کر رہ گیا تھا[1] اور اس لئے اُسے دوسرے انسانوں سے کوئی ہمدردی باقی نہیں رہی تھی۔

لئے Empedocles تو اب ایک زندہ آدمی نہیں ہے
بلکہ ایک [illegible] شعلہ ہے جو ہر چیز کو بھسم کر دیتا ہے۔
بلکہ [illegible] ہوا اور دائمی طور پر بے چین دماغ۔

اس کا آتش فشاں Etna میں کود پڑنا فطرت میں مدغم ہو کر اس تنہائی سے رہائی پانے کی کوشش ہے

مذہب کی رو سے انسان کو کسی ایسی طاقت سے ہم آہنگ ہونے کی کوشش کرنی چاہیے جو فطرت اور انسان دونوں سے بالا ہے خواہ [illegible] کی طرح ہم اسے خدا کہیں یا مشرق بعید کے بعض فلسفیوں کی طرح محض قانون سمجھیں۔ عذاب جو اس قانون کو توڑنے سے عاید ہوتا ہے یہ ہے کہ آدمی اس یکجہتی سے دور ہو جاتا ہے۔ "محض بدمعاش آدمی ہی تنہا ہوتا ہے۔" Diderot کے جملے میں جسے روسو نے اپنے اوپر طعنہ سمجھا سچائی کا یہی عنصر ملتا ہے۔ روسو نے جواباً کہا کہ برخلاف اس کے محض اچھا آدمی تنہا ہوتا ہے[2]۔ [illegible] روسو کی بات صحیح ہے۔ اور جیسا کہ یونان کے سات دانشوروں میں سے ایک کا قول ہے کہ "بیشتر آدمی بُرے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی [illegible] ایسا ایک کام کرنا چاہے جو دشوار بھی ہو تو بہت کم آدمی اُس کا ساتھ دیں گے۔" روسو کی یہ بات بھی صحیح ہے کہ بدمعاش آدمی کو ساتھیوں کی ضرورت ہے تاکہ وہ اپنی بدمعاشیاں عمل میں لاسکے لیکن [illegible] اب بھی روسو کی نگاہ نہیں پہنچی۔ تنہائی سب سے زیادہ ایک [illegible] ہو سکتا ہے کہ لوگوں سے بہت ملنے جلنے کے باوجود بھی ایک آدمی خوفناک تنہائی کا شکار ہو جیسے کہ [illegible] بلکہ برخلاف اس کے اس قدیم شخص کی طرح بھی ہو سکتا ہے جو کہتا تھا کہ تنہائی کے باوجود بھی وہ کبھی تنہا نہیں رہا۔ ہاتھورن نے جو خود بھی تنہائی کا شکار تھا اس مسئلہ پر بہت کچھ سوچا ہے۔ اور خاص طور سے اس حقیقت پر کہ گناہ کا نتیجہ ہمیشہ تنہائی ہوتا ہے۔ اُس نے سمجھ لیا تھا کہ اس مسئلہ کا تعلق نیو انگلینڈ کی مذہبی زندگی کے رجحان سے کیا ہے؟ [illegible] نے Puritans خدا سے ہم آہنگی کا احساس رکھتے تھے اور انہیں کسی دوسرے ساتھی کی تمنا نہ تھی۔ ایمان کے کمزور پڑنے ہی کے بعد Puritans خدا کی رفاقت کے احساس سے محروم ہو گئے۔ لیکن

---

[1] تنہائی کے متعلق منوشاستر میں ایک بہت قابلِ ذکر ٹکڑا ملتا ہے "آدمی تنہا ہی پیدا ہوتا ہے اور تنہا ہی مرتا ہے۔ اُس کے رشتہ دار اُسے قبر تک لاکر چھوڑ دیتے ہیں اس کے بعد اُس کی اکیلی امید صرف دھرم ہی ہے۔ دھرم کی مدد سے وہ اس تاریکی کو عبور کر لیتا ہے جسے پار کرنا نہایت مشکل ہے"

[2] مارک ٹوین نے کہا ہے "اگر تم نیک ہو تو تنہا رہو گے"

انسانوں سے انکی علیحدگی برقرار رہی۔ Hawthorne مسئلہ تنہائی کا اگر کوئی حل پیش کرتا ہے تو وہ انسانیت پرستانہ ہے۔ "اپنی ہمدردیوں میں وسعت پیدا کرو اور اس شخص کو جس نے اپنا مقصد اعلیٰ وارفع بنا قرار دیا ہے، متنبہ کرو۔ علم یا قوت کی اونچی چوٹیوں پر اُسے وہ اطمینان نہ مل سکے گا جو وادی میں چلنے پھرنے والوں کے ساتھ تعلقات رکھنے پر حاصل ہوتا ہے۔" فاؤسٹ جو علم کی تنہائی کی علامت ہے، از سر نو تعلقات پیدا کر کے اس تنہائی سے نکل بھاگنا چاہتا ہے۔ اور اب اس میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ قوت کی لگن بھی تنہائی پیدا کرتی ہے۔ نپولین بھی جو فوق الانسان کا نمونہ ہے فطرتاً تنہا رہا ہوگا۔ اس کے برخلاف نیطشے نے ایک دن لکھا کہ "میں اپنی عمر کے تقریباً ۴۳ سال گذار چکنے کے بعد بھی اس طرح تنہا ہوں جیسے کہ ایک بچہ" کارلائل جس کا تصور اٹھارہویں صدی کی منفرد ذہانت[۴] سے متاثر ہے اپنی ڈائری میں لکھتا ہے "میری تنہائی، میرا احساس بے کسی، میری لامحدودیت (اس سے بہت کچھ مراد ہے) کون سی زبان ہے جو اس کا اظہار کر سکے؟ تنہا! تنہا!!"

جیسا کہ روسو کا مقلد اس لفظ کا مفہوم لیتا ہے، یہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی محبت کے ذریعہ اس تنہائی سے بچ نکلے جو علم یا قوت کی لگن سے پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک محبت ہی لامحدود ہے خواہ اس محبت سے مراد نفسانی جذبہ ہو یا وسیع پیمانے پر انسانیت سے اس کی ہمدردی۔ ابھی ژرژ سان کے ساتھ اس کا معاشقہ ختم ہی ہوا تھا کہ موسے چیخ اُٹھا۔ "یہ انسان جسم نہیں بلکہ تنہائیاں ہیں!" ورڈسورتھ تو نچلے طبقے کے لئے ایک ایسی ہمدردی رکھتا تھا، جس کی اجازت نئی کلاسیکیت نہیں دیتی تھی۔ یہ مشہور بات ہے کہ نچلے طبقے کے لوگوں نے اس ہمدردی کا پوری طرح جواب نہیں دیا۔ اس کے علاقہ کے ایک سرائے والے نے کینن رانزلے سے کہا۔ "وہ کچھ الگ الگ سا آدمی ہے۔ یہ سب شاعری کا کرم ہے" اگر ورڈسورتھ اس کے بارے میں اس قدر دردناک انداز سے لکھتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ خود اُسے بھگت چکا تھا[۵]۔ انسانیت پرست رسکن بھی اتنا ہی تنہا تھا جتنا انسانیت پرستی کو گالیاں دینے والا کارلائل۔

میں بتا چکا ہوں کہ گناہ کا نتیجہ تنہائی ہوتا ہے۔ لیکن بیشتر رومانیوں کے باب میں لفظ گناہ مشکل ہی سے صحیح لفظ ثابت ہوگا۔ اس تنہائی میں جس کی ان میں سے اکثر شکایت کیا کرتے ہیں، روحانی جمود کا کافی حصہ ہے۔ لیکن جیسا کہ میں کہیں کہہ چکا ہوں۔ روحانی انفعال کے معنی ہیں اپنے مزاج پر سے پابندیاں ہٹا لینا، اور کسی ایسے مرکز یا اصول کا لحاظ نہ رکھنا جو ان خواہشات پر قابو پا سکے اور آدمی کی اس ہستی سے بالاتر ہو۔ علم یا احساسات یا قوت کی ہوس کرنا۔ ایسا شخص جو اپنے مزاج کو آزاد چھوڑ دینا چاہتا ہے، اور خالص مادّی سطح کے علاوہ کسی اور سطح پر اپنے تعلقات قائم رکھنا چاہتا ہے، وہ ایسی چیزوں کی خواہش کرتا ہے جو ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں کیونکہ مزاج ہی وہ شے ہے جو انسانوں کو جُدا کرتی ہے۔ لامحدود ہونے کا احساس (جس سے بقول کارلائل بہت کچھ مراد ہے) اور تنہائی وہ تقریریں جو انفرادیت پرست کو کھلتی پڑتی ہیں۔ اگر ہم دوسرے انسانوں سے کسی اونچی سطح پر ملنا چاہتے ہیں تو ہمیں مزاج کو پوری طرح آزاد چھوڑ دینے کی بجائے کوئی اور تدبیر عمل میں لانی پڑے گی۔ اور ہمیں مذہبی یا انسانیت پرستانہ اصطلاح کے بموجب اپنے عقائد تبدیل کرنا پڑیں گے۔ ارسطو نے کہا ہے کہ ایک آدمی اپنی مڑی ہوئی چھڑی کو کھینچ کر سیدھا کر سکتا ہے۔ ہمیں بھی اسی طرح اپنے مزاج کو اس شخص کی طرح بدل کر لینا چاہیئے جس کی ہم نقل کر رہے ہیں۔ عام طور پر مزاج پر پابندی قائم کرنے والی چیز اخلاقی نظام اور کسی ملک یا زمانے کی روایات ہیں۔ میں اوپر کہیں یہ دکھانے کی کوشش کر چکا ہوں کہ انفرادیت پسند انسان روایات سے چھٹکارا پانا چاہتا ہے، ورنہ اپنے مزاج

[۴] جو ہر فرد بل کی تنہائی کا احساس بیکٹ میں بھی پایا جاتا ہے۔ "خدا نے مجھے مختلف چہرہ کیوں دیا۔ میں دوسرے انسانوں کی طرح کیوں نہ ہوا۔ جب میں لوگوں کو دیکھتا ہوں تو وہ چونک پڑتا ہے۔ جب میں بولتا ہوں، تو دوسروں کو ناگوار ہوتا ہے۔ پھر میں خاموش اور مجہول ہو جاتا ہوں۔ اور میرا کوئی دوست نہیں رہتا۔" [۵] انگریزی میں تنہائی کے متعلق ورڈسورتھ کی ان لائنوں سے بہتر شعر نہیں مل سکتے۔ اُس نے بیان کیا ہے کہ اس کے کمرے میں سے نیوٹن کا مجسمہ نظر آتا تھا جس کا چہرہ خاموش تھا۔ یہ مجسمہ ایک ایسے دماغ کی علامت تھا جو خیالات کے عجیب و غریب سمندروں میں اکیلے سفر کر رہا ہو۔ اسی طرح ملٹن کے متعلق سانٹ میں لکھتا ہے "اُس کی روح ایک ستارے کی طرح تھی۔ اور الگ تھلگ۔"

کے لئے کوئی ضابطہ اور اصول بھی سامنے نہیں رہ جاتا۔ ایسے لوگوں کی منطق یہ ہے کہ کسی ضبط و نظم کو ماننا اور کسی مرکز کو تسلیم کرنا اپنی انفرادیت کو کھو دینا ہے لیکن کیا مزاج پرستانہ میلان انسان کی ذات کے لئے اتنی خطرناک نہیں؟ اسی کا جواب شخصیت کی تعریف پر منحصر ہے چونکہ انسان کی شخصیت کے دو پہلو ہیں۔ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں، اگر ایک آدمی تنہائی سے بچ نکلنا چاہتا ہے تو اُسے اپنی عام شخصیت سے بلندتر کسی مقصد کو اختیار کرنا پڑیگا اور یہی اُس کی منفرد شخصیت ہوگی لیکن چونکہ اُس کا مقصد اُس کی عام شخصیت سے بالا ہے اس لئے یہ لازم نہیں کہ یہ مقصد اس کی پوری شخصیت سے بھی بالا ہو۔ ہوسکتا ہے کہ وہ حدود جو وہ اپنی عام شخصیت پر عاید کرتا ہے، اُس کی اخلاقی شخصیت کو حاصل کرنے کے لئے لازمی ہوں۔ اور اخلاقی شخصیت ایک ایسی شخصیت ہے جو اُس کے اور دیگر آدمیوں کے درمیان مشترک ہے۔ ارسطو کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص مسرت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اُسے اپنا عاشق صادق ہونا چاہیئے۔ اور یہ کہنے کی کوئی ضرورت ہی باقی نہیں رہ جاتی کہ اسکا مطلب اخلاقی شخصیت سے ہے۔ ابسن پر ایک جدید کتاب کا مصنف کہتا ہے کہ ابسن کے پیغام کا خلاصہ یہ لائن ہے۔

"سب سے بڑھ کر یہ کہ ــــــ تو اپنی خودی کے ساتھ وفادار رہے"

یہ بہت ہی صاف سی بات ہے کہ پولونیس ابسن کا ہیرو نہیں ہے بلکہ ایک انحطاط پذیر ارسطاطالیسی ہے۔ وہ شخصیت جو ارسطاطالیس کا منتہا ہے اُس ذات سے قطعاً مختلف ہے جس کے اظہار کے لئے ابسن اور دوسرے منفرد ذہین لوگ بیتاب ہیں۔ اپنے مزاج پر اپنی انسانی شخصیت کی پابندیاں عائد کرنا ارسطو کے خیال میں عمل کے مترادف ہے۔ ارسطو مسرت کو مجہول کیفیت نہیں بلکہ عمل تصور کرتا ہے۔

برخلاف اس کے انسانی نقطۂ نظر سے ہر قسم کے مزاج پرست مجہول ہیں۔ وہ مسرت جس کی انہیں تمنا ہے انفعالی مسرت ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص نپولین کی سی توانائی سے کر قوت کا تعاقب کرے اور پھر بھی اخلاقی طور پر مجہول رہے۔ وہ سب علوم گھول کر پی جائے اور پھر بھی اخلاقاً مجہول رہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ شلر کی طرح وہ اپنی ہمدردیوں کا دائرہ اتنا وسیع کر دے کہ "ساری دنیا کا بوسہ" لینے پر تیار ہو لیکن اخلاقی اعتبار سے مجہول ہی رہے۔ اخلاقی مجہولیت تبھی ختم ہوتی ہے جب ارسطو کے خیال کے مطابق آدمی عمل شروع کر دے۔ یعنی جب وہ خواہشات اور مزاج پر قابو پانا شروع کر دے۔ یہ قابو جتنا بڑھے گا اتنا ہی اخلاقی اعتبار سے آدمی بہتر ہوگا۔ روسو کو روح کے دو پہلوؤں سے انکار تھا۔ اس لئے اُس کے نزدیک اس اندرونی عمل کا بھی وجود نہیں ہے اور اس لئے داخلیت موضوعیت کی ہم معنی ٹھہری۔ لیکن داخلی ہونا روسو کے فلسفے کی رو سے انتشار پسند ہونا ہے۔ بے مقصد و بے مرکز ہونا۔ خواب کو خیال کے ناپیدا کنار سمندر میں چھوڑ دینا۔

افادی اس جگہ مداخلت کرتا ہے۔ اور رومان پرست سے کہتا ہے کہ جب وہ داخلی اعتبار سے کام نہیں کرتا تو خارجی طور پر ہی کچھ کرے۔ اخلاقی صلاحیت کی مسرت کھو دینے کے بعد اس طرح وہ مادی صلاحیت کی مسرت ہی حاصل کرے۔ اور دنیا کی خدمت کرے۔ یہ ہے مسئلہ مسرت کا وہ حل جو گیٹے فاؤسٹ کے دوسرے حصے کے اختتام پر پیش کرتا ہے۔ اور ہم بغیر کسی جھجک کے یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ حل جعلی ہے۔ افادی اعتبار سے خارجی طور پر عمل کرنا، بغیر اُس داخلی عمل کے جو اخلاقی مزاجیت سے بچانے کا واحد ذریعہ ہے قوت کی ہوس کو جو سب سے بڑی ہوس ہے دبانا نہیں اکساتا ہے۔ گیٹے کے نزدیک فاؤسٹ کے افادی عمل کی تکمیل یہ ہوگی کہ اُسے خدمت خلق میں لطف آئے۔ اور بغیر کسی امتیاز کے ہر ایک سے ہمدردی کرے لیکن صرف اس چیز سے قوت کی ہوس نہیں مٹ سکتی۔ ورنہ ہمیں روسو کے ساتھ یہ ماننا پڑے گا کہ ہمیشہ وسیع ہونے والی خواہشات کو ایک دوسرے کے خلاف رکھکر قابو میں لایا جا سکتا ہے۔

اس طرح ایک خوفناک خطرہ تمام جدید ذہنی رجحان میں چھپا ہوا ملتا ہے۔ یہ رجحان صرف ایک خوفناک میکانی صلاحیت پیدا کرتا ہے اور ایسے آدمیوں کو مادی اعتبار سے قریب تر لا رہا ہے، جو اخلاقی اعتبار سے مرکز گریز ہیں۔ انسانیت نواز اور دیگر ان تمام تحریکات کے ناکامیاب ہونے کا سبب جو پچھلی صدی میں وجود میں آئیں یہ ہے کہ یہ روحانی تحریکوں کی طرح وسعت پسندی کو روکنے کی کوشش نہیں کرتیں۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ وہ "تبدیلی عقائد" سرزد نہیں ہونے دیتیں۔ اور پس یہ کوئی تعجب کا مقام نہیں اگر اس دور کی افسردگی کا امتیازی نشان احساس خلا، محدودیت اور تنہائی ہوں۔ رینٹ اپنی "اخلاقی تنہائی" کی شکایت کرتا ہے۔

لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو اُس کی تنہائی اخلاقی نہیں ہے بعض ایسی انسانی شخصیتیں گو بری دبتی ہیں اور اسی سلسلے میں انتھک کوشش کرتے رہنے سے تنہائی کے مرض سے نجات پا سکتی ہیں اور کسی حد تک مسرت کا حصول ممکن ہے لیکن وہ مسرت جس کا خواب یہ دیکھتا ہے غیر اخلاقی ہے ـــــ ذاتی سمجھ۔ اور خود غرضانہ۔ رہنے سے بار بار لیبر تک اور اس کے بعد کے انحطاط میں یہ سلسلہ قائم کرنے سے زیادہ آسان کوئی کام نہیں ہے۔ مثلاً او۔ ای ماں۔ کے ناول "آر بورڈ" کا ہیرو ڈ ے۔ اسے سینٹ جو اس تحریک کے آخری زمانے کی مبالغہ آرائیوں کا نمونہ ہے۔ ڈ ے۔ اسے سینٹ مکمل طور پر دوسرے انسانوں سے علیحدگی اختیار کر لیتا ہے اور اپنے اختراع کی ہوئی مصنوعی جنت میں عجیب اور شدید احساسات کی تلاش میں مشغول ہو جاتا ہے۔ لیکن خود پرستی کی آمیزش کی وجہ سے مسرت کا خواب ڈراؤنا بن جاتا ہے۔ اور اس کے رٹ کا محل ایک دوزخ بن جاتا ہے [illegible] یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ ڈ ے۔ اسے سینٹ محض در تریا رہنے ہی سے فکرات جدید شکل میں پیش نہ آ گیا ہے ـــــ شکستہ اور ٹوٹا ہوا اور جس کے اعصاب کمزور ہیں اور معدہ ناکارہ۔ اور اسی سال سے اب بدتر، بدتر ہوتا چلا گیا ہے۔"

جذباتی رومانیت ابتدا ہی سے دیوالیہ پن کی طرف جھکی ہوئی تھی کیونکہ اخلاقی کوشش کا بدل محض جذبات اور مزاج کے دھارے پر بہتے رہنے کو قرار دیا میں بتا چکا ہوں کہ اس اخلاقی مجہولیت کو بدھ مت نے تمام برائیوں کی جڑ بتایا ہے اپنے عروج کے زمانے میں عیسائیت نے بھی اس مسئلہ پر توجہ دی تھی۔ اس نکتہ کی وضاحت کے لئے یہ ضروری ہے کہ جہاں میں نے کلاسیکی اور رومانی افسردگی کے متعلق کہا وہاں زمانہ وسطیٰ کی افسردگی پر بھی کچھ لکھوں۔ شاتو بریاں نے اپنی کتاب "عیسائیت کی روح" کے ایک مشہور باب میں اپنے زمانے کی اس بیماری کا ماخذ عیسائیت اور زمانہ وسطیٰ کو قرار دیا ہے اس بہانے اُس نے اس کتاب میں جو عیسائیت کا اعتذار ہے رینے کو داخل کر دیا۔ اور اس طرح بقول سینٹ بیو کے مقدس روٹی میں اُس نے زہر ملا کر دیا ہے۔ شاتو بریاں کہتا ہے کہ زمانہ جدید کا آدمی اس لئے افسردہ ہے کہ وہ تلخ تجربات سے نہیں گذرا۔ لیکن اس نے ایک زیادہ ترقی یافتہ تہذیب کی کتابوں میں ان تجربات کا حال پڑھا ہے اور وہ ان تجربات کے بوجھ سے دب گیا ہے۔ اور اس وجہ سے وہ قبل از وقت ناامیدی کا شکار ہو گیا ہے۔ اور زندگی سے لطف اٹھائے بغیر ہی اُس میں زندگی کو ختم کر چکنے کا احساس بیدار ہو جاتا ہے۔ اس ناامیدی کو عیسائیت کا کوئی خاص واسطہ نہیں۔ زمانہ وسطیٰ کا تو بالکل ہی نہیں۔ شاتو بریاں آگے چل کر کہتا ہے کہ مظاہر پرست دُنیا (یونان و روم) کے زوال سے اور وحشیوں کے حملے سے انسان کی روح میں اُداسی اور مردم بیزاری ایسی اُٹھی ہے کہ نکلتی نہیں وہ لوگ جنہوں نے اس طرح زخم کھایا تھا اور اپنے ساتھیوں سے الگ ہوئے تھے پہلے خانقاہوں میں پناہ گزیں ہوئے لیکن جب یہ ذریعہ انہیں تسکین نہیں دیتا۔ اب وہ دُنیا میں رہتے ہیں لیکن وہ اس سے تعلق محسوس نہیں کرتے۔ اور ہزاروں اوہام کے شکار ہو جاتے ہیں یہیں سے اُس مجرم افسردگی کی ابتداء ہوتی نظر آتی ہے جسے بے مقصد احساسات جنم دیتے ہیں وہ ایک خالی دل میں اپنا ہی شکار کرتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

عطا محمد؎

؎ جیمس ٹامسن اپنی ایک نظم میں کہتا ہے کہ وہ بڑی خوشی سے جہنم میں داخل ہو گا۔ کیونکہ "ناقابلِ برداشت بے حسی کی بجائے اُسے وہاں تکلیف کی ابدی جنت مل جائے گی۔"

اندھیرا

[illegible] کام کرتے ہی [illegible] آنکھ جاتی ہے اور
پھر دوا ہلانا اور نیل ملنا شروع [illegible] اچھا [illegible] لگے اور اگر
دوا دارو [illegible] آپ ہی آپ [illegible] ہلائے
[illegible] دوا نانے اور [illegible] ملے [illegible]
[illegible] لگے [illegible] کوئی [illegible] پانچ سال میں
تو [illegible] فرق آتا ہے۔ پانچ سال سوچا [illegible] زندگی کا
[illegible] بھاری [illegible] خود اس کے [illegible]
[illegible] جلی ہوئی [illegible] اگر کبھی
[illegible] ایک [illegible] کوئی بات
تو [illegible] جی چاہتا ہے تمام جلی ہوئی تختیاں پھر اس
زور سے [illegible] ہو جائیں اور کلیجے کے [illegible]
[illegible] تیل میں [illegible] رہ جائیں۔

اور [illegible] یہ ڈاکٹری کا [illegible] ڈھونگ رچا رکھا ہے۔ جیسے رشم
ڈھونڈتے ہوں [illegible] ڈپٹی کلکٹری کے لیے [illegible]
جواب۔ خفیف سی [illegible] ہلکی طنز کا پہلو لیے ہوئے [illegible]
مسکراتے ہوئے فرنگی انداز میں [illegible] نیچے کرتے ہوئے
[illegible] تم رشم ہو۔ [illegible] گدگدے جسم میں سیسہ
بھرا ہوا ہے۔ ہڈیاں لوہے کی سلاخیں ہیں۔ پاؤں [illegible] فولاد اور
پھیپھڑے ربڑ کی طرح پھول پچک سکتے ہیں۔ رپورٹ تیار ہو گئی۔
سال ڈیڑھ سال گذرا اور حاکم تحصیل۔ لالہ [illegible] داس پی۔ سی
ایس مسٹر داس بڑے دیالو ہیں عادت خصلت کے [illegible]
غریب پرور۔ مسٹر خلیل الرحمن قریشی۔ پی سی ایس [illegible]
ذکی ہیں ذہن [illegible] جیسا۔ [illegible] بالکل لڑکے جیسے [illegible]
کو کبھی کبھی نظر آتے ہیں۔ آنکھوں میں کیسی مقناطیس ہے طبیعت میں
ذرا جوش ہے۔ آخر پیا خون ہے نا!

کوئی چار کپڑے اتار کر دیکھئے ان گدّوں کو، جن کی کھال تلے
گوشت کتنا گھل چکا ہے ہڈیوں کے سفید گودے میں برابر کی کھلن
لگی ہے اور ٹانگیں تو چلائی پھرائی اور دبنے کے علاوہ کسی بات کے
لائق ہی نہیں۔ مگر اس کا کسی کو کیا علم۔ اور ہو بھی کیوں۔ سرکاری کام

[illegible] ہونٹ ہے یا دھڑ ہے؟ موم کے کھلونے! اور کھلونے بھی کہاں
وہ [illegible] کھیل کے کام کے تو ہیں۔ انہیں تو چھوا اور موئے۔
ریڑھ کی ہڈی ناریل کی شاخ کی طرح نہیں جیسی۔ چکنی
اور [illegible] جیسی [illegible] کے بیچوں بیچ ہے۔ یہ تو سانپ کی طرح چھوٹی
بڑی گٹھلیوں سے مل ملا کر گردن سے سیدھی نیچے کو رینگ جاتی
ہے۔ اونچی نیچی، نرم، لچکیلی، نازک اتنی کہ چوٹ آنے پر جان پر بن جائے
اور مضبوط ایسی کہ بھاری بھاری بوجھ سنبھال لے اور اس کے
اندر جیسے [illegible] ڈور ہے جیسے [illegible] لٹکے ہوں۔
لمبی لمبی پتلی انگلیاں ریڑھ کی ہڈی کے [illegible] فراز پر
ہوتے ہوئے پھسل رہی تھیں۔ پیلی پیلی جن میں کچھ یونہی سی گلابی
جھلک تھی۔ پیچھے ملگجے نیل نے انہیں گیہواں رنگ دے دیا تھا۔
[illegible] کی جب [illegible] کو گرتے ہی پی لیتی اور پوروں تلے ایک چپچپاہٹ
سی رہ جاتی چکنی سی، سوکھی سی، کیسی کیسی۔ قریب ہی تپائی
[illegible] میں کوئلے چٹخ رہے تھے۔ روئی کا نیل لگا ٹکڑا آنچ سے
قریب آتے ہی دھواں دینے لگتا۔ کچھ کچھ نیلا کڑوا۔ تیز جو سیدھا
ناک کی راہ لے اور [illegible] کا یہ جی چاہتا کہ روئی کے ٹکڑے کو آگ میں
چھوڑ دے کہ ڈرکتے شعلوں کا سرور بن جائے۔
"بہت جل رہا ہے بیگم"۔ تکیے میں سے آواز آئی۔
"ہونہہ۔ میرے تو ہاتھ بھی [illegible] گئے"۔ اس نے سوچا اب
کون ٹین رکھوائے انگیٹھی پر۔
"ٹین رکھا لو"۔ نیچے سے جواب ملا اور گھنٹے نے دوسرے کمرے
میں ٹن ٹن گیارہ گن دئے۔ [illegible] انگیٹھی پر ٹین رکھ دیا۔ سامنے
بجلی بجھا کر نیلا بلب کھول دیا۔ سونے کے کمرے میں ہلکا آسمانی رنگ
پھیل گیا۔ خفیف سا سرمگیں نیلا خواب۔ "آؤ [illegible] کوئی کہے آؤ
سو رہیں"۔ مگر اس کے جسم کا بھاری پن کہتا نہیں [illegible] کی آنکھیں
جاگنا چاہتیں رات گئے تک۔ اور جسم بھی۔ وہ جاگتی بھی رہتی اور پھر
بھی بھوکی نظر آتیں۔ سستاتی ہوئیں اور تھکی دکھائی دیتیں۔ جھلملتی
مگر چھپی چھپی۔ اور پیاسی انگڑائی، کسلمندی سی۔ پیچھے چھوڑ جاتی،
دیر تک نیلا نیلا۔ کڑوا تیز دھواں انگیٹھی کے سر پر منڈلاتا رہتا

ور پھر بل کھاتا محدث جھومنے لگتا۔

ایسا بھی ہوتا کہ نیلی پیلی ستاروں جیسا کے گاڑھے سیاہی مائل تیل کی الماری میں سے غائب ہو جاتیں مگر دوسرے تیسرے دن الماری پھر انہیں اگل دیتی سفید خوبصورت گولیاں جو ہے کھا جائے وہ کبھی نہ ملتیں۔ تھرمامیٹر میں پر گر پڑتا اور پارہ زمین کی درزوں میں نکل جاتا۔ اور جب کچھ ہوا ہی نہیں۔ حمیدہ بی بیتاب ڈبیاں اور تھرمامیٹر لے آنا۔ ہوتے ہوتے یہ ٹوٹ پھوٹ۔ کھونا پانا روز انہ کی بات ہو گئی جیسے پیلی نیلی انگلیوں کا ڈھیلی سی گنہواں کھال پر رینگنا۔

مشینوں سے نکلا پانی بند کے ایک طرف جمع ہو کر پھیلتا اور گہرا ہوتا جاتا۔ میلوں تک گنگا کا ٹھیرا پانی موجیں مارتا رہتا جو ہرا بھی تھا نیلا بھی اور کالا بھی۔ کبھی کبھی ہرا رنگ نیلے پر چھا جاتا اور کبھی نیلے اور ہرے رنگ کا میل ہلکی سیاہی میں ڈوب جاتا نظر اُس پار درختوں کی قطار سے ٹکراتی جو کائی کے اونچے نیچے ٹیلوں کی طرح زمین آسمان کے بیچ کی تنگ جگہ میں چھائی ہوئی دھند میں کھوئے تھے پُل کے دوسری طرف پانی کی دو بہن ہار بال چمکیلی ریت کو کاٹتیں افق کی سیاہی میں گر پڑتیں۔ کالے بند کے جوڑ جوڑ سے پانی رستا رہتا۔ تھوڑے تھوڑے وقفہ سے نالیاں چلتی رہتیں اور ہرا پیلا اور سیاہی مائل پانی تیس فٹ کی اونچائی سے پھسلی ہوئی چاندی بن کر گر پڑتا۔ پُل کے نیچے آکر گنگا کا رکا ہوا پانی تنگ سے نالے سے دھاڑتا ہوا سفید جھاگ کے غبار کی صورت میں زور سے گہرے پانی کے سینے میں گھس جاتا اس سد مد بل کھاتی ہوئی بڑی سی موج کی طرح طبیعت میں ہول سی بھر جاتی اور دل پسلیوں سے ٹکرانے لگتا۔

ببّر نے جمیل سے لگتے ہوئے اُسے مضبوطی سے پکڑ لیا۔

"اگر کوئی اس میں گر پڑے"۔ اُس نے سہمے ہوئے لہجہ میں کہا۔ جمیل نے اُس کا شانہ دباتے ہوئے اُسے پہلو سے لگا لیا۔

رام دھارا میں بادلوں کی گرج تلملا رہی تھی اور پانی کا زور جیسے دھرتی کو جھنجھوڑ رہا تھا کوئی بیس قدم اُدھر پُل کے دوسری طرف چار پانچ بانس گہرا پانی دور تک چپکا پڑا تھا۔ نیلا سبزی مائل۔ ہلکا سیاہ بہت دور اُس پار کالے کالے ٹیلے دھند میں سر اٹھائے کھڑے تھے۔ اور اگر کہیں ایکدم سے اس بند کے سر اٹھے طغیانی تو یہی سونا سوتا گنگا جل سارا کا سارا تیس فٹ کی بلندی سے گر پڑے اور دھرتی کا سینہ پھٹ جائے۔ پھر نہ جانے کیا ہو۔

"گنگا مائی کی جے!" یکے بعد لوگ چلا اُٹھے۔

"ارے۔ ارے۔ رے مچھلی تیر رہی ہے"۔ ببّر چلائی۔

"وہاں کیا کر رہے ہو عزیز"۔ جمیل نے آگے کو پکارا۔

"پکڑلی بنگلے نے مچھلی"۔ عزیز پل پر جھک گیا۔

سورج کی کرنیں پانی پر ناچتی ناچتی گرم ہو گئیں۔ پانی کی دور تک پھیلی چادر شیشے کی طرح چمک اٹھی اور پانی کا شور گرم ہوا کے ساتھ ڈاک بنگلہ میں اُن تینوں کا تعاقب کرتا رہا۔ اس کے بعد گھنٹوں تک بجلی کا پنکھا آواز چلتا رہا اور جیسے دل کی دھڑکن بھی سست ہو گئی۔ قہقہے۔ الفاظ۔ آوازیں ہونٹوں سے نکلتیں، در و دیواروں میں جذب ہو جاتیں اور کمرے کی فضا گم سم ہو جاتی۔

مغرب کے کالے درختوں میں گرد سے اٹا لال طباق سا اُلجھا تھا۔ چاروں طرف مٹیالا غبار پھیلا ہوا تھا۔ ہوا میں سنسنی اور فضا میں گرمی تھی۔

"آپ بھی چلیے گا؟" عزیز نے کیمرہ لٹکاتے ہوئے کہا۔

مصنوعی جھرنے کے خیال نے ببّر کے دل میں ہلکی سی گدگدی اور سہم بھر دی۔ جیسے اونچی پینگ دل میں ایک لہر سی اُٹھا دے۔ خوشی۔ ہراس۔ خوف۔ اور گدگدی بھری۔

"اُٹھیے، اٹھیے بس جلدی کیجئے"۔ ببّر نے جمیل کو ٹوکا۔

"بیگم دیکھو نا! ابھی کتنی تپش ہے ..... اچھا آپ ان کے ساتھ چلیے ہم ابھی آتے ہیں"۔

"ہونہہ آپ تو چلیے عزیز صاحب۔ یہ آتے رہیں گے"۔

ہوا خاصی تیز ہو گئی تھی۔ ببّر کا دوپٹہ ہوا میں بار بار لہرا جاتا۔ جیسے کوئی آبی پرندہ مچھلی پکڑنے ہوا میں غوطہ لگائے عزیز کی رنگین قمیص اور پتلون جسم سے چمٹی ہوئی تھیں۔

"اُفوہ۔ یہاں ہوا کسقدر تیز ہے"۔ پُل کی ہوا پیر اکھاڑے دیتی تھی۔

عزیز قریب آگیا ہوا کی تیزی پانی کا شور بڑھا رہی تھی۔ مغرب کی جانب آسمان پر بھورا رنگ پھیلتا جا رہا تھا۔

"آندھی کے آثار معلوم ہوتے ہیں"۔ عزیز نے باتوں میں

انگلیاں پھیرتے ہوئے آسمان کو دیکھ کر کہا

"چلئے ہوٹ میں تنبیر بجائی"

"نہیں جی۔ ڈر کا ہے کا ہے چلئے اس دھارا کی طرف چلیں"۔

نیّر نے تندرست کرلیا اُس کا دوپٹہ ہوا میں لہرا اُن گیا۔

"کیا کر رہی ہیں آپ" عزیز نے دوڑ سے نیّر کا ہاتھ پکڑ لیا۔

بھورا رنگ تمام آسمان پر پھیل کر پھیکا پڑ گیا تھا ہوا کا زور مدھم ہو گیا تھا۔ وہ گلے لگے پل کے اُس پار پہنچ چکے تھے دھارا جنگھاڑتا ہوا بل کھا رہا تھا۔ ابابیلیں پانی کی سطح پر منڈلا رہی تھیں بنیاہوں میں چونچ دبائے اچھلے پانی پر نکلا ایک ٹانگ پر کھڑا اونگھ رہا تھا۔ کنارے سے دراہٹ کر ساروں کا ایک جوڑا فٹ بھر پانی میں ڈوبا تھا۔

اُس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا اگر کوئی اس میں گر جائے تو نیّر نے عزیز کی قمیص جیسے پیچھے سے پکڑ لی

"اگر اس میں کوئی گر جائے تو بچے ہوں گے؟" جیسے وہ جواب چاہتی ہو۔

"اوں ہونہہ" اس پر کچھ بے دلی سی طاری تھی۔

"اور اگر کیا کیا ہم سے یہ سب ٹوٹ جائے"

عزیز نے سوچا وہی جو طبعیت کے لہر لئے سمندر کا رُک ہٹ جانے پر ہوتا ہے مگر اُس کے منہ سے صرف یہی نکلا۔

"مہر کا ساگر اس دھارے کی طرح گرجتا شور مچاتا کھل جائے اور ہم تم دونوں تنکوں کی طرح بہہ جائیں" اُس کی آنکھوں میں مہتاب کی تابناکی ابھری تھی۔ اور نظریں کسی غیر مرئی شے پر جمی تھیں۔ ایک عجیب سی ہول نیّر کے دل میں بھر گئی اور دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

"اگر کوئی اُسے زور سے چمٹا لے تو یہ دھڑکن دب جائے۔ . . جلیل صاحب اب تک نہیں آئے مر جائے یہاں کتنا گہرا پانی ہے" وہ سوچ رہی تھی اور یوں ہی آپ ہی آپ اُسے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے اُس کی انگلیاں ڈھیلی سی کھال پر رینگ رہی ہوں جیسے تیل میں ڈوبی۔ ایک ہلکی گلابی لہر اُس کے رخساروں کو چھوتی آنکھوں کی نمی میں تیر گئی۔

"کراک" تیز باریک سی آواز ہوا چیرتی دھارے کی گونج میں سما گئی۔

"کراک۔ کراک" مادہ سارس نے لمبی گردن سے پانی پر عمود ڈالتے ہوئے جواب دیا۔ اُن دونوں کی نگاہیں دور پانی سے سمٹ کر آمنے سامنے جھک گئیں اور پھر جھک گئیں بیک وقت جیسے وہ جانوروں کی بولیاں سمجھتی ہوں مجوبیاسی کا نپتی کانپتی سہمی سہمی جیسے کچھ کہہ دیا ہو جیسے کچھ سن لیا ہو جیسے کچھ دیکھ لیا ہو۔

ہلکے گیہواں رنگ میں خوب سُرخی بھر جانے سے سلگوں ہو گیا تھا جلیل کی آنکھیں یاقوتوں کی طرح چمک رہی تھیں "میری سات سال کی دوستی کا یہ صلہ" کمرے سے نکلتے نکلتے خانساماں کی رفتار میں کمی آگئی۔

". . جرأت یہ ہمت آخر بیدا کس نے کی" اُسکی آنکھیں غصّہ سے اُبلی پڑتی تھیں

"جیسے وہ کچھ جانتا ہی نہیں" عزیز نے سوچا لیکن اگر وہ کہہ دے "جلیل کی کمزوری نے نیّر کی جرأت نے۔ اُس عورت نے جو اُسکے انگ انگ میں چھپی بیٹھی ہے عمر کے اس طغیان نے جسے وہ نہیں روک سکی اُس پیاس نے جسے جلیل الرحمٰن قریشی پی۔سی۔ایس نہ بجھا سکا۔ اُسکی بدچلنی نے۔ اُسکی کمزوری نے ہاں آپکی کمزوری نے" تو کائنات عالم کے ذرے ذرے کی حرکت اُسکے دل میں سمٹ آئے ساروں کی گردش اُسکے دماغ میں حلول کر جائے۔ اور وہ چُپ رہا۔ اور اُسکی نظریں فرش پر جمی رہیں "آستین کا سانپ نیچ ذات!" اُس کے لبوں کے گوشوں پر سفیدی پھیل گئی۔

"تو نے یہ نہ سوچا کہ میٹرک سے بی۔اے تک کس نے کرایا پیسہ کس نے لگایا نوکری کس نے دلوائی کوئی بھائیوں کے ساتھ بھی ایسا سلوک کر سکتا ہے؟" وہ غصّہ سے کانپنے لگا۔

"ہاں بول اب کھڑا کیا ہے" حاکمانہ انداز اُس کے لہجہ پر حاوی آ گیا تھا

اور جیسے موج تڑپ اُٹھے "میری بدچلنی نے تمہاری آوارگی نے۔ سات سال کی کمزوری نے۔ سات سال کی آوارگی سات سال کے ساتھ نے۔ بُرائی نے۔ گندگی نے۔ میری غربت نے تعلیم کے شوق نے میری صورت نے میرے جسم نے . . . بھائی! سلوک!! دوستی!! ہونہہ!!!"

جلیل کے چہرے پر گھناؤنی سیاہی چھا گئی گاڑھی گاڑھی پھٹی پھٹی نیلاہٹ کی رمق لئے کمرے میں سکوت تھا اور تاریکی۔ کامل سکوت اور گہری تاریکی جیسے گھنے جنگل کی ڈراؤنی وسعتوں میں۔ جیسے قبر کے اندھیرے میں۔ جیسے دل کی گہرائیوں میں۔

سیّد مسعود زاہدی

سیاہ پوش

سڑکوں پر، پارکوں میں، سورج کی کندن ایسی چمکتی روشنی میں چند اُداسی کا لبادہ پہنے سیاہ پوش ہستیاں نظر آتی ہیں۔ شاید یہ پچھلے تین چار سال کی بات ہے۔ ماضی کا سایہ پھیلتے پھیلتے اب بہت لمبا اور وسیع ہوگیا ہے۔ سیاہ پوش انسانوں کی تعداد ہر لحظہ بڑھتی جارہی ہے۔ مایوسی کے لبادوں کی تعداد روزافزوں ترقی پر ہے۔ پہلے اس گروہِ ماتمی میں صرف چند آدمی شریک تھے آج ساری خدائی نے ناامیدی کی سیاہ چادر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اوڑھ لیا ہے، اور قبرستانوں کے ارد گرد فاتحہ پڑھنے والوں کی گنتی بڑھتی ہی چلی جارہی ہے۔ ان تین چار سالوں میں زیست تھک کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سرِ راہ سوجانا چاہتی ہے۔ قوموں کا عروج و زوال، اور آئندہ آسودگی کے خواب شرمندہ تعبیر ہوتے نظر آتے ہیں۔ مغرب کے برباد خیابان سے ایک آواز اُٹھتی ہے اور صفحۂ گیتی پر پھیلتی چلی جاتی ہے۔

"انسانی جہل کے آخری پندرہ ہزار سال۔ انسانی بربادی کی ایک سو پچاس صدیاں۔ اور موجودہ دور ان جہالت بھری ان گنت صدیوں کا تو نہیں کم ازکم وقت کے ایک بڑے قیمتی حصّہ کا اختتام ہے۔ تاریکی کے پندرہ ہزار سال گذر جانے کے بعد روشنی کی کرنیں پھر نئے سرے سے سطحِ گیتی پر پھیل جائیں گی۔"

پندرہ ہزار سال کی تاریخ اُس دَور کا آغاز جس کے اختتام نے انسان کے سوکھے دُبلے بھوک سے ستانے اور گلا گھونٹ دینے والے جذبات کے نیچے دبے ہوئے کندھوں کے گرداگرد جسم کے سہارے سہارے، مایوسی، اُمید کے فقدان اور زیست کو دم توڑتے ہوئے دیکھنے کے باعث، ایک سیاہ لبادہ سا اوڑھا دیا ہے۔ اُس سیاہ کفن ایسے لبادہ میں سے کبھی کبھی موتی جیسے سفید دانت چمک اُٹھتے ہیں اور دھوکہ دینے والی مسکراہٹ خواہ مخواہ ہم جنسوں کو مستقبل اور جنگ کے خاتمہ کے بعد نسبتہً زیادہ فراغت نصیب زمانہ کے بارے میں ہوائی قلعے تعمیر کرنے کے لئے مجبور کردیتی ہے۔

آغاز سے انجام تک گذرے یا جلد گذر جانے والے پندرہ ہزار سال کے وقفہ میں انسانیت نے کئی بار سیاہ پوشی اختیار کی ہے۔ لیکن نسلِ آدم نے کئی بار سیاہ لبادوں کو نوچ پھینکا ہے زندگی کئی مرتبہ معصوم بن کر کھلکھلا اُٹھی ہے۔ مُردہ جسموں میں نئے سرے سے جان آ گئی ہے اور انسان ہر بار پُرانے لہو ولعب میں مشغول ہوگیا ہے۔ لیکن اگر ماضی کے وسیع اور حدنظر سے وسیع تر میدان پر نگاہ ڈالی جائے تو معلوم پڑتا ہے کہ گذری صدیوں میں کبھی زیست نے اتنی ناامیدی کا اظہار نہیں کیا جیسا کہ جہالت کے پندرہ ہزار سال کی آخری گھڑیوں میں۔ ممکن ہے کہ آغاز اندھیرے میں ہے اور انجام اپنے قدموں پر۔ اور دوری کے باعث ہم کو ہر بار سیاہ لبادہ نوچ پھینکنے کے بعد انسانی بدن کندن کے مانند دمکتے، اُمیدیں زیادہ اور ناامیدیاں کم، ناممکن کم تر اور ممکن زیادہ، دکھائی پڑتا ہے اور کم ازکم ذہنی زوال کی جھلک تک دکھائی نہیں دیتی جسموں کو بیتک گھن لگتا ضرور نظر آتا ہے کیونکہ ذہنی زوال نزدیک کی چیز ہے اور جسمانی تخریب آغازِ دُنیا سے منسلک کی جاسکتی ہے آغاز جو اب تک اندھیرے میں ہے لہٰذا معدودے چند انسانوں نے ایک محدود وقت کو مطالعہ کا تختۂ مشق بنا لیا ہے، اور وہ وقت کے تختۂ سیاہ پر مشاہدہ کا چاک گھماتے رہتے ہیں۔ سقراط سے لیکر ایچ جی ویلز تک اور ارسطو سے لے کر کانٹ ہیگل اور رادھا کرشن تک اور جو تنزل سے شروع ہوئی تھی وہ اب دماغ تک آن پہونچی ہے۔

جہالت کے پندرہ ہزار سالوں کی تاریخ رُوح کے زوال سے ذہنی پستی تک کا تذکرہ ہے، آغاز میں جسم اور دماغ اتنے مضبوط اور دیرپا نظر آتے تھے کہ ان کی جانب خیال تک کی نگاہیں نہیں اُٹھتی تھیں۔ رُوح ہی محض مطالعہ اور مشاہدہ کے تاثرات کی سطح پر تیر رہی تھی۔ ایک مضبوط جسم اور تندرست دماغ کے مالک نسلِ آدم کو اگر کوئی کمزوری نظر آتی تھی تو صرف رُوح۔ رُوح کی خفتگی کا احساس، اُس کی روز بروز گھٹتی ہوئی بلندی کا منظر۔ رُوح جو عقائد اور فطرت کے اصولوں کو کُلیتاً طور سے تسلیم کرنے کے باعث انسانیت کی پروازوں اور رُحجانات کو ایک ایسی اُونچی سطح پر تھامے ہوئی تھی جہاں اُسے ہر لحظہ مفاد ملتا تھا عشق کا احساس تھا۔ ہر شے کی فراوانی، آبادی کی کمی، اور فطرت کے بیش بہا خزانے انسان کے قدموں میں کتنی ہی لازوال نعمتیں تھیں جو انسان کو رُوح کی بلندی سے جسمانی اور

دماغی برتری کی جانب ایک نگاہ تک ڈالنے نہیں دیتی تھیں، اصل میں حرص و ہوس، کمتری اور برتری، کم دیر اور زیادہ کا زمانہ ہی نہیں تھا کمتری اور برتری انسان انسان کے مابین نہیں تھی بلکہ انسان اور فطرت کے درمیان، اور قدرت نے اپنی برتری کو ایک نہایت ہی خاص شخصیت کی قبا میں چھپا کر نسلِ انسان کو جھرنوں، وادیوں، درختوں، پھلوں اور پھولوں اور خود رو دانوں کے بیش بہا ذرائع بخش دیئے تھے۔ لہٰذا انسان آغاز سے ایک بھولے بھالے معصوم بچے کی مانند زندگی کے دن بتاتا، وقت کی اُس محدود سرحد کی جانب مائل تھا جہاں سے لنکزمانہ کا آغاز ہوتا تھا۔ جسمانی برتری کا زمانہ اور روح کی گھٹتی ہوئی اہمیت

"میرے ہاتھوں میں دم ہے میرا جسم مضبوط ہے میں زیادہ ذرائع سمیٹ سکتا ہوں، کیوں نا ایک وادی کے بجائے دو وادیوں اور ایک خطۂ زمین کی بجائے دو خطہ ہائے زمین کا مالک بن جاؤں"۔

جنگ شروع ہو چلی۔ انسانیت کا بچپن ختم ہو چلا۔ شروعات جسمانی برتری سے ہوئی ایک جنون سا تھا اپنی اپنی قوتوں کو دوسروں کے خلاف آزمانے کا جنون۔ وقت نے بچپن کی معصومیت کو لڑکپن کے چلبلے پن کی جانب راغب ہونا سکھا دیا تھا۔ اب انسان محض نعرے لگانے، غور و خوض کرنے والا بچہ نہیں رہا تھا بلکہ کشتی ایک گُشتی کا اکھاڑہ بنتا جا رہا تھا۔ Survival of the fittest کا اصول عمل میں لایا جا رہا تھا اور عادت ایک بار جب انسان کے ساتھ چمٹ جاتی ہے تو چھٹنے کا نام نہیں لیتی۔ انسان کو عادت پڑتی جا رہی تھی۔ وہ ایک دوسرے سے خواہ مخواہ قوت آزمائی کرنا چاہتا تھا لیکن چند اصولوں کے ماتحت۔ تاکہ لطف زیادہ حاصل ہو سکے اُسے اب بھی قدرت سے خوف تھا وہ اب بھی مختلف قوتوں کے سامنے جھکتا تھا اور غاروں میں کندہ کی ہوئی مورتیوں کو بہلا پھسلا کر اپنے ہم جنسوں سے لڑتا تھا۔ آہستہ آہستہ قوت آزمائی کا ذوق ایک نہایت ہی مقدس آرٹ کی صورت اختیار کر گیا۔ دیوتاؤں کو خوش کرنا مقصود ہو تو اُس کا ذریعہ یہی تھا کہ مختلف عقائد کے پابند انسانوں سے نبرد آزما ہو کر نفرت کے شادیانے عبادت گاہوں میں بجائے جائیں۔ لڑائی کے کرتبوں کی نمائش ہو اور جنگی رقص کو تکمیل تک پہونچایا جائے۔ لہٰذا وہ دور شروع ہو چلا جو آہستہ آہستہ جسموں کو ختم کرنے کے درپے تھا۔ جوں جوں قوت آزمائی کا ذوق بڑھتا گیا توں توں جنگ کے منظم طریقے استعمال ہونے لگے!

سلطنتوں کا وجود، قوت کے سر سہرا، کروڑی قسم کی انسانی طبقاتی تقسیم اور قوت کے خلاف دماغی ترقی کا جنون، تمام کے تمام اُس انسانی دور کی اُپج ہیں جب عقل، فہم و فراست کا نام و نشان تک نہ تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ شکست خوردہ انسانوں نے جسم کی کمتری کی مایوس کن اور عادی اور زندگی کفن بدوش غلاموں کو اُس حق تک پہنچانے کے لئے جو ہر ایک انسان کو قدرت اور آفریدہ سے پہونچتا تھا ایک نئی دریافت کی طرف توجہ دینی شروع کر دی۔ جسموں پر دماغ کی برتری کمزور جسموں نے سپاہ لبادوں کو ترک کر دیا اور وقت کی ترقی کے ساتھ ساتھ ایک نیا خبط سوار ہوتا چلا اصل میں انسان کی جہالت کی تاریخ ابھی مخبوط الحواسی سے آغاز ہوتی ہے اور ابتدا میں تو واقعی نیا دار مُولا ہی بیت ہی بزنس تھا۔

"حکومت طاقت سے نہیں حکمت سے چلتی ہے۔ راج نیتی ایک نہایت اہم شے ہے۔ انسانوں کو کیا جدھر کل پھیر و اُدھر کو مُڑ جائیں۔ نوع انسانی میں بہتر سوچنے کی طاقت سے قطعاً محروم ہیں اور وہ نہایت آسانی کے ساتھ بھیڑوں کے مانند ہانکے جا سکتے ہیں اور حکم ملتے ہی عجیب و غریب کرتبوں کی نمائش کر سکتے ہیں۔ ہاں مرد شوریدہ سر! آزماؤ اپنی قوتیں بہادرو! اگر میدانِ جنگ میں مر گئے تو جنّت، سُرگ، بہشت کے دروازے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کھل جائیں گے۔ اور اگر فتح پائی تو دولت، ثروت، عزت، فتح و نصرت تمہارے ہاتھ ہے اور تمہارا نام صفحۂ ہستی پر ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جائیگا۔"

جسم کی برتری پر فوقیت حاصل کر لینے کے بعد دماغ میں من بھاونے راگ گانا شروع کر دیئے۔ انسان جو شاد پسند بنتا گیا وہ غلامی کے دور میں قدم رکھنے کے بعد ایک نہایت تعجب خیز خیالاتی سلسلۂ عمل میں اب اسکڑا کہ زنجیر زیادہ مضبوط ہوتی گئی۔ اور جسموں کے گرد بندھے رہنے اور تکلیف دہ ہونے کے باوجود انسان نے غلامی، زبردست کی محکومیت کو میرا قبضہ، میرا ملک، میرا بادشاہ، ہمارا حکمراں ایسے مفروضات غیر مادی کی بنا پر بخوشی قبول فرما لیا۔ حاکم کی فتح رعایا کی فتح تھی۔ شکست رعایا کی شکست جو بیروزگاری کی تعداد کی افراط اور محلات عیش و عشرت میں کمی، مغلوبیت کے باعث سینکڑوں بدعتوں کا عروج، بھوک کا آغاز بھی انسانیت کے دماغ پر مسلط ہونی پذیر، اشیاء کے ملکیت کے خیال کو فنا نہیں کر سکا۔ آزادی غلامی میں تبدیل ہوتی گئی۔ مصیبتوں میں اضافہ ہوتا گیا اور دماغ زوال کی جانب راغب۔ انسان کوشش کرنے پر بھی

ماضی میں جھانک نہیں سکتا تھا۔ وہ ہر لحظہ بڑھتی ہوئی مغلوبیت کو زیست کا راز سمجھ بیٹھا تھا۔ راج دربار میں عزت، عہدۂ سرکاری پر تعیناتی، اور غلامی کے مکروہ مظالم کا ایک سبز بنا روح کی کٹی ہوئی پرواز ہی تو تھا اور بھلا کیا تھا۔ شرح ذاتی آزادی، بلندی پرواز، خود داری اور شخصی ذمہ داری کے اصولوں کو توڑ کر مغلوب بستی اور اپنے جان و مال کی حفاظت دوسروں کے ذمہ ایسے تباہ کن عقائد پر اُتر آئی تھی۔ پہلے انسانی حفاظت خود اپنی ذات سے متعلق تھی اب آہستہ آہستہ وہ دوسری ذات سے وابستہ ہوتی جا رہی تھی۔۔ دوسری ذات کی موت اپنی موت تھی۔ حاکم کی شکست اپنی سیاہ پوشی کا باعث۔ اگر حاکم غمگین ہے تو رعایا بھی مایوسی کا سیاہ لبادہ زیب تن کرے اور جب حاکم یا بڑا نے حاکم کی واپسی حاصل ہوئی قوت کے ساتھ ساتھ یہ لبادہ نوچ کر پھینک دیا جائے اور تنبیہ غلامی کے خیالات کو سیراب کرتے نسل انسان خوشی اور مسرت کے راگ میں ڈوب جائے گھی کے چراغ جلیں اور حکومت کے جھنڈے کو کھڑکیوں کے سہارے ٹانگا جائے۔ اور نغمہ زنوں پر پھولوں کی بارش کی جائے۔ سیاہ پوشی کے بعد فراغت کی چند گھڑیاں، ایک لمبی نا ختم ہونے والی کہانی میں مزاح کے چند ٹکڑے اور مغلوبیت کا ترقی یافتہ نمونہ۔۔۔

جہالت کے آغاز سے قرنِ وسطےٰ تک حکومتیں محض طاقتور حکمرانوں کی شان و شوکت اور شاہی دبدبہ تک ہی محدود تھیں، ابھی زبردست سے زبردست آمر یا مالک کرنا نہیں سیکھا تھا کہ اُسے خوراک اور پہننے اوڑھنے تک سے محروم کر دیا جائے۔ اپنی رعایا کو اچھا کھاتے اور پہنتے ہوئے دیکھنا حکومتوں کی شان تھی۔ اپنی رعایا کو زیادہ سے زیادہ دولت فراہم کرنا اُن کا فرض۔ لیکن قرنِ وسطیٰ کے بعد سکندرِ اعظم کے مانند ساری دُنیا پر قابض ہونے کے تجربہ کو دُہرانے کی سکیمیں ہوا میں معلق ہو چلیں۔ اور بیچ گرد و نواح سے مطمئن نہ ہو کر دُور دراز ملکوں تک پر قابض ہونے کا جنون سوار ہو چلا۔ مقصد وہی پُرانا تھا یعنی اپنی رعایا کو زیادہ مال و دولت فراہم کرنا۔ لیکن ذرائع زیادہ مُہلک اور خطرناک اور اس ہلاکت اور بربادی کے آرٹ کو بلندی پر پہونچانا ہی آہستہ آہستہ دماغ کا مطمعِ نظر بنتا گیا۔ وجوہات نہایت ظالمانہ حیثیت اختیار کرتی جا رہی تھیں۔ دماغی برتری جہالت کو ودیعت کرتی ہے اور صحت مندانہ عناصر کو ترقی یافتہ بننے سے باز رکھتی ہے۔ لہٰذا قرنِ وسطیٰ کے بعد سے انسانی جہالت کا بدترین دَور شروع ہوتا ہے۔ سیاہ پوشی کا دور تھا لیکن آغاز میں سیاہ لبادوں کو پہننے کی نوبت نہیں آئی۔ جب کبھی کبھی انسان قابلِ فراموش لمحوں کے لئے مایوسی کی گھٹی گھٹی ندی میں ڈوب جاتا تھا اور پھر مقابلتاً فراغت کے دھوؤں میں کھو جاتا تھا۔

قرنِ وسطیٰ کا آغاز اجتماعیت اور روحانیات کی ناقابلِ فہم آمیزش کا آغاز ہے۔ انسان اجتماعی طور سے انسانیت پر نظر ڈالنا سیکھ رہا تھا اور مذہبیات اس قسم کے ہیولے اس کے گرد تنتی جا رہی تھیں کہ وہ مختلف گروہوں میں سے ایک کا جزو بن کر جہانگیری ہلاکت اور بربادی کی تخریبی سازشوں میں حصّہ لینا اپنی بہتری (و بہبودی) کو سمجھنے لگا تھا۔ بیشتر اس سے اتنا احساس ضرور تھا کہ ہر ایک انسان کو اتنی ہی مقابلتاً فراغت نصیب ہونی چاہئے جتنی خود کو لیکن اب یہ احساس مٹتا جا رہا تھا۔ ذاتی مفاد اور بھلائی کے نئے خیال نے قوموں کو ودیعت کیا اور قوم پرستی نے غلامی کو ترقی دی اور غلامی زیادہ ہلاکت، زیادہ تخریب، کا باعث بنتی گئی۔ اور جہادی سنگین حلقوں کی تعمیر کا آغاز ہوا جوں جوں وقت بڑھتا گیا۔ توں توں انسانی معبودوں کی تعداد بڑھتی گئی۔ نت نئے دیوتا اُفق پر اُبھرنے لگے بادی النظر میں انسان قدرت اور خدا پرستی سے منحرف ہونے لگا لیکن وہ ایک عجیب سلسلۂ عمل میں گرفتار ہو چلا تھا اس لئے ہر کام پر سینکڑوں سجدے ادا کرنے کی سزا ملتی جا رہی تھی معبودِ حقیقی کی طرف راغب ہونے کا وقت کم ہوتا جا رہا تھا اور نئے خداؤں کے سامنے سر جھکانے کا وقت بڑھتا جا رہا تھا۔ قوم، اجتماعیت، حکومت، فوج، مختلف دستورہائے اساسی، اُس کی گردن کے گرد میں بھاری زیورات کی طرح لادتے جا رہے تھے۔ بوجھ بڑھتا جا رہا تھا اور انسان قطعی بے خبر تھا۔ اُسے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ بوجھ گھٹانے کے کام کر رہا ہے نئے نظاموں کا فریب بوجھ کو کم کرنے کا ہرگز ہرگز طریقہ نہ بن سکا بلکہ قرنِ وسطیٰ سے موجودہ دَور تک ایک بارگراں سنگِ خارا کی چکّی کے مانند لٹک سا گیا۔ سچ انسان نت نئی زمین تیار کرتا ہے تاکہ اُس میں نئے نظام کے بیج بوئے لیکن پودوں کا پھل پہلے ایسا کڑوا اور تخریب کُن ہوتا ہے قرنِ وسطیٰ کی فصل فرانسیسی انقلاب کی صورت میں پوری طرح پھولی پھلی نتیجہ عارضی خوشی ابدی غم میں تبدیل ہوتی گئی۔ برادری، آزادی اور امن کا پیغام اپنی دُنیا میں اپنے آپ انسان کو کچلنے کا پیغام بن گیا۔ انسان نے اتنی بیدردی سے انسان کو

قتل کیا کہ وہ عوام بھی جو ظالم اور سفاک نہ تھے اُن کی تعیش اس بیدردی کے آگے شرم سے سر جھکا دیتیں۔ خون سے ہولی کھیلنے اور بدنظمی کے دیوتاؤں کو انسانی لاشوں کی بھینٹ دینے کے بعد نئی شاہراہوں کی طرف دیکھا جانے لگا۔ قوموں کے خیال نے پھر وسعت پکڑی۔ اور موجودہ دور کی پہلی نشانی یعنی اقتصادیات نے انسانی زندگی میں ایک اہم رول ادا کرنا شروع کر دیا۔ قومیں آہستہ آہستہ اقتصادی گروپ بنتی جا رہی تھیں۔ مذہب اور سائنس دو عمودی شاہراہوں پر گامزن تھے۔ آوازیں اُٹھ رہی تھیں طریقے مختلف ہیں لیکن راگ وہی پرانا ہے۔ اگر پرانے زمانے میں حسب کی برتری، مذہبی اختلاف اور شاہی شان و شوکت کے واسطے لڑائیاں مول لی جاتی تھیں۔ اب اقتصادی نظام لڑائی کا باعث بن جائے گی"۔ دھت! انسان نے سب کو دھتکارا اب وہ صحیح طور سے ترقی کر رہا تھا اس زندگی کا آغاز ہو رہا تھا قدرت کے نئے نئے بھید معلوم کئے جا رہے تھے اور زیادہ آرام و آسائش اور امن کی صورتیں پیدا کی جا رہی تھیں۔ پرانے زمانے کے لوگ جاہل اور نالائق تھے وہ کیونکر ان استعداد سے واقفیت پیدا کر سکتے تھے۔ جو سائنسی دور انسان کو فراہم کر رہا تھا۔ کتنا زبردست دھوکہ۔ پندرہ ہزار سال، جہالت کے تیرہ پندرہ ہزار سال کی آخری کڑیوں میں انسان سوچنے لگا تھا کہ اقتصادی نظام جو سائنس پر مبنی ہو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنگوں کا خاتمہ کر دیگا اچھا کپڑا، اچھا رہن سہن، نئی معلومات، آسانیاں۔ وہ وہ چیزیں کے سامان معمولی سے معمولی انسان کو مہیا جو پرانے زمانے میں بادشاہوں تک کو نہیں تھے۔ بچہ انسانی فطرت کی گود میں کھیلا ہوا معصوم تھا اُس پر کس ... سے ایک ایسے Frankenstein کی پرورش کر رہا تھا جو کسی روز خود انسان کو ہڑپ کر جانے والا ہو۔ مشین کی بھدی صورت [illegible] پیدا ہونے جا رہی تھی آدمی لوہے اور اوزاروں اور مشینی حرکتوں سے تعلق جوڑتا جا رہا تھا اور مرتب اور صنعتی کا ایک نیا دور شروع ہو رہا تھا۔ کارخانوں میں کام کرنے والے تھکے تھکے تھے، جو مشینوں کے درمیان اپنی زندگی کو ختم ... کام کرتے تھے۔ لمبے نا ختم ہونے والے گھنٹے کوئلے کی کانوں میں، گھٹنے کے بل چلنے والی عورتیں، کمسن بچے، پندرہ پندرہ گھنٹے کام کرتے ہوئے آدمی، مشین کی آواز اور دھوئیں کی جھنکار میں مصروف کار۔ Slums کے گندے مکانات نے جنم لیا، صدائیں کی ... بھوکے جھگی

تعداد میں اضافہ ہوا لیکن تب بھی انسان یہ کہتا رہا کہ چلو جنگ تو ختم ہوئی اب سائنس کی بدولت سب کو کام تو ملا لیکن طفل تسلیاں کب تک، جو چیز شروع شروع میں اپنے نئے پن کے باعث پرکشش تھی [illegible] شروع ہو گئی۔ لوگوں نے کام کے محدود گھنٹوں کے لئے چلانا شروع کیا مزدوری بڑھانے کیلئے آوازیں اُٹھنی شروع ہوئیں۔

We want a ten hours bill,
We do not want a commission,
We want a ten hours bill.

کی صدائیں گونج اٹھیں۔ پرانے زمانے میں انسانیت کو [illegible] کی خون بہا دینے والی مصر کے ماتحت Cheops کے فراعنہ کے مقبروں کے لئے پتھر ڈھوتے تھے اب وہ تہذیب کے عظیم الشان مقبرہ کے لئے مشینوں کے گلا گھونٹ دینے والے سائے تلے کام کر رہا تھا۔ مشین اُس کی تنگی کم پر اقتصادی پستی لعنت، [illegible] slums دُبلے پتلے مرگلے بچوں، وٹامن کی کمی، سخت قوانین، اور ہڑتال کے دنوں میں گولی سے اڑا دینے کے کارہائے نمایاں کی صورتیں اسی فکر میں لگا رہی تھی کہ سوائے پیسہ پیسہ کر مرنے کے اور کوئی چارہ ہی نہیں تھا۔ پیسہ پیسہ کر کام کرو اور مر جاؤ پیسہ کو اور جیو، جیو اور پیسہ کو۔ یہ بھی نہایت ہی خطرناک صورت کا حامل تھا، انیسویں صدی کے آخر میں مفکروں کو نئے دور میں پرانے جاگیردارانہ نظام کی بو آنے لگی۔ جاگیردارانہ نظام سرمایہ دارانہ نظام کی شکل اختیار کر رہا تھا۔ لوہا انسان کا مذاق اڑا رہا تھا۔ زندگی کی مسرتیں سمٹتی جا رہی تھیں اور تھکے تھکے افسردہ و پژمردہ چہروں کی تعداد میں دن دگنی رات چوگنی ترقی۔ سیاہ پوشوں کی تعداد میں اضافہ۔ الغرض زندگی ایک غیر منتہی راگ کے سوائے اور کچھ نہ رہ سکی۔

لوہا تب ایک بہت بڑی فیکٹری ہے جس کا دروازہ ہر لمحہ انسانوں کے کارخانہ میں داخل ہونے کا منتظر ہے۔ دروازہ ہر وقت اپنے چوڑے منہ کو پھاڑے انسانی خوراک کی تلاش میں رہتا تھا۔ ہر ایک عام انسان ایک نہ ایک روز اُس دروازے کی طرف جاتا ہے۔ اُس دروازے کی طرف جو زندگی کی منبت [illegible] صنعتی میں تبدیل کر ڈالتا ہے تجاؤ فیکٹریاں تمہیں پکار رہی ہیں، گندے مکانات تمہیں موت دے رہے ہیں، پیلے دُبلے مرگلے گُنہ کے پتلے ایسے بچے تمہاری راہ تاک

رہے ہیں۔ حالت یہ ہے کہ بارہ ہزار سال کی آخری گھڑیوں میں انسان نے خود کو برباد کرنا سیکھ لیا ہے۔"

امن کی زیادتی سینکڑوں بیماریوں کا باعث ہو گئی۔ امن جنگ سے بھی زیادہ نقصان دہ ثابت ہو رہا تھا۔ اقتصادی نظام کے من بھاؤنے سہانے نقشے سے جو امیدیں وابستہ تھیں آہستہ آہستہ ریزہ ریزہ ہو کر بکھرنے لگیں۔ لوگ با گوپھ ہو کر ادھر ہم ودر ہوتے سوچنا شروع کیا کہ انسان کو چین صرف اس حالت میں مل سکتا ہے جب اقتصادی نظام مشترکہ جائداد کے خیال پر مبنی ہو۔ سب برابر کے حصہ دار۔ مالک اور نوکر کی تفریق ختم۔ پیداوار، تیار شدہ مال، حکومت تمام کی تمام مشترک اور قوم کی تمام قوت، قوم کی برتری کے لیے وقف۔ اگر کسی کو گردن میں ہاتھ ڈال کر گھسٹنا نہ آتا ہو تو اس اجتماعی نظام کو قبول کرے۔ جسمانی حرکت ایک خاص نظام کے پابند، احساسات اور جذبات تک پابند، عمل اور خوشی تک پابند۔ اپنی حکومت، اپنی ہی غلامی، اور اپنا ہی سکون۔

سوشلزم اور نہ جانے کیا کیا ازم، لوہے کا راج اور جوں کی سلطنت، ہتھیار بناؤ، قومیں تباہ ہو جائیں گی۔ امن کے لیے ہتھیار ضروری ہیں۔ مستقل امن کے لئے آلاتِ حرب کی اہمیت بہت ہی زیادہ ہے۔ ہم کو مکھن اور دودھ نہیں چاہیئے بلکہ بندوقیں، توپیں اور ٹینک۔ تن! تن! تن!!! لمحاتِ فرصت غائب، آپس کا میل جول عنقا، انسان انسان سے ہراساں اور سہما سہما بغیر حفاظت و حفظِ ماتقدم زندگی کٹھن، آج کی خوشی کل پر چھوڑ دو، کل کی پرسوں پر، بیٹھے بیٹھے آ ہوائی مصیبتوں پر ماتم مناؤ، سنگین قلعہ بندی کرو، ڈبلے چھپکے ہوائی جہاز بنایا کرو۔ تاکہ امن عامہ قائم رہ سکے۔

اقتصادی نظام نے آہستہ آہستہ انسان کو زندگی سے منحرف کر دیا۔ دنیا ایک ایسی بھٹی بن گئی جس میں ہر دم لڑائی کی آگ کے سوا کوئی چیز سلگ ہی نہ سکے۔ وہم، اعصاب کی کمزوری، بھروسہ کی کمی، ریاکاری اور جعلسازی کے دیوتاؤں کی حکومت قائم ہوئی۔ پہلی جنگِ عظیم آئی۔ انسان خوب ہی خون سے کھیلا۔ اس کے بعد دوسری جنگِ عظیم اور اس کے بعد اور کتنی ہی جنگِ عظیم، مگر انسانی مصیبتوں کا انبار بڑھیگا حتی کہ دماغ آہستہ آہستہ سرد ہوتا جائے گا۔ روح کی پستی کے بعد ذہنی کمزوریوں کا راج ہوگا۔ اور دماغ کے خاتمہ کے بعد زیست ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منجمد ہو کر رہ جائے گی۔ اور یہ آواز کہ موجودہ دور دماغی عروج کا زمانہ ہے، محض ایک صدا بصحرا بن کر رہ جائے گا۔

انسان بس ایک غیر معیّن عرصہ کے لئے سیاہ پوشی کا لبادہ اوڑھ لے گی اور حرکت جب تک شروع ہونے کا نام نہیں لے سکے گی جب تک روح نہ جاگے۔ اصل زندگی کی علامتیں نمودار ہوں اور ہونو فی داعت کا باعث نہ بن جائے۔

پرتھوی ناتھ شرما

ٹیلیفون پر

"ہیلو۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں؟"
"میں فرید صاحب کے مکان سے بول رہا ہوں۔"
"مسٹر جاوید کو بلا دیجئے۔"
"جاوید بول رہا ہے۔"
"آہا! آداب عرض ہے مسٹر جاوید۔"
"آداب عرض۔ آپ کہاں سے بول رہی ہیں؟"
"میں ثریا ہوں۔"
"کون؟"
"ثریا۔ ثریا ثریا فتح احمد۔"
"معاف کیجئے۔ میں نے نہیں پہچانا۔"
"آپ مجھے نہیں پہچانتے مگر میں آپکو ایک عرصے سے جانتی ہوں۔"
"جی۔"
"واللہ! مسٹر جاوید کیا ایسے موقع پر فقط جی کہتے ہیں؟ میں سمجھتی تھی، آپ کہیں گے، مجھے آپ سے ٹیلیفون پر مل کر بڑی مسرت ہوئی۔"
"مجھے آپ سے ٹیلیفون پر ـــــ خیر کہئے آپ کو کیا کہنا تھا؟"
"میں کئی دن سے کہنا چاہتی تھی۔ آپ کسی دن ہمارے ہاں آئیں، کہئے آپ کب آئیں گے؟"
"مجھے آپ کا مکان نہیں معلوم۔"
تفصیلی پتہ بتایا گیا پھر پوچھا گیا۔ آپ آج شام آئیں گے؟"
"مجھے فرصت نہیں ہے۔"
"یہ کوئی عذر نہیں فرصت نکل سکتی ہے۔"
"دیکھوں گا۔"
"جی نہیں وعدہ کیجئے۔"
"وعدہ تو نہیں کرتا کوشش کروں گا۔ آداب عرض۔"
دوسرے روز۔
"ہیلو ہیلو جاوید صاحب ہیں؟"
"جاوید میاں اندر ہیں۔ ابھی بلاتا ہوں۔" (وقفہ)
"ہیلو کون؟"
"ثریا۔ جاوید صاحب ہیں؟ واہ صاحب کل خوب آئے۔ انتظار میں آپ نہیں جانتے مجھے کسی تکلیف ہوئی۔ اے واہ! کیا مردوں کا شیوہ یہی ہے؟"
"مجھے فرصت نہیں تھی میں نے کہہ دیا تھا۔"
"آج وعدہ کیجئے۔"
"وعدہ تو میں کبھی نہیں کیا کرتا۔"
"اچھا تو بغیر وعدے کے چلے آیئے۔"
"آپ کو اتنا اصرار کیوں ہے؟"
"واللہ! مسٹر جاوید۔ کیا آپ نہیں سمجھ سکتے؟ جب سے آپ کو دیکھا ہے ـــ"
"خیر جانے دیجئے ایسی باتیں نہ کیجئے آپ کو شرم کوش دارد۔"
"خوب! خوب اکتنا پاکیزہ مذاق! ـــ اچھا تو آج انتظار کروں گی۔"
"اچھا تو جب موقع ملے گا آجاؤں گا۔ آداب عرض۔"
"ہیلو۔ ہیلو ـــ دیکھئے ـــ"
اسی دن سے ملازم کو حکم مل گیا کہ افتخار صاحب کے بنگلہ سے ثریا بیگم کا ٹیلیفون آئے تو بلا تامل کہہ دینا۔ جاوید میاں نہیں ہیں۔"

دو دن کے بعد۔
"بھائی جان آپ کے لئے ٹیلیفون آیا ہے۔"
"کون ہے فہر؟"
"کالج سے کوئی بول رہا ہے۔"
"ہیلو!"
"جاوید صاحب ہیں؟"
"اوہ! آپ ہیں"
"جی ہاں۔ صاحب یہ کیا طریقہ ہے۔ جب ٹیلیفون کیا، جواب ملا نہیں ہیں واللہ آپ بڑے وہ ہیں۔"
"دیکھئے مجھے اس طرح پریشان نہ کیجئے۔"
"خوب! پریشان تو آپ مجھے کر رہے ہیں وعدہ کرتے ہیں مگر

نہیں آتے۔ واللہ! کیا آپ پیدل ہیں؟

"جی نہیں۔ میں پیدل نہیں، میرے پاس موٹر ہے۔"

"واللہ! سوال کچھ جواب کچھ۔ سادگی انتہا ہو گئی۔۔۔ آپ خاموش ہیں۔ ہیلو ہیلو۔ اوہ!"

تین روز بعد ایک خط آیا۔ لفافہ کھولا تو ایک فوٹو نکلا ایک محبت نامہ بھی تھا، بڑا ہی پُراثر۔ آخر میں التجا کی تھی "نہیں آتے تو نہ آیئے۔ کم از کم اپنا فوٹو تو بھیجئے۔" نہ جواب آنا اور نہ فوٹو۔ ہاں ٹیلیفون آتے رہے۔ دوسروں کے ٹیلیفون بھی آئے۔ مگر غلطی سے اُن کو بھی جواب دیا گیا "نہیں ہیں"۔

ہمارا ہیرو سوچتا تھا۔ دو چار احباب کہتے تھے کہ آج کل بعض "زندہ دل" لڑکیاں ٹیلیفون کر کے ان کا ناک میں دم کیا کرتی ہیں میرا خیال تھا کہ یہ لوگ شیخی بگھارنے کے لئے ایسا کہا کرتے ہیں۔ مگر اب پتہ چلا۔ اس میں اصلیت ضرور ہے، اچھا شغل ہے۔۔۔ اب تو اس کا یہ حال تھا۔ ٹیلیفون کھڑکا، ہزدہ کھڑکا۔

ہمارا ہیرو بے حد خوبرو تھا۔ ساڑھے تین سو کے عہدہ پر فائز تھا۔ کئی جگہ سے لڑکیوں کے پیام آرہے تھے۔ ایک پیام تو خود اسکی بہن مہر سلطانہ لائی تھی۔ اس کے کالج میں ایک بڑے گھر کی خوبصورت لڑکی پڑھتی تھی۔ مہر اس کو بھابی بنانے کی فکر میں تھی۔ یہ کوئی نئی بات نہ تھی۔ نسوانی تعلیمی اداروں کی تاریخیں ایسی کئی مثالیں پیش کر سکتی ہیں جہاں کئی لڑکیاں کئی دوسری لڑکیوں کی سعی سفارش سے ان کی بھابیاں بن گئی تھیں۔ اور یہ دوسری لڑکیاں بھی اپنی باری پر دوسروں کے بھائی بندوں سے عقد ساج میں آگئی تھیں۔ غرض یہ ایک خوشگوار چکر تھا۔ نیکی کا بدلہ نیکی یہ اصول کارفرما تھا۔ عورت فطرتاً "نسبت ساز" ہوتی ہے اور نسوانی مدرسوں اور کالجوں میں اگر نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ اس فطری جذبہ کی تربیت بھی خود بخود ہو جاتی ہے تو ظاہر ہے، یہ بھی قوم کا ایک زبردست فائدہ ہے۔

مہر کی پسند کی لڑکی کے علاوہ ایک اور لڑکی کا پیام آیا تھا۔ موخر الذکر لڑکی کو اوّل الذکر سے زیادہ زر و زیور دیا جا رہا تھا اسی لئے جاوید کے والدین اس دوسری لڑکی کی طرف زیادہ مائل تھے۔ اور خود جاوید۔ وہ اپنی بہن کو بے انتہا چاہتا تھا۔ مہر اس لڑکی اور اس کے خاندان کی قصیدہ خوانی اس زور شور کے ساتھ کرنے لگی تھی کہ جاوید کو اپنی بہن کی خواہش رد کرنا مشکل نظر آتا تھا لیکن دوسری طرف والدین تھے۔ ان کی دل شکنی بھی اسے منظور نہ تھی۔ وہ گومگو کے عالم میں تھا لیکن ٹالنے کی غرض سے کہہ دیا کرتا تھا "مجھے شادی کی جلدی نہیں ہے۔"

مگر لڑکی نمبر ایک اور لڑکی نمبر دو، دونوں کے والدین کو جلدی تھی۔ اچھے لڑکے آج کل کم یاب ہیں جاوید قسمت سے مل گیا تھا دونوں لڑکی والے اسے ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتے تھے۔ چنانچہ ایک عجیب صورت حال پیدا ہو گئی تھی۔ لڑکی نمبر ایک والوں نے پندرہ ہزار روپے کا جہیز اور جوڑے پیش کئے تو لڑکی نمبر دو والوں نے بیس ہزار کی پیشکش کی گویا کہ لڑکے کا ہراج (نیلام) ہو رہا تھا۔

جاوید سوچتا تھا، اگر یہی رفتار رہی تو وہ دن دُور نہیں جبکہ عام طور سے لڑکے باقاعدہ نیلام چڑھنے لگیں گے۔ اس کی چشم تصور نے دیکھا، شہر میں مخصوص آکشن ہال کھلے ہوئے ہیں جہاں لڑکوں کا ہراج ہوا کرتا ہے۔ ایک دن ملاحظہ احباب کے لئے مقرر ہے جب لڑکی والے آتے ہیں لڑکوں کو ٹھونک بجا کر دیکھتے ہیں اور اپنی پسند کے لڑکوں کے نمبر نوٹ کرتے جاتے ہیں۔ دوسرے دن نیلام ہوتا ہے آکشن ہال میں بھیڑ بھاڑ ہے۔ ہراجی ایک ایک لڑکے کو پیش کرتا ہے اور ساتھ ساتھ کہتا جاتا ہے "دیکھئے حضرات یہ لاجواب مال ہے۔ خوش رو، خوش اخلاق، لائق فائق، روشن خیال، ملنسار، دیکھئے ایسی چیز مشکل سے ملتی ہے۔ اس کے دس ہزار۔ لو لیجئے حضرات بولیئے" اور خواہشمند اپنی اپنی بولیاں بولتے ہیں اور پھر ون، ٹو، تھری ایسٹ! یہ مال فروخت ہو جاتا ہے۔

جاوید کے ساتھ عملی بھی یہی واقعہ پیش آرہا تھا۔ دونوں لڑکی والے ابھی اپنی بولیاں بول ہی رہے تھے کہ ایک تیسری لڑکی والے ٹپک پڑے ان کی بولی تھی پچیس ہزار کہ جس کے نصف میں ساڑھے بارہ ہزار۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ لڑکی کا نام ثریا ہے۔

جاوید نے کان کھڑے کئے۔ ایں کلے دیگر شگفت۔ دو محاذوں سے عہدہ برآ ہونا دشوار تھا۔ اب تیسرا محاذ بھی کھل گیا۔

اس اثنا میں ٹیلیفون آتے رہے۔ ایک روز کا واقعہ ہے جاوید کسی کو ٹیلیفون کرنے کے ارادے سے آلہ کے پاس گیا ہی تھا کہ گھنٹی بجی۔ خطرہ کی گھنٹی۔

"ہیلو"

"کون صاحب بول رہے ہیں؟"

"جاوید" بے خیالی تیرا برا ہو!

"آہ! جاوید آخر کب؟ یہ بے رُخی، یہ سرد مہری آخر کب تک؟ نہ خود آئے نہ جواب ہی دیا۔ فوٹو ہی بھیجا!"

"محترمہ ۔۔۔ دیکھئے آجکل ٹیلیفون کم استعمال کرنے کا سرکاری حکم ہے محترمہ۔"

"نہیں مجھے ثریا کہو۔"

"محترمہ۔ خدا کے لئے مجھے بخش دیجئے۔ آپ تعلیم یافتہ ہیں۔ بیکٹ مد سمجھتی ہیں۔ مجھے دُور کا ڈھول سمجھئے۔"

"نہیں نہیں نظروں سے دُور ہو مگر کان اور دل سے قریب ہو۔ واللہ! دل کی دھڑکن تمہیں ٹیلیفون پر سنائی نہیں دیتی؟ میری سنو جو گوش حقیقت نیوش ہو پھر دیکھے سروں؟ تو کونسی بدلی میں مرے چاند ہے آجا۔ تو کونسی ۔۔۔"

"دیکھئے آپ ایسی باتیں کریں گی تو میں آبا سے کہدونگا۔"

"میرے آبا آپ سے مل کر خوش ہوں گے۔"

"آپ کے آبا نہیں میرے آبا۔"

"نہیں نہیں۔ ایسی دھمکیاں نہ دو جاوید واللہ! میری سرد آہیں تمہیں سنائی نہیں دیتیں؟ آخر تمہیں میرا موم کا دل توڑنے میں کیا لطف آتا ہے؟"

"دیکھئے مجھے نزلے کی متعدی بیماری ہے۔ ٹیلیفون پر کہیں آپ کو بھی ۔۔۔ اچھا خدا حافظ۔"

تیسرے روز پھر حسب معمول گھنٹی بجی جاوید کے والد ٹیلیفون کے پاس تھے۔

"ہیلو"

"کون صاحب ہیں؟"

"میں فرید ہوں۔"

"جی؟"

"فرید۔ فرید۔"

"اوہ! معاف کیجئے نمبر غلط مل گیا ہے!"

چند روز بعد جاوید بائسکوپ دیکھنے گیا وہ دیر سے پہنچا تھا۔ اندھیرے میں ٹٹولتا ہوا ایک کرسی پر جا بیٹھا وقفہ ہوا روشنی ہوئی تو اس نے اِدھر اُدھر دیکھنا شروع کیا اتنے میں پیچھے سے آواز آئی "مسٹر جاوید" گردن موڑ کر دیکھا ایک لڑکی نے کہا: "آداب عرض" جاوید نے دبی زبان سے جواب دیا۔ اس لڑکی کے ساتھ دو اور لڑکیاں تھیں۔ تینوں سرگوشیاں کر رہی تھیں اور کھلکھلا کر ہنس رہی تھیں۔

جاوید سوچ رہا تھا یہ کون لڑکی ہے؟ میں نے اسے کہیں دیکھا ہے۔ اتنے میں پیچھے سے آواز آئی "آپ نے مجھے نہیں پہچانا؟"

جاوید فوراً پہچان گیا وہاں سے اُٹھ کر جو بھاگا ہے تو سیدھا گھر آکر دم لیا۔

دوسرے روز اُس نے اعلان کیا کہ لڑکی نمبر تین کا پیام نامنظور۔ والدین کو حیرت ہوئی۔ مالیاتی نقطۂ نظر سے یہ پیام اُن کی توجہ جذب کر چکا تھا اور پہلے دو پیاموں کی اہمیت ان کی نظروں میں گھٹ گئی تھی اس انکار کی وجہ بار بار پوچھی گئی۔ جاوید بس اتنا کہتا تھا "میں وہاں نہیں کرنا چاہتا۔"

اس ہٹ کا کوئی علاج نہ تھا۔ چار و ناچار لڑکی نمبر تین کا نام فہرست سے خارج کر دینا پڑا۔ مشاطہ کو انکاری جواب دیدیا گیا۔

اور جب یہ مرحلہ طے ہو گیا تو جاوید نے دوسرا اعلان کیا "مجھے شادی کی جلدی ہے۔"

عجیب لڑکا ہے! ابھی کل تک کہتا تھا، جلدی نہیں ہے اب کہتا ہے، فوری ضرورت ہے۔

مہر سلطانہ کی سرگرمیاں پھر تیز ہو گئیں۔ لڑکی نمبر ایک کا پروپیگنڈا دن دونی رات چوگنی ترقی کرنے لگا۔ بھائی کے دل کے قلعے پر ہر زاویہ سے حملے کرنے لگی۔ والدین کو ہم نوا بنانے کے لئے اُس نے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا

بالآخر مہر کی محبت نے اثر کیا۔ باوجودیکہ لڑکی نمبر ایک نمبر دو کے مقابلہ میں زر زیور کم پا رہی تھی لیکن قرعہ اسی کے نام پڑا۔ مہر کی خوشی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ اُس کا خلوص اُس کے چہرے پر رنگ لایا تھا۔

والدین پہلے منگنی کر کے چند ماہ بعد شادی کرنا چاہتے تھے لیکن خدا جانے کیوں لڑکے کو جلدی تھی۔ اس لئے منگنی کا خیال ترک کر دیا گیا۔ دوسرے مہینے شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی۔

اس واقعہ کے دو روز بعد۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ثریا بیگم کو بُلانا کہنا کالج سے ٹیلیفون آیا ہے۔" (وقفہ)

"ہیلو کون ہے؟"

"جاوید"

"جی؟ زور سے بولئے۔"

"جاوید۔جاوید!"

"اوہ! آپ ہیں۔ کیا کہنا چاہتے ہیں آپ؟"

"میں نے کہا ایک خوشخبری سنئے!"

"جی!"

"اس خاکسار کی شادی جناب عنایت الرحمٰن کی لڑکی کنیز فاطمہ سے اگلے مہینے مقرر ہوگئی ہے!"

"میں جانتی ہوں!"

"پھر آپ مجھے مبارکباد نہیں دیتیں؟"

"دیکھئے آجکل ٹیلیفون کم استعمال کرنے کا سرکاری حکم ہے!"

"اوہو! —— تو آپ شادی میں آئیں گی نا؟"

"میں ایسے غیروں کی شادی میں نہیں جایا کرتی!"

"مگر میں سمجھتا تھا، آپ مجھے اپنا ——!"

"میں آپ سے گفتگو کرنا پسند نہیں کرتی۔ آپ ہیں کس خیال میں؟ آخر آپ کو اتنا دماغ کیوں ہے؟ کیا سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں؟ آپ —— آپ —— آپ کس کھیت کی مولی ہیں؟ ——"

"مولی موسٹ ہے میں گاجر ہوں۔ ہاہاہا!"

"آپ —— آپ۔ کتنا بھونڈا مذاق ا —— ٹیلیفون رکھدیجئے"

"ہاہاہا!"

اور کوئی پندرہ روز بعد ہمارے ہیرو نے ایک خبر غیر معمولی دلچسپی سے سُنی اُس کے دوست حسان نے کہا "جاوید کیا بتاؤں چند روز سے ایک لڑکی ٹیلیفون پر مجھے بیحد پریشان کر رہی ہے ثریا ہے اُس کا نام . . . . !"

نا کارہ حیدرآبادی!

غزل

دیں وہ چھُپ چھُپ کر محبّت کا صلہ
چاہنے والے کا دل پائے جِلا
زلزلے آئے قیامت کے بہت
مُنتظر اُن کا جگہ سے کب ہلا
حُسن چھا جائے جہانِ عشق پر
ہے یہی تاثیرِ صہبائے وِلا
وہ چھُپے دل کی کلی مُرجھا گئی
اُن کو دیکھا غنچۂ خاطر کھِلا
زیبِ رُخ کب تک نقابِ غیریت
برملا مجھ سے کریں میرا گِلا
لذّتِ خود رفتگی ذوقِ سجود
مجھکو خلوت میں ملا جو کچھ ملا
حُسن لافانی خدا میرے لئے
عشقِ صادق میرا شیخِ سِلسلہ
خاک و زر یکساں ہیں محو دوست ہوں
زرد مٹّی کو بھی میں سمجھا طِلا
بن گیا عین الیقیں حق الیقیں
اُٹھ گیا یوں اعتباری فاصلہ
عشرت افزائے نگاہِ نُکتہ رس
رُوح پرور حسرتوں کا قافلہ
ساقیا! منظور پر چشمِ کرم
ہاں، یہیں جامِ مے اطہر پلا

علی منظور!

ٹنّاں پہلوان

آج سے کوئی چالیس پینتالیس بلکہ پچاس برس پہلے لال کنوئیں کے بازار میں، قاسم جان کی گلی کے نکڑ پر جو کی پچھائے اسینی آگے رکھے ایک پستہ قد، کان ٹوٹے، سر منڈائے، چیچک مُنہ داغ میلا سا تہمد باندھے عمر سے اُترے ہوئے مکڑا کی صورت اکڑوں بیٹھے آواز لگایا کرتے "مال کھاؤ تو آؤ۔ کھیر ہے ربڑی ربڑی ربڑی!" یہ آواز کچھ ایسا سارے جسم کا زور لگا لگا کر نکالتے کہ زمین سے بالشت بالشت بھر اونچے ہو ہو جاتے۔ ان کا نام ٹنّاں پہلوان تھا۔

اُن دنوں شیخو والوں، نہر والوں، حوجی والوں وغیرہ کے نام سے کئی مشہور پرانے اکھاڑوں کے علاوہ دو نئے اکھاڑے بھی کھل گئے تھے اُس وقت دلّی کے بعض روٴسا میں کسرت کا شوق باقی تھا۔ کشمیری دروازے نواب سلطان مرزا کے ہاں کسرت اور لڑنت ہوتی۔ نواب صاحب خود بھی اپنے لڑکوں سمیت لنگر لنگوٹا باندھے لڑنت کیا کرتے۔ ادھر حکیم عبدالمجید خاں اور لوہارو والے نواب احمد سعید خاں نے بلیماروں اور قاسم جان کی گلی میں دو اکھاڑے کھول رکھے تھے۔ ایک میں اُستاد انچھو لڑنت کراتے اور دوسرے میں اُستاد شہباز بیگ

دلّی میں صدیق، غلام، کیکر سنگھ جیسے پہلوان تو کبھی پیدا ہوئے نہیں، البتہ پھرتی اور پورپور پرداؤں کرنے والے اس وقت تک اکثر تھے پرانے پٹھوں میں تخولی نے توند نکال لی تھی۔ کلن کتا جھول گیا تھا۔ گھوسی والے اور شدن گلی بھی دونوں دنگلی نہیں رہے تھے۔ صرف انچھو اور شہباز بیگ نے حکیم اور نواب کے سہارے اپنی اپنی اُستادی کو سنبھال رکھا تھا۔ یا ایک آغا نوبڑے کو بھو۔ اس نے بعض کشتیاں مار کر اپنی دھاک بٹھا رکھی تھی۔ اسے اپنی کھسوٹ پر بڑا ناز تھا اور واقعی اس کی پہلی جھپٹ شیر کی جھپٹ ہوتی۔ کھڑے ہوتے ہی اگر اس کا داؤں چل گیا تو اپنے سے دُگنے کو نیچے لے آتا۔ ورنہ سارے اکھاڑے میں ناچتا رہتا۔ چنانچہ جب پہلی مرتبہ غلام پہلوان دلّی میں آیا ہے اور دنگل میں اُتر کر خم ٹھونکے ہیں تو آغا تو بڑا ہی تھا جس نے سامنے آکر کہا ہے کہ پہلوان آؤ دو دو ہاتھ ہو جائیں۔ غلام اُس کی طرف تعجب سے دیکھنے لگا کیونکہ قدو قامت میں خاص تھا مگر توند نکلی ہوئی اور جسم تھل تھل۔ آغا بولا "پہلوان دیکھتے کیا ہو ایک دفعہ تو میں تمہیں نیچے لے آؤں گا۔ اس کے بعد اگر تم چت نہ ہوئے تو میں جانتا ہوں کہ تم میری ہڈی پسلی ایک کر دو گے خیر جو کچھ بھی ہو نام تو رہ جائے گا!" غلام بڑا سمجھدار تھا۔ خیال کیا ہو گا کہ کہیں مرد کی موت نامرد کے ہاتھ نہ آجائے۔ اگر واقعی اس نے گرا لیا تو ساری شہرت خاک میں مل جائے گی۔ ہنس کر آغا کو گلے سے لگا لیا اور کہنے لگا "پہلوان تم ایسے ہی ہو۔ مگر میں فی الحال کشتی لڑنے نہیں آیا ہوں۔"

... زمانے میں سال کے سال یہاں صرف دنگل بندھا کرتا تھا۔ تھولی مل کا بدانی کا ایک کارخانہ دار یہ دنگل باندھا کرتا۔ زینت محل کے دروازے میں دو سہ دریاں تھیں۔ دروازے کے اندر گھسنے ہوئے بائیں ہاتھ کی سہ دری میں تھولی مل کی بیٹھک تھی اور وہیں کاریگر کام بھی کیا کرتے تھے۔ آغا نوبڑے کا گھر چونکہ سامنے ہی چابک سواروں کی گلی میں تھا اس لئے دنگل کے سلسلے میں وہ اس تھولی مل کے پاس آبیٹھا کرتا۔

آغا چابک سواروں میں سے تھا۔ شاہزادوں کے مشہور اُستاد شہسوار خاں کو لوگ اس کا پردادا بتلاتے تھے۔ کالے خاں ملے خاں کے دیکھنے والے تو اس وقت بھی ہوں گے۔ قلعہ کی بربادی کے بعد مہاراجہ شودان سنگھ نے انہیں الور بلا لیا تھا۔ شودان سنگھ کے بعد پٹیالے چلے گئے تھے۔ وہیں اُستادوں کی طرح رہے اور وہیں اُن کا انتقال ہو گیا۔

آغا کے بڑے بھائی پہلوان بھی تھے اور چابک بھی ہمیشہ اُن کی بغل یا ہاتھ میں رہتا۔ لیکن اب شہر میں ایسا کوئی رئیس تو رہا تھا نہیں جس کے ہاں ریس سواری کے گھوڑے ہوتے اور انہیں اپنے لڑکوں کو شہسواری سکھوانے کی ضرورت پڑتی۔ اب آخری دور میں تین شخص گھوڑوں پر نکلتے تھے۔ حکیم محمود خاں، نواب احمد سعید خاں یا حکیم بدرالدین خاں۔ ان کے بعد حکیم عبدالمجید خاں اور حکیم واصل خاں کو بڑی ہانکنے کا شوق ہو گیا تھا۔ اچھا تو آغا کا بھائی نہ کبھی دنگل میں اُترا نہ اُس نے غالباً کبھی چابک سواری کی۔

جو کوئی لوٹھنا کر پڑے آیا گھوڑا لو تمھاری [illegible] کئے گئے دیکھا نہیں جا یک تیوں ہٹے [illegible] ہو لو کہ [illegible] سوار [illegible] باپ دادا بہ جہنم ہو گئی اب تو جانکنی [illegible] کا جا میں کامدانی بنایا کرتے [illegible] کے موقع پر مستعمل [illegible] جاتے۔

دلّی والے اس وقت [illegible] کو عجب سمجھتے۔ اس لئے جب کبھی کہیں دلّی والے [illegible] لوگوں کی [illegible] ہوتی اکثر ملی ہوئی ہوتی یعنی یا تو باہر والا پچھڑ جاتا یا برابر چھوٹ جاتی۔ آغا بھو بڑے کی گزر اوقات یہی رہ گئی تھی۔ پہلے [illegible] کا مدانی کا کام کیا کرتا تھا لیکن اب [illegible] اور [illegible] جانے سے کشتی کی آمدنی ہی پر گزارہ ہوتا اور اس لئے ضرورت تھی کہ [illegible] سے سارا [illegible]۔

ٹنّاں پہلوان [illegible] اور بڑے کا چھوٹا بھائی تھا لیکن ہاتھ پاؤں ڈیل ڈول [illegible] ایک ڈال کے بیٹے ہی [illegible] معلوم ہوتے تھے [illegible] کا فرق کچھ دن تو [illegible] ڈھیلی پہلوان بننے کی دھن [illegible] بھائی [illegible] شاگرد ہو کر حکیم جی کے اکھاڑے میں [illegible] سیر بھر دودھ کی روز [illegible]۔

اکھاڑوں کی آپس میں حسد تو ہوا ہی کرتی ہے [illegible] دوسرے استاد کو [illegible] چاہتا ہے [illegible] آتی دخل ہوا۔ خدا جانے کیا موقع [illegible] آیا کہ [illegible] شہباز بیگ نے استاد انچھو کو دیکھ کر خم ٹھونک دئے۔ نواب احمد سعید خاں اور حکیم عبدالمجید خاں کے [illegible] کرسیوں پر بیٹھے تھے [illegible] کشتی ٹھہر گئی۔ ہاتھ ملنے لگے دونوں [illegible] دونوں [illegible] خوب خوب [illegible] داؤں پیچ ہوتے ہوئے [illegible] شہباز بیگ نے جھکی دے [illegible] انچھو [illegible] میں بیٹھ گیا۔ آغا تو بڑے پاس کھڑے تھے [illegible] نہیں معلوم [illegible] کہہ دیا کہ شہباز بیگ کا داؤں نہ چلا بلکہ انچھو نے [illegible] شہباز بیگ پر سواری گانٹھ لی۔ نواب صاحب بگڑ کھڑے ہوئے حکیم جی کے لحاظ سے انچھو کو تو کچھ کہہ نہیں سکے [illegible] پڑے۔ آغا تو [illegible] منہ زور اور شہدا دو بہ دو کرنے کو تھا کہ لوگ بیچ میں آ گئے بڑی مشکل سے نواب صاحب [illegible] کیا۔ آغا کو ہٹا کر [illegible] سے باہر [illegible] لیکن [illegible]

جی خاموش رہے تھے اس لئے نواب صاحب نے دو چار لفظ ایسے کہی کہے [illegible] رخصت ہوتے ہیں [illegible] دلوں میں چپقلش ہو گئی۔

کچھ دن [illegible] استاد شہباز بیگ [illegible] ٹھا تیار ہو گیا اور ایک روز حکیم جی کے اکھاڑے میں نکل آیا۔ انچھو اپنے پٹھوں کو لڑنت کر رہے تھے۔ [illegible] کے پٹھے کو دیکھ کر کہیں [illegible] نے کہہ دیا کہ اب خدا نے چاہا تو شہباز کے مقابلہ میں ٹنّاں کو لاؤں گا۔ شہباز بیگ کے پٹھے کو یہ سننے کی کہاں [illegible] فوراً اکھاڑے میں کود پڑا اور بولا "استاد آپ سے تو گستاخی کر نہیں سکتا میں حاضر ہوں۔ پہلے مجھ سے [illegible] کر کے دیکھ لو۔" اتنے میں حکیم جی داخل [illegible] ٹنّاں ان کی مالش کیا کرتا تھا۔ صورت دیکھتے ہی یہ کہتا ہوا کہ [illegible] "بہت دن سے مجھے بھی آرزو تھی کہ میاں کے سامنے زور ہو جائیں۔" اکھاڑے میں کود خم ٹھونکنے لگا۔ لیکن حکیم جی کو کچھ خیال آ گیا۔ کہنے لگے "بھئی آج مناسب نہیں۔ بھائی صاحب [illegible] اجازت کے بغیر میری مرضی نہیں کہ یہ کشتی ہو [illegible] بھائی صاحب [illegible] استاد انچھو بھی نواب صاحب کی اجازت لئے بغیر [illegible] نواب صاحب کا بڑا ہمارا [illegible] ٹنّاں ذرا اکڑا تو حکیم صاحب نے ڈانٹ دیا۔ اور [illegible] ٹھہرا کہ کم از کم دونوں استادوں کی موجودگی میں یہ دونوں پٹھے لڑیں۔

انچھو کے دل میں [illegible] دوسرے ہی دن شہباز بیگ سے ٹنّاں اور [illegible] کی کشتی کا فیصلہ کرا لیا۔ نواب صاحب سے اجازت مانگی تو [illegible] کہا کہ ہمارے اکھاڑے میں ہو گی۔ میرے پہلوان کو [illegible] دکھانا ہے تاکہ [illegible] کی گھی میں جائے۔

مختصر [illegible] کشتی ٹھہر گئی اور دوسرے دن دونوں اکھاڑوں کے استاد و شاگرد مرغ علی کی گلی میں آ گئے۔ حکیم صاحب بھی آ پہنچے اور نواب صاحب۔ ان کے پاس آ بیٹھے دونوں پٹھوں نے لنگر لنگوٹ کسے اور "یا علی" کا نعرہ لگاتے ہوئے خم ٹھونکتے رانوں پر ہاتھ مارتے اکھاڑے میں اتر آئے۔ ادھر ٹنّاں نے انچھو سے کہا استاد اجازت ہے ادھر [illegible] شہباز بیگ سے پوچھا اور ہاتھ ملا کر [illegible] کی۔ [illegible] ہاتھ [illegible] میں الجھ گئے ٹنّاں کی [illegible] کی طرح [illegible] جوڑوں کی طرح [illegible]

انہیں تو جتنی جلد ہو سکے وار پار کی فکر ہوتی ہے۔ کچے پکے جتنے داؤں پیچ یاد ہوتے ہیں کوئی باقی نہیں رکھتے۔ چنانچہ یہ کشتی بھی اسی قسم کی تھی۔ دونوں اپنے اپنے اُستاد کا نام روشن کرنا چاہتے تھے۔ پور بور پر داؤں کرنے لگے۔ ادھر سے ایک دستی ہوتی اُدھر سے دو دستی۔ ایک انٹی مارتا تو دوسرا اکھیڑ میں بیٹھ جاتا۔ کسی نے قینچی باندھی تو کسی نے نقی۔ ایک طرف سے ہتکوڑا ہوا تو دوسری طرف سے ٹال۔ غرض کوئی آدھ گھنٹے میں بیسیوں جوڑ توڑ ہو گئے۔ آخر ایک دفعہ ہی ٹنّاں کی جو آنکھ جھپکی تو بغلی میں گھس گئی لے بیٹھا۔ ٹنّاں نے قلعہ جنگ پر اڑانا چاہا گنّی نے قینچی ڈال دی اور ساندی چڑھنے لگا۔

ساندی میں شانہ اُتر جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ لوگ ہاں ہاں کرنے لگے۔ اتنے میں کہیں ٹنّاں کے مُنہ میں گنّی کی انگلیاں آگئیں اور نواب صاحب کے منع کرتے کرتے اس نے چبا ڈالیں۔ نواب صاحب آئیں تو جائیں کہاں۔ غصّہ کے مارے لال ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے، ہاتھ میں بید تھی ٹنّاں کو سونت ڈالا۔ اکھاڑے میں اودھم مچ گئی وہ تو حکیم صاحب بغیر نواب صاحب سے رخصت ہوئے کھسک گئے اور چلتے چلتے انچھو سی اشارہ کر دیا کہ دیدہ مچانے کی ضرورت نہیں اپنے اکھاڑے والوں کو لے کر خاموشی کے ساتھ چلے آؤ ورنہ خدا جانے اس روز کتنے سر پھوٹتے یا کیا ہوتا۔

اب ٹنّاں پہلوان کی سُنو وہ جو بھرے اکھاڑے میں نواب صاحب کے ہاتھوں پٹا تو ایسا مُنہ چھپایا کہ پہلے کئی مہینے تک گھر سے نہ نکلا۔ پھر جو نکلا بھی تو لنگر کھول کر اس کے بعد کشتی لڑنا تو ایک طرف عمر بھر کسی اکھاڑے کا رُخ نہیں کیا۔ تھوڑی مل اور بڑے بھائی نے ہر چند سمجھایا اپنے ساتھ دنگل کے انتظام میں لگانا چاہا اس نے حامی نہیں بھری بلکہ پہلوانوں کی صحبت میں بیٹھنا چھوڑ دیا۔ کامدانی کا کام بھی نہیں کیا۔ اور تھوڑے دن کے بعد جب اس واقعہ کے چرچے کم ہو گئے تو کھیر بیچنے لگا۔ کوئی پرانا یار دوست مذاق مذاق میں پہلوان کہہ کر ذکر چھیڑ دیتا تو ایسا معلوم ہوتا جیسے زخم پر مرچیں چھڑک دیں۔ تیوری چڑھا کر کہتا "میاں کھیر بھی بیچنے دو گے یا نہیں۔ کیوں جی جلاتے ہو۔ رات گئی بات گئی۔ اب کے پہلوان کہا تو مجھ سے بُرا کوئی نہ ہو گا۔ اللہ میاں نے پہلوانی سے ہمارا مُنہ کالا کر کے کھیر والا بنا لکھا تھا"۔

بادشاہی دیگوں کی کھرچن بھی ایسی ہوتی تھی۔ کہنے کو یہ لوگ بازاری شہدے کہلاتے تھے مگر ان میں بھی وہ آن بان تھی کہ آج ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔ اب نہ وہ لوگ رہے نہ وہ باتیں۔ دلّی کا پانی سڑ گیا۔ جمنا میں جب سے گندے نالے ملا دئے گئے ہیں ہر چیز بدمزہ۔ بے روپ اور گندی پیدا ہوتی ہے۔ پھر اُس کا اثر کیوں نہ ہو۔

اشرف صبوحی!

گرنتھی

"ست نام"۔ یہ الفاظ حسبِ معمول گرنتھی جی کے مُنہ سے نکلے اور اُن کے قدم رُک گئے۔ لیکن ان کے تہمد کا لٹکتا ہوا ازار بند گھٹنوں کے قریب جھولتا رہا۔

"گرنتھی جی! تم کو سو مرتبہ کہا ہے کہ یوں دندناتے ہوئے اندر نہ بڑھے آیا کرو۔ ذرا پرے کھڑے رہا کرو۔ کسی وقت آدمی نامعلوم کیسی حالت میں ہوتا ہے" نل کے قریب بیٹھی ہوئی عورت نے اپنی پنڈلی شلوار کا پائنچا کھسکا کر ڈھانپ لی۔ اور ایڑیاں رگڑنے لگی۔ گرنتھی کب کا پیچھے ہٹ چکا تھا۔ عورت نے مفت میں رامائن چھیڑ دی اس کا منہ اوپر کو اٹھا ہوا تھا۔ منہ اوپر اٹھائے رکھنے کی بھی اسے عادت سی ہو گئی تھی۔ اس کی ڈاڑھی بہت گھنی تھی۔ ٹھوڑی کے نیچے گردن کے قریب بال پسینہ سے تر رہتے۔ گردن کا وہ حصہ اس کو ہمیشہ بے چین رکھتا۔ غیر شعوری طور پر منہ اوپر اٹھائے رکھنے سے ہوا کا کوئی نہ کوئی بھولا بھٹکا جھونکا آتا اور اسکو ٹھنڈک کا احساس ہونے لگتا۔

وہ بیوقوفی کی حد تک سیدھا سادا ضرور تھا۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ بالکل اُلّو کا پٹھا ہی تھا۔ .....وہ جانتا تھا آج اس عورت نے وہ بات کیوں کہی۔ پنڈلی، آخر پنڈلی میں کیا رکھا ہے اگر کوئی دیکھ بھی لے تو "یہ سو مرتبہ" کی بھی خوب رہی۔ حالانکہ یہ بات اسکو پہلی مرتبہ کہی گئی تھی۔ وہ ہرگز اس طرح دندناتا ہوا اندر داخل نہ ہوتا اگر باہر کھڑا رہنے پر اس کی مدھم آواز سُن لی جاتی۔ اس کی آواز اچھی خاصی تھی لیکن زور سے آواز دینے پر اسکو ٹوکا گیا تھا۔ "یہ کیا بدتمیزی ہے اس قدر حلق پھاڑنے کی بھی کیا ضرورت ہے"۔ اگر وہ باہر کھڑا ان کی من پسند آواز میں بڑے ترنم کے ساتھ صبح سے شام تک ست ست نام ست نام کہتا رہے تو کوئی اُس کی آواز نہ سُن پائے اور نہ اُس کو روٹی دے۔ گوردوارے کے مسافر بھی ایک مصیبت تھے نہ وہ روز روز آویں نہ اس کو روٹیاں مانگنی پڑیں۔ اپنے واسطے تو وہ کبھی بھی روٹیاں مانگنے نہ آتے ... ایڑیاں رگڑ رگڑ کر پاؤں دھونے والی کی صورت تو دیکھو یہ تو خیر۔ اس آفت کی پرکالہ صورت بھی قابلِ دید تھی جس نے اس پر بدنیتی کا الزام تھونپ رکھا تھا۔ سب سے احمقانہ بات جو اس کی بابت کہی جاسکتی تھی یہ تھی کہ اس نے فلاں عورت کی طرف بُری نیت سے دیکھا لیکن بالکل وہی الزام اس پر لگا کر وہ طومار باندھا گیا تھا کہ توبہ ہی بھلی۔

عورت نے بے تکلفی سے پوچھا۔ "بھتیا! کیا بات ہے" چوکیدار بھتیے نے گرنتھی کی طرف چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ "وہ سردار جی گھر پر نہیں؟ وہ آئیں تو کہنا کہ رات کو کنویں پر آ جائیں" بستی کا کٹور ایش کئے جانے پر وہ اسے ایک ہی سانس میں چڑھا گیا۔ گرنتھی کے کندھے سے کندھا ٹکرا کر باہر نکل گیا۔ عورت کی پیشانی ناہموار ہو گئی۔

گرنتھی ان سب باتوں کا مطلب سمجھتا تھا..... آج اس کو اسکے ناکردہ گناہوں کی سزا ملنے والی تھی۔

اس رات گاؤں کے بڑے کنویں پر گاؤں بھر کے سرکردہ اشخاص جمع ہوئے گرنتھی پر جرح کی گئی اور اگر کوئی بات اسکے حق میں نکل آتی تو جھٹلاتے۔ سب لوگ اس سے خفا تھے۔ کسی کی اصلی شکایت یہ تھی کہ وہ ان کے گھروالوں کو پرشاد ہمیشہ کم دیا کرتا تھا۔ کسی کے بچوں کو اس نے گوردوارے کی پھلواڑی اجاڑنے سے منع کیا تھا۔ کسی کے گھر میں جا کر کچھ کام کرنے سے اس کی بیوی نے انکار کر دیا تھا۔ لیکن اس پر الزام یہ تھا کہ لاجو ایک دن گوردوارے میں ماتھا ٹیکنے کے لئے گئی تو اُس نے بیچاری کا ہاتھ پکڑ لیا —— لاجو کو گاؤں کے تین سگے بھائی کہیں سے بھگا لائے تھے۔ وہ برائے نام پردہ داری کے ساتھ تینوں کی بیوی تھی۔ وہ تینوں بیکار تھے۔ جو داؤں لگتا کر گذرتے۔ ایک بھائی نے پنساری کی دکان کھول رکھی تھی۔ کبھی جلیبیاں نکال لیتے۔ کبھی ایک تانگہ تیار کر لیتے۔ موقع پڑنے پر اچھے پیمانے پر چوریاں بھی کرتے۔ کبھی کسی راہگیر کی گھوڑی چھین لاتے ——

"کیوں لاجو! کیا یہ بات درست ہے کہ گرنتھی نے تمہارا ہاتھ پکڑا؟"

لاجونتی بڑی مشکل سے بتا پائی کہ گرنتھی نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کو گلے لگانے کی کوشش کی۔

"گرنتھی تم سچ کہتا ہے؟"

"میں نے اس کا ہاتھ نہیں پکڑا۔"

لاجونتی کچھ کہنے کو تھی کہ اس نے روک دیا۔ "تو گرنتھی جی آج تم نے لاجو کا ہاتھ پکڑا کل کسی اور کا [illegible] گاؤں کی بہو بیٹیوں کی عزت تمہارے ہاتھوں محفوظ نہیں۔"

"میں نے اس کا ہاتھ نہیں پکڑا۔"

"تم نے کام تو وہ کیا ہے کہ [illegible] کل [illegible] سرکار کا کام بھگتا کر یہاں سے چلے جاؤ۔"

گرنتھی واپس آ کر بستر پر لیٹ گیا۔ نیند نہ آتی تھی۔

ایک عرصہ ٹھوکریں کھانے کے بعد ۵۹ میں گوردوارہ میں گرنتھی مقرر ہوا تھا۔ یہاں اس کو ہر طرح کا آرام میسر تھا۔ ایک طرف تو اس کی عمارت دوسری طرف نئی عمارت بن رہی تھی۔ چک ۳۵ اور چک ۳۶ کا یہ مشترکہ گوردوارہ تھا۔ یہ گاؤں چونکہ ایک دوسرے کے بالکل قریب تھے اس لئے علیحدہ علیحدہ گوردوارے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی تھی۔ نتیجہ یہ تھا کہ چڑھاوا بھی زیادہ چڑھتا تھا۔

تھوڑی دیر تک اس کی بیوی اس کے قریب بیٹھی رہی۔ وہ اداس تھی لیکن اس کو اپنے خاوند پر بھروسہ تھا وہ جانتی تھی کہ اس کے خاوند پر جو الزام دھرا گیا تھا وہ سراسر بے بنیاد تھا۔ وہ دونوں اس آفت کا اصل سبب بھی جانتے تھے لیکن لاچار تھے۔ اگر اس جگہ رہنے کا مطلب یہ تھا کہ بات بات میں بے عزتی برداشت کی جائے اس کی بیوی دوسروں کے گھروں میں جا کر نہ صرف کام کرے بلکہ ان کی خوشامد بھی کرے تو اس سے بہتر یہی تھا کہ وہ اس غلامی کو خیرباد کہہ کر اپنے گاؤں کو چلے جائیں لیکن آئندہ وہ کیا کرے گا؟ یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔

گرمیوں کی چاندنی راتیں وہ کھلے آسمان تلے چارپائی پر لیٹا صحیح معنوں میں تارے گن رہا تھا اس نے تاروں کی طرف کبھی دھیان ہی نہ دیا تھا۔ ورنہ تاروں کی دنیا بھی کس قدر خوبصورت اور انوکھی تھی کتنی دور تک پھیلے ہوئے بے شمار تارے اور بادلوں کی صورت کے وہ تارے جن کی بابت کہا جاتا تھا کہ مرنے کے بعد انسان کی روح اسی راستہ سے ہو کر جاتی تھی۔ نامعلوم وہ راستہ کیسا ہوگا؟ کیسی جگہ ہوگی؟ درخت ہوں گے یا ریت کے ٹیلے۔ جب روح تھک جاتی ہوگی تو اس کو دم لینے کی اجازت ملتی ہوگی یا نہیں۔ یہ راستہ آخر جا کر کہاں ختم ہوتا ہوگا؟

اس کی آنکھ لگ گئی جب جاگا تو تارے جھلملا رہے تھے۔

ہوا میں خنکی تھی۔ احاطے میں بوڑھا بیل سینگ ہلا رہا تھا اور اس کے گلے میں پڑی ہوئی گھنٹیاں بج رہی تھیں۔ گوردوارے کے اندر اس کے چھوٹے سے مکان کے صحن میں اس کی بیوی دہی بلو رہی تھی دہی بلونے کی آواز اس بات کا ثبوت تھی کہ اب صبح ہونے والی تھی۔

وہ اٹھا کلہاڑی پکڑ کر ببول کے درختوں کی طرف چلا گیا۔ ایک بار کسی ترکھان کا [illegible] اس نے [illegible] دو ہل بنالیں اپنے لئے ابھی ہوتی ہے [illegible] ابھی نو سالہ [illegible] کے لئے ایک جھاڑن کا [illegible] ڈالے وہ حد بندیوں میں سے ہوتا ہوا باڑے میں واپس آیا اور بیل کی رسی کھول کر رہٹ کی طرف بڑھا۔

پرانی طرز کا یہ رہٹ سطح زمین سے بہت اونچا تھا ایک اونچا گول چبوترا جہاں سے گوبر ملی مٹی نیچے گرتی رہتی تھی چبوترے کے دونوں طرف کا راستہ [illegible] ڈھلوان سی سیڑھی میڑھی دو دیواریں کھڑی تھیں۔ [illegible] درخت کاٹ کر ایک طویل لٹھ لٹکا دیا گیا تھا اس نے بیچوں بیچ چرخہ کی لکڑی [illegible] ہوئی تھی۔ پاس ہی دوسری چرخڑی اس میں دانے جمائے کھڑی تھی۔ یہی چرخڑی کے پاس لکڑی کا کتا جو اس کو پیچھے کی جانب سے گھومنے سے روکتا تھا جب بیل کو جوت دیا گیا اور چرخڑیاں گھومنے لگیں تو کتا کٹ کٹ بولنے لگا کنویں والا چرخہ بھی گھوما رسیوں سے بندھی ہوئی ٹنڈیں[1] پانی کی طرف لپکیں جو ٹنڈیں رات کی بھری [illegible] انہوں نے پانی [illegible] جھال میں سے پانی کی دھار [illegible] سے نکلی [illegible] ٹنڈوں میں رُوں رُوں کی آواز نکالنے لگی اب بیل یوں [illegible] جیسے گا رہا ہو کبھی رونے کی [illegible] دلسوز چیخ کی سی آواز پیدا ہوتی [illegible] قریب آوازیں چھوٹی بڑی گھومتی ہوئی چرخڑیاں [illegible] دکھائی دیتی تھیں جیسے کوئی عجیب [illegible] جانور [illegible] ہو۔

---

[1] ٹنڈ۔ مٹی کا بڑا [illegible]

سورو غل سے فضا میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ اِدھر اُدھر سے دو چار گیت بھی گونجنے لگے۔

گرمکھ نے چھال کی طرف تختہ لگا کر پانی روک لیا تاکہ ٹینڈوں کی طرف چلا جائے۔ جب کھیتوں کو پانی دینا ہوتا تو پانی کا رُخ چھال کی طرف، ورنہ ٹینڈوں کی طرف کر دیا جاتا۔ چاردیواری پر بیٹھ کر اس نے داتون کی۔ داتن کی کوچی سے دانت اور جوڑ صاف کئے۔ پھر داتون سے چیر کر اس سے زبان کی صورت کھایا اور زبان پر رگڑا۔ منہ میں انگلی ڈال کر دیر تک کھانستا اور تھوکتا رہا۔

کنویں پر جھکے ہوئے شہتوت کے پیڑ پر پرندے پر پھڑپھڑانے لگے۔

داتون پھینک کر اس نے کپڑے اتارے۔ ٹونٹی کے منہ سے لکڑی ہٹا دی۔ منہ اور داڑھی دھو کر داتون اور گندگی کا ورد کرتا پانی کی دھار کے نیچے بیٹھ گیا ——— یہ روز کا معمول تھا۔ کل وہ اس جگہ کو چھوڑ کر جا رہا تھا۔ اس وقت یہ بات اس قدر ناقابلِ یقین تھی۔

کچھا نچوڑ کر اس نے بغل میں دبا لیا۔ پانی سے لبریز بالٹی اٹھا کر وہ گوردوارے کے اندر چلا گیا۔ بڑے صحن میں اس کی بیوی جھاڑو دے رہی تھی۔ کچا صحن۔ گرد نہ پڑ جانے کے بعد اس نے فرش پر پانی چھڑکنا شروع کیا۔

آج سنکرانت تھی

صفائی اور چھڑکاؤ کے بعد ٹاٹ فرش پر بچھا دیا گیا۔ گرنتھ صاحب پر نئے رنگ برنگے رومال ڈال دیے گئے۔ چوکی[1] بھی صاف کر کے ترتیب سے رکھ دی گئی۔ پھر وہ اندر سے ہارمونیم، ڈھولکی، چمٹا، چھینے وغیرہ گانے بجانے کے سامان اٹھا لایا۔ اس کی بیوی پاس کھڑی داتون کر رہی تھی۔ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ دونوں کو اس بات کا احساس تھا کہ جب ان کو وہاں رہنا ہی نہیں تو ان کی بلا سے وہ کام بھی کیوں کریں۔ لیکن یہ گورو گھر کا کام تھا۔ یہ تو گوردوارے کی سیوا تھی کسی پر کیا احسان تھا۔ یہ تو آخرت کا سوال تھا اور دونوں کے دلوں میں ایک مبہم سا احساس بھی تھا کہ ممکن ہے کوئی ایسی صورت نکل آئے کہ کُوچ کا ارادہ منسوخ ہو جائے۔

لڑکی آج اپنے اٹھنے کے بعد پھولی نہ سماتی تھی۔ کتنی پیاری سجی تھی۔

دھوپ نکل آئی۔ اٹھتی ہوئی جوانی سے پر چھینٹیں[2] ڈال کر کھڑکی کی گھٹی دھوپ میں، جب منڈی گرمی سے بڑے بڑے مشکوں میں پانی بھرنا شروع کیا تاکہ سنگت کو پیاس لگے تو پانی کی دقت نہ ہو۔ گوردوارے کا بوڑھا بیل کمزور ہو چکا تھا۔ کام کم کرتا اور آرام زیادہ۔ یہ تو ہو نہ سکتا تھا کہ سنگت کو پانی پلانے کے لئے وہ بیل کو شام تک کنویں کے آگے جوتے رکھے۔

سنکھ ہاتھ میں لئے وہ گوردوارے کی ٹوٹی پھوٹی چاردیواری سے باہر نکل آیا۔ دروازے کے قریب درخت کا ایک بھاری بھرکم تنا پانی کے گڑھے میں دھنسا پڑا تھا۔ ارد گرد گوردوارے کے وہ کھیت تھے جن میں اس نے خود ہل چلایا تھا، بیج بویا تھا۔ چاندنی اور اندھیری راتوں میں پانی سے سینچا تھا۔ نلائی کی تھی۔ ان کھیتوں سے اس کا کتنا گہرا تعلق تھا۔ اس کا پسینہ ان کھیتوں کی بھربھری مٹی میں جذب ہو چکا تھا۔ اب وہ اپنی امانت کسی صورت میں بھی واپس لینے کا حقدار نہ تھا۔ قریب ہی بڑ کا ایک بوڑھا درخت تھا۔ جس کی بابت ایک روایت مشہور تھی۔ گوروؤں کے زمانے میں ایک نہایت باکمال شخص اس گوردوارے میں سیوا کیا کرتا تھا۔ اس نے اپنی عمر اسی جگہ گورو کے چرنوں میں بتا دی۔ یہاں تک کہ وہ بوڑھا ہو گیا۔ لیکن اس کی محنت میں فرق نہ آیا۔ اس کا دل اسی جوش اور خلوص سے لبریز تھا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ گرمیوں کی دوپہر میں وہ کھیتوں کی نلائی کر رہا تھا۔ اس کی پگڑی کے اندر سے اُلجھے ہوئے بال پسینے میں تر ہو رہے تھے۔ اسے پیاس محسوس ہوئی۔ اس نے ٹینڈ میں پانی بھر کر رسی کا تکما باندھ کر اسے بڑ کے درخت کی ٹہنی سے لٹکا رکھا تھا۔ جب اس نے ٹینڈ کو چھوا تو وہ اس قدر ٹھنڈی تھی جیسے برف۔ کس قدر ٹھنڈا پانی ہے۔ اس نے دل میں کہا، گورو صاحب کے بادشاہ اسی طرف کو آنے والے ہیں۔ کیوں نہ پانی انہیں کے لئے رہنے دوں۔ وہ اس میں سے

---

[1] لکھیاں چھلنے کے استعمال میں آتی ہے۔ تیجا چھڑکنے میں چھانے کے بعد جو لمحہ سٹ سی رہ جاتی ہے اُسکو چھوٹی کہتے ہیں۔

پانی پی لیں گے تو پانی پانی سے میں اپنی پیاس بجھالوں گا۔ بیشک گورو صاحب دورہ کرتے ہوئے اس طرف کو آنے والے تھے۔ لیکن ان کے آنے میں ابھی بہت دیر تھی۔ اس وقت وہ اطمینان سے دربار میں بیٹھے سنگتوں کو درشن دے رہے تھے۔ یکایک گورو صاحب اُٹھ بیٹھے۔ اور فی الفور کوچ کا حکم صادر فرمایا۔ سب حیران کہ آخر اس میں بھید کیا ہے۔ بیٹھے بٹھائے ایک دم اتنی عجلت کیوں؟ گورو صاحب سچے پادشاہ نے فرمایا "میرا ایک سکھ میرا منتظر ہے وہ پیاسا ہے جب تک میں وہاں جا کر پانی نہ پیوں گا وہ پیاسا ہی رہے گا۔" گورو صاحب گھوڑا سرپٹ دوڑاتے ہوئے اس جگہ پہنچے جانے ہی پانی مانگا بوڑھے سکھ نے وہ ٹنڈ آگے بڑھا دی۔ وہ کس قدر خوش تھا اُس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

گرنمی درخت کے تنے پر کھڑا ہو گیا جب اُس نے سنکھ مُنہ سے لگایا تو دل میں سوچنے لگا۔ گورو صاحب دلوں کا حال جانتے ہیں۔ وہ میری بے گناہی سے واقف ہیں وہ یہاں سے نہیں جائے گا اُس کو یقین تھا کہ ضرور کوئی ایسی صورت نکل آئے گی۔

سنکھ پورنے کے بعد وہ دیر تک گاؤں کی طرف دیکھتا رہا جیسے وہ بھی کسی کی آمد کا منتظر ہو۔ کتنی تیز دھوپ ہو گئی تھی اور لوگ ابھی گھر سے بھی نہ نکلے تھے۔ مٹیالے مٹیالے مکان۔ مکانوں کے بیچ میں سے سر اُٹھائے ہوئے سرسبز درخت .. کچی سڑک سے آگے ڈھلوان پر بھنگیوں کے کالے کلوٹے ننگ دھڑنگ بچے کھیل رہے تھے۔ دو تین بچھڑے اِدھر اُدھر قلانچیں بھرتے پھر تے تھے۔

وہ گوردوارے کے چھوٹے سے باغ میں گیا۔ انگور کی بیلیں آڑی ترچھی لکڑیوں پر سے گری پڑتی تھیں ایک کونے میں سے اس نے اُلجھی ہوئی رسیاں اُٹھائیں، بیلوں کو لکڑیوں کے ساتھ لگا لگا کر رسیوں کے ٹکڑوں سے، کچھ ڈھیل دے دیکر باندھنے لگا۔ اس کی موٹی موٹی انگلیاں اپنے کام میں ماہر تھیں۔ قریب ہی ہرے دھنیئے اور مرچوں کی کیاری تھی۔ وہ اُس کے کنارے پنجوں کے بل بیٹھ گیا۔ بیچ بیچ میں کھٹ میٹھی بوٹی کے چھوٹے چھوٹے پودے بھی تھے۔ اُس نے احتیاط سے ان کو اُکھاڑنا شروع کیا۔ بچے ان بوٹیوں کو شوق سے کھاتے تھے۔

انار کے پیڑ خاموش سمادھی میں بیٹھے ہوئے، درویشوں کی مانند نظر آتے تھے۔ ہوا بند تھی۔ پیڑوں کی پتیاں تک نہ ہلتی تھیں معلوم ہوتا تھا، جیسے پرماتما سے ان کی لَو لگی ہوئی ہو۔ باغ کا کتنا حصّہ بیکار پڑا تھا۔ اس کا خیال تھا۔ وہ جھاڑیوں اور مدار کے خود رَو پیڑوں سے وہ حصّہ صاف کر کے وہاں سبزیاں لگاتے مٹر، ٹماٹر، گوبھی ...

ہر پیڑ اور پودے کو دیکھتا ہوا وہ باہر نکلا پھر اسی تنے پر کھڑے ہو کر اس نے دوسری مرتبہ سنکھ بجایا۔ کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ مرد تو جو کھیتوں پر کام کر رہے تھے۔ لیکن عورتیں گھروں میں گھسی پڑی تھیں۔ بیوی سے کہنے لگا "دو مرتبہ سنکھ پور چکا ہوں۔ کوئی شخص نظر نہیں آتا۔ کم از کم عورتوں کو آجانا چاہیئے"

اُس کی بیوی چپ رہی عورتوں کی بابت وہ جانتی تھی اوّل تو ہر عورت کے چار چار پانچ پانچ بچے تھے۔ ان کو نہلانا دُھلانا۔ پھر ہر عورت کو بناؤ سنگھار بھی کرنا تھا۔ یہی وہ جگہ تھی جہاں اپنے گہنوں اور کپڑوں کی نمائش کی جا سکتی تھی۔ اس کے علاوہ دُنیا بھر کی باتیں یہیں کی جاتی تھیں۔ کئی پیچیدہ مسائل یہیں بیٹھ کر سُلجھائے جاتے تھے۔

چھوٹی بچّی نے خوشی میں ڈھولکی دھپ دھپانی شروع کی۔ گرنمی چنبیلی کے پودوں کے گرد اینٹوں کے اکھڑے ہوئے جنگلوں کی مرمت کرنے لگا۔ کہیں کوئی اینٹ گری پڑی تھی۔ کہیں کوئی ٹوٹی اینٹوں میں اُلجھ کر رہ گئی تھی۔ کسی جگہ پودے اس قدر پھیل گئے تھے کہ جنگلے کو اور وسیع کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔

لوہے کے ڈول بھر بھر کر اُس نے پھولوں کو پانی دینا شروع کیا۔ بیچارے گیندے کے پھول تو نرے یتیم ہی تھے کوئی ان کی خبر گیری نہ کرتا تھا۔ بیچارے خشک اور سخت زمین میں ہی نشوونما پاتے۔ کوڑا کرکٹ بھی انہیں پر پھینک دیا جاتا۔ اس کے باوجود جب پھول آتے تو ہر طرف پیلا ہی پیلا نظر آتا۔ پھولوں کے ہار گوندھے جاتے، بچے جھولیاں بھر بھر کر گھروں کو لے جاتے۔ کچھ گرنتھ صاحب کے سامنے چڑھائے جاتے، بری درگت ہوتی بیچاروں کی۔ وہ جب کبھی گیندے کے کسی کھلے ہوئے پھول کی طرف دیکھتا تو اس کو اس کے یتیم ہونے کا خیال آنے لگتا۔ جیسے کہ وہ خود یتیم تھا۔ وہ پودے کے قریب بیٹھ جاتا۔ پھول

ہوا میں اِدھر اُدھر جھومنے لگتا۔ وہ پھول کو پیار سے دونوں ہاتھوں میں لے لیتا جیسے وہ کسی بچے کا چہرہ ہو۔ اس کو ایک بات یاد آجاتی۔ ایک مرتبہ (غالباً) گوردوارہ جن دیو جی کے بیادہ کی جھپٹ میں آکر پھول کی ایک پنکھڑی خاک پر گر پڑی تو گورو صاحب کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے ـــــ یہ سوچتے سوچتے نامعلوم جذبے کے زیر اثر گرنتھی پر رقت سی طاری ہو جاتی۔ وہ کتنی کتنی دیر تک دم سادھے بیٹھا رہتا۔ وہ کچھ سمجھ نہ سکتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی عقل موٹی تھی۔ لیکن اس کے باوجود وہ ایک ناقابلِ فہم کیفیت میں ڈوب جاتا۔

بیٹھکی کے قریب اس نے کڑاہ پرشاد کا کل سامان اکٹھا کر دیا۔ لکڑیاں اور موٹے موٹے اُپلے بھی ایک طرف ڈھیر کر دئے۔ اور سنکھ نے کر کیکر درخت کے تنے پر جا کھڑا ہوا۔ تیسری مرتبہ سنکھ پورا کر کے وہ دیر تک اسی جگہ کھڑا رہا۔ دھوپ چلچلا رہی تھی۔ آنکھیں دھوپ میں تپی ہوئی ہوا کی گرمی کو برداشت نہ کر سکتی تھیں۔ اس نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر گاؤں پر نظر جما دی۔ شاید کوئی صورت نظر آجائے۔ اس کو فکر تھی کام ختم کرنے کی۔

چند ایک نیلے پیلے دوپٹے ہوا میں لہرائے کچھ نو عمر لڑکے اور لڑکیاں اٹکھیلیاں کرتے دکھائی دینے لگے۔ رنگ برنگ کے رومالوں سے ڈھکی ہوئی تھالیاں ہتھیلیوں پر رکھے زاہد صورت بوڑھی عورتیں پیچھے پیچھے چلی آتی تھیں۔ رفتہ رفتہ دونوں گاؤں کے لوگ چیونٹیوں کی طرح رینگتے ہوئے نکلے۔ اور چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں گوردوارے کی طرف بڑھے۔

گرنتھی نے ہاتھ پاؤں دھو کر پگڑی کو درست کیا۔ گلے میں نسوار رنگ کا طویل سا کپڑا ڈالے واہگورو واہگورو کہتا گوروگرنتھ صاحب کے پاس جا بیٹھا۔ اس کی لانبی چکنی ڈاڑھی گرنتھ صاحب کی جلد کو چھو رہی تھی سر جھکا کر اس نے گرنتھ صاحب سے رومال ہٹا کر ان کو احتیاط سے لپیٹ جلد کے نیچے دباتے ہوئے متبرک کتاب کو کھولا اور آنکھیں موند کر چوری ہلانے لگا۔

لمبے لمبے گھونگھٹ نکالے عورتیں چاردیواری کے اندر داخل ہوئیں۔ ان میں سے بعض نئی نویلی دلہنیں تھیں جنہوں نے کہنیوں تک چوڑیاں پہن رکھی تھیں۔ سُرخ رنگ کی قمیص اور شلوار میں گٹھڑی سی بنی ہوئی وہ بیر بہوٹیوں کی مانند دکھائی دیتی تھیں۔ گوروگرنتھ صاحب کے سامنے پیسے، بتاشے، پھول، تھالیوں میں دالیں، چاول، آٹا وغیرہ رکھ وہ ماتھا ٹیکتیں اور ایک طرف بیٹھ جاتیں۔ لڑکوں میں بعض نے ہارمونیم پکڑ لیا۔ ایک لڑکا پچھلے تختے کو ہلا ہلا کر ہوا دینے لگا۔ دوسرا اپنی اُنگلیوں سے لکڑیوں کے سیاہ و سپید پُردوں کو بے تحاشہ دبانے لگا۔ ایک نے ڈھولکی بجانی شروع کی، دو لڑکے بڑے چمٹے کو بجانے لگے۔ چمٹے بھی چھنا چھن بولنے لگے۔ اِدھر عورتیں آپس میں تبادلۂ خیال کرنے لگیں۔ ان کی آوازیں ہر پابندی سے آزاد دُور تک سُنی جا سکتی تھیں۔ کچھ لڑکوں نے اِدھر اُدھر بھاگنا شروع کیا۔ نئی عمارت کے اینٹوں کے چٹے لگے ہوئے تھے۔ لڑکوں نے اینٹوں کی ریل گاڑی بنائی۔ ایک لمبی قطار میں اینٹ کے پیچھے اینٹ کچھ کچھ فاصلے پر رکھ دی گئی۔ پھر ایک کو جو ٹھوکر لگائی تو ساری اینٹیں دھڑا دھڑ گرنے لگیں۔ لڑکے اُچھل اُچھل کر شور مچانے لگے۔ ان کی ڈھیلی ڈھالی پگڑیاں کھل گئیں۔ اُنہوں نے ازسرِنو باندھنے کی بجائے پگڑیوں کو بغلوں میں دبایا اور باغ کے دوارے پر نکل گئے۔ آج وہ نڈر ہو رہے تھے وہ اپنی ماؤں کے ہمراہ تھے۔ گرنتھی کا اوّل تو آج کچھ خوف بھی نہ تھا۔ دوسرے وہ اس وقت آنکھیں بند کئے گرنتھ صاحب کے پاس بیٹھا تھا۔

اب مردوں کی آمد شروع ہوئی۔ موٹے کھدر کے تہبند باندھے گھٹنوں تک لمبے کرتے پہنے، سروں پر آٹھ آٹھ دس دس گز کلف لگی پگڑیاں لپیٹے، ہاتھوں میں لوہے اور پیتل کی شاموں والی مضبوط لاٹھیاں تھامے اور اپنی ڈاڑھیوں کو خوب چکنا کئے ہوتے آئے اور ماتھا ٹیک ٹیک کر وہ اِدھر اُدھر بیٹھنے لگے۔ ان میں سرو قد مضبوط نوجوان بھی تھے۔ جن کے تہبند رنگدار تھے۔ تہبند کے پچھلے حصّے ایڑیوں میں گھسٹتے آتے تھے۔ بعض جو شلواریں پہنے ہوئے تھے۔ اُن کے رنگین ریشمی ازاربند خاص طور پر گھٹنوں تک لٹک رہے تھے۔ پگڑیوں کے شملے خوب اکڑے ہوئے۔ ایسے چھیل چھبیلے بھی تھے جنہوں نے پگڑی کا آخری سرا گھما پھرا کر پگڑی کے اگلے سرے پر آن ٹھونسا تھا۔ یہ کھلے ہوئے پھول کی طرح ان سروں پر ایسے لہراتا تھا جیسے کسی پلے ہوئے مُرغ کے سر پر اُس کی شاندار کلغی۔

مردوں کے پہنچ جانے پر کارروائی شروع ہوئی۔ چند نوجوانوں نے بیٹھ کر ساز سنبھالے ایک ایک الائچی اور لونگ

منہ میں ڈال کر یا ریکے سے سرخ کئے بار مرتبہ ساتھ بال بڑ ڈھولکی بجنے لگی چھٹے والے نے جھوم جھوم کر چیتا ی نا شروع کیا ادھر چھینے بھی کھکرائے بار موسم والے نے منہ کھول کر اس طویل ہو کی آواز نکالنے کے بعد کا با ساہ

اچھے چھٹو نے چمٹے بھا صاحب دو دو دا

یا ساکھہ کر دو بدل منہ ہلاتے لگا ڈھولکی والے کی گردن ہلتی تھی تو چھٹے والے کا دھڑ۔

جب ایک مرتبہ یہ روانی شروع ہو گئی تو سرکردہ اصحاب نے آپس میں کانا پھوسی شروع کر دی تھی سب مل رہے تھے۔

شبد کیرتن کے بعد سری گورو گرنتھ صاحب کی بوریانی پڑھ کر حاضرین کو شانتی کی اس کے بعد گرنتھی جی نیچے اترا اور ارداس (دعا) کے لئے گورو گرنتھ صاحب کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا حاضرین بھی اس کی سرداری میں سب لوگ ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے گرنتھی نے انہیں سے کہا اس اور ارداس شروع کر دی۔

"پرتھم بھگوتی سمر کے گورو نانک لئیں دھیائے پھر انگد گورو تے امرداس رامداسے ہوئیں سہائے

اس طرح دسوں گوروؤں کے نام دہرائے اور پھر "پنج پیارے، چار صاحبزادے، چالیس مکتے، ہٹھیوں، جپیوں، تپیوں، جنہاں نام جپیا، ونڈ چھکیا، دیگ چلائی، تیغ واہی، دیکھ کے ان ڈٹھ کیتا، تنہاں پیاریاں، سچیاراں دی کمائی دا دھیان دھر کے خالصہ جی بولو جی واہگورو"

گرنتھی کے واہگورو کہنے پر حاضرین اتنے بلند "واہگورو واہگورو" کہتے ادھر حاضرین کی آواز گونجتی ادھر ایک بڑے طبل پر چوب پڑتی اور طبل کی آواز حاضرین کی آواز سے مل کر دیر تک لرزتی رہتی اور دلوں پر ایک عجیب سی طاری ہو جاتی۔

"جن لوگوں نے دھرم کے لئے جانیں قربان کیں، بند بند کٹوائے، کھوپریاں لہوائیں، چرخیاں پر چڑھے (بدن کے) جوڑ جوڑ جدا کروائے، جن کی کھالیں کھینچی گئیں، جنہوں نے کھوپریاں اتروائیں، لیکن اپنا دھرم نہیں چھوڑا۔ جنہوں نے سکھی صدق اپنے سر کے بالوں (بالوں) اور اپنے آخری سانسوں تک نبھایا ان سنگھوں (سکھوں) اور سنگھنیوں کی کمائی کا دھیان دھر کے خالصہ صاحب بولو جی واہگورو"

"واہگورو واہگورو!"

جن گوردواروں نے گوردواروں کے سدھار کی خاطر اپنی جانیں قربان کیں اور مہنت نارائن داس صاحب کے سلسلے میں اپنے جسموں پر تیل چھڑک کر جلتے جی تیل میں ڈال کر جلا دیئے گئے، بیکنی ہتھوڑوں میں جھونک دیئے گئے، اور وہ (اس طرح) شہید ہو گئے، اُن گوروؤں کی صورت رکھنے والے سکھوں کی کمائی کا دھیان دھر کے خالصہ صاحب، بولو جی واہگورو۔

"واہگورو واہگورو!"

"جن ماؤں بہنوں نے اپنے بچوں کے ٹکڑے ٹکڑے کروا کر اپنی جھولیوں میں ڈلوا لئے اُن کی کمائی کا صدقہ خالصہ صاحب بولو جی واہگورو"

"واہگورو، واہگورو!!"

طویل دعا کے آخر میں (اے گورو صاحب) ہم کو نفسانی خواہشات، غصہ، لالچ محبت اور غرور سے بچایئے۔ آپ کے حضور یہ ارداس ہے صاحب جی کی ارداس۔ اگر بھول چوک میں کوئی لفظ کم و بیش ہو گیا ہو تو اس کے لئے ہم معافی کے خواستگار ہیں سب کے کام سنوارے۔ گورو نانک نام چڑھدی کلا تیرے بھانے سب کا بھلا۔

سب نے جھک کر ماتھا فرش پر ٹیک دیا گرنتھی نے دل ہی دل میں کہا "واہگورو سچے بادشاہ سے دلوں کا حال چھپا نہیں" پھر کھڑے ہو کر "جو بولے سو نہال ست سری اکال" کے بلند نعرے لگائے گئے اس کے بعد کڑاہ پرشاد (حلوا) بانٹا گیا۔ رفتہ رفتہ لوگ پرشاد ہاتھوں میں چھپائے یا کٹوریوں میں لے رخصت ہو گئے۔ چند سربرآوردہ اشخاص بیٹھے رہے جب تنہائی ہو گئی تو انہوں نے گرنتھی سے کہا کہ اگر پرشاد باقی بچ گیا ہو تو لایا جائے گرنتھی نے پرشاد ان کو بانٹ دیا جسے انہوں نے اپنے چکنے ہاتھوں سے ملتے ہوئے انہوں نے ہی کہا اللہ سنبھالا یوں گھنٹے کے بحث مباحثے کے بعد سب حساب صاف ہوا۔ گرنتھی سے کہہ دیا گیا کہ دوسرے دن رخصت ہونے سے پہلے

ـــــــــــ

[1] دنیا کا یہ مسلہ عارضی ہے۔ کوئی شخص بھی یہاں دائمی طور پر بیٹھا نہ رہے گا۔

وہ چابیاں سردار لکّا سنگھ نمبردار کو دے جائے۔

ان کے چلے جانے کے بعد گرنتھی کی سب اُمیدیں ختم ہوگئیں۔ اس کی بیوی نے گھر کا سامان سمیٹنا شروع کر دیا۔ گرنتھی کے دل میں اب تک کچھ خلش سی تھی۔ وہ اضطراب میں اِدھر اُدھر گھومنے لگا۔

اپنے دونوں ہاتھ پشت پر باندھے وہ تالاب کے قریب کھڑا ہوکر اُس کے سبزی مائل پانی کو دیکھنے لگا۔ اس کے کنارے ٹوٹ پھوٹ گئے تھے۔ ایک دو جگہ سے سیڑھیوں کی اینٹیں بھی اُکھڑ گئی تھیں۔ کائی جمی ہوئی تھی۔ اس تالاب میں کوئی نہ نہاتا تھا۔ نامعلوم اس میں کب سے برسات کا پانی جمع تھا۔ بتوں کے پیلے پیلے پھولوں کی تہ سی جمی ہوئی۔ برگد کے بڑے بڑے زرد رنگ کے پتّے پاش پاش یا غرق ہوجانے والے جہاز کے شکستہ تختوں کی طرح تیر رہے تھے۔

اس کے قریب پُرانی سمادھ تھی جس کی دیواروں پر کچا سا چونا اُکھڑا ہوا تھا۔ اس کی دیواروں پر پُرانے زمانے کی رنگدار تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ کئی جگہ سے رنگ اُکھڑے ہوئے ضرور تھے لیکن جہاں کہیں بھی موجود تھے کس قدر چمکدار اور دلکش نظر آتے تھے، خاص کر گورو نانک صاحب کی تصویر۔ درخت کی چھاؤں تلے بابا نانک جی بیٹھے تھے۔ ایک جانب بھائی بالا اور دوسری طرف بھائی مردانا۔ درخت کی شاخ سے پنجرا لٹک رہا تھا جس میں ایک سُرخ چونچ والا طوطا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اسی حجرے میں ساتویں گورو صاحب پرماتما کی یاد میں مصروف رہتے تھے۔ تین چار برس پہلے کی بات تھی کہ ایک سکھ اسی حجرے میں بیٹھ کر بلاناغہ بھگتی کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ رات کے وقت یکایک حجرہ منور ہوگیا، ذرّہ ذرّہ دکھائی دینے لگا۔ اتنے میں ایک نورانی صورت نظر آئی۔ لیکن وہ سکھ جلوے کی تاب نہ لا سکا وہ بھاگ کر باہر نکل آیا اور فی الفور گونگا ہوگیا۔ اس کے بعد کسی نے اس کو بولتے نہیں سُنا۔ گرنتھی نے حجرے کا دروازہ کھولکر اس کے اندر فرش پر اپنا ننگا پاؤں رکھا۔ اور چُپ چاپ کھڑا ہوگیا۔ اتنے میں اس کی بیوی وہاں آئی اور اس کی متغیر صورت دیکھ کر کچھ پریشان سی ہوگئی۔ وہ اُسکو لیے ساتھ لے گئی۔

صحن میں دستی چرکھڑی والے چھوٹے سے کنویں کے گرداگرد بنے ہوئے چوڑے چبوترے پر نیلے رنگ کی ململ کی پگڑیاں باندھے نہنگ سکھ پتھر کے بڑے کونڈے میں سردائی گھوٹ رہے تھے۔ پنڈلیوں پر لوہے کے چکر، گلے میں آہنی منکوں کی مالا، لمبے لمبے چغے۔ وہ لوگ باری باری بادام، چاروں مغز، کالی مرچیں اور قدرے بھنگ والی سردائی کی گھوٹائی کر رہے تھے۔ ایک شخص نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں سے کونڈے کو دونوں طرف سے جکڑ رکھا تھا اور دوسرا گھوٹنے کا ایک لمبا چوڑا ڈنڈا، جو نیچے سے کم موٹا اور اوپر سے بہت زیادہ موٹا تھا، ہاتھوں میں لئے گھما رہا تھا۔ ڈنڈے کے اوپر گھنگھرو بندھے ہوئے تھے جو چھنا چھن بول رہے تھے۔ گرنتھی کچھ دیر تک ان کو خاموشی سے دیکھتا رہا۔

سورج غروب ہو چکا تھا ہوا بند تھی جب اُس کی بیوی دودھ دوہ کر گھر کے اندر جا رہی تھی۔ اُس نے حسبِ معمول اپنی چارپائی باڑے کے قریب ڈال دی جوتے اُتار دونوں گھٹنوں پر کہنیاں ٹیک چارپائی پر ہو بیٹھا۔

کوؤں کے جھنڈ کے جھنڈ کائیں کائیں کرتے گاؤں کے چکر لگا رہے تھے۔ چھوٹی سی نہر کی اونچی منڈھ چکر کھاتی اُفق میں گم ہو رہی تھی۔ دُور چند اونٹ بے مہار اِدھر اُدھر گھوم رہے تھے۔

گرنتھی کھوئی کھوئی نظروں سے اُفق کی طرف یوں دیکھ رہا تھا جیسے وہ کسی کا منتظر ہو جیسے آسمان سے کوئی نورانی صورت نمودار ہوگی۔ تاریکی بڑھ رہی تھی پورا چاند بلند ہو رہا تھا۔ اتنے میں بنتا سنگھ کندھے پر پھاوڑا رکھے آ نکلا۔ بنتا سنگھ کسی عورت کو اغوا کرنے کے جرم میں ڈیڑھ برس قیدِ بامشقت بھگت کر کل ہی اپنے گاؤں میں واپس آیا تھا۔ جیل کی سختیوں کا اس پر کچھ بھی اثر نہ ہوا تھا، وہ بدستور ہٹا کٹا تھا۔ جب اس کو سزا ہوئی تھی اس وقت گرنتھی گوردوارے میں آیا ہی تھا۔ قریب پہنچ کر بنتا سنگھ نے بلند آواز میں ست سری اکال کا نعرہ لگایا، چارپائی پر بیٹھ گیا ۔۔۔ اُس کے پھاوڑے سے گاڑھا گاڑھا کیچڑ ٹپک رہا تھا۔

اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد اُس نے پوچھا "گرنتھی جی! سُنا ہے کچھ آپ کے خلاف جھگڑا کھڑا کیا گیا ہے۔ میں تو کل رات واپس آیا تھا آج صبح سے میں چک ۱۵۶ میں ماموں سے ملنے چلا گیا تھا۔ اب میں سیدھا کھیتوں کی طرف چلا آیا آخر ماجرا کیا ہے؟"

بنتا سنگھ کا نہ صرف اپنے گاؤں میں دبدبہ تھا بلکہ علاقہ بھر میں لوگ اس سے خم کھاتے تھے جب گرنتھی نے اس کو بتایا کہ

اُس کی قسمت کا فیصلہ بھی ہو گیا تو وہ جھلا کر اُٹھ کھڑا ہوا "کس کی مجال ہے کہ تم کو یہاں سے نکالے گرنتھی جی! تم اسی جگہ رہو گے اور ڈنکے کی چوٹ رہو گے۔ میں دیکھوں کا کون مائی کا لال تم کو یہاں سے نکالنے کے لیے آتا ہے"

یہ سُن کر گرنتھی نے جواب تک بے حس سا بیٹھا تھا آنکھیں جھپکائیں اُس کی بھوؤں کو حرکت ہوئی وہ سسکی آواز میں بولا "اور سردار منتا سنگھ واہگورو جانتا ہے میں نے لاجو کو چھوا تک نہیں"

سردار بگا سنگھ کے دو آدمی ادھر سے گذرتے ہوئے یہ باتیں سُن رہے تھے۔ بنتا سنگھ ان کو سُنا کر بلند آواز میں للکار کر بولا "گرنتھی جی! تم یہ کیوں کہتے ہو کہ تم نے اس کا ہاتھ نہیں پکڑا۔ تم ہزار مرتبہ لاجو کا ہاتھ پکڑ سکتے ہو . میں بگا سنگھ کو بھی دیکھ لوں گا بڑا سردار بنا پھرتا ہے اور جن لوگوں نے تمہارے خلاف پنچایت میں حصّہ لیا تھا اُن میں سے ایک ایک سے نپٹ لوں گا"

ابھی بھرپور آوازیں اُس نے بہ موٹی موٹی گالیاں بھی سُنائیں

یہ خبر دونوں گاؤں میں آگ کی طرح پھیل گئی .
سب لوگ لاجو کو گالیاں دینے لگے حرامزادی! مفت میں بچارے گرنتھی پر الزام دھر دیا۔

بلونت سنگھ

تجربہ

پرفشاں نالہ زناں ہیں خس و خاشاک تمام
اُڑتے اُڑتے یہ کہے جاتے ہیں ایسا انجام
تمہیں آغاز کی منزل سے نظر آتا ہے؛

خس و خاشاک نہیں گے جو یہ ہوتا معلوم
ہم یہ کہہ سکتے تھے آغاز ہے اپنا مقسوم
اِسی آغاز کو انجام سمجھ سکتے ہیں،

اور آغاز کی منزل سے اُبھرنے والے
کوئی بھی بات ہو اُس سے نہیں ڈرنے والے
وہ سمجھتے ہیں زمانہ ہمیں بہکاتا ہے،

جب وہ بڑھتے ہیں تو بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں
بارہا راہ میں انجانے مقام آتے ہیں
بڑھنے والے کے جو رستے میں اُلجھ سکتے ہیں

اور جب حد سے گذرتے ہیں گذرنے والے
اور بن جاتی ہے اُمید فریبِ معدوم
پرفشاں نالہ زناں کہتے ہیں دیکھو انجام
قہقہے اشکوں میں اس طرح بدل جاتے ہیں

میراجی

"شکست"

"شکست" کی یہ بداس کا پس منظر ہے اور قاری کو آئندہ حالات سمجھنے میں مدد ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس کی روشنی میں وہ ناول پڑھے تو ان تمام خوبیوں کا ادراک کر سکتا ہے جو کرشن چندر نے ناول لکھتے وقت اپنے دماغ میں محفوظ رکھی تھیں۔

"شکست" کی تکنیک ابتدا میں ظاہرا وہی ایک پرانا استعارہ ہے جو فرسودگی کی وجہ سے اپنی تمام رعنائی کھو چکا ہے۔ لیکن کرشن چندر کے یہاں اسکا استعمال ایسے اپنے مخصوص طریقہ کار کا مظہر ہے۔ "وہ سورج کے جاں بدست ماہی گیر" کی طرح کائناتِ عالم کی تمام روح اپنے جال میں سمیٹ لیتا ہے اور جدھر چاہتا ہے کھینچے لئے جاتا ہے۔ کہیں یہ جال ہمیں مطالب کے ان بلند بالا سلسلۂ ہائے کوہ کی طرف لیجاتا ہے جہاں سے نیچے کی دنیا ایک چیونٹی کی طرح نظر آتی ہے اور کہیں وہ ہمیں تخیلات کے غبار ہی میں گم چھوڑ دیتا ہے۔ اس کے الفاظ کے اتار چڑھاؤ کا مدہم سانس ہمیں کرشن چندر کے اندر ایک نبی قوت کا احساس کراتا ہے۔ اس کی فنکاری کا جادو اور زندگی کی قوت بار بار ہم آہنگ ہوتے نظر آتے ہیں۔ اس کے یہاں واقعات کا تسلسل اور رنگ آمیزی کچھ اس انداز سے ہے کہ پڑھنے والے کو یہ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ مصنف اسے کہیں لئے بھی جا رہا ہے۔ وہ تسلسل کی رو میں بڑھا چلا جاتا ہے اور جہاں کہیں گریز آتا ہے ——"اور چڑھائی ختم ہو گئی"—— ایک جھٹکے کے ساتھ جیسے چلتی ہوئی گاڑی رک جائے، قاری یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ کہیں دور چلا گیا تھا!

ناول کے شروع میں آفتاب یکایک غروب ہو جاتا ہے یہ آفتاب ذہنی، سماجی، اور ملکی آزادی کا آفتاب ہے۔ اسکے غروب ہو جانے کے بعد ساری وادی میں تاریکی پھیلنا یقینی تھی۔ لیکن کرشن چندر حدِ نظر تک آنکھوں کے سامنے ایک خوبصورت وادی پھیلا دیتا ہے۔ یہ خوبصورتی غروب آفتاب کا ایک سنبھالا ہے "سورج کا ماہی گیر" ہمارا سامراجی نظام حکومت ہے جو قانون اور سماجی پابندیوں کے جال لوگوں پر پھینکتا ہے یہ اس کا آخری

ہتکنڈا ہے کائنات کی ہر چیز اس میں مقید ہے۔ یہ حال تقعی کی طرح زریں ضرور ہے کیونکہ اس میں رہنے والوں کو حکومت اور سماج طرح طرح کے فائدے ہو جانے کے وعدے کرتے ہیں اس حال کا احساس تو ہر شخص کو ہوتا ہے لیکن پھر بھی وہ اس کے تکیلے اور رنگین تانے بانے کی ملائمت ہی میں الجھ کر رہ جاتا ہے۔ یہ قید صرف جسمانی اور مادی ہی نہیں، ہوا کے لطیف جھونکے بھی رک رک کر آتے ہیں۔ انسان اپنی معاشی اور اقتصادی ضروریات کی حد تک ہی سوسائٹی کا غلام نہیں بلکہ وہ اپنے حالات بھی آزادی سے ادا نہیں کر سکتا۔

جدلی عمل (Dialectical Process) کا قاعدہ ہے جب کوئی نظام مستحکم ہو جاتا ہے تو اس کے اندر سے بعض نئی پیداواری قوتیں Forces of Production ابھرنے لگی ہیں اور پیدائش دولت کے مروجہ طریقوں میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے اب حالاتِ پیداوار اور پیداواری قوتوں کے مابین وہ مطابقت اور ہم آہنگی ختم ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے پرانا معاشی نظام مستحکم بنیادوں پر قائم تھا۔ بلکہ حالاتِ پیداوار اور پیداواری قوتوں کے درمیان ایک تصادم ہوتا ہے۔ یہی وہ جدلی عمل ہے جس کے ذریعہ پرانا معاشی نظام برباد ہو جاتا ہے اور اسکی جگہ نیا نظام لے لیتا ہے۔ ناجائز منتفعین —— Exploiters کی کوشش یہی رہتی ہے کہ وہ یہ تصادم نہ ہونے دیں اور اس لئے وہ یہ چاہتے ہیں کہ تمام آلات پیداوار اور سرمایہ سمٹ کر ایک مختصر گروہ کے پاس آ جائے تاکہ پرانے معاشی نظام میں کوئی تبدیلی نہ ہو۔ شیام کا تخیل آزاد ہے وہ پیداواری قوتوں کی اجارہ داری اور سرمایہ کی ترکزیت Concentration کے سخت خلاف ہے "حکومت کے پرفن اور جابدست ماہی گیر" نے ملک کے سارے وسائل (resources) اپنے قبضے میں کر لئے ہیں۔ شیام نے سوچا کہ کسی فرد واحد کو یہ حق کس طرح پہنچتا ہے کہ وہ اس طرح سارے خطے کی خوبصورتی پر قبضہ کرلے اور اس وادی سے رخصت ہوتے وقت اسے بھی اپنے ساتھ

بتا جائے اس کا حق جا با کہ مغرب میں اس افقی کنارے سے اس افقی کنارے تک ایک ایسا بند باندھ دیا جائے کہ خوبصورتی کا یہ بہاؤ مغرب میں جانے سے رک جائے۔" یہ خواہش ہر آزادی پسند انسان کے دل میں اٹھتی ہے لیکن سماج احساس کا سینہ دبا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ان باتوں کا نتیجہ اس وقت تک کچھ نہیں جب تک خود اس کے ملک کے باشندے ایک متحدہ مطالبہ نہ کریں — اور پھر اس شخص کے دل میں آزادی کی خواہش کی جو ننھی سی قندیل روشن تھی وہ بھی بجھ جاتی ہے۔ وہی وہ شکست پیہم ہے جو انسان اب تک صدہا سماج اور خود اپنی خواہشات کے ہاتھوں اٹھاتا آیا ہے۔

"شکست" ہمارے دلوں کو مردہ نہیں کرتی۔ وہ ان میں گرمی پہونچاتی ہے غیظ و غضب کی آگ بھر دیتی ہے۔ بغاوت کی روح پھونک دیتی ہے وہ طبقاتی سرحدوں سے ہمارے دلوں میں اس فرسودہ نظام کی شکست کی دعوت دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ "شکست" کے قصدی کرداروں میں خود اعتمادی کا جذبہ اپنی تمامیت اور تکمیل کے ساتھ موجود ہے یہاں تک کہ درگا داس بھی جس کو اپنے پرائے سب اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے اپنے اندر یہ مادہ رکھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ لوگوں کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے۔ ونتی اس کو کیا سمجھتی ہے لیکن یہی وہ مادہ ہے جو اسکو بار بار اکساتا ہے اور آخر کار ایک "نشان استفہامیہ" بن کر وہ لوگوں کے سامنے آتا ہے۔ چندرا ایک ایسا کردار ہے جس میں خود اعتمادی کا جذبہ سب سے زیادہ شدت کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ اس کے استقلال کے آگے شیام بھی اپنے آپ کو کمزور پاتا ہے۔ "چندرا میں نے تم جیسی عورتیں کم دیکھی ہیں" لیکن چندرا کا کردار شیام کو بار بار جوش دلاتا ہے۔ چندرا کی ماں کے قدم بھی ڈگمگا جاتے ہیں۔ اور وہ سماج کے ٹھیکیداروں کے ہاتھ بک جانے کو تیار ہو جاتی ہے۔ لیکن چندرا کا گمان بھی ادھر نہیں آتا۔ وہ مصیبت سے گھبراتی نہیں مصیبت سے گھبرانا شاید اس کی سرشت ہی میں نہ تھا۔ وہ سمجھتی ہے کہ بغاوت کا فقدان ہی موت ہے۔ وہ اس موت سے دور بھاگتی ہے۔

چندرا کا وجود ہماری سماجی زندگی پر گہرا طنز ہے۔ اس کا تعارف جب ناول میں ہوتا ہے۔ اس میں "غرور، خود اعتمادی، جنسی چیلنج" پایا جاتا ہے۔ ناول جیسے جیسے آگے بڑھتا ہے اسکا کردار زیادہ نمایاں ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مجسم بغاوت بن جاتی ہے۔ وہ جوان ہے شاید یہی جوانی اس کے ارادہ کی جوانی کا باعث بھی ہو۔ چندرا کی ماں بھی جب جوان تھی تو اس کے ارادے اتنے ہی پختہ اور جذبات اتنے ہی شدید تھے، لیکن زمانہ گذرنے کے ساتھ ساتھ صعوبتوں کی کثرت نے اس کے بغاوت کے جذبات سرد کر دیئے۔ لیکن چندرا ایک طوفان تھی، اس کا ارادہ پہاڑ کی چٹان تھا، اس کے مقابل ایک دوسری چٹان تھی اور وہ تھے پنڈت سیوکسن۔ وہ ہر چٹان سے ٹکرانے کو تیار تھی اور اس چٹان سے بھی ٹکرائی اور خود چکنا چور ہو گئی، لیکن اس کا عزم آہنی قائم ہی رہا۔ موہن سنگھ کو موت کی آغوش نے لے لیا۔ لیکن وہ اپنی شکست کا تصور ہی نہ کر سکتی تھی، وہ کسی قیمت پر بھی سماج سے صلح کرنے کو تیار نہ تھی۔

کرشن چندر کسی کردار کی برائی مضحکہ خیز حد تک نہیں کرتا۔ اسے اپنے کرداروں سے ہمدردی ہے لیکن دلچسپی نہیں۔ وہ انکی اچھائیوں اور برائیوں کا تجزیہ انتہائی غیر جانبداری سے کرتا ہے۔ درگا داس کی ہیئت کذائی جو اس کو ڈارون کے مسئلہ ارتقاء کی بھولی ہوئی کڑی (The missing link between the highest ape and the lowest man in Darwin's Theory of Evolution. ——) بنا دیتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کا رویہ کچھ اس قسم کا ہے کہ اس پر ہنسنا کوئی تعجب کی بات نہیں اور آپ اس Caliban نما انسان یا انسان نما Caliban کا تمسخر اڑانے میں بھی حق بجانب ہیں، لیکن وہی درگا داس آپ کے سامنے مجسم سوال بن کر آتا ہے "میں بدصورت ہوں، میں بہت بدصورت ہوں لیکن یہ بتاؤ کہ اگر میں بدصورت ہوں تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟" آپ کی تمام خندہ پیشانی اور خوش مذاقی کو ایک دھچکا سا لگتا ہے اور آپ ایک دم اس نشان استفہامیہ کو دیکھنے لگتے ہیں اور جب آپ دیکھتے ہیں کہ مصنف نے بھی یہی چیز سمجھ کر لکھی تھی تو آپ چلا اٹھتے ہیں "میں یہ سمجھا تھا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے"۔ اور یہی مصنف کی کامیابی کا ثبوت ہے۔

کرشن چندر کو انتخاب الفاظ کی تکنیک پر پورا عبور ہے، وہ جانتا ہے کہ کہاں الفاظ کا تکرار روح کے سوز کا اظہار کر سکتا ہے،

وہ ایک مشاق بازی گر کی طرح الفاظ سے کھیلتا ہے، وہ الفاظ سے مختلف قسم کی تصویریں بناتا ہے، کہیں یہ تصویریں حقائق سے ہم آہنگ ہوتی ہیں اور کہیں اُن کے اور واقعات کے درمیان تخیل کا دھندلکا ہوتا ہے۔ قاری جوں جوں آگے بڑھتا جاتا ہے یہ تصویریں اُسکے دماغ پر قبضہ جماتی جاتی ہیں۔ اُس کے بنائے ہوئے عجیب سائے سطح کاغذ پر گھومتے نظر آتے ہیں اور غیظ و غضب میں نکلے ہوئے الفاظ چیتا کے شعلوں کی طرح بھڑکتے ہیں۔

راستہ میں بسنت کسن سے اتفاقاً چندرا کی ملاقات ہو جاتی ہے۔ چندرا اکیلی ہے اور بسنت کسن کی جبلّی آوارگی اس تنہائی سے فائدہ اٹھانا چاہتی ہے لیکن چندرا کی خودداری اس آوارگی کا جواب بھی دینا جانتی ہے۔ اُس نے جواب دیا بھی اور اچھی طرح، لیکن اُسے اپنی بے بسی کا احساس بھی ہے۔ مگر اس احساس پر بھی اُس کی خود اعتمادی کا جذبہ غالب ہے۔ اُس کے احساس کی شدت کرشن چندر الفاظ کے تکرار سے ظاہر کرتا ہے۔

”وہ سر سے پاؤں تک کانپ رہی تھی۔ جب وہ گھاٹی کو پار کر چکی تب بھی وہ سر سے پاؤں تک کانپ رہی تھی، جب وہ کچہری کے بنگلے کے قریب سے گذری تب بھی وہ سر سے پاؤں تک کانپ رہی تھی، جب وہ شفاخانے کے دروازے کے اندر داخل ہوئی تب بھی وہ سر سے پاؤں تک کانپ رہی تھی، جب وہ اُس وارڈ میں داخل ہوئی جہاں موہن سنگھ چارپائی پر لیٹا ہوا اُس کا انتظار کر رہا تھا تب بھی وہ سر سے پاؤں تک کانپ رہی تھی، لیکن جب اُس نے موہن سنگھ کو دیکھا تو اُس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے . . .“

جملے کی تکرار چندرا کے غصے کی بڑھتی ہوئی آگ کی آئینہ دار ہے، آخر میں یہ احساس اتنا شدید ہو جاتا ہے کہ قاری کے سامنے واقعی الفاظ کانپنے لگتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چندرا واقعی غصے میں بھری کانپ رہی ہے۔ وہ غصے میں بھری ہے اور شاید اس کا غصہ اور بھی شدت اختیار کر لیتا، لیکن جب وہ اپنے محبوب کو دیکھتی ہے جو بے بس اور لاچار چارپائی پر پڑا ہوا ہے، تو غیظ و غضب کے جذبات اپنے اظہار کے لئے آنسوؤں کا ذریعہ اختیار کر لیتے ہیں۔ وہ روتی ہے اور شاید یونہی روتی رہتی لیکن موہن کی تسلّی سے اُسکے آنسو تھم گئے۔ اُس کا آخر ہے کون — آج ہی تو وہ اپنی ماں سے لڑ کر آئی ہے۔ برادری نے پہلے ہی دھتکار دیا ہے۔ اُس کا تو کچھ ہے موہن ہے اور جب موہن کہتا ہے ”چند دنوں کی بات ہے چندرا، بس چند دنوں کی بات ہے“ تو اس کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ کوئی اُسے ہو جو اُسے اپنا سا لے اور جس کو وہ اپنا کہہ سکے۔ وہ جانتی ہے کہ موہن اُس کا ہے اور وہ موہن کی ہے، وہ اچھی طرح جانتی ہے۔ پھر دل لگی کرنے والوں سے اس پر یقین رکھتی ہے، ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ یہی الفاظ اپنی ماں سے بہ تکرار دہرا چکی ہے، لیکن اُس کا ٹوٹا ہوا دل موہن کی زبان سے بھی یہ الفاظ سننا چاہتا ہے وہ اپنی سسکیوں کے درمیان اور رندھے ہوئے گلے سے کہہ ڈالتی ہے — ”وعدہ کرو موہن کہ تم مجھے چھوڑ کر کہیں نہ جاؤ گے“۔ اور موہن کا جواب اُسے مطمئن کر دیتا ہے۔

”اور“ اور ”پھر“ یہ دو لفظ ایسے ہیں جو کرشن چندر کے استعمال الفاظ پر قادر ہونے کو اچھی طرح ظاہر کرنے میں کوئی بھی شخص جس نے ”شکست“ کو اچھی طرح پڑھا ہے، وہ ان دونوں کا مقصدی استعمال نظر انداز نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے کسی شخص کو ان الفاظ کا استعمال ہی بے معنی نظر آئے لیکن ذرا سا غور کرنے سے ان کی اہمیت بخوبی واضح ہو جائے گی۔

فلمی [illegible] میں متحرک چیز کی مختلف حالتوں کے فوٹو ہوتے ہیں اور سب علیحدہ علیحدہ، لیکن جب وہ ایک مقررہ دور میں ایک تعداد سے زیادہ دکھائے جاتے ہیں تو نگاہ اُن میں امتیاز نہیں کر سکتی اور اُن کا تسلسل قائم ہو جاتا ہے۔ فلمی تصویروں میں اگر آپ کو مختلف قسم کی کیفیات بیک وقت دکھانا ہیں تو سینما فوٹوگرافی کی تکنیک کی بدولت یہ کام ہو سکتا ہے، لیکن کاغذ پر اپنی تحریر کے ذریعہ آپ قاری کے دماغ میں یہ کس طرح اُبھار سکتے ہیں، کہ یہ سب کچھ ایک ہی لمحہ میں ہو گیا۔ اسی مقصد کے لئے ”اور“ کا استعمال کیا گیا ہے۔ ”اور“ کے استعمال نے الفاظ میں حرکت پیدا کر دی ہے۔ ایک لفظ دوسرے لفظ میں اور ایک جملہ دوسرے جملے میں مدغم نظر آتا ہے۔ ”اور“ کا تسلسل واقعات کے تسلسل سے بھی ہم آہنگ ہے۔

”اور پھر وہ بکلخت وہاں سے چلی گئی، اور شیام کا دل کسی نامعلوم خوشی سے معمور ہو گیا اور اُس کے منہ سے ”سی“ کی آواز نکل گئی اور اُس کا ہاتھ رُک گیا۔“

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ونتی کا چلا جانا، شیام کے دل کا کسی نامعلوم خوشی سے معمور ہو جانا، اُسکے منہ سے سی کی آواز کا نکل جانا

اور اُس کا ہاتھ رُک جانا سب کچھ ایک ہی لمحہ میں ہو گیا۔ اتنے غضب کا تسلسل شاید کوئی دوسری تکنیک اس خوبی سے ادا نہ کر سکتی۔

"یکایک اُس نے سُنا ایک چھوٹا سا لڑکا دروازہ کی دہلیز پکڑا ہو کر چلا چلا کر اور بازو ہلا ہلا کر کہہ رہا تھا" وتی مرگئی، وتی مرگئی"! اور اُس پتھر کے بُت میں جان آگئی اور اُس نے رودوسری ماں کا ہاتھ جھٹک دیا، تھال ایک جھنکے کے ساتھ فرش پر جا پڑا اور شیام بڑی بری طرح سے بھاگتا ہوا گھر سے باہر نکل گیا۔"

"اور پھر" کو ہم سینما سلائڈ سے لت ہیں سے سمجھتے ہیں "اور پھر" سے کرشن چندر کا مقصد تسلسل ہیں بلکہ منظر کی بلوت تبدیلی ہے

"اُس کے باپ نے کہا تھا آہستہ آہستہ ڈراہی جاؤ۔ یہ درانتی اُس وقت تک تجھے کاٹتی رہے گی جب تک تو اس کا صحیح استعمال نہ سیکھے گا۔ اور پھر اُس کے تخیل میں اپنے باپ کی وہ تصویر آئی جب وہ سیتا رام مہاجن کا قرض چکاتے چکاتے بوڑھا ہو گیا تھا"

انسان کی زندگی میں ایسے موقعے بھی آتے ہیں جہاں انسان صرف محسوس کر سکتا ہے، لطف اٹھا سکتا ہے، محظوظ ہو سکتا ہے، خوشی کی بربادی سے اُس کے دل کی دھڑکن تیز ہو سکتی ہے اور ایک لمحہ کے لئے اُس کے قلب کی حرکت بند بھی ہو سکتی ہے لیکن اگر بعد میں وہ وہی کیفیت دوسروں کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہے تو الفاظ اُس کا ساتھ نہیں دیتے۔ وہ نہایت آسانی سے اپنی جنسی کیفیت کا تجزیہ کر سکتا ہے لیکن ایسے محسوسات جنسی کو الفاظ کا جامہ پہنانے کے لئے شاید کرشن چندر جیسے مصنف کی ضرورت ہے۔ کرشن چندر نے کئی جگہ اس بات کی کوشش کی ہے اور وہ نہایت کامیاب ہے۔

"اور پھر شیام نے وتی کے چہرے پر گلاب کے پھول کھلتے ہوئے دیکھے وہ اپنے نینوں کے شفاف پردے سے اپنی چھاتیوں کو ڈھانپنے کی کوشش کرنے لگی جہاں اُس کے سینے کے طائر مضطرب انداز سے اوپر کو اٹھے ہوئے تھے یا شاید نیچے کی طرف جھکے ہوئے تھے، پکے ہوئے پھل کی طرح، اور شیام کے دل میں ان پھلوں کو توڑ لینے کی خواہش تڑپنے لگی، ایک ضدی بچے کی طرح میں چندا ماماں لونگا، میں چندا ماماں لونگا، میں وہ موٹر لونگا، مجھے وہ لال چڑیا

لادو"

وتی بدستور سر سے پر لیٹی ہوئی تھی اور اُس کی آنکھیں بند تھیں اور اُس کی مدھم سانس کے ساتھ اُس کی چھاتیاں ہل رہی تھیں۔ شیام نے ساری توجہ چشمے کے کنارے کھلے ہوئے پھولوں کی طرف منعطف کر دی۔ ان پھولوں کا کیا نام تھا۔ کتنے خوبصورت پھول ہیں، خوبصورت جیسے نہیں نہیں۔ اب کوئی جیسے نہیں، وہ کسی ایسی چیز کا خیال نہ کرے گا۔ یہ پھول خوبصورت تھے اور کوئی ایسے ویسے جیسے نہیں، جیسے اُس کے دل میں لاکھوں دھڑکنیں ایک دم سے پیدا ہونے لگیں اور وہ اپنے دل سے کہنے لگا مجھے کچھ اور سوچنا چاہئیے، مجھے کچھ اور سوچنا چاہئیے، ان پھولوں کا کیا نام ہے، کیسے وہ ان پھولوں کا نام ہمیشہ بھول جاتا تھا۔ اُس نے کہا "ان نیلے پھولوں کا کیا نام ہے؟" اور اسکے لاشعور میں لاکھوں نیلے نیلے پھول کھلنے لگے۔"

کرشن چندر نے کئی معنوں میں اُردو ناول کی روائتی تکنیک سے انحراف کیا ہے۔ وتی سے شیام کی محبت پہلی ملاقات ہی میں عشق کے درجہ تک پہنچ گئی تھی، ایسا ہونا خواہ ناول کی شرع میں کتنا ہی محسوس کیوں نہ ہو، لیکن حقیقت کی دُنیا سے اسے قطعاً کوئی واسطہ نہیں۔ جمال یکدم آ سکے دل و دماغ پر چھا نہیں جاتا اس طرح کہ آپ کی نگاہوں کو سوائے اس کے اور کچھ نظر نہ آئے، جمال اثر پذیر ضرور ہوتا ہے اور اگر وہ متواتر اثر پذیر ہوتا رہے تو رفتہ رفتہ عشق کی صورت بھی اختیار کر سکتا ہے، کرشن چندر کی جیسی باریک مشاہدہ کرنے والی نگاہیں ان باتوں کو نظر انداز نہ کر سکتی تھیں۔

شیام کو شروع میں وتی سے یوں ہی سا لگاؤ ہے اور ایک دو مرتبہ کی سرسری ملاقاتیں اس تعلق کو زیادہ مستحکم نہیں بنا سکی ہیں۔ اُس کے لمس سے اُس جسم میں خون کی روانی بڑھ جاتی ہے، لیکن جب وتی چلی جاتی ہے تو وہ محسوس کرتا ہے کہ اُس نے تیر کو کمان سے نکلتے دیکھا تھا، جیسے آسمان کی تاریکیوں میں اُس نے شہاب ثاقب کو نور کی لکیر کھینچتے دیکھا تھا اور یہ نور کی لکیر دیر تک اُس کے سامنے کھنچی رہتی ہے، اور پھر یہ لکیر معدوم بھی ہو جاتی ہے۔ یہ ایک یوں ہی سا تعلق ہے، شیام وتی کا ذکر بھی کسی کے سامنے نہیں کرتا کسی خوف کی وجہ سے نہیں بلکہ محض اس وجہ سے کہ اُسے وتی سے کوئی خاص لگاؤ نہیں۔ ہر شخص کی زندگی میں اس قسم کے واقعات ہوتے ہیں۔ شیام پہلے ہی سے ان چیزوں سے شناسا ہے۔ شیلا

مار بار اُس کے دماغ میں آتی ہے لیکن وِنتی بھی۔ ابھی وِنتی کو دکھانا زندگی کی شرط نہیں سمجھتا اور اسی لئے اُسے اس قسم کا خیال ظاہر کرنے میں کوئی باک بھی نہیں۔

"پرائشچت کرلے، یہاں کون پوچھتا ہے اور وِنتی کی شادی بھی پنڈت سرو دیو کشن کے لڑکے سے کردے، بس پھر جیسی کی تیسی ہے۔"

وِنتی سے شیام کی ملاقاتیں اور اس کے ساتھ اُس کی دلچسپی بھی بڑھ رہی ہے جس کا اظہار اُس کے نیم شعوری ردِ عمل سے ہو رہا ہے۔ اور علی جو کے سامنے وِنتی کے متعلق زیادہ باتیں کرنا شاید اُس کی بڑھتی ہوئی محبت کا ربطی تجزیہ کرتا ہے جو شیام کو وِنتی سے ہوتی جارہی ہے۔

کرشن چندر سوسائٹی کے بہت سے اصولوں پر اعتراض کرتا ہے اور اس کے لئے وہ مختلف طریقے استعمال کرتا ہے، طرافت، طنز، معقولیت۔ علی جو کے ساتھ شیام کی گفتگو میں کرشن چندر کی یہ کوشش رہی ہے کہ وہ جذباتیت کو دخل نہ دے اور ایسی بحث کو زیادہ نتیجہ خیز اور فائدہ مند بنانے کے لئے اُسے تصویر کے دونوں رُخ دکھانے پڑتے ہیں اور اگر اُسے نتیجہ بھی قاری ہی پر چھوڑ دینا پڑتا ہے لیکن پھر بھی اُس کے رحجان کا کچھ نہ کچھ پتہ چل ہی جاتا ہے، کرشن چندر ایسے موقعوں پر بہت زیادہ کامیاب ہے۔ کرشن چندر کے خیالات انفرادی کے انتہائی ہوئے ہوتے ہیں اور کہیں بھی اُن کی خارجیت محسوس نہیں ہوتی لیکن یہ جبر وہیں تک ہے جہاں تک کرشن چندر۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ نہیں ہے۔

"میں نے سوچا اگر حکومت ۔۔۔ ہوتو پھر کیا ہو۔ شاید انسانی سماج ایک جنگل بن جائے ۔۔۔ کیا کوئی ایسی حکومت ہو سکتی ہے جو حکومت نہ ہو جو جبر پر قائم نہ ہو، جہاں دنیا کے آزاد انسان ایک دوسرے سے آزادانہ ملیں۔ جبر واستبداد کے بعد۔۔۔ شاید۔ انسانی زندگی کی معراج ہوگی۔ ۔۔۔ اس منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لئے ہمیں استبداد کی رہگذر پر چلنا پڑے گا؟"

آخری جملہ کی خارجیت ظاہر ہے۔

کرشن چندر کے یہاں رومان اور واقعیت کا امتزاج ہے اور ہم پڑھتے وقت اپنے چاروں طرف ایک رومانی فضا محیط ۔۔۔ ہیں۔ ادق اور غیر دلچسپ بحث کے بعد ہی اُس کے یہاں ۔۔۔ کا رومانی پہلو بھی ملتا ہے۔ وہ آزاد تسلسل کی رو میں طاہرا

کبھی کبھی اس قسم کی رواجی باتیں کہہ جاتا ہے جو ایک جدّت پسند مصنف کے لئے زیبا نہیں، لیکن اگر غور کیا جائے تو اُس کی تہ میں ہمیں کوئی خاص کمزوری نہیں ۔۔۔ ملتی ہے اور اس لئے ہم اُسے ۔۔۔ کہنے کے باوجود ناجائز قرار نہیں دے سکتے۔

آزاد تسلسل طنز اور ظرافت میں کرشن چندر نے اپنے لئے اردو ادب میں ایک خاص جگہ پیدا کرلی ہے اور اُس کی ہر تصنیف میں یہ عام جوہر اس کثرت سے پائی جاتی ہیں کہ اُن کے اقتباسات ایک مضمون برداشت نہیں کر سکتا۔ "شکست" اور "ان داتا" میں اُس کا طنز سب سے زیادہ کامیاب ہے۔ "اردو کا بیا قاعدہ" بھی گو کہ طنز کی اچھی مثال ہے، لیکن اُس کے پڑھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت ہی عجلت میں لکھا گیا ہے کرشن چندر کا اپنا خاص طرز اس میں زیادہ نمایاں نہیں۔

اگر ہنسنے کا نفسیاتی تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انسان کو ہنسی اُس وقت آتی ہے جب اُسے احساس نامناسب (۔۔۔) کو ٹھیس لگے۔ مثلاً آپ ایک سات آٹھ برس کے بچے سے یہی امید کرتے ہیں کہ وہ اپنے قد کے مناسب لباس اور پاؤں کے لحاظ سے جوتا پہنے گا، لیکن اگر وہ اپنے باپ کے جوتے اور کپڑے پہن لے تو یقیناً آپ کے احساس تناسب کو ٹھیس لگے گی اور آپ ہنسنے لگیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ جب دو اس قسم کی چیزیں ایک جگہ جمع ہو جاتی ہیں جو باوجود ایک معمولی مناسبت موجود ہونے کے ایک جگہ نہیں ہوتیں تو یہی اجتماع مزاح کا باعث ہوتا ہے اور اگر احساس کی شدت ہے، تو مزاح و ظرافت طنز کی صورت اختیار کرلیتے ہیں۔ ظرافت اور طنز کی جڑیں نہیں ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتی ہیں۔ طنز اور ظرافت دونوں کا مقصد اصلاح ہوتا ہے، لیکن ظرافت کسی بُری بات پر ہنس کر اس کی اصلاح کرنا چاہتی ہے اور طنز اُس چیز کے کمزور پہلوؤں پر ظرافت سے زیادہ شدید قسم کا حملہ کرتا ہے، اُس کی اصلاح کی خواہشمند ہے، مثلاً شہر میں ضرور یات زندگی کے ساتھ شراب اور افیون کے ٹھیکہ کا ذکر اور علی جو کی عادات بیان کرتے وقت اُس کے شراب پینے اور پانچوں وقت کی نماز پڑھنے کا یکجا ذکر ایک لطیف طنز ہے۔

"۔۔۔ تاکہ لوگوں کو اپنی آمد سے خبردار کردے۔ اُس نے کانی سُن لیا تھا ۔۔۔ نہیں یہ کروں گا، تم وہ کروگی۔"

نتیجہ صاف ظاہر ہے حرامی بچہ جنے گی اُلٹی کہیں کی۔"

"اور شیام جانتے ہیں کہ جیا لال چمار یا بھنگار اس لڑکی ہی کو لو چمار اور برہمن کے امتزاج سے ایک خاص نسل بن گئی ہے۔ برہمنوں کی خوبصورتی اور ایک [illegible] اور ایک طرف چماروں کی مضبوطی شوخی شرارت اور عقل [illegible] ہر جگہ جیت کر کرتی ہر سالی۔"

"[illegible] کا سب سے زیادہ دلچسپ کیریکٹر ڈاکٹر رام دیو ہے۔ ہسپتال کی سنجیدہ فضا میں اس کا وجود بہت ہی غنیمت ہے اس کا ماں اور بہن کی گالی ("بہنچ" "مادر") کا غیر ارادی طور پر استعمال کرنا بے اختیار ہنسا دیتا ہے۔

.... ابھی لیجئے میں ابھی سب کام ٹھیک کئے دیتا ہوں۔ اس سور کی ماں نے دودھ میں [illegible] کا بچہ، کس طرح اس کڑیل جوان کا [illegible] قیمہ بنا کر رکھ دیا ہے۔

.... اجی اس میں حرج ہی کیا ہے۔ میں [illegible] اس ماں [illegible] معاملہ کو سلجھاتا ہوں۔ یہ لڑکی بھی [illegible] اور [illegible] اس کے رشتہ دار بھی رہیں۔ آپ [illegible] بالکل فکر نہ کریں۔"

شیام جس طرح اپنے دل سے ہی آپ کو نفرت کرتا ہے وہ اس کی تلخی اور درشت [illegible] کا اظہار کرتی ہے۔ اور کرشن چندر کے طنز کی اچھی مثال ہے۔

"تم برت ماچی ہو۔ گرستھ ہو حلوائی کے کتے کی طرح بزدل ہو تم بہت حلوائی کے کتے کی طرح [illegible] کے پیچھے بھاگتے ہوئے ٹباؤں ٹباؤں کرتے رہو گے اور تمہاری زندگی اس کتے کی خارش زدہ کھال کی طرح ہو جائے گی۔ اس میں چمک ہوگی نہ خوبصورتی نہ بالوں کی ملائمیت بلکہ خون اور پیپ بہتی ہوئی، چیچڑیاں اور مکھیاں بھنبھناتی ہوئی اور اس وقت تم [illegible] اور اپنی خارش زدہ کھال کو [illegible] اور بھی زخمی کر دو گے۔"

شدتِ احساس کس طرح طنز کا سرمایہ اکتساب کر لیتا ہے ملاحظہ ہو۔

"شیام کا خون کھولنے لگا اور اس کا جی چاہا کہ وہ اس برہمن کو جواب سنسکرت کا، شلوک پڑھ کر اس لیمپ کو جو آج سے ہزاروں سال پہلے کی ایجاد معلوم ہوتا تھا، گلے سے پکڑ کر اس کا گلا اتنے زور سے گھونٹے کہ اس کی آنکھیں ابل کر باہر نکل آئیں اور اس کی چھوٹی زبان دانتوں سے باہر آ جائے اور اس کا سانس رکنے لگے اور وہ چلا چلا کر کہے مجھے چھوڑ دو، مجھے چھوڑ دو۔"

اور طنز کا Climax —

"ونتی کا بیاہ ہو رہا تھا اور تحصیلدار صاحب نے مقدمہ خارج کر دیا تھا۔ ماں باپ نے اپنے چہیتے بیٹے کو اپنی زندگی تباہ کرنے سے بچا لیا تھا۔ سماج نے ایک اور فرد کو اپنی محفوظ چار دیواری سے باہر بھٹکنے سے روک لیا تھا۔ تحصیلدار صاحب مسکرا رہے تھے اور ان کی بیوی مسکرا رہی تھیں اور روشن مسکرا رہا تھا اور مسٹر ویکٹس مسکرا رہا تھا اور مسٹر ویکٹس کی بیوی... ایک گوجر کی آغوش میں بیٹھی ہوئی مسکرا رہی تھی۔ الغرض سارا سماج خوش تھا، مبارک ہیں ایسی شادیاں جن کے ہونے سے سارے سماج پر مسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے حتیٰ کہ مکئی کے کھیت کے پودے بھی مسرت سے جھومنے لگتے ہیں۔"

کرشن چندر کو نفسیاتی نکتوں کے بیان کرنے کا ملکہ ہے نفسیاتی تحلیل میں Extrospection اور Introspection دو طریقے ہیں جس کی رو سے ہم کسی شخص کی دماغی کیفیت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ اضطراری فعل بھی انسان کی دماغی اور ذہنی کیفیت ظاہر کرنے میں کافی اہمیت رکھتے ہیں اور کرشن چندر نے جہاں بھی اضطراری افعال کا تذکرہ کیا ہے نفسیاتی حیثیت سے بہت کامیاب ہے۔

"نہیں وہ یہاں کے تھانیدار ہیں۔ یار احمد خاں — وہ بھی آپ ہی کی طرح راستہ بھول کر ادھر آ نکلے تھے، جواب دیتے دیتے اس کا چہرہ کانوں تک سرخ ہو گیا اور وہ زور زور سے بھٹوں کو لکڑی سے پیٹنے لگی۔"

کیا جواب دیتے وقت لڑکی کے چہرے کا کانوں تک سرخ ہو جانا، اور زور زور سے بھٹوں کو پیٹنا، نسائی شرم، اس کی ذہنی کشمکش اور بے بسی و مجبوری کا اظہار نہیں کر رہا ہے — ایک جگہ اور —

"تم مجھے اپنا نام بتا دو۔ تم نہ بتاؤ گی تو میں تھانیدار سے پوچھ لوں گا۔ "پوچھ لو"۔ اس نے چھڑی کو ہوا میں جھٹکتے ہوئے کہا۔

کرشن چندر کشمیری زندگی سے اچھی طرح واقف ہے اور پس منظر پیش کرنے میں اسے اپنے تجربہ کی گہرائی پر اعتماد ہے، اور یہ اعتماد ہر موقع پر اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ کرداروں کی یاسیت، تمام امیدوں کی موت اور ونتی کی موت کے نغمہ کی جانگداز گونج میں شفتالو کے درخت کی تنہائی ناول کے عروج (Climax) کو اور بھی شدید بنا دیتی ہے۔

طاہر حسن صدیقی

حسنِ انتخاب

"صاحبزادے!" آباجان قبلہ نے اپنی پھولی ہوئی ناک پر ٹکی ہوئی اس عینک کو کسی قدر اوپر کرتے ہوئے کہا، جس کی ایک کمانی اپنی زندگی کی مقررہ مدت ختم کرنے کے بعد ٹوٹ چکی تھی۔ اور جسے لڑائی شروع ہو جانے کے باعث معقول قیمت پر تبدیل بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اور جس کی جگہ ایک سیاہ فیتے نے لے رکھی تھی۔

"صاحبزادے!" انھوں نے اخبار پھینک کر دوبارہ مجھ سے مخاطب کرتے ہوئے اس طرح کہا گویا پہلی دفعہ ان کی زبان سے نکلا ہوا لفظ میں نے سُنا ہی نہ تھا۔ حالانکہ میری قوتِ سماعت اس قدر سعادت مند ہے کہ وہ بلاشبہ آباجان قبلہ کی ان باتوں کو بھی سُن لیتی ہے جو دل سے لبوں تک آ کر رہ جاتی ہیں۔ اور جنھیں آباجان قبلہ کسی مصلحت کی بنا پر الفاظ کا جامہ نہیں پہناتے۔ ایسے موقعوں پر ان کے لبوں پر نمودار ہونے والی ایک قسم کی تھرتھری کو دیکھ کر عام لوگ یہ اندازہ ضرور لگا سکتے ہیں کہ وہ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ لیکن کیا کہنا چاہتے ہیں؟ اسے صرف میں ہی سمجھ سکتا ہوں۔ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ میں گونگا یا بہرہ ہوں کیونکہ عموماً ایسی صلاحیت گونگوں یا بہروں میں پائی جاتی ہے۔

"صاحبزادے! ذرا میرے قریب آ کر بیٹھو" آباجان قبلہ نے اسی ایک لفظ کو تیسری بار کہتے ہوئے جملہ پورا کر دیا۔ اور وہ بھی ایک ایسی ہدایت کے ساتھ جس کی تعمیل میں پہلے ہی کر چکا تھا کیونکہ میں نے جان لیا تھا کہ اگر اب ایمیل زولا کے ناول سے زیادہ دلچسپی آباجان قبلہ کی گفتگو نے لی تو وہ ضرور مجھ پر برس پڑیں گے۔ اور اسی لئے میں صفحہ ۲۸۱ اور صفحہ ۲۸۲ کے درمیان نشانی کے طور پر انگلی رکھ کر اُن کے قریب کھسک چکا تھا۔ ممکن ہے کوئی اس حقیقت کو باور نہ کرے اور مجھے جھٹلانے کے لئے کہے کہ صفحہ ۲۸۱ اور صفحہ ۲۸۲ کے درمیان کوئی ایسی جگہ نہیں ہوتی جس میں اُنگلی رکھی جا سکے۔ کیونکہ وہ ایک ہی ورق کے دو رُخ ہوتے ہیں لیکن یہ حقیقت اس لئے ہے کہ کتاب محض حُسنِ اتفاق سے طاق کی بجائے جفت ہندسے سے شروع ہوئی تھی۔

"میں چند ہفتوں سے محسوس کر رہا ہوں" اب آباجان قبلہ نے ریڈیو کے اعلانچی کی طرح مسلسل بولنا شروع کر دیا۔ "میں محسوس کر رہا ہوں کہ تم جوان ہو گئے ہو۔ یا کم سے کم اپنے آپ کو جوان اور اس لائق سمجھنے لگے ہو کہ دوسری جنس کے ساتھ خوب گھُل مل کر نشست و برخاست کا سلسلہ روا رکھا جائے۔ میں ذاتی طور پر اس روش کو کتنا ہی بُرا سمجھوں لیکن تمہیں منع بھی نہیں کر سکتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تمہاری امی جان قبلہ کا انتقال ہو چکا ہے۔ اور جو کام انھیں کرنا چاہیئے تھا یعنی تمہارے لئے ایک شریکِ حیات کا انتخاب، وہ میرے بس کا نہیں۔ کوئی پانچ چھ ہفتے سے تمہارا میل جول کرنل صاحب کے خاندان والوں کے ساتھ، خدا کرنل صاحب کی رُوح کو نہ شرمائے، غیر معمولی طور پر بہت بڑھ گیا ہے۔ اس کا سبب جنسی کشش کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تقاضائے عمر کے ماتحت تمہاری رگوں کا خون شراب بن چکا ہوگا اور اب اس کی شراب کی کیفیتِ سُکر کو مائل بہ اعتدال رکھنے کیلئے جمالِ ہمنشیں سے خاطر خواہ استفادہ کرنے کی ضرورت فطرۃً محسوس ہو رہی ہوگی۔ کرنل صاحب کی بیوہ پر، خدا کرنل صاحب کی رُوح کو نہ شرمائے، محفل میں ہر چہار جانب سے انگلیاں اٹھتی ہیں۔ حالانکہ تمہاری ذاتی رائے یہی ہوگی کہ وہ بہت ہی نیک و پارسا ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ بیوہ ہونے کے بعد سے انھوں نے زمانہ کے رنگ کا لحاظ رکھتے ہوئے پردہ کو خیرباد کہا۔ اور کھلے بندوں چراغِ خانہ کی بجائے شمعِ محفل بننے لگیں۔ اور عورتوں سے زیادہ غیر مردوں اور خصوصاً کرنل صاحب کے دوستوں کے ساتھ، خدا کرنل صاحب کی رُوح کو نہ شرمائے، ان کے تفریحی مشاغل بڑھتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ اب وہ صحبتِ ہم جنس سے بڑی حد تک متنفر ہیں۔ پینتیس سال کی ادھیڑ عورت ہونے کے باوجود وہ سُرخی اور غازے کے طفیل ایک جوان حسینہ معلوم ہوتی ہیں۔ اور اسی لئے محفل میں، خدا کرنل صاحب کی رُوح کو نہ شرمائے، ہر شخص ان کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتا ہے۔ لیکن شاید وہ موردِ الزام نہیں کیونکہ تم یہی کہو گے کہ اگر تاکستان میں انگور کی

بیلوں کے پاس سے گذرنے والی ہر لومڑی اچھل اچھل کر ایک خوشہ جھپٹ لینا چاہے تو مزید انگوروں کا کیا قصور ہو سکتا ہے۔ اب رہیں کرنل صاحب کی لڑکیاں، خدا کرنل صاحب کی روح کو نہ شرمائے سو وہ تینوں تو صحیح معنوں میں حسین اور نوجوان ہیں۔ میرا اندازہ ہے کہ تم ابھی تینوں میں سے ایک کے گرویدہ ہو گئے ہو۔ یا ہو سکتا ہے کہ ان تینوں نے بیک وقت تمہارا دل موہ لیا ہے۔ تاہم تمہیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ تین حقیقی بہنوں میں سے شادی کیلئے ایک وقت میں صرف ایک ہی بہن کو پسند کیا جا سکتا ہے۔ تمہاری اس گرویدگی کا اصل سبب میں ابھی تک نہیں سمجھ سکا ہوں ممکن ہے کہ روپے پیسے کا لالچ ہو۔ کیونکہ عام طور پر سب کو یہی معلوم ہے کہ کرنل صاحب کی عظیم الشان جائداد، خدا کرنل صاحب کی روح کو نہ شرمائے، اُن کی زندگی ہی میں ایک کثیر رقم کے عوض کسی مہاجن کے پاس رہن رکھ دی گئی تھی۔ جو مول بیاج مل کر اب تک برابر ہو چکی ہو گی۔ ظاہر ہے کہ عظیم الشان جائداد کی کشش بھی گرویدگی کا ایک سبب بن سکتی ہے۔ اگر تم نے کرنل صاحب کی لڑکیوں کے ساتھ، خدا کرنل صاحب کی روح کو نہ شرمائے، اس قدر ربط ضبط پیدا نہ کر لیا ہوتا تو میں رائے دیتا کہ اپنے ہی خاندان کی کسی لڑکی سے شادی کرو جو تنہا ان تینوں کی مجموعی حیثیت کے مقابلہ میں بہتر رہ سکتی ہے۔ لیکن بصورت موجودہ اعتراض تو کیا معمولی مشورہ بھی نہیں دے سکتا۔ تاہم اتنا ضرور کہوں گا کہ اب دیر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ انڈے جو صحیح وقت پر مرغی کے نیچے نہ بٹھائے جائیں عموماً گندے ہو جاتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ کرنل صاحب کی بیوہ رشیدہ بیگم صاحبہ سے، خدا کرنل صاحب کی روح کو نہ شرمائے، آج ہی کسی وقت ملو اور مناسب الفاظ میں اُن کے سامنے رشتے کی تجویز پیش کر دو۔ اس سلسلے میں بات چیت کرنے کیلئے میری ضرورت ہی کیا ہے۔ تم بہت کافی ہو، تم نعیمہ، نسیمہ یا سلیمہ میں سے کسی ایک کو اپنی مرضی کے مطابق پسند کر سکتے ہو کیوں؟ ٹھیک ہے نا؟"

آبا جان قبلہ کی اس تمام قیاسی گفتگو کو سُننے کے بعد میں کہنا چاہتا تھا کہ آپ کا اندازہ بالکل غلط ہے۔ لیکن یہ کہنے کی جرأت مجھ میں پیدا نہ ہو سکی اور صرف اس قدر کہہ سکا:

"جی ہاں ٹھیک ہے۔"

اور ان الفاظ کے ساتھ ہی امیلی زولا کے اس ناول کو جسے صفحہ ۲۸۱ اور صفحہ ۲۸۲ کے کسی نا تمام جملہ تک پڑھ چکا تھا بغل میں دبا کر اپنے مطالعہ کے کمرے میں چلا گیا۔ بشرطیکہ اسے مطالعہ کا کمرہ کہا جا سکے۔ کیونکہ پڑھنا لکھنا ہی نہیں بلکہ کھانا کھانے اور سونے کے علاوہ میں اس کمرے کی دہلیز کے نیچے چوہوں کی عنایت سے خود بخود بن جانے والی موری کے قریب گرم پانی کا تھرڈا رکھ کر غسل بھی کر لیتا تھا۔ کمرے میں قدم رکھتے ہی میں ایک دم آدمی سے فلسفی بن گیا۔ کیونکہ ایک ایسے مسئلے پر غور کرنا تھا جس کی اصلیت اس وقت تک کچھ نہیں تھی۔ آبا جان قبلہ کی یہ ہمیشہ سے عادت تھی کہ وہ عام واقعات پر ایک ایسے زاویے سے نظر ڈالتے جس کے دونوں بازو دائرۂ حیات کے ۳۶۰ درجوں سے بالکل الگ اپنا وجود قائم کرتے تھے امکان تو بڑی چیز ہے، جہاں صرف شبہ کی گنجائش ہو سکتی وہ یقین کا رنگ بھر لیتے۔ اور عموماً اس پر اصرار کیا کرتے تھے۔

میں بوسیدہ توشک پر پڑی ہوئی میلی چادر کی سلوٹیں درست کرنے کے بعد ٹانگیں لٹکا کر پلنگ پر بیٹھ گیا اور امیلی زولا کے ناول کا صفحہ ۲۸۱ یا ۲۸۲ ختم کرنے کی بجائے میری اسٹوپ کی وہ کتاب پڑھنے لگا جس میں قابل مصنفہ نے ازدواجی زندگی کے عملی اسرار و رموز کو محض علمی طور پر سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ کافی صفحے پڑھ لینے کے باوجود میں کچھ نہ سمجھ سکا۔ کیونکہ وہ کتاب دراصل ان لوگوں کیلئے مفید ہو سکتی ہے جو شادی کر چکے ہوں۔ اور مجھے فی الوقت شادی کے اس ارادے پر غور کرنا تھا جس کی اصلیت و نوعیت مجھ سے زیادہ میرے آبا جان قبلہ سمجھ گئے تھے۔ اور میں ان کے سمجھ جانے کے بعد بھی پوری طرح نہ سمجھ سکا تھا۔

میری ذاتی رائے یہ ہے کہ مجھے خاص اس لمحہ تک کرنل صاحب کی بیوہ یا اُن کی تینوں لڑکیوں سے انفرادی یا اجتماعی حیثیت سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اور نہ درحقیقت ان چاروں میں سے کسی کو میری ذات سے کسی قسم کی دلچسپی تھی۔ بلکہ ان کے بن بلائے میرے وہاں چلے جانے کو ایک حد تک ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ جب میں دہلیز لانگ کر صحن میں قدم رکھتا تو کبھی کرنل صاحب کی بیوہ بذاتِ خود اور کبھی ان کی کوئی لڑکی بڑی خندہ پیشانی سے میرا استقبال کرتی۔ اور پھر جلدی ہی وہ سب کی سب میرے وجود کو اپنے مکان کی چار دیواری میں بالکل بھول کر اپنے اپنے کام میں اس طرح مصروف ہو جاتیں گویا میں غیر مرئی ہو جانے کے باعث اُن کو نظر ہی نہیں آ رہا۔ لیکن ان کی یہ

وضعداری درحقیقت میرے لئے بڑی مفید ثابت ہوتی۔ کیونکہ اس طرح اُن کتابوں کو چرالینا میرے لئے ممکن ہوجاتا جو اُن کیلئے غیراہم لیکن میرے لئے کارآمد تھیں۔

کرنل صاحب نے اپنی زندگی میں تین لڑکیاں پیدا کرنے کے علاوہ بہت سی کتابیں اور ڈاک کے بیشمار استعمال شدہ ٹکٹ جمع کئے تھے۔ ٹکٹ کیا ہوئے؟ اس کا مجھے علم نہیں۔ البتہ کتابیں کافی عرصے تک ہزار بارہ سو حشراتی کیڑوں کے رحم وکرم پر رہنے کے بعد صرف مجھ جیسے انسانی کیڑے کے رحم وکرم پر ایک الماری میں برائے نام بند تھیں۔ میں اچھی طرح ورق گردانی کرنے کے بعد کسی کتاب کی بابت جب یہ رائے قائم کرلیتا کہ یہ "داشتہ آید بکار" ثابت ہوسکے گی۔ تو اسے فوراً اپنے اوورکوٹ کی جیب میں چھپا کر لے آتا" اس اوورکوٹ کی جیب میں جسے میں موسمی اعتبار سے ضرورت نہ ہونے کے باوجود محض مصلحتاً پہننے کا عادی ہوگیا تھا۔ چنانچہ امیلی زولا کا وہ ناول جسے میں اباجان قبلہ کی گفتگو شروع ہونے سے قبل صفحہ ۲۸۱ اور صفحہ ۲۸۲ کے درمیان کسی ناتمام جملے تک پڑھ چکا تھا اور میری اسٹوپ کی وہ کتاب جو اباجان قبلہ کی گفتگو ختم ہونے کے بعد پڑھنے کی نیت سے اٹھائی تھی، وہیں سے دست تصرف کے ذریعے لائی گئی تھی۔ غرض یہ کہ میں تو وہاں کتابیں چرانے جاتا، اور اباجان قبلہ یہ سمجھ گئے کہ میں کسی سے دل لگانے جاتا ہوں۔

کرنل صاحب کی لڑکیوں میں پوری جاذبیت نہیں تھی، یا کم سے کم میرے نقطۂ نظر سے وہ معیاری نمونہ نہیں تھی۔ ایک کے خدوخال اگر اچھے تھے تو قدوقامت اور اعضا کی موزونیت میں نقص تھا۔ دوسری کے اعضا کی موزونیت اور قدوقامت میں کوئی خرابی نہیں تھی تو عادات واطوار قابل اعتراض تھے۔ تیسری کے عادات واطوار ٹھیک تھے تو وہ ہنر اور سلیقہ سے بے بہرہ تھی۔ اسی لئے شریک حیات بنانے کے خیال سے میں نے کبھی ان کی بابت غور نہیں کیا تھا۔ لیکن اب غور کرنا ہی پڑ گیا اور اس قدر شدت کے ساتھ کہ سوچتے سوچتے شام ہوگئی۔ اور پھر بھی میں کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکا۔

شام کے وقت میں نے پیشانی کا پسینہ پونچھتے ہوئے بالکل بادل ناخواستہ اوورکوٹ پہنا اور کرنل صاحب کی حویلی کا رُخ کیا۔ خیال کیا مصمم ارادہ تھا کہ چھوٹت کا وہ ناول اُڑا لاؤں گا جو ایک روز قبل اوورکوٹ کی جیبوں میں جگہ نہ ہونے کے باعث نہیں لاسکا تھا۔ لیکن جب دہلیز لانگ کر میں نے صحن میں قدم رکھا تو کرنل صاحب کی بیوہ نے بڑی معنی خیز نظروں سے مجھے دیکھتے ہوئے کمرۂ ملاقات کی طرف چلنے کیلئے کہا۔ کمرۂ ملاقات میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ کیونکہ وہاں اعلیٰ قسم کے رہن رکھے ہوئے سازوسامان کے سوا کوئی معقول کتاب یا عمدہ رسالہ نہیں مل سکتا تھا۔

کرنل صاحب کی بیوہ رشیدہ بیگم صاحبہ صوفے پر میرے قریب ہی بیٹھ گئیں اور کسی تمہید کے بغیر بولیں:

"میں نے بہت دن سے تمہارے دل کا بھید معلوم کرلیا ہے۔ تم کتابیں پڑھنے کیلئے یہاں آتے ہو۔ اور چھپ چھپ کر میری لڑکیوں کو گہری نظر سے دیکھتے ہو۔ اتنی گہری نظر جو عورت کے دل میں خوابیدہ جذبات کو بیدار کردیتی ہے۔ اس لئے ہوسکتا ہے کہ تمہارے اس رویہ سے ان پر بھی کوئی اثر ہوگیا ہو۔ میں نہیں چاہتی کہ پاس پڑوس والے محض ذاتی قیاس آرائیوں سے کام لیکر سوئی کا بھالا بناتے ہوئے کوئی افواہ پھیلائیں اور خواہ مخواہ جگ ہنسائی کی نوبت آئے۔ اس لئے وقت سے پہلے اس کا سدباب ضروری ہے۔ اور اس کی مناسب ترکیب یہی ہے کہ تم تینوں میں سے میری کسی ایک لڑکی کو پسند کرکے شادی کرلو۔ اگر آپس کا میل جول اتنا نہ بڑھ چکا ہوتا تو میں تم کو اپنا داماد بنانا کبھی گوارا نہ کرتی۔ کیونکہ ہم لوگ سید ہیں اور پٹھانوں کے ہاں اپنی لڑکیوں کا رشتہ پسند نہیں کرتے۔ تاہم تمہاری پُرخلوص محبت نے مجھے مجبور کردیا ہے کہ میں ایسا کرگذروں۔ میں چاہتی ہوں کہ رسم کی ادائیگی بہت جلد ہوجائے۔ نہ تمہارے والد صاحب کسی قسم کے جھنجٹ میں پھنسیں اور نہ میں جہیز کے سلسلہ میں کوئی دردِ سری مول لوں۔ تحصیلدار صاحب سے کہہ دینا کہ جو کچھ بہو کو دینا ہو نقدی کی صورت میں دیدیں۔ میں اُس کو قبول کرلونگی۔ غالباً ان کی تمام جائداد تمہارے نام ہبہ ہوچکی ہوگی۔ اور یہاں مجھے یہ پوچھنے کی ضرورت بھی کیا ہے۔ لے دے کے تم ہی ان کے اکلوتے بیٹے ہو۔ ظاہر ہے کہ آج نہیں تو کل یہ ضروری کارروائی ہوجائے گی۔ بس اب جاؤ اور بہت جلد اپنے والد صاحب کو یہ خوشخبری سُنادو۔ غالباً انہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا بلکہ فوراً اس تجویز کو منظور کرلیں گے۔ آج جمعہ تھا

مبارک دن دیکھ کر میں نے یہ گفتگو کی ہے۔ کل تمہارے والد صاحب اگر میاں آکر صبح کی چائے پئیں اور رسمی طور پر نکاح کی تاریخ منظور کرلیں تو اچھا ہے۔ اتوار کی شام کو میں یہ رسم ادا کرکے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاؤں گی۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میری سب سے بڑی لڑکی نہایت حسین اور سمجھدار ہے اسے شریکِ حیات بنانا تمہارے لئے باعثِ فخر رہے گا۔"

میں رشیدہ صاحبہ کی تمام گفتگو سن کر نہ تو پریشان ہوا اور نہ متعجب۔ کیونکہ چند گھنٹے پیشتر میرے دماغ پر اسی قسم کا اچانک حملہ ابا جان قبلہ کی طرف سے ہوا تھا جس نے مجھے بالکل زچ کر دیا تھا۔ یہ بھی محض اتفاق ہے کہ دونوں کے ہم آہنگ قیاسات نے محض چند گھنٹے کے وقفے سے ایک ہی دن الفاظ کی صورت اختیار کی اور وہ بھی مکمل یقین و اعتماد کے ساتھ۔ اس لئے وہاں بھی میرے لئے انکار کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ تاہم میں دل ہی دل میں اس بات پر ہنسا کہ خیر میرے ابا جان قبلہ کو تو کرنل صاحب کی عظیم الشان جائداد کے رہن ہونے کا تھوڑا بہت علم ہے لیکن رشیدہ صاحبہ ہماری موروثی جاگیر کے قرق ہونے سے بالکل بے خبر ہیں۔ اگر ابا جان قبلہ حکم امتناعی نہ نکلواتے تو وارنٹ قرقی کی تعمیل بھی ہو چکی ہوتی۔ اور ہم کرایہ کے مکان میں رہتے ہوتے۔

رشیدہ صاحبہ نے جب اس معاملہ میں میری ذاتی رائے کی بابت کئی بار استفسار کیا تو مجبوراً کہنا پڑا:۔

"خالہ جان! سچ بات یہ ہے کہ ابھی شادی کرنے کا میرا ارادہ نہ تھا۔ تاہم آپ مُصر ہیں تو میں ابا جان قبلہ سے عرض کروں گا۔ اور کوشش کروں گا کہ وہ صبح کی چائے آپ ہی کے دولتکدہ پر آکر پئیں اور نکاح کی تاریخ مقرر کرلیں۔ مجھے آپ کی منجھلی لڑکی نسیمہ بہت پسند ہے۔ کیونکہ وہ اپنی دونوں بہنوں کے مقابلے میں زیادہ حسین ہونے کے علاوہ زیادہ سمجھدار بھی معلوم ہوتی ہے۔ نعیمہ میں بظاہر کوئی نقص نہیں ہے لیکن فی الحال میں اسے پسند نہیں کرسکتا۔"

"نہیں برخوردار!" وہ مربیانہ طور پر بولیں "تمہارا خیال بالکل غلط ہے۔ نسیمہ کی نسبت نعیمہ لاکھ درجہ بہتر ہے۔ تم اس کے ساتھ ازدواجی زندگی بسر کرتے ہوئے اس کی قدر و قیمت جان لوگے۔ اور یوں بھی ذرا سوچو تو سہی کہ میں بڑی لڑکی کو چھوڑ کر پہلے منجھلی کی شادی کس طرح کرسکتی ہوں۔ چھوٹی بہن کی شادی ہو جانے کے بعد بڑی بہن کے لئے رشتہ ملنا بہت مشکل ہو جائے گا۔"

بات بالکل معقول تھی۔ لہٰذا میں نے حامی بھر لی کہ منجھلی کی بجائے بڑی لڑکی ہی سے شادی کرلوں گا۔

جب میں گھر پہونچا تو ابا جان قبلہ ایمیل زولا کے اس ناول کا مطالعہ کر رہے تھے جسے میں صفحہ ۲۸۱ اور صفحہ ۲۸۲ کے درمیان کسی ناتمام جُملہ تک پڑھ چکا تھا۔ میرا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ کیونکہ وہ ناول اس قابل نہیں تھا کہ بزرگوار قسم کے لوگ اس کو پڑھیں۔ اس کا مطالعہ کچھ مجھ ہی جیسی نوجوان طبیعتوں کیلئے موزوں ہو سکتا تھا۔ لیکن خیر، میں نے کمرے میں داخل ہوتے ہی ان کی توجہ اپنی طرف مبذول کرلی۔

"ابا جان قبلہ! میں آپ کے حکم کے بموجب کرنل صاحب کی بیوہ سے ملا اور شادی کی تجویز پیش کر دی۔ انھوں نے آپکی رائے کو بہت پسند کیا۔ وہ اپنی منجھلی لڑکی کی شادی ابھی کرنی نہیں چاہتیں کیونکہ ان کا خیال ہے کہ پھر بڑی کے لئے رشتہ ملنا دشوار ہو جائے گا۔ مجھے نسیمہ پسند تھی لیکن خیر نعیمہ بھی کچھ بُری نہیں ہے۔ وہ چاہتی ہیں کہ کل صبح کی چائے آپ اُن کے گھر پر پئیں اور نکاح کی تاریخ مقرر کرلیں۔ انھوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ لین دین کی اُلجھنوں میں پھنسنا ٹھیک نہیں۔ آپ جو کچھ بہو کو دینا چاہیں نقدی کی صورت میں عطا فرما دیں۔ ان کا یہ بھی خیال ہے کہ کل گفتگو ہونے کے بعد پرسوں اتوار کی صبح شادی کی رسم ادا ہو جائے۔"

"تم تو نرے گاؤدی نکلے" ابا جان قبلہ نے اپنی پھدکی ناک پر لگی ہوئی اس عینک کو کسی قدر اونچا کرتے ہوئے کہا، جس کی ایک کمانی اپنی زندگی کی مقررہ مدت ختم کرنے کے بعد ٹوٹ چکی تھی اور جسے لڑائی شروع ہو جانے کے باعث معقول قیمت پر تبدیل بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اور جس کی جگہ ایک سیاہ فیتے نے لے رکھی تھی "اس کے یہ معنی ہوئے کہ تم میری گفتگو کا مطلب سمجھے ہی نہیں۔ اس میں شروع سے آخر تک زبردست طنز تھا۔ ذرا سوچنے کی بات ہے کہ کرنل صاحب کی بیوہ، خدا کرنل صاحب کی رُوح کو نہ شرمائے، سوسائٹی میں کافی بدنام ہیں۔ لڑکیوں نے بھی ماں کی روش اختیار کر رکھی ہے۔ اس لئے ان میں سے ایک

بھی اچھی بیوی بننے کے لائق نہیں ہے۔ پھر تمام جائداد قرض میں برابر ہو چکی ہے۔ اب اُن کے امیرانہ ٹھاٹ خالی ڈھول کی طرح اندر سے خالی ہیں۔ لہٰذا کرنل صاحب کی بیوہ کے پاس، خدا کرنل صاحب کی روح کو نہ شرمائے، بیٹیوں کو جہیز دینے کے لئے رکھا گیا ہے۔ لیکن خیر، ہماری جائداد بھی قرق ہو جانے کے قریب ہے۔ اور اس اعتبار سے ہم اور وہ ایک ہی کشتی میں سوار ہیں۔ میں بادل ناخواستہ سہی لیکن تمہاری خاطر سے کل صبح وہاں جاؤں گا تم بھی میرے ہمراہ چلنا۔ معاملہ کی گفتگو کرلی جائے گی، کیونکہ جب تجویز پیش ہو چکی ہو تو اپنی طرف سے انکار مناسب نہیں ہوسکتا۔"

اس اثناء میں آباجان قبلہ نے ایملی زولا کا ناول میز پر رکھ کر اخبار اٹھا لیا تھا۔ لہٰذا میں اس موقع کو غنیمت جان کتاب ہاتھ میں لئے اپنے کمرے میں چلا گیا تاکہ صفحہ ۲۸۱ اور صفحہ ۲۸۲ کے درمیان نا تمام جملے کو مکمل کر کے آگے پڑھنے لگوں۔ مگر اس فکر میں ڈوبا رہا کہ آباجان قبلہ کی یہ گفتگو بھی کہیں مبہم اور ذومعنیٰ نہ ہو۔ اور وہاں ساتھ چلنے کا مطلب یہ نہ ہو کہ میں بھی اس جگہ جانا ترک کر دوں۔ چنانچہ میں اسی سوچ بچار میں نہ تو نا تمام جملے کو مکمل کرسکا اور نہ میری آسٹوپ کی وہ کتاب پڑھ سکا جس میں قابل مصنف نے ازدواجی زندگی کے اسرار و رموز کو محض علمی طور پر سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ اور جو میرے خیال کے مطابق صرف ان لوگوں کیلئے مفید ہوسکتی ہے جو شادی کر چکے ہوں۔

دوسرے روز علی الصبح جب آباجان قبلہ نے کرنل صاحب کے گھر چلنے کیلئے مجھ سے کہا تو شبہ کی تمام حدیں ختم ہو کر یقین کی صورت پیدا ہوئی کہ ان کی گفتگو کا مطلب وہی تھا جو اُن کے الفاظ سے ظاہر ہوتا تھا۔ میں نے جلدی جلدی لباس تبدیل کیا اور ان کے ہمراہ چل پڑا۔

رشیدہ صاحبہ اور ان کی تینوں لڑکیاں ہم دونوں کی منتظر تھیں، لیکن انھوں نے ناشتہ کا انتظام اعلیٰ پیمانہ پر نہیں کیا تھا۔ بس چائے، مکھن کے معمولی توس اور قلیل مقدار میں گاجر کا حلوا۔ میرا خیال تھا کہ دو چار قسم کے پھل اور کیک وغیرہ ضرور ہونگے لیکن بسم اللہ ہی غلط ہوئی۔

میز پر ہم سب لوگ اس طرح بیٹھے کہ ایک طرف منجھلی اور بڑی لڑکی کے درمیان آباجان قبلہ اور دوسری طرف میرے اور اپنی چھوٹی بیٹی کے درمیان کرنل صاحب کی بیوہ رونق افروز ہوئیں۔ میزبانی کے فرائض ادا کرتے ہوئے رشیدہ صاحبہ نے چائے بنا کر دینی شروع کی۔ اور آباجان قبلہ نظروں ہی نظروں میں تینوں لڑکیوں کا جائزہ لینے لگے۔

اس وقت پہلی مرتبہ میں نے محسوس کیا کہ وہ تینوں لڑکیاں حد درجہ پھوہڑ، بدسلیقہ اور بدتمیز ہیں۔ اور ان کے مقابلے میں ان کی ماں کو ترجیح دی جاسکتی ہے۔ آباجان قبلہ کی نظریں سب سے پہلے سلیمہ یعنی چھوٹی لڑکی پر جمیں کیونکہ وہ بڑی حد تک اُن کے سامنے ہی تھی۔ پھر انھوں نے کنکھیوں سے بائیں طرف اپنی منجھلی لڑکی کو دیکھا۔ ہنس کر دو چار باتیں کیں اور آخر میں نعیمہ کی طرف ڈھل گئے۔ رشیدہ صاحبہ نے مجھے باتوں میں لگا لیا تھا اس لئے میں آباجان قبلہ کی گفتگو بالکل نہ سُن سکا۔ ورنہ وہ بھی وہ بالکل رازدارانہ طور پر بات چیت کر رہے تھے۔

کوئی آدھ گھنٹے تک دو دو کی ٹکڑی میں تین جوڑیاں آپس میں اس طرح بات چیت کرتی رہیں جیسے ریڈیو کے تین ٹرانسمٹر چھوٹی بڑی لہروں پر بیک وقت کام کر رہے ہوں۔ آخر کار مجھے اور تینوں لڑکیوں کو میز پر سے اُٹھا دیا گیا تاکہ دونوں ذمہ دار ہستیاں فیصلہ کُن بات چیت کرلیں۔ میں تو سیدھا کتابوں کی الماری کی طرف گیا اور وہ تینوں باغیچہ میں ٹہلنے کیلئے چل دیں۔ تھوڑی ہی دیر بعد جب ایک مہین حروف میں چھپی ہوئی کتاب کا جائزہ لینے کے لئے میں کھڑکی کے قریب صاف روشنی میں گیا تو میں نے دیکھا کہ دونوں چھوٹی بہنیں نعیمہ کو چھیڑ رہی ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ آباجان قبلہ نے اس کو بہو بنانے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ میں نے نعیمہ کو ایک گہری نظر سے دیکھا اور سوچا کہ کل یہ میری شریکِ حیات بن جائیگی۔ لیکن جب اپنے گھر پہنچ کر میں نے دریافت کیا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ آباجان قبلہ نے نعیمہ کو منتخب تو ضرور کیا لیکن میری بجائے اپنے لئے۔

زندگی میں پہلی بار میں نے مخالفت کرتے ہوئے آباجان قبلہ سے اس نازک مسئلے پر بحث کی مگر وہ کسی عنوان نہ مانے۔ آخر مجھے زچ ہو کر یہ کہنا پڑا کہ اگر آپ نعیمہ سے جو تقاضائے عمر کے لحاظ سے آپ کیلئے کسی طرح موزوں نہیں ہے شادی کرلیں گے تو میں بھی اُسکی ماں رشیدہ سے شادی کرلوں گا۔

آباجان قبلہ نے کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ مجھے میری مرضی پر چھوڑ دیا۔ اور حیرت تو یہ ہے کہ رشیدہ نے بھی میری تجویز فوراً قبول کرلی نتیجہ یہ کہ محض ایک ہفتہ...

پسِ پردہ

رات آدھی ہونے پر راحیل نے آنکھیں کھولیں، اور تھوڑی دیر تک کمرہ کی چھت کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے کے بعد بند کرلیں۔ پھر ایک گہرا اور ٹوٹتا ہوا ٹھنڈا سانس بھرا۔ اور ایسی آواز میں جس سے شدید تشنگی کا اظہار ہوتا تھا کہا۔

"صبح کی دیوی کا جلوس، وادی کے کنارے تک پہونچ گیا ہے، اب مجھے اس سے ملنے جانا چاہئیے۔"

یہ سُن کر پادری اس کے قریب آیا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا — مُردے کا ہاتھ برف کی طرح ٹھنڈا تھا، اس کے بعد اس نے اپنا ہاتھ اس کے سینے پر رکھا — مُردے کے دل کی حرکت زمانہ کی طرح خاموش تھی۔

پادری نے اپنا سر جھکایا اور اس کے ہونٹ مُرتعش ہوئے۔ گویا اپنی زبان سے ایک مقدس کلمہ ادا کرنا چاہتا ہے جسے رات کے سائے، اُن سنسان وادیوں میں دُہرائیں۔

اب اُس نے دونوں کلائیوں سے اپنے سینے پر صلیب بنائی اور اُس شخص کی طرف متوجہ ہو کر جو اسی کمرے کے ایک تاریک گوشے میں بیٹھا تھا، شفقت و مہربانی کے لہجے میں کہنے لگا:۔

"افسوس! تمہاری بیوی اللہ کو پیاری ہوئی، اٹھو، اور میرے ساتھ اس کی بخشش کے لئے دعا مانگو۔"

اس شخص نے اپنا سر اٹھایا، اُس کا چہرہ دفورِ ملال سے متغیر ہوگیا تھا۔ اور آنکھیں شدتِ الم سے نکلی پڑ رہی تھیں۔ وہ خاموشی سے اٹھا اور پادری کے پہلو میں بیٹھ کر مرنے والی کیلئے دعائے مغفرت کرنے لگا۔ اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور وہ بار بار اپنے سینے اور چہرے پر صلیب کا نشان بنا رہا تھا۔

پادری اٹھا اور اس کے شانے پر ہاتھ رکھکر کہنے لگا:

"اب تم دوسرے کمرے میں جاؤ کیونکہ تمہیں نیند اور آرام کی سخت ضرورت ہے۔"

وہ بغیر کچھ کہے سُنے اٹھا۔ اور سامنے والے کمرے میں جاکر ایک چھوٹے سے صوفے پر گر گیا۔ غم، بیداری اور انتظار نے اس کے جسم کو بے جان کر دیا تھا۔

تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ نیند اس کی آنکھوں پر غالب آگئی اور وہ سوگیا — جس طرح ایک شیر خوار بچہ اپنی ماں کے آغوش میں سوتا ہے۔

لیکن پادری ابھی تک اسی کمرے کے وسط میں رنج و ملال کی تصویر بنا کھڑا تھا۔ وہ بیک وقت اشک آلود نگاہوں سے راحیل کی لاش کو بھی دیکھ رہا تھا اور اس کے شوہر کو بھی، جو سامنے والے کمرے میں غافل پڑا سو رہا تھا۔

ایک گھنٹہ گذر گیا، جو زمانہ سے زیادہ طویل اور موت سے زیادہ ہولناک تھا، مگر پادری سوئے ہوئے مرد اور سوئی ہوئی عورت کے درمیان اسی طرح کھڑا رہا — مرد، جو محبت کی نیند سو رہا تھا اور بہار کی آمد آمد کے خواب دیکھ رہا تھا۔ اور عورت — جو گذرے ہوئے زمانہ کے ساتھ سو رہی تھی اور ابدیت کے خواب دیکھ رہی تھی۔

اب پادری مُردہ کی چارپائی کے قریب آیا اور دوزانو بیٹھ گیا۔ جس طرح عبادت گذار قربان گاہ کے سامنے بیٹھتے ہیں۔ اس نے اس کا ٹھنڈا ہاتھ اپنے گرم ہونٹوں سے لگایا۔ اور اس کے چہرے کو دیکھنے لگا جس پر موت کی نقاب پڑی تھی۔ رات کی طرح پُرسکون، سمندر کی طرح گہری اور انسانی آرزوؤں کی طرح لرزتی کانپتی آواز میں اس نے کہا۔

"راحیل! میری دینی بیٹی راحیل!! میری بات سُن، کیونکہ میں اس وقت گفتگو کرنے پر قادر ہوں۔ موت نے میرے لب وا کر دیئے ہیں تاکہ میں تجھ پر وہ راز منکشف کر دوں جو خود موت سے بھی گہرا ہے۔ اور غم نے میری زبان کے تالے کھول دیئے ہیں تاکہ میں تجھ پر وہ راز ظاہر کردوں جو خود غم سے بھی زیادہ شدید ہے۔ اے زمین اور لامحدود فضا کے درمیان پرواز کرنے والی روح! میری روح کی پکار سُن اور اس نوجوان

کی پکارسُن کر جو کھیت سے واپس آتے ہوئے، مجھے دیکھتا تھا تو تیری حُسنِ صورت سے متاثر و مرعوب ہو کر درختوں میں چھُپ جاتا تھا۔ اس پادری کی پکار سُن جو اُس خدا کا عبادت گذار ہے جس نے بغیر کچھ سوچے سمجھے مجھے بلا لیا اور تو اس کے سایہ میں پہنچ گئی۔"

آہستہ آہستہ یہ الفاظ کہہ کر وہ لاش پر جھک گیا۔ اور اسکی پیشانی، آنکھوں اور گردن کے بوسے لینے لگا۔ طویل، گرم اور خاموش بوسے ــــ وہ مقدس بوسے جو اس کی روح کے اُن تمام اسرار کی پردہ کشائی کر رہے تھے جن کا تعلق محبت اور غم سے تھا۔

اچانک وہ پیچھے ہٹا اور خزاں زدہ پتوں کی مانند زمین پر گر پڑا۔ گویا راحیل کے برفانی جسم کے لمس نے، جذبہ ندامت کو، اس کے باطن میں بیدار کر دیا تھا۔

وہ اٹھا اور دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے کو چھپا کر دوزانو بیٹھ گیا۔ دل ہی دل میں اس نے کہنا شروع کیا:

"یارب! میرا گناہ معاف کر دے!! میرے معبود! میری کمزوری کو نظر انداز فرما!! کیونکہ میں آخر وقت تک ثابت قدم نہ رہا اور ضبط کا دامن میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ وہ راز جو سات برس تک زندگی نے میری نگاہوں سے پوشیدہ رکھا، موت نے اُسے ایک لمحہ میں مجھ پر واضح کر دیا۔ یارب! میرا گناہ معاف کر دے!! میرے معبود! میری کمزوری کو نظر انداز فرما!!"

وہ اسی طرح روتا پیٹتا اور دائیں بائیں سر پٹکتا رہا۔ وہ راحیل کے مُردہ جسم کی طرف جان بوجھ کر نہیں دیکھتا تھا۔ اس خوف سے کہ کہیں اس کے اسرار نفسانی اُس کی رُوح کو پامال نہ کر دیں۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور اس نے ان مادّی نقوش پر اپنی گلابی چادر ڈال دی۔ جنہیں محبت، مذہب، زندگی اور موت نے بنایا تھا۔

(جبران خلیل جبرانؔ) ــــــــ حبیب اشعر

لکھنؤ اور سرشار

اقبالؔ نے ایک جگہ کہا ہے ؎

سوادِ رومۃ الکبریٰ میں دلی یاد آتی ہے
وہی عبرت وہی عظمت وہی شانِ دلآویزی

شوکت و عظمت کی ان بلندیوں تک تو لکھنؤ نہیں پہونچ سکا۔ لیکن یہ کیا کم ہے کہ اس کا ذکر ہمیشہ دہلی کے ساتھ ساتھ کیا گیا ہے۔ اور دنیا کی زبان پر یہ پہیلی ایک عرصہ تک جاری چلی آئی کہ ہندوستان کی دو آنکھیں ہیں۔ ایک دہلی اور دوسری لکھنؤ۔

نواب شجاع الدولہ سے پہلے لکھنؤ ایک معمولی بستی کی صورت میں تھا۔ گو روایتاً یہ بات بھی کہی جاتی ہے اور شرر نے بھی اسے بیان کیا ہے کہ لکھنؤ رام چندر جی اور لچھمن جی کے تاریخی عہد سے آباد چلا آتا ہے اور اس طرح ایک کلاسیکل حیثیت رکھتا ہے مگر تاریخ سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ روایتی داستانیں تاریخی نقطۂ نظر سے ہمیشہ صحیح نہیں ہوا کرتیں۔

لکھنؤ کی شہرت و عظمت تمام تر شاہانِ اودھ کی مرہونِ منت ہے۔ جن کے شاہانہ تزک و احتشام اور رنگین مزاجیوں نے اسے تاریخی اہمیت کے ساتھ افسانوی شہرت بھی عطا کی لیکن لکھنؤ ایک عرصے تک ہندوستان کا مرکز بن کر رہا۔ لکھنؤ کے نوابوں کی فیاضیوں نے عوام کے دلوں میں عجیب عجیب وہم و اعتقاد پیدا کر دیں۔ اس کی افسانوی شہرت اس کی تاریخی اہمیت پر غالب آ گئی۔ اور تاریخ کا لکھنؤ کہانیوں کے لکھنؤ میں گم ہو گیا۔ نوابوں کے اس لکھنؤ کی تاریخ دو جملوں میں بیان کی جا سکتی ہے۔ شجاع الدولہ نے اس کو ایک معمولی بستی سے ترقی دیکر شہر بنایا۔ آصف الدولہ نے اس کے حسن میں نکھار پیدا کیا۔ اور واجد علی شاہ نے اس نکھار کو دو آتشہ کر دیا۔

اس رومانوی لکھنؤ کی جس سرعت کے ساتھ اس کی تکمیل ہوئی تھی اسی سرعت کے ساتھ بلکہ چشم زدن میں اس کا زوال ہو گیا۔ واجد علی شاہ کی معزولی نے بساطِ سلطنت کو الٹ دیا۔ رومانوی زندگی کی رنگینیاں آگ کے شعلوں کی نذر ہو گئیں۔ اور لکھنؤ کی فضا میں افسانوی کیفیتوں کے بجائے دھوئیں کے بادل چھا گئے۔ گو کچھ دنوں تک مٹیا برج کلکتہ میں اس رنگین زندگی کے آثار نظر آتے رہے۔ مگر وہ چراغِ سحری کی طرح آخری بھڑک تھی۔ ع

جوش در ختیدہ سے شعلۂ شمع دو

البتہ اس کا افسانہ بڑے بوڑھوں کی زبان پر کہانی بن کر رہ گیا اور اب تک ہے۔

نوابی لکھنؤ کا حال اس زبردست عمارت کا سا ہوا جس کا مسالہ بہت اعلیٰ درجہ کا تھا لیکن ناتجربہ کاری کے باعث بہت جلدی اور بے توجہی کے ساتھ بنایا گیا جس سے اس میں بنیادی خامیاں رہ گئیں۔ گو اوپری رکھ رکھاؤ کو اچھی طرح بھا دیا گیا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں میں اس میں موسم کی تبدیلیوں کے اثر سے زوال کے آثار پیدا ہونے شروع ہو گئے جو بالکل لازمی چیز تھی اور جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ساری کی ساری عمارت مٹی کا تودہ بن کر رہ گئی۔

ماضی و حال نوابی لکھنؤ کے مقابلہ میں آجکل کا لکھنؤ ایک خشک اور بے کیف سی چیز ہے۔ جہاں اگر اسی زاویۂ نظر سے دیکھا جائے تو اس کی زندگی اپنے بھدے نقش و نگار اور مادی کثافتوں کے بوجھ سے دب کر رہ گئی ہے۔ جہاں فضا میں رومان کی شاعرانہ کیفیتوں کے بجائے ٹریفک کی چیخ و پکار، انقلاب کے نعروں، ملوں مشینوں اور کارخانہ کی سیٹیوں، موٹروں کے ہارن اور ریل گاڑی کے دھوئیں کے سوا کچھ بھی نہیں! وہ لکھنؤ فتنہ و فساد کے ہنگاموں سے گونجنے والا آگ اور خون کا سمندر نہیں تھا۔ اس میں نہ کونسل تھی، اسمبلیاں، نہ مجالسِ قانون ساز تھیں نہ مختلف پارٹیوں کے ایک دوسرے سے دست و گریباں نمائندے نہ ووٹر تھے نہ امیدوار، نہ الیکشن کے ہنگامے تھے اور نہ لاٹھی چارج، نہ مذہبی اختلافات کی زہرناکی تھی اور نہ سیاسی نظریوں کا خلفشار۔ . . . بلکہ وہ نوابی لکھنؤ تھا جہاں ہندو کو مسلمان اور مسلمان کو ہندو کے مذہب سے غرض نہ تھی۔ سب مل جل کر رہتے تھے جہاں لوگ بہ حیثیت ذاتی، گھوڑے، ہوادار، فنس، میانے

اور بوچے میں سوار ہو کر نکلتے تھے۔ بیل گاڑیوں اور بہلیوں میں سفر کرتے تھے۔ جہاں پتلون اور کوٹ کی کوئی قدر نہ تھی بلکہ انگا انگرکھا رائج تھا۔ ہیٹ کی جگہ نکے دار یا چوگوشیہ ٹوپی پسند کی جاتی تھی جہاں ہر طرف رنگینیاں تھیں اور دلچسپیاں۔ جہاں نوابوں کو اپنے ذوقِ عیش طلبی اور شہر کی آرائش کے سوا کوئی کام نہ تھا۔

نوابوں کی عیش پرستیوں نے رعایا کو بھی آرام طلب اور عیش پسند بنا دیا تھا۔ "اعلیٰ درجے کے مردانے اور زنانے طائفے ہر شہر اور ہر مقام کے مشہور اور باکمال گویّے سرکار میں ملازم تھے۔ اور بڑی بڑی تنخواہیں پا کر آرام کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ رعایا خوشحال تھی اور شہری مُرفع الحال۔ شرفاء کی محفلوں میں اربابِ نشاط کی گرم بازاری تھی۔ بچہ بچہ موزوں طبیعت تھا۔ شاعری کا اس قدر چرچا تھا کہ مقامی شعراء کی تعداد ہندوستان کے کُل شاعروں سے زیادہ نکلتی۔ نوابوں نے ساری دُنیا کی دھوم دھام اپنے یہاں جمع کر لی تھی۔ رعایا نے ہر قسم کی دلچسپیاں وضع کر لی تھیں۔ کوئی بیکار نہیں بیٹھتا تھا اور نہ کسی کام کی طرف خاص توجّہ تھی بلکہ ہر وقت راگ رنگ، دل لگیوں، تفریحوں اور مختلف شغلوں میں دل بہلاتے تھے۔ نت نئے شوق ایجاد ہوا کرتے تھے۔ محرّم میں تمام شہر کوئی سیہ پوش، کوئی سبز پوش ہوتا اور بسنت رُت میں زرد پوش۔ ہندو اور مسلمانوں میں محض نام کا فرق تھا ورنہ رفتار گفتار، لباس، وضع قطع میں کوئی خاص فرق نہیں تھا۔ لوگ وضعداری پر جان دیتے تھے۔ عیش باغ کے میلے زوروں پر تھے۔ قیصر باغ کی ہولیوں کا زمانہ تھا۔ جانِ عالم کی رنگین مزاجیاں اور عیش کوشیاں، پریوں کے ناچ، بجروں کی سیر، ضرب المثل کی طرح بچّہ بچّہ کی زبان پر تھیں۔ بادشاہ کبھی کنھیّا بنتے تھے، بیگمات اور محلسرا کی عورتیں گوپیاں بنتیں۔ خوب ناچ رنگ ہوتا — بادشاہ جوگی بنتے تھے اور سیر دس موتی پھونک کر ان کی راکھ تیار کی جاتی۔ اور جب یہ راکھ صاحبِ عالم کے جسم پر ملی جاتی تو فقیری میں بھی شاہانہ جلال کا منظر نظر آجاتا تھا۔ باغ میں ہر ایک کو آنے کی سال میں ایک روز عام اجازت تھی۔ سارا شہر پلٹ پڑتا تھا۔ لیکن اندر آنے کی اجازت صرف اسی کو ملتی جو جوگیا لباس پہن کر آتا۔ ستّر ستّر اسّی اسّی برس کے بوڑھے بچے اور شوقین نوجوان محض اشتیاقِ دید میں شنجرفی لباس اختیار کرتے۔ تمام شہر شنجرفی پوش ہو کر رنگیلے بادشاہ کو دیکھنے جاتا۔ جانِ عالم تہہ خانوں میں جا کر چھُپ جاتے۔ انکی تلاش میں ساری گوپیاں اور جوگنیں بال پریشان، نگاہیں اُداس اِدھر اُدھر تلاش کرتی پھرتیں۔ چاروں طرف باغ میں ڈھنڈیا پڑ جاتی۔ وہ اُن سب کا فراقیہ اشعار گانا "مور ادن دن برہت سہاگ سیاں نہیں آئے" اور "جانِ عالم کو ڈھونڈھن نکلی" ایک ایسا سماں بندھ جاتا کہ دیکھنے والے محوِ حیرت ہو جاتے۔

اس کے بعد تہہ خانوں میں تلاش ہوتی تھی۔ اور جس خوش نصیب کو وہ تنہائی میں مل گئے اس کی قسمت چمک گئی۔

یہ تھا نوابی لکھنؤ — شہر کی ہر گلی اس زمانہ میں بہشت کو شرماتی تھی۔ اور قیصر باغ تو بالکل پرستان تھا۔ امین آباد میں دو گھڑی دن رہے سے ہزار بارہ سو پریاں سنگھار کر کے آگ بھبوکا شعلہ جوالہ بنی کمروں پر کھڑی رہتی تھیں کہ جہاں پناہ کی سواری ادھر سے گذرے تو نظارہ بازی ہو۔ جدھر سے سواری نکل گئی آوازیں آنے لگیں "جانِ عالم ہم بھی آئیں" کوئی بیباک چست چالاک آنکھیں لڑانے لگی۔ کوئی جہاں پناہ کو دیکھ کر فرطِ محبت سے مُسکرانے لگی۔ کسی نے سینے پر ہاتھ رکھا۔ کسی نے ادا سے اپنا سر شرما کر جھکا لیا" یہ تھا وہ لکھنؤ جہاں زندگی کا نصب العین۔ اس کا منشا صرف یہ تھا کہ جہاں تک عیش و مسرت سمیٹا جا سکے کم ہے۔ زندگی نام ہے تعیّش اور تفنّن کا۔ یہی وجہ ہے کہ اس لکھنؤ میں ہمیں زندگی کا تفریحی پہلو اُس کے تعمیری اور مقصدی پہلو پر غالب دکھائی دیتا ہے۔ ان کی زندگی مختلف اشغال، تفریح و تفنّن۔ داستان گوئی۔ تعزیہ داری۔ مرثیہ خوانی۔ محرّم میلے۔ تماش بینی۔ شاہد پرستی۔ افیون اور دوسری منشیات۔ شاعری۔ امام باڑوں اور چوک کے کوٹھوں تک محدود تھی۔

لکھنؤ کی پانچ تصویریں

اس نوابی لکھنؤ کی تصویریں ہمیں مختلف جگہ نظر آتی ہیں۔ سب سے پہلے سرور کے ہاں فسانہ عجائب میں۔ اس کے بعد سرشار کی تصانیف میں (جن پر مفصل بحث بعد میں کی گئی ہے) پھر طلسمِ ہوشربا اور اس جیسی دوسری فوق الفطری داستانوں میں۔ شرر کے یہاں مشرقی تمدّن کے آخری نمونے ہیں۔ رُسوا کے ناولوں وغیرہ میں۔

پہلی تصویر

(فسانہ عجائب) سرور پہلے شخص ہیں کہ جن کے فسانہ عجائب میں ہمیں لکھنؤ کی اس رنگین معاشرت اس مجلسی زندگی اور ان رومانوی کیفیات کے مرقعے ملتے ہیں — اِن

میں واقعیت بھی ہے اور مصنف کے تخیل کی رنگ آمیزی بھی لیکن سرور کا سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ وہ اس پردۂ سیمیں پر ہمارے سامنے اشخاص پیش نہیں کرتے بلکہ صرف چیزیں پیش کرنے پر قناعت کرتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ سوسائٹی کے مختلف طبقوں اور ان طبقوں کے مختلف افراد کے مقابلے میں محض چیزیں کوئی Representative (نمائندہ) حیثیت نہیں رکھتیں۔ پھر ان چیزوں کے احوال میں بھی ہمیں کھانے پینے کی چیزوں کا ذکر اوروں کی بہ نسبت زیادہ ملتا ہے۔ جس سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس زمانے میں "دسترخوان اور باورچیخانہ" معاشرت کا کتنا اہم جزو تھا۔ اس کے علاوہ ہمیں مکانات کی تصویریں، محلوں کے نقشے اور شاہانہ زندگی کے ٹھاٹ بھی ملتے ہیں بیگمات کے مرقعے نظر آتے ہیں۔ شاندار بازار اور سربفلک عمارتیں نظر آتی ہیں۔ جو اپنی رنگینیوں اور دلفریبیوں میں عروسانہ حسن و ادا رکھتی ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی ان میں زندگی نہیں۔ سرور اشخاص کے بجائے ہمیں چیزوں کی تفصیل بتاتے ہیں اور انہی کا ذکر سناتے ہیں۔ ان کے اشخاص بے جان اور لکڑی کی پتلیوں کی طرح بے حس و حرکت ہیں جو محض اپنے خالق کے اشاروں پر ناچتی رہتی ہیں۔ اور ایک ایک دو دو لمحے سانس لیکر پھر اس طرح خاموش اور بے جان ہو جاتی ہیں۔ ان کے شاندار بازاروں میں بہشتی نظر آتے ہیں۔ مشک کاندھے پر ہے اور کٹورا ہاتھ میں۔ مشک کے سوراخوں میں سے پانی کی دھاریں ٹپک رہی ہیں لیکن بے حس و حرکت کھڑے ہیں۔ دکانداروں نے اپنی اپنی دکانیں سجا رکھی ہیں۔ ہر چیز قرینے سے لگی ہوئی ہے لیکن منہ سے آواز نہیں نکلتی۔ کبابیوں اور باورچیوں کی دکانوں سے طرح طرح کے لذیذ کھانوں سے خوشبوئیں آرہی ہیں۔ لیکن کھانے والوں کا پتہ نہیں۔ ہر جگہ بھیڑ ہے لیکن کوئی شخص چلتا پھرتا نظر نہیں آتا۔ نہ ہجوم میں پہنچکر گھبراتا ہے نہ نکلنے کی کوشش کرتا ہے نہ دھکا کھا کر گرتا ہے نہ دوسرے کو گرانے کی کوشش کرتا ہے۔ حلوائیوں کی دکانوں پر ہر قسم کی مٹھائیوں کے تھال چنے ہوئے ہیں۔ ان پر ورق لگے ہوئے ہیں۔ لیکن زندہ خریدار تو درکنار وہاں مکھیاں بھی بمشکل نظر آتی ہیں۔ کبابی کی دکانوں میں پیاز کے باریک باریک کترے ہوئے لچھوں کا ذکر سنتے ہیں، کہیں سے بگھار کی سوندھی لپٹ آرہی ہے لیکن زندگی کی خوشبو کہیں سے بھی نہیں آتی سرور نے جو تفصیل ہمیں ایک جگہ بتا دی ہے گو ایسی کسی دوسری جگہ نہیں ملتی۔ لیکن اسے بتانے سے زیادہ انھوں نے ہمارے تخیل کیلئے چھوڑ دی ہے۔ جس کا جی چاہے ان اشیا کی مدد سے اس سوسائٹی کی تصویر دل اس معاشرت کے پہلوؤں کو اپنے ذہن و دماغ میں دیکھ لے۔

ان کی تصاویر کی طرح ان کے الفاظ میں بھی زندگی نہیں ملتی۔ وہ پھولوں کا ڈھیر ضرور ہیں لیکن وہ پھول جن میں نہ رنگ ہے نہ خوشبو خواہ وہ فلوریڈا کے گلاب ہی کیوں نہ ہوں۔ پھول اپنی خوشبو اور رنگینی کی وجہ سے پسند کیا جاتا ہے۔ یہی اس کی روح ہے۔ فسانۂ عجائب اس سب سے بڑی خصوصیت سے معرا ہے۔ اس کی تصاویر نہ تصور زا ہیں Suggestive اور نہ اُن میں زندگی ہے۔

دوسری تصویر (مشرقی تمدن کا آخری نمونہ) شرر کے یہاں لکھنؤ تاریخی اور جغرافی حیثیتوں میں ملتا ہے۔ جہاں سرور کی طرح رنگینی نہیں بلکہ ٹھوس واقعیت نظر آتی ہے۔ شرر کا یہ مضمون جس کا عنوان ہے "مشرقی تمدن کا آخری نمونہ" تاریخی حیثیت سے بہت بلند مرتبہ رکھتا ہے۔ یہ لکھنؤ کی معاشرتی زندگی کی ایک مفصل اور بنیادی تاریخ ہے۔ اس میں لکھنؤ کے آباد ہونے کے وقت سے لیکر اس کی تدریجی ترقی، مختلف نوابین، اُن کی جنگوں یا ان کی کوششوں کا تاریخی اعتبار سے ذکر کرنے کے بعد شرر لکھنؤ کی معاشرت کی اہم خصوصیات بتاتے ہیں اور یہ دکھلاتے ہیں کہ لکھنؤ میں شاہانِ اودھ کے دربار کے قائم ہو جانے سے جو سوسائٹی پیدا ہو گئی تھی وہ کیسی تھی۔ اس کی نمایاں خصوصیات کیا تھیں۔ اور اس نے کس کس عنوان سے ہندوستان کی معاشرت پر اثر کیا۔ اس تمدن پر واجد علی شاہ کی مُہر لگی ہوئی ہے۔ اور یہ اس دورِ تمدن کی معراج کہلایا جاتا ہے۔ اس میں شرر نے سب سے پہلے نوابوں کے ماحول کو بیان کیا ہے کہ اس ماحول نے نوابوں کی طبیعتوں پر کیا کیا اثر کئے اور اس کا ردّ عمل کن کن صورتوں میں ظاہر ہوا۔ اس کے بعد تماش بینی، عیاشی، شاعری، مرثیہ گوئی، مرثیہ خوانی، سبھائیں، ہزل گوئی، ریختی، نثر نگاری، داستان گوئی، ضلع جگت، علم و فن، طبابت، علوم دینیہ، فنِ کتابت و تحریر (خطاطی) مختلف اشغال کشتی، لکڑی، پٹہ، بنوٹ وغیرہ، تفریحی مشاغل میں بٹیر بازی، پتنگ بازی، موسیقی، ناچ اور بھانڈ، سوسائٹی کے آداب و مراسم کی تاریخ نوابوں کے حوالے سے بیان کی ہے۔

غدر کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ ان میں بیگمات کی زبان، سوزخوانی، محرم منانا، شادی بیاہ کی رسوم مختلف تقاریب، عقیقہ، بسم اللہ وغیرہ۔ خوش اعتقادیوں میں صحنک، رت جگا وغیرہ۔ مہد سے لیکر لحد تک تمام اہم باتوں کا ذکر کیا ہے۔ سوسائٹی کے اعلیٰ و درمیانہ طبقے میں مردانے اور زنانے لباس کی تفصیل بتائی ہے۔ گھر میں اور گھر سے باہر کس قسم کا لباس ہوتا تھا۔ لوازم صحبت میں کیا کیا خاص چیزیں تھیں۔ اس میں اُگالدان، پان، الائچی، چکنی ڈلی کی تشریح کی ہے۔ اور آخر میں مردانی اور زنانی سواریوں کا ذکر کیا ہے۔ جس میں سکھپال، ہوادار، فنس، بوچے، ڈولی، رتھ، بہلی وغیرہ شامل ہیں۔ سب سے آخر میں لکھنؤ کے باکمالانِ فن لطیف و صناعی کا ذکر کیا ہے کہ کس طرح لکھنؤ نے فن کو حاصل کیا اور اس میں کیا کیا جدتیں کیں۔

چنانچہ اس معاشرت کا سب سے زیادہ مکمل تاریخی ذکر اگر کسی جگہ مل سکتا ہے، تو وہ شرر کے اس مضمون میں ہے لیکن اس کی حیثیت محض ایک خاکے کی سی ہے۔ اس میں آدمیوں کا ذکر نام کو بھی نہیں۔ تصویر اس جگہ مل سکتی تھی جہاں خاکے کی اصلیت کے ساتھ مصور کے موقلم کی رنگینی بھی اس میں شامل ہو۔ شرر نے یہاں ہر چیز پر تاریخی انداز سے بحث کی ہے۔ اور حرم و معاشرت ہو جانے والی بہت سی چیزوں کے مخرج بتائے ہیں کہ انکی اصلیت کیا ہے۔ وہ کہاں سے آئیں، لکھنوی معاشرت پر ان کا کیا اثر ہوا۔ یا لکھنوی تمدن سے ان میں کیا فرق پیدا ہو گئیں اور اس کا کیا نتیجہ ہوا۔ کس قدر ترقی ہوئی اور آخر میں ان کی صورت کیا رہ گئی۔

تیسری تصویر

(طلسمی داستانیں)، اسی سلسلہ میں اس جگہ داستان گوئی کا حوالہ دینا بھی بیجا نہ ہوگا۔ لکھنؤ کی فضا اس کیلئے بہت سازگار ثابت ہوئی۔ اور اس پودے نے بہت جلدی ترقی کر کے ایک تناور درخت کی صورت اختیار کر لی۔ اسے وہاں فن کا درجہ عطا ہوا اور داستان گویوں نے اُسے انتہا تک پہنچا دیا۔ امیر حمزہ کے قصے اور طلسمات کی داستانیں اسی زمانہ کی پیداوار ہیں۔ جن میں حمزہ صاحبقران، ان کی اولاد اور ان کے رفقا کی فوق الفطرت شہزوریاں، دیووں اور جنوں کے معرکے، عیاروں کی ہوشیاریاں، ان کی چالاکیاں، ان کا ہر فن مولا ہونا، طلسم کشاؤں کی طلسم کشائیاں، نوجوان حسین جادوگرنیوں اور خوبصورت شہزادیوں، بہادر لسانی نقاب پوشوں کا طلسم کشاؤں اور ان کے رفقا پر عاشق ہونا۔ غیبی امداد کا ملنا، اور کسی نہ کسی طرح لوحِ طلسم لیکر اُسے توڑنا۔ جادو کے کھیل کا تباہ ہونا۔ غرض بہت سی ایسی ہی چیزیں ہیں۔ اور شروع سے لیکر آخر تک یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہم یونانی دیو مالا کی دُنیا میں سانس لے رہے ہیں یا جہاں کے باشندے اس دُنیا کی طرح کمزور اور مصنوعی نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ہر حیثیت سے دیو زاد معلوم ہوتے ہیں۔ اور ہم ہمیشہ اپنے آپ کو اسی میں گھرا ہوا پاتے ہیں۔ وہ افسانوی اور تصوری ماحول ہم پر اثر کر لیتا ہے اور ہم اپنے ذہن کی دنیا کو ہر چیز کو واقع ہوتے ہوئے پاتے ہیں۔ یہی ان داستان گویوں کا کمال تھا۔ وہ اپنی لسانی چرب زبانی سے نہ صرف ماحول بلکہ پڑھنے والے کو بھی اپنے بس میں کر لیتے تھے۔ ان داستان گویوں میں احمد حسین قمر اور محمد حسین جاہ سب سے زیادہ قابل ذکر ہیں جن کے کمالات اس فن کی معراج ہیں۔ داستان گوئی کے کارناموں میں سب سے زیادہ نمایاں چیز "طلسم ہوش رُبا" ہے۔ جو ایک حیثیت سے اس دورِ زندگی کی انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اس کے علاوہ "طلسم ہفت پیکر"، طلسم خیال سکندری، طلسم نوخیز جمشیدی، طلسم نور افشاں اور طلسم زعفران زار وغیرہ بھی اہم ہیں، لیکن یہ سب ہوش رُبا کے چربے معلوم ہوتے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ نمائندہ طلسم ہوش رُبا ہی ہے۔ ان طلسمات کی خیالی داستانوں میں سے جو ہزاروں طویل اور عریض صفحوں پر پھیلی ہوئی ہیں اگرچہ عیاری اور ساحری کے کارنامے نکال دیئے جائیں تو جو کچھ بچ رہے گا وہ لکھنوی معاشرت کی دلچسپ داستان ہوگی۔ یہ داستان گو سرور کے مقلد معلوم ہوتے ہیں۔ اور ہر جگہ چیزوں کی بڑی لمبی تفصیل پیش کرتے ہیں۔ کھانے پینے کے بیان میں سیکڑوں قسم کے کھانوں کے نام گناتے ہیں۔ اور جنگ و پیکار کے موقع پر مختلف فنونِ سپہگری کی اصطلاحیں بتاتے ہیں۔ کُشتی کے موقع پر ہزاروں داؤں پیچ دکھاتے ہیں اور عیش و مسرت اور خوشی و شادی کی محفلوں میں ہر طرح کے سامانِ عیش کا ذکر کرتے ہیں۔ شراب و ساغر، مطرب و معشوق کوئی چیز اُن سے بچنے نہیں پائی۔ ان تمام بیانوں کو جو جگہ جگہ ہمیں نظر آتے ہیں اگر ایک جگہ جمع کر کے ان کی نفسیاتی تحلیل کی جائے تو اس زمانہ کے لکھنوی معاشرت کے بہت سے پہلوؤں پر بڑی کافی روشنی

پڑسکتی ہے۔ اور اس معاشرتی مواد کا بہت بڑا ذخیرہ ہمارے ہاتھ آجائیگا۔

چوتھی تصویر اس ضمن میں رُسوا کا نام بھی لیا جاسکتا ہے۔ جہاں اور بہت سے ناولوں میں لکھنؤ کے متعلق جستہ جستہ اشارے ملتے ہیں ان میں موجودہ دَور میں سب سے پہلے شخص رسوا ہی ہیں۔ تاریخی اعتبار سے شرر کے بعد رسوا کی شہادت ہمارے لئے سب سے اہم ہے۔ رسوا جدید خیالات کے ہیں لیکن پرورش اسی لکھنؤی ماحول میں پائی ہے جو دوسروں کے لئے چاہے بُرا ہو۔ لیکن ایک لکھنؤ والے کیلئے باعث صد ہزار ناز ہو سکتا ہے۔ اپنی چیز سے کسی کو نفرت نہیں ہوسکتی بلکہ نفرت کی بجائے اس کو دوسروں کے مقابلہ میں اچھا اور پسندیدہ ظاہر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ رسوا اپنے ماحول سے نہ نفرت کرتے ہیں نہ بیزار ہوتے ہیں بلکہ وہ جس طرح ہے اسی طرح دوسروں کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ اور یہ توقع رکھتے ہیں کہ دُنیا اُن کو دلچسپی کے ساتھ پڑھے۔ گو یہ ضروری نہیں کہ اسی عقیدت کا اظہار کرے۔ جو رسوا کے دل میں ہے — رسوا کے یہاں بھی لکھنؤی معاشرت کے اچھے نمونے ملتے ہیں۔ انھوں نے غدر سے پہلے اور بعد کی لکھنوی سوسائٹی کے مرقعے پیش کئے ہیں — اُمراؤ جان ادا اور ذات شریف، اس سلسلہ میں قابلِ ذکر ہیں۔ اور ان کی تصانیف میں نمائندہ حیثیت رکھتے ہیں۔ ان میں سے ایک میں تماش بینوں اور طوائفوں کی پوری زندگی اور ماحول۔ اور دوسرے میں بگڑے ہوئے نوابوں اور آوارہ مصاحبوں کی زندگی دکھائی ہے۔ رسوا جیسا کہ وہ خود لکھتے ہیں افسانہ نویسی کے ذریعے نظامِ معاشرت کے واقعات فراہم کرتے ہیں۔ ان کے ناول اس زمانے کی معاشرت کی تاریخ ہیں۔ لیکن جس طرح سرور کے یہاں لکھنو صرف چند حیثیتوں میں نظر آتا ہے اسی طرح رسوا کے مرقعے بھی مکمل نہیں ہیں۔ زندگی ان میں ضرور ملتی ہے لیکن اعلیٰ ادنیٰ اور درمیانہ طبقے کی زندگی کی آئینہ داری مکمل طور پر ان میں نہیں کی گئی ہے۔

پانچویں تصویر (سرشار کی تصانیف) سرشار اگرچہ تاریخی اعتبار سے سرور کے بعد ہیں لیکن تکمیل کے اعتبار سے سرور سے بڑھے ہوئے ہیں — سرشار کی تصانیف میں لکھنؤ اپنی پوری شان کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ ان کی تصانیف پڑھنے کے بعد لکھنو کا نہ صرف خاکہ ہمارے ذہن میں بس جاتا ہے بلکہ وہاں کی معاشرت کی چلتی پھرتی تصویریں ہمارے رُو برو آجاتی ہیں۔ سرشار سرور کی طرح چیزوں کے مونتے پیش کرنے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ان کے ساتھ ساتھ اشخاص کی تصویریں بھی پیش کرتے ہیں۔ سرور کے یہاں جو مواد ملتا ہے، جو تفصیل ملتی ہے، سرشار نے اُسے اپنے ناولوں کا جزو بنالیا ہے۔ چنانچہ فسانۂ عجائب کا دیباچہ اور سرشار کے فسانۂ آزاد کی جلد اوّل کا پہلا باب مثال کے طور پر مواز نے کیلئے کافی ہیں۔ سرور نے اپنے آدمیوں کو انسانی شکل وصورت تو عطا کی لیکن اس میں شک کیا جاسکتا ہے کہ وہ گوشت پوست والے انسان (*Incarnate*) ہیں یا محض لکڑی کے گڈے اور کاٹ کی پتلیاں ہیں اس لئے کہ وہ ہمیں بُت کی طرح خاموش معلوم ہوتے ہیں اور سانس لیتے ہوئے نظر نہیں آتے درانحالیکہ زندگی اور حرکت ہی انسان کی خصوصیات ہیں۔ لیکن سرشار نے اپنے کرداروں کے مُنہ میں زبان دی ہے۔ وہ بولتے بات کرتے ہیں اور ہمیں اپنے اپنے قصّے سناتے ہیں۔ اسی وجہ سے سکسینہ لکھتے ہیں کہ "ان کے اشخاص قصّہ سایہ کی طرح ہمارے سامنے سے نہیں گذرتے بلکہ وہ ہماری آپ کی طرح گوشت پوست کے بنے ہوئے چلتے پھرتے جیتے جاگتے معلوم ہوتے ہیں" لیشن نرائن در نے بھی یہی رائے ظاہر کی ہے۔

سوسائٹی کی مُصوّری انھوں نے لکھنؤ کی اس زمانے کی سوسائٹی کی ہو بہو تصویریں ظریفانہ انداز میں کھینچی ہیں۔ یا یوں کہئے کہ ہمدرد طرافت کے پیرایہ میں لکھنوی تمدّن کے خراب پہلوؤں کی پگڑی اُچھالی ہے۔ یہ زمانہ لکھنوی دورِ تمدّن کی مُنتہا کہلایا جاتا ہے۔ جس میں لکھنوی زندگی اپنی پوری تصنّعات کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ یہ تصنّعات وہاں کی شاعری۔ انشا پردازی۔ گفتگو۔ لباس۔ وضع قطع۔ باہمی تعلقات اشغال۔ شادی بیاہ۔ موت۔ غمی۔ مذہب۔ رسوم، علوم وفنون غرض زندگی کے ہر شعبے میں نمایاں حیثیت لئے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور سرشار نے سوسائٹی کی صحیح تصویریں اتنی گہرائی اور اس قدر جزئیات کے ساتھ کھینچی ہیں کہ نہ اس سے پہلے سرور کے یہاں ملتی ہیں اور نہ اس کے بعد رسوا کے یہاں۔ سرشار نے اپنی تصانیف میں ان تصاویر کا ایک عظیم الشان ڈھیر لگادیا ہے

جس میں ہمیں ہر رنگ اور ہر قسم کی تصویر ملتی ہے۔ اشخاص میں علمار و فضلار، نواب و رؤسا، ان کے مصاحب، بیگمات ان کی ملازمائیں افیمی، چانڈو باز، بٹیر باز، پتنگ باز، بانکے، پہلوان، کُشتی گیر، بنوٹیے پٹے باز، چور، اٹھائی گیرے، شاہ صاحب، عامل، مداری، سرکس والے، حلوائی، داروغہ، پروفیسر نجومی، رمال، ڈاکو، لٹیرے، فوٹو گرافر، سپاہی، کمہار، کسان، عدالت، خوشنویس، اخبار والے، بھانڈ، تمباکو فروش، باغبان، کھانے دار، چور، کانسٹبل، چودھری، ٹھاکر، پاسی، کپتان، قلفی والے، میئے، جوسری، صراف، کھتری، وکیل، تھیٹر والے، رنگریز، کہار، مشعلچی، نائی، نانبائی، جیلر، ٹیچر، گریجویٹ، اسکول کے طلبار، مکتب کے مولوی، بنواڑی سائیس، مجاور، تھیوسوفسٹ، سیّاح، سرسٹر گارڈ، اسٹیشن ماسٹر، پھیری والے، ٹکٹ بابو، آتش باز، بہروپیے، تماش بین، گندھی، مسخرے، میڈیسن کمشنر، شاعر، شکاری وغیرہ سب نظر آتے ہیں۔ عورتوں میں بیگمات کے علاوہ بھٹیاریاں، کنجڑنیں، ساقنیں، ڈومنیاں، طوائفیں، مہریں، آیائیں، پاتریں، ماسٹرنیاں، دائی، ہر طبقہ کی عورت نظر آتی ہے۔ اور یہ سب ہمیں چلتے پھرتے حرکت کرتے لڑتے جھگڑتے دکھائی دیتے ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے ہمارے سامنے اشخاص کا ایک عظیم الشان سمندر لاکر رکھ دیا ہے۔ جس میں ہمیں ہزاروں صورتیں نظر آتی ہیں۔ اور یہی نہیں بلکہ ہم ان کو ان کی نمایاں خصوصیات کی وجہ سے آسانی کے ساتھ پہچان سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ظریفانہ چٹکلے اور فقرہ باریاں ہیں۔ بدتمیز نوکروں اور بدتوفیق آقاؤں کے مرقعے ہیں۔ مختلف طبقوں کی زبان، ان کی بول چال، ان کی اصطلاحات، ان کا لب و لہجہ ہر چیز بہت واضح اور بیّن ہے۔

ماحول کا رنگ ایک ادیب جس کے زبان و قلم میں قدرت نے زور اور پہلو میں حساس دل دیا ہے اس کی تحریروں میں اپنے زمانہ کے جذبات، معتقدات، احساسات اور ماحولی رنگ کی تصاویر کسی نہ کسی رنگ میں ضرور ملتی ہیں۔ خواہ پس پردہ ہوں یا پردہ سے باہر منظر عام پر۔ گرد و پیش کی چیزیں اس کی آنکھوں کے سامنے ہر دم رہتی ہیں۔ اس کے ذہن و حافظہ میں رہتی ہیں۔ اس کے دماغ میں چکر لگاتی رہتی ہیں۔ اور نکلنے کا راستہ تلاش کرتی رہتی ہیں۔ جہاں مناسبت کے ساتھ یہ چیزیں بیان ہو جاتی ہیں۔ حسن کو نکھار دیتی ہیں۔ جہاں بغیر سوچے سمجھے لائی جاتی ہیں نظر میں کھٹکتی ہیں۔ نمایاں چیزوں کے علاوہ اس میں جزئیات اور چھوٹی چھوٹی معمولی اہمیت رکھنے والی چیزوں کا اس کی واقفیت اور اثر کو بڑھا دیتا ہے۔ یہی چیز آگے چل کر مرقع نگاری کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ یہ ایک نفسیاتی حقیقت ہے کہ نمایاں چیزوں پر ہر ایک کی نظر پڑتی ہے لیکن غیر نمایاں باتوں کو نظر میں رکھنا یا ان کو نمایاں رنگ میں دیکھنا بھی ایک عام آدمی۔ ایک ادیب، مصور، آرٹسٹ اور فن کار کا مابہ الامتیاز وصف کہ یہی ہے ان دونوں کے درمیان حدِ فاصل ہے۔ اچھے اور باکمال مصور ہلکے ہلکے چھینٹوں سے بھی شوخ تصاویر بنا دیتے ہیں۔ ایک باغ کے احوال میں سبزہ کی اہمیت بہت بڑھ جائے گی اور اس کا ذکر کئے بغیر وہ تصویر نامکمل ہی رہے گی۔ باکمال مصور ہمیشہ اس کا خیال رکھتے ہیں۔

سرشار کے یہاں جذبات اور معتقدات میں ان کے ذاتی بھی ہیں اور دوسروں کے بھی۔ ان میں اعلیٰ ادنیٰ اور متوسط طبقہ کے افراد سب شامل ہیں۔ ماحولی رنگ کے سرشار کبھی موافق نظر آتے ہیں اور کبھی مخالف۔ اس چیز کو وہ کبھی اپنے ذاتی خیالات اور کبھی زمانہ جدید کے عام رجحانات کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ جو چیز ٹھیک ہوتی ہے اس کی تعریف اور تائید کرتے ہیں۔ جو بُری ہوتی ہے اس کی برائی کرتے ہیں۔ جو قابلِ اصلاح ہوتی ہے اس کی اصلاح چاہتے ہیں۔ اس ماحولی رنگ پر وہ ذاتی طور پر کبھی کبھی تنقید و تبصرہ کرتے ہیں۔ اور جگہ جگہ اپنے علاوہ مشہور مقرروں، لکچراروں اور واعظوں کی زبان سے ان پر اظہارِ خیالات کراتے ہیں۔ ایسے موقع پر نقطۂ نظر ان کا ایک حد تک اصلاحی ہی ہوتا ہے۔

سرشار کی بیشتر تصانیف میں لکھنؤ کی مثالی زندگی کے مرقعے ملتے ہیں۔ جن میں اس خطہ کی معاشرت کے حالات اور وہاں کی سوسائٹی کے مختلف طبقوں کے واقعات ہیں لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سرشار کے سامنے کونسی چیز کونسا خیال تھا جس کے زیر اثر انھوں نے اپنی تصانیف کو "نگارخانۂ رنگیں" بنانا پسند کیا۔ اور اپنے ناولوں کو مہذب ظرافت کے قالب میں ڈھالا۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناول کی تار و پود (Technique) سے بھی واقف نہیں ہیں، نہ ان سے پلاٹ کی پیچیدگیاں آتی ہیں نہ کردار نگاری کے ڈھنگ سے پوری طرح واقف ہیں۔ نہ کسی کی نفسیاتی تحلیل کرتے ہیں، نہ کسی جگہ اضطرابی

شان (Climax) پیدا کر سکے ہیں۔ ان کے ناول آزاد افسانے ہیں۔ جہاں نہ مصنف کسی اصول اور خیال کا پابند ہے اور نہ یہ پابندی اس کی تصانیف میں نظر آتی ہے۔ وہ اپنے ناول میں کسی ایک واقعے کو لیکر نہیں چلتے۔ بلکہ ایک دم کتنے ہی واقعے سُنانا شروع کر دیتے ہیں۔ پھر یہ واقعے بھی مختلف ضمنی قصّوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ ان کی تصانیف (ناول) اس باغ کی طرح ہیں جن میں باغبان نے ہر قسم کے ہزاروں درخت جمع کرنے کی کوشش کی تاکہ باغ کی شان دوبالا ہو جائے۔ لیکن درختوں کے ہجوم سے باغ باغ نہیں رہا بلکہ جنگل بن گیا۔

پھر بھی ہر کام کسی نہ کسی مقصد۔ خیال اور ارادے کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ سرشار کا بھی ایک مقصد ہے وہ اپنے ناولوں میں بے ترتیب واقعات جمع کرتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن غیر ارادی طور پر ان کا مقصد بھی پورا ہوتا جاتا ہے۔ ان کی تصانیف کا اگر غور سے مطالعہ کیا جائے تو ہمیں اس کی تہ میں ایک چیز نظر آئے گی۔ جس سے وہ کسی جگہ علیحدہ نہیں ہوتے۔ یہ لکھنؤ کی تہذیب لکھنؤ کا تمدّن۔ لکھنؤ کی معاشرت اور لکھنؤ کی سوسائٹی ہے۔ اسی ایک چیز کو انھوں نے مختلف شیشوں کے رنگین عکس کی روشنی میں پیش کیا ہے۔ لکھنؤ اور اس کے گرد و نواح کی سوسائٹی میں انھیں اپنی دلچسپیاں نظر آتی ہیں کہ وہ ہر جگہ اس معاشرت کو اپنے ناولوں میں پیش کرتے ہیں۔ وہ لکھنؤ سے بہت متاثر ہیں اور یہ اثر ہر جگہ اپنی جھلکیاں دکھاتا ہے۔ یہی سرشار کو پرکھنے کی کسوٹی ہے۔ وہ اپنے اصل رنگ میں وہیں ملتے ہیں جب وہ لکھنؤ کا ذکر کرتے ہیں۔ جہاں وہ اس سے ہٹ جاتے ہیں وہ اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہیں۔ یا پڑھنے والے کو دھوکا دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر پولینڈ کی شہزادی کی داستان فسانۂ آزاد میں پڑھ لیجئے۔ معلوم ہو جائے گا کہ مصنّف نے پولینڈ اور لکھنؤ کے درمیان جو فاصلہ ہے اس کی طنابیں کھینچ کر ایک دوسرے میں سمو دینے کی کوشش کی ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ لکھنؤ کا نازک اندام تمدن پولینڈ کی برفانی آب و ہوا کو کیسے برداشت کر سکتا ہے۔

جس طرح شرر نے مشرقی تمدّن کے آخری نمونے میں شاہانِ اودھ کے مرقعے اور لکھنوی دربار سے وجود میں آئی ہوئی معاشرت کی تاریخ بیان کی ہے۔ اسی طرح سرشار نے اس زوال آمادہ تمدّن، اس مٹتی ہوئی تہذیب کے نقشے کھینچے ہیں، وہ تاریخ پیش نہیں کرتے بلکہ تصویر پیش کرتے ہیں تصویر اور تاریخ میں فرق ہے۔ تاریخ صرف تاریخ ہے۔ عریاں حقیقت خشک اور بے کیف واقعیت۔ لیکن تصویر اس سے کچھ زیادہ ہوتی ہے۔ اس میں مصوّر، نقّاش اور فن کار حقیقی پس منظر کے علاوہ اپنے موقلم کی رنگینیاں بھی دکھاتا ہے۔ یہی رنگ اس تصویر کی جان ہے۔ جس کے بغیر وہ بے رنگ نقوش اور آڑی ترچھی لکیروں کا ایک بے جان ڈھانچہ معلوم ہوتی ہے۔ یہ تصویریں پیش کرنا ہی سرشار کا مقصد تھا۔ جو ماحول وہ پیش کرتے ہیں وہ انھوں نے صرف کتابوں میں ہی نہیں پڑھا۔ صرف بڑے بوڑھوں کی زبانی کہانیوں اور قصّوں میں نہیں سُنا بلکہ اپنی آنکھوں سے بھی دیکھا ہے۔ اس میں سانس لی ہے۔ اس فضا میں اپنی زندگی گذاری ہے وہ سنہ ۱۸۴۷-۴۸ء میں پیدا ہوا ہے اور سنہ ۱۸۵۶ء میں جس سال واجد علی شاہ معزول اور لکھنوی دور اپنے سب سے بلند نشان پر پہنچ گیا وہ دس برس کے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ لکھنوی تہذیب کی واضح اور روشن تصویریں جیسی اُن کے یہاں ملتی ہیں دوسروں کے یہاں مشکل سے ملیں گی۔ شرر کی طرح انھوں نے بھی اس زوال آمادہ تمدّن کی آخری بہار اپنی آنکھ سے دیکھی تھی۔ اس پر دوسرے تمدّن، دوسرے اثرات کا حملہ بھی دیکھا تھا۔ اُس کو آخری بار سانسیں لیتے ہوئے دیکھا تھا۔ انھوں نے اس کی خوبیاں بھی دیکھی تھیں۔ اور بزرگوں کی زبانی سُنی تھیں۔ اس کی بُرائیاں بھی دیکھی تھیں اور ان پر غور بھی کیا تھا۔ خوبیوں کو وہ پسند کرتے تھے اور بُرائیوں کو بدل دینا چاہتے تھے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ انھیں اپنے ماحول سے محبّت ضرور تھی۔ ورنہ اُن کی تصویروں میں اس قدر رنگا رنگی اور تنوع پیدا نہ ہوتا۔ کیونکہ یہ جوش اور عقیدت کی پیداوار ہے۔ اگر اُن کو اپنے ماحول سے نفرت ہوتی تو اُن کے یہاں سوئفٹ (Swift) کی سی رہبری ملتی۔ جو اپنے زمانہ کا سب سے زبردست طنز نگار ادیب تھا۔ اور انگریزی ادب میں اُس کا درجہ آج بھی بہت بلند ہے۔ جس کے قلم کی نوک سانپ کی زبان تھی۔ جس میں سے آبِ حیات کی بجائے زہر کی بوندیں ٹپکتی تھیں۔ جو اپنے دوستوں سے بے حد محبّت کرتا تھا لیکن اس جانور سے سخت نفرت کرتا تھا جو انسان کہلاتا ہے۔

چنانچہ ظاہر ہو گیا کہ ان کا مقصد مسلسل اور مربوط قصّے لکھنا

نہیں تھا۔ بلکہ قصّے کی بجائے مسلسل حالات لکھنا تھا تو وہ پیچ کا خاص رنگ تھا۔ سرشار نے اپنے کبھی نہ ختم ہونے والے قصّے ان تصویروں کو اہمیت دینے ہی کیلئے تراشے ہیں جن کیلئے انھوں نے ایک مرکزی ڈھانچہ تیار کر لیا تھا جس کے سہارے وہ اپنی پتلیوں کو نچایا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے ان کے یہاں بے حد بے ربطی اور انتشار ہے تسلسل کا وہ مطلق خیال نہیں رکھتے اور نہ اس کے پابند ہیں۔ اس کے علاوہ یہ رنگ کہیں ہلکا ہے اور کہیں گہرا۔ کسی جگہ مصوّر نے رنگ کی ساری پیالی انڈیل دی اور کہیں بے توجہی کے ساتھ رنگ پھیلا دیا۔ اور کہیں اپنی صناعی کا کمال دکھلا دیا جس جگہ سرشار نے دلچسپی کے ساتھ ان کو لیا، کیا ان میں دلکشی آگئی۔ اور جس جگہ انھوں نے اس سے تھک کر دوسروں کی تسلّی اور اپنے اطمینان کیلئے چند ٹیڑھی ترچھی لائنیں بنا دیں وہاں اپنی صناعی کا مذاق اڑایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ وقتی جذبات کے اثر سے ہمیشہ دبے رہے۔ یہی چیز ان کے پیش نظر رہی اور اس طرح تصویر کی تمام خصوصیات، اس کے تمام پہلو ان کی نظر کے سامنے سے ہٹ گئے۔ اس لئے سکسینہ نے ان کیلئے لکھا ہے کہ خواہ طبیعت حاضر ہو یا نہ ہو وہ لکھتے رہتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب ان میں قوت پرواز نہیں رہتی وہ زمین پر گھسٹنے لگتے ہیں۔ یہ بات حرف بحرف درست ہے۔ بقول عسکری کے —

"سرشار اپنی بلندی میں اس قدر بلند ہو جاتے ہیں کہ نظر سے غائب ہو جاتے ہیں اور آسمان کے تارے توڑ لاتے ہیں لیکن جب یہ اضطراری دور، جوش کا یہ عالم گذر جاتا ہے تو وہ بلندیوں سے گر کر کیچڑ میں پھنس جاتے ہیں۔"

اپنی کینوس (Canvas) کو وسعت دینے کیلئے سرشار مختلف طریقے استعمال کرتے ہیں۔ وہ مختلف افراد کو فرداً فرداً تاکتے ہیں۔ اور ان کے حالات پیش کرتے ہیں۔ ان کے کمزور پہلوؤں کو اجاگر کر کے دوسروں کیلئے باعثِ صد ہزار تفریح بنا دیتے ہیں۔ سرشار کے زمانہ میں لکھنؤ حسن و عشق کی جنت بنا ہوا تھا۔ جس کے گلی کوچے مصر اور پیرس کے حسن و مستی کو شرما رہے تھے۔ ماحول اپنی رنگینیوں کی وجہ سے مکتبِ عشق بنا ہوا تھا جس میں ہزاروں دیوانوں کی تربیت ہوتی تھی۔ یہ چیز سوسائٹی کی روح میں اس بُری طرح لپٹی ہوئی تھی کہ سرشار جیسا آزاد خیال بھی ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ نہیں دکھا سکا۔

روایاتِ حسن و عشق اور محبت کی داستانیں معمولی چیزیں نہیں ہیں کہ ہم ان کو نظر انداز کر دیں۔ دنیا کے ہر بڑے ادیب کے یہاں اس جذبے کی صدائے بازگشت ملتی ہے۔ لیکن فرق صرف اسے دوسروں کے سامنے پیش کرنے کا ہے۔ اس میں ادیب کی انفرادیت کا راز پوشیدہ ہے۔ اس داستانِ پارینہ کو بعض اس طرح پیش کرتے ہیں کہ ایک ایک لمحہ میں جذبات کی ساری شدت سمٹ آتی ہے۔ بہرحال یہ کہ سرشار محض حسن و عشق کی داستان ہی پیش نہیں کرتے جو ظرافت کے بعد ان کا خاص موضوع ہے۔ بلکہ وہ بعض دوسرے پنڈتوں، مکتب کے مولویوں، افیونیوں، مصاحبوں، ٹھاکروں، للاؤں، عاملوں اور بنیوں کی خانگی زندگی کے حالات کو کام میں لاتے ہیں۔ یہ شخصیتیں اس زمانہ کی معاشرت کا نہ صرف جزوِ اعظم تھیں، بلکہ دوسروں کے مقابلہ میں ممتاز حیثیت رکھتی تھیں۔ یہی لوگ اس سوسائٹی کے رکن رکین تھے۔ اگرچہ واجد علی شاہ کے ساتھ نوابی عہد حکومت ختم ہو گیا تھا اور لکھنؤ انگریزوں کے قبضے میں تھا۔ جنھیں ان آدابِ معاشرت سے دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ اور نہ کوئی دلچسپی۔ مگر ان لوگوں کے یہاں وہی واجد علی شاہی روایات برابر جاری چلی آ رہی تھیں۔ بالخصوص نوابوں اور رئیسوں کے یہاں۔ گو سلطنت بدل گئی تھی۔ مگر ان کی محلسرا کا ماحول وہی تھا۔ ان کے مشاغل وہی تھے۔ ان کی روایات ان کی وضعداریاں ان کی دلچسپیاں وہی تھیں، وہی رنگینی، وہی عیاشی، وہی آوارہ نگہی، وہی مبتذل شوق اور وہی بازاری ذوق و ذہنیت۔ جو ایک تباہ ہونے والی معاشرت، زوال آمادہ سلطنت اور اس کے حکمرانوں کے مزاج میں رچ جاتی تھیں۔ اس اعلیٰ طبقے کو اس جگہ ایک خاص اہمیت حاصل ہے یعنی یہ کہ وہی اس تہذیب کا سنگِ اساسی ہے۔ ان ہی کے گھرانوں میں اس تہذیب کے مظاہرے نظر آتے ہیں۔ وہی اس تمدن کے نمائندے ہیں۔ سرشار بھی انہی سے دلچسپی لیتے ہیں اور ان کی زندگی ہر رنگ میں اور ہر رخ سے دکھاتے ہیں۔ وہ بس نہیں کرتے بلکہ جوش اور دلچسپی کی وجہ سے متواتر لکھتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ اپنی وسعتوں میں گم ہو جاتے ہیں۔ وہ اس زندگی کے ایک ایک ذرّے سے واقف ہیں۔ رؤسا اور نوابوں، محلات اور بیگمات کی زندگی انھیں بہت

ہی مرعوب ہے۔

مذہبیت

ان کے لکھنؤ میں ماحول کی رنگینیوں، حسن و عشق کی داستانوں، عیش پرستی اور سیہ مستی کے ساتھ ساتھ مذہب کے رنگ کی بھی ہلکی سی چاشنی نظر آتی ہے۔ مذہب ہمیشہ سے ہماری معاشرت کا جز و رہا ہے۔ اس کا ذکر کئے بغیر ہماری معاشرت کی تاریخ نامکمل رہے گی۔ مشرق والوں کی زندگی میں سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ نازک چیز اگر کوئی مل سکتی ہے تو وہ مذہبی جذبہ ہے۔ مذہب سے واقف ہونا اتنا اہم نہیں سمجھا جاتا جتنا اُس کے اصولوں کی خاطر جان دیدینے کو اپنا نصب العین بنا لینا ہے۔ لیکن لکھنؤ میں آ کر یہ چیز بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہی۔ اور سوسائٹی کے مختلف طبقوں نے اس میں شاخیں اور شگوفے پیدا کرنے شروع کئے۔ اس کی ابتدا سب سے پہلے ایوانِ شاہی سے ہوئی۔ نمونہ کے طور پر آئمۂ مطہرین کی ولادت اور "اچھوتیوں" کی مثال پیش کی جاتی ہے۔ لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا گیا زندگی کی یہ خصوصیت سوسائٹی کی عیش پرستیوں، رنگ رلیوں میں ہلکی سی گرد کی طرح دب کر رہ گئی۔ اور غور کیا جائے تو مذہبی ظاہر داریوں کے ہجوم میں حقیقت ایک نیم مُردہ اور بیجان پیکر کی طرح سانس لیتی ہوئی نظر آتی ہے۔ تاہم محرم کے زمانہ میں اس مذہبی خمیر میں اُبال آجاتا ہے۔ رمضان کا مہینہ مصیبتوں کا ایک پہاڑ ہو دُنیا اس کے ٹل جانے کی چشم براہ منتظر ہے۔ لیکن محرم کا مہینہ شروع ہوتے ہی مذہبی ظاہر داریاں اپنے لمبے خواب سے اُکتا کر کروٹ لیتی ہیں۔ مذہبیت کا صُور پھُونک جاتا ہے۔ محرم ہے اور ماتمِ حسینؑ مجلسیں ہیں اور مرثیے۔ عزاداریاں شور و شیون اور نالہ و بُکا۔ لکھنؤ کے گلی کوچے گونج اُٹھتے ہیں۔ لکھنؤ کا محرم الحرام ——— لکھنؤ کی سوز خوانی، لکھنؤ کی خوش بیانی، لکھنؤ کی عزاداری، لکھنؤ کی سوگواری مذہبی دُنیا میں ایک منفرد چیز ہے۔ تعزیہ خانوں میں دُھوم مچ رہی ہے۔ امام باڑے پٹ رہے ہیں۔ تل دھرنے کو جگہ نہیں۔ بانکے تلوار لگائے اینڈتے اکڑتے پھر رہے ہیں۔ بات بات میں سر پھٹول اور عاشقانہ جنگیاں ہوتی ہیں۔ دُکانیں لُٹ جاتی ہیں۔ لوگ جانِ عالم رنگیلے پیا کے لکھنؤ کو یاد کر کر کے آہیں بھرتے ہیں۔ جگہ جگہ انیسؔ و دبیرؔ کا ذکر ہو رہا ہے۔ نجف اشرف، کاظمین، کربلا، چوپٹیاں ہر جگہ زیارت کو جاتے ہیں اور داخلِ حسنات ہوتے ہیں۔ تمام شہر اُداس ہے۔ کوئی ماتمِ حسینؑ میں برہنہ سر ہے کوئی سیاہ پوش۔ کوئی سبز پوش۔ امام باڑوں میں چراغاں ہو رہا ہے۔ اربابِ نشاط کے امام باڑوں اور مجلسوں میں اور ہی لطف ہے۔ گوہر جان کے یہاں سوز خوانی ہو رہی ہے۔ کون گوہر جان؟ جانِ لکھنؤ، شانِ لکھنؤ، آن بانِ لکھنؤ، روحِ روانِ لکھنؤ۔ رئیس زادے تعزیہ مصاحب کر رہے ہیں۔ عاشورہ کے دن تعزیے نکلنے شروع ہوئے ——— رانگ کا تعزیہ، جَو کا تعزیہ، موم کا تعزیہ، کھیلوں کا تعزیہ، روئی کا تعزیہ، پیپل کے پتّوں کا تعزیہ، انڈوں کا تعزیہ، تو گزہ تعزیہ، لاکھوں تعزیے تالکٹورہ کی کربلا میں دفنائے جاتے ہیں۔ چہلم کے دن بھی کربلا میں ہجوم ہے، میلہ سا لگا ہوا ہے۔

نہ صرف محرم کا سیر حاصل تذکرہ ملتا ہے بلکہ اور بھی بہت سی ایسی رسوم، مذہبی اختراعات، خوش اعتقادیاں ملتی ہیں کہ ہم اُن کی روشنی میں اس زمانہ کی سوسائٹی کی مذہبیت سے اچھی طرح واقف ہو سکتے ہیں۔ اعلیٰ ادنیٰ اور متوسط ہر طبقہ کے افراد کے مذہبی جذبات و معتقدات ملتے ہیں جو تصویر کے اس رُخ کو اچھی طرح ظاہر اور واضح کر دیتے ہیں۔

ظرافت

ادب اور زندگی کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ ظرافت زندگی اور زندہ دلی کا دوسرا نام ہے۔ فلسفی اُسے زندگی کے سمندر کا کف کہتے ہیں۔ ادبیات میں یہ اتنی ہی قدیم ہے جتنی اور چیزیں۔ اجتماعی زندگی کے ساتھ یہ بھی سایہ کی طرح انسانی زندگی میں داخل ہوئی ہے۔ یہ عام اور عالمگیر حقیقت ہر جگہ موجود رہتی ہے۔ خواہ ادب برائے ادب ہو یا ادب برائے زندگی۔ مقصد بھی اس کا دونوں صورتوں میں یکساں ہی ہے۔ یعنی ایک تھکے ہوئے دماغ کو یک جانی کی مصیبت یا تلخ حقیقتوں کی کشمکش سے بچا کر اس کیلئے سرور اور تفریح کا سامان بہم پہنچانا۔ ادبیات میں وہ ظرافت اہم ہے جسے ادبی مرتبہ حاصل ہو۔ اور جس کا کوئی معیاری اسلوب ہو۔ ظرافتِ سفلی کی ادب میں کوئی اہمیت نہیں۔ مثال کے طور پر ظرافت اور ہنسی گالی میں بھی پنہاں ہو سکتی ہے لیکن چونکہ یہ معیار سے گری ہوئی اور ذوقِ صحیح کی پیداوار نہیں ہوتی اس لئے اُس میں نہ کوئی ادبی حُسن ہوتا ہے اور نہ کوئی ادبی شکل۔ اپنے موقع اور محل کے اعتبار سے یہ مختلف صورتیں اختیار کر لیتی ہے۔ کہیں تبسمِ زیرلب، کہیں خندۂ دنداں نما اور کہیں قہقہہ۔ سرشار کی ظرافت ان تینوں صورتوں پر حاوی ہے۔

ظرافت ادب کا جزوِ لاینفک ہے۔ ہر ادب میں اس کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ کہیں وقت پر کہیں وقت سے پہلے اور کہیں وقت کے بعد۔ ظرافت اپنے اوّلین نقوش میں Direct بلاواسطہ ہوتی ہے یعنی اس کی ابتدائی صورت وہ ہوتی ہے جب مصنف پڑھنے والے کے دوش بدوش کسی چیز پر خود بھی ہنستا ہے اور آپ کو بھی اس بات پر اُکساتا ہے کہ آپ بھی اس پر ہنسیں اور دل کھول کر اس کا ساتھ دیں۔ ورنہ اس کی ظرافت ادھوری اور نامکمل رہ جائیگی۔ یہ ظرافت کا تفریحی مقصد ہے جہاں ہنسنے ہنسانے کے سوا اور کوئی غرض پوشیدہ نہیں۔ لیکن ادب کی ترقی کے ساتھ ساتھ ظرافت بھی اپنے منازل ارتقا طے کرتی رہتی ہے۔ اور ایک بلند سطح پر پہنچکر طنز کی صورت اختیار کرلیتی ہے۔ یہ ظرافت کی اعلیٰ قسم ہے۔ اور پہلی کے مقابلہ میں بہت زیادہ لطیف اور حسیاتی ہوتی ہے۔ یہاں پہنچ کر مصنف شاذونادر ہی پڑھنے والے کے ساتھ ہنسی میں شریک ہوتا ہے۔ یہ ظرافت کا تعمیری مقصد ہے۔

سرشار کے یہاں تعمیری ظرافت کی مثالیں بہت کم اور تفریحی ظرافت کی مثالیں بہت کثرت کے ساتھ ملتی ہیں وہ مضحک باتوں پر خود بھی ہنستے ہیں اور دوسروں کو بھی ہنساتے ہیں۔ اور جو چیز بظاہر اسباب ایسی نہیں ہوتی کہ ہماری طبیعت میں گدگدیاں پیدا کرے وہ اس کا تذکرہ اس طرح اور ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ بے اختیار ہنسی آجاتی ہے — بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ظرافت کے دونوں مقصد سرشار کے یہاں ایک دوسرے میں مدغم ہوگئے ہیں۔ اور اگر ہم چاہیں تو اکثر جگہ ان کو علیحدہ کر کے بھی دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ ان کی ظرافت عموماً Direct یعنی بلاواسطہ ہے Indirect یعنی بالواسطہ نہیں جو زیادہ لطیف اور مؤثر ہوتی ہے۔ وہ ہنسنے ہنسانے والی باتوں کا ذکر کسی چھیڑ کی وجہ سے نہیں کرتے بلکہ سب سے پہلے صرف لطف لینے کیلئے کرتے ہیں۔ طنزیہ پہلو بھی ان کے یہاں ہے مگر بہت کمی کے ساتھ۔ وہ ایسا کم کرتے ہیں کہ واقعات کو اُن کی عجیب و غریب صورتوں میں پیش کر کے خاموش ہو جائیں۔ اور ہنسنا ہنسانا پڑھنے والے کی مرضی پر چھوڑ دیں۔ نہیں بلکہ یہاں سب سے پہلے ان ہی کا قلم شوخیاں کرتا ہے۔ یہ چیز پڑھنے والے کے جذبات کو تحریک میں لاتی ہے انھیں شہ دے دے کر گُدگداتی ہے۔ آخرکار اس کی آنکھیں شوخی اور مسکراہٹ کے ساتھ چمک اُٹھتی ہیں۔ ہونٹ متبسم ہوتے ہیں۔ ایک ہلکی ہنسی کی آواز آتی ہے جو رفتہ رفتہ بلند ہوکر قہقہے تک جا پہنچتی ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑتے ہیں۔

سرشار کی ظرافت ایک تندرست دل و دماغ کی ظرافت ہے جس میں زندگی کے گرم خون کی روانی پائی جاتی ہے۔ وہ ایک ایسے دماغ کی پیداوار ہے جو زندگی، اس کی گوناگوں مصروفیات، اس کی تلخیوں اور مسائلِ زندگی کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ اُن کی خاطر خون پسینہ ایک کیا جائے اور زندگی کو ان کیلئے گردشِ پرکار بنایا جائے۔ اس نے اپنی زندگی کے نقطۂ نظر کو کمانے اور پیدا کرنے نہیں بلکہ صرف کرنے کے قالب میں ڈھال لیا ہے۔ ایڈیسن کہتا ہے کہ زندگی نام ہے عرق ریزی اور محنت کا۔ جو چیز عرق ریزی اور محنت سے کمائی جاتی ہے جلدی نہیں اُڑائی جاتی بلکہ وہ بہت عزیز ہوتی ہے۔ اور اُسے لٹاتے ہوئے دُکھ محسوس ہوتا ہے۔ لیکن سرشار اس دولت کو بے دریغ خرچ کرتا ہے وہ زندگی اور اس کے مسائل کا مذاق اُڑاتا ہے۔ خود ہنستا ہے اور دوسروں کو ہنساتا ہے۔ اور اس ہنسی سے وہ زندگی کی بہت سی تلخیوں کو گوارا بنا دیتا ہے۔ وہ تبسم زیرِ لب کا قائل نہیں اور نہ خندۂ دنداں نما اُسے زیادہ مرغوب ہے بلکہ وہ بلند قہقہے لگاتا ہے۔ اس کے قہقہے ہمارے کان کے پردوں سے ٹکرا کر گونجتے رہتے ہیں اس کی ظرافت غالب کی طرح لطیف اور رعنائی لئے ہوئے نہیں بلکہ بلند آہنگ اور تیز ہے۔ وہ اس تلوار کی طرح ہے جس کی دھار کُند ہے جو گوشت نہیں کاٹتی مگر ہڈی کو توڑ کر رکھ دیتی ہے۔ اور جتنا کاٹتی ہے اس سے زیادہ تکلیف اور درد پیدا کرتی ہے ظرافت کے لحاظ سے وہ اُردو ادب کے والٹیر ہیں۔ ایڈیسن نہیں — ایڈیسن کا رواں اور دلکش تبسم ان کے یہاں نہیں جو انگریزی ادب میں لطافت کی معراج ہے۔ لیکن والٹیر کے قہقہے مل سکتے ہیں۔ والٹیر دوسروں کو ہنسانے کے لئے خود قہقہے لگاتا تھا سرشار بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہی زندہ دلی کی نشانی ہے۔ اس زندہ دلی سے وہ زندگی کی تلخی مٹا کر اسے گوارا بنا دیتے ہیں۔ اور شگفتگی و مسرت پھیلا کر دُنیا کو سیلابِ تبسم میں غرق کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ انھوں نے اپنی زندگی اور ظرافت کا مقصد اسی کو بنا لیا ہے۔

سرشار نے زبان و ظرافت کے پیرایہ میں لکھنوی تمدن و معاشرت کے خراب پہلوؤں کی پگڑی اچھالی ہے۔ ان کے الفاظ ان کی تحریر مزاحیہ رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے۔ جس میں وہ اپنا پورا زورِ قلم صرف کر دیتے ہیں۔ وہ ایک جوش اور اضطراب کے عالم میں لکھتے ہیں۔ ان کا قلم اپنے آپ شوخیاں کرتا ہوا اچھلا چلتا ہے بعض جگہ وہ مثالیت سے گذر کر تصوریت کی حدمیں بے اختیارانہ داخل ہو جاتے ہیں۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی تصویروں کو اُن کے اصلی رنگ میں نہیں دکھا رہے ہیں بلکہ اس نقش سے صرف تلخی کام و دہن مٹانا اور ہنسنا ہنسانا ہی مقصود ہے بظاہر یہ اُن کا عیب نظر آتا ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو اس عیب میں بھی ایک لطیف خوبی پوشیدہ ہے۔ وہ حالات و واقعات کو ان کے فطری رشتوں اور گرد و پیش کے ماحول سے توڑ کر ایسی زعفران زار دُنیا میں لے جاتے ہیں۔ جس کے باشندے بقول ایک نقاد کے عمرو عیار، خوجی، سانکو پنزا اور فالسٹاف جیسے افراد ہیں۔ وہ اوّل درجے کے مزاح نگار ہیں۔ اس لئے اُن کے لئے یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ تصویر کی بہ نسبت کارٹون اچھا بناتے ہیں۔

یہی ظرافت سرشار کے اسٹائل کی اور ان کی تصانیف کی جان و روح ہے۔ جس کو اگر ان سے نکال لیا جائے تو الفاظ کا محض ایک ڈھیر باقی بچتا ہے۔ سرشار کی جن تصانیف میں یہ چاشنی نہیں وہ زندگی و بقا سے دُور فنا کی آغوش میں ہیں۔ فنا اور بے قدری کے تاریک پردے اُن پر پڑے ہوئے ہیں۔ منظرِ عام پر اُن کیلیے کوئی جگہ نہیں اور نہ وہ اعلیٰ درجہ کے ادبی ذوق اور مذاقِ سلیم کے معیار پر پوری اترتی ہیں۔ سرشار کا یہ ظریفانہ انداز ہر جگہ باقی نہیں رہتا۔ جس جگہ وہ اس سے علیحدہ ہوئے ہیں وہاں ان میں کوئی دلکشی اور جاذبیت نہیں۔ ان کا اسٹائل اس وجہ سے محدود ہے اور جگہ جگہ محمد شاہی نثر کا پرتو لئے ہوئے ہے۔ ان کے اسلوب کے یکرخاپن کی مثالیں اس جگہ بہتات کے ساتھ ملتی ہیں۔ جہاں وہ علمی مسائل اور خشک مضامین بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

علمی مسائل کو اپنے مخصوص انداز میں بیان کرنے سے وہ قاصر ہیں۔ ان کیلئے یہ چیز ناممکن ہے۔ اگر ممکن بھی ہو تو جاذبیت اور اثر کے اعتبار سے اس کا پایہ عام مرتبے سے گر جائے گا۔

تخیل اور مبالغہ "شیکسپیر کی کتابات میں انسانی زندگی کے جتنے مرقعے نظر آتے ہیں اگرچہ وہ سادہ ہیں لیکن فی الحقیقت تخیل سے رنگین ہیں اور یہی رنگ ہے جو شیکسپیر کی شاعری کو بقائے دوام عطا کرتا ہے۔" (بجنوری)

قریب قریب یہی الفاظ قدرے تصرف کے ساتھ سرشار پر بھی صادق آسکتے ہیں۔ اس سے یہ منشا نہیں کہ سرشار کا مقابلہ شیکسپیر سے کیا جا رہا ہے۔ بجنوری کا کورس سے مقابلہ کرنا ظاہر ہے کہ کس قدر غیر معقول قسم کی کوشش ہے۔ بلکہ یہ دیکھنا ہے کہ ایک بین الاقوامی ادبی حقیقت دو مختلف زبانوں کی منفرد شخصیتوں پر جن میں سے ایک سب سے بڑا ڈرامہ نسٹ شاعر ہے اور دوسرا اپنے حلقہ کا سب سے بڑا نثر نگار کس طرح صادق آسکتی ہے سرشار کے یہاں جتنی تصاویر ملتی ہیں وہ انسانی زندگی ہی پر منحصر نہیں بلکہ وہ کسی نہ کسی حقیقت پر مبنی ہیں۔ لیکن مصنف کے قلم نے ان میں تخیل کا رنگ بھر دیا ہے۔ ان کے خمیر میں واقعیت اور تخیل کے دونوں اجزا کمال ہوشیاری کے ساتھ گوندھے گئے ہیں سرشار کا یہ تخیل مبالغہ کا رنگ لئے ہوئے ہے۔ ہمارے ادبی نقادوں نے مبالغہ کو گویا عروسِ ادب کے چہرے پر بدنما دھبا سا قرار دیا ہے۔ گویا یعنی مبالغہ سوائے ایک استثنا ہجو کے ہر جگہ درست ثابت ہوتا ہے۔ صرف ہجو ہی ایک ایسی شاہراہ ہے جس میں مبالغہ ہی نہیں بلکہ اغراق اور غلو کو بھی بجائے اکذب کے احسن شمار کیا جاتا ہے بشرطیکہ اس میں عریانی کی نمائش نہ ہو اور بالخصوص اُس وقت جب تخیل نے اس معاملہ میں فنکارانہ رعنائی پیدا کر دی ہو۔ سرشار بھی جہاں مبالغہ کرتے ہیں ان کے بیان میں دلکشی آجاتی ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کی تصانیف جنھیں ہم لکھنوی معاشرت کی آئینہ داری کا شرف عطا کرکے نگارخانہ رنگین کہنا پسند کرتے ہیں وہ لکھنوی دورِ تمدن کی ہجوِ ملیح ہے۔ یہ وہ تاثرات ہیں جو ایک آزاد خیال اور تعلیم یافتہ دماغ نے محسوس کئے ہیں اور جن کو اپنی صلاحیتوں کے مطابق اس نے دُنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ صرف یہی نہیں ہے بلکہ ان کی مبالغہ انگیزی کے ہم متوقع رہتے ہیں۔ اور اسی حیثیت سے ہم اسے پسند کرتے ہیں۔

واقعیت لکھنوی تہذیب اور تمدن شرفا کی زندگی اور محاسن کی

طرزِ معاشرت جیسی کچھ سرشار نے پیش کی ہے وہ سرتاسر واقعیت کا رنگ لئے ہوئے ہے۔ اس میں انھوں نے ہمیں اودھ کی سوشل یا اجتماعی زندگی کی ایک تصویر دے دی ہے۔ جس کے افراد اُن کی دُنیا میں زندہ ہیں۔ ان پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ ان میں سے اکثر حقیقی ہیں، بعض رومانی ہیں۔ بعض مثالی اور بعض ابہامی۔ گویا مصنف نے جو خاکے اپنے ذہن میں بنا رکھے تھے ان میں اپنے تصور سے رنگ آمیزی کی ہے۔ سرشار کا تخیل فوق العادت ہے۔ اور اس میں دیوتاؤں کی سی قوت۔ اور کائنات سے زیادہ وسیع و عریض کشادگی ہے۔ یہ چیز اُنھوں نے شاید قدیم مشرقی عشقیہ افسانوں سے لی ہے جن میں حسن و عشق کی معرکہ آرائیوں کے ساتھ دیوؤں اور جنوں کی خیالی قصے اور فوق الفطری باتیں بہت کثرت کے ساتھ ملتی ہیں۔ اور انہی چیزوں پر ان کے تمام قصوں کا دارومدار رہتا ہے۔ سرشار نے اس کو دوسرے طریقوں سے پیش کیا۔ انھوں نے اپنے تخیل کی مدد سے زندگی کی حقیقتوں کو رومان اور تصور میں جذب کر دیا۔ اور ان تینوں کے امتزاج سے ایک نئی مخلوق پیدا کی جس میں حقیقت رومان اور تصور کے مشترکہ عناصر بدرجہ اتم موجود ہیں۔ گو ہم اپنی مادّی دُنیا کے دروازے اس مخلوق پر بند کر دیں لیکن ہمارے خیال و تصور ذہن و دماغ کی دُنیا میں وہ ضرور بار پانے کے لائق ہیں۔ سرشار کی دُنیا میں وہ زندہ ہیں اور ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ یہ وہ وصف ہے جو ہماری دُنیا کے باشندوں کو بھی حاصل نہیں۔ آرٹسٹ کی پیدا کی ہوئی مخلوق زندہ اور غیر فانی ہے۔ لیکن خود آرٹسٹ کے خالق (خدا) کی مخلوق (انسان) زوال آمادہ اور فانی ہے۔

حقیقت نگاری یہ کہنا کہ سرشار حقیقت نگاری سے محض نابلد ہیں اپنی انتہا پسند ناواقفیت کا اظہار کرنا ہے۔ لکھنؤ کے اسلامی طبقہ کی معاشرت، نوابوں اور مصاحبوں کی گفتگو، بیگمات کی زندگی، ملازموں کی لڑائیاں، جہاں تک بول چال طرزِ بیان اور واقعیت کا تعلق ہے اس کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ پیروں اور فقیروں کی ڈاکہ زنی، پولیس والوں کا ظلم اور فرعونیت بالکل درست ہیں اور آج بھی اسی طرح موجود ہیں۔ شرفا کی محلسراؤں کے حالات، بیگمات کی معاشرت، زبان و بیان بول چال اور گفتگو کر وہ اتنی اچھی طرح واقف ہیں کہ شاید کوئی مسلمان بھی ان سے بہتر نہ جانتا ہوگا۔ جب وہ ایسے واقعات بیان کرتے ہیں تو ہماری آنکھوں کے سامنے سے پردہ اُٹھا دیتے ہیں اور حرم سرا کی دُنیا کا ایک ایک ذرّہ ذرّہ ہماری نگاہ کے سامنے آجاتا ہے۔ ہم ہر چیز اپنے اصلی رنگ میں بے پردہ دیکھ لیتے ہیں۔ ان کے آپس کے معاشرتی تعلقات، شادی بیاہ کی مصروفیتیں۔ خوش اعتقادیاں بے نظیر انداز میں بیان کی گئی ہیں۔ ان کی بات چیت خوش گپیاں، فکرمندی، ہر چیز اسی طرح بے ترتیب اور بلا مقصد ہے جیسی زندگی میں ہوتی ہے۔ کسی چیز کی تصویر سرِ کھینچ کر رکھ دینا سرشار کیلئے معمولی بات ہے۔ بالخصوص اس جگہ جہاں وہ دھوم دھام اور مجمع کی تصاویر دکھاتے ہیں۔ وہ کہانی کی طرح اس مجمع کا بیان نہیں کرتے بلکہ اس مجمع میں طرح طرح کے آدمیوں اور اپنے اپنے مذاق اور پسند کے مطابق ان کی گفتگو ان کے تبصرے۔ ان کی چٹکیاں، ظریفانہ چٹکلے، لڑائی بھڑائی دھول دھپّا اس خوبی کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ ہر چیز اپنے آپ ہماری نظر کے سامنے آجاتی ہے اور ہم اس کی اتنی اچھی طرح دل و دماغ کی آنکھ سے دیکھ لیتے ہیں کہ شاید اپنی آنکھ سے خارج میں ممکن نہ ہوتا۔

سرشار ایک زبردست آرٹسٹ ہے۔ جب وہ نگارخانہ میں ہمیں اپنے تیار کئے ہوئے مُرقعے دکھاتا ہے تو ہمارے ذہن و دماغ پر اس کی فن کارانہ صلاحیتوں کا جادو اس قدر اثر کر جاتا ہے کہ ہم اس کے بس میں ہو جاتے ہیں۔ پڑھنے والے کے دل و دماغ پر قبضہ کر لینا اس کے ذہن و ذہنیات پر چھا جانا۔ کیا اس سے بڑا ادیب کا کوئی کمال ہو سکتا ہے۔

خلاصۂ کلام سرشار کا لکھنؤ نوابی لکھنؤ ہے۔ شوقینوں کا لکھنؤ ہے، امیروں کا لکھنؤ ہے اور رئیسوں کا لکھنؤ ہے اس میں طوائفیں مل سکتی ہیں۔ ان کی رنگین زندگی کے نقشے اس سے مُرتب ہو سکتے ہیں۔ لیکن مزدوروں اور غریبوں کی زندگی کے خاکے اس میں نامکمل ہیں۔ جگہ جگہ ان کا ذکر ملتا ہے لیکن وہ اس غرض سے نہیں لائے گئے کہ اس گیلری کی زینت بنیں۔ بلکہ اس لیے کہ اُن کے لانے سے نوابوں کی معاشرتی زندگی کی تکمیل ہو جائے۔ کیونکہ سفیدی کے مقابلہ میں سیاہی کا حُسن کُھلتا ہے۔ مصنف کا کسی جگہ یہ مقصد نہیں اور وہ اس کا ذکر بھی

کہیں نہیں کرتے۔ کہ ان کی زندگی میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ وہ بھی انسان ہیں اور سوسائٹی کے اعلیٰ طبقے کو کوئی حق حاصل نہیں کہ دولت کی غلط تقسیم سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس کے اصل حقداروں کو اُن کے جائز حق سے محروم کر دے۔ یہ فضیلت پریم چند کے نصیب میں تھی۔ لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ اس میں سوائے اعلیٰ طبقے کے کسی اور کی زندگی ہی نہیں ملتی۔ ضرور ملتی ہے۔ لیکن اس کی حیثیت اور مرتبہ ثانوی ہے۔) نوابین ہی اس تہذیب کے سنگِ اساسی تھے۔ ان ہی کی معاشرت مصنف کیلئے جاذبِ نظر ثابت ہوئی۔ مزدوروں کی زندگی میں کیا رکھا ہے کہ ایک مزاح نگار اس کا مذاق اُڑائے گا۔ سرشار کی تصانیف نوابی لکھنؤ کی ایک حیثیت سے انسائیکلوپیڈیا ہیں جن میں لکھنؤ اپنی مختلف حیثیتوں سے ایک عجیب شان لئے ہوئے ہے۔ گو مصنف نے اس میں مبالغہ کی شوخ رنگ آمیزی سے کام لیا ہے لیکن اس کی تہ میں حقیقت کی جھلکیاں صاف نظر آتی ہیں۔ سرشار مورخ اور سائنٹسٹ نہیں بلکہ فن کار ہیں۔ ان کی تصانیف سے تاریخی واقعات جمع کرنا یا ان کو تاریخ کے منتخب اصولوں پر جانچنا غیر ذمہ دارانہ بے انصافی ہے۔ گلاب کا پھول باغ کی بہار کو دوچند کرسکتا ہے۔ کسی حسین کے جوڑے میں سج کر اس کے حسن کو اور زیادہ جاذبِ نظر بنا سکتا ہے۔ لیکن اگر اس پھول کی پتیوں کو بکھیر کر ان سے رنگینی اور نزاکت، جو اس کی جان ہیں لینے کی کوشش کی جائیگی تو ظاہر ہے کہ کس قدر کامیابی ہوگی۔ پھولوں کی خوشبو نہ پیمانہ سے ناپی جا سکتی ہے نہ ترازو میں تل سکتی ہے۔ صرف محسوسات ہی سے اسکا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

گذشتہ اوراق میں سرشار کے لکھنؤ کا تمدن و معاشرت عمومی طور پر بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آئندہ تفصیل میں ہمیں سوسائٹی کے اس ایک مخصوص حصے۔ طبقۂ اعلیٰ یعنی اُمراء و رؤسا اور بیگمات کی زندگی پر روشنی ڈالنی ہے۔ جو اس معاشرت کے اجزائے ترکیبی میں سب سے زیادہ اہم اور نمایاں ہیں دربار کی نمائشی زندگی کی صدائے بازگشت سب سے زیادہ انہی کی محلسراؤں میں گونجی۔ اس ہی وجہ سے ان کو نمائندہ حیثیت حاصل ہے۔ یہ طبقہ دربارِ شاہی سے جتنا زیادہ قریب تھا اتنا زیادہ متاثر ہوا۔ اور اس کی رگ و پے میں یہ اثر اس قدر رچ گیا کہ بساطِ حکومت اُلٹ جانے کے بعد بھی اس اثر کے مظاہرے اُن کی دُنیا میں ہوتے رہے۔ یہ عوام کے مقابلے میں بیرونی اثرات کے حملوں اور دوسروں کے جذبات و معتقدات اور رسوم و روایات سے سب کے بعد متاثر ہوئے۔ اور انھوں نے ہر طرح اپنی انفرادی خصوصیات قائم رکھنے کی کوشش کی لیکن بالآخر ان کو شکست ہوئی فی الحال ہم کو سرشار کے ساختہ و پرداختہ نواب کا کردار اور ان کی ماحولی زندگی دکھانی ہے۔ نواب اور ان کا ماحول دونوں ایک دوسرے میں اس قدر مدغم ہیں کہ ہم کسی کو علیحدہ نہیں کرسکتے۔ ماحولی زندگی سے مُراد وہ زندگی ہے جو محلسرا اور بیرونی دُنیا سے مل کر بنی ہے۔ محلسرا کی زندگی میں بڑی بوڑھی بیگمات، نوجوان لڑکیوں بیگموں اور ملازماؤں کے باہمی اتصال سے یہ زندگی پیدا ہوتی ہے محلسرا سے باہر کی زندگی وہ ہے جو نواب اُن کے مصاحب ملازمین اور بیرونی دُنیا کے افراد کے ان کے قریب تر آنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جو ماحولی زندگی کا دوسرا لازمی جزو ہے۔ آسانی کیلئے اس تفصیلی تذکرے کو ہم دو بڑے حصوں میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ ایک محلسرا کی دُنیا دوسری محلسرا سے باہر کی دُنیا۔ محلسرا کے باہر کی دُنیا کے عناصر خصوصی نواب، اُن کے مصاحب، اُن کے ملازمین ہیں جو وقتاً فوقتاً سامنے آتے رہتے ہیں۔ محلسرا کی دُنیا میں عمر رسیدہ بیگمات، نوجوان لڑکیاں، نواب صاحب اور انکی بیگم اور ملازمین خاص طور پر اہم ہیں۔ یہ سب افراد آپس میں ایک دوسرے سے اس قدر قریب اور ملے جُلے ہیں کہ ہم اُن میں سے کسی ایک کا دوسروں کی مدد کے بغیر مطالعہ نہیں کرسکتے نہ ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ بیگمات ہر ہر قدم پر ملازماؤں میں گھری رہتی ہیں۔ نواب صاحب جہاں ایک طرف مصاحبوں اور ملازموں کے بغیر میر فرش ہیں وہاں دوسری طرف آدھی سے زیادہ زندگی محلسرا میں گذرتی ہے۔ وہ ان دونوں دُنیاؤں کے درمیان ایک بہت ضروری کڑی ہیں۔ اور اُن میں سے ہر ایک کا ایک فرد ہونے کی وجہ سے اُن کی دوہری اہمیت ہے۔ ان مجموعی دُنیا کے سارے افراد کا فرداً فرداً ذکر کرنا بہت ہی مشکل اور بے حد طویل ہے۔ یہ خاص طور پر اس لئے کہ ایک کے حوالے کے بغیر دوسرے کی زندگی نامکمل اور تشنہ رہتی ہے۔ اس لئے قاعدے کی رُو سے ہر ایک کی پوری زندگی دکھانی چاہیئے جو محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اور ایک ساتھ سب کا ذکر کرنا کسی طرح ممکن نہیں۔ اس میں انتشار اور بے ربطی کا خطرہ ہے اس لئے کہ اُن

میں سے ہر ایک فرد کی ذاتی خصوصیات ہیں جو نہ اس سے علیحدہ کی جاسکتی ہیں اور نہ دوسروں میں پائی جاتی ہیں۔ بہت سی باتیں ایسی ہیں جو مختلف افراد کی ذاتی و انفرادی کوششوں سے مل کر پیدا ہوتی ہیں۔ یا ان کی مختلف کوششوں نے مجموعی حیثیت سے ایک نتیجہ کی صورت اختیار کرلی ہے۔ اس لئے جب تک ان سب افراد کا مطالعہ ساتھ ساتھ یا یکے بعد دیگرے نہ کیا جائے پڑھنے والے کو کسی چیز کے متعلق پوری طرح اندازہ لگانے میں کامیابی نہیں ہوسکتی۔ اور نہ وہ اپنی آخری اور صحیح رائے قائم کرسکتا ہے۔ اگر کسی نامکمل چیز کو پڑھ کر کوئی قطعی رائے قائم کی جائیگی تو ظاہر ہے کہ وہ کس قدر صحیح ہوگی اور اُسے بدلنا کتنا ضروری ہوگا۔ اس لئے کہ غلط رائے قائم کرنے سے تو یہ بدرجہا بہتر ہے کہ سرے سے کوئی رائے ہی قائم نہ کی جائے۔

مصنّف کا نقطۂ نظر اس کے بعد یہاں یہ بھی اشارہ کر دینا ضروری ہے کہ اس رنگین زندگی کے متعلق خود مصنّف کا عام نقطۂ نظر کیا ہے۔ وہ اس کو کس معنی میں لیتا ہے اور اس سے کیا نتائج مرتب کرتا ہے۔ فسانۂ آزاد کی پہلی جلد میں مصنّف نے عمومی طور پر اپنی یہ رائے پیش کی ہے "اس حصہ میں رسوم مذموم ہندوستان اور دقیانوسی خیالات کی ہجو ہے مگر مذاق کے ساتھ دل لگی کی دل لگی اور لطف کا لطف، مذاق کا مذاق اور مطلب کا مطلب۔ یہی تو ظرافت کے معنی ہیں" اس سے ہم یہ اخذ کر سکتے ہیں کہ مصنف جدید خیال کا آدمی ہے۔ وہ مغربی تعلیم اور سائنس کے کرشموں سے آگاہ ہے۔ اس نے نئی دُنیا کو بھی دیکھا ہے اور پُرانی دُنیا پر بھی غور کیا ہے۔ گو اسے اپنی پُرانی دُنیا ہی پسند سہی مگر اس کی بُری باتوں کو جنہیں وہ رسوم مذموم کا نام دیتا ہے کسی طرح پسند نہیں کرتا اور چاہتا ہے کہ وہ بدل دی جائیں نئی روایات اُن کی جگہ لیں۔ اس مقصد کو پورا کرنے کیلئے وہ کسی آسمانی مدد یا مردے از غیب کا انتظار نہیں کرتا۔ وہ فلسفۂ حرکت و عمل سے واقف ہے۔ اور کسی دوسرے شخص کو پیش قدمی کا موقع دیئے بغیر مجتہدانہ شان کے ساتھ پہلا قدم خود ہی اٹھاتا ہے اور ان رسوم مذموم کی بُرائیاں کرنا شروع کر دیتا ہے اس کے ساتھ ساتھ وہ سمجھدار بھی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ مشرق کی رجعت پسندی میں کس بے پناہ قوت اور مقابلہ کی طاقت ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ اس کی بُرائیوں کو خوشنما الفاظ سے تیار کیا ہوا ایک دلفریب لباس پہناتا ہے۔ کونین کی تلخی کو شکر میں لپیٹ کر گوارا بناتا ہے۔ اور اس عروسِ نو کو جس کا دستِ حنائی ضرورت کے وقت پنجۂ آہنی بن کر گلا گھونٹ سکتا ہے۔ ایسے رنگ میں پیش کرتا ہے جو مقبولِ عام ہے اور اس طرح سوسائٹی کی بُرائیوں کیخلاف عادات اور ذہن و ذہنیات میں انقلاب پیدا کرنا چاہتا ہے۔ وہ اپنی کوششوں میں کہاں تک کامیاب ہوا اس سے بحث نہیں دیکھنا یہ ہے کہ کونسے ذرائع اس نے اختیار کئے۔

وہ بُرائیوں کی اصلاح ایک لمبے چوڑے وعظ سے نہیں کرتا بلکہ بُرائیوں کے نقشے سُناتا ہے اور اُن کو عُریاں کرکے دکھاتا ہے تاکہ اُن کی عُریانیوں سے شرم دار آنکھ جُھک جائے اور حساس دل متاثر ہو۔ اس لئے بعض جگہ اخلاق سے گری ہوئی اور غیر مہذب باتوں کو بھی دکھاتا ہے۔ اکثر جگہ حد سے گذر کر غیر مہذب اور سوقیانہ الفاظ و اشعار استعمال کرتا ہے۔ جس سے ہمارا اخلاقی احساس مجروح ہوتا ہے۔ پھر بھی اگر وہ ایسا کرتا ہے تو اپنے زمانے کی روش کے مطابق کرتا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ بعض چیزیں جو آج سب سے زیادہ مقبول ہیں کل سب سے زیادہ مردود ہوجائیں۔ زمانہ کے ساتھ ساتھ افراد کے مذاق بھی تو بدلتے رہتے ہیں۔ پھر وہ سمجھتا ہے کہ بدکاریوں اور بُرائیوں سے لوگوں کو بچانے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ وہ بالکل عُریاں حالت میں دکھائی جائیں — مغرب والے اسی عریانی کو آرٹ سمجھ بیٹھے ہیں۔ لیکن ہندوستان کی معاشرت ابھی اس قدر ترقی نہیں کرسکی ہے کہ عریانیوں کو آرٹ سمجھنے کا ارتکاب کر بیٹھے۔ اس زمانہ میں زندگی کے تیز نشے سے افراد کے ذہن و دماغ اس درجہ ماؤف ہو گئے ہیں کہ ہوش و حکمت کی گُریزپا باتیں اُن پر اثر نہیں کرسکتی تھیں۔ تاوقتیکہ ایک تیز نشتر یا زہر میں بجھے ہوئے خنجر کے عمل جراحی سے اُن کے تصورات کو مجروح کرکے زندگی کا احساس پیدا نہ کر دیا جاتا۔ سرشار کے یہاں سوئفٹ ([illegible]) کی سی زہرناکی نہیں ملتی۔ وہ انقلاب پیدا کرنے کا خیال ضرور کرتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ جوش باطنی رُوح کے قہقہوں میں تبدیل ہوجاتا ہے — وہ رؤسا کی زندگی کی آلائشوں سے واقف ہیں اور اس کثافت کو اُچھال اُچھال کر دکھاتے ہیں۔ تاکہ لہو و لعب کے بوجھ سے دبی ہوئی روحیں اپنی کھوئی ہوئی لطافت کو دوبارہ پاسکیں۔

سرشار سودا کی طرح عیش پرست اُمرا کے خلاف کوئی عناد

نہیں رکھتے ادبی معاملات میں ذاتی و انفرادی بغض و عناد کو درمیان میں لانا ایک اخلاقی کمزوری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تو اولوں کی بُری باتوں کو بیان کرتے وقت ان الفاظ میں "معذرت کرتے ہیں • راوی اپنے ناظرین اولی الابصار خصوصاً متین اور مہذب رگوں کی خدمت میں ملتمس ہے کہ ذیل کے حصّے کو بد تہذیبی پر محمول نہ فرمائیں۔ ہم اپنے ملک کی رسوم بد اور عادات کے خلاف تہذیب کو عمداً طور سے کچھ بھی نہیں سکتے۔ تاوقتیکہ ہم کل رسوم مذموم کا خاکہ نہ اُڑائیں لہٰذا ہم مجبور ہیں۔"

اعلیٰ زندگی کی ایک جھلک

ان امرا کی زندگی کا نصب العین عیش و مسرّت اور آرام طلبی ہے۔ اس کے سوا ان کی زندگی میں کوئی تعمیری پہلو نظر نہیں آتا۔ اوّل اور آخر جو کچھ ہے یہی ان کا مقصد ہے۔ ان کی آنکھوں میں ابھی تک اس شراب کے خمار کا اثر ہے جو انکے بزرگوں نے پی تھی۔ ان کی وضع داری، خانہ نشینی اور عیاشی کا دوسرا نام ہے۔ اس خانہ نشینی نے اُن کی ذہنیت کو سکیڑ کر انھیں تنگ نظر بنا دیا ہے۔ اُن کی محفلوں کی فضا عیش و عشرت کے نغموں سے گونج رہی ہے۔ بے فکری کا دَور دَورہ ہے۔ عیاشی و اوباشی کی گرم بازاری ہے۔ ان کی مذہبیت ظاہرداریوں اور اصلیت نمائشی رنگینیوں میں گم ہو کر رہ گئی ہے، زندگی اپنی جوانمردانہ خصوصیات کھو کر صرف رنگ رلیوں تک محدود رہ گئی ہے۔ امرا، وزرا، حکام، رؤسا، سب ایک رنگ میں شرابور، ایک حمام میں ننگے نظر آتے ہیں۔ ایک سے ایک بڑھ کر بدمست اور رند خرابات ہے۔ بدشوقیوں اور فضولیات کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ بازاری شوق عوام سے گذر کر شرفاء کی محفلوں اور محلسراؤں تک پہنچ گئی ہیں۔ ننگا پن اور آوارگی بزرگی کی علامت ہے۔ ہر چیز کا معیار اُلٹ گیا ہے۔ عیش پرستی اور طوفان بے تمیزی کے سیلاب میں نفاست اور متانت خدا جانے کہاں بہہ گئی ہیں۔ ان کی محلسوں میں گھنگروؤں اور پازیب کی جھنکار سنائی دیتی ہے۔ نقرئی تبسم ہے اور رخساروں کی تابانی۔ مرمریں شباب ہے اور گوری باہنیں۔ طبلے کی تھاپ ہے اور کیف مستی کے بھرے نغمے۔ جھومر ناچ ہو رہا ہے۔ بھیرویں اُڑ رہی کر بڑھ بڑھ کر تعریفیں ہو رہی ہیں۔ جلسہ کا یہ رنگ ہے کہ راگ آگے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ محفل جھوم رہی ہے۔ گردن ہل رہی ہے۔ سازندے مست ہیں۔ کہیں سے حافظ شیرازی کی غزل کی فرمائش ہوتی ہے۔ حقانی غزل۔۔۔ کسی رنگین ادا کا طرز اور اس کی اٹھتی جوانی۔ اس پر مستزاد نازک آوازی۔ ایک سماں بندھ جاتا ہے۔ نغموں کی لہریں بادلوں کی طرح جھوم جھوم کر اٹھتی ہیں اور برس جاتی ہیں۔ محفل اِندر کا اکھاڑا بنی ہوئی ہے۔

کہیں آتش لرزاں (شراب) کا ذکر ہے۔ کانپتی ہوئی موجیں ہیں اور تُندئ صہبا سے پگھلتے ہوئے آبگینے۔ چڑھی ہوئی آنکھیں اور ڈگمگاتے ہوئے قدم، لرزتے ہوئے ہاتھ اور جھومتے ہوئے سر۔ لا اور لے کا شور ہے۔ ساقی ہے اور اس کے پرستار صراحی ہے اور ساغر، مستی ہے اور وارفتگی۔ کہیں بیچوانوں کی گڑگڑاہٹ سے کمرہ گونج رہا ہے۔ کہیں اُڑ رہی ہیں۔ چوسر، گنجفہ، شطرنج کی بازیاں ہو رہی ہیں۔ جی گھبرایا تو مدک کا دم لگایا۔ چانڈو کے چھینٹے اُڑائے، افیون کی چُسکی لی۔ ننّھے بازوں کے پرسے مشرق اور مغرب کی الٹی سیدھی پیچیکے میں مصروف ہیں۔ بساطِ کائنات اُلٹی جا رہی ہے۔ افیم اور چانڈو کی مدح میں قصیدہ خوانیاں ہو رہی ہیں۔

یلا سا فیا مالوے کی افیم
کہ کر آؤں گلگشتِ باغِ نعیم

کہیں اکھاڑوں میں بٹیروں، مرغوں اور مینڈھوں کی لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ تماشائیوں کا ہجوم ہے، بے انتہا شور ہے۔ واہ واہ، مرحبا، شاباش بیٹا، جیتے رہو میرے شیر۔ کی للکاروں سے کان کے پردے بے پناہ مانگ رہے ہیں کہیں شعر خوانیاں ہو رہی ہیں۔ پھکڑ اور ہزل سے گذر کر ڈھول ڈھپ تک نوبت آ گئی ہے۔ ریختی سے شوق ہو رہا ہے اور ہر طرح زبان و شاعری کی مٹی پلید کی جا رہی ہے۔ محلسراؤں سے ہلکی ہلکی ہنسی، شوخ کھلکھلاہٹ اور حسین قہقہوں کی آوازیں آ رہی ہیں۔ جو کانوں کے راستے دل کی گہرائیوں تک اترتی چلی جا رہی ہیں۔ آپس میں چھیڑ چھاڑ ہو رہی ہے۔ ڈومنیاں لہک لہک کر گا رہی ہیں۔ ان کے پھیلے ہوئے دامنوں میں چھنا چھن روپے برس رہے ہیں۔ ملازمائیں اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں مغلانی کہانیاں کہہ رہی ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے، الھڑ اور شوخ لڑکیاں اُسے گھیر کر بیٹھی ہیں۔ عزیز(ہ) کے اشعار آہستہ آہستہ گا گا کر پڑھ رہے ہیں۔ مبادا کوئی سُن لے اور ہر آہٹ سے گھبرا کر چونک اٹھتی ہیں۔ رت جگوں اور شادی بیاہ کی دھوم میں کان پڑی آواز

سنائی نہیں دیتی۔ اور بیچ بیچ میں کہیں سے بڑی بوڑھی بیگمات کی ڈانٹ اور پھٹکاریں سنائی آتی ہیں۔ غرض اُمرا کی زندگی کے ہر رنگ کی آئینہ داری کی گئی ہے۔ ان کے تاریک اور روشن پہلو دونوں دکھائے ہیں مگر روشن کم اور تاریک زیادہ اور ہر جگہ ظرافت کی مرصع کاری۔ اس فنی پختگی کے ساتھ کی گئی ہے کہ وہ لافانی ہو گئے ہیں۔ انھیں ہم اسی لئے پسند کرتے ہیں کہ وہ ہماری دلچسپی کا باعث ہیں۔ ان کو پڑھ کر ہم ہنستے ہیں اور قہقہے لگاتے ہیں۔ شاید افسوس کبھی نہیں کرتے جو سرشار کا منشا تھا ہر چیز پردۂ فلم کی طرح ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔ ہم اپنی آنکھیں مل مل کر انھیں دیکھتے ہیں۔ کہیں دھوکہ تو نہیں۔ یہ سرشار کے اسٹائل اور تخیل کی برکت ہے کہ حقیقت رومان اور تصور ایک دوسرے میں گڈمڈ نظر آتے ہیں۔ نوابوں کے کردار، ان کی پرواز تخیل کا ایک پرتو اور ان کی قوتِ فکر کی ایک دلفریب تخلیق ہیں۔ ان میں حقیقت ہے یا نہیں اس کا جواب اپنی اپنی صلاحیتوں کے پاس ہے۔ مبالغہ ان میں ضرور ہے۔ بلکہ اکثر جگہ تو پرداز فکر اور مبالغہ ہی کی طلسم سازیاں ہیں۔ لیکن اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ دنیائے عمل میں ان نوابوں کی وہی حیثیت تھی جو آج خیال کی دنیا میں سرشار کے لکھنؤ کی ہے۔ وہ رئیس تھے، شوقین تھے اور رنگین مزاج بھی۔ کبوتر بٹیر وغیرہ پالتے تھے۔ لوگ اب بھی پالتے ہیں۔ چانڈو، مدک، افیون، شراب کا شوق رکھتے تھے۔ لوگ اب بھی اُن کے عادی ہیں۔ پتنگ بازی، گنجفہ، شطرنج کھیلتے تھے۔ یہ شوق اب بھی پائے جاتے ہیں۔ اُن کے دماغ میں دولت و حکومت کا نشہ تھا۔ اب بھی دُنیا ایسی ہستیوں سے خالی نہیں۔ غرض سب کچھ تھا جو سرشار نے دکھایا۔ اور وہی اب بھی ملتا ہے۔ اتنی بات ضرور ہے کہ قلم سرشار کے ہاتھ میں تھا جس رنگ میں چاہا رنگ دیا۔ جس طرح چاہا دکھا دیا۔ اور اس طرح دکھایا کہ تفریحی پہلو ہمیشہ نمایاں رکھا۔ اس خصوصیت کو وہ کبھی دبنے نہیں دیتے۔ اور جہاں وہ اس سے علیحدہ ہوتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں رہتے۔ یوں نوابوں میں جہاں انھوں نے صف شکن بٹیر والے نواب۔ سحر سلطنت جو ہمایوں فر کے مرنے کے بعد سپہر آرا سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ قمر کاب جو حسن آرا کے غائبانہ عاشق ہو گئے۔ بشیر الدولہ جو انسانی لباس میں غیر انسانی مخلوق ہے رونق الدولہ جو بہت خانہ نشین ہیں، نواب چھپن جو اعتدال پسند ہیں۔ نواب محمد عسکری جو تنوع پسند ہیں۔ اس قسم کے افراد دکھائے ہیں وہاں ایسے نواب بھی دکھائے ہیں جیسے ثریا بیگم کے شوہر یا ہمایوں فر یا ان کے بڑے بھائی صاحب عالم وغیرہ جو نہ احمق ہیں نہ کوئی ایسی حرکت کرتے ہیں جو ہمارے جذبات کو متلاطم کر کے گدگدا کر بے اختیار ہنسنے پر مجبور کر دے۔ لیکن ایسی مثالیں بہت کم ہیں جس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ سرشار کی پرانے رنگ کی مخالفت نے ان ہی کے ہاتھ سے ایسے کردار بھی پیدا کر دیئے جو اس کام میں اپنے خالق کے معاون ثابت ہوں۔ اور جو قدیم قابل اعتراض باتوں کے دور کرنے میں اپنے مقابل کے کرداروں سے کشمکش میں مبتلا رہیں۔ لیکن ایسے کرداروں میں نہ اُن کے یہاں کوئی تنوع ہے اور نہ دلچسپی۔ وہ ایسے کردار پیدا کرنے میں ماہر نہیں۔ ان کی فیکٹری میں وہی کردار اچھے تیار ہو سکتے ہیں جو چلبلے ہوتے ہیں۔ جو اُن کے ظریفانہ جذبات کا اُبال ہوتے ہیں خواہ وہ نوابوں کی صورت میں ہوں خواہ مصاحبوں کی ان کی دلچسپی ان کی ظرافت کے ساتھ قائم ہے۔ یہی اُن کے جسم میں روح کی طرح دوڑتی رہتی ہے۔ جہاں یہ برق رو اُن کے جسم سے نکلی وہ بیجان ہو کر زمین پر گر پڑتے ہیں۔ اور پھر یہ ہمارے رحم و کرم پر منحصر ہوتا ہے کہ ہم انھیں جی چاہے جہاں اٹھا کر پٹک دیں۔

دُنیا مُردہ جسم کی کوئی قدر نہیں کرتا اور نہ مُردہ نام کی اور جس کا نام زندہ ہوتا ہے وہ کبھی مرتا ہی نہیں۔

سرشار کا کمال یہ ہے کہ انھوں نے جس بصیرت کا ثبوت دیتے ہوئے نوابوں کی زندگی اور مشاغل کو دکھایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا تجربہ اس شعبے میں کتنا وسیع ہے، مشاہدہ کتنا گہرا اور نظر کتنی باریک ہے۔ جو نہ صرف نمایاں، بلکہ معمولی اور جزوی باتوں کو بھی بھانپ لیتی ہے اور ان سے ایک نہایت موزوں پس منظر قائم کر لیتی ہے۔

مردانہ زندگی کے متعلق جتنے موقعے ہیں ان پر اتنی حیرت نہیں ہوتی۔ لیکن جب سرشار اس نگار خانہ میں بیگمات، اُن کی معاشرت، بول چال، ماحول، غرض محل خانی زندگی کی تمام مصروفیات بڑی تفصیل اور جامعیت کے ساتھ بتاتے ہیں تو بڑی حیرت ہوتی ہے۔

مصور کا کمال یہ ہے کہ تصویر خود منہ سے بول اٹھے شاعر کا کمال یہ ہے کہ اشعار کے الفاظ آہنگ اور معانی میں لذت،

وہ درد کی ساری شدت سمٹ آتے۔ ادیب کا کمال یہ ہے کہ اس کے خیالات اور الفاظ فرسودہ نہ ہوں۔ اور پڑھنے والے کے ذہن کی خود بخود اس کی رہنمائی کے وہاں تک رسائی ہو جائے۔ اسی لئے بعض ادیبوں کے یہاں ہمیں الفاظ کی تفصیل کی بجائے صرف اشارے اور کنائے ملتے ہیں۔

سرشار کی ضخیم تصانیف کے صفحوں میں ہم بیگمات کی زندگی سے متعلق ہر قسم کا مواد پاتے ہیں جس کی بنا پر ہم ان کی زندگی کا مکمل خلاصہ بڑی آسانی اور کامیابی کے ساتھ تیار کر سکتے ہیں۔ ان میں بڑی بوڑھی بیگمات کی تصاویر جہاں ایک طرف محل خانی معاشرت و آداب کی آئینہ دار ہیں وہاں ہمارے لئے ذریعہ تفریح بھی ہیں۔ ان کا رعب، ان کی تکرار، ان کی جھڑکیاں، توہم پرستیاں، ان کی ضدیں، ان کا چڑچڑاپن، ان کی آمریت، اور مطلق العنانی سب کے سب دلچسپ ہیں۔ نوجوان لڑکیوں اور نئی بیگمات کے ذکر میں ان کی نوک جھونک، دل لگیاں، چہلیں، مذاق، آپس کی چھیڑ چھاڑ، پھبتیاں اور فقرے کسنا، حاضر جوابی، ان کی پردہ داریاں اور پردہ داری میں بے پردگیاں، ان کی رہت رسوم، توہم پرستی اور خوش اعتقادی، شادی بیاہ میں ان کی مصروفیتیں اور دلچسپیاں، عید بقرعید، محرم، میلے، تیوہار پر ان کے مشغلے، ان کی نزاکت آفرینی، آپس میں ایک دوسرے سے اظہار تعشق، بڑی بوڑھیوں کا ادب، محلسرا کی ملازماؤں سے ان کا سلوک، ان کی رنگینی طبع، غرض ہر چیز بڑی تفصیل اور شرح و بسط کے ساتھ اس جگہ موجود ہے۔ اور ہم یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ لکھنؤ جیسے افسانوی شہر کی حسین و دلفریب مرقعے اس سے اچھے اور دلچسپ و رومانک اور روح پرور اپنے اصلی رنگ میں نہیں ہو سکتے۔ جس طرح گلاب کے رنگین تختوں کو دیکھ کر روح میں تازگی آجاتی ہے، دماغ معطر ہو جاتا ہے اور جہاں ہوا خوشبوؤں میں بسی ہوئی لہروں کے ساتھ کھیلتا ہوا گزرتا ہے تو دل کھل جاتا ہے۔ ہماری آنکھیں خوشی کے جذبہ سے چمک اٹھتی ہیں۔ یہی کیفیت ان بیگمات کے مرقعوں سے ہمارے حسیات اور ذہن پر طاری ہو جاتی ہے۔ اور ہم اس مادی دنیا کے بکھیڑوں کو بھول کر تھوڑی دیر کیلئے اس انسانی تصور کی دنیا اور اس کی دلفریبیوں میں کھو جاتے ہیں۔

رؤف رؤفی

واپسی

خاموش ہے، گنگ ہے، سیہ پوش!
ماضی کے محل کی نرم دیوار
ٹوٹا نہیں بے حسی کا پندار!
چھوڑا تھا اسی محل کے پیچھے
احباب کو صرف نغمہ دستاں
رکھتے تھے شرارتوں کی بنیاد
ہوتا تھا محبتوں کا آغاز
لوٹا ہوں تو محفلیں ہیں خاموش
آتی نہیں قہقہوں کی آواز!
زندانئ حد کہیں کھو گئے ہیں
دیوانے بہل کے سو گئے ہیں
دروازوں پہ دے رہا ہوں آواز
خاموش ہے، گنگ ہے سیہ پوش
ماضی کے محل کی نرم دیوار
پھیلائے ہوئے زمیں کی آغوش
تاریکی میں ڈھونڈھتا ہوں راہیں
سورج کو ترس گئیں نگاہیں!

اختر الایمان

کمی

آرکسٹرا میں جب نئی دُھن شروع ہوئی تو ناچ کی گت بدلنے کیلئے وہ ایک قلیل وقفے کیلئے رُکا۔ اور اس کے دماغ پر پھر سے انہی خیالات نے یلغار کردی۔ اسے اپنی ساتھی بیٹھو اِنڈین لڑکی کوئی خوفناک چڑیل معلوم ہونے لگی۔ اُس کی وہ خالی خالی سی حرص بھری آنکھیں، پوڈر اور روژ (Rouge) سے لپا ہوا ڈبل روٹی کا سا گول مٹول، بے کشش چہرا، لپ اسٹک سے رنگے ہوئے حد سے زیادہ پتلے ہونٹ، جیسے کسی کا خون پی کر آئی ہو۔ اور بلی کے سے لمبے لمبے سرخ ناخون، سوفیصدی چڑیل، ہوبہو ڈائن، اور اُسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے وہ اُس لمبے تڑنگے جسم کے بوجھ سے دبا جا رہا ہو۔ جیسے اُس پر کوئی پہاڑ گر پڑا ہو۔

"مہربانی کرکے ذرا ٹھیرنا، میری طبیعت اچانک خراب ہوگئی ہے۔" وہ بہانہ بنا کر ان سخت سخت سی مردانہ باہنوں کی گرفت سے آزاد ہوگیا۔ وہ بیچاری ایک کھسیانی "سوری" کہتی ہوئی کسی اور سمت کو چلی گئی۔ اور وہ خود گرتا پڑتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہال سے باہر نکل گیا جیسے برسوں کی قید سے چھوٹ کر بھاگا ہو۔ اور پھر آنکھ مچولی کھیلتے ہوئے تاروں کی چھاؤں میں اُس سنسان ٹیلے پر بیٹھا ہوا وہ اداس اور غمگین نظروں سے آسمان کی جانب دیکھنے لگا جیسے کسی چھپے ہوئے ستارے کو ڈھونڈھ رہا ہو۔ ابھی آٹھ روز پہلے تک اُسے کسی فکر یا انتشار سے دُور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ رنج و غم کے الفاظ اس کی لغت ہی سے خارج تھے۔ احباب کے حلقے میں وہ زندہ دلی اور مسرت کا دیوتا سمجھا جاتا تھا۔ "ہنسو اور ہنساؤ" یہی اس کی زندگی کا اہم اصول تھا اس نے ہمیشہ سہل الحصول چیزوں کو چاہا تھا۔ کسی ناقابلِ رسائی چیز کی اس نے کبھی اپنے دل میں طلب پیدا ہی نہیں ہونے دی تھی۔ اس کا قول تھا۔ انسان دُنیا کی گوناگوں مسرتوں سے لطف اندوز ہونے اور خوش و خرم و کامراں رہنے کیلئے پیدا ہوا ہے رونے دھونے اور ناکام رہنے کیلئے نہیں۔ وہ ہمیشہ ان خیالات پرست احمقوں کی ہنسی اُڑایا کرتا تھا جو خواہ مخواہ ناقابلِ عمل تجویزیں سوچتے اور مشکل کاموں میں اُلجھے رہتے ہیں ہمیشہ خیال اور رومان کی دُنیا میں بستے ہیں۔ ایسے بیوقوف رومان پسند دل کیلئے اس کے دل میں ذرہ بھر بھی وقعت اور ہمدردی نہیں تھی۔ ایسی دیوانگی کی باتیں اس ساکت و جامد زمانے میں تو پنپ سکتی تھیں جب انسانی ادہان مذہب اور قدامت کی بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا۔ جب عشقِ مجازی کو عشقِ حقیقی کا زینہ کہا جاتا تھا۔ جب عارضِ محبوب میں جلوۂ حق نظر آتا تھا مختصر یہ کہ جب دُنیا جاہل اور انجان تھی۔ مگر آجکل اس ترقی یافتہ سائنس اور مشینری کے دور میں جبکہ کائنات کے ذرے ذرے کی ماہیت معلوم ہو چکی ہے، انسانی جذبات اور خواہشات تک کے اسباب کا کھوج لگایا جا چکا ہے۔ تو بھلا یہ بیمار تخیل اور ایسی فرسودہ حماقتیں کہیں قابلِ معافی ہوسکتی ہیں۔

"اخلاقی معیار کے مطابق زندگی بسر کرو۔ پاکبازی اور شرافت کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ کسی بداخلاقی کے مرتکب نہ ہو۔ محبت کے معاملہ میں ہمیشہ ثابت قدم اور وفادار رہو۔ اگر کسی کو چاہو تو ہمیشہ کیلئے اس کا کلمہ پڑھو۔ بس اسی کے ہو رہو۔" یہ سب کیسی عقلمندی کے اصول ہیں۔ گویا اپنے دھڑکتے ہوئے دل کو مارفیا کے انجکشن سے ساکت کرلو۔ اپنی انگلیوں سے اپنی آنکھیں پھوڑ لو۔ اپنے ہاتھوں طوق اور بیڑیاں پہن لو۔ انسان فطرۃً آزاد ہے۔ عورت ہو یا مرد — اپنے قول و فعل کا مختارِ کل۔ کسی کی رُوح کو زبردستی غلام بنانے کا کسی کو بھی حق حاصل نہیں ہے کوئی جوا کھیلے، آوارہ گردی کرے، شراب پئے، بھنگ گھونٹے سنکھیا پھانکے یا خودکشی کرلے۔ آخر کوئی کسی کے ذاتی معاملات میں دخل دینے کا مجاز کب سے ہوا؟ کیا دوسرے جانوروں پر بھی ایسی پابندیاں عائد ہیں، ایسی کڑی قیدیں ہیں، ہرگز نہیں، وہ تو فطرت کے عین مطابق آزادانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ پھر فطرتِ انسانی بھی تو انہی میں سے ایک ہے۔ جو ارتقا کی منازل طے کرکے اب اشرف المخلوقات کہلانے لگا ہے۔ مگر بیوقوف انسان اپنے اس احساسِ فوقیت کی شیخی میں مذہب، اخلاق،

تہذیب، سماج اور نہ جانے کون کون سی بلائیں اپنے سر منڈھتا گیا۔

یہ دُنیا کس قدر پُر تنوع ہے۔ پیٹ بھرا ہوا ہو اور روپیہ پاس ہو تو جہان میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ نت نئی رنگینیاں، تازہ بتازہ دلچسپیاں اور ذوقِ نظر کی تسکین کیلئے نَو بہ نَو عورتیں، ایک نہیں دو نہیں متعدد اور بے شمار۔ طرح طرح کے فیشن میں رنگی ہوئی۔ قسم قسم کی اداؤں کی مالک۔ پھر بھلا کس کا سر پھرا ہے کہ اس بوقلمونی کی توہین کرے۔ اور "جیسے ہر ایک شے میں کسی شے کی کمی پاتا ہوں" کے نعرے لگاتا پھرے۔

اور وہ اپنا یہ اصول اور نظریہ ہر ایک کے سامنے بلا کسی جھجک کے ظاہر کر دیا کرتا۔ لیکن آٹھ دن ہوئے ایک رات اس کے خیالات و محسوسات میں یکایک انقلابِ عظیم رونما ہو گیا تھا۔ ایک آن کی آن میں زندگی کے متعلق اس کا نظریہ یکسر بدل گیا تھا اس تمام رات یہاں کے ایک مشہور ہوٹل میں دلچسپ پروگرام تھا جس کا موضوع تھا "ہندوستان قدیم زمانہ میں"۔ یہاں کی سوسائٹی کس ذوق و شوق سے اس رات کی منتظر تھی۔ دو تین دن پہلے ہی ہوٹل کی تمام نشستیں ریزرو ہو چکی تھیں۔ اور خاص اس روز سرِ شام ہی ہوٹل کا ہال زندگی اور زندگی کی مسرّت خوشی سے جگمگا اٹھا تھا۔ وہ بھی اپنے احباب کے ساتھ خوش گپیوں میں مشغول تھا۔ ہال کا وہ حصّہ اس کے دبے دبے قہقہوں سے گونج رہا تھا۔ اتنے میں ایک مرد کے ساتھ ایک نازک اندام عورت ہنستی مسکراتی، لجاتی، شرماتی آہستگی کی سبک ڈالی کی طرح بل کھاتی اس کے عین قریب سے ہو کر گذری۔ پہلے تو وہ اپنی عادت کے مطابق اسے دور تک کن انکھیوں سے دیکھتا رہا۔ اور پھر نہ جانے کس کشش کے زیرِ اثر اس نے ذرا سی دیر میں کتنی بار ادھر دیکھ لیا۔ جوان عورتوں کو چور نظروں سے گھورنا اور پھر اپنے ساتھیوں کے سامنے ان پر رائے زنی کرنا اس کے نزدیک کوئی معیوب فعل نہیں تھا۔ مگر آج اس نے اس عورت کو دیکھ کر اس کے متعلق ایک لفظ بھی اپنے دوستوں سے نہیں کہا۔ اور کسی غیر مرئی قوت نے جیسے اس کو اس طرف دیکھتے رہنے پر مجبور کر دیا تھا۔ جب رقص شروع ہوا تو کتنی ہی واقف کار عورتوں نے اس کی طرف مسکراتی نظروں سے دیکھ کر اُسے ہم رقص ہونے کی دعوت دی لیکن وہ اپنی جگہ سے بلا تک نہیں۔ یونہی انجان سا بنا بیٹھا رہا۔

لیکن جب مسری بار آرکسٹرا نے ایک دلکش ناچ کی دُھن بجائی تو وہ اپنے پاس بیٹھی ہوئی عورت کو جیسے ٹالنے کی غرض سے مارا باندھا اس کے ساتھ جا کر رقص کرنے لگا۔ لیکن اُسے ذرا بھی لطف نہ آیا اور اس اثنا میں اُسے یوں محسوس ہوتا رہا جیسے آج وہ رقص کرنا ہی بھول گیا ہے۔ اس کا سر لٹو کی طرح چکرا رہا تھا۔

ایک بار تو اس نے بے خیالی میں اپنے بازو بالکل ہٹا لئے تھے۔ جس کیلئے اُسے اپنی ساتھی عورت سے بڑی لجاجت کے ساتھ معافی مانگنی پڑی۔ اور پھر جونہی ناچ ختم ہوا وہ پیشانی سے پسینہ پونچھتا ہوا اتیر کی طرح اپنی جگہ آ کر بیٹھ گیا۔ جیسے اس سے کوئی جرم سرزد ہو گیا ہو۔ اور پھر وہ بظاہر اپنے احباب کے ساتھ ہنسی مذاق میں مصروف ہو گیا۔ آج اس کے دل میں نہ جانے کیسی انجان سی مسرّت بھر گئی تھی۔ اس کی رگ رگ میں کیسا عجیب سا سرور چھا رہا تھا۔ اُس نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنے دل کی اس نئی کیفیت کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دیگا۔ کسی کو اس مسرّت میں شریک نہیں کرے گا۔ گویا کسی کو بھید لگ جانے کی صورت میں اُسے اپنی خوشی چھن جانے کا ڈر ہو۔ مگر اس کی بات بات سے اس کے من کا بھید ظاہر ہو رہا تھا۔ ہنسی جیسے اس کے ہونٹوں سے ابلی پڑتی تھی۔ دو تین مرتبہ وہ بلا کسی بات کے بڑے زور سے بے ساختہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ مگر پھر جلدی ہی جیسے اسے اپنی بدتمیزی کا احساس ہو گیا اس نے مجرمانہ نظروں سے اس طرف دیکھا۔ اس نے سوچا، وہ کیا کہتی ہو گی۔ ناچنے گانے والیوں کو دیکھ دیکھ کر ہنس رہے ہیں۔ بدتمیز کہیں کے۔ اس کے بعد اس نے اسٹیج کی طرف نظر اُٹھا کے بھی نہیں دیکھا۔ اس کے دل پر آج عمر میں پہلی مرتبہ بول ہنسی کا عیب چھایا تھا۔ اور پھر جب اس کے دوستوں نے وِسکی اور شامپین طلب کی تو وہ خواہ مخواہ جھنجلا کر بولا "وہیں جا کر پی آؤ نا۔ میز پر دکان لگانی کیا ضروری ہے"۔

وہ سب حیران ہو کر اس کا مُنہ تکنے لگے تھے۔ اور پھر اُن میں سے ایک نے مسکرا کے قہقہہ لگا کر کہا تھا "آج دشمنوں کے مزاج کیسے ہیں؟ کہیں آج زیادہ تو نہیں پی گئے؟"

اس پر اُسے بہت غصّہ آیا۔ کمبخت، بدمذاق "پی

لئے۔ پی گئے" کی واہیات گردان۔ گویا پینے کے علاوہ دُنیا میں کوئی کام ہی نہیں۔ مگر وہ کچھ بولا نہیں کہ کہیں انھیں شک نہ ہو جائے۔ پھر بھی وہ اسرار زیادہ دیر تک کیسے چھپا سکتا تھا۔ مانا کہ زبان بس میں تھی۔ آنکھوں پر تو اختیار نہیں تھا۔ اور جب اس کی نگاہوں کے تعاقب میں ان سب کی نظریں بھی اس طرف پہنچ گئیں تو انھوں نے اصل معاملہ بھانپ لیا "خوب! تو یوں کہو۔ آج یہ انوکھی شراب پی جا رہی ہے۔ اس مہلک مرض کا حملہ جناب پر کب سے ہوا؟"

اس سوال کے جواب میں ایک محجوب سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر کھیل گئی۔ اور اُسے محسوس ہونے لگا جیسے آج واقعی اس نے وسکی، شامپین، ورموتھ کی بے شمار بوتلیں خالی کر ڈالی ہیں۔ جیسے اس کی نس نس نشے میں ڈوبی ہوئی ہو حالانکہ آج وہ بار کے پاس تک نہیں پھٹکا تھا۔ اس کے ہوش میں یہ پہلا موقع تھا کہ وہ ایسی بیجا ہی رات میں یوں ساقی و شراب سے بیگانہ وا بیٹھا تھا۔ اور جب اس کے ساتھی پھر رقص کرنے چلے گئے تو وہ جلدی سے اٹھ کر صوفے کے بازو پر بیٹھ گیا تاکہ وہاں سے اچھی طرح دیکھ سکے۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد یکایک ہال کی تمام بتیاں بجھا دی گئیں۔ اور اسٹیج پر سُرخ قمقموں کی روشنی نے گویا آگ سی لگا دی۔ پردہ ہٹا اور ایک رقاصہ شعلۂ جوالہ سی ناچتی تھرکتی ہوئی چھم چھم کرتی نظر آئی۔ تماشائی اُچک اچک کر اُسے دیکھنے لگے۔ کتنے ہی اپنی اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے۔ کئی ایک نے اپنی دُوربینیں سنبھال لیں۔ کیا بوڑھا کیا جوان ہر ایک کھا جانے والی نظروں سے اُسے دیکھنے لگا۔ اور اس وقت وہ بھی ناچ دیکھنے کے بہانے سے جلدی سے اٹھ کر اس کونے کی طرف چلا گیا۔ اور اس کے قریب کے ایک ستون کے ساتھ لگ کر اُسے ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگا۔ وہ کیسے باوقار، کیسے پُرتمکنت اور کیسے دلکش انداز سے بیٹھی تھی۔ ہر چیز سے بے نیاز ہر شئے سے لاپروا۔ جیسے یہ سب اس کے نزدیک ایک ادنیٰ مذاق کا درجہ رکھتا ہو۔ اور وہیں کھڑے کھڑے اُسے معاً ایسا محسوس ہوا جیسے آج تک اس کی آنکھوں پر کسی نے کس کر پٹی باندھ رکھی تھی۔ جیسے آج تک اس نے کسی حقیقت کو پہچانا ہی نہیں تھا۔

سچ مچ یہ مذاق ہی تو تھا۔ زندگی کا ایک بھونڈا سا مذاق بے وقوف لوگوں کو اور زیادہ احمق بنانے والا مذاق — یہ تہذیب تمدن کے ڈھکوسلے — یہ آزادی اور ترقی کے بے سُرے الاپ یہ سائنس اور علم کے دھوکے۔ اور — اس کا نتیجہ یہ لوٹ مار یہ خود غرضی، یہ قتل و غارت۔ برج اور شراب۔ اور پھر یہ رنگا رنگ کے فیشنوں میں غرق تعلیم و تہذیب سے مزین عورتیں اور لڑکیاں کیسی بھولی بنتی ہیں۔ کیسی حسین بننے کی کوشش کرتی ہیں۔ کیسی خوش خوش اور آزاد نظر آتی ہیں۔ ذرا کوئی ان کے من کے اندر جھانک کر دیکھے۔ کیا واقعی وہ ایسی ہی خوش ہیں ایسی ہی آزاد ہیں۔ نہ جانے ان مسکراتی آنکھوں میں کتنا حزن کتنا ملال اور کتنی غلامی بھری پڑی ہے۔ پھر اس ظاہری سج دھج سے کیا فائدہ۔ اس چمک دمک سے کیا حاصل۔ دُنیا کو فریب دینے اور خود فریب کھانے کا نتیجہ؟ دراصل یہ ظاہرداریاں ہی تو انسانوں کے دلوں سے خلوص کی بے بہا دولت چھین لیتی ہیں اس سے تو وہ گاؤں کے رہنے والے سیدھے سادے کسان اچھے ہیں۔ وہ بےخبر سی جاہل اور سادہ دل لڑکیاں اور عورتیں ہی بہتر ہیں جو کچھ بھی نہ جانتی ہوں۔ لیکن نہیں نہیں ان کی سادگی تو حیوانیت کی حد تک پہنچی ہوتی ہے۔ بیچارے گائے بیلوں میں رہتے رہتے خود بھی ڈھور ڈنگر بن جاتے ہیں۔ ایک واقف دماغ ایسے انجان دماغ کی رفاقت کا دُکھ کیسے سہہ سکتا ہے۔

اس خیال ہی سے اس کا دل لرز گیا۔ اور اُسے پھر ایک شوق بھری سی بھرپور نگاہ اس پر ڈالنی پڑی۔ ایسی ہی دلکش سی معیاری عورتیں جو جدید تہذیب و تمدن میں رنگ کر بھی ایسی سادہ لجائی لجائی سی نظر آئیں جو سب کچھ جانتے ہوئے بھی ایک دلفریب انداز سے انجان انجان سی دکھائی دیں۔ آہ! اس کا یہ خالص ہندوستانی معیاری حُسن، یہ نشوں کی ایک دُنیا لئے ہوئے آنکھیں، یہ نظر فریب لباس اور یہ بھاری آنچل سے نصف ڈھکے ہوئے سیاہ گھٹاؤں کے سے بادل۔ اس کے حواس پر گویا بےخودی سی چھانے لگی۔ آہ! کاش وہ ایک بار اور صرف ایک بار اُس کے ساتھ رقص کرتا۔ صرف ایک ہی بار اس کے صندلی بازوؤں — اچانک ہال روشنی سے جگمگا اٹھا اور پہلی بار محض اتفاقاً اس کی نظریں ملیں — اُف! اُن نگاہوں کا یہ سنگم — یہ کیف بار مسکراتی ہوئی نظریں۔ اُسے یوں معلوم ہونے لگا جیسے اس کے من میں ایک ساتھ لاکھوں دیوں کی جوت جگا دی ہو۔ جیسے وہ آسمانوں پر اُڑا جا رہا ہو۔

اور پھر جب سب بیٹھ گئے تو اُسے بھی مجبوراً اپنی جگہ جا کر بیٹھنا پڑا۔

اس کے دوست پھر اپنی اپنی ہانکنے لگے "یار چیز تو خوب ہے بہت ہی چھوٹی سی پیاری سی" ایک نے کہا اور دوسرا بولا "کاش میں اس کے ساتھ کچھ دیر کیلئے ناچ سکتا۔ مگر تعارف کے بغیر کیسے پوچھا جائے۔ ایسی دلکش اور نازک اندام ہستی کا ہم رقص بننا کس قدر سرور انگیز ہو سکتا ہے۔ کیسی کومل ہے۔ جیسے جوہی کا پھول!"

اور اس نے قہر آلود نظروں سے ان سب کو گھورا۔ اس کا بس چلتا تو وہ ان سب کی آنکھیں پھوڑ ڈالتا۔ وہ اپنے سوا ہر ایک کی آنکھیں بند کر دیتا۔ یہ بد مذاق، بدتمیز چلے ہیں اس کی تعریف کرنے "جیسے جوہی کا پھول"۔ کیسی عامیانہ سی تشبیہہ ہے وہ تو... وہ تو... لیکن اسے کوئی تشبیہہ اس کے قابل ملی ہی نہیں۔ اور اس نے اپنے دل میں سوچا۔ اس کی سُندرتا ہر تشبیہہ سے بالاتر ہے۔

پھر کتنی بار وہ مدہوش کن نظریں اس کی پیاسی نگاہوں سے ملتی رہیں۔ جیسے کچھ کہنے کیلئے لفظ ڈھونڈھ رہی ہوں۔ اور پھر جیسے چشم زدن میں رات کے دو بج گئے۔ ایک دم سے سب لوگ کھڑے ہو گئے۔ وہ اور اس کے ساتھ آیا ہوا مرد بھی۔ اور وہ آخری بار ایک دیوانہ کن نگاہ سے اُسے از خود رفتہ بنا کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔

وہ بے خودی کے عالم میں جلدی سے ان کے پیچھے ہو لیا لیکن اچانک بہت سے آدمیوں کا ایک ریلا آیا اور اُسے اس کی آنکھوں سے اوجھل کر گیا۔ وہ دھکم دھکا کر کے ہوا کی تیزی سے نیچے اترا۔ اس نے پیدل چلنے والوں سے لیکر گاڑیوں میں سوار ہونے والوں تک سبھی کو بیتابانہ طور پر دیکھا مگر اس کا کہیں بھی پتہ نہیں تھا۔ گویا وہ بانسری سے نکلی ہوئی ایک دلکش صدا تھی جو پلک جھپکنے میں فضا کے اندر تحلیل ہو گئی ــــ اور پھر آٹھ دن، آٹھ بیقرار اور ویراگ کے دن ــــ اس نے کس طرح گذارے۔ یہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔ اس پر تو کسی نے جیسے جادو کر دیا تھا۔ اس کی دُنیا بدل چکی تھی۔ ایک بیتاب آرزو تھی جو ہر وقت اس کے دل کو بیقرار رکھتی۔ ایک بیکل جستجو تھی جو کسی طرح کم نہ ہوتی۔ وہ کسی نوعمر اور نو آموز طالب علم عاشق کی طرح بے مقصد ادھر اُدھر مارا پھرا۔ کوئی سیرگاہ، کوئی ہوٹل، کوئی ہال روم اور شہر کا کوئی حصّہ اس نے ڈھونڈھنے سے نہ چھوڑا۔

رات گئے جب وہ بے نیل و مرام گھر واپس آتا تو اس کا جسم تکان سے چُور چُور ہو رہا ہوتا۔ جیسے شدید مشقت کر کے آیا ہو۔ اور پھر آج شام کو جب وہ اپنی ناکام تلاش کے بعد تھکے تھکے افسردہ قدموں سے واپس لوٹ رہا تھا وہ اچانک یکایک سامنے سے وہ آتی دکھائی دے گئی۔ وہی شاعرانہ سی چال، ویسا ہی خوبصورت لباس، وہی سر پر سے سرکتا ہوا زرکار بھاری آنچل کا دوپٹہ۔ اُسے یوں معلوم ہوا جیسے گہری اندھیری رات میں کاتک کی چاندنی یکایک کھل گئی ہو۔ جیسے کسی برسوں کے پیاسے کے مُنہ میں امرت ٹپکا دیا گیا ہو۔ اور وہ ناکام ایک بیوقوف لڑکے کی طرح سڑک کے جنگلے سے لگ کر اُسے کھوئی کھوئی نظروں سے دیکھنے لگا۔ اور جب ذرا فاصلہ سے اس نے اس کی طرف دیکھا تو فرطِ مسرت سے اس کا دل کیسے زور سے دھڑکنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں جیسے خوشی کے آنسو بھر گئے۔ اور پھر اُس کی طرف دوبارہ ایک نظر ڈالے بغیر وہ اس کے قریب سے ہو کر گذر گئی۔ اتنے قریب سے کہ اگر وہ چاہتا اور اُسے ہمت ہوتی تو اس کا آنچل آسانی سے چھو سکتا اور آن واحد میں وہ ایک طرف کو مڑ کر نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ جیسے کوئی آسمان کا چمکتا ہوا ستارہ ٹوٹ کر ایک لمحے کیلئے دُنیا کو روشن کرتا ہو کہیں دور خلا میں غائب ہو جائے۔ اور اُسے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے وہ کسی تیز رفتار موٹر میں بیٹھا ہوا نیچے نیچے کسی گہری کھڈ میں اترتا چلا جا رہا ہو۔ جیسے اس کی آنکھوں کے آگے ہر رات کی راتوں کا سا اندھیارا چھا گیا ہو۔ لیکن مسرت کیسی ناقص بات ہوئی بالکل ساون کی ہواؤں کی طرح بے اعتبار۔ ابھی دُنیا پر ستی اور نشے کی بارش کر رہی تھی، ابھی نہ جانے کہاں غائب ہو کر وہی دم گھونٹ دینے والا حبس اپنے پیچھے چھوڑ گئیں۔ اور وہ راہگیروں کی پرواہ کئے بغیر وہیں سر تھام کر بیٹھ گیا۔

کیا وہ سب دھوکا تھا، سراب تھا، اتنے دنوں وہ غلط فہمی ہی میں مبتلا رہا تھا۔ آخر وہ اس رات کیوں بار بار اس کی طرف محبّت پاش اور جادو اثر نظروں سے دیکھتی رہی تھی۔ کیوں اُسے مسکراہٹوں کے انمول خزانے بخشتی رہی تھی۔ اور آج! ــــ آج ایک بار اس نے دیکھ کر دوبارہ نگاہ غلط انداز سے بھی اس کی طرف دیکھنا گوارا نہیں کیا ــــ کیا اُسے اپنے بلند معیار اور

تفوق کا غرور ہے؟ اپنی بے پناہ مقناطیسی طاقت کا گھمنڈ ہے؟ کیا ایسی مغرور معیاری عورتوں کے لئے یوں بیقرار ہونا حماقت نہیں؟ —

اور وہ بھاگا بھاگا اسی ہوٹل میں جا پہنچا، جیسے کوئی خالی ہاتھ شرابی تاڑی خانہ سے پٹ کر نکلا ہو۔ اور وہاں اس نے بھوکی نظروں سے ہر طرف دیکھا اور ایک خوبرو اینگلو انڈین لڑکی کو ہمراہ لیکر رقص کرنے لگا۔ کتنی سہل الحصول تھی یہ لڑکی۔ اس نے ایک لمحہ کیلئے سوچا لیکن دوران رقص میں اس کے دل میں پھر انہی خیالات کا ہجوم ہوا۔ وہ اُسے بھول جانے پر قادر نہیں ہوسکتا۔ اُسے جس کو اُس نے پہلی اور آخری بار اپنی روح کی تمام گہرائیوں کے ساتھ چاہا ہے۔ وہ اس کی یاد سے کسی قیمت پر بھی دست بردار ہونے کو تیار نہیں ہوسکتا۔ وہ اس لمحے کے عوض جو ایک جاں فزا تصور میں بسر ہو، اپنی ساری جوانی، ساری عزت، اور اپنی ساری بیقرار زندگی دیدینے کو تیار تھا۔ وہ اس کی طلب اور تلاش میں عمر بھر بے وقوفوں کی طرح مارا مارا اور تباہ حال پھر سکتا ہے۔

اور پھر بالکل لاشعوری طور پر وہ دھیمے دھیمے سُروں میں گنگنانے لگا۔ ع

"جیسے ہر شے میں کسی شے کی کمی پاتا ہوں میں"

بلقیس بیگم شبیریں

یہ وسعتِ بیکنارِ صحرا

یہ وسعتِ بیکنارِ صحرا
ہماری جرأت کا امتحاں لے رہی ہے شاید۔
ہزارہا کارواں ادھر سے گذر چکے ہیں
ہزاروں آئینگے — پھر بھی ایک شانِ بے نیازی سے سب کو یہ دیکھتی رہے گی
نہ کچھ کہے گی نہ کچھ سُنے گی!
بھٹک گیا ہی اگر کوئی راہ میں تو اس کا ملال کیوں ہو؟
بہت سے ایسے بھی ہونگے جن کو ملا ہے اپنے ہی نقشِ پا سے سُراغ ہستی
کہاں گئے وہ؟
یہ کون جانے!
زمیں نے اپنی گداز باہوں میں شاید اُن کو پناہ دی ہو
مگر کوئی دلگداز نغمہ
کوئی محبت بھری حکایت
سُنا ہوا کوئی حرفِ شیریں
فضا میں اب تک تڑپ رہا ہے
یہی تو وہ شے ہے جسکو لائے تھے وہ ازل سے
یہی وہ دولت ہے جسکو وہ اپنے ساتھ لیجائیں گے ابد تک!

یہ وسعتِ بیکنارِ صحرا!
میں اک نحیف و زار رہرو!
مگر اے ذرّاتِ نور پیکر! گواہ رہنا
ادھر سے گذرا تھا اک مُسافر
مچل رہے تھے ہزاروں نغمات جس کے دل میں
مگر زمانہ نے اس کے ہونٹوں کو سی دیا تھا!

منیب الرحمٰن

جشنِ فتح کی رات

دو متضاد جذبے انسان کے دل کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ حزن و ملال اور کیف و سرور! باوجود اس کے غم کا ایک قطرہ اپنی گہرائیوں کے اعتبار سے مسرت کے دریائے ناپید اکنار کی وسعتوں پر چھایا ہوا ہے!!

دو مختلف صدائیں صحرائے زندگی کے بعید ترین گوشوں سے انسان کو پکارتی ہیں۔ خوش قسمتی اور بدنصیبی! وہ انتہائی تیزی کے ساتھ گرم رفتار ہوتا ہے۔ اور خوش قسمتی کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے۔ وہ ہمیشہ اسے اپنے سامنے نظر آتی ہے، لیکن اس کے حصول میں ناکام رہتا ہے۔ سنگلاخ زمینوں کے نوکیلے پتھر اس کے تلووں کو چھلنی کرتے ہیں۔ خارِ مغیلاں کی زہر آلود نوکیں اس کی ہتھیلیوں کو مجروح کرتی ہیں، اردگرد سے بلند ہونے والی آہ و بکا اس کے حواس پراگندہ کرتی ہے۔ اور ذمہ داریاں اسے میدانِ عمل میں جدوجہد کیلئے آمادہ کرتی ہیں۔ اس طرح جذباتِ رحم اور سیلابِ مصائب کی کش مکش میں خوش قسمتی کی یاد تک اس کے ذہن میں باقی نہیں رہتی۔ اس لئے کہ بدبختی ایک حقیقت ہے اور خوش نصیبی ایک واہمہ!

دو متضاد جذبے انسان کے دل کو اپنی طرف کھینچتے ہیں حزن و ملال اور کیف و سرور، حالانکہ غم کا ایک قطرہ اپنی گہرائیوں کے اعتبار سے مسرت کے دریائے ناپید اکنار کی وسعتوں پر چھایا ہوا ہے۔!!

اس دن اور رات کی یاد اب تک لوگوں کے دلوں میں تازہ ہے۔ جب اتحادیوں کی توپوں کی اس گرج نے فتح مندی اور کامیابی کی خوشخبری سنائی، جس نے بارہا میدانِ جنگ میں انسانی زندگی کی ارزانی و بے وقعتی اور قومی مفاد کی اہمیت کا ببانگِ دہل اعلان کیا۔ اس شاندار جشن کو جس کی [illegible] سلطنت کے گوشے گوشے پہ چھا گئیں، جس کی خوشی [illegible] دہشت کرنے والے دریا دلوں اور عیش و عشرت کرنے وا[illegible] مرا[illegible] نے برابر کا حصہ لیا۔ بھلا کون بھول سکتا ہے؟

لیکن دن کی روشنیاں تہواروں اور جشن ساما نیوں کو اکثر بے رونق سا بنا دیتی ہیں اور عیش و عشرت کی محفلیں تاریکیوں ہی کے پردے میں اپنی پوری زیب و آرائش کے ساتھ جلوہ ریز ہوتی ہیں۔

اور اے تاریکی! تو وفا شعار ہے۔ جب آفتاب غروب ہوتا ہے، تو پرسکون اور متحسس انداز میں قریب آتی جاتی ہو تو اس عاشق محبوب کی طرح ہے جس کی پُرجوش اُلفت کی زبان پر لب کشائی سے بہت پہلے دل کی بات مچلتی نظر آتی ہے۔ اور جو [illegible]ن لہجے یا انداز کو اختیار کرنے سے پہلے متعدد طریقوں سے سب کچھ کہہ ڈالتا ہے۔

اے تاریکی! اسی طرح آج پھر فضائے عالم پر تیرے چھا جانے کا وقت آپہنچا ہے۔ وہ سامنے اُفقِ مغرب پر تاریکیاں اپنے مختلف رنگوں میں گہری ہوتی جارہی ہیں۔ اور ان کے درمیان چمکنے والے ستاروں کے چراغ ٹمٹمانے لگے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اعزازی تمغے اور امتیازی نشانات ہیں ـــــ بہادروں کے سینے پر!

فتح کی محرابیں جھنڈیوں کی کثرت سے نازک کمر کی طرح لچک گئی ہیں۔ روشنیاں دُور سے بچھڑے ہوئے عزیزوں کی روحوں کی طرح پُراسرار اشارے کر رہی ہیں۔ باجوں کے طرب ناک نغمے ہر طرف سے فضا میں منتشر ہو رہے ہیں۔ سپاہی فوجی بینڈ کی تال پر گلی گلی چکر لگا رہے ہیں۔ اور کوئی نہیں جانتا وہ کدھر سے آرہے ہیں اور کہاں جائیں گے!

شور برپا کرنے والے طیارے جب بلند آسمان پر معلق نظر آتے ہیں اور اپنی نورانی شعاعیں زمین پر ڈالتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زمین کے ستارے آسمان کے سیاروں کو دیکھکر مُسکرا رہے ہیں۔

فضائے عالم پر لو مسرت اور خمارِ جشن طاری ہے، قلب شہر سے فتح و مسرت کے نعرے بلند ہو رہے ہیں۔ ہر چیز میں چمک اور تڑپ، ہر نظارے میں سرور اور بیتابی پائی جاتی ہے۔ اب نعرہ ہائے

مسرت مجسمے زیادہ قریب ہونے جا رہے ہیں۔ میں اپنے بالاخانے سے خوشیاں منانے والوں کو دیکھوں گی تاکہ ان کی مسرتوں میں شرکت کرسکوں!

لیکن . . . !

دو متضاد جذبے انسان کے دل کو اپنی طرف کھینچتے ہیں: حزن و ملال اور کیف و سرور۔ حالانکہ غم کا ایک قطرہ اپنی گہرائیوں کے اعتبار سے مسرت کے دریائے ناپیدا کنار کی وسعتوں پر چھایا ہوا ہے!!

جب انسان سراپا مسرت سے چور ہو کر یہ خیال کرنے لگتا ہے کہ اجتماعی حدود اور قوانینِ فطرت اس کے عیش و عشرت اور لطف اندوزی کی تکمیل کے مقابلے پر تھوڑی دیر کیلئے ایک غیر ضروری اور بے جان شے بن کر رہ گئے ہیں۔ تو یہی چیزیں اچانک اپنے حقائق و معانی کی پوری باریکیوں اور اپنے مطالب و مقاصد کی مکمل قوت کے ساتھ کارفرما ہوتی ہیں۔

. . . . اور دفعتہً شور و غل کے سیلاب میں سے ایک عجیب و حزیں نغمہ بلند ہوا۔

میں ایک گوشے میں کھڑی ہوگئی اور قریب کے مکانات پر ایک متجسسانہ نظر ڈالی تاکہ اس شور و غل کی وجہ دریافت کرسکوں میں نے اُسے مصائب و آلام کے بھیانک روپ میں بہت جلد پالیا، جس کی بے پناہ حرارت سے ذرّات قلب پگھل جاتے ہیں۔

مقابل کے مکان کی بالائی منزل پر میں نے دیکھا کہ چار آدمی ایک مختصر سے کمرے سے کچھ سامان نکال رہے ہیں۔ اور ایک بوڑھی عورت کو جو بار بار التجا کر رہی ہے اور پھوٹ پھوٹ کر روتی جاتی ہے بُری طرح جھڑک رہے ہیں۔ بیچاری بڑھیا! خمیدہ پشت، کریہہ المنظر، جس کی پیشانی پر زندگی کے موسم سرما نے بڑھاپے کی برف بکھیر دی تھی۔ اس نے پانچ مہینے سے مکان کا کرایہ ادا نہیں کیا تھا۔ بے رحم مالک خانہ اور نیلام والوں کا ہتیا سنبھالا اور نیلام کیلئے اُس کا مال ضبط کر لیا گیا۔ اب وہ اس تنگ و تاریک کمرے سے ہی نہیں بلکہ دو مکان سے آسمانی گنبد کے نیچے دھکیلی جا رہی ہے۔

خوشی ... سیلانی تاریکی میں تڑپنے والی شعاعوں کو جو زہریلے ناگوں کی طرح فضا میں لہرا رہی ہیں بڑی دلچسپی سے دیکھ رہی ہیں — دیکھ رہے ہیں اور جھوم رہے ہیں۔ بدنصیب بڑھیا اپنے مال و اسباب کو جو ہمیشہ کے لئے غصب کیا جا رہا ہے، حسرت بھری نظروں سے بار بار دیکھ رہی ہے — دیکھ رہی ہے اور رو رہی ہے! کاش اقطاراتِ اشک زر و سیم کی صورت اختیار کرلیا کرتے۔ تاکہ مقروض انسان اس طرح اپنے قرض خواہوں کے مطالبے پورے کرنے کے قابل ہو جاتے!

یہ چوکی ہے — جس پر وہ بیچاری اپنا خشک اور بے رونق کھانا کھاتی تھی۔ یہ پلنگڑی ہے — جس پر اس غریب نے اکثر وحشت ناک راتیں اس کے رازہائے سربستہ کی اُدھیڑبن میں گذار دی ہیں۔ یہ آئینہ ہے — جس میں اسے اپنے غمگین چہرے، بھدّے جسم اور مسلسل بہنے والے آنسوؤں کا عکس نظر آتا تھا۔

دردناک ہے — بہت دردناک ہے حسرت بھرے آنسوؤں کا منظر درشت و سرد آئینہ کی سطح پر!

وہ اپنے اس حقیر اور کم حیثیت اسبابِ خانہ داری کو کتنا عزیز رکھتی تھی۔ وہ اکثر ان چیزوں کو محبت و شکایت اور تشکر و تأسف کے ملے جلے جذبات کے ساتھ چھوتی تھی۔ اب یہ تمام چیزیں اس کے قبضے میں نہیں رہیں گی۔ آہ! اب وہ انھیں کیسے حاصل کرسکے گی؟

لو! اب ان لوگوں نے کمرے کی بڑی اور بھاری چیزیں بھی نکالنی شروع کر دیں۔ بوڑھی عورت لڑکھڑاتی ہوئی ان کی طرف چلی۔ اور اس کی درد آمیز آہیں اور ارتعاش انگیز سسکیاں اس کے حلق میں اٹک رہی ہیں۔

یہ تخت ہے — جس پر اس کے درماندہ اعضا اکثر دن بھر کی مشقت کے بعد سکون و راحت سے ہم آغوش ہوتے تھے۔

وہ تخت بھی دوسرے اسباب کے ساتھ رکھ دیا گیا۔ وہ اس کے قریب آکر رُک گئی۔ اور دفعتہً اس پر سکون و خاموشی کی کیفیت طاری ہوگئی۔ اس کا سر آہستہ آہستہ جھکنے لگا، یہاں تک کہ اس کے سینے پر آکر ڈھلک گیا۔ اور وہ اسی طرح بے حس و حرکت کھڑی رہی۔ گویا وہ مجسّمہ حزن و ملال تھی اپنے کسی دوست کے مدفن پر!

لوگ فرطِ مسرت سے چیخ رہے ہیں۔ توپیں گرج رہی ہیں

اور کثرتِ نور سے تیرہ و تاریک رات روشن و منور دن کی طرح چمک رہی ہے۔ لیکن مجھے اس بدنصیب بوڑھی عورت کے چہرے پر یاس و ناامیدی کی گہری نقاب پڑی نظر آتی ہے۔ میں نے محسوس کیا گویا نظرِ غور سے مسلسل دیکھنے والے ستارے اس بیکس و لاوارث بڑھیا کی چارہ سازی کیلئے ہمدردانہ سرگوشیاں کر رہے ہیں۔

دو متضاد جذبے انسان کے دل کو اپنی طرف کھینچتے ہیں: حزن و ملال اور کیف و سرور! حالانکہ غم کا ایک قطرہ اپنی گہرائیوں کے اعتبار سے مسرت کے دریائے ناپیدا کنار کی وسعتوں پر چھایا ہوا ہے۔!!

دو مختلف صدائیں صحرائے زندگی کے بعید ترین گوشوں سے انسان کو پکارتی ہیں، خوش قسمتی اور بدنصیبی! وہ انتہائی تیزی کے ساتھ گرمِ رفتار ہوتا ہے اور خوش قسمتی کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے۔ وہ ہمیشہ اُسے اپنے سامنے نظر آتی ہے۔ لیکن اس کے حصول میں ناکامیاب رہتا ہے۔ سنگلاخ زمینوں کے نوکیلے پتھر اس کے تلووں کو چھلنی کرتے ہیں۔ خارِ مغیلاں کی زہرآلود نوکیں اس کی ہتھیلیوں کو مجروح کرتی ہیں۔ اردگرد سے بلند ہونے والی آہ و بکا اس کے حواس پراگندہ کرتی ہے۔ اور ذمہ داریاں اسکو میدانِ عمل میں جدوجہد کیلئے آمادہ کرتی ہیں۔ اس طرح جذباتِ رحم اور سیلابِ مصائب کی کشمکش میں خوش نصیبی کی یاد تک اس کے ذہن میں باقی نہیں رہتی۔ اس لئے کہ بدبختی ایک حقیقت ہے اور خوش نصیبی ایک واہمہ!

دو متضاد جذبے انسان کو اپنی طرف کھینچتے ہیں حزن و ملال اور کیف و سرور! حالانکہ غم کا ایک قطرہ اپنی گہرائیوں کے اعتبار سے مسرت کے دریائے ناپیدا کنار کی وسعتوں پر چھایا ہوا ہے!!

تماشائی جشنِ فتح میں شریک ہونے کے شوق میں حدیقۂ ازبکیہ کے جانے والے راستوں پر ہجوم کی صورت میں بہے جا رہے ہیں۔ ہے کوئی جو اس بدنصیب بڑھیا کو اس بڑھتے ہوئے انسانی سیلاب میں سے ڈھونڈ نکالے۔

تو اگرچہ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئی ہے۔ لیکن اے بدنصیب بڑھیا! مجھے برابر تیرا فکر لگا ہوا ہے۔ تو کہاں چلی جا رہی ہے؟ کیا تو کسی ایسی انجمن میں جانا چاہتی ہے جس کا مقصد تو رفاہِ عام ہوتا ہے لیکن راتوں کو اکثر اس کے دروازے مقفل نظر آتے ہیں؟ یا تو کسی ایسے مخیر انسان کا دروازہ کھٹکھٹانا چاہتی ہے جو بسا اوقات ظاہری خوبصورتی اور جسمانی حسن سے بے بہرہ سائلوں کی پروا نہیں کرتے؟ یا تو کسی عظیم الشان مکان کے دروازے پر رات گذارنا چاہتی ہے، حالانکہ لوگ چوکیداروں اور پولیس والوں کی طرح ہر بے گھرے انسان کو مفرور چور سمجھنے کے عادی ہیں۔

کیا تو اب بھی اسی طرح رو رہی ہے؟ اپنے مرتعش ہاتھ اسی طرح سوال کیلئے بڑھا رہی ہے۔ اور نشۂ مسرت کے متوالے بے اعتنائی کے ساتھ تجھ سے کتراتے نکلے جا رہے ہیں؟ اصل میں ہر وہ مصیبت زدہ انسان جو لوگوں کی مسرت کو مکدر کر دیتا ہے سب سے زیادہ قابلِ نفرت سمجھا جاتا ہے۔ کیا تو کسی محبت بھرے دل کے جذبۂ رحم کو اُبھار رہی ہے۔ حالانکہ تو حسن و جوانی کی دولت سے محروم ہے جو لوگوں کے دل جوش اور ولولے سے پُر کر دے؟ نہ تو دلکش حسین صورت رکھتی ہے کہ دیکھنے والے خود کھنچے چلے آئیں یا تو دریائے نیل جیسے دردمند کی گود میں پہنچ جانے کا عزمِ مصمم کر چکی ہے۔ جو احسان کرتا ہے اور اس کے عوض کسی نیکی کی توقع نہیں رکھتا۔ یقیناً تو اس کی لہروں کو نرم و نازک سینے کی طرح پائیگی اور اس کے پانی میں محبت اور ہمدردی کی شیرینی محسوس کریگی۔ اس طرح تو اس موت کا خیر مقدم کریگی جس کی گود میں تو ابتدائی لمحے سے لیکر ابتک پرورش پاتی رہی؟

تیرا رُخ خواہ کسی طرف بھی ہو، ذرا توقف کرتا کہ میں تجھے الوداع کہہ سکوں۔

اگرچہ میری نظریں تجھے نہ پا سکیں۔ لیکن پھر بھی تیری تلاش میں سرگرداں ہیں۔ میری دائمی محبت تیرے ساتھ ہے۔ اور میری رُوح جو تیری ہستی سے پیدائشی وابستگی رکھتی ہے، تیری ہم سفر ہے!

میری روح تجھ سے ہم آغوش ہونا چاہتی ہے اے بیکس و لاچار!

تو بھی میری ہستی سے آشنا ہے؟ میں نوجوان ہوتے

ہوتے بھی ایک لمحہ کیلئے تیری ماں بن سکتی ہوں، اے بدنصیب بُڑھیا!

بہر حال اس وقت بالکل بیمار کا سا ہے، تجھے اس وقت ماں کی سی سچی محبت کی ضرورت ہے۔ حالانکہ یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص کو ماں کے ہوتے ہوئے صحیح معنوں میں محبتِ مادری اور اس کی برکتیں حاصل ہوں!

میں ابھی تیرے کانوں میں ایسے شیریں و محبت آمیز بول کہوں گی، جن کے اسرار سے سوائے مظلوموں کے کوئی واقف نہیں ہوتا۔ میں ابھی تیرے آنسوؤں کو نازک نرم گلاب کی پتیوں میں جذب کرلوں گی۔ پھر اس گلاب کو جس میں دل کے یہ بیش بہا موتی جذب ہوجائیں گے، آنسوؤں اور حزن و ملال کے دیوتا کی خدمت میں پیش کردوں گی۔

تو تنہائی کا شکوہ مت کر چونکہ تجھ جیسے حرماں نصیب بہت ہیں۔ تو اپنی قسمت کا گلا بھی مت کر چونکہ غم کی مورتیں بہت سی ہیں اور بدنصیبی کے روپ بے شمار ہیں۔ جب تک محرومیت کا حُسن نظر سوز تجھ میں موجود ہے تجھے بدصورت نہیں کہا جاسکتا۔ تجھے کوئی ضعیف العمر نہیں کہہ سکتا۔ جب تک کہ تیرا چشمۂ اشک ابتدائے آفرینش کی طرح اپنے پورے شباب پر ہے۔

آج تیرے وجود میں فردِ حقیقی جلوہ نما ہے اور یہ خوشیاں منانے والے فردِ مجازی کی مانند ہیں۔ تو ایک ذات ہے صاحبِ عظمت اور ذی شان، اور یہ سب ہستیاں ہیں بے مایہ و کم مایہ! تو ایک پختہ حقیقت ہے، اور وہ سب ایک خیالِ خام! تو حزن و ملال کا وہ قطرہ ہے جو مسرت کے بحرِ ناپیدا کنار پر چھایا ہوا ہے۔

چونکہ لہو و لعب اور عیش و عشرت کا انجام ایک قسم کا سکون اور بے حسی ہے اور حسرت و مایوسی کے بعد نفسِ انسانی جذبات سے پُر، ورزشِ قلبی سے مستعمل اور آنسوؤں سے شاداب ہوتا ہے اور پھر کارفرمائے حیات اس کی گہرائیوں میں ممکن و ناممکن کی کشمکش میں مبتلا ہوتا ہے اور ان کی پیچیدگیوں کو سلجھاتا ہے۔

دو مختلف صدائیں صحرائے زندگی کے بعید ترین گوشوں سے انسان کو پکارتی ہیں: خوش قسمتی اور بدنصیبی! وہ انتہائی تیزی کے ساتھ گرمِ رفتار ہوتا ہے، اور خوش قسمتی کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے۔ وہ ہمیشہ اُسے اپنے سامنے نظر آتی ہے لیکن اس کے حصول میں ناکامیاب رہتا ہے۔ سنگلاخ زمینوں کے نوکیلے پتھر اس کے تلووں کو زخمی کرتے ہیں، خارِ مغیلاں کی زہر آلود نوکیں اس کی ہتیلیوں کو مجروح کرتی ہیں۔ اِردگرد سے بلند ہونے والی آہ و بکا اُس کے حواس پراگندہ کرتی ہے۔ اور دمداریاں اُسے میدانِ عمل میں جد و جہد کے لئے آمادہ کرتی ہیں۔ اس طرح جذباتِ رحم اور سیلابِ مصائب کی کشمکش میں خوش قسمتی کی یاد بھی اس کے ذہن میں باقی نہیں رہتی، اس لئے کہ بدبختی ایک حقیقت ہے اور خوش نصیبی ایک واہمہ!

"آنسہ مَی" ——— صلاح الدین قریشی

من گھڑت

مجھے مضمون کی تلاش تھی۔ افسانے کے لئے کوئی معقول پلاٹ سوچنا ہی تھا اور افسانہ لکھے بغیر چارہ بھی نہیں تھا۔ اس وجہ سے نہیں کہ افسانہ لکھنے سے مجھے کوئی خاص دلچسپی ہے بلکہ محض اس وجہ سے کہ اگر اس مہینے کوئی افسانہ فروخت نہیں ہوا، میرا مطلب ہے کہ لکھا نہیں گیا، تو ایک بڑا اہم اور ضروری خرچ کس طرح پورا ہوگا۔ آج سارا دن پلاٹ سوچتے اور پڑھتے پڑھتے گذر گیا تھا۔ شاید کہ کھڑکی میں سے جھانک کر دیکھیں تو اہل محلہ کی نقل و حرکت سے انسان کو بہت سے حالات سوجھ سکتے ہیں۔ میں بھی کئی مرتبہ کھلی ہوئی کھڑکی میں سے اطراف و جوانب کو دیکھتا رہا۔ عورتیں چھتوں پر بیٹھی ہوئی دھوپ سینک رہی تھیں۔ لڑکیاں ایک دوسرے کے سروں میں سے جوئیں نکال رہی تھیں۔ بڑھیاں پرانے لحافوں میں سے گندے ڈال رہی تھیں۔ نیچے گلی میں امرود والا امرود بیچ رہا تھا۔ ایک ٹھیلا جس پر لکڑیاں لدی ہوئی تھیں راستہ میں اڑا کھڑا تھا اور گاڑیوں کو آگے جانے سے روک رہا تھا۔ مزدور کو گالیاں دیتے ہوئے لوگ گذر رہے تھے —— ان سب چیزوں میں کوئی پلاٹ نہیں تھا۔ اور مجھے افسانہ لکھنا تھا۔ نکموں کا کام کیسے چلے —— پبلشروں سے پیشگی ملنے کی بھی پیشگی لے کر کھا چکا تھا اور تین مہینے سے پہلے کسی قسم کی آمدنی کی صورت نظر نہیں آتی تھی۔

کھڑکی کے پاس سے ہٹ کر الماری کی طرف آیا۔ دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ اتنی لمبی قطار میری ہی کتابوں کی ہے مجھے یقین نہ آتا تھا کہ اتنی کتابیں میں نے ہی لکھی ہیں۔ اگر ان سب کتابوں اور رسالوں کے انبار پر ایک پرچہ امتحان میرے سامنے رکھ دیا جائے تو میں اسے حل نہیں کر سکتا۔ نہ جانے کب کے لکھے ہوئے ایک افسانے کو پڑھنے لگا۔ پلاٹ اور کردار حافظہ میں نہیں رہ سکتے۔ اسے یونہی پڑھ کر رکھ دیا۔ آجکل کا لکھا ہوا ایک افسانہ اٹھا کر دیکھا۔ کوئی خاص بات ذہن میں نہیں آئی۔ یعنی یہ بھی نہیں پتہ چلا کہ افسانہ اچھا ہے یا برا۔ یا خام تھا۔ اس وقت مجھے دراصل جس چیز کی تلاش تھی وہ ایک مرکزی خیال کی تھی، مضمون کی تلاش تھی۔ ایک ایسا موضوع جسے افسانہ بنایا جا سکے اور اس سے شہرت کے علاوہ کچھ رقم بھی پیدا کی جا سکے۔ ادبی قسم کی، گل و گلزار ناٹک کی نہیں جو آدمی فرصت کے لمحوں میں ریلوے اسٹیشن پر یا تھکے گھوڑے کے ملنے سے بچانے کی سعی کرتے، کاغذ پر اپنے لطیفے کے نام سے لکھنا شروع کر دیتا ہے بلکہ ایک واقعی، بے حد پُرسوز، حقیقت پر انسانی تجربہ کی کہانی، جس کو پڑھ کر دل دھک دھک کرنے لگے، سانس سرد ہو جائے، دماغ میں احساسات و بغض کے گھوڑے دوڑنے لگیں۔ پڑھنے والا کچھ سوچنے اور کچھ سر مخمور ہو جائے۔ ایک کہانی جس کی ابتدا اچھی ہو، جس کا خاتمہ معقول ہو، جس کے کردار اس ہی دنیا کے بسنے والے ہوں جن کی دکھ درد، ہنسی خوشی، فکر و راحت کی اپنی کہانی ہو اور انجام کے اعتبار سے لاجواب ہو —— میرا مطلب ہے کہ مجھے ایک پلاٹ کی ضرورت تھی، ایک کہانی کے موضوع کی جو تخیل آرتی ہے، ابھی زندگی جیسی نہیں ہوا کرتی ویسی تصوری کیفیت کی —— کہانیاں پڑھنے والوں کو کیا معلوم ہے کہ ہم لوگ کس قدر جھوٹے ہوتے ہیں۔ حقیقت اتنی بھیانک، اتنی دل گداز، اتنی رنگین یا پُرتکلف کہاں ہوتی ہے جیسی ہم بنا دیتے ہیں۔ ہم سکنڈ ہینڈ چیزیں سستے داموں پر بیچتے ہیں، اور کوئی ہمیں نہیں ٹوکتا آخر یہ کیا ستم ہے!

پرانے مسودوں اور کتابوں سے ہٹ کر میز پر آ بیٹھا۔ یہاں کیا رکھا ہے آج کی ڈاک میں آئے ہوئے رسالے، پرانے دوستوں کے خط، کبھی کبھار دو ایک پڑھنے والوں، پڑھنے والیوں کے تعریفی خط بھی آجاتے ہیں اور دل پھولا نہیں سماتا۔ سب سے بڑھ کر خوشی اس لفافہ کو کھول کر ہوتی ہے جس میں معاوضہ بذریعہ منی آرڈر بھیجنے کی بشارت ہو یا کسی دور اندیش خیرخواہ نے مارے خلوص کے چیک ہی ملفوف کر دیا ہو۔ ایک آدھ بل بھی آجاتا ہے اور جیسے مکروہ اولاد کے جنم پر امیدیں خاک میں مل جاتی ہیں ایسی ہی میری حالت بلوں اور تقاضوں کو دیکھ کر ہوتی ہے۔ آج کی ڈاک میں بھی تقریباً ایسی ہی چیزیں تھیں۔ بھلا ان سے کیا خاک پلاٹ مل سکتا ہے جب اصل زندگی دریچے میں سے نہیں دکھائی دیتی۔ سڑک پر چلتی پھرتی مجھے نہیں سجھائی دیتی۔

کتابوں کے اوراق سے مجھے کچھ مدد نہیں مل سکی تو پھر پلاٹ کہاں سے ملتا ہے۔ ہر روز ڈاک آتی ہے ڈاک پر اُمید لگی رہتی ہے اور اُمید پر دُنیا قائم ہے یعنی ڈاک پر۔ شام کی چار بجے کی ڈاک کبھی آتی ہے اور کبھی نہیں آتی اگر آ بھی جاتی ہے تو کیا ہوتا ہے۔ جیسی ایک ڈاک ویسی دوسری ڈاک۔ عورت عورت۔۔۔ اور ڈاک ڈاک میں سوائے "بعض مضمون" کے اور کوئی فرق نہیں ہوتا لیکن خیر نیچے اُتر کر گیا جھانک کر دیکھا۔ سات برساتیں (یہاں برسیں نہیں!) دیکھا لیٹر بکس وہیں جا کھڑا تھا۔ ہاں! ایک خط۔ لو بھئی آ ہی گیا۔ محض اتفاق تھا۔ لیٹر بکس کھولا ایک خط۔ لو اس سے کیا ہوگا۔ اس سے کیا کام چلے گا۔ دو تین منٹ میں اس کی عمر بھی تمام ہو جائیگی۔ ٹائپ شدہ لفافہ تھا۔ بظاہر کسی جلسہ یا "یوم" فلاں کی دعوت ہوگی۔ یا کوئی صاحب کسی صاحب سے کسی جگہ کسی وقت جائے بیٹھیں گے۔ اور چند احباب کے علاوہ کچھ عمائدین شہر کو بھی مدعو کیا گیا ہوگا اور ان میں شاید میں بھی مدعو کر لیا گیا ہوں گا۔

بہر حال خط لے کر اوپر آیا خط کو غور سے دیکھا تو کچھ نے گھبراسا لیا یعنی یہ کہ زنانہ خط میں نہ لکھا ہوا تھا اور اسے کاٹ کر میرا پتہ انگریزی ٹائپ میں طبع کیا گیا تھا معلوم ہوا کہ رسالہ "امروز و فردا" کے دفتر سے پتہ بدل ہو کر آیا ہے۔

اچھا صاحب، ایک بات میں اور بتا دوں ہم لوگ یعنی افسانہ نویس، طبیعت کے بہت بھدے اور اوچھے ہوتے ہیں اور جہاں کسی بات میں عورت کا نام آیا اور ہم اوچھے ہونے شروع ہوئے۔ یہ اندرونی اور پس پردہ والی بات ہے۔ ظاہر ہمارا بالکل مثالی اور خوبصورت ہوتا ہے۔ چنانچہ اس وقت بھی میری یہی حالت ہوئی، کسی مداح خاتون کا خط آنا ہمارے لئے عید کی سی خوشی لاتا ہے اور اس کے لئے ہم خاص رومانٹک فضا اپنے دماغ میں جنم لیتی محسوس کرنے لگتے ہیں اور اگر خط پڑھنے کی جلدی نہ ہو تو اتنے عرصہ میں دماغی طور پر اس مکتوب نویس کو آوارہ تو سا ہی دیتے ہیں!

خط نکال کر پڑھنا شروع کیا۔ اوہو، ایسے خط تو اکثر آتے ہیں ہمیں نے آپ کا فلاں افسانہ پڑھا نہایت عمدہ تھا۔ میرے دل پر بہت اثر ہوا لیکن میں ایک افسانہ لکھنا چاہتی ہوں مگر لکھنا نہیں آتا۔ کیا آپ برائے کرم اسے ٹھیک کر دیں گے۔ یا یہ کہ میں واقعات لکھ کر بھیج دیتی ہوں۔ نام مقام بدل کر اس کی ایک سٹوری لکھ دیں کیونکہ میں اپنی اُس سہیلی کو جس کا یہ واقعہ ہے دکھانا چاہتی ہوں"۔

اس قسم کے خط ہمارے پاس اکثر آتے ہیں اور اتراتے تو ہیں مگر دل ہی دل میں جلتے ہیں کہ اب اس خاتون سے عشق کرنے [illegible]وں جانا پھریگا۔ ایک خاتون ہیں جو الہ آباد ہی ملاقی رہتی ہیں۔ اور دوسری ایک اور ہیں جو صرف ایک بار ملنا چاہتی ہیں۔ ہمیں ایک بار کیا ہزار بار دیکھ کر بھی ہوس نہ ہو۔ ان سب خطوں کے جواب دینے کے لئے روزانہ کافی پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جواب طلب امور کے لئے لفافہ نہ بھیجنا قانوناً ممنوع ہونا چاہیے۔

یہ خط اُودی روشنائی سے لکھا ہوا تھا: معلوم ہوتا تھا۔ دو بیٹھ لکھنے کے بعد مکرمہ نے رنگ کا لقب حقہ دوات میں ڈال دیا تھا۔ خیر اسے پڑھا۔ لکھنے والی کا نام تھا۔ "بیگم عابدہ رمزی" خط آگرہ سے آیا تھا۔ مکرمہ نے لکھا تھا کہ آپ نے اب تک جو کچھ لکھا ہے وہ سب میں نے پڑھا ہے اور آپ کی تحریروں سے میری طبیعت سیر نہیں ہوتی ـــــ اس قسم کے الفاظ عورتیں اکثر لکھتی ہیں اور اناڑی مصنف ان کے جھوٹ کے جال میں پھنس جاتے ہیں، یہ میں آپ کو بتائے دیتا ہوں ـــــ ہاں۔ تو مکرمہ نے تحریر کیا تھا کہ میں ہندوستان میں سب سے زیادہ آپ کو لائق سمجھتی ہوں اور اسی وجہ سے چاہتی ہوں کہ آپ میری زندگی کا افسانہ لکھ دیں۔ اگر آپ زحمت گوارا فرما کر آگرہ آئیں تو میں مل سکتی ہوں۔ میرے ساتھ چائے پی لیجئے عنایت ہوگی۔

بقول غالب ہمارے ہاں تو یاں سے واں تک سوختن کا باب کھلا ہوا ہے اگر دولت ہوتی اور ایک سکریٹری رکھ سکتے تو سکریٹری کی معرفت لکھواتے کہ بوجہ کثرت کار آجکل فرصت نہیں ہے لیکن آپ نے جو ازراہ کرم پیشکش فرمائی ہے اُس کو قبول نہ کر سکنے کا افسوس ہے۔ لیکن چونکہ سکریٹری نہیں ہے اس لئے خود ہی جواب لکھ دیا مگر اس طرح جیسے سکریٹری نے لکھا ہو۔ بحوالہ مکتوب مورخہ ۳ر اکتوبر سنہ ۱۹۴۴ء عیسوی جو دفتر رسالہ "امروز و فردا" سے پتہ کاٹ کر مسٹر ..... کے نام آج پہنچا، مرقوم ہے کہ انہیں آپ کی اس نوازش سے مستفید ہونے کا موقع نہیں مل سکے گا۔ کیونکہ انہیں آجکل ایک "ناول پر کام کرنا ہے" اور اس وجہ سے سخت مصروف ہیں۔ آپ کی نوازش کا شکریہ"

ہم نے جان بوجھ کر ایسا سیدھا سا جواب دیا تھا اور دراصل اس میں

پتہ نہیں لکھا تھا تاکہ خط کا جواب پہلے والے پتہ پر آئے اور بہت جلد آئے ممکن ہے کہ زیادہ واضح اور رومانٹک آئے!

چنانچہ یہی ہوا۔

دوسرا خط بھی اسی ہی رسالہ کی معرفت آیا۔ اس میں بیگم عابدہ مری صاحبہ نے لکھا تھا کہ آپ کے خط سے مجھے بڑی مایوسی ہوئی۔ اگر آنا نہیں چاہتے تو کوئی بات نہیں میں لکھکر پلاٹ بھیج دیتی ہوں۔ اس خط کا جواب ہم نے خود دیا ـــــ دیا تو پہلے بھی خود ہی تھا ـــــ کہ سکریٹری نے میری توجہ آپ کے ان دو خطوط کی طرف دلائی ہے اس سلسلے میں میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ میں سکنڈ ہینڈ معلومات کا قائل نہیں ہوں اور زندگی کے تجربات کو اس طرح سُن سُنا کر یا دیکھکر قلم بند کرنا میرے بس کی بات نہیں ہے۔ آپ کی توجہ کا متشکر ہوں۔ اس دفعہ ہم نے پتہ درج کر دیا تھا۔ اس لئے جواب اسی ہی پتہ پر آیا اور خاتون محترمہ نے بہت جل کر لکھا کہ آپ بھی عجیب آدمی ہیں۔ دُنیا کے سارے واقعات جو آپ افسانوں میں لکھتے ہیں کیا آپ پر بیتے ہیں۔ وہ بھی تو سکنڈ ہینڈ ہوتے ہیں پھر میری داستان آپ کیوں نہیں لکھ دیتے۔ میں نے تو سُنا تھا کہ مصنّفوں کو ایسے پلاٹوں کی تلاش ہوتی ہے جو زندگی کے واقعاتی تجربوں سے تعلق رکھتے ہوں۔

میں نے سوچا کہ یہ کوئی ضدّی عورت ہے اور اسے پتہ بھی معلوم ہو گیا ہے۔ کسی روز گھر پر نازل نہ ہو جائے۔ اس لئے رفع شر کی خاطر اس سے مل کر اور واقعات سُن کر ایک کہانی لکھکر سے ٹال دیا جائے۔ اگر کنواری عورت ہوتی تو دلچسپی کا موقع بھی تھا۔ لیکن خیر عورت تو ہے۔ ہیلو ڈینگیں مارنے کے لئے یہ موقع بُرا نہیں ہے۔ پھر یہ کہ مجھے کچھ نہ کچھ لکھنا ہی تھا۔ اگر اتفاق سے کوئی معقول تجربہ سُننے میں آ گیا تو اس دفعہ کی مشکل بھی حل ہو جائے گی اور ایک خاتون سے ملنے کا طرب بھی حاصل ہوگا شادی شدہ ہونے کے باوجود بے محابا خط و کتابت اور ملاقات کی بشارت اس کے آزاد منش اور رومانی ہونے پر ویسے ہی دال تھے، اس لئے سب خیالات کو سامنے رکھنے کے بعد میں نے جواب لکھا کہ میں اگر اس ہفتہ کچھ مصروفیتیں کم کر سکا تو آگرہ آؤں گا اور آدھ گھنٹے کے لئے آپ سے مل بھی سکونگا

تیسرے روز میں نے جواب آئے بغیر بارے عجلت کے خود ہی لکھ دیا کہ ہفتہ کی رات کو دہلی سے چلونگا اور شب کو ایک بجے آگرہ پہنچونگا۔ ایک دوست کے ہاں جو بلوچ پورہ میں رہتے ہیں قیام کروں گا اور اتوار کی شام کو پانچ بجے سے ساڑھے پانچ بجے تک آپ سے مل سکونگا۔ گو دل میں یہ سوچا تھا کہ اگر رات بھر وہاں رہیں تو کیسا اچھا ہو۔ اوہ! لارڈ!

خط کا جواب آیا کہ میں آپ کی منتظر رہونگی اور تنہا ہونگی ورنہ کچھ دوستوں کو بلا سکتی تھی لیکن چونکہ اپنی زندگی کے واقعات رازدارانہ طریق پر سُنانا چاہتی ہوں اس لئے سوائے آپ کے کسی کے سامنے ان کا تذکرہ نہیں کرنا چاہتی۔

دل میں سوچا یہ بہت ہی اچھا ہوا۔ لڑکی بہت رومانی ہے۔ بس کام چل جائیگا۔ اب مجھے دلچسپی بخار کی حرارت کی طرح محسوس ہونی شروع ہو گئی تھی۔

چنانچہ اتوار کی صبح چل کر ایک سرائے میں بستر رکھا اور دن کا بقیہ حصّہ ذاتی زیب و زینت میں صرف کیا اور وقت سے پہلے تانگہ میں بیٹھکر مقرّرہ جگہ کا پتہ کوچوان کو بتا کر چل پڑا۔

یہ مکان ایک تاریک گلی میں تھا۔ پُرانے فیشن کا مکان دل ڈوبا جا رہا تھا۔ ہم تو افسانوی فضا سوچکر آئے تھے یہاں تو یکسر معاملہ دگرگوں نکلا۔ یہ تو کچھ حقیقت سی معلوم ہو رہی تھی۔ ہم لوگ چاہتے ہیں کہ افسانوں میں تو بیشک حقیقت جھلکا کرے لیکن جب اپنی باری آئے تو زندگی اتنی حقیقت مآب نہ ہو بلکہ بالکل رومانی ہو جائے۔ یہ بدذہانتی ہمارے رگ و ریشہ میں پیوست ہے اور جو لوگ ہماری زندگی کے پس منظر اور ذہن کے خانوں کو نہیں جانتے وہ ہمیں جب تک بھی مُہرِ خلوص حقیقت نگار سمجھتے رہیں تب تک اچھا ہی ہے۔

بہر کیف میں نے دروازہ پر دستک دی ایک لڑکا اندر سے نکل کر آیا میں نے کہا کہ . . . سے ایک صاحب آئے ہیں اطلاع کر دو۔ بڑی دیر کے بعد لڑکا آیا اور کہا کہ اندر آ جائیے میں نے خوف محسوس کیا۔ طرح طرح کے وسوسے دماغ میں آ کر رہ گئے ... کا نام نہیں لیتے تھے۔ تذبذب ... شاید اندر ... کہ آپ تکلّف کیوں کرتے ہیں۔ ڈرتے ڈرتے اندر قدم رکھا ایک اُجڑا ہوا مکان تھا جیسے آج کے موقع کے لئے شاید بہتر بنانے کی پوری سعی کی گئی تھی ...

اور اس کی وجہ سے پیدا ہونے والی بے تکلفی نے اُن پر اسرار ادبی لغو پیدا کیا تھا۔ غرض ... کو دعوت ہوئی۔ لیکن جب در پہنچی تو ایک کمرے میں خاتون کرم دکھائی دیں۔ ۲۲-۲۳ سال کی عمر سے پرہو لیا عمر بھی دیکھنے میں بُری نہ تھیں۔ وہ مجھ کو آپ کو دیکھ کر سہمی ہوئی اور ساتھ ہی ساتھ یہ احساس کہ مجھ کا راز معلوم ہو جائے گا کافی اطمینان تھا۔ ... کمرہ میں داخل ہوا۔ ... اس وجہ سے کہ اس مکان کے سادی کمرے کی رہائش بتا رہی تھی۔

... بیگم عابدہ نے فرمایا میں ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ ... کرسی اور نہیں تھی اس لئے بیگم صاحبہ ... سے ... کھڑی ہو گئیں۔ ... کا مضمون ... سا ہوا تھا۔

میں نے سگریٹ سلگا کر جلایا۔

... آپ کا ... دیکھا تھا اس سے آپ بالکل مختلف نکلے۔

میں نے کوئی جواب نہیں دیا میرے حواس ابھی بجا نہیں تھے اور اس قدر گھبرا رہا تھا کہ شکل کھا گئے کوئی جال ... جیسا ہوا تھا۔ بار بار یہی ڈر ہو رہا تھا کہ اب کوئی مرد کسی کونے میں سے نکل آئے گا اور مجھے دبوچ کر ... میں جو ... کھوا لے گا۔ ... جائے گا اُنساد ... آئے گی۔

... نے میرے نام سے یہ معلوم کر لیا ہو گا کہ میں عابد رمزی صاحب کی بیوی ہوں۔ عابد رمزی صاحب کا نام آپ نے شاید کم سنا ہو گا کیونکہ وہ زیادہ تر ادھر ہی کے مشاعروں میں جایا کرتے ہیں۔

میں نے دل میں سوچا کہ یہ بھی لغو نفسیاتی شاعر کی بیوی ہیں۔ وہ انہیں چھوڑ کر کسی طوائف سے نکاح کر کے کہیں مزے اُڑا رہے ہوں گے۔ ان کے ایک بچہ ہو گا جو وہ واپس نہیں کرتا ہو گا۔ طلاق و مہر کا جھگڑا چل رہا ہو گا۔ زیور اور کپڑا اور گھر کا سامان بیچ کر گذارہ کر رہی ہوں گی۔ وغیرہ۔ اس سے زیادہ ان کی کہانی میں اور کیا پلاٹ ہو گا۔ بھلا ان سے کیا افسانہ بن سکتا ہے!

"وہ کوئی بڑے شاعر تو نہیں ہیں مگر مجھے بہت کچھ میں نے بھی کچھ پڑھی لکھی ہوں۔ انہوں نے مجھے طلاق دیدی ہے اور میں یہاں اپنی والدہ کے ساتھ رہتی ہوں اور سکول میں پڑھاتی ہوں یہ لڑکا میرا ہی ہے والدہ کو اس وقت میں نے ایسے دو ڈبل ڈوز

ایم کے دئے ہیں کہ وہ کل آٹھ بجے سے پہلے شاید ہی پلنگ سے اُٹھ سکیں لڑکا بالکل ناسمجھ ہے اور صرف اس قدر سمجھتا ہے کہ آپ الہ آباد سے آئے ہیں اور میرے چچا زاد بھائی انور ہیں اور واقعی وہ ہیں بھی۔ وہ اکثر آگرہ آتے رہتے ہیں اور والدہ کو علم ہوا بھی تو معمولی بات سمجھیں گی، اور ایسے او نہ کہیں عقدہ ہو گئی کہ باوجود میرے جگانے اور جھنجھوڑنے کے وہ نہیں اُٹھ سکیں۔ انور بھائی لجبر سے چلے گئے۔ وہاں ہی دیر سے آئے کہ کچھ کام تھا۔ تھوڑی دیر کو آ گئے تھے۔ آپ کے سب خط سلول میں بھیج جاتے ہیں کہ ... ہے اور ڈرا ... لینے کے بعد کسی قسم کی بحر یا مس ... ہیں ... دیتے یہ اُن کے ... کا حل ہے!

"آپ نے تو مکمل سازش کر لی ہے" میں نے مسکرا کر کہا۔

"جی نہیں سازش وازش تو خیر کچھ نہیں ہے البتہ ذرا احتیاط سے شرط ہے کیونکہ یہ اسلامی محلّہ ہے اور ادھر ... ہو جائے تو بڑا خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر یہاں ملنے کی مدعی ... ہوتی تو پھر تاج محل میں ملتے ۔۔۔۔

میں نے دل میں سوچا کہ اگر ایسا ہو جاتا تو تاج محل کا لطف کم از کم آ ہی جاتا۔

"آپ کے شوہر کیوں بے رُخی برتی۔ ذرا تفصیل آ سامنے!" میں نے ذرا دکھوں کے اعادے پوچھا۔

واقعات ... بیگم صاحبہ نے بیان کئے وہ وہی پُرانے واقعات تھے۔ نہیں وہ اس قدر اہم اسی قدر ... اور اسی قدر ... وار ... احتیاط کا محتاج سمجھ رہی تھیں۔ ایک شوہر جس نے ان سے لڑ جھگڑ کر ایک نائبن سے ناجائز تعلق پیدا کر لیا۔ ان کا ایک لڑکا تھا۔ بیوی کو اسے بچے سے بڑی اُلفت تھی، ہونی بھی چاہئے تھی اس لئے خلع حاصل کر لیا۔ شوہر نے لڑکا بھی دیدیا اب کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ چونکہ مکان کا پوسٹل ایڈریس ان کے سابق شوہر کی نسبت سے مشہور ہے اس لئے خطوط بجنسہ پُرانی اسمیت پر آتے ہیں۔ وغیرہ ان سب واقعات کو سُن کر میں نے ظاہری ہمدردی کی ... ہی سے اس بے جوڑ قسم کی شادیوں کے انجام کا افسانہ تھا اور بس کچھ نہیں۔ یہ میں پہلے ہی سمجھ رہا تھا۔

گفتگو کوئی ایک گھنٹہ تک ہوتی رہی۔ میرے شوہر نے میرے ساتھ کیا کیا زیادتیاں کیں کس کس طرح جھگڑے ہوئے۔ خلع کا دعویٰ کیا۔ وغیرہ۔ ایک ایک تفصیل انہوں نے سنائی اور دل ہلکا کر لیا۔ ہو گیا۔

جب ان کی داستان سرائی ختم ہوگئی تو بولیں۔

"تو آپ نے دیکھا کہ میرے ساتھ کیا کیا زیادتیاں کی گئی ہیں۔ بس میں چاہتی ہوں کہ ان کا ایک افسانہ لکھ دیں، اگر ناول لکھ دیں تو اور بھی اچھا ہے۔ تاکہ اور عورتوں کے لئے بھی سبق ہو۔"

میں نے کہا "بہت دلسوز داستان ہے۔ واقعی ہندوستانی عورتوں پر بڑا ظلم ہو رہا ہے اور میں ضرور اسے قلم بند کر دونگا۔"

اس پامال اور لغو سی حقیقت کو افسانہ بنانے کی تو چنداں خواہش نہیں تھی مگر اس بے باک اور قابلِ رحم حد تک برخود غلط داستان سرا کی اپنی ہستی بیشک ایک مطالعہ کی چیز تھی اور میں زیادہ تر اسی پر غور کرتا رہا یعنی اس کے چہرے کو تکتا رہا۔

اس قسم کے تھکا دینے والے پلاٹ۔ ایسی لغو و پامال تھیم پر بھلا میں افسانہ لکھونگا۔ مجھے غم کی تشہیر کرنے کا سلیقہ ہی نہیں۔ سماج کے دکھوں کو میں مبالغہ آمیزی سے معرا نہیں پاتا۔ اس قسم کے افسانوں کے لئے زنانہ رسالوں میں لکھنے والی "خالہ جانوں" کو میں زیادہ موزوں پاتا تھا۔ لیکن جوں جوں میں غور کرتا تھا بیگم رمزی کی داستانِ زندگی میں کچھ ایسا ضرور ملتا تھا۔ سمرسٹ ماہم سٹائل میں ـــ اونہہ! ماہم سٹائل کیا ـــ میرا ہی سٹائل اسے کیوں نہیں کہا جائے!! بالکل سپاٹ سا واقعہ لے کر ایک عظیم الشان جذباتی قصر تعمیر کر کے دلوں کی دھڑکنوں سے اسے معمور کر دیا جائے۔ دلسوزی کا تعلق دل سے ہے کہ اسے پڑھنے والے پر چھوڑ دیا جائے۔ بس بن گیا افسانہ۔

کبھی کبھی میں بیگم رمزی کی طرف دیکھ لیا کرتا تھا۔ کبھی دماغ میں الجھن جاگنے لگتا تھا اور میں آپ پر لعنتیں بھیجنے لگتا تھا۔ غرض عجیب کشمکش میں مبتلا تھا۔ خیر کسی نہ کسی طرح چائے ختم کی اور رخصت ہو کر سرائے میں واپس آیا۔ دوسرے دن گھر پہنچ گیا۔

اس کے کہنے کی تو چنداں ضرورت نہیں کہ وہ کافی دکھی تھی اور اسے ایک ہمدرد و جانسوز محبت کرنے والے کی ضرورت تھی۔ تیسری دفعہ جب میں ان سے ملا تو وہ میرے کندھوں سے چمٹ کر رونے لگیں۔ میں نے بڑی مشکل سے انہیں سنبھالا اور چوم لیا۔ یونہی بے خیالی سے۔ دیکھنے میں وہ بری نہ تھیں۔ ذرا عمر زیادہ ہو گئی تھی اور ایسے موقعوں پر بھلے آدمی بشریت کے تقاضے سے مجبور ہو کر جو کیا کرتے ہیں اس کی منطق اور جواز و عدم جواز کی بحث کو جانے دیجئے۔ بس یہ سن لیجئے کہ پھنسے اور بری طرح پھنسے۔ اب راہِ نجات دیکھتے ہیں تو مسدود ہے۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔

بیگم رمزی دنیا میں تنہا تھی مگر اکیلی اکیلی سی تھی جبلت کو مسدود پاتی تھی۔ شرارۂ زندگی بھڑکنا چاہتا تھا اور آخری لپکنیں لے رہا تھا۔ اس لئے سخت ضرورت تھی کہ اس شعلۂ مستعجل سے جس قدر زیادہ برکت اور جس قدر زیادہ نور و حرارت حاصل کی جا سکے کی جائے۔ بس یہی بات تھی کیا آپ مجھے مطعون کریں تو یہ آپ کی بے انصافی ہے ـــ! آپ بھی اگر ترقی پسند افسانہ نگار ہوتے تو یہی کرتے۔ معمولی آدمی ہوتے تو ممکن ہے بچ جاتے۔ ممکن ہے آپ بھی کمینے پن کا ثبوت دیتے۔

میں خود عموماً غیر منطقی اور اکثر ظالم طبیعت انسان بن جاتا ہوں لیکن کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ ذاتی یا خانگی زندگی میں کبھی ایسا ہوا ہوں۔ میں ایک فراخ حوصلہ۔ بے پرواہ متوسط قناعت کا آدمی ہوں۔ عشق سے آشنا ہوا۔ بد دل ہو گیا۔ ایک سپاٹ رنگ خانگی زندگی شروع ہوئی تو اسے بھی ایسا چلاتا رہا کہ جیسے کوئی سلطنت کا انتظام کرتا ہے۔ بیوی کی دلجوئی۔ بچوں کی دیکھ بھال۔ محنت و عرق ریزی سے تحصیلِ معاش، دوستوں سے کھلا ہوا ہم مذاق رابطۂ اخوت وغیرہ۔ غرض کوئی شخص ذاتی یا خانگی طور پر مجھے مطعون نہیں بنا سکتا۔

بچوں، دوستوں، عورتوں اور جانوروں کے ساتھ حسن سلوک میرا خاص وطیرۂ زندگی ہے۔ دل کھول کر قرض لینا اور دینا خوش رہنا اور خوش رکھنا میری عادت ہے۔ بہت سے لوگ میرے مداح ہیں میری تحریروں کے لحاظ سے نہیں مگر بہت سے اس سے مختلف ہیں مگر میرا دشمن کوئی نہیں ہے۔

بہرحال یہ میری زندگی کا پس منظر تھا اور ہے۔ اس کے ماتحت میں نے جو کچھ کیا اس کی صفائی کے لئے اتنی سطریں نہیں لکھی ہیں بلکہ دکھانا مقصود ہے کہ میری زندگی کیا ہے اور کس قناعتِ طبع کا آدمی ہوں تاکہ آپ اناڑی پن میں کوئی غلط رائے میرے بارے میں نہ لگا بیٹھیں اور بھی ملیں تو مفت میں آپ کو ندامت اور مجھے بھی) خفت محسوس نہ ہو ـــ!

میں نے افسانہ لکھا اور وہ چھپ گیا۔ حالات کو میں اب بھولتا جا رہا ہوں۔ ان کے اکثر خطوط آتے رہتے ہیں مگر میں کوئی توجہ نہیں دیتا کیونکہ مجھے اس وقت ایک پلاٹ کی ضرورت تھی۔ اس لئے ملا تھا پھر اہتمام یہ رہا کہ ان کی بے ساختگی اور زندگی کے بارے میں خانگی بھولیں کہ مجھے ان سے ملنے کے لئے اکسایا۔ جذبہ

مرتبہ ملنے کا اتفاق ہوا اور آخری کا نفرنس میں میں نے دستبرداری کا اعلان کردیا۔ صدائے احتجاج بلند ہوئی۔ رقّت آمیز تقریریں ہوئیں۔ میں بھی کچھ پسیجا مگر آخرکار اس قصّہ کو ختم کرنے کی تدبیر کی جو یہاں نہیں بتائی جاسکتی۔ میرا ضمیر بالکل مطمئن تھا کیونکہ خاتون نے مجھے جو کچھ دیا میں نے بھی اس کے جواب میں کچھ خدمت کردی۔ دونوں کا ملم جب برابر ہوجائیں تو حساب بیباق ہی تو کون جھٹلا سکتا ہے

میں نے اس خاتون کی کہانی کو کچھ ایسی کہانی کو ملاکر ڈرامہ بنانے کے لئے لکھا بڑی چہ میگوئیاں ہوئیں۔ ادبی شہرت بھی حاصل ہوئی۔ خاتون نے لکھا کہ میں نے آپ کا لکھا ہوا ڈرامہ سُنا دل کی کیا حالت ہوئی بس کچھ نہ پوچھئے میں پوچھنا بھی نہیں چاہتا تھا اس لئے نہیں پوچھا۔ وہ اکثر ملاقی میں مگر آدمی کہاں تک لڑکھڑاتا رہے اور یہ بھی ایک بات ہے کہ یہ عورت تو جو آپ کی زندگی کی راہ میں آکر آپ کو بانوں میں لگا کر جذباتی بن جائے اور اپنا نڈھال جسم آپ کے آغوش میں سُپرد کردے۔ اُسے کس طرح سنبھالا جاسکتا ہے۔ آدمی کو ظالم بننا پڑتا ہے۔۔۔۔ اور میں وہ ظالم اور غیر جذباتی معیار زندگی جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے جب جدا جائے تو اسے اس چھتری کی طرح رکھ لیجئے جو سہارا دینے کے لئے آپ سڑک پر لیکر چلتے ہیں اور گھر میں واپس آکر کونے سے لگاکر رکھ دیتے ہیں۔ میں نے بھی ایسا ہی کیا۔

خاتون کے خطوط سے میں نے یہ اندازہ لگایا کہ وہ مجھے ظالم اور بے رحم نہیں سمجھتیں البتہ سماجی طور پر ڈرپوک اور ضعیف العقل ضرور سمجھتی ہیں۔ اس بات کا انہیں بھی احساس ہے کہ ایک مشہور و لائق آدمی ایک معروف۔ کم استعداد خاتون کے ساتھ عرصہ دراز تک مربوط نہیں رہ سکتا اور شادی نہ کرنے کے جو بہانے میں نے انہیں بتائے اُن سے وہ مطمئن نہیں تو ہم دلی کے ساتھ قائل ضرور ہوگئیں اور مجھے اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے یہ کافی ہوگیا۔ محبت کی بھوکی تھیں۔ وہ میں نے حتی الوسع انہیں دی لیکن اس رونی میں میرے ساتھ پہلے سے ایک شریک ہے اُس کی حق تلفی گوارا نہ ہوئی اس لئے یہ سلسلہ دراز ہونے سے پہلے چھوڑ دیا۔

میری بیوی اکثر مجھ سے یہ بات دریافت کرتی ہیں کہ یہ جو کہانیاں آپ لکھا کرتے ہیں کیا واقعی سب سچّی ہوتی ہیں۔ میں جواب دیتا ہوں کہ سب من گھڑت ہوتی ہیں جیسے بیگم عابد رمزی کا قصہ۔ یہ جواب سُنکر وہ مطمئن ہوجاتی ہیں۔" افوہ آپ بھی کسقدر جھوٹی جھوٹی باتیں لکھا کرتے ہیں۔" یہ بات سُن کر ایک دفعہ انہوں نے کہا تھا۔

واقعہ بھی یہ ہے کہ ہم لوگ بہت جھوٹے ہوتے ہیں اور جھوٹ کو سچ بنا کر اپنا اُلّو سیدھا کرتے ہیں۔ ہماری محبّت، نفرت، بددلی دلچسپی، غرض ہر چیز مصنوعی ہوکر رہ جاتی ہے۔

میری پاکدامنی اور نیک نفسی کا میری بیوی کو کبھی نقش نہ ہو سکے۔ وہ جانتی ہے کہ میں جانوروں تک سے بدسلوکی نہیں کرتا اور جو کچھ لکھتا ہوں وہ سب جھوٹ موٹ" باتیں ہوتی ہیں۔ جب تک اس کا یہ نقش ذہنی قائم ہے اُس وقت تک میں اگر سچ بھی لکھوں تو وہ جھوٹ سمجھیں گی۔ اس لئے یہ تصوّر برقرار رکھنا فرض ہے اس لئے اس قصّہ کو بھی بس اسی ذیل میں سمجھئے۔ لیکن اگر کہیں واقعاتی طور پر کسی کی زندگی کا ذکر آگیا ہو تو اس کے لئے میں کوئی معذرت پیش کرنا نہیں چاہتا۔۔۔۔!

ظفر قریشی دہلوی!

تاروں کی چھاؤں میں

. . . جب وہ سمٹی سمٹائی اندر داخل ہوئی تو اُس نے عجیب سماں دیکھا۔ چاروں طرف سُرخی پھیلی ہوئی تھی۔ قمقموں کی ضو میں روشنی دیواروں پر گلابی روغن، دریچوں میں قرمزی پردے، فرنیچر کی احمریں پوشش، سمرقند کا گلنار قالین، غرض اُس ماحول کا ذرہ ذرہ گلگوں قبا تھا۔ اب ہی آپ اُس کے قدم رُک گئے، اور اُس نے وہیں ٹھٹک کر دیکھا کہ سامنے شاندار سُنہری پر نواب اپنی پوری شان وشوکت اور جاہ وجلال کے ساتھ متمکن ہے۔ حیرت وانتشار کی ایک بلند آہ اُسکے لبوں تک آتے آتے رہ گئی اور وہ بے ساختہ اپنی سفید فام ہاتھ سے مُنہ چھپا کر دروازے پیچھے کی طرف لپک گئی۔

نواب اپنے مخصوص انداز سے مسکرایا، اُسی انداز سے جس سے وہ حُسن وشباب کی پروردہ کسی نئی عورت کو اپنے عشرت کدے میں داخل ہوتے دیکھکر مسکرایا کرتا تھا۔ بس یہی اُس کا شوق تھا، یہی اُس کی تمنا کہ دنیا کی ہر حسین عورت کو کم ازکم ایک دفعہ اپنی آغوش میں لے لوں۔ اس ارمان کی خاطر اُس نے دور دراز کا سفر کیا تھا، اور جیسے اُس کی دولت بے پایاں تھی، اسی طرح اُس کی جسمانی طاقت اور شباب سدا بہار تھا۔ عورتیں از خود اُس پر فریفتہ ہوتی تھیں، لیکن ایسی عورتوں کو سرنگوں بنا کر اُس کا جی خوش نہیں ہوتا تھا۔ اُسکی طبیعت تو اُن عورتوں کے لئے مچلتی تھی جو چراغ خانہ ہوتیں اور جنہیں اپنی پارسائی پر غرور ہوتا ـــــ اور اُسے فخر تھا کہ وہ آج تک کسی باعفت عورت سے نہیں ملا جس کے کردار کو اس نے ملوث نہ کر دیا ہو، جس کی خوبصورتی کو اُس نے داغدار نہ کیا ہو۔ دُنیا میں ہر شخص کو تمام نعمتیں تو میسر نہیں ہیں اور کون سی متاعِ حیات ہے جس پر کوئی نہ کوئی مجبوری گراں نہیں؟ ان اذیت کوشیوں سے فائدہ اٹھا کر وہ اپنا پانسہ پھینکا کرتا اور اپنی کامیابی کے لئے ہر ممکن کوشش بروئے کار لاتا۔ اور اس حصولِ مقصد کے لئے اُس نے کیا کیا نہ کیا؟ کیسے کیسے مظالم روا نہ رکھے؟ کس کس داؤں گھات سے اُس نے معصوم عورتوں کے جسم نہ خرید لیے۔

اور آج کی رات اپنی بساطِ عیش پر اس نئے فرزیں کو دیکھ کر وہ سرشار سا ہو گیا۔ بڑی مشکل سے یہ قابو میں آئی تھی۔ انتظار کے لمحے اس کے لئے کس قدر صبر آزما تھے؟ لیکن اندر آ کر بھی وہ آگے نہ بڑھی، اس کے قدموں کو مطلق جنبش نہ ہوئی تو وہ خود اُسکے استقبال کو کھڑا ہوا "آخر ـــــ تم آگئیں!" اُس نے پُر اشتیاق لہجہ میں کہا اور اُس کی جانب بڑھا۔ "آدھی رات سے میں تمہارا منتظر ہوں۔ دیکھو رات کتنی جا چکی ہے؟"

اُس کی نگاہ کے ساتھ ساتھ رخسانہ کی نظریں دریچے تک چلی گئیں اور اُس نے دیکھا کہ آسمان کا مدانی کے دوپٹے کی طرح جھلمل جھلمل کر رہا ہے۔ بس کوئی دم میں یہ ستارے ماند پڑ جائیں گے سپیدۂ سحر نمودار ہو جائیگا اور وہ ـــــ وہ۔

نواب بولا "اِدھر آؤ میری جان! واقعی تم بے حد خوبصورت ہو۔ اس سے پہلے میں نے تمہیں صرف دُور سے دیکھا اور ہر بار تمہارے جمال سے مسحور ہو گیا۔ لیکن آج ـــــ آج کی رات تم اس قدر قریب ہو! اور تمہارا حُسن اپنی پوری رعنائی کے ساتھ اس وقت میرے سامنے جلوہ آرا ہے ورنہ تم نے تو ہمیشہ مجھ سے احتراز کیا۔ تم مجھ سے بچتی رہیں۔ میں نے سمجھا کہ تمہارا اجتناب مجھے تم سے غافل کر دے گا۔ تمہاری سرد مہری میری آتشِ شوق کو فرو کر دیگی۔ لیکن نہیں جس آگ کو جوانی ہوا دیا کرتی ہے جُدائی اس کو اور بھی بھڑکا دیتی ہے۔ تمہیں کیا معلوم کہ جو شعلے حرص کی ہوا سے بلند ہوتے ہیں انہیں اندمل خاک نہیں کر سکتا"

رخسانہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سنگِ مرمر کے ایک خاموش بُت کی مانند وہ ساکت وجامد کھڑی رہی۔ نواب اُس کے بالکل نزدیک آگیا اور اُس کے شانے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا "تمہارا یہ لباس سفید ہے۔ تم مجھے چڑانے آئی ہو۔ یہ جتانا چاہتی ہو کہ تم عصمت مآب ہو۔ تمہارا یہ پاکیزہ لباس، تمہاری شوہر پرستی اور عفت کا نقیب ہے مگر میں اسے "

یکایک وہ اُس پر جھپٹا اور پیشتر اس سے کہ وہ سنبھل جاتی، اُس نے اپنے لب اُسکے رُخسار پر رکھ دیئے۔ اُس کے لبوں کو چوم لیا اور جب وہ انتہائی کشمکش کے بعد اُس کی آغوش سے نکل گئی تو وہ ہنسنے لگا۔ اُسکے قہقہے کی آواز بھیانک ہوتی گئی ـــــ اب

[illegible] ہو جاتے؟ اب ان بُتوں اور رُخساروں کو پوچھنے سے کیا فائدہ؟ دیکھو دیکھو مہتاب [illegible] سے [illegible] مار کے [illegible] نمایاں ہیں، جیسے دہکتے ہوئے رقم!"

لیکن رخسانہ کے منہ سے ایک والہانہ چیخ نکلی، اور پھر ایک [illegible] ارادہ کو ترک [illegible] "مجھے جانے دو۔ مجھے جانے دو ۔۔۔"

"کیا آئی ہی ہو؟" نواب نے وہاں کھڑے کھڑے سوال کیا۔ "کیا تم سمجھتی ہو میں نے اتنی دیر میں چار ہزار روپے وصول کر لئے؟ اتنی بڑی رقم میں تمہاری دوستی عنایت کیلئے دے دوں گا؟"

"میں سودا کرنے نہیں آئی تھی۔" رخسانہ نے اپنے حواس جمع کر کے کہا۔ "میں تو اس لئے آئی تھی کہ تمہاری محبت [illegible] تمہارے پیروں پڑوں ۔۔۔ التجا"

"ہاں، وہ شوہر کی لو ہے، اس شوہر کی محبت ہی تو ہے جو تمہیں یہاں کھینچ لائی۔ تم چاہتی ہو کہ اسے [illegible] ہونے سے بچا لو۔ یہ جانا لیکن یاد رکھو، آج ہی کی رات باقی ہے، کل تک اگر تمہیں روپیہ نہیں ملا تو اس کے لئے کوئی علاج نہ ہو سکے گا اور تم تمام عمر روتی رہو گی کہ [illegible] رات [illegible] آسکیں۔"

"جی [illegible]" رخسانہ گھبرائی ہوئی اٹھ کر بولی اور دروازے کی جانب مڑی، مگر نواب نے لپک کر دروازہ اندر سے مقفل کر دیا اور اس کے روبرو آکر بولا "اب کچھ نہیں ہو سکتا! کیوں خواہ مخواہ وقت ضائع کرتی ہو؟ وہ سامنے الماری میں زر و جواہر اور نقدی کے انبار ہیں، جانے سے پہلے چار ہزار یا چالیس ہزار ۔۔۔"

رخسانہ کا دماغ معطل ہو گیا۔ جانے کی کوئی راہ نہیں تھی۔ نواب کی آنکھوں میں آوارگی کے شعلے بھڑکتے دیکھ کر اس کے رہے سہے حواس بھی جاتے رہے۔ وہ بے بس ہو گئی۔ کاش! کسی طرح صبح ہو جائے اور [illegible] کھیل جائے۔ وہ وقت گنوانا چاہتی تھی، یکبارگی اس نے پوچھا "یہ، یہ کمرہ سُرخ کیوں ہے؟"

اس سوال سے نواب کو بڑا لطف آیا اور وہ دلچسپی لیتے ہوئے بولا "جب کوئی نئی عورت میری آغوش میں آتی ہے، میں اپنے مزاج یا حالات کے تقاضے کے مطابق اپنے حجلۂ عیش کو ایک نیا رنگ دے دیتا ہوں۔"

"میں نہیں سمجھی۔" رخسانہ نے بات کو بڑھانے کے لئے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں۔" نواب اس کے بازوؤں پر ہوسناک انگلیاں پھیرتے ہوئے بولا "ایک دفعہ میں نے اپنے عشرت کدے کو سبز جامہ پہنا دیا کیونکہ اس رات میری شریکِ خواب ایک ایسی عورت تھی جسے ۔۔۔ تمہاری طرح یا کسی کی محبت نہیں تھی ۔۔۔ بلکہ وہ مجھ سے جلتی تھی۔ لیکن کہاں تک؟ اس کا رشک و حسد کام آیا اور آخر کار ایک دن میری عشرت گاہ میں آکر رہی۔ اس رات سارا ماحول سبز پوش تھا کیونکہ [illegible] اور حسد کی نشانی ہے۔"

رخسانہ نے اسے [illegible] سے دیکھا۔ آخر یہ عورتوں کا اس قدر شوقین کیوں ہے؟ کیوں یہ ہر بار ایک نئی عورت کو [illegible] ہے؟ یہ اس کی سمجھ میں نہیں آیا۔ اور نواب نے کہا "ایک دفعہ لکھنؤ میں عجب واقعہ پیش آیا۔ [illegible] یہاں کی شریف لڑکی مجھ پر عاشق ہو گئی اور جب میں نے اسے رات کو اپنے پاس بلایا تو وہ کھولی بھالی، جو مرد اور اس کے [illegible] بات سے [illegible] تھی، [illegible] داخل ہوئی۔ اس دن میں نے اسے کمرۂ عیش کی [illegible] سنہری رنگ میں رنگی تھی کہ [illegible] کا نشان ہے۔ اس نے [illegible] واقعی ہی [illegible] مجھ پر قربان کر دی۔"

یہ سن کر رخسانہ کا دل ہمدردی سے لبریز ہو گیا اور اس نے بے ساختہ پوچھا "اور پھر تم نے اُسے چھوڑ دیا؟" [illegible]

"اور کیا؟" وہ ہنستے ہوئے کہنے لگا "مجھے اس سے محبت تو نہیں تھی۔ ایک عارضی جذبہ کوئی دائمی نقش؟" [illegible] چھوڑتا ہوں [illegible] البتہ میرا دل چاہتا ہے کہ زندگی میں ایک دن اپنے عشرت کدے کو سفید اور [illegible] بھی بناؤں لیکن یہ اسی وقت ہوگا جب میں کسی کو سچے دل سے اپنا کہوں، اُسے اپنا شریکِ حیات بناؤں۔ اس رات وہ کمرہ عشرت گاہ نہیں، حجلۂ عروسی ہوگا۔ اور اس کے چپے چپے پر چاندی جھل جھل کرے گی۔ دریچوں میں سفید پردے آویزاں ہوں گے، دیواروں پر سیمیائی رنگ کیا جائے گا۔ گلدانوں میں سپید پھول آراستہ ہوں گے ۔۔۔ کہ سفید فام سے پاکیزگی اور عصمت کی مظہر ہے۔"

"اور آج رات یہ کمرہ سُرخ کیوں ہے؟"

نواب کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی گویا وہ کوئی ضروری کام بھول گیا تھا، جواب یاد آ گیا ہے۔ باہر ستارے تیزی سے گردش کر رہے تھے۔ تاروں کی ٹھنڈی چھاؤں چھدری ہوتی جا رہی تھی، کہیں صبح نہ ہو جائے!

اُس نے زبردستی ایک ہاتھ رُخسانہ کے گرد ڈال کر اپنے سینے سے لگا لیا، اور دوسرے ہاتھ میں اس کے نرم و نازک کھڑے کو پکڑ کر بولا۔ اس لئے ـــــ اسلئے کہ سُرخ رنگ ذہنی ہیجان اور جسمانی تکلیف کی نشانی ہے۔ انتقام اور قتل کی نشانی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بے حرمتی اور رُسوائی کی بھی! خود ہی دیکھ لو، تم جو آج یہاں آئی ہو تو کیا ذہنی کشمکش میں مبتلا نہیں؟ کیا میرے یوں بھینچنے سے نکلنے کے مارے تمہارے چہرے کا رنگ متغیر نہیں ہوا ہے؟ کیا میرا انتقام تمہیں بے حرمت نہیں کر دیگا؟ اور اگر تم یونہی میرے قبضے سے نکلنے کی مسلسل کوشش کرتی رہیں تو کیا میں تمہیں قتل کرنے پر آمادہ نہیں ہو جاؤں گا؟"

"تم مجھے بے حرمت کر دوگے، تم مجھے قتل کر دوگے؟ وحشی کہیں کے!"

نواب نے ایک قہقہہ لگایا، بھیانک قہقہہ جو شیطان رات کی تاریکی میں نارسائی سے نار ناز ہو جانے پر لگاتا ہے۔ "بے حرمت تو تم ہو چکیں! تمہیں شاید یاد ہے کہ اگر کسی غیر شخص نے تمہیں کبھی گلے تک نہیں لگایا تو اس وقت میں نے تمہیں اپنے سینے سے چمٹا لیا ہے۔ مجھے وہ رات بھی یاد ہے جب تم نے اپنے شوہر سے پہلی دفعہ ملاقات کی تھی جب تم اُس سے کہہ رہی تھیں کہ گھر والوں کے علاوہ کسی نے تمہاری پرچھائیں بھی نہیں دیکھی۔ کسی غیر محرم نے تمہارے دامن تک کو نہیں چھوا۔ اور جب تم اس کی آغوش میں یوں مدہوش تھیں میں بالائی منزل میں مسہری کے نیچے چھپا ہوا تمہیں دیکھ رہا ہوا۔ خاموش رات میں پائیں باغ کا یہ منظر شاید تم بھول گئی ہو۔ تمہارے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگا کہ ہمارا پڑوسی جو اوپر کی منزل میں رہتا ہے تمہاری تمام حرکات و سکنات نگاہ میں رکھتا ہے، لہٰذا میں اسی وقت سے تمہاری طرف متوجہ ہو گیا تھا جب تم لوگوں نے نیچے کی منزل کرایہ پر لی۔ اور اس رات تمہارے ملاپ کا ہم آہنگ دعوے سُن کر تو مجھ سے بالکل نہ رہا گیا اور میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ جس طرح بھی ہوگا، میں تمہارے پندار کو زخمی کروں گا۔ چنانچہ میں اُس وقت کا انتظار کرنے لگا جب تمہارا ستر عصمت میرے ہاتھوں چکنا چور ہوگا۔ آخر آج کی رات تم ......"

رُخسانہ طیش میں آ گئی، لیکن بے بس کا غصہ ہی کیا؟ خون کے سے گھونٹ پی کر رہ گئی، مگر جب اُس نے اُس کی محرم کے منہ میں اپنی انگلیاں ڈالیں تو وہ بے قابو ہو گئی اور وحشتناک آواز میں بولی "تم جنگلی ہو! تم میں ذرا بھی شائستگی نہیں، میری مجبوری سے تم نے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے لیکن تم میری ناموس کو ہرگز ہرگز ملوث نہیں کر سکتے!"

"کیوں نہیں کر سکتا!" وہ زور آزمائی کرتے ہوئے بولا "میں سب بند توڑ ڈالوں گا۔ تم پورے قابو میں نہ آؤ گی تو میں تمہاری قمیص کی دھجیاں کر دوں گا۔ تمہاری برہنہ کمر میں میرے ناخن پیوست ہو جائیں گے۔ شاید میرے دانتوں سے تمہارا چہرہ بھی خون آلود ہو جائے اور یہ سب کچھ تمہاری اپنی بدولت ہوگا۔ پھر کیوں بیکار مدافعت کرتی ہو؟ ایک ذرا خاموش رہو۔ سکون اور اطمینان سے یہ وقت گزر جانے دو۔ اس کے بعد تم جتنی دولت لے کر چپ چاپ چلی جانا، اور اپنے شوہر کی زندگی خرید لینا، جس کا پیمانہ حیات عنقریب چھلکنے والا ہے۔"

"نہیں، مجھے تمہاری دولت نہیں چاہئے۔ میں تم سے کچھ نہیں مانگتی۔ مجھ پر ترس کھاؤ۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔"

"مجھ پر التجا اثر نہیں کرتی رُخسانہ! میں اپنا مقصد پورا کئے بغیر تمہیں نہیں جانے دوں گا ـــــ ادھر دیکھو!"

انتہائی جوش اور درندگی میں اُس نے رُخسانہ کو مسہری پر دھکیل دیا اور جیسے بجلی کا ایک آسمان کا سینہ چیر کر نمودار ہو اور آناً فاناً غائب ہو جائے، رُخسانہ نے قلیل ترین ساعت میں اپنے سفید لباس کو دیکھا جو جسم پر سے علیحدہ کیا جا رہا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی نظر نواب کی سُرخ یاقوتی انگشتری پر پڑی جو اُس کے قلب پر آ کر ٹھہر گئی تھی۔ پھر معاً آخری لمحے آئی تمام قوت عود کر آئی اور اُس نے جھلا کر نواب کے چہرے پر تھپڑ مارا۔ ہاتھ بُری طرح پڑنے کی وجہ سے اس کی ایک چوڑی ٹھنڈی ہوگئی اور اُس کا ایک ٹکڑا نواب کے گلے میں چبھتا ہوا اُسے زخمی کر گیا۔ خون کی ایک بوند ٹپک کر چادر پر پھیل گئی۔ اُس پر بھوت سوار ہو گیا اور جیسے کوئی سنگدل اپنے شکار کو دبوچنے دوڑ کے اُچھلتا ہوا مسہری پر چڑھ گیا۔

ـــــ اور رُخسانہ پر جھکتے جھکتے جو اب برفانی چٹان کی مانند سرد و بے حس ہو گئی تھی، نواب نے اپنا عکس مسہری کے آئینے میں دیکھا۔ وہ گھبرا گیا۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ آئینے میں اُسے یوں نظر آیا جیسے اُلّو کی طرح اُس کا چہرہ مسخ ہو گیا ہے اور اپنے آپ کو

اس قدر ڈرا ہوا دیکھ کر وہ خود خوف محسوس کرنے لگا۔ پھر دفعتاً اُس کی نگاہ رُخسانہ پر پڑی جس کی پھٹی پھٹی آنکھوں، نیم وا ہونٹوں اور چہرے کی رنگت سے ایک ناقابلِ بیان کیفیت ظاہر ہوتی تھی۔ ناقابلِ بیان کیفیت، اس کی بےچارگی کی، اس کی شکستگی کی، اس کی آہ رسائی کی!

بس چند اُڑتی ہوئی گھڑیاں، وہ کبھی اپنے بھیانک عکس کو اور کبھی اُس سفید مظلومہ کو دیکھتا رہا، اور پھر فوراً مسہری سے نیچے اتر آیا۔

نواب اُس کے چہرے کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگا۔ اُسے ایسا محسوس ہوا کہ اس میں انقلاب ہیئت ہو رہی ہے۔ اس کی روح سانپ کی کینچلی کی طرح اپنا گھناؤنا پیراہن اُتار رہی ہے اور جوں جوں رُخسانہ کی ملکوتی برتری اُسکے ذہن پر طلوع ہوتی گئی، اُسے یہ معلوم ہوا کہ عرصہ دراز تک لمبی اندھیری غار میں قید رہنے کے بعد، وہ آفتاب کی روشنی میں آیا ہے۔ کچھ دیر بعد، رُخسانہ کی پلکیں جھپکنے لگیں تو اُس نے بہانے برتی سے اُسے سہارا دیکر اُٹھایا اور ایک مجروح جکارے کی طرح، دردناک آواز میں کہنے لگا "تمہاری فریاد نے مجھ پر کوئی اثر نہیں کیا۔ تمہاری خوشامد درآمد بھی بیکار گئی، رُخسانہ! مگر اب میں خود اپنے آپے میں آگیا ہوں۔ میں نے ایسا بھیانک روپ دیکھ لیا ہے۔ واقعی عورتوں کی ناموس سے کھیل کر انسان درندہ ہو جاتا ہے، جنگلی۔ وحشی!"

رُخسانہ زرد پڑ گئی تھی۔ آہستگی سے وہ نیچے اُتری اور جب کوئی جواب نہ بن پڑا، وہ دروازے کی طرف مڑی۔ نواب نے اسکا دامن پکڑ لیا "میں تم سے معافی نہیں مانگتا، میں نے جو کچھ کیا، اُس پر میں شرمسار بھی نہیں، البتّہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں ـــــ جو عورت کو پاکدامن ماننے کے لئے کبھی تیار نہیں تھا، کیونکہ میرا خیال تھا کہ مجبور ہو جانے پر ہر عورت اپنی ناموس فروخت کر دیتی ہے ـــــ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تم اب بھی باعصمت ہو۔ اب بھی، کہ میری ہوسناک انگلیاں تمہارے شانوں اور کمر سے مس ہو چکی ہیں، میرا پُرشوق سانس تمہارے رُخساروں پر لہرا چکا ہے، میں تمہیں اپنی آغوش میں لے چکا ہوں ـــــ تمہاری عفت برقرار ہے۔"

رُخسانہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اُس کی آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے، گویا وہ اپنی متاعِ حیات لُٹا چکی ہے ایک غیر مرد سے چھو کر اپنی پاکیزگی کو آلودہ کر چکی ہے۔

نواب پھر گویا ہوا "تم نہایت خوشی سے چلی جاؤ حالانکہ ابھی رات باقی ہے اور میں نے تمہیں یہ پیغام دیا تھا کہ آدھی رات سے لیکر صبح کے تڑکے تک تم میرے پاس رہو گی لیکن نہیں تم آزاد ہو۔ یہ الماری تمہارے لئے کھلی ہوئی ہے، جتنا روپیہ چاہیئے، لے لو!"

رُخسانہ الماری کی طرف مڑی تک نہیں۔ البتہ اُس نے یک بیک نواب کو نگاہ بھر کر دیکھا، اور یہ نگاہ اُسکے دل و دماغ کو چیرتی ہوئی اسکی روح کی پہنائیوں میں اُتر گئی۔ ان نرگسی آنکھوں میں، اس نے صاف طور پر پڑھ لیا کہ اے دولت کے دیوتا! یہ دولت مجھے اپنے لئے نہیں، اپنے شوہر کے لئے درکار تھی جس سے مجھے عشق ہے۔ اسی عشق کی خاطر، میں اپنی ناموس خطرے میں ڈال کر تمہاری منت سماجت کرنے کیلئے چلی آئی تھی ـــــ لیکن اب کہ میں خود ہی نہ رہی، میری آبرو بگڑ چکی ہے، مجھے ایک غیر مرد نے بےحرمت کر دیا ہے، میں کیسے اپنے شوہر کے سامنے چلی جاؤں؟ کیونکر وہ مجھ گنہگار کو قبول کرے گا؟

نواب متاثر ہو گیا اور گھٹی ہوئی آواز میں بولا "میں خود تمہیں دروازے تک پہنچا آؤنگا۔ بلکہ ٹھہرو، میں اسی دم تمہارے لئے پالکی منگواتا ہوں اور اگر تم یہ رقم نہیں لیتیں تو میں تمہارے شوہر کے علاج کا اپنے آپ بندوبست کرونگا ـــــ مگر تم یوں غمدیدہ نہ جاؤ۔ میں نے واقعی تمہیں رنج پہنچایا ہے، لیکن مجھے نہیں معلوم تھا کہ تمہارا رنج خود مجھے مغموم کر دیگا۔"

رُخسانہ غمناک ہنسی ہنسی "تمہیں کیا رنج ہوگا؟ مجھے بےآبرو کر کے تو تمہارا دل فانوس کی طرح جگمگا گیا ہوگا۔ تمہاری روح خوشی سے ناچ رہی ہوگی اور جب تم یہ سنو گے کہ میں نے اس بےعزتی کی وجہ سے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا ہے تو اُس وقت اگر چاہو تو اپنے عشرتکدے کو سیاہ رنگ دینا کہ ایک پاکیزہ ہستی کو تم نے ہمیشہ کیلئے ماتم کناں کر دیا ہے۔"

"نہیں نہیں" وہ دلگیر لہجے میں بولا۔ "ایسا نہ کہو۔ تم تو اب بھی باعصمت ہو۔ کیونکہ ـــــ عصمت دراصل روح کی پاکیزگی ہے، خیال کی نیکی ہے جس کا ذہن اُجلا ہو، جسکے جذبات پاک ہوں، جسم میلا ہو جانے سے وہ بےحرمت نہیں ہوتا۔ تم نے اپنے حُسن و جمال کو تو فروخت نہیں کیا۔ تم یہاں گناہ کی نیت سے تو نہیں آئیں۔ تم نے میری بدنگاہی میں تو شرکت نہیں کی۔ اسکے برخلاف تم مقدور بھر مدافعت کرتی رہیں اور میں نے جو کچھ کیا وہ زبردستی، اور تمہیں زیر کر کے۔ بلکہ یہاں تک آنے کی جرأت بھی تمہیں اپنی بے پناہ محبت کی وجہ سے ہوئی۔ تم یہاں صرف اسی لئے آئی تھیں کہ تمہیں اپنا شوہر عزیز ہے مجھے نہیں۔"

رُخسانہ نے اُس کی بات پوری نہیں سُنی۔ سرنگوں دروازے سے باہر نکل آئی اور نواب متفکر و پُرنم اُسے کواڑ کے سہارے کھڑا دیکھتا رہا ـــــ

صادق الخیری

پال

پال!

یس ڈارلنگ!

کیا مطلب ہے تمہارا۔ میں تمہاری ڈارلنگ نہیں ہوں۔

تم ہو۔ میں نے جب کہدیا۔ بس۔ کیا تمہیں یقین نہیں آتا۔

میں یہ پہلے بھی سن چکی ہوں۔

میں یہ پہلے بھی کہہ چکا ہوں کئی بار پیرس میں۔

بڑے سور ہو تم۔

نہیں میں سور نہیں ہوں۔ میں آرین ہوں تم بھی آرین ہو ہم دونوں آرین نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں فرانسیسی ہوں۔ تم انگریز ہو۔ یہ ہندوستان ہے اور ہم دونوں آرین نسل کے افراد جنگل میں اس صحرا میں، اس ویرانے میں، اس سمندر میں اکیلے ہیں ایک دوسرے کی طرح۔ ساؤ ہم کیوں محبّت نہ کریں ڈوروتھی ڈوروتھی

تمہارا نام عجیب سا ہے۔ ڈوروتھی، مجھے پسند نہیں ہے۔ تمہارا نام ہونا چاہئے تھا۔ لی رل، ارابیلا، روز، وائنا۔ وائنا بالکل وائنا ٹھیک ہے۔ پیارا نام ہے۔ شرابی نام ہے معربی فرانس کی سلوں کی لطافت ہے اس میں۔ وہ کیف، وہ بہار، وہ رعنائی وائنا۔!

بڑی عجیب باتیں کرتے ہو تم، بڑی پیاری باتیں

تمہیں پسند ہیں نا یہ باتیں سبھی عورتیں مجھ سے یہی کہتی ہیں۔

سبھی عورتیں؟ .. تو کیا تم — ہٹو، مجھے جانے دو میں تمہارے ساتھ کھانا نہیں کھاؤنگی۔

نہیں بیٹھو، انگریزی قوم بھی سچ مچ کس قدر عجیب ہے۔ محبّت کے نام سے بدکتی ہے، محبّت فرانسیسی کلچر کی جان ہے، اب اگر تمہاری جگہ کوئی فرانسیسی میڈموزیل ہوتی۔ تو جانتی ہو کیا کہتی .. اچھا جانے دو۔ بیٹھو، یہ ہندوستان ہے۔ اور ہم دونوں اکیلے ہیں۔ اور آج کی رات ہماری ہے۔

آج کی رات؟ احمق، تم مجھے گھر پر پہنچا کے آؤ گے نا۔ پاپا انتظار کر رہے ہوں گے۔

ش ش.. پاپا کا نام نہ لو، آج کی رات ہماری ہے۔ یہ چینی رستوران ہے۔ چینی کھانا ہندوستان میں، اور ہندوستانی کھانا چین میں، میں جب جنگ کنگ تھا۔ تو ایک ہندوستانی رستوران میں کھانا کھانے جایا کرتا تھا۔ کیا نام تھا اُس کا۔ انڈیا کافے انڈیا کافے ہائے فرانسیسی کافے یاد آتے ہیں۔ ہر روز۔ بار بار۔ ہر لمحے یاد آتے ہیں نہ کبھی کوئی کافے ہیں، نہ وہ لطافت ہے۔ نہ وہ بارکی، نہ وہ گفتار کا لہجہ۔ ابھی پیاری میٹھی زبان کو سننے کے لئے ترستا ہوں۔ معاف کرنا، تمہاری انگریزی تو اس طرح بولی جاتی ہے جس طرح تھرملی سڑک پر رولر چل رہا ہو۔

شٹ اپ

سچ کہتا ہوں۔ اور سچ کو ہمیشہ شٹ اپ کہا جاتا ہے ڈوروتھی، مجھے تم سے عشق ہے۔ مجھے فرانس سے عشق ہے لیکن آج ہم دونوں اکیلے ہیں۔ سروا یہ کھانا یہاں ہے رکھدو۔ نہیں اس میز پر نہ رکھو، کھانا کھائیں گے تھوڑی دیر کے بعد ہی۔ لیکن محبت نہیں رک سکتی۔ ایک لمحے کے لیے نہیں۔ گھبراتی کیوں ہو۔ یہ سروتی انگریزی نہیں سمجھتا۔

فرض کرلو کہ یہ سمجھتا ہے تو۔

تو بھی کیا پروا ہے۔ ہر روز یہ اس ٹیبل پر اسی قسم کی گفتگو سنتا ہے غالباً....

تم تو نرے عشٹ ہو۔ مجھے افسوس ہے کہ میں تمہارے ساتھ یہاں رستوران میں چلی آئی۔

تم یہ بات دل سے نہیں کہہ رہی ہو۔ یہ جھوٹ ہے مکر ہے۔ دلفریب دھوکا ہے۔ میں اسے خوب پہچانتا ہوں۔ سُنو۔ ڈوروتھی۔ میں تمہیں وائنا کہونگا۔ تمہیں کوئی اعتراض ہے۔ تمہاری آنکھیں کہے دیتی ہیں۔ تمہیں کوئی اعتراض نہیں۔ ڈوروتھی تو نوکروں کا نام ہوتا ہے نا۔ سمو وائنا۔ تم بہت خوبصورت ہو۔ اس سے پہلے بھی تمہیں کئی انگریز مردوں نے بتایا ہوگا پر آج ایک فرانسیسی کی زبان سے سُن لو تمہارا حسن بالکل نیا ہے۔ اس میں کنوارتے کی تازگی ہے۔ مجھے تمہاری آنکھیں بہت پسند ہیں۔ بالکل منزل، اور ان شفاف تتلیوں کی گہرائیاں اور یہ دلربا رنگت، جیسے زیتون میں شہد ملا ہو۔ اور یہ بال، بلانڈ صحرائی ریت کی طرح تابناک، آہا ہا کیسی اچھی خوشبو آ رہی ہے ان میں سے۔

ہٹو۔ مجھے چھوڑو۔

کتنی اچھی خوشبو آرہی ہے تمہارے ۔ اچھی۔ ساری مہکی مہکی جیسے کوہستانی ہواؤں کی تازگی اور خنکی اس میں بسی ہوئی ہے، آہ۔

اے انگریز عورت۔ تو نے کبھی کسی ہندوستانی سے محبت کی ہے نہیں؟ تو نے زندگی میں محبت کی معراج کھودی ہے۔ مجھ سے عشق کرو

سچ مچ بڑے پاگل ہو۔ تمہارا ہی لئے مجھے کچھ کچھ پسند ہو

ہاں اب آئیں راہ راست پر۔ ہر عورت بے بھٹک جاتی ہے پھر راہ راست پر آجاتی ہے لیکن اگر میرا تجربہ کوئی کہتا ہے۔

تمہارا تجربہ ہے اُف کس قدر بے حیا ہو تم

سچی بات کہہ رہا ہوں اُس ملک کا بیٹا ہوں جس نے انقلاب کی پہلی موج کو جنم دیا۔ سچی بات کہتا ہوں۔ وہ اُمید مجھے اُمید کرتی ہو۔ میں تمہیں بس پڑھا رہا ہوں اور ہم دونوں اکیلے ہیں۔ اور یہ ہندوستان ہے۔ اور آج جرگ ہے اور موت کا طبل بج رہا ہے ہو سکتا ہے میں کل مر جاؤں، تم تو اسے بدل ہو کر اسکندر آباد چلی جاؤ یا جو گھبراؤ یا ہو کی اسی قسم کا دلیل میں ہو۔ پھر نہ جانے اتفاق سے ہم تم دونوں اکٹھے ہوئے ہیں پھر کب اس حکم کے مراتب معجزہ نہیں کہہ سکتا کہتا ہوں۔ لاکھوں لاکھوں لاکھوں لاکھوں لاکھوں لاکھوں کے درمیان دو دل ہے کرائے میں اور تم اداس۔ مجھے کچھ کل برابر میں تو ہوٹل میں رہتا ہوں میرے پاس ایک کمرہ ہے اور چاروں طرف خاموشی ہے زندگی سو رہی ہے کھڑکی میں کانس کے ساتھ دو بڑے بڑے پھول اور ایک کھ آنسوؤں کی طرح تمہارے بالوں میں چمکنے لگے نظر آئیں گے۔ آؤ ڈارلنگ۔

نہیں مجھے سخت کھوک لگ رہی ہے

تو آؤ کھانا کھائیں اور سیاسی باتوں کا ذکر کرو گی۔ انگریز عورت جو گھر میں فرانسیسی ہاتھ محبت کو ترجیح دیتی ہے۔ انگریز کھانے کو معاف کرنا۔ ڈارلنگ یہ مادر ہے یہ نام راج کی پیاری ہے،

جس میں ہندوستان بھی شامل ہے کہو اس ملک کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے

میں نے دیکھا ہی نہیں ابھی تک مگر اتنا ضرور جانتی ہوں کہ اس ملک میں بدبو بہت ہے۔

بدبو؟ تم نے درست کہا ہے یہ ملک بدبوؤں سے بھرا ہوا ہے۔ اور ہم تم دونوں اکیلے ہیں دو پاک و صاف سفید آرین نسل کے فرد۔ آؤ بھول جائیں۔ ایک دوسرے میں مدغم ہو جائیں۔

ہچ ہچ

کوئی دیکھ لے گا۔ کوئی سن لے گا۔

ہچ ہچ

سوئٹ ہارٹ چاروں طرف خنجری کانٹوں کا شور ہے مادیت کے اس ہنگام عام میں محبت کی نقرئی آواز کون سنتا ہے۔

ہچ
ہچ

روٹی

کٹ آؤٹ میرہ

(۲)

ہال

ہاں ہمارے۔

ان سے ملو۔ یہ اختر ہیں ہندوستان کے بہت بڑے شاعر یہ جاوید ہیں ہندوستان کے بہت بڑے ایکٹر یہ دیاس ہیں ہندوستان کے بہت بڑے کوی، یہ راست ہیں ہندوستان کے بہت بڑے تمکاری اور اس کمرے میں لڑکی ایک بھی نہیں۔ تم لوگ ہندوستان کے بڑے لوگ عورت کے بغیر زندگی کس طرح بسر کرتے ہو

ہم میں سے کوئی شخص بھی عورت کے بغیر زندگی بسر نہیں کرتا۔ ہم لوگ ہوں ۔۔۔ بال بچوں والے ہیں، عشق بھی کرتے ہیں واسطے ان کی ۔۔۔ ہیں

جرکھ ۔۔۔ معلوم ہوتا ہے۔ معاف کرنا۔ مجھے اب معلوم ہوا ہے جیسے ہر ہندوستانی نے اپنی عورت کو خوابگاہ کی چار دیواری میں بند کر رکھا ہے۔ مجھے گھٹن سی محسوس ہوتی ہے یہاں، ایک عجیب بیکلی جیسے مجھے ہر طرف پردے اور دیواریں نظر آتی ہیں۔ جی چاہتا ہے اچھا کیا بتاؤں کیا جی چاہتا ہے سن کر کیا کرو گے میں پردیسی ہوں تم ہندوستانی ہو۔ میں گورا ہوں۔ تم کالے ہو۔ مجھ سے نفرت کرتے ہوگے اپنے دل میں۔ ہر یورپین سے تمہیں نفرت ہوگی میری باتوں پر تمہیں کیونکر اعتبار آئے گا

نہیں ایسا نہیں ہے خیال ہمیں کسی فرد سے نفرت نہیں۔ ہم تو اسی نظام زندگی سے نفرت کرتے ہیں، جو ہمارے اور تمہارے درمیان نفرت کا بیج بو رہا ہے۔

کتابی باتیں نہ کہو۔ زندگی کی زبان میں بات کرو۔ معاف کرنا۔ یہ کمرہ۔ یہ لوگ۔ یہ فرنیچر، تمہاری روحانی غربت اور ذہنی افلاس کا آئینہ دار ہے کیا اس طرح رہتے ہیں مہذب لوگ۔ یہ بھدے پھول تپیوں والی

دری یہ بڑا آئینہ، یہ لوہے کی سلاخوں والی کھڑکی، یہ صوفے جواب نہ یورپی ہیں نہ ایشیائی، یہ کونسی تہذیب ہے کونسی کلچر ہے، کس مسرت کی ترجمانی کرتی ہے۔ ذرا بتاؤ وہ ہم تم اس کمرے میں بیٹھے ہیں۔ اس کمرے کی شخصیت کیا ہے۔

ٹھہرو۔ سنبھل کر بات کرو، ہوش میں آؤ، یاں یہ کمرہ اختر کی محبوبہ کا ہے۔

اختر کی محبوبہ کا ہے؟ ہائے غریبی معاف کرنا شاعر، تم شاعر ہو تمہارا دل ساحرہ ہوگا۔ لیکن اس کمرے کی روح اسقدر عریاں کیوں ہے، ویران دیواریں، بے ڈھنگے آئینے، بے ڈول صوفے

کرایہ پہ اٹھا لایا ہوں۔

خیر کرائے سے نہیں خریدی جاتی، یہ محبت نہیں ہے جوایت جہ جانتے ہو اگر یہ کمرہ میری محبوبہ کا ہوتا تو میں کیا کرتا۔ میں اس کمرے کی ہر دیوار کو چنبیلی کے پھولوں سے ڈھانپ دیتا۔ جیسی کے رنگ ولی بیلے ... کی کھڑکی ... یاسمین تمہارے ملک میں ... قدر پھول ... دیواریں ننگی ہیں ... کوئی دیوان نہیں کوئی غالیچہ نہیں۔ ہوا میں تعطر نہیں ... پھولوں کی بیلیں نہیں دروازوں پہ چنبیلی کے پردے کیوں نہیں ... کی سانسیں یہاں بسا کر رہی ہیں ... تمہارے محبوب کا کمرہ ہے۔ یہ جیل خانہ۔ بیچارے اختر شاعر۔ بتاؤ۔ تم کس کلچر کی اولاد ہو۔ تم کیسے ... ہو گئے۔ کدھر جا رہے ہو۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ بس یہ جانتا ہوں تم بہت افلاس ... کی غلامی، ... صنعتوں کے تودے ... ہو معاف کرنا میں سامراج کا حامی نہیں۔ میں ڈیموکریسی کا سپاہی ہوں کیا تم مجھ میں کوئی کسی قسم کی سامراج کی جھلک دیکھتے ہو۔

نہیں

بس جو میں کہتا ہوں اسے ٹھنڈے دل سے سمجھو یا بابا جائے ملاؤ گے۔

ضرور ... مگر ایک بات کہوں ہاں تم جب بات کرتے ہو تو تمہارا نچلا ہونٹ بڑے عجیب انداز میں آگے کو پھیل جاتا ہے۔ تو ... تصویر ذرا طرح ...

ہر فرانسیسی میری طرح دلکش انداز میں اسی دلکش انداز میں باتیں کرتا ہے۔ یہ ہماری قومی خصلت ہے۔ چارلس بوہاں کو فلموں میں کام کرتے دیکھا ہوگا۔ آہ۔ چارلس بوہاں فرانسیسی انداز محبت کی تفسیر ہے۔ انگریز جب عشق کرتا ہے تو کہتا ہے "میں تم سے محبت کرتا ہوں" کس قدر پوچ انداز ہے یہ "میں تم سے محبت کرتا ہوں" "تم کس قدر حسین ہو" یہ عاشق کی زبان نہیں ہے۔ ... کی مستری کی زبان ہے۔ جب فرانسیسی عشق کرتا ہے۔ تو خوشبوؤں کی زبان میں اپنے مطالب کا اظہار کرتا ہے۔ یاسمین یاسمین۔ اختر۔ اس کمرے کو چنبیلی کے پھولوں سے رشک گلزار بنا دو۔ کہ جب تمہاری محبوبہ اٹھلاتی ہوئی اس کمرے میں داخل ہو تو تم آنکھوں کی زبان میں خوشبوؤں کے سانسوں میں اس سے اظہار محبت کر سکو۔

ہاں ... بات یاد ... فقرہ کبھی نہیں بھولتا جو اس نے ... محبوبہ کی تعریف میں کہا تھا ایک سادہ سا فقرہ ہے لیکن اس سے بہتر جملہ محبت کی زبان میں ... تک ادا نہیں ہوا۔ اس نے اپنی محبوبہ کی تعریف کرتے ہوئے کہا تھا۔ تم ... میری محبوبہ نہیں ہو تم ... ہو ... میری ... ہائے ... اس جملے ... ان سے ... ہوں ... اختر تم اپنی محبوبہ سے کیا کہتے ہو ...

"میں ... میں تو کچھ بھی نہیں کہتا بس خاموش ... رہتا ہوں"

یہ ... کی زبان ہے محروم ... کی زبان ہے ... غلام اور ... ہوئے لوگوں کی زبان ہے ... آزاد ہو جاؤ گے ... کہتا ہوں ... نرمی نہیں ... ہے تم لوگوں کا دل ... نہیں ... ماحول یہ جسم ... کی ضرورت ہے ... رنگ ... قوم ... کی قوموں میں ... قوم ... رنگ میں یقین نہیں رکھتے۔ ... امریکنوں کے ہاں ... موجود ہے۔ میں فرانسیسی ہوں۔ ڈیموکریسی کا سچا سپاہی ... بتاؤ نہیں ... میں ... شاعر تم ... تمہاری اپنی محبوبہ

نہیں۔ اب ایسی بھی کیا بات ہے ... رنگ کی عورتیں ... تو ہیں

اور تم جاوید ...

اچھی ہوتی ہیں لیکن ذرا ناصاف ... جسم سے بدبو آتی ہے ... بڑی ... ہوتی ہیں۔

اور تم ... انگلستان میں ... "انگریز ... "

... ثابت ہے ... کل ہماری صد آدمی تعداد کو ... کیوں پسند کرتا ہے شاید یہ ... قوت انسان کے اندر ... ہے۔ شاید یہ محبت بھی اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ ... قوت

کی ہیں۔ اُن کا تضاد ہم محبت ... ٹھیک نہ ہے۔ مجھے دیکھو۔
میں سعدہ تک کی عورت کو ... نہیں کرتا ... انگریز عورت تو اس قدر
بھدی ہے کہ بالکل لطف نہیں آتا۔ مجھے ہندوستانی عورت سے پیار
ہے عشق ہے۔ ... ہندوستانی لوگوں سے پیار کرتا
ہوں۔ ... مجھے اُن کا رنگ پسند ہے۔ اُن کے بال پسند ہیں اُنکی
چال پسند ہے۔ اُن کی ... اُن کی ... ہے اُن کی
... اُن کی حیا، اُنکی ... مظلومیت ... یورپی عورت تو بڑی
بڑی بدصورت ہے۔ ... اور ... میں لمبی سی گندی ... کا سایہ
... اور ... اور ... آپ ... قدر
کیسی نامطر ہے ... کہاں وہ ... سارلو ... جیسے سمندر
کی لہریں ساحل کی ریت ... وہ ... کا ... شاید میں بھی تمہاری
طرح اسی ضد کو پسند کرتا ہوں۔ مجھے ہندوستان میں صرف ادھر
کی عورتیں پسند ہیں۔ میں ایسی ہندوستانی عورت سے شادی کروں گا۔

جھوٹ بولتے ہو تم ... فرانسیسی ... کسی گنگا ... لڑکی سے شادی کروگے اور جنگ کے بعد فرانسیسی شراب کی تجارت کروگے۔ ہندوستان میں کیا تم کیا ... گے۔

... میں فرانس کو نہیں چھوڑ سکتا۔ ... میں ... ہندوستان کی ایک دیوی کو فرانس لے جانا چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے۔ میرا ... اُس کا استقبال کریگا۔ میرا خیال ہے میرے ماں باپ اُسے پسند کریں گے میرا خیال ہے کہ وہ میرے ساتھ خوش رہ سکے گی۔ میں ہندوستان کی روح کو سمجھتا ہوں اس لئے ہندوستانی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں اُس کے لئے میں ایک چھوٹا سا مندر بنواؤں گا فرانس میں۔ یہ فرانس اور ہندوستان کی شادی ہوگی۔

وہ شادی جو ڈوپلے اور لالی اور نپولین نہ کرا سکا۔

تم بھولتے ہو پیارے۔ میں وہ فرانس نہیں ہوں۔ میں روسو اور والتیر کا فرانس ہوں میں سامراجی نہیں ہوں میں ڈیموکریسی کا سپاہی ہوں۔ آؤ چلو، کہیں چل کر تھوڑی سی شراب پئیں۔ اور کسی ہندوستانی لڑکی کا ناچ دیکھیں۔ مجھے ہندوستانی ناز بہت پسند ہیں۔ اور وہ سُرخ سُرخ پردے جن کے اندر وہ ہندوستانی لڑکیاں ناچتی ہیں۔ چھم چھم چھم چھم ہاہاہا:

(۳)

پال۔

ہم۔

رینے کلیر کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔

بہت اچھا فلم ڈائرکٹر ہے۔ فرانس کا بہترین ہدایت کار ہے ہالی ووڈ نے تباہ کر دیا۔ یہی ہوتا ہے جب کوئی فرانسیسی اپنے ملک سے باہر جاتا ہے۔ وہ تباہ ہو جاتا ہے۔ یہ قوم اسی طرح تباہ ہوئی ہے تمہیں معلوم ہے میں رینے کلیر کا اسسٹنٹ رہ چکا ہوں۔

نہیں مجھے معلوم نہ تھا۔

اُس کے لئے میں ایک کہانی بھی لکھ رہا تھا۔ پھر جنگ سر پر آگئی۔ اور سب کچھ رہ گیا۔

اُس کہانی میں کیا تھا۔

ماں اور بیٹی دونوں کو ایک ہی آدمی سے عشق ہے۔ اور یہ آدمی اُسکی ماں کا ناجائز خاوند ہے یعنی اس بیٹی کا باپ۔

بہت خوب۔ پھر کیا ہوتا ہے۔

پھر ——— مگر۔ بڑی لمبی کہانی ہے۔ آخر میں یہ ہوتا ہے کہ بیٹی اور باپ خاوند اور بیوی کی طرح رہتے ہیں۔ کوئی باقاعدہ شادی نہیں ہو سکتی۔ مگر اس سے کیا ہوتا ہے۔ محبت لازوال ہے ... دسکی لاؤ

پال تم آج بہت خوش نظر آرہے ہو۔ کیا بات ہے۔

ایک بات ہے تمہیں بتانا چاہتا تھا، مگر میں نے سوچا جو ... کے بعد بتاؤں گا۔

کہو

پرسوں ہندوستان سے رخصت ہو رہا ہوں۔ میں فرنچ سیریا جا رہا ہوں۔

اس میں خوشی کی کیا بات ہے۔

یہی کہ میں فرنچ سیریا جا رہا ہوں۔ ہندوستان چھوڑ رہا ہوں۔ وہاں سے بحیرہ روم کا منظر شروع ہوتا ہے۔ ... ہے، اور پھر سچ پوچھو تو وہ فرنچ سیریا ہے اپنا ملک ہے۔

پال وہ تمہارا ملک کس طرح ہے۔

کیا کہتے ہو تم۔

غور کرو۔ فرنچ سیریا نہیں ان لفظوں میں کچھ دکھائی دیتا ہے باہر سے مت پڑھو ان لفظوں کو۔ انہیں اندر سے پڑھو پال۔ فرنچ سیریا۔ فرنچ کیوں نہیں اس میں کوئی عجب بات نظر آتی ہے فرنچ سیریا برٹش انڈیا، ڈچ بورنیو، نہیں ان خوشرنگ چمکتے ہوئے الفاظ کے پردوں میں کہیں تاریکی کی جھلک نظر آتی ہے؟

لو۔ وسکی پیو۔ ۔ ۔

پال تم کل جارہے ہو۔ میں بہت خوش ہوں۔ تم ایک دھنس فرانسی ہو۔ تم یوروپ کے کلچر تہذیب اور مذہب کا بہترین آئینہ ہو۔ تم راسے پیو دوست۔ تم کل فرنچ سیریا جارہے ہو۔ تاریخ کا یہ نواتر ڈیڑھ دو سو برس سے چلا آرہا ہے۔ ڈیڑھ دو سو برس کیا ہوتے ہیں۔ ڈیڑھ دو دن ڈیڑھ دو لمحے، کچھ بھی نہیں دوست۔ پھر اگر کل کو یہ نواتر بدل جائے اور کوئی سپاہی تم سے کہے "میں چینی فرانس ہندی، ہالینڈ اور جرمنی اطالیہ میں جارہا ہوں۔ تو تمہیں خوشی حاصل ہوگی؟

بہت پی گئے ہو شاید، پی کر تمہارا احساس کمتری بولنے لگتا ہے۔

احساس کمتری نہیں احساس برتری بول رہا ہے۔ آج معلوم ہوا تم کتنے چھچھورے ہو۔ تمہاری تہذیب دقنی ہے تمہاری خوشی دقنی ہے تمہاری محبت دفنی ہے دوست، تم مرچکے ہو۔ کیوں کہ تم نے اپنے دل میں ناانصافی اور ظلم اور بے رحمی کو جگہ دی ہے۔

ذلیل ہندوستانی!

پال۔ مجھے گھونسا مت دکھاؤ، اسے اس ہندوستانی عورت کے لئے سنبھال کر رکھو جس کے لئے تم فرانس میں مندر بنا رہے تھے۔ وہ مندر کب کا مسمار ہوچکا۔ وہ مندر جس میں روسو اور والٹیر کی روح نے جنم لیا تھا۔ میں ذلیل ہوں۔ لیکن زندہ ہوں۔ تم ارفع ہو لیکن مرچکے ہو۔ اور مجھے مُردوں سے کوئی علاقہ نہیں۔ جاؤ۔ فرنچ سیریا جاؤ، یا فرنچ افریقہ، تیسری جنگِ عظیم تمہارا انتظار کر رہی ہے جس طرح دن کے بعد رات آتی ہے۔ اسی طرح دفنی صلح کے بعد یہ جنگ آئیگی۔ کیونکہ پال تم ابھی تک نفرت کے قبرستان میں سو رہے ہو۔

ہے روکو نہیں مجھے بولنے دو۔ آج میری باری ہے اور تم فرنچ سیریا جارہے ہو۔ اور ہم دونوں وسکی پی رہے ہیں، ایک زندہ ایک مُردہ۔ ایک ذلیل، ایک بے رحم، ٹھہر جاؤ۔ پال۔۔ یہاں سے اُٹھ کر کہاں جارہے ہو۔ اپنے دوست کا آخری سلام تو لیتے جاؤ۔ سُنو میں اکیلا نہیں ہوں پال۔ میں چالیس کروڑ ہوں میں نفرت نہیں ہوں میں محبت ہوں۔ میں نپولین نہیں ہوں۔ میں اشوک ہوں۔ میں اکبر ہوں۔ میں گوتم ہوں۔ چشتی ہوں۔ کبیر ہوں۔ کبیر کا نام سُنا ہے تم نے ہنستے جاؤ پال، میں اجنتا ہوں۔ ایلورا ہوں۔ میں تاج محل ہوں میں محبت ہوں۔ عشق و انسانیت کی تفسیر ہوں۔ تم آزاد ہو کر بھی محبت نہیں کرسکتے۔ میں غلام رہ کر بھی تم سے محبت کرتا ہوں، میرا گھر بڑا ہے۔ میرا دل بڑا ہے، میری روح عظیم ہے۔ ٹھہر جاؤ۔ پال یہ چنبلی کے پھولوں کا ہار لیتے جاؤ۔ ایک ذلیل ملک کا آخری تحفہ سُنو سُنو پال، پال میں تمہیں اُس تیسری جنگِ عظیم سے بچانا چاہتا ہوں۔ سُنو پال۔ مجھے تم سے نفرت نہیں ہے۔ مجھے تم سے نفرت نہیں ہے۔ !

کرشن چندر

حبِّ اکسیرِ خاص

شباب انسانی زندگی کا "عہدِ زرّیں" ہے جس میں تمام جسمانی اور نفسانی قوتیں اعتدال پر ہوتی ہیں انسان اپنی طبیعت میں ایک چونچال پن محسوس کرتا ہے، دُنیا کی ہر شے اُسے حسین اور بہار بدامن نظر آتی ہے۔ وہ ہر تکلیف کا مردانہ وار مقابلہ کرتا ہے۔ ہر بڑی سے بڑی مشکل اس کے عزم و ارادے کے آگے بے حقیقت ہوتی ہے۔ اور دُنیا صحیح معنی میں اس کیلئے جنت بن جاتی ہے۔ اگر سچ پوچھئے تو یہی وہ مبارک دور ہے جسے حیاتِ چندروزہ کا 'حاصل' کہا جا سکتا ہے۔

لیکن کس قدر بدنصیب ہیں وہ نوجوان جو شباب اور اُسکی بہار آفرینیوں سے محروم ہیں، جو عزم و ارادے کے مقابلہ میں مایوسیوں اور ناکامیوں کا مُرقع ہیں جنھیں زندگی کی جدّوجہد میں قدم رکھتے ہوئے خوف معلوم ہوتا ہے اور جن پر خود اپنا وجود ایک بارِ گراں ہو کر رہ گیا ہے۔

یہ بدقسمت نوجوان دَر دَر کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں اور انھیں کوئی ایسی جگہ نہیں ملتی جہاں پر اپنی بپتا سنا کر اپنے درد کا صحیح علاج حاصل کر سکیں۔ انھیں برگشتہ بخت نوجوانوں کیلئے سنٹرل دواخانہ دہلی نے جسے ہز اگزالٹڈ ہائنس اعلیحضرت حضور نظام، ہز ہائنس مہاراجہ آف منی پور، ہز ہائنس مہاراجہ آف سروہی ہز ہائنس مہاراجہ آف سیرملہ اور دیگر والیانِ ملک و رؤسائے عظام کی سرپرستی کا فخر حاصل ہے۔ برسوں کی تلاش و جستجو اور محنت شاقہ کے بعد حب اکسیرِ خاص تیار کی ہیں جو دل، دماغ، جگر وغیرہ جملہ اعضاء رئیسہ کی تقویت کیلئے آبحیات کا اثر رکھتی ہیں۔ قوتِ مردانہ کے ضعف اور نظامِ عصبی کی خرابیوں کو دُور کرتی ہیں۔ خون اور مادہ تولید کی پیدائش میں حیرت انگیز طریقے پر اضافہ کرتی ہیں معدہ اور آنتوں کی اصلاح کر کے بھوک بڑھاتی اور قبض کو دُور کرتی ہیں۔

غرض یہ کہ ان تمام نقائص کیلئے اکسیر الاثر ہیں جو ایک نوجوان کی زندگی کو جہنم سے بدتر بنا دیتے ہیں۔

قیمت ۲۴ گولی پانچ روپے چار آنے۔ علاوہ محصول ڈاک۔

سنٹرل دواخانہ دہلی

زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا

مارچ ۱۹۴۴ء کے شمارہ میں ساقی کے مدیر شہیر نے نگاہ اولیں کے عنوان آل انڈیا ریڈیو کی "ادب نوازیوں" پر ایک شذرہ تحریر فرمایا تھا۔ اُمید تھی کہ اس اجمال کی تفصیل کوئی اور اہلِ قلم ضرور کریگا کیونکہ یہ مضمون ایسا نہ تھا کہ اسے عرصۂ دراز تک زیر بحث نہ لایا جاتا مگر خلافِ امید صدائے برنخواست۔ خیر اس دبی چنگاری کو میں ہی ہوا دینے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس اُمید کو دل میں لئے ہوئے کہ معاصرین بالخصوص شعرا حضرات اپنی شعلہ نوائی سے اس آگ کو ٹھنڈا نہ ہونے دیں گے۔ اور ریڈیو کے محکمہ کو بتا دینگے کہ "بازیش یا باہم بازی" کسی طرح بھی جائز نہیں۔ اور شعرا کی تحقیر اب برداشت سے باہر ہو رہی ہے۔ اسے بند ہونا چاہئے۔

زیبِ عنوان مصرع کے پہلے حصے سے متعلق جو اندھیں گالی لے دے ہوتی رہی ہے۔ اور یہ سلسلہ غالباً ابھی جاری رہے گا۔ اُردو زبان کے خلاف ریڈیو والوں نے جو ٹیڑھی روش اختیار کر رکھی ہے، اُردو داں طبقے نے تو ہندوستان کے طول و عرض میں اس پر اظہارِ ناراضگی کرنا ہی تھا اور بزدر کیا بھی لیکن جن ہندی والوں کی تالیفِ قلوب (یا اپنی مداہنت کے اظہار کی خاطر) اصلاحِ زبانِ اُردو کا یہ ڈھونگ رچایا گیا تھا محکمہ کی بدقسمتی سے وہ بھی خوش نہ ہو سکے۔ اور انھوں نے حال ہی میں محکمہ ریڈیو کی اُردو نما زبان کے خلاف تادیبی ووٹ پاس کر کے بیچاروں کو "گھر کا نہ گھاٹ کا" کر کے چھوڑا۔

اگر یہ مسئلہ صرف "لسانی" ہوتا تو آئے دن کی الجھن بڑھتی ہی کیوں؟ "زبان" کے پردے میں جب سرے ہی سے سیاست جلوہ گر تھی۔ اور اس شاخسانے کے اٹھانے والوں کو بجائے اُردو زبان کی اصلاح و تسہیل کے جب فرقہ وارانہ جذبات کا بھڑکانا ہی مقصود تھا تو تالیفِ قلوب یا مداہنیت کی روش جو ریڈیو والوں نے دانستہ اختیار کی کیونکر کامیاب ہو سکتی تھی۔ کس قدر اچنبے کی بات ہے کہ ہندی والے انگریزی زبان کے الفاظ سے تو نفرت نہیں۔ اور ان کو بے تکلف ہندی میں بولے جاتے ہیں۔ مگر فارسی اور عربی کے وہ الفاظ بھی جو اُردو کے جنم ساتھی ہو چکے ہیں چن چن کر جلا وطن اور ان کی جگہ ایسے "جناتی بول" ٹھونسے جا رہے ہیں جن کو غیر ہندو تو کیا خود "ہندو جاتی" کی اکثریت بھی سمجھ نہیں سکتی۔ اب تو یہ حقیقت اس قدر آئینہ ہو گئی ہے کہ اس کا انکار کرنا اپنی بصیرت اور بصارت دونوں کی فاتحہ پڑھنا ہے۔ یہ لسانی ڈھونگ اصل میں اسلام دشمنی ہے۔ سیاست کے نقطۂ نگاہ سے بھی یہ کوئی دانشمندانہ چال نہیں۔ کیا ہندی کے پرچارکو حال ہی کی تجویز جس میں ہندی کے ادیبوں کو ریڈیو کے محکمہ کے بائیکاٹ کا مشورہ دیا گیا ہے سبق آموز نہیں؟ جن کی خاطر ریڈیو کا محکمہ اصلاحِ زبان کے باب میں بدنام ہوا تھا۔ وہی اب اس پر ادرسوار ہوئے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ "آداب عرض" کی بجائے "نمستے" "یا" پاؤں لاگن" کیوں نہیں کہا جاتا۔

دقس علیٰ ہذا۔ اب جبکہ ہندی کے پرچارکوں کی نیت کی کالی ہنڈیا حقیقت کے چوراہے پر ایسی بُری طرح پھوٹ چکی ہے تو اگر ریڈیو کا محکمہ اب بھی زبان کے پھٹے میں پیر اڑائے رکھے گا تو بیچاری ٹانگ کی جو پہلے ہی کمزور واقع ہوئی ہے خیر نہیں۔ سُننے میں آیا ہے کہ ریڈیو والے "ہندی" غوغا آرائی سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہے۔ اور اب ایک اصلاحاتی کمیٹی بنانے کی فکر میں ہیں یا بنا چکے ہیں۔ اللہ خیر کرے!

اصل میں میرے مضمون کا تعلق تو زیب عنوان مصرع کے دوسرے حصے یعنی "خبر لیجئے دہن بگڑا" سے تھا۔ لیکن سطورِ بالا بھی بر سبیلِ تذکرہ لکھنا ہی پڑ گئیں۔ کیونکہ جب تک الزام کی پہلی شق کا اجمالاً ذکر نہ ہو جاتا اس کی دوسری شق کی تفصیل کچھ ٹھیک نہ بیٹھتی۔

"زباں بگڑی تو بگڑی تھی" (محاورہ کی رُو سے نہیں، بلکہ الفاظ کے سادہ معانی کی رُو سے) آپ نے دیکھ ہی لی۔ اب "بگڑی دہن" کا نقشہ بھی ملاحظہ فرمائیے گا۔ اس سے متعلق ایک بات عرض کرنی ضروری ہے۔ وہ یہ کہ "دہن بگڑنا" محاورے میں تو منہ چڑانا ہی ہوتا ہے۔ لیکن اس حرکت کا مقصود ہوتا ہے دوسرے کی تحقیر۔ اس لئے یہاں میں نے اس ٹکڑے کے تحقیری پہلو کو

مدِ نظر رکھا ہے۔

مارچ ۱۹۴۴ء کے پرچہ میں مدیر ساقی ادیبوں اور شاعروں کی عام ناقدری کا رونا رونے کے بعد فرماتے ہیں " ریڈیو! اس محکمہ سے کروڑوں روپئے کی آمدنی ہے۔ ورنہ محکمہ کروڑوں ہی روپئے صرف کرتا ہے۔ ادیبوں اور شاعروں کی جیسی قدر اس طلسم کدے میں ہوئی ہے شاید کسی کدہ میں نہیں ہوئی ہوگی۔ یہاں غزلوں کا بھی معاوضہ دیا جاتا ہے۔ ایک غزل کا معاوضہ اگر آپ سنیں گے تو حیرت کرینگے۔ ذرا غور سے سُنئے۔ آٹھ آنے اور چند بارہ آنے۔ اور پھر شرط یہ کہ وہ شاعر جس کی غزل گائی جائے زندہ ہو۔ اور اگر مُردہ ہے تو یہ آٹھ آنے بھی بحق سرکار ضبط۔ مگر ہمارے ادیبوں کو راہ راست پر لانے کیلئے یہ تادیب کچھ زیادہ نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوئی۔ اس لئے ہم حضور ڈائریکٹر جنرل بہادر سے سفارش کرتے ہیں کہ ایسے بے حس اور شدید مجرموں کیلئے بعبور دریائے شور کی سزا تجویز فرما کر عند الناس مشکور اور عند اللہ ماجور رہوں ۔"

مدیر ساقی کی خدمت میں دست بستہ عرض ہے کہ صاحب آپ شاید دہلی ریڈیو اسٹیشن کی بات کر رہے ہیں۔ اور غالباً یہ ریٹ ۸ سے ۱۲ تک ہی نہیں بلکہ بعض خاص الخاص لوگوں کے لئے پورے سولہ آنے بھی ہے۔ البتہ یہ ۱۲ اور ۱۶ فی براڈکاسٹ غالبًا دو ایک زریں پالان ہستیوں کیلئے ہی مخصوص ہے۔

لیجئے ہمارے مردم خیز خطے یعنی پنجاب (لاہور ریڈیو اسٹیشن) کے ریٹ بھی سُن لیجئے " ۲ اور ۴ " فی براڈکاسٹ۔ کہئے پنجاب ریڈیو اسٹیشن نے حاتم کی قبر پر لات ماری کہ نہیں؟ اب ذرا اسکاری چھاپ شدہ ایگریمنٹ (اقرارنامہ) کی شرائط بھی ملاحظہ فرمائیے: اور محکمہ کی تجارتی ذہنیت کی داد دیتے ہوئے پکار اٹھئے: " یہ مُنہ اور مسور کی دال۔" ان حالات میں کوئی خوددار ادیب یا شاعر جب تک بیچارہ بنگال کے کال کے تخیل سے لرزہ براندام نہ ہو کیونکر ریڈیو والوں کے دامِ تزویر میں آسکتا ہے۔

اقرارنامہ میں شروع ہی میں شاعر کے ماضی، حال اور مستقبل کے تمام کلام پر قبضہ جما لیا گیا ہے۔ مطبوعہ اور شائع شدہ کلام تو خیر پہلے ہی منظرِ عام پر آچکا ہے۔ اور ریڈیو والے اپنے مذاق کی چیزیں اس میں سے چُن کر نشر کرسکتے ہیں۔ مگر وہ کلام جو ابھی بطن شاعر میں ہے اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ " اس [illegible] کی پیدائش کی رپورٹ پندرہ دن کے اندر محکمہ کو پہنچ جانی چاہیئے۔"

اب آپ ہی فرمائیں یہ کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ شاعر اپنی ہر نئی چیز ریڈیو والوں کو خواہ مخواہ بھیجے، خواہ وہ اُن کے کام کی ہو یا نہیں۔ اور اس طرح اپنے اوپر خود ہی یہ نئی قسم کا سنسر بٹھالے۔ ریڈیو والے گو وہی چیز براڈکاسٹ کرینگے جو اُن کے مطلب کی ہو جب یہ صورت ہے تو اس غیر فطری اور غیر معقول شرط کے ماننے کو کون عقل کا اندھا تیار ہوسکتا ہے۔ ریڈیو والوں نے اس اقرار نامے کی رُو سے

" از صحنِ خانہ تا بسرِ بام از آنِ من
وز بام تا بہ عقدِ ثریا از آنِ تو "

کی مشہور روایتی تقسیم کو پُر کر رکھا ہے۔ دراز دستی اور سینہ زوری کی مثال جو اس اقرارنامہ کی شرائط میں دکھائی گئی ہے شاید آقا اور غلام ہی کے عہدنامے ہی میں نظر آئے تو آئے۔ اس سینہ زوری پر جو معاوضہ تجویز کیا گیا ہے "گالی دیکر جُوتہ رسید کرنا" کے مترادف ہے۔ اور یہ مشقِ ناز انسانوں کے اس طبقہ سے روا رکھی گئی ہے جو خودداری اور عزت کا مجسمہ کہا جاتا ہے۔ (اسی ہندوستان میں اور ایسے زمانے میں جبکہ بولنے پر زبان کٹتی تھی میر و مرزا کی خودداری کس ادیب یا شاعر کو معلوم نہیں) اسی بنا پر بعض غیور اور خوددار اہلِ فن نے یا تو ریڈیو کے محکمے کو ایگریمنٹ کرنے سے سرے سے انکار ہی کر دیا ہے یا تھوڑے سے تجربہ کے بعد دستخط شدہ ایگریمنٹ منسوخ کر دیا ہے یا اگر تحریری اجازت ہی دی تھی تو اس کو واپس لے لیا ہے۔ یہ نہیں کہ یہ خامیاں یا تبدیلیِ نظر تشدد جو ایگریمنٹ میں ہے کھول کر محکمہ مذکور کے نوٹس میں نہیں لایا گیا۔ ایسا کیا گیا ہے اور بڑے شد و مد سے کیا گیا ہے مگر وہاں ترتی سے اُترنے والے لنٹے ہوں تو اُتریں۔ محکمہ مذکور کے موجودہ ایگریمنٹ پر جب دھڑا دھڑ دستخط ہو رہے ہوں اور آنکھیں بند کرکے ہو رہے ہوں تو انھیں کیا پڑی ہے کہ اپنے "اسرائیلی حربہ" کو بے ضرر بنادیں۔ مگر محکمہ کی یہ ہیکڑی کسی معقولیت پر مبنی نہیں کہی جاسکتی۔

اس کی وجہ مجھ سے سُن لیجئے۔ اوّل تو عملاً اس اقرارنامے کی اس شرط کو طرفین معاہدین نے "وعدۂ معشوق" سمجھ رکھا ہے " وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہوگیا۔" یا یہ کہ جن شعراء سے یہ ایگریمنٹ لیا گیا ہے ان میں چند ایسے بھی ہیں جن کے ایک۔ آدھ گیت یا ایک

آدھ غزل سال دو سال سے چھوڑ چار یا پانچ سال سے ہر پندرھواڑے میں نشر ہو رہی ہیں۔ گویا کہ وہ "ادبی پٹنے گلے ہیں" جن کو ترک کیا ہی نہیں جا سکتا۔ ورنہ "ادب سنگیت" کے دُنیا سے ناپید ہو جانے کا ڈر ہے۔ آخر یہ کیوں ہو رہا ہے۔ کیا وہ ادبی مقفے ناکارہ ہو چکے ہیں؟ جن کی بھلی یا بُری اوّلین شعاعوں کو "من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو" کے ریکارڈنگ سسٹم کے ماتحت ریکارڈ کر کو لافانی بنا لیا گیا ہے۔ اگر ریڈیو والوں کا یہ ادّعا ہو کہ ہمارے سُننے والے انھیں پسند کرتے ہیں۔ تو یاد رہے کہ اس پر تجاہلِ عارفانہ کی چپک جانے والی پھبتی کسی جا سکتی ہے۔

دوسری وجہ گدھے جڑھی ہے۔ ماتشاعر اور سستی شہرت کے بھوکے جن میں سے اکثر بیچارے شاعری بھروا تے ہیں۔ اور اکثر استاد ازل کے کہے ہوئے کورٹ دیتے ہیں ہندوستان جنت نشان میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ وہ بیچارے کیا جانیں کہ اہلِ ہند کی غیرت اور خودداری کس جانور کا نام ہے۔ ایسے لوگ جس قسم کا بھی معاہدہ کر لیں مستوجب ملامت نہیں کہے جا سکتے۔ البتہ خوش مذاق اور اہلِ الرائے اصحاب ریڈیو کے محکمہ کی "کم نظری" کی داد ایک ظریف دوست کی زبان میں ضرور دیتے ہیں۔ اور دیتے رہیں گے۔ وہ اس طرح ہے کہ ایک اچھے پائے کے مستند ادیب دوست سے ازراہِ ہمدردی ایک ریڈیو کے شائق دوست نے پوچھا کہ کبھی آپ کبھی ریڈیو پر نہیں بلائے جاتے۔ آپ کی قابلیت اور "تبحرِ علمی" تو کل ہندوستان میں مانا ہوا ہے۔ تو میرے دوست نے جواب دیا کہ میری قابلیت کی یہی بہترین دلیل ہے کہ مجھے ریڈیو کا محکمہ یاد نہیں فرماتا۔

لگے ہاتھوں معاوضہ کے متعلق بھی ایک "امر واقعہ" سُن لیجئے۔ پنجاب کے ایک شخص کا ایک گیت ساری چھ ماہی میں ایک ہی بار نشر ہوا۔ وہ چونّی آنجناب کو ذریعہ منی آرڈر، منی آرڈر کی فیس کاٹ کر بھیجی گئی۔ حساب لگا لیجئے کہ کتنے پیسے گئے ہوں گے۔ بیچارہ بڑی شان سے گھر سے منی آرڈر وصول کرنے باہر آیا۔ مگر ریڈیو والوں کی ستم ظریفی دیکھ کر غصّہ کو پی ہی تو گیا۔ منی آرڈر پر دستخط کر کے ڈاکیہ سے کہنے لگا کہ بھائی رقم پہنچ گئی۔ تم اس رقم کی ہماری طرف سے گنڈیریاں چوس لینا۔

یہ کوئی نہیں جانتا کہ سرکاری ادارے خواہ تجارتی ہوں خواہ "خراج"، اُن کا قیام گورنمنٹ کے نقطۂ نگاہ کے تحت ہو۔ یہ اور بات ہے کہ جب سرکاری کام نہ ہو تو تجارتی محکموں کو ذریعۂ آمدنی بھی بنا کر برکاتِ برطانیہ کو سج کر دکھایا جائے۔ ریڈیو کا محکمہ بھی تجارتی ہے۔ مگر اس کا مقصدِ وحید (ہندوستان میں) سرکاری نقطۂ نگاہ اور مفاد کا پرچار کرنا ہے۔ جہاں تک پروپیگنڈہ کا تعلق ہے یہ آپ کون ہیں جو رموزِ سلطنت میں دخل دیں۔ اس لئے گو بیس گھنٹے سرکاری پرچار کیا جائے تو ہمیں اعتراض کرنے کا حق نہ ہو سکتا ہے اور نہ ہونا چاہیئے۔ مگر ان حدود سے باہر پروگرام مثلاً سنگیت یا ادب کا شعبہ ایسا ہے کہ اس پر ملک کا ہر "نتھو خیرو" بھی اپنی رائے قائم کر سکتا ہے۔ اور اگر میری آپ کی طرح وہ تھوڑا بہت اہلِ قلم بھی واقع ہوا ہے تو ساقی کی ادبی بزم کی ضیافتِ طبع کے لئے کبھی ایسا لطیفہ بھی پیش کر سکتا ہے جسے غالباً صرف خدایانِ ریڈیو ہی سُننا پسند نہ فرمائیں۔ سنگیت پروگراموں کے متعلق تو علامہ اقبال مرحوم کی پھبتی غالباً سُنی ہوگی۔ کہتے ہیں جب لاہور ریڈیو سٹیشن کا افتتاح ہونے لگا تو ریڈیو والے علامہ مرحوم سے کوئی پیغام تبرک کا حاصل کرنے کیلئے حاضر ہوئے۔ علامہ مرحوم نے "دردِ سر گردنِ راوی" فوراً ہی تبسم آمیز لہجہ میں دریافت فرمایا "تو ادھر بھی سرکاری ہیرا منڈی کھُل گئی ہے" (کیا یہاں بھی سرکاری ہیرا منڈی کھُل گئی ہے؟) (لاہور کی ہیرا منڈی یا پھبتی کی معنویت کسی سے مخفی نہیں) اب ذرا موازنہ بھی سُن لیجئے۔ بیچارے ادیبوں اور شاعروں کو تو دو دو چونّی کی خیرات دیکر ٹالا جاتا ہے۔ مگر "طوائف نوازی" ملاحظہ ہو۔ ہر چوٹی کی طوائف گائک ہو یا گلرد۔ اور اگر یہ دونوں خوبیاں یکجا ہوں تو سبحان اللہ۔ لکھنؤ کے حلقہ سے لیکر پشاور کے حلقہ تک باقاعدہ سرکاری "گرداوری" کرتی ہے۔ مگر اچنبا تو یہ ہے کہ صرف بیچارے پر کوئی اکاؤنٹنٹ جنرل بھی اعتراض نہیں کرتا کہ جب لندن سے گائکوں کی آواز باقاعدہ سنی جا سکتی ہے تو یہاں یہ مسرفانہ "حسین شٹل کاکنگ" کس لئے روا رکھا جا رہا ہے؟ عوام کی چہ میگوئیاں! کیا اُن کے تذکرے کی ضرورت نہیں۔ عاقلاں خود میدانند۔ رہی ادب اور اخلاق کی دُرگت جو ان رنگیلے پروگراموں میں بنتی ہے تو اس کا تذکرہ ہی فضول ہے۔ کیونکہ یہ دونوں الفاظ اس زمانہ کے مخصوص لُغت سے خارج ہو چکے ہیں۔

ریڈیائی مشاعرے اچھا خاصا مذاق ہیں مذاق۔ ایک

ایسے ہی مشاعرے میں شرکت کا ایک مجھے بھی فخر حاصل ہوا تھا۔ اور اچھا ہوا کہ ذاتی طور پر مجھے تجربہ ہو گیا کیونکہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔

بایں ہمہ ریڈیو کا محکمہ اس خود فریبی میں مبتلا ہے کہ یہ ادب کی ایسی خدمت ہو رہی ہے جسے عوام احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ خود فریبی کی معراج ایسی ہی ہونا چاہئے۔

بات بہت لمبی ہو گئی۔ اصل میں میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ شعرا کی غزلیں گانے والا یا گانے والی پچاس روپئے روزانہ بلکہ بعض خاص حالات میں اس سے بھی زیادہ کی حقدار سمجھی جاتی ہے۔ مگر شاعر جس نے غزل یا گیت اپنے جگر کا خون پی کر لکھا ایک پیالی چائے کی قیمت کا حقدار بھی نہیں سمجھا جا(تا)۔ اور پھر اس پر اتنی پابندیاں کہ اللہ امان! آخر یہ شعرا کی تحقیر نہیں تو اور کیا ہے؟ اب سوال یہ ہے کہ آخر شعرا صاحبان کی غیرت کب تک جوش میں نہ آئیگی؟ حضرات! اٹھئے اور اپنی پگڑی کی خبر لیجئے۔ یہ زمانہ غفلت یا مجرمانہ انکساری کا نہیں۔ یاد رکھئے کہ جب تک آپ اپنی عزت کرنے کے خوگر نہ ہونگے دوسرے آپکی عزت کر چکے۔

آئیے اور اپنے جائز حقوق کا بیڑا اٹھائیے۔ خدایان محکمہ خواہ کتنے ہی ادب نواز ہوں۔ پھر بھی ایک تجارتی محکمہ کو چلا رہے ہیں۔ اور وہ جتنی بھی بچت اپنے محکمہ کو خرچ میں کر دکھائیں اتنی ہی ان کی چاندی ہے۔ سیدھی انگلی گھی نہ کبھی نکلا ہے اور نہ کبھی نکلے گا۔ اس لئے اہل فن کی جبلی غیرت کا واسطہ دیکر شعرائے کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس تحقیر کے خلاف جو محکمہ ریڈیو نے ان کے خلاف روا رکھی ہے ایک پُر زور اور مخلصانہ آواز اٹھائیں اور خدایان ریڈیو کو مجبور کریں کہ وہ ادب اور ادیبوں کی ساحقہ توقیر اور ادب کرنا سیکھیں۔ اگر چند ایک اچھا لکھنے والے جو ابھی کسی وجہ سے مبتلائے فریب ہیں اور ایگریمنٹ کر چکے ہیں اپنے اقرار ناموں کی تنسیخ کا نوٹس دیدیں تو اس کا فوری اثر ضرور ہوگا۔ اور محکمہ ریڈیو کو یا تو اس ڈھونگ کو فوراً ختم کرنا پڑے گا یا اس میں ضروری اصلاح کرنا ہوگی۔

مع ہذا سر سلطان احمد بالقابہ سے بھی اردو ادب کے نام کا واسطہ دیکر التماس ہے کہ محکمہ ریڈیو کی یہ شاخ جو اس مضمون میں زیر بحث لائی گئی ہے آپ کے نکتہ شناس گوشۂ چشم کی امیدوار ہے۔ اس باب میں تھوڑی سی توجہ ضرور فرمائیے گا۔

آپ اگر ذرا سی توجہ فرمائینگے تو کارکنانِ محکمہ کے بھی کان ہو جائینگے اور یہ جو اندھے کی شیرینی بیدریغ بٹ رہی ہے کسی قانون قاعدہ سے بٹنے لگے گی۔

امینِ حزیں سیالکوٹی ؒ

شفق

بچھی ہوئی ہے وہ پربت پہ شنگرفی چادر
کہ جیسے چھوٹ رہے ہیں لہو کے فوارے
معاً افق پہ دہکنے لگے ہیں انگارے
چڑھا ہوا ہے وہ سونے کا خول قنطر پر
وہ آفتاب کی کرنوں کا سلسلہ ٹوٹا۔

فضا میں سرخ دھندلکے ابھرتے جاتے ہیں
فلک کی مانگ میں سیندور بھرتے جاتے ہیں
شکستِ مہر سے مغرب کا حوصلہ ٹوٹا!
یہ کس نے جامِ افق میں گلابیاں بھر دیں۔

نشے میں جھوم رہے ہیں تخیلاتِ جمیل
سرور و کیف میں ڈوبی ہوئی ہے روحِ قتیل
گھلے ملے نظر آتے ہیں آسمان و زمیں
وہ گالِ شامِ حسیں کے ہیں تمتمائے ہوئے
وہ جا رہا ہے کہیں دن نظر جھکائے ہوئے

قتیل شفائی

یہ آل انڈیا ریڈیو ہے

(نمبر ۲)

گذشتہ صحبت میں ہم نے برادرانِ وطن کے ان اعتراضات کا جواب دیا تھا جو انھیں آل انڈیا ریڈیو پر زبان و بیان کے سلسلے میں ہیں۔ اور وعدہ کیا تھا کہ اگلی بار ہم اس محکمہ میں مسلم عنصر کی کارفرمائی کا قاطع جواب اعداد و شمار سے دیں گے۔ خوش قسمتی سے ہمیں دو سال قبل کی Amulgamated List مل گئی ہے۔ لیکن اس کے شمار کو ہم نے بعض دوسرے ذرائع سے موجودہ صورتِ حال کے مطابق بنا لیا ہے۔ اب آپ اس چھان پھٹک کا نتیجہ ملاحظہ فرمائیے:

مدراس، ترچناپلی، ڈھاکہ اور کلکتہ کے بارے میں تو کچھ کہنا لاحاصل ہے۔ تا وقتیکہ ہم اہلِ ہنود کو بھی اہلِ اسلام تصور نہ کریں۔ ہاں اس سلسلہ میں تعجب انگیز بات یہ ہے کہ کلکتہ اور ڈھاکہ میں بھی جو بنگال میں واقع ہیں اور جہاں کی مسلم آبادی وہاں کے اہلِ ہنود سے زائد ہے۔ مسلم عنصر کا صرف نشان ہی نظر آتا ہے۔ اور وہ بھی نام کو۔ مدراس اور ترچناپلی کا تو ذکر ہی چھوڑیئے۔

اٹھے پھر کفر از کعبہ برخیزد" کے مصداق ذرا دہلی پر نظر ڈالئے جو نہ صرف مرکزی اسٹیشن ہے بلکہ یہاں ریڈیو کے دیگر متعلقہ شعبے بھی قائم ہیں۔ سب سے پہلے ہم ڈائریکٹر جنرل کے دفتر کو لیتے ہیں۔

ڈائریکٹر جنرل مسلمان، ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل ایک مسلمان دو ہندو۔ اور اب خدا کا نام لیکر شروع ہو جائیے۔ چیف انجنیر انگریز، اسسٹنٹ چیف انجنیر ہندو، پبلک ریلیشنز آفیسر (Public Relations Officer) ہندو، ایڈمنسٹریشن آفیسر ہندو، ڈائریکٹر پروگرام ہندو، آفس سپرنٹنڈنٹ دو عدد۔ ہندو، اسسٹنٹ آفس سپرنٹنڈنٹ سات ہندو، چھ مسلمان (کل تیرہ) کلرک دوسرا درجہ پانچ ہندو۔ دو مسلمان (کل سات) کلرک تیسرا درجہ بیس ہندو۔ آٹھ مسلمان (کل اٹھائیس) لائبریرین ایک، ہندو، اسٹینو (Steno) پانچ ہندو، ایک مسلمان (کل چھ) پبلسٹی اسسٹنٹ ایک، ہندو، ڈرافس مین ایک۔ ہندو، ڈرافس مین دوسرا درجہ ایک۔ ہندو، دفتری تین ہندو، تین مسلمان، (کل چھ) جمعدار دوسرا درجہ ایک مسلمان۔ دفتدار ایک۔ سکھ، چپراسی درجہ اول دو میں سے ایک مسلمان، چپراسی دوسرا درجہ تین میں سے دو مسلمان چپراسی تیسرا درجہ نو ہندو پانچ مسلمان (کل چودہ)

ان اعداد پر رائے زنی کا حق محفوظ رکھتے ہوئے اب ہم سنٹرل نیوز آرگنائزیشن کی طرف آتے ہیں۔ یہاں کی بنیادی ہے کد ملاحظہ کیجئے:

چیف ڈائریکٹر آف نیوز: انگریز، سینئر ڈپٹی ہندو۔ چیف نیوز ایڈیٹر پانچ میں سے دو مسلمان۔ سب ایڈیٹر اور اسسٹنٹ ایڈیٹر مذکورہ بالا فہرست کے مطابق چار ہندو ایک مسلمان اور دو ہندو تھے۔ اب اس سلسلے میں اس شعبے کی توسیع ہو چکی ہے اور جہاں تک ہمیں معلوم ہو سکا ہے اس توسیع میں بھی اپنی بنیادی اعداد نے ترقی کی ہے۔ یہاں انصاف کی رو سے اس کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ریڈیو کے خبروں کے شعبے میں ایک ڈپٹی ڈائریکٹر مسلمان بھی ہے۔ لیکن ذرا آگے چلئے (یہ اعداد فہرست کے مطابق ہیں اور توسیع کے انداز انتخاب کا اندازہ ہمارے پہلے بیان سے لگا لیجئے) مترجم بائیس میں سے پانچ مسلمان، فارسی مترجم تین میں سے دو مسلمان، اسٹینو پانچ میں سے پانچ ہندو۔ کلرک درجہ اول۔ ایک، ہندو۔ درجہ دوم تین میں سے ایک مسلمان۔ اب آئیے ریسرچ آفس کی طرف (یہاں) زیادہ وضاحت سے کچھ فائدہ نہیں کیونکہ یہاں بھی مسلمانوں کی تعداد دس سے زیادہ نہیں ہے۔ ہاں انڈین لسنر کا ایڈیٹر ہندو، آواز کا ایڈیٹر مسلمان اور سارنگ کیلئے ایک ہندو۔

اب لگے ہاتھوں ذرا ایکسٹرنل سروس پر بھی ایک سرسری نظر ڈالتے چلئے۔ یہاں اے۔ ایس۔ ڈی تو مسلمان ہے لیکن اس کے نیچے آٹھ پروگرام ایگزیکیٹو میں سے صرف دو مسلمان ہیں اور پروگرام اسسٹنٹ چار ہندو اور دو مسلمان۔ اب ذرا آل انڈیا

ریڈیو کے دلی اسٹیشن کے پروگرام سنا ۔ کو دیکھئے لیکن شاید اس وقت تک برادرانِ اسلام گھبرا گئے ہوں اس لئے اُن کی طبیعت شگفتہ کرنے کے لئے اطلاعاً عرض ہے کہ اگر آپ سیاسی لحاظ سے بنگال، پنجاب، صوبہ سرحد اور سندھ یعنی ہندوستان کے چار صوبوں میں اپنی اکثریت سمجھتے ہیں تو آل انڈیا ریڈیو میں یہی غنیمت جانئے کہ اس محکمہ کے پشاور اسٹیشن پر جو صوبہ سرحد کیلئے مخصوص ہے مسلمانوں کی اکثریت نظر آتی ہے کیونکہ یہاں پروگرام اسٹاف میں صرف ایک پروگرام اسسٹنٹ ہندو ہے۔ لیکن ٹیکنیکل اسٹاف کا حال یہاں بھی نہ پوچھئے ورنہ یہ ہنگامی شگفتگی بھی جاتی رہے گی ۔

اب پشاور سے راس کماری کی طرف چلئے راستے میں آیا لاہور، یہ پنجاب کا دارالخلافہ ہے ۔ پنجاب میں سُنا تھا کہ چھپن فیصدی مسلمان بستے ہیں، اور اسٹیشن کے پروگرام اسٹاف کے تجزئیے سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کا وہ دعویٰ جو انگریزوں کی مردم شماری کی بنا پر تھا تقریباً صحیح ہے۔ کیونکہ یہاں پانچ ہندو اور چھ مسلمان دکھائی دیتے ہیں ۔ لیکن شاید اس ڈر سے کہ مسلمانوں کا غلبہ کوئی بُرا نتیجہ نہ پیدا کرے اسٹیشن ڈائریکٹر ہندو رکھا گیا ۔ اشک شوئی کے طور پر اسسٹنٹ اسٹیشن ڈائریکٹر مسلمان ہے ۔ اور اس کے بعد ایک پروگرام ایگزیکٹیو بھی مسلمان لیکن گوشمالی کیلئے ساتھ ہی دوسرا پروگرام ایگزیکٹیو ہندو ہے ۔ اس کے بعد آتی ہے پروگرام اسسٹنٹ کی باری، تو یہاں چار میں سے تین غیر مسلم ہیں ۔ تاکہ مسلمان اپنی قدر خود شناس پر عمل کرتے رہیں ۔ اہل اسلام کی حجودی تسلی کیلئے ٹیکنیکل اسٹاف کو نظر انداز کرتے ہیں ۔

لاہور سے آگے دلی ۔ یہاں نہ معلوم کس مصلحت کی بنا پر مساوات کا لحاظ رکھا گیا اور دس ہندو اور دس مسلمان موجود نظر آتے ہیں ۔ ہاں آل انڈیا ریڈیو کے کل دس اسٹیشن ہیں ۔ اور دس میں سے دو اسٹیشن ڈائریکٹر مسلمان ہیں لکھنؤ کا سرسری جائزہ یہ ہے ۔ اسٹیشن ڈائریکٹر ہندو، اسسٹنٹ اسٹیشن ڈائریکٹر ہندو ۔ پروگرام ایگزیکٹیو دو ۔ مسلمان ۔ پروگرام اسسٹنٹ (جو ہمیں معلوم ہیں) دو ہندو ایک مسلمان ۔

بمبئی کی طرف توجہ کرنا بھی لاحاصل ہے ۔ اسٹیشن ڈائریکٹر مسلمان ہے لیکن ان کا نام برن جیوتی ہے ۔ کیونکہ وہ بیری کی طرف سے مسلمان ہوئے ہیں ۔

اس کے بعد اسسٹنٹ ڈائریکٹر سے لیکر آخری پروگرام اسسٹنٹ تک نظر ڈال جائیے آپ کو صرف بیچارہ ایک مسلمان پروگرام اسسٹنٹ کی حیثیت میں دکھائی دے گا ۔

تو یہ ایک سرسری سا جائزہ ہے اعداد و شمار کا ۔ اور یہ نکتہ خصوصاً قابلِ غور ہے کہ ٹیکنیکل اسٹاف ہر اسٹیشن پر برادرانِ ہنود سے بھرپور ہے، حالانکہ جس کام کا تقاضہ ان شعبوں میں کیا جا سکتا ہے اس کے پورا کرنے کی اہلیت اب بہت سے مسلمانوں میں موجود ہے ۔ لیکن آپ جانئے یہ لست وکشاد کے عہدوں کی برکت ہے یا محض حُسنِ اتفاق کہ مسلمان ان شعبوں میں دکھائی نہیں دیتے ۔

برادرانِ وطن اگر مذکورہ بالا بیان سے مطمئن نہ ہو سکیں تو ہماری تجویز ہے کہ وہ اسمبلی میں سوال اٹھا سکتے ہیں کہ آل انڈیا ریڈیو میں کتنے ہندو اور کتنے مسلمان کس کس حیثیت میں ملازم ہیں ۔ اگر وہ ایسا کریں تو ہم پر بھی عنایت ہوگی کہ ہمارا یہ جائزہ جو ابھی سرسری ہے آئندہ نسلوں کیلئے مکمل ہو جائیگا ۔

آخر میں رخصت ہوتے ہوئے عرض ہے کہ کوئی اور اعتراض ہو تو وہ بھی فرما دیجئے کیونکہ ہم تو یار زندہ صحبت باقی کے قائل ہیں ۔

ابنِ آدم

کتب خانہ علم و ادب دہلی کی مختصر فہرست کتب سنہ ۱۹۴۵ء

تعلیمات اسلامی پر عام کتابیں

لغات القرآن۔ مولوی عبد الرشید جلد اول ۸ے؍
تاریخ القرآن محمد اسلم جے راجپوری عہ؍
تعلیمات قرآن 〃 ے؍
تاریخ فقہ اسلامی عبد السلام ندوی ۸ے؍
اسلامی قانون فوجداری سلامت خاں ۸ے؍
تعلیم الاسلام چہار حصہ مفتی کفایت اللہ
اول ۲؍ دوم ۳؍ سوم ۶؍ چہارم ۸؍
وحی الہی مولوی سعید احمد ۶؍
فہم قرآن 〃 ے؍
جنت کی کنجی 〃 ۶؍
دوزخ کا کھٹکا 〃 ۸عہ؍
خدا کی باتیں 〃 ۸۶؍
نظریۂ توحید۔ برہان احمد فاروقی۔
معہ سوانح امام ربانی الف ثانی
شیخ احمد سرہندی رح ۱۲عہ؍
تصوف اور اسلام عبد السلام ندوی ۸عہ؍
فیہ ما فیہ فارسی عبد الماجد ۶؍
تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام مولوی محمد طیب ۸؍
اخلاق و فلسفۂ اخلاق حفیظ الرحمن ۸ے؍
قصص القرآن 〃 جلد اول عہ؍
〃 〃 جلد دوم للعہ؍
〃 〃 جلد سوم للعہ؍
دین کامل سید عبد القیوم ۸عہ؍
نسخۂ کیمیا محمد یوسف ے؍
دین اسلام چودہری افضل حق ۸عہ؍
پیام امین عبد اللہ ۸عہ؍
اسلامی نظام تعلیم۔ ریاست علی ندوی عہ؍
اسلام کا نظام تعلیم و تربیت سید منظر احسن للعہ؍
احکام نسواں راشد الخیری ۸عہ؍
قرآنی قصے 〃 ۸عہ؍

دیوِ اسلام راشد الخیری ۸عہ؍
دعائیں 〃 ۱۰؍
جنایات پر جائداد 〃 ۸۶؍
فضائل نماز محمد زکریا عہ؍
برکاتِ ذکر 〃 ۶؍
فضائل قرآن مجید 〃 ۸؍
فضائل رمضان 〃 ۶؍
فضائل تبلیغ 〃 ۶؍
بہشتی زیور مولانا اشرف تھانوی عے؍
بہشتی زیور زناں 〃 ے؍
پردے کی باتیں مولوی احمد سعید ۸عہ؍
رسول کی باتیں 〃 عہ؍
خطبات ابو الاعلیٰ مودودی ۸۶؍
تنقیحات 〃 ۸۶؍
تفہیمات 〃 ۸ے؍
پردہ 〃 ۸۶؍
رسالہ دینیات 〃 ۸عہ؍
تجدید و احیائے دین 〃 ۸عہ؍
حقوق الزوجین 〃 ۶عہ؍
مسئلۂ جبر و قدر 〃 عہ؍
اسلام اور ضبط و قدرت 〃 ۱۲؍
سلامتی کا راستہ 〃 ۵؍
راہ عمل ابو الاعلیٰ مودودی ۲؍
اہم استفتا 〃 ۲؍
دین حق 〃 ۶؍
اسلام اور جاہلیت 〃 ۵؍
افادات شاہ ولی اللہ۔ صدر الدین ۸عہ؍

علمی کتابیں
سائنس۔ فلسفہ۔ منطق
سائنس

مشاہدات سائنس ۶؍
مکالمات سائنس نصیر احمد ۸عہ؍
معلومات سائنس 〃 ۱۲عہ؍
بجلی کے کرشمے محمد معشوق حسن ۸عہ؍
القمر عہ؍
طبقات الارض ۸عہ؍
رسالہ علم نباتات عہ؍
حیات کیا ہے ۸عہ؍
معدنی دباغت۔ سید امداد علی ۸عہ؍
انفاخت رضی الدین ۱۲؍
پودے اور انکی زندگی 〃 ۶؍
ارتقا مشتاق احمد عہ؍

فلسفہ و منطق

ضبط نفس اور نفس پرستی گاندھی عہ؍
ہیگل مارکس اور نظام اسلام محمد مظہر الدین ۸۶؍
نفسیات فاسدہ 〃 ے؍
تاریخ فلسفۂ سیاسیات۔ پروفیسر حبیب للعہ؍
علم کلام شبلی ۶؍
الکلام 〃 ۶؍
برکلے اور اسکا فلسفہ۔ برکلے عہ؍
مبادی علم انسانی 〃 عہ؍
مکالمات برکلے 〃 عہ؍
مبادی فلسفہ عبد الماجد۔ اول عہ؍
〃 〃 دوم عہ؍
نفسیات ترغیب۔ سید تاج الدین ۱۲عہ؍
افکار عصریہ محمد عثمان ۱۲عہ؍
خواب کی دنیا۔ عبد المالک آروی عہ؍
فلسفہ آلہیشات۔ محمد حسین آزاد عہ؍

بچوں کی نفسیات۔ شبیر محمد اختر ۱۲؍
نفسیات زندگی 〃 ۱۲عہ؍
تعلیمی نفسیات ۶؍
طرب یہ خداوندی ے؍
فلسفہ جذبات۔ عبد الماجد ۶؍
اقوال زرتشت۔ ڈاکٹر منصور احمد ے؍
تنقید عقل محض۔ ڈاکٹر عابد علی ے؍
ہماری نفسیات ۸عہ؍
مکالمات افلاطون سید عابد علی للعہ؍
فلسفہ خواب۔ عبد المالک آروی عہ؍
داستان دانش۔ خلیفہ عبد الحکیم ے؍

سیاسی و اجتماعی کتابیں

اسلام میں غلامی کی حقیقت۔ مولوی سعید احمد للعہ؍
غلامان اسلام 〃 ۸صہ؍
مسلمانوں کا عروج و زوال 〃 ۱۲۶؍
بین الاقوامی سیاسی معلومات 〃 ۸۶؍
شہنشاہیت۔ مظفر شاہ خاں ۶؍
شاہ ولی اللہ اور انکی سیاسی تحریک۔ عبید اللہ سندھی ۶؍
شاہ ولی اللہ اور انکا فلسفہ 〃 ۸۶؍
سوشلزم کی بنیادی حقیقت مفتی الدین شمسی ۶؍
بساط سیاست مظہر علی اظہر ۸عہ؍
مشین اور مزدور باری ۸؍
فاسزم ہیرلڈ لاسکی ۸؍
آزادی کی راہیں 〃 ۶؍
راجا اور کسان 〃 ۸؍
صاحب اور مذہب 〃 ۸؍
بابو اور مزدور 〃 ۸؍
سوشلزم 〃 ۸؍
سرمایہ داری عبد الملک ۸؍
جاگیرداری 〃 ۸؍
آمریت اکرام قمر ۸؍

احساس کمتری۔ شبیر محمد اختر ۸ر
عربوں کی قومی تحریک مسعود علی ندوی ۸ر
معیشت زر۔ ابن الحسن ۸ر
مبادی سیاسیات۔ ہارون خاں شیرانی ہے
قوم کی آواز ڈاکٹر عابد حسین ۸ر
وفاق ہند سید نجم الدین عہ
یورپ کی حکومتیں ″ ۸ر
اجتماعی زندگی کی ابتدا۔ محمد عاقل ۱۲ر
ہندوستان کا دیہی قرض ″ ۴ر
مسئلہ آبادی ″ ۴ر
دیہی صنعتیں ″ ۴ر
جدید دستور کا خاکہ زین العابدین ۳ر
ہندوستان میں برطانوی حکومت ″ ۱۲ر
شہری آزادی رام منوہر ۶ر
انگلستان کا طریقہ حکومت۔ شانتی سروپ ۵ر
تحریک کاہل کی سیاست۔ امین الدین خالدی ۸ر
اسلامی ممالک کی سیاست۔ عشرت علی ۸ر
مضامین محمد علی مولانا محمد علی مرحوم دوم العہ
تاریخ مسلم لیگ۔ مظہر انصاری ہے
تاریخ مسلم لیگ ساختر حسین بی اے ۸ر
ہندوستان کا نیا دستور حکومت۔
ہندوستانی لیڈر عہ
پاکستان اور ہندوستان۔ عبد القدوس ہاشمی ۸ر
پاکستان اور مسلمان۔ ایم آر ٹی ۸ر
تقاریر جناح۔ مفتی غلام جعفر
خطبات جناح ″ ۸ر
دولت آصفیہ اور حکومت برطانیہ۔ ابو الاعلیٰ مودودی ۸ر
اسلام اور اشتراکیت ″ ۴ر
پارلیمانی طرز حکومت منظور حسین ہاشمی ۱۲ر
انقلاب الامم۔ ڈاکٹر لیبان ۸ر
طبقات الامم۔ قاضی احمد میاں عہ
روح الاجتماع۔ محمد یونس ۸ر

راجا اور پرجا۔ ٹالسٹائی عہ
غلامی کا انسداد ″ ۸ر
ہمارے زمانے کی غلامی ″ ۸ر
سوویٹ روس جواہر لال نہرو ۸ر
حکومت خود اختیاری اور ہند مسلم مسئلہ کا حل } سید طفیل احمد ۸ر
روشن مستقبل ″ عہ
مولد پس خلیل الرحمٰن ۸ر
مسلمانان ہند کی نئی سیاسی۔ محمد مرزا ۸ر
دوسری جنگ عظیم ″ ۸ر
زندہ روس ″ ۸ر
سیاست ملیہ محمد امین زبیری ہے
تاریخ احرار افضل حق ۱۲ر
سیاست جاپان۔ علی امام بلگرامی ۱۰ر
اشتراکی روس عبد القادر ۶ر
تنظیم مابعد جنگ۔ انور اقبال ۶ر
مسائل انقلاب ہند۔ ایم این رائے ۸ر
خطبات ابو الکلام آزاد۔ ابو الکلام آزاد ہے
مضامین ابو الکلام آزاد۔ ہر دو حصہ ہے
انسانیت موت کے دروازے پر ۸ر
تشریحات۔ ابو الکلام آزاد ۸ر
مقالات الہلال ″ ۸ر
مضامین الہلال ″ عہ
مسلمان اور کانگریس ″ ۸ر
ہمارے ہندوستانی مسلمان صادق حسین ۱۲ر
ہندوستان اور آزادی مظفر شاہ خاں ۸ر
ہندوستانی ریاستوں کا مستقبل خواجہ معین الدین ۸ر
تاریخ جرم و سزا۔ امداد صابری اول ۸ر
″ ″ ″ ہے
جرم و سزا باری ۸ر
مسلمانان ہند کا مدعا و مطالبہ ایم آر ٹی ۴ر
پیرپور رپورٹ عہ
ہندوستان کا آئندہ کانسٹی ٹیوشن عہ

واردھا اسکیم ۴ر
گفتگوئے مصالحت ۶ر
جنگ مکتبہ سیاسیہ ۸ر
سوشلزم اور اسلام ″ ۱۲ر
واردھا اسکیم اور مسلمان ″ ۶ر
ہندوستان کا تہذیبی مستقبل ″ ۶ر
عرضداشت بخدمت علمائے کرام ″ ۴ر
اسلامی قومیت کا حقیقی مفہوم ″ ۴ر
خدا کی بادشاہت۔ مکتبہ سیاسیہ ۶ر
کفار سے دوستی ″ ۶ر
خطبہ صدارت علامہ اقبال ″ ۶ر
ہندوستان اور سوشلزم ″ ۴ر
متحدہ قومیت اور مولانا حسین احمد مدنی ۸ر
پیام مشرق مکتبہ سیاسیہ ۴ر
متحدہ قومیت ″ ۴ر
مسئلہ ہند اور اس کا حل ″ ۴ر
سلیم کے نام ″ ۲ر
زبان کا مسئلہ ″ ۴ر
شاہ ولی اللہ قرآن اور حدیث ″ ۶ر
سوراجی اسلام ″ ۶ر
اسلام اور مذہبی رواداری ″ ۶ر
متداول دستور ہند ″ ۴ر
اسلام اور سائنس ″ ۴ر
جدید مملکت پر اقبال کی تنقید ″ ۸ر
پاکستان مکتبہ سیاسیہ ۳ر
پاکستان قومی تحریک ″ ۴ر
نادر شاہ اور اتحاد سنی و شیعہ ″ ۶ر
کانگریس بے نقاب ″ ۶ر
جنگ ″ ۲ر
مسلمانوں کی زندگی ″ ۶ر
علم تفسیر ″ ۶ر
اسلامی معاشرت ″ ۶ر
ہندوستان کے مسلمانوں کا جائزہ ″ ۲ر

تاریخ دستور حکومت ہند۔ ڈاکٹر یوسف حسن ۸ر
ریاست ڈاکٹر ذاکر حسین للعہ
اسلام کا نظام حکومت ″ ہے
اندرون ہند خالدہ ادیب خانم ہے
تاریخ احرار چودھری افضل حق ۱۲ر
خطبات بمبئی منظور نعمانی عہ
مسئلہ قومیت۔ ابو الاعلیٰ مودودی ۸ر
اسلامی حکومت ″ ۵ر
نظریہ سیاسی ″ ۵ر
پاکستان اور اچھوت۔ چودھری افضل حق ۸ر
ہندوستان کی فیصلہ کن جنگیں۔ محمود خاں ۸ر
خطبات عبید اللہ۔ عبید اللہ سندھی ۸ر
ہٹلر کا نیا نظام امتیاز حسین ۱۰ر

معاشیات

اسلام کا اقتصادی نظام۔ مولوی حفظ الرحمٰن ہے
سرمایہ ایم۔ ایم جوہر ۸ر
مبادی معاشیات۔ ڈاکٹر ذاکر حسین ۸ر
طلبیات عامہ خواجہ محمد حسین ۸ر
تاریخ ہند کے ازمنہ وسطی میں معاشرتی اور اقتصادی حالات } عبد الحمید یوسف عہ
معاشیات مقصد اور منہاج۔ ڈاکٹر ذاکر حسین عہ
دنیا کی موجودہ کساد بازاری کے اسباب } محمد مجیب ۸ر
ہندوستان کی اقتصادی تاریخ۔ خواجہ عبد المجید ۶ر
معاشیات اور پاکستان عبد القدوس ہاشمی ۸ر
جنگ اور راتب ہندی۔ سید احمد مینائی ۸ر
جنگ اور روپیہ۔ امتیاز حسین ۱۲ر
جنگ اور اغذیہ۔ ڈاکٹر انور اقبال ۱۰ر
جنگ اور مالیہ امتیاز حسین ۱۲ر
ہندوستان کے زر پر جنگ کے اثرات } محمد احمد خان ۴ر
جنگ اور غذا کا مسئلہ۔ شفیق الرحمٰن ۱۲ر
جنگ اور ہندوستان کا قومی قرضہ } محمد احمد خاں عہ

انگلستان اور بین الاقوامی } محمد احمد
زر کے منصوبے } خاں ۸ر
امریکہ " " عطاء الرحمٰن ۸ر
کینیڈا " " شمس الدین ۸ر
ہندوستان " " " ۸ر
اسلام کا معاشی نظام۔ غلام دستگیر ۸ر
اجرتی محنت اور سرمایہ۔ عابد علی ۱۲ر
علم معیشت محمد الیاس برنی ۸ر
ہمارے مزدور عبد القادر ۹ر
ہماری ریلیں اور سڑکیں ڈاکٹر جعفر حسین ۱۲ر
ہمارے بینک محمد احمد ۱۲ر
اسلام کا معاشی مسئلہ۔ ابو الاعلیٰ مودودی ۸ر

تعلیم

تعلیمی خطبات۔ ڈاکٹر ذاکر حسین ۸ر
روح تہذیب۔ غلام السیدین ۶ر
اصول تعلیم " " ۸ر
اسلامی تہذیب کیا ہے۔ غلام دستگیر ۸ر
فن صحافت۔ چودھری رحم علی ۸ر
ہندوستان کے مسلمانوں کا } سید مناظر
نظام تعلیم و تربیت } حسن گیلانی للعہ ر
تعلیمی نفسیات " ۸ر
جاپان اور اس کا تعلیمی نظم و نسق سر راس مسعود ۸ر
فلسفہ تعلیم غلام السیدین ۱۲ر
نظریۂ تعلیم قاضی عبد الحمید۔ اول ۸ر
" " دوم ۸ر
ما البعلم کی زندگی ۱۲ر
فن تقریر محی الدین زور ۱۲ر
فن انشا پردازی " ۸ر

قواعد اردو ۔ عربی ۔ فارسی

قواعد عربی۔ مولانا عبد اللہ السورتی ۸ر
زبان دانی (اردو) " ۸ر
آموزگار پارسی آزاد مرحوم ۱۲ر
قند پارسی " ۱۰ر

قواعد اردو۔ مولوی عبد الحق ۸ر
صرف و نحو اردو " " عہ ر
اسباق النحو۔ حمید الدین۔ اول و دوم ۱ر
آمدنامہ ۲ر مصدر فیوض ۹ر
فصول اکبری ۱۲ر علم الصیغہ ۱۲ر
صرف میر ۶ر نحو میر ۹ر

شاعری و عروض

العروض والقوافی۔ جلال الدین ۱۲ر
بحر العروض " ۶ر
فن شاعری۔ ارسطو ترجمہ عزیز احمد ۱۲ر
راز عروض سیماب ۶ر
معلم فہم عروض۔ منظر صدیقی ۸ر
شاعری و عروض ۵ر

لغات

عربی

لغات القرآن مولوی عبد الرشید۔ اول للعہ
عربی اردو ڈکشنری " ۸ر
لغات جدید " ۸ر

فارسی

فرہنگ عامرہ ۸ر
لغات سعیدی۔ کمشنر لکھنوی عہ ر
غیاث اللغات ۸ر
نقش بدیع۔ مولوی وجاہت حسین ۸ر
لغات کشوری۔ زیر طبع
کریم اللغات ۸ر لغات فارسی للعہ ر

اردو

نور اللغات۔ مکمل چہار جلد ۵ر
جامع اللغات " للعہ
سعیدی ڈکشنری کمشنر لکھنوی عہ ر
وضع اصطلاحات۔ وحید الدین سلیم ۸ر
دربارِ لطافت۔ انشا ۸ر
عزیز اللغات مرزا ہادی عزیز لکھنوی ۸ر
لغت آزاد۔ آزاد ۸ر

جدید لغات اردو۔ آزاد للعہ ر
محاورات ہندوستان ۸ر
فرہنگ اصطلاحات پیشہ وراں۔
ظفر الرحمٰن دہلوی جلد اول تا پنجم فی حصہ ۸ر
" " جلد ششم ۸ر
" " جلد ہشتم ۸ر
" " جلد ہفتم ۱۲ر
اصطلاحات عالمگیریہ مکمل تین جلدیں ۸ر
بازاری زبان۔ از معین الشعرا ۸ر

انگریزی سے اردو

اسٹینڈرڈ انگلش اردو ڈکشنری مرتبہ
ڈاکٹر عبد الحق صاحب۔ مطبوعہ انجمن
ترقی اردو ہند دہلی ۸ر
ایضاً۔ سٹوڈینٹ ایڈیشن خورد ۸ر

ادبی کتابیں

تاریخ ادب

آب حیات۔ آزاد زیر طبع
تاریخ ادب اردو۔ رام بابو للعہ
تاریخ نظم و نثر اردو۔ آغا باقر ۸ر
داستان تاریخ اردو۔ حامد حسن قادری ۸ر
تاریخ و تنقید " ۸ر
تاریخ مثنویات اردو۔ جلال الدین ۸ر
تاریخ قصائد اردو۔ نصیر حسین ۸ر
اردو مثنوی کا ارتقا " ۱۲ر
داستان ریختہ۔ خواجہ عبد المجید ۵ر
کیفیہ کیفی و تاثریہ ۸ر
ادب اور انقلاب۔ اختر رائے پوری ۸ر
جائزہ زبان اردو۔ " ۸ر
مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر۔ انجمن ترقی اردو ۸ر
ترکوں کی اسلامی خدمات }
اور انکی زبان و ادبیات } " ۸ر
تاریخ ادبیات ایران } پروفیسر براؤن للعہ
در عہد جدید }

اردو کی ابتدائی نشو و نما میں } عبد الحق
صوفیائے کرام کا کام } ۸ر
روسی ادب۔ پروفیسر مجیب مکمل ۸ر
جگ بیتی۔ دتاتریہ کیفی ۸ر
دنیائے افسانہ۔ ظفر علیخاں ۸ر
تاریخ کیا ہے باری ۸ر
ہماری قومی زبان۔ سر سپرو ۸ر
ادبیات فارسی میں }
ہندوؤں کا حصہ } ڈاکٹر عبد اللہ ۸ر
ماثر عجم " ۸ر
فردوسی پر چار مقالے۔ محمود شیرانی ۸ر

تذکرہ

شعر الہند مولانا شبلی حصہ اول ۸ر
" " دوم ۸ر
شعر العجم " حصہ اول ۸ر
" " دوم ۸ر
" " سوم ۸ر
" " چہارم ۸ر
" " پنجم ۸ر
گل رعنا " للعہ ر
یادگار غالب حالی ۸ر
حیات جاوید " ۸ر
تذکرہ محسن امین زبیری ۸ر
تذکرہ وقار " ۱۲ر
نصرتی ڈاکٹر عبد الحق ۸ر
نکات الشعرا میر تقی میر ۸ر
تذکرہ ریختہ گویاں سید فتح علی حسینی ۱۲ر
مخزن الشعرا۔ قاضی نور الدین ۸ر
چمنستان الشعرا۔ لچھمی نرائن ۸ر
تذکرہ ہندی مصحفی ۸ر
ریاض الفصحا " ۸ر
عقد ثریا " ۱۲ر
تذکرہ گلزار ابراہیم۔ نواب علی ۸ر

مخزن نکات قیام الدین ۸/عہ
ذکر میر میر تقی میر عـ/
گل عجائب اسد علی خاں ۱۱/عہ
رہنمایان ہند بالمزنائن پرشاد عـ/
نوائے ہنود محمد سعید ۸/ہے
تذکرہ شعرائے اردو۔ اختر لائے پوری ۱۲/عہ
تذکرہ علما آزاد ۵/
دبدبۂ امیری عبدالحکیم ۸/عـ
دو کا پہلا شاعر ادیس احمد ۱۲/۱
۔۔ ناول نگار ۔۔ ۸/عہ
حسرت موہانی عبدالشکور عـ/
تذکرہ یوروپین شعرا اردو۔ محمد سردار ۱۲/۱
دور جدید کے ہندو شعرا ۔۔ ۸/عـ
ارباب نثر اردو سید محمد ۸/عـ
تذکرہ حالی محمد اسمٰعیل عـ/
دستور الفصاحت۔ حکیم سید احمد علی خاں ۸/عـ
مراۃ الشعر مولوی عبدالرحمٰن ہے/
سیر المصنفین۔ محمد یحییٰ تنہا حصہ دوم ۸/ہے
اردو جدید کے چند شعرا (منتخب شعرا) حصہ دوم عبدالشکور ۸/عـ
اکبر الہ آبادی۔ طالب الہ آبادی ۵/
غالب مہر زیر طبع
غالب نامہ اکرام ۔۔
روح غالب۔ محی الدین قادری ۸/عـ

تنقید

تنقیدی اشارے۔ آل احمد سرور ۸/عہ
تنقیدی جائزے۔ سید احتشام حسین ۱۲/ہے
نقد و نظر۔ حامد حسین قادری ہے/
مداوا فرقت کاکوروی للعہ/
روح تنقید محی الدین زور ۸/عـ
اردو شہ پارے ۔۔ سـ/
تنقیدات عبدالحق۔ ڈاکٹر عبدالحق ۸/عہ
چند تنقیدات عبدالحق ۔۔ ۸/

محاسن کلام غالب۔ عبدالرحمٰن بجنوری عہ/
نئے ادبی رجحانات ۔۔ ۸/ہے
سودا انجمن ترقی اردو ہند ۸/عـ
ادب اور زندگی۔ مجنوں گورکھپوری عـ/
اردو شاعری پر ایک نظر۔ حکیم الدین ہے/
اردو تنقید پر ایک نظر ۔۔ ۸/ہے
افسانہ نگاری۔ وقار عظیم ۸/عہ
ہمارے افسانے ۔۔ ۸/عہ
افکار نو عمل احمد ۸/عہ
مقدمۂ رقعات عالمگیر۔ شبلی ہے/
موازنۂ انیس و دبیر ۔۔ ۸/عـ
اقبال انجمن ترقی اردو ۸/عـ
روح اقبال ڈاکٹر یوسف حسین ۵/
اقبال کا مطالعہ نذیر نیازی ۸/عـ
اقبال اور اس کا پیغام رفیق نادر ۸/
اقبال کی شاعری۔ عبدالمالک آروی ۱۲/۱
اقبال کا تصور زماں و مکاں۔ ڈاکٹر رضی الدین ۱۲/۱
شاد و اقبال محی الدین زور ۸/عـ
موت و حیات اقبال کے کلام میں۔ ڈاکٹر رضی الدین ۸/عہ
اقبال کے چند جواہر ریزے۔ خواجہ عبدالمجید ۱/
آثار اقبال غلام دستگیر رشید ۱۲/ہے
ذکر اقبال ۔۔ للعہ/
اقبال پر ایک نظر سید محمد شاہ ۱۲/عـ
شرح اسرار خودی۔ پروفیسر محمد یوسف خاں ۸/عہ
اقبال اور آرٹ لطیف فاروقی ۸/عہ
زلزلۂ عجم ڈاکٹر اقبال ۱۲/ہے
تعلیمات اقبال۔ یوسف خاں تسلیم ۸/عہ
ٹیگور اور انکی شاعری۔ محی الدین زور ۸/عہ
تنقید شعر العجم محمود شیرانی ۵/
افادی ادب اختر انصاری ۸/
ایک ادبی ڈائری ۔۔ للعہ زیر طبع
ندر دلی مختلف ادیب ہے/
نقد الادب حامد اللہ عـ/

مقالات و انشاء

دعوت نامے۔ حفیظ الرحمٰن سرپاردی ہے/
یہ دلی ہے یوسف بخاری دہلوی عـ/
بازگشت ۔۔ ۸/عہ
موتی ۔۔ عہ/
خمارستان آغا شاعر قزلباش ۱۲/عـ
لیلی کے خطوط قاضی عبدالغفار ۱۲/عـ
مجنوں کی ڈائری ۔۔ عـ/
ناکام خواجہ محمد شفیع عہ/
باقیات بجنوری عبدالرحمٰن بجنوری للعہ/
مقالات ہاشمی نصیر الدین ۸/عـ
مضامین الہلال ابوالکلام آزاد عـ/
مضامین ابوالکلام آزاد ۔۔ مکمل دو حصہ ہے/
مضامین البلاغ ۔۔ ہے/
مضامین آزاد۔ مرتبہ عبدالرب ہے/
مقالات آزاد ابوالکلام آزاد ہے/
انسانیت موت کے دروازے پر ۔۔ عـ/
گفت و شنید بشیر ہاشمی ۸/عـ
دلی کی چند عجیب ہستیاں اشرف صبوحی ۸/عـ
خطوط غالب مرتبہ مہیش پرشاد ۸/للعہ
مکاتیب غالب عرشی للعہ/
انتخاب غالب ۔۔ ۱۲/عہ
اردوئے معلی غالب ۸/عـ
عود ہندی ۔۔ عہ/
مضامین محمد علی مولانا محمد علی مرحوم دو جلد للعہ/
مقالات محمد علی ۔۔ جلد اول
۔۔ ۔۔ دوم ۸/للعہ
خطوط محمد علی ۔۔ ہے/
محمد علی کی ذاتی ڈائری۔ عبدالماجد دریابادی ۱۲/عـ
مضامین عبدالماجد ۔۔ ۲/للعہ
یقین عمل ۔۔ ۸/عـ
قصص و مسائل ۔۔ ۱۲/عہ
مکاتیب شبلی شبلی اول دوم ۸/ہے

افادات مہدی۔ مہدی حسن ہے/
افادات سلیم سلیم ۸/عـ
مضامین عالمگیر شبلی ۸/عـ
رقعات عالمگیر ۔۔ ہے/
خیال آفریں مطالع۔ عرش تیموری ۶/
مضامین چغتائی عظیم بیگ چغتائی عہ/
ادبستان خلیقی دہلوی ۸/عـ
مضامین فلک پیما۔ فلک پیما ۱۲/ہے
نیرنگ خیال آزاد مکمل ۸/عہ
مکتوبات آزاد ۔۔ عہ/
طلسم عمل ۔۔ ۸/عـ
مقام محمود۔ عبدالمالک آروی ۸/عـ
مضامین مالک ۔۔ ہے/
محشر خیال سجاد مرحوم للعہ/
گیتانجلی نیاز فتحپوری عہ/
حسن کی عیاریاں ۔۔ عـ/
مکتوبات نیاز ۔۔ اول زیر طبع
۔۔ ۔۔ دوم ہے/
اشارات جوش ملیح آبادی عـ/
ادبی مقالات مبشر علی صدیقی ۱۲/عـ
شاہراہ زندگی رام سروپ کوشل ۸/عہ
ادب اور ادیب پروفیسر مجیب ۶/
رضیہ کے خطوط رضیہ سلطانہ ۸/عہ
لعل و گوہر ۔۔ عہ/
مقالات شبلی شبلی اول ۸/عہ
۔۔ ۔۔ دوم ۱۲/۱
۔۔ ۔۔ سوم ۱۲/عہ
۔۔ ۔۔ چہارم ۱۲/عہ
۔۔ ۔۔ پنجم عہ/
۔۔ ۔۔ ششم ۸/عہ
۔۔ ۔۔ ہفتم ۱۲/۱
۔۔ ۔۔ ہشتم ۱۲/عہ

مضامین شرر شرر لکھنوی حصہ اول عہ
" " حصہ دوم ۱۲
" " حصہ سوم عہ
" جلد دوم حصہ اول عہ ۱۲
" " " دوم عہ
" " " سوم عہ
" جلد سوم حصہ اول عہ ۱۲
" دوم عہ
" " سوم عہ
" جلد چہارم عہ
" جلد پنجم عہ
" جلد ششم عہ
جلد ہفتم عہ
مقالات حالی حالی مکمل سے
خطبات عبدالحق ڈاکٹر عبدالحق حصہ اول عہ
" " دوم عہ
انشائے داغ احسن مارہروی ۱۲
مضامین فراق ناصر نذیر فراق دہلوی عہ
پھول والوں کی سیر مرزا فرحت اللہ بیگ ۶
دلی کا آخری مشاعرہ " عہ
قلب حزیں راشد الخیری دوم ۱۲
لڑکیوں کی انشا " ۱۲
مسلی ہوئی پتیاں " ۸
یادگار تمدن " ۷
عالم نسواں " ۱۰
عروس مشرق " ۱۲
گدڑی کا لعل " عہ
مسلمان عورت کے حقوق " عہ
نالۂ زار " ۱۴
بلبل بیمار " ۱۲
ساجن موہنی " ۵
فریب ہستی " ۷

بیگمات کے آخری دن راشد الخیری ۵
چمنستان مغرب " عہ
بکھری ہوئی پتیاں " عہ
خیابان نسواں نصیر الدین ہاشمی عہ
پردہ و تعلیم " عہ
جمال ہمنشیں خاتون اکرم عہ
تحریر النساء صغرا ہمایوں عہ
ادب نازنین حجاب امتیاز علی ۱۲
نغمات موت " ۱۰
دولت پر قربانیاں آمنہ نازلی ۱۲
عقل کی باتیں " ۱۲
انشائے سلمیٰ وحید احمد خان ۱۰
فن صحافت " عہ
مقالات جمال الدین افغانی
خطبات گارساں دتاسی۔ گارساں دتاسی
مقالات گارساں دتاسی۔ جلد اول للعہ
" دوم زیر طبع

ناول

حسن بن صباح شرر لکھنوی ۶
منصور موہنا " عہ
دلچسپ " کامل عہ
دلکش " کامل عہ
ایام عرب شرر لکھنوی للعہ
حسن انجلینا شرر لکھنوی عہ
ملک العزیز ورجنا " عہ
فردوس بریں " عہ
رومۃ الکبریٰ " عہ
لعبت چین " عہ
ماہ ملک " سے
شوقین ملکہ " عہ
مینا بازار " عہ
بابک خرمی " عہ
عزیز مصر " عہ
مفتوح فاتح " عہ
فتح اندلس " سے
ریوسا انجم " عہ
حسن کا ڈاکو شرر لکھنوی عہ
آغا صادق کی شادی " عہ
اسرار دربار حرام پور " ۱۰
طاہرہ عہ
غیب دان دلہن " عہ

قیس و لبنیٰ عہ
زینی کا سپن شرر لکھنوی عہ
حیات صالحہ راشد الخیری عہ ۱۲
منازل السائرہ عہ
صبح زندگی " عہ
شام زندگی عہ
شب زندگی مکمل عہ
نوحۂ زندگی ۱۲
طوفان حیات عہ
جوہر قدامت عہ
سمرنا کا چاند عہ
ماہ عجم عہ
عروس کربلا عہ
یاسمین شام عہ
محبوبۂ خداوند عہ
تیغ کمال عہ
منتظر طرابلس ۶
آفتاب دمشق عہ ۱۲
شاہین اور دراج ۱۲
در شہوار ۱۲
ابن الوقت ڈپٹی نذیر احمد عہ
مراۃ العروس " عہ
بنات النعش " عہ
توبۃ النصوح " عہ
اقبال دلہن ڈپٹی بشیر الدین عہ ۱۲
حسن معاشرت " عہ
اصلاح معیشت " عہ ۱۲
سلابو عنایت اللہ مکمل للعہ
نجم السحر " سے
تاہیس " عہ
ناظمہ کی آپ بیتی ایم اسلم سے ۱۲
نرگس ایم اسلم عہ
دو اصلیب " عہ
کوشلیا عہ
آنشرم " عہ
شمہ عہ
شام و سحر " عہ
بیتی باتیں عہ
شب غم " عہ
نگہت قیسی رامپوری عہ
دھوپ چھاؤں عہ
چوراہا " عہ ۱۲
تسنیم للعہ
سزا " عہ
دل کی آواز عہ
آخری فیصلہ " عہ
اپاہج قیسی رامپوری عہ
الجھن ٹیگور عہ
چوکھیر والی ٹیگور سے
بڑی دیدی " عہ
قربانی " عہ

طوفان زندگی عہ
ساحرہ ٹیگور عہ
زندگی اور موت ٹیگور عہ
دلہن ٹیگور عہ
پجارن " عہ
منزل عشق " عہ
کمودنی " عہ
کون کسی کا " عہ
ڈاک گھر " ۱۲
شمع الفت " سے
رمانہ سانہ چٹرجی عہ
خانماں برباد " عہ
دیہاتی سماج " عہ ۱۲
پنڈت جی عہ
سوال " للعہ
اس نے کہا قاضی عبدالغفار عہ
سیب کا درخت " عہ
شاعر کا انجام نیاز فتحپوری ۱۲
شباب کی سرگذشت " عہ
سلمیٰ (بغداد کا جوہری) اشرف صبوحی عہ
بن باسی دیوی " سے
شمع فروزاں صادق الخیری عہ
دوشیزۂ صحرا " عہ
محبت و نفرت۔ احتشام حسین رائے پوری عہ
پیاری زمین " عہ ۱۲
بھابھی جان فضل حق قریشی عہ
فرعون عہ
سنگ لیلیٰ " عہ
چندرا موہنی انصار ناصری عہ
وحشی " عہ
بیلی چھتری ظفر عمر عہ
لال کھنڈور " عہ
چوروں کا کلب " ۹
سودائی رشید اختر ندوی عہ
سوز دروں " عہ
ساز شکستہ " عہ
ہرجائی سے تلخیاں " سے
قدرت کے کھیل سدرشن عہ
زہریلا آبحیات " عہ
تصویر اے آغا تون دہلوی للعہ

جزیرۃ الخلا تیرتھ رام فیروزپوری عا؍
فنا سے رقسمت کاشکار ؍؍ سے؍
وفا کا پتلہ تیرتھ رام فیروزپوری عا؍
نازک کٹار ؍؍ ؍؍ سے؍
لعل مقدس ؍؍ سے؍
آتشی کتا ؍؍ عا؍
ستم ہوشربا ؍؍ سے؍
تلاش اکسیر ؍؍ عا؍
ڈاکٹر نکولا ؍؍ عا؍
شاہی خزانہ ؍؍ عا؍
انمول ہیرا ؍؍ عا؍
انصاف ؍؍ عا؍
سیاہ کاران اعظم ؍؍ عہ؍
آندھی ؍؍ عا؍
عشق اور موت ؍؍ عہ؍
قاتنا مارا ؍؍ عہ؍
خونی چکر ؍؍ عا؍
پیلا ہیرا ؍؍ عا؍
سنہری ناگن ؍؍ ہے؍
مکافات عمل ؍؍ عا؍
انقلاب زندگی ؍؍ سے؍
گناہ بے لذت ؍؍ عہ؍
آرسین لوپن جاسوس ؍؍ سے؍
میٹھا زہر ؍؍ عا؍
بکواس شوکت تھانوی عا؍
بیوی ؍؍ عا؍
میدان عمل ؍؍ للعہ؍
نرملا ؍؍ عا؍
غبن ؍؍ للعہ؍
روٹھی رانی ؍؍ عہ؍
فندی عصمت چغتائی عہ؍
ستاروں کے کھیل اوپیندر ناتھ اشک عا؍
شکست کرشن چندر سے؍

ناگ رانی ڈاکٹر تاثیر عا؍
لندن کی ایک رات سجاد ظہیر عہ؍
جزیرہ سخنوراں غلام عباس عہ؍
پریم کا جادو۔ سراج الدین احمد عا؍
عزالہ ؍؍ عہ؍
ماہ درخشاں بیگم مرزا احمد علی سے؍
لالہ رخ ل۔ احمد ہے؍
چار انقلابی شاہکار ۸؍
پُراسرار دوشیزہ ؍؍ ۸؍
دکن کی پری ناصر نذیر فراق ۶؍
جہاں آرا ظفر قریشی عا؍
ثروت آرا بیگم حمیدہ سلطانہ ہے؍
تاجدار رقاصہ فصیح الدین عا؍
پتھر سے ہیرا۔ ڈاکٹر سعید احمد بلوی عا؍
چاند سورج کی چوری محمد رحیم چمن عا؍
ہوس عزیز احمد عا؍
کردار ماہر القادری عا؍
مشیر نسواں صغریٰ ہمایوں عہ؍
آفتاب زندگی۔ سیماب اکبرآبادی ۸؍
شباب زندگی ؍؍ ۸؍
انوری بیگم مسز خدیو جنگ عا؍
نور و نار عا؍
اسکی کہانی پرویز عا؍
یہ دُنیا ہے بدر شکیب عا؍
آخری راستہ ٹالسٹائی عا؍
گناہ غربت ؍؍ عہ؍
ٹوٹے ہوئے پر۔ جبران خلیل جبران عہ؍
نجمہ نذر سجاد حیدر عہ؍
جانباز ؍؍ عہ؍
شاہد رعنا قاری سرفراز حسین سے؍
ہما خانم۔ سجاد حیدر عا؍
مرمر اور خون عزیز احمد عہ؍
پھانسی۔ شاہد احمد عا؍

افسانے

نازو اختر انصاری عہ؍
اندھی دنیا ؍؍ عہ؍
خونی ؍؍ عہ؍
زاد راہ منشی پریم چند عا؍
خواب و خیال ؍؍ عا؍
آخری تحفہ ؍؍ عا؍
دودھ کی قیمت ؍؍ عہ؍
بہترین افسانے ؍؍ عا؍
خاک و پروانہ ؍؍ عا؍
نظارے کرشن چندر عا؍
ہوائی قلعے ؍؍ عا؍
طلسم خیال ؍؍ عہ؍
ٹوٹے ہوئے تارے ؍؍ عہ؍
نغمے کی موت ؍؍ عا؍
زندگی کے موڑ پر ؍؍ عا؍
نئے فسانے مرتبہ للعہ؍
قفس اوپیندر ناتھ اشک عہ؍
کونپل ؍؍ عہ؍
ڈاچی ؍؍ عا؍
ناسور ؍؍ عا؍
چٹان ؍؍ عہ؍
دھنک صادق الخیری عا؍
بلقیس ؍؍ عا؍
شمع انجمن ؍؍ عا؍
سفینے ؍؍ ہے؍
انکشاف حقیقت ؍؍ ۴؍
سادہ و رنگین ظفر قریشی عا؍
دریچے ؍؍ عا؍
گذرگاہ خیال ؍؍ عا؍
نئے محل ؍؍ عا؍
گمنام عورت کا خط ؍؍ عا؍
شرابی ایم اسلم عا؍

تصورات ایم اسلم عا؍
سہاگن ؍؍ عا؍
فرحت جہاں ؍؍ عہ؍
شرم و گناہ ؍؍ عا؍
گل و فرنگ ؍؍ عا؍
بارہ گلرنگ ؍؍ عا؍
رن نظارے ؍؍ للعہ؍
بنت الوقت راشد الخیری ۱۰؍
سراب مغرب ؍؍ ۱۰؍
سنجوگ ؍؍ ۱۲؍
سوکن کا جلاپا ؍؍ ۶؍
سودائے نقد ؍؍ ۶؍
فسانہ سعید ؍؍ ۱۰؍
سات روحوں کے اعمالنامے ؍؍ ۱۰؍
ستونتی راشد الخیری ۸؍
موٗودہ ؍؍ ۱۰؍
تفسیر عصمت ؍؍ ۶؍
انگوٹھی کا راز ؍؍ ۸؍
منازل ترقی ؍؍ ۶؍
ویڈیا کی سرگزشت ؍؍ ۵؍
بچے کا کرتا ؍؍ ۶؍
چہار عالم ؍؍ ۵؍
جوہر عصمت ؍؍ عہ؍
سیلاب اشک ؍؍ عہ؍
طوفان اشک ؍؍ عہ؍
قطرات اشک ؍؍ عہ؍
خدائی راج ؍؍ عہ؍
نسوانی زندگی ؍؍ ۱۰؍
گوہر مقصود ؍؍ ۸؍
گلدستہ عید ؍؍ ۱۲؍
گرداب حیات ؍؍ عہ؍
بساط حیات ؍؍ ۸؍
حور اور انسان ؍؍ عہ؍

نشیب و فراز راشد الخیری ۲ر
شہید مغرب ״ ۸عہ
دامن باغباں ״ ۸عہ
افسانۂ حرم ״ ۱۲ار
گلستان خاتون ״ عگر
پیکر وفا ״ ۸ر
بچھڑی بہنی ״ ۸ر
دلی کی چند عجیب ہستیاں۔ اشرف صبوحی عگ
جھروکے ״ ۸عگر
دانہ ودام راجندر سنگھ بیدی ۸عگر
گرہن ״ ۸عگر
ہنگولے احمد ندیم قاسمی ے ر
طلوع وغروب ״ ۱۲عہ ار
آنچل ״ ۱۲عگ ار
انگڑائیاں ״ ے ر
سیلاب ״ ۸ہے ر
گرداب ״ ۱۲ے ار
ان داتا مرزا ادیب ۸عگ ر
دنیائے آرزو ״ عگر
موت کا راگ ״ عگر
صحرا نوردکے رومان ״ ے ر
ستارۂ صبح راجہ مہدی علیخاں عگر
شمع حرم ״ ے ر
چاند کا گناہ ״ ے ر
چندن سدرشن ے ر
سولہ سنگار ״ ۸ہے ر
طائر خیال ״ عگر
سدا بہار پھول ״ ۸عہ
خوش وخرم ״ ۸عہ
خوشس انجام ״ ۲ر
چٹکیاں ״ ۸ر
ضربیں قیسی رامپوری ے ر
کیفستان ״ ۸عہ

سماج کے ستون قیسی رامپوری ۱ر
دل کی باتیں کاظم دہلوی عگر
اپنے خواب ״ عگر
کرنیں شفیق الرحمٰن عگر
مدوجذر ״ ۸عگر
لہریں ״ ۱۲ے ار
زلزلے قدوس صہبائی ۱۲عگ ار
کروٹیں ״ ۱۲عگ ار
نگارستان نیاز فتحپوری ے ر
جمالستان ״ للعہ ر
نقاب اٹھ جانے کے بعد ״ ۸ر
رنگین چھینٹے کوثر چاندپوری ۱۲عگ ار
عورتوں کے افسانے ״ ۸عگر
نوک جھونک ״ ۱۲عہ ار
دنیا کی حور ״ ۱۲عہ ار
اشک وشرر ״ ۱۲عگ ار
شیخ جی ״ ۱۲عہ ار
گہماگہمی ممتاز مفتی ۱۲عگ ار
ان کہی ״ ۸عگر
ہماری گلی احمد علی ۱۲عہ ار
قید خانہ ״ ۸عہ
خواب خیال مجنوں گورکھپوری ۸عگر
سمن پوش ״ ۸عہ
مجنوں کے افسانے ״ عہ ر
گردش ״ عہ ر
نظروں میں منظر اختر اورینوی ۸عگر
کلیاں اور کانٹے ״ ۱۲عہ ار
لاشوں کا شہر مسٹر عبدالقادر عگر
صدائے جرس ״ عگر
خیالستان سجاد حیدر یلدرم ے ر
زندگی چودھری افضل حق ے ر
جواہرات ״ عگر
آزادیٔ ہند ״ ے ر

میرا افسانہ چودھری افضل حق عگر
خاموش حسن شکور ۸عہ
پھول اور کلیاں ״ عگر
پجارن ״ ۱۲عہ ار
مشاہیر کے رومان شبلی بی کام ۸عگر
تاریخی رومان ״ عگر
بیگموں کی چھیڑ چھاڑ ناصر نذیر فراق ہہر
سات طلاقنوں کی کہانیاں ״ ۳ر
شیخ وبرہمن اعظم کریوی ۸عگر
پریم کی چوڑیاں ״ ۴عگ ر
انقلاب ״ ۱۲عہ ار
کنول ״ ۱۲عگ ار
یاران میکدہ عبدالشکور ۸عہ
دھوپ چھاؤں ״ ۸عہ
سرگزشت ہاجرہ صغریٰ ہمایوں ہہر
موہنی ״ ۱۴ار
نئے پرانے سہیل عظیم آبادی ۱۲عگ ار
الاؤ ״ ۸عہ
بھنور شیر محمد اختر ۴عہ
سائے ״ ۸عہ
جھلکیاں سید یوسف بخاری عگر
کلیاں عصمت چغتائی ے ر
کہکشاں رفیع اجمیری ے ر
جالے شمشیر سنگھ نرولا ۱۲عہ ار
پردہ سیمیں ڈاکٹر نصیر الدین ے ر
حسن کی قیمت احمد شجاع عگر
سرکش روحیں خلیل جبران ۴عہ
رفیق تنہائی علی عباس ے ر
شبستان الم زبیدہ سلطان ۸عہ
ایک لڑکی احمد عباس ۸عہ
الہامی افسانے مرتضیٰ احمد خاں مکیش عگر
مشرق ومغرب کے افسانے۔ عاشق حسین بٹالوی
زندگی کے نئے زاوئے۔ رئیس احمد جعفری عہ

زندگی بھوکریں۔ رئیس احمد جعفری ے ر
ارباب شکستہ۔ جمیل احمد عگر
سفید چمگادڑ ״ عگر
ٹالسٹائی کے افسانے۔ ٹالسٹائی عگر
پنگھٹ رفعت ہاشمی عگر
روشنی اور سائے۔ انور کمال عگر
جوار بھاٹا۔ راما نندن گر ے ر
آئینے ״ ے ر
عروس ادب عباس حسین ۸عہ
عشق کی گولیاں۔ فرحت اللہ بیگ ہہر
خواب پریشاں۔ عنایت اللہ ۴ر
سچی کہانیاں۔ پریم پجاری ے ر
سات تارے۔ مختلف ادیب ے ر
ایک کہانی ״ ۸ر
پرچھائیں حامد اللہ افسر ۸عہ
دنیا کے روائتی افسانے احمد حسین ۸عگر
چند افسانے خواجہ محمد شفیع عہ ر
آئینۂ حیرت رفیق حسین عگر
باغی لڑکی ۴عگ
پنکھڑیاں رحیم چمن ۴عگ
رات کا بھولا اور دوسرے افسانے ۴عہ
ان پڑھ میاں۔ خواجہ عبدالمجید ۲ر
منٹو کے افسانے منٹو ۱۲عگ ار
تقدیر ب منظور بخاری عہ ر
ناخواندہ مہمان۔ سید بادشاہ حسین ۴عہ
ٹھوکر پریم چند ۴عگ
آہیں طفیل ملک ۱۲عہ ار
گردوپیش مختلف ادیب عگر
۱۹۴۳ء کے بہترین افسانے ״ عگر
حلمہ عبدالغفار ۲ر
غیرت کی پتلی فاطمہ بیگم ۸ر
رشید وفا ۴عہ
چار رخ انیس فاطمہ ۲ر

فیروزہ جمیلہ بیگم ۱۲ار
تقیصیں ایس شرچودری عہ
جام ومینا مرتبہ حکیم یوسف حسن ۸ر
دھجے پرویز ۸ر
ساغرومینا اسلم کاشمیری عہ
کارزار مختلف ادیب ۱۲ر
سوزحیات سلیمان ارشد ۲
ٹوٹے ہوئے دل محمد جمیل احمد ۸ر
تاثرات ۸ر
جلوۂ نگمیں ڈاکٹر نصیرالدین ۳ر
نگینے مظفر حسین ۱۲ر

طنزیات ومضحکات

روح ظرافت عظیم بیگ چغتائی عہ
روح لطافت ″ عہ
چمکی ″ زیر طبع
کولتار ″ عہ
آدم خور ″ ۸ر
شریر بیوی ″ زیر طبع
شہزوری ″ ″ ۱۰ار
ویمپائر ″ ″ عہ
دیکھا جائیگا ″ زیر طبع
فل بوٹ ″ ″
جنت کا بھوت ″ ″
مرزا جنگی ″ ۸ر
خطوط کی ستم ظریفی ″ ۸ر
سوانہ کی روحیں ″ ۸ر
انفلنٹ ″ زیر طبع
تفویض ″ ″
خانم ″ ″
چینی کی انگوٹھی ″ ″
ملفوظات ٹامی ″ ۱۲ار
مقراض محبت ″ ۶ر
قدردان ″ ۶ر

فرزند سرحد عظیم بیگ چغتائی ۶
کیمیری ″ ۸ر
مسٹر کرٹا ملے ″ ۸ر
کمزوری ″ ۸ر
چغتائی کے افسانے۔ ″ مکمل ۸ر
کھرپا بہا ″ ۸ر
بکواس شوکت تھانوی ۸ر
بیوی ″ ۸ر
طوفان تبسم ″ ۸ر
بحر تبسم ″ ۸ر
شیش محل ″ ۸ر
سونیا چاہ ″ ۸ر
دل پھینک ″ عہ
شیطان کی ڈائری ″ ۸ر
خانم خاں ″ ۸ر
معمہ خاتون ″ ۸ر
سنی سنائی ″ ۸ر
نانی عشو راشد الخیری ۱۰ار
ولایتی ننھی ″ ۸ر
تمغہ شیطانی ″ ۱۴ار
دادا لال بجھکڑ ″ ۱۰ار
لاٹھی اور بھینس ملا رموزی ۸ر
شفاخانہ ″ ۸ر
خطوط رموزی ″ ۸ر
مضامین رموزی ″ ۸ر
گلابی اردو ″ ۸ر
تماشے پہ تماشا۔ ناکارہ حیدرآبادی ۸ر
صمدانی ″ ″ عہ
چٹکیاں اور گدگدیاں۔ خواجہ حسن نظامی ۸ر
سی پارۂ دل ۸ر
کانا باتی عہ
حاجی لق لق کے افسانے۔ حاجی لق لق ۸ر
پرواز لق لق ″ ۸ر

مضامین لق لق۔ حاجی لق لق ۸ر
ادب کثیف ″ ۸ر
کیلے کا چھلکا سندباد جہازی عہ
جدید جغرافیہ پنجاب ″ ۸ر
دو ڈاکٹر ″ ۱۰ار
گدھوں میں بیداری ابوشمیم فریدآبادی ۸ر
رنگین لفافہ ″ ۸ر
ہنسانے فسانے ″ عہ
آب حیات کے لطیفے۔ آغا محمد اشرف ۸ر
بے پر کی آوارہ ۱۲ر
بزم لطائف عبداللہ بٹ عہ
سنگ وخشت کنہیا لال کپور عہ
ہنسی کی باتیں ″ ۱۰ار
تاریخی لطیفے آمنہ نازلی ۱۰ار
گہوارہ تبسم ظریف دہلوی ۴ر
طنزیات ومضحکات رشید صدیقی ۳ر
پطرس کے مضامین۔ پطرس بخاری عہ
عشق کی گولیاں فرحت اللہ بیگ ۴ر
سات ملاقنوں کی کہانیاں۔ فراق دہلوی ۴ر

داستان

داستان رانی کیتکی۔ انشاء اللہ خان انشا ۴ر
سب رس ملا وجہی ۸ر
باغ وبہار میراامن عہ
دختر فرعون۔ ترجمہ لطافت حسین مکمل ۱۱ر
اخوان الصفا ۱۲ار
حکایات رومی۔ نظام شاہ لبیب اول ۸ر
″ ″ دوم ۱۲ار
الف لیلی ولیلی۔ ترجمہ ڈاکٹر منصور احمد اول ۸ر
″ ″ دوم ۸ر
″ ″ سوم صہ
″ ″ چہارم للعہ
فسانہ آزاد رتن ناتھ سرشار۔ مکمل چہار جلد
جام سرشار ″ ۸ر

سیر کوہسار رتن ناتھ سرشار ۳ر
داستان مجاہد ″ للعہ
فسانہ عجائب۔ رجب علی سرور ۸ر
جوامع الحکایات ″ مکمل ۸ر
حکایات آغانی۔ انجمن ترقی اردو للعہ

ڈرامے

گناہ کی دیوار۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی ۴ر
ہمزاد ″ ۶ر
نقش آخر ″ ۱۲ار
نفرت کا بیج ″ ۸ر
بت تراش ″ ۴ر
کٹ پتلیاں ″ ۸ر
مٹھائی کی ٹوکری ″ ۴ر
بند لفافہ ″ ۴ر
کارخانہ خلیل الرحمٰن ۱۲ار
نئی روشنی ″ ۸ر
ظاہر باطن ″ ۸ر
حشرات الارض ۸ر
ارنسٹ ۸ر
پروین وثریا فضل حق قریشی عہ
تعلیم زدہ بیوی ۸ر
ریڈیو ڈرامے ۸ر
لیڈر ۶ر
منٹو کے ڈرامے منٹو ۳ر
آؤ ″ ۸ر
تین عورتیں ″ ۸ر
کربلا منشی پریم چند ۸ر
روحانی شادی ″ ۱۰ار
انطونی قلوپطرہ عنایت اللہ ۸ر
پاپی اوپندر ناتھ اشک ۸ر
جمہوریت وآمریت نصیرالدین ۸ر
انجام پروفیسر مجیب ۸ر
ایک ایکٹ کے ڈرامے۔ علی عباس حسینی ۸ر

دروازہ — کرشن چندر — عگار
بھوت — ؍؍ — عہر
ناقص — محمد نعیم الرحمٰن — عگار
فریب عمل — جگت موہن لعل — عگار
فاؤسٹ — ڈاکٹر عابد حسین — ے ر
معمارِ اعظم — عزیز احمد — عہر
شعور — افضل حق — ۶ر
ڈرامہ اکبر — آزاد مرحوم — عہر
جلال الدین خوارزم شاہ — سجاد حیدر یلدرم — عگار
گناہ — خواجہ محمد شفیع — ۸ر
نئی روشنی کے لڑکا لڑکی — خواجہ عبد المجید — ۸ر
ماسٹر صاحب — ٹیگور — ۱۰ر
شہید وفا — شرر — ۱۰ر
روحِ سیاست — محمد عاقل — ۸ر
ٹیگور کے ڈرامے — ٹیگور — عگار
ریحانہ — الطاف مشہدی — عہر
سنی سنائی — شوکت تھانوی — عگار
باپ کا گناہ — حکیم احمد شجاع — ے ر
انطونی کلا پطرہ — مولوی عنایت اللہ — عہر
ہردو پاس — ؍؍ — عہر
سماج کے ستون — قیسی رامپوری — ۱۰ر
انسان کی زندگی — انڈریف — عہر
روح کلامِ غالب — مرزا ظفر بیگ — عگار

متقدمین متوسطین متاخرین جدید

کلیات میر — میر تقی میر — عہر
دیوان درد — درد — ۱۲ر
شرح درد — خواجہ محمد شفیع — عہر
کلیات سودا — سودا مکمل — ے ر
رنگین انشا — انشا — عگار
کلیات آتش — آتش — عہر
کلیات مومن — مومن — عہر
کلیات نظیر — نظیر اکبر آبادی — عہر

دیوان نظیر۔ مرتبہ مرزا فرحت اللہ بیگ — عگار
مراثی انیس۔ انیس مکمل ۴ حصے — عہ
مراثی دبیر — دبیر ؍؍ ۲ ؍؍ — ے ر
دیوان ناسخ — ناسخ — ۱۲ر
دیوان ذوق — ذوق — عگار
قصائد ذوق — ؍؍ — عگار
دیوان غالب اردو۔ غالب دہلوی — للعہ ر
؍؍ تاج ایڈیشن قسم اول — سے ر
؍؍ ؍؍ دوم — عگار
؍؍ ؍؍ سوم — عہر
؍؍ طاہر ایڈیشن پاکٹ سائز مجلد — عگار
؍؍ ؍؍ بلا جلد — عہر
انتخاب غالب — عرشی رامپوری — عہ
مرقع چغتائی — چغتائی — عہ
نقش چغتائی — ؍؍ — عہ
شرح دیوان غالب اردو — حسرت موہانی — عہر
؍؍ — بیخود دہلوی — ے ر
بیان غالب — آغا باقر — ے ر
کلیات غالب فارسی — غالب — عہر
کلیات ظفر — ظفر دہلوی — صہ ر
دیوان مجروح — مجروح — عہر
نظم آزاد — آزاد — عہ ر
بیاض آزاد — ؍؍ — عہر
خمکدہ آزاد — ؍؍ — ۱۲ر
دیوان اثر — اثر — عہر
مثنوی خواب خیال — ؍؍ — عہر
؍؍ یقین — یقین — عہر
؍؍ تاباں — تاباں — عگار
کلیات اکبر الہ آبادی — اکبر الہ آبادی — زیر طبع
مراۃ الغیب — امیر مینائی — عہر
دیوان حالی — حالی — عہر
مسدس حالی — ؍؍ — عہر
مناجات بیوہ — ؍؍ — ۴ر

شکوۂ ہند — حالی — ۴ر
مجموعہ نظم حالی — ؍؍ — ۱۰ر
تحفۃ الاخوان — ؍؍ — ۴ر
چپ کی داد — ؍؍ — ۳ر
حب وطن — ؍؍ — ۳ر
منتخب داغ۔ مرتبہ احسن مارہروی — صہ ر
بہار داغ۔ مرتبہ نذیر نیازی — عگار
کلیات شبلی اردو — شبلی — عہر
؍؍ فارسی — ؍؍ — عہ
الہامات شاد — مرتبہ عبد المالک آروی — ۸ر
دیوان شیدا — حکیم اجمل خاں دہلوی قسم اول — عگار
؍؍ ؍؍ دوم — عگار
دیوان جان صاحب۔ جان صاحب — عہر
انتخاب زریں — سر راس مسعود — ے ر
انقلاب دہلی — نظامی بدایونی — عہر
مثنوی میر حسن — حسن دہلوی — ۱۰ر
مثنوی گلزار نسیم — دیا شنکر نسیم — ۱۰ر
افکار سلیم — سلیم پانی پتی — ے ر
رباعیات خیام مترجمہ قوی امروہوی — عگار
رباعیات خیام — خیام — ۶ر
رباعیات ابوسعید ابوالخیر۔ ابوسعید — ۱۲ر
رباعیات سرمد — سرمد — عہر
بزم مشاعرہ — کیفی — ۸ر
انتخاب وحید — وحید — عہر
مثنوی قطب مشتری۔ ملا وجہی — ۱۲ر
جنگ نامہ عالم علی خاں — ۶ر
دیوان جوشش۔ قاضی عبد الودود — عگار
دیوان حافظ — مترجم — صہ ر
؍؍ — بلا ترجمہ — عگار
مثنوی حسن فطرت — ۱۲ر
بانگ درا — ڈاکٹر اقبال — للعہ
بال جبریل — ؍؍ — للعہ ر
ضرب کلیم — ؍؍ — ے ر

اسرار و رموز — ڈاکٹر اقبال — للعہ ر
ارمغان حجاز — ؍؍ — للعہ
زبور عجم — ؍؍ — بلا جلد ے ر
پیام مشرق — ؍؍ — زیر طبع
شکوہ جواب شکوہ — ؍؍ — ۶ر
نقش و نگار — جوش ملیح آبادی — للعہ ر
شعلہ و شبنم — ؍؍ — صہ ر
فکر و نشاط — ؍؍ — عگار
حرف و حکایت — ؍؍ — للعہ
روحِ ادب — ؍؍ — ے ر
آیات و نغمات — ؍؍ — صہ
عرش و فرش — ؍؍ — للعہ
شعلۂ طور۔ جگر مراد آبادی قسم اول — عہر
نشاطِ روح — اصغر گونڈوی — عگار
سرورِ زندگی — ؍؍ — عہر
عرفانیات فانی — ؍؍ — عہر
کلیات فانی — ؍؍ — زیر طبع
کلیات حسرت۔ حسرت موہانی — ے ر
آبگینے — اختر انصاری — عہ
خونناب — ؍؍ — عہر
خندۂ سحر — ؍؍ — عہر
نغمۂ روح — ؍؍ — عہر
نغمۂ حرم — اختر شیرانی — عگار
شعرستان — ؍؍ — عہر
صبح بہار — ؍؍ — ے ر
کارِ امروز — سیماب اکبر آبادی — ے ر
کلیم عجم — ؍؍ — صہ ر
ساز و آہنگ — ؍؍ — للعہ ر
سرورِ غم — ؍؍ — ۱۲ر
جذبات ماہر۔ ماہر القادری — عگار
نغمات ماہر — ؍؍ — ے ر
محسوسات ماہر — ؍؍ — ے ر
ذکر جمیل — ؍؍ — عہر

ملنے کا پتہ۔ کتب خانہ علم و ادب اردو بازار دہلی

رنگ محل — ساغر نظامی — ستے ر
گفتار بیخود — بیخود دہلوی — سے ر
دُرِ شہوار بیخود — " — عگار
آہنگ — مجاز — عگار
آبشار — فیض جھنجھانوی — عہ
شباب انقلاب۔ نہال سیوہاروی — سے ر
گلبانگ آزادی — " — ۱۲ار
اسرار — علی اختر — سے ر
سلاسل — جاں نثار اختر — عہ
گرداب — اختر الایمان — عہ
گلکدہ — عزیز لکھنوی — عگار
دیہاتی گیت — اعظم کریوی — ۱۲ار
روئداد قفس — راشد الخیری — ۱۲ار
گرفتار قفس — " — ۴ر
رنگ و بست — اثر لکھنوی — عہ ۱۲ار
سر نظم ہاشمی — ہاشمی فرید آبادی — ۴ر
دیوان ثاقب — ثاقب لکھنوی — عہ
راز و نیاز — حبیب الشعراء دہلوی — ۶ر
خیابان ترنم۔ سلام مچھلی شہری — عگار
میرے نغمے — " — عہ
مناظر قدرت — الیاس برنی — عہ
علم مجلس۔ منشی عزیز الرحمٰن دہلوی مکمل سٹ
پھولوں کی ڈالی۔ خواجہ عزیز حسن — عگار
سہلات ترید — ترید — ۴ر
انتخاب عصر جدید۔ آل احمد سرور — عگار
فروزاں — جذبی — عہ
نغمۂ نور — بہزاد لکھنوی — عہ ر
کیف و سرور — " — عہ ر
چراغ طور — " — عہ ر
موج طہور — " — عہ ر
موج نور — " — عہ ر
بیان حضور — " — عہ
کفر و ایمان — " — عہ

نعت حضور — بہزاد لکھنوی — ۱۲ار
میراجی کی نظمیں — میراجی — عگار
گیت ہی گیت — " — عگار
میراجی کے گیت — " — ۱۲ار
ماورا — ن۔ م۔ راشد — عگار
نقش فریادی — فیض — عگار
طرح نو — نذیر مرزا — ۸ر
جلوہ گاہ — مخمور جالندھری — عگار
نوائے حرم — رج۔ س صاحبہ — عہ ۱۲ار
لہو ترنگ — علی وجد — سے ر
خیابان — محمود اسرائیلی — عہ
نصیر فطرت — احسان بن دانش — عگار
آتش خاموش — " — عگار
جادۂ نو — " — ۱۲ار
نغمہ فردوس۔ چودھری خوشی محمد مکمل للعہ
معرکۂ چکبست و شرر — للعہ
زنداں — یوسف ظفر — سے ر
زہر خند — " — عگار
نگارستان — ظفر علی خاں — للعہ
مثنوی عائشہ صدیقہ — ۴ر
اسرار حیات — حسرت — ۱۲ار
حسن کے دو نور رُخ — آزاد انصاری — ۴ر
مثنوی حسن فطرت — ۱۲ار
پریت کے گیت۔ الطاف مشہدی — عگار
الطاف کے گیت — " — عہ
پریت کے گیت — مختلف شعرا — ۶ر
۱۹۴۱ء کی بہترین نظمیں — ۱۲ر
۱۹۴۲ء — " — عہ
۱۹۴۲ء منتخب غزلیں — عہ ر
۱۹۴۳ء معیاری غزلیں و نظمیں — عہ ر
میری بہترین نظم — حسن عسکری — عہ
گلبانگ حیات — امین حزیں — سے ر
دردِ دل — میکش درانی — عگار

ذکر و فکر — مختلف شعرا — عگار
راحت کدہ — اثر صہبائی — عہ ر
دیوان بہرام — انجمن ترقی اردو — عہ

تاریخ
مختلف ممالک

تاریخ انقلاب روس۔ ایم ایم جوہر — عہ
انقلاب فرانس — باری — ۸ر
جگ بیتی — جواہر لعل نہرو — صہ ر
ترکی میں مشرق و مغرب کی کشمکش — خالدہ ادیب خانم — سے
صحیفۂ چین — اسد علی انوری — عگار
انقلاب فرانس — عبد القادر — عگار
انقلاب افغانستان — عگار
زوال غازی — سے ر
انقلاب روس — عگار
جمہوریہ چین — میر عابد علی خاں — عہ ۱۲ار
مشرقِ بعید — شاہد حسین — عہ
چینی مسلمان — عہ
تاریخ یونان قدیم — عگار
حقیقت جاپان — بدر الاسلام — سے ر
تاریخ تمدن — " — مکمل دو حصے للعہ
مشاہیر یونان و روما — اول للعہ
" — " — دوم للعہ
تاریخ ملل قدیم — عہ ۱۲ار
ریاست — ڈاکٹر ذاکر حسین — صہ ر
علم الاقوام — ڈاکٹر عابد حسین — اول عگار
" — " — دوم عگار
نگارستان فارس — آزاد — سے ر
سیر ایران — " — عہ ر
کائنات عرب — " — ۶ر
تمدن عرب — سید علی بلگرامی — ۲۵ر
گہوارۂ تمدن — نیاز فتحپوری — عگار
تمدن عتیق — سے ر

بخارا کا جمہوری انقلاب۔ قدوس صہبائی — ۹ر
ترکستان خاتون شاہراہ انقلاب پر — " — ۹ر
واقعات قوم قائم خانی — سے ر
نسل اور سلطنت — عزیز احمد — عگار
ایران بعہد ساسانیاں۔ انجمن ترقی اردو — عہ
کتاب الہند — البیرونی — مکمل سے ر

تاریخ ہند

یہ دلی ہے — سید یوسف بخاری — عگار
دلی کی چند عجیب ہستیاں — اشرف صبوحی — عگار
دلی کا اجڑا ہوا لال قلعہ — ناصر نذیر فراق — ۴ر
چار چاند — " — ۸ر
لال قلعہ کی ایک جھلک — " — عہ ر
دلی کا آخری دیدار — وزیر حسن دہلوی — ۱۲ار
بزم آخر۔ منشی فیاض الدین — عہ
دلی کا سنبھالا — خواجہ محمد شفیع — عگار
ہم اور وہ — " — عہ ر
مغلوں کا مد و جذر — " — ۶ر
دلی کی آویزیں — " — ۸ر
دلی کی دو سو برس کی تاریخ۔ سید حسن برنی — عہ
واقعات دار الحکومت دہلی بشیر الدین مکمل ۳ حصوں میں للعہ
قلعہ معلیٰ کی جھلکیاں۔ عرش بیخودی — ۸ر
نوبت پنج روزہ — راشد الخیری — عہ ۱۲ار
دلی کی آخری بہار — " — عہ
بزم رفتگان — " — ۱۲ر
داستان پارینہ — " — ۱۴ار
غدر کی ماری شہزادیاں — " — ۱۴ار
داستان غدر۔ ظہیر دہلوی — عہ ر
بیگمات کے آنسو — حسن نظامی — عگار
انگریزوں کی بپتا — " — ۱۲ار
محاصرہ دہلی کے خطوط — " — ۴ر
بہادر شاہ کا مقدمہ — " — عگار
گرفتار شدہ خطوط — " — عہ
غدر دہلی کے اخبار — " — ۴ر

عالب کا روزنامچہ حسن نظامی ۱۲ار
دہلی کی جانکنی ؍ ؍
دہلی کا آخری سانس ؍ ؍
غدر کی صبح و شام ؍ ؍
دہلی کی آخری شمع ؍ عہ ر
غدر کا نتیجہ ؍ ۸ ر
انقلاب ۱۸۵۷ء کی تصویر کا دوسرا رخ — حسام الدین عہ ر
گفت و شنید ؍
بازگشت یوسف بخاری ؍
پھول والوں کی سیر مرزا فرحت اللہ بیگ ۶ ر
خمارستان آغا شاعر ؍
مرحوم دہلی کالج۔ انجمن ترقی اردو زیر طبع ؍
تاریخ ہند ہاشمی فرید آبادی ؍
مختصر تاریخ ہند اعظم گڈھ ۶ ر
اندرون ہند خالدہ ادیب خانم ؍
تاریخ جنوبی ہند محمود خاں ؍
تاریخ سلطنت خداداد ؍ ؍
تاریخ ہند قدیم ؍
واقعات مملکت بیجاپور بشیر الدین دہلوی ؍
تاریخ راجگان ہند ؍
تاریخ ہند کی تمہید پروفیسر مجیب ۶ ر
کمپنی کی حکومت باری للعہ ر
ہندوستان کی کہانی عبد السلام ۱۲ار
البیرونی حسن برنی ؍
مقدمہ تاریخ ہند۔ اکبر شاہ نجیب آبادی ؍
نظام سلطنت ؍ ؍
افسانہ پدمنی۔ مولوی احتشام الدین عہ ر
شہر میسور قیصر مصطفیٰ ؍
انگریزی عہد میں ہندوستان کے تمدن کی تاریخ — ہندوستانی اکیڈمی ؍
قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب — پریم چند للعہ ر

ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں — مولوی ابوالحسنات ۱۲ار
بہارستان کشمیر۔ عبد الصمد سیوہاروی
تمدن ہند میں دکن کا حصہ عبد اللہ چغتائی ۱۲ار
حیدرآباد کی نسوانی دنیا۔ نصیر الدین ؍
مانڈو غلام یزدانی ؍
بدھ اور اسکا مت حفیظ احمد ؍

تاریخ اسلام

تاریخ اسلام امیر علی للعہ ر
ہماری بادشاہی عہ ر
عرب و ہند کے تعلقات۔ سلیمان ندوی للعہ ر
تاریخ الامت۔ اسلم جے راجپوری مکمل سٹ للعہ ر
نبی عربی زین العابدین عہ ر
خلافت راشدہ ؍ ؍
خلافت بنی امیہ ؍ ؍
المدینۃ والاسلام۔ محمد فریدوں ؍
عربوں کا تمدن نذیر نیازی ؍
آب کوثر محمد اکرام ؍
موج کوثر ؍ ؟
غزوات نبوی ۸ ر
خلافت اور ہندوستان ۸ ر
خلافت اور ہندوستان ؍
دنیائے اسلام اور خلافت ۶ ر
تاریخ متعلیہ مکمل دو جلدیں ؍
تاریخ اخلاق اسلامی ؍
عرب کی موجودہ حکومتیں ؍
خواتین اندلس ۱۲ر
اخبار مجموعہ انجمن ترقی اردو ؍
تاریخ اسلام۔ حاجی معین الدین ندوی اول ؍
؍ ؍ دوم ؍
؍ ؍ سوم ؍
؍ ؍ چہارم ؟
دربار رسول کے فیصلے حکیم عبد الرشید ؍

اسلامی تہذیب ؍

سیر و سوانح

سیرۃ امام ابن تیمیہ غلام جیلانی ؍
آثار جمال الدین افغانی۔ قاضی عبد الغفار
جمال الدین افغانی ؍ ۶ ر
عہد حاضر کے بڑے لوگ۔ محمد مرزا دہلوی للعہ ر
حیات حافظ۔ اسلم جے راجپوری ؍
؍ جامی ؍ عہ ر
حیات اقبال ؍ ؍
سیرت اقبال ؍ ؍
ترکان احرار ؍
عبد العزیز ابن سعود۔ سردار محمد ؍
رضا شاہ پہلوی محمد اشرف عطا ۸ ر
کارنامہ پہلوی محمد حسن بلگرامی للعہ ر
سیرۃ عمرو بن عاص۔ اسلم جے راجپوری عہ ر
سلطان الہند محمد بن تغلق۔ آغا مہدی حسن ؍
خلفائے راشدین۔ مطبوعہ دار المصنفین للعہ ر

کتب سلسلہ سیر الصحابہ

مہاجرین اول ؍
؍ دوم ؍
سیر الانصار اول ؍
؍ دوم ؍
سیر الصحابہ اول ؍
؍ دوم ؍
سیر الصحابیات ؍
اسوۂ صحابہ اول ؍
؍ دوم ؍
مکمل سٹ اسوۂ صحابہ ؍
تابعین۔ مطبوعہ دار المصنفین للعہ ر
الفاروق شبلی للعہ ر
المامون ؍ ؍
الہارون ؍ ؍
الغزالی ؍ عہ ر

سیرت نعمان شبلی ؍
سوانح مولانا روم ؍ ؍
حیات امام مالک۔ سلیمان ندوی عہ ر
سیرت عمر بن عبد العزیز۔ عبد السلام ندوی ؍
سیرت عائشہ۔ سلیمان ندوی ؍
اسوۂ صحابیات ؍ ۱۰ ر
خیام ؍ ؍
حیات شبلی ؍ ؍
حیات سعدی ؍
اسمٰعیل شہید ؍
ٹیپو سلطان۔ عبد اللہ بٹ ؍
ابوالکلام آزاد ؍ ۸ ر
سلاطین و قائدین اسلام۔ یوسف بغدادی ؍
عبید اللہ سندھی محمد سرور للعہ ر
البرامکہ عبد الرزاق ؍
سیدہ کی بیٹی رازق الخیری ؍
امت کی مائیں راشد الخیری ؍
سیرۃ عائشہ شرر لکھنوی ۱۰ ر
الزہرا راشد الخیری ؍
سیدہ کا لال ؍ ؍
سیرت معاویہ ؍ ؍
مابعد حسین ؍ ؍
سیرت خالد بن ولید ؍ ؍
ابوذر غفاری ؍ ۱۰ ر
حکایات صحابہ محمد ذکریا ؍
کارل مارکس باری ۸ ر
اسٹالین ۸ ر
اسٹالین۔ محمد آصف علی بیرسٹر للعہ ر
عصمت انونو۔ ثریا اندریان ۸ ر
ٹراٹسکی نریندر ناتھ ۸ ر
ہمارا لنبن مائل ملیح آبادی ۸ ر
لینن ۸ ر
کولمبس مبلا رام ۸ ر

ہندوستان کے لیڈر ۔ یوسف میر علی ۸ر
سبھاش بوس گوپال متل ۸ر
گاندھی ″ ۸ر
جواہرلال نہرو ″ ۸ر
ابوالکلام آزاد عبداللہ بٹ ۸ر
تلاش حق گاندھی زیر طبع
میری کہانی جواہرلال نہرو ″
جواہرلال کی کہانی عبدالرحیم جین عمہ
گورکی کی ڈائری حسن عباس ۸ر
کاشانۂ نادر عبدالرحمٰن عہ
متشابہ کی بیویاں ۱۲ر
اتاترک محمد مرزا عہ
بطل اعظم ۔ جیندر شنکر شاستری عہ
اعمال نامہ سر سید رضا علی ے
مشاہیر عالم کی داستان مصیبت عہ
مہاراجہ موتی سنگھ خواجہ حسن نظامی ۸ر
نپولین ۱۲ر
مسولینی کی آپ بیتی عہ
ٹیگور احسان عہ
میرا بچپن ٹیگور عہ
میرا لڑکپن ″ عہ
یادگار عنتر جمیل احمد عہ
سرگذشت ٹالسٹائی عہ
حیات جاوید حالی
گورکی کی آپ بیتی ۔ اختر رائے پوری مکمل عہ
بزم اکبر قمر الدین عہ
ملک محمد جائسی عہ
گلبدن بیگم ابن الحسن عہ
سرگذشت غالب ے
گوتم بدھ

سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سیرت النبی شبلی جلد اول عہ
″ ″ دوم ے

سیرت النبی شبلی جلد سوم عہ
″ ″ چہارم عہ
″ ″ پنجم ے
″ ″ ششم عہ
مکمل عہ
رحمۃ العالمین ۔ قاضی محمد سلیمان جلد اول ے
″ ″ دوم و سوم زیر طبع
سیرت نبوی اور مستشرقین ″ عہ
محبوب خدا افضل حق عہ
سیرت رسول عربی نور بخش ے
سرور کائنات ۔ سید امیر علی عہ
مردوں کا مسیحائی عبدالماجد عہ
خطبات مدراس سلیمان ندوی عہ
″ انگریزی عہ
محمد عربی باری ۸ر
پاک زندگی سعید احمد ۶ر
محمد رسول اللہ ۔ مقبول سیوہاروی عہ
شان خدا عبدالرحمٰن عہ
فضائل نبوی محمد ذکریا ے
رسول عربی گوردت سنگھ ۸ر

مواعظ

آمنہ کا لال راشد الخیری عہ
محسن شفیق ″ ۸ر
میلاد حبیب ۸ر
ذکر میلاد ۸ر
میلاد شریف خواجہ محمد شفیع ۴ر
نیا میلاد مجیبی ۸ر

شہادت

سیدہ کا لال راشد الخیری عہ
عروس کربلا ″ عہ
سچا شہادت نامہ عہ
ذکر الشہادتین عہ

سفرنامے

محمد علی کے یورپ کے سفر محمد سرور عہ
سفرنامۂ روم و مصر و شام ۔ شبلی عہ
سفر حجاز عبدالماجد عہ
راہ وفا عہ
سیاحت ہند راشد الخیری عہ
اچھوتا سفر ولی احمد خاں ۶ر
سفرنامۂ ناصر خسرو عبدالرزاق ے

عام معلومات

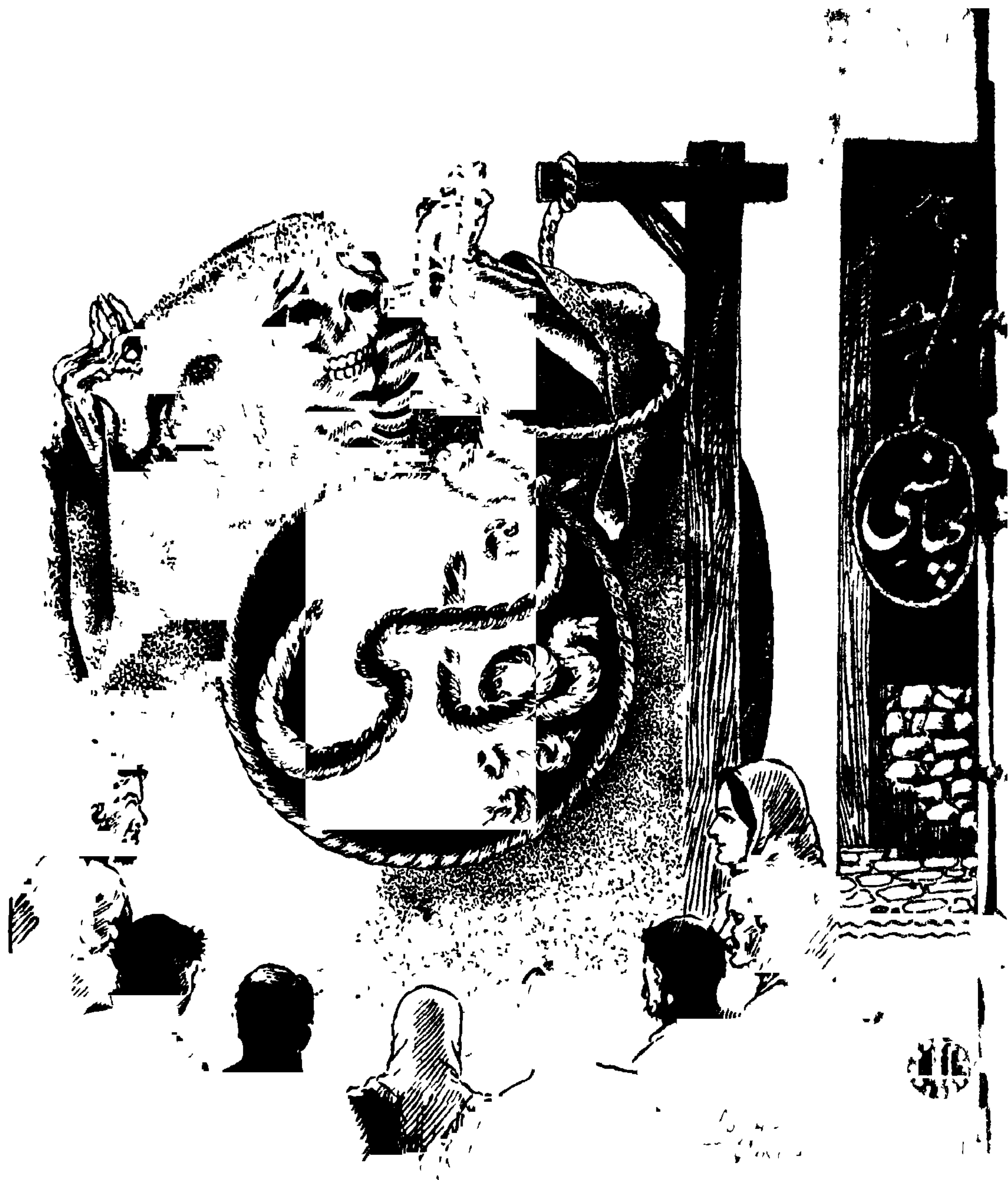
ہوائی حملے آغا محمد اشرف ۱۲ر
علم باغبانی ہندوستانی اکیڈمی ے
ترقی زراعت عبدالقیوم عہ
عالم حیوانی برجیس بہادر ے
حیوانی دنیا کے عجائبات عبدالبصیر عہ
ہماری غذا عہ
ترغیبات جنسی نیاز فتحپوری ے
سیاروں پر زندگی کے امکانات عبدالرحمٰن ۱۰ر
کاروان علم قیس محمد ۔ بادشاہ حسین ے
مسلمانوں کی صنعت و حرفت اور تجارت جمیل الرحمٰن عہ
عجائبات ہندوستان ۔ خان احمد حسین عہ
مرقع عالم شرف الدین عہ
مختصر دنیا ولی احمد خاں ۸ر
کلید موٹر ے
آئینۂ موٹر مغنی الدین عہ
شادی اور محبت ۔ مقصود فرحت ۱۲ر
انتخاب شادی راشد الخیری ۱۰ر

خانہ داری

عصمتی دسترخوان آمنہ نازلی عہ
مشرقی مغربی کھانے ″ عہ
عصمتی ہنڈ کلیا ″ ۱۰ر
ناشتہ ۱۲ر
صنعت و حرفت امۃ الحفیظ عہ

بچوں کے کھانے آمنہ نازلی ۱۰ر
بیماروں کے کھانے ″ ۱۲ر
مذاقیہ کھانے ″ ۶ر
شاہی دسترخوان ۔ نصیر سلطانہ جین عہ
عصمتی کشیدہ آمنہ نازلی عہ
گلدستۂ کشیدہ عزیز فاطمہ عہ
گلزار درخشاں درخشاں عہ
گلشن زہرہ زہرہ برنی عہ
عصمتی کروشیا فاطمہ انور علی عہ
چمنستان خیاطی فاطمہ بیگم عہ
گلستان خیاطی عزیز فاطمہ عہ
موتیوں کا کام آمنہ نازلی ے
سلمہ ستارے کا کام خدیجہ بائی عہ
کراس سٹیچ ورک عہ
شمیم سوزن کاری عہ
تارکشی کا کام عہ
گلدستۂ تارکشی سیدہ اشرف عہ
گوٹا کناری کا کام عہ
جالی کا کام عہ
مجموعۂ کشیدہ کاری عہ
روح کشیدہ عہ کروشیا کی قمیص عہ
خواتین کی دستکاریاں ۱۰ر
مشرقی مغربی کشیدہ کاری عہ
خانہ داری کے تجربات بلقیس بیگم عہ
مفید نسواں ″ ۱۲ر
پھول پھلواری ۔ سرور جہاں عنا ۱۴ر
بچوں کی تربیت عبدالغفار ۱۴ر
وصلی کی دستکاریاں سید رضا احمد ۱۰ر
لکڑی کا باریک کام ۱۰ر
زنانہ لبستہ مولانا سیماب عہ
حاملہ ڈاکٹر نصیر الدین عہ
زچہ ″ عہ
سنگھار خانہ عہ کپڑے کی چھپائی ۱۲ر
تندرستی ہزار نعمت ے

ملنے کا پتہ: کتب خانہ علم و ادب اردو بازار دہلی



مترجمہ شاہد احمد دہلوی

عکرمہ بن ابی جہل یا حضرت سیف اللہ خالد بن ولید و حضرت عمرو بن عاص جنگی مردانہ شجاعت اور دانشمندانہ تدبیرون سے اسلام کی دھاک باندہ دی تمام دنیا کے سرکشون کو نیچا دکھایا اور یہ وعدہ اگرچہ فتح مکہ مین پورا ہوا مگر پوری تکمیل اسکی حضرت عمرؓ کے زمانے مین ہوئی اور ہمیشہ کے لیے مومنین اس عطیہ کے امیدوار کیے گئے ہین **اشارۃً** معلوم ہوا کہ اگر چاہتے ہو کفار ذلیل و خوار ہون اور تم غالب و کامیاب ہو تو سرفروشی اور سخت کوشش اختیار کرو ورنہ اللہ تعالے اپنا عوض قیامت مین لیگا دنیا جاے مکافات نہین یہ تمام دارو گیر تمہارے خوش کرنے کو ہے **نکتہ** - یہ ارشاد کہ دل ٹھنڈے اور غصے فرو کرے مشیر ہے کہ کفار پر غیظ و غضب شان اسلام سے ہے **ف** وعدے مین مضارع کے صیغے درصورت شرط و امر و استمرار پر مشیر ہین

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا
کیا جان رکھے تم کہ چھوڑ دیے جاؤگے اور نہین جانچا اللہ نے اُنہین کہ جہاد کیا تم مین سے اور نہین بنایا

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝
غیر اللہ کے اور نہ اُسکے رسول کے اور نہ مومنین کے دلی دوست اور اللہ جانتا ہے جو کروگے تم

کیا تم جانتے ہو کہ یون ہی چھوڑ دیئے جاؤگے اور کوئی بازپرس نہ ہوگی حالانکہ اللہ نے ابھی امتحان نہین لیا اور ظاہر نہین ہوا کہ کسنے جہاد کیا اور اللہ و رسول و مومنین کے سوا اور کسی کو ہمراز اور دلی دوست نہین بنایا اور اللہ تمھارے ہر کام سے خبردار ہے **سوال** بظاہر تین شبہے ہین ۱- عقائد کے خلاف اللہ کو علم آیندہ نہین جیسا کہ (لما یعلم) سے مفہوم ہے ۲- اختلاف اسلیئے کہ (خبیر بما تعلمون) سے احاطۂ جزو کل ثابت ہے اور (لما یعلم) سے لاعلمی ۳- یہ کہ فعل موجود نہوتے تو قبل وجود معلوم علم کسطرح ہو جاتا **جواب** اِسکا کئی مقدمون پر موقوف ہے **مقدمۂ اولی** جو امور بدلائل محکمہ و طرق مسلمہ مان لیے گئے ہین اُنکے خلاف دلائل سے بتاویل مجاز اختلاف اُٹھایا جاتا ہے تاکہ ابطال قول صحیح و معارضۂ محکم لازم نہ آئے جیسے توحید و تنزیہ و علم و قدرت حضرت باری تعالے و فرضیت صوم و صلوٰۃ و ایمان وغیرہ جو بدلائل مسلمہ ثابت ہین اب اگر کوئی امر اُنکے معارض ہو تو اسلئے کہ یہ مسلم و محکم ہو چکے ہین اُسمین تاویل کر دین گے **مقدمۂ ثانیہ** علم کی دو قسمین ہین **تحقیقی** یعنے وہ انکشاف تام و حضور دائم جسکے لیے کوئی مانع و حاجب نہو سکے اور حقیقت اشیا ہر آن حاضر و مشاہد رہے اور یہ مخصوص ذات عالم الغیب ہے کسی مخلوق کو

اس مین حصہ تین **تقلیدی** یعنے وسائل سے جان لینا جیسے کان آنکھ قرائن قواعد اسمین نہ ماہیت حاضر ہوتی ہے نہ حجاب اٹھتا ہے تقلید اعتقاد یا دلیل و تجربہ علم مان لیا جاتا ہے اس کی صحت و غلطی وسائل کی خوبی اور نقص کے تابع ہے بینائی کا قصور راوی کا ضعف قواعد کا فتور اس علم کو ناقص و غلط بنا دیتا ہے اور یہی علم سرمایہ مخلوقات ہے **مقدمہ ثالثہ** علمی تعلق بھی دو قسم کے ہین ۱ تعلق ذاتی) جو وجود معلوم سے سابق اور اسکے ملازم رہتا ہے گو معلوم اپنے تشخص و تعین مین نہو مگر مرتبہ معلومیت سے جو احاطہ علمی مین حاضر ہے خارج نہین ہوسکتا دیکھو وجود قیامت ابھی نہین ہے مگر اعتقاد و علم مین حاضر ہے اور اکثر حوادث قیاسیہ قبل حدوث موجود و معلوم ہو جاتے ہین ۲ تعلق فعلی یعنی بوقت حدوث فعل سے علم کا تعلق ۔ اسمین ضرور ہے کہ علم وجود فعل سے مقارن یا متاخر ہو اسلیے کہ تعلقات سابقہ ذاتی گنے جائینگے پس تعلق فعلی اگر ذاتی تعلق کے ساتھ ہے تو یہ حدوث باعتبار فعل علم سے عالم سے اسے علاقہ نہین اور اگر تعلق نہ تھا تو علم و تعلق دونو حادث ہین **اب ملاحظہ ہو** کر لما یعلم اور جہان جہان ایسے مضامین وارد ہین مجازاً علم فعلی اور تقلیدی پر محمول ہین یعنی تعلق فعلی ابھی نہین پیدا ہوا اور آلات علمیہ انمین مستعمل نہین ہوسکے اور خبیر بما یعملون اور تمام نصوص علمیہ اپنے معنے حقیقی یعنی علم تحقیقی و تعلق ذاتی پر باقی ہین یعنے اللہ تعالیٰ کے علم مین اپنے وجود سے قبل باعتبار صور علمیہ ازلیہ حاضر و مشاہد ہین اب نہ اختلاف ہے نہ خلاف ۔ اور نہ علم بعض وجود کا استحالہ اور اسی تعلق کی طرف اشارہ کیا ہے امام ابوحنیفہؒ نے اپنی کتاب فقہ اکبر مین **واضح** رہے کہ تقدیر باعتبار علم ازلی ہے اور عذاب و ثواب باعتبار علم تقلیدی اور ایسا نہوتا تو نظم عالم و دار و گیر مخلوق قائم ہی نہوتا **خلاصہ** اللہ تعالیٰ تمہارے تمام کام تو جانتا ہے مگر اُس عنوان سے جو حصول علم و ترتب ثواب کے لیے معین کیے گئے ہین اور باعتبار تعلق فعلی ابھی ثابت نہین کہ تم مخلص و مطیع ہو یا منافق و باغی **مسئلہ** کفار سے بدل ملنا اور انھین دوست و ہمراز محب صادق بتانا جائز نہین اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے امتحان ایمان مین داخل فرمایا اور اسی بنا پر مخلص و منافق کا حکم دیا جائیگا **تنبیہ** یہ حکم کا ہل ضعیف الایمان کفار دوست مسلمانون کے لیے تازیانہ تہدید بلکہ وعید شدید ہے نہ یون ہی چھوڑے جاؤگے ہمارے دشمنون سے مخفی تعلق پیدا کر سکوگے **ربط** جب کفار سے بیزاری ظاہر فرمائی اور انکی سرکوبی کا حکم دیا تو وجوہ نفرت و عقوبت ادا ہے کروہ کسی عطیہ اور کسی منصب کے قابل نہین ذکر کیے

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ

نہین	مشرکون کے لیے	کہ آباد کرین	مسجدون کو	اللہ کی گواہی دیے	اپنی	ذاتون پر

بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِی النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ○

ساتھ کفر کے یہی ہیں کہ ضائع گئے نیک کام انکے اور آگ میں وہ ہمیشہ رہینگے

مساجد اللہ عام ہے کوئی مسجد ہو اور مکہ معظمہ بدرجۂ اولیٰ داخل و شہادت کفر سے مراد بت پرستی سجدۂ غیر خدا۔ کلمات شرک و کفر وغیرہ **اعمال** جمع عمل صیغہ گو عام ہے مگر بعض حقیقت مقصود ہے یعنے اعمال نیک اسلیے کہ قطعًا معلوم ہے اور آخر آیت بھی شاہد ہے کہ انکا ٹھکانا جہنم ہی اور جہنم میں اعمال بد سے نہ صلۂ عدم حسنات **حاصل** یعنے مشرکین مکہ اس قابل نہیں اور انکو یہ حق نہیں کہ مکہ معظمہ کے خادم اور مجاور بنیں اور اس حال میں کہ وہ اپنے کفر پر خود گواہی دیتے ہوں بتوں کا سجدہ کیے غیر خدا کی نذر دے کر پیغمبر برحق کو جھٹلا کر یہ تو وہ لوگ ہیں جنکے اعمال خیر مٹا دیے گئے اور ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہینگے اور خدمت مساجد خیر ہے اور موجب تہمت تو یہ لوگ خادم المساجد نہیں بن سکتے۔ اور حکم عام ہے یعنے کوئی کافر کسی مسجد کا متولی و بانی و خادم ہونے کی قابل نہیں

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ

یعنی بناتا مسجدیں اللہ کی مگر وہ کہ ایمان لایا اللہ پر اور دن پر قیامت کے اور قائم کی نماز

وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ ۫ فَعَسٰۤى اُولٰٓئِكَ اَنْ یَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ○

اور دی زکوٰۃ اور نہ ڈرا مگر اللہ سے پس یہ لوگ ہو جائینگے راہ پانیوالوں سے

مسجد کی تعمیر وہی کرتا ہے جو اللہ پر ایمان لایا (تاکہ عظمت و ادب اسکے دل میں ہو) اور قیامت کو آنے والا جانے (کہ خوف و امید و خلوص سے یہ کام کرے) نمازی ہو کہ اسے مسجد کی ضرورت رہے زکوٰۃ دیتا ہو کہ مصارف خیر پر کمر باندھے نہ ڈرے مگر اللہ سے تاکہ تمام عالم کو چھوڑ کر اسی کے در دولت پر جبہہ سا رہے مراد ڈرنے سے فاعل و موثر حقیقی اور نفع و ضرر پر قادر جاننا ہے اور یہ مخصوص ہے حضرت قادر مطلق سے۔ یہی لوگ راہ پانے والے ہیں یعنی توفیق خیر۔ راہ حق۔ سلوک معرفت۔ وصول جنت منزل مقصود انھیں کے لیے ہے تعمیر بطور عموم مجاز مسجد کی ہر خدمت کو شامل ہے پس دنیا نام مسلم مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ مِثْلَهٗ جسنے اللہ کیلیے کوئی مسجد بنائی اللہ اسکے لیے جنت میں ویسا ہی گھر بنائیگا۔ مراد مثل سے مماثلت نیت و خلوص صرف و منت و ضرورت سے ورنہ احمد سے مروی ہے کہ اسکے گھر سے وسیع تر ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ گھر در و یاقوت کا ہوگا ترغیب اِنَّ عُمَّارَ بُیُوْتِ اللّٰهِ هُمْ اَهْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

بیشک بنانے والے اللہ کے گھر کے اللہ والے ہیں (مرمت کرنا) بزار کی روایت مین ہے کہ اگر
مسجد بوسی کے گھر کے برابر ہو یا اس سے بھی چھوٹی ہو اور رکھنا یہ ہے مرمت یا مسجد بڑھا دینے
سے (مسجد مین نماز پڑھنا اور اسکا تعلق اور حضوری) **ترغیب** مَنْ اَلِفَ الْمَسْجِدَ اَلِفَهُ اللّٰهُ
جسنے مسجد سے دل لگایا اللہ اس سے الفت کرتا ہے **ترمذی** فرمایا اِذَا رَاَیْتُمُ الرَّجُلَ یَتَعَاهَدُ
الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهٗ بِالْاِیْمَانِ جب تم کسی کو دیکھو کہ مسجد کی حضوری اور خدمت کا عادی ہے اسکے
مومن ہونے کی گواہی دو پھر یہ آیت پڑھی اِنَّمَا یَعْمُرُ الآیہ یعنے اگر اسکا حال معلوم نہین تو مومن کہو اور
ایمان معروف ہو تو مومن کامل سمجھو اور احادیث صحیحہ مین وارد ہوا کہ مسجد کیطرف چلنے مین ہر قدم پر نیکی
لکھی جاتی ہے اور گناہ عفو ہوتے ہین **ابن ماجہ** ابو ہریرہ نے آنحضرت سے روایت کی کہ جو شخص
نماز کے لیئے مسجد جاتا ہے لَمْ یَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِیْئَةً
کوئی قدم نہین رکھتا مگر ایک مرتبہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ مٹ جاتا ہے **درمنثور** ابو ہریرہ سے
مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جو مسجد مین صبح وشام جاوے اُسکے لیے ہر آمد ورفت مین ایک گھر جنت مین
تیار ہوتا ہے اور ابو امامہ سے مروی ہے کہ آپ نے [illegible] فرمایا مسجد مین صبح وشام جانا جہاد ہے
اور فرمایا بَشِّرِ الْمَشَّائِیْنَ اِلَی الْمَسَاجِدِ فِی الظُّلَمِ بِمَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَفْزَعُ النَّاسُ وَلَا
یَفْزَعُوْنَ جو نماز اندھیری راتون مین مسجد کی طرف جاتے ہین اُنھین خوشخبری سُنا دو کہ قیامت کے
دن اُنھین نور کے منبر عطا ہون گے تمام آدمی خوفناک وترسان ہون گے اور یہ مطمئن وفرحان
(جاروب کشی وغیرہ) **مشکوۃ** فرمایا عُرِضَتْ عَلَیَّ اُجُوْرُ اُمَّتِیْ حَتَّی الْقَذَاةُ یُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ
مجھپر میری امت کی نیکیان پیش کی گئین یہانتک کہ مسجد سے کوڑا نکالنا **ترغیب** آپ نے ایک
عورت کی نسبت فرمایا کہ مین نے اُسے جنت مین دیکھا وہ مسجد مین کوڑا کرکٹ بہارا کرتی تھی اور فرمایا
اِخْرَاجُ الْقُمَامَةِ مِنْهَا مُهُوْرُ الْحُوْرِ الْعِیْنِ مسجد سے کوڑا نکالنا حور جنت کا مہر ہے **درمنثور** فرمایا
جو کوئی مسجد مین چراغ جلاتا ہے ملائکہ حاملان عرش اُسکے لیے استغفار کرتے رہتے ہین جبتک
چراغ مین روشنی رہے اور ایک روایت مین ہے کہ ستر ہزار فرشتے قندیل لٹکانے پر استغفار
کرتے ہین **مسلم** اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا
اللہ کے حضور مین مساجد محبوب ترین مقامات ہین اور بازار مبغوض وناپسندیدہ مقام ہین
اسلیے کہ بازار مین نہ ذکر خدا نہ ذکر رسول دنیا کی مشغولی اسراف وفضول۔ نہ کان نہ نظر نہ دل
نہ جسم نہ مال کوئی شئے ممنوعات سے نہین بچ سکتی **ترمذی** آپ نے فرمایا جب جنت کی کیاریون

جاؤ تو اُن مین چرو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ جنت کی کیاریان کیا ہین فرمایا مسجدین پھر عرض کی اُنمین چرنا کیا ہے فرمایا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کہنا در منثور میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مین قصد کرتا ہون کہ زمین والون پر عذاب کردن پھر جب دیکھتا ہون قرآن کے ہمنشین اور مسجد کے خادمون کو اور مسلمانون کے معصوم بچون کو تو میرا غضب فرو ہوجاتا ہے۔ کہا ابن معقل نے کہ مسجد شیطان کے لیے قلعہ ہے یعنے مسجد والون پر اُسکا وسوسہ کم اثر کرتا ہے۔ ابن عباس نے کہا مسجدین اللہ کے گھر ہین آسمان والون کے لیے ایسی نورانی دکھائی دیتی ہین جیسے زمین والون کو تارے تفسیر سب سے پہلے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مکے مین اپنے دروازے پر مسجد بنائی اُسمین نماز و قرآن پڑھتے ہرچند کفار ڈراتے دھمکاتے آپ خیال مین نہ لاتے **ف** مصداق اول اس آیت کے آپ ہی ہین **ضابطہ** نیک کام دو قسم کے ہوتے ہین ایک وہ جو خالص ثواب ہی کے لیے موضوع ہون جیسے مسجد نماز۔ روزہ انمین نفی ثواب سے نفی ذات سمجھی جائے گی دوسرے وہ جو کسی اور غرض کے لیے موضوع ہون گو اُنمین ثواب ملے جیسے مرمت مسجد جو مسجد کے بقا کے لیے ہے اور فرش و روشنی وغیرہ جو اُسکی رونق یا نمازیون کی راحت کے لیے ہے اُن مین نفی ثواب سے نفی ذات نہوگی **مسئلہ** کافر یا مال حرام کی بنائی ہوئی مسجد مسجد نہوگی مثل اور گھرون کے ہے اسلیے کہ نہ کافر کی نیکیان مقبول نہ موجب ثواب ایسے ہی نہ مال حرام مقبول و نہ لائق اجر **لیکن** اگر کفر یا حرمت مشتبہ ہو یعنے اُسکے ثبوت پر دلائل یقینیہ و قطعیہ نہون جیسے منافقین یا اہل ضلال یا عوام شرک پسند کی مسجدین یا طوائف۔ رشوت خوار۔ ربوا پیشہ تما۔ بازی کی مسجدین اُن مین بہتر اور یہ ہے کہ امید ثواب زیادہ نہ رکھی جائے مگر احتیاطاً حرمت مسجد کا لحاظ ہے **مسئلہ** کافر یا مال حرام کی مرمت اگرچہ جزو مسجد ہوجاتی ہے مگر مسجد کو حکم مسجد سے خارج نہین کرتی پس یہ فعل ممنوع اور فضل ماتقی بدستور رہیگا اور اسی اصل پر قیاس ہے روشنی و فرش وغیرہ کا **لیکن** مسلمانون پر واجب ہے کہ مساجد کو ایسے اموال و افعال خبیثہ سے محفوظ رکھین شان اسلام و آداب خانۂ خدا انھین روا نہین رکھتا **مسئلہ** اگر خارج مسجد یعنے غسل خانہ وغیرہ ایسے مالون سے بنایا جائے تو گو جائز ہے مگر باعتبار تعظیم قرب خانۂ الٰہی و اظہار توہین فساق و کفار احتراز اولیٰ ہے **حق** مسجد یہ ہے کہ نماز پنجگانہ ہو وقت پر اذان کہی جائے اللہ کا گھر اللہ کے نام سے نورانی رہے ضروری سامان اُسکے موجود لازمی ملحوظ ہو اور اولیٰ نہین کہ مساجد کو نقش و نگار سے مزین اور اسلام کو دولت سے معزز کرین اُسمین اللہ کے نام کی روشنی اور اللہ والون کے سوز دل کے نور اور اُسکے ذکر و فکر

سے بہتر ہے رنگ اور سینہ خراشیون کے نقش و نگار کافی ہین صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً
تخصیص کوئی عبادت مسجد کے لیے خاص نہین یعنی اگر مسجد نہو تو وہ عبادت نہو سکے البتہ
مسجد و نماز و ذکر کے لیے مخصوص ہے بیع و شرا و دنیا کے فضول۔ اِدھر اُدھر کی باتین گوبڑا کرنا
بدبو۔ نہو جنب و حائض اُسمین نہ جائین تصرف مالکانہ جاری نہو **واضح** رہے کہ مسجد
صرف مکان نہین بلکہ تحت الثریٰ سے فوق سما تک بقدر مسجد مسجد ہے

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
کیا بنالیا تمنے | پانی پلانا | حاجیون کا | اور خدمت | مسجد | حرام کی | مثل اسکے کہ | ایمان لایا | اللہ پر

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ
اور پچھلے دن پر | اور جہاد کیا | راہ مین اللہ کی | نہ برابر ہونگے | پاس اللہ کے | اور اللہ

معالم عباس اور حضرت علی سے گفتگو طلحہ بن شیبہ وغیرہ اور آگئی کہا عباس نے ہم

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝
نہین راہ دکھاتا | قوم | ظالم کو

حاجیون کو پانی پلاتے تھے کہا طلحہ نے مین صاحب کلید مکہ ہوان حضرت علی نے کہا مین یہ کچھ نہین
جانتا مین نے اللہ کی راہ مین جہاد کیے اللہ تعالی ہی اسکا فیصلہ کریگا فرمایا کہ کیا تم لوگ حاجیونکا
پانی پلانا اور مسجد مکہ کی خدمت کو ایمان اور جہاد کے برابر کیے دیتے ہو ایسا ہرگز نہوگا یہ دونو برابر
نہین اور اللہ ظالمون کو جنت و خیر و فضل کیطرف رہنمائی نہین کرتا **کبیر** حضرت علی نے عباس سے
بعد اسلام کے کہا آپ ہجرت کرکے چلے آئین اُنھون نے کہا مین خدمت بیت اور سقایت حجاج
کرتا ہون یہ ہجرت سے بہتر ہے اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری تب حضرت عباس نے کہا یا رسول اللہ
کیا مین یہ خدمت چھوڑ کر چلا آؤن فرمایا تم وہین رہو تمھارے لیے کچھ اسمین خیر ہے۔ اور کہا گیا کہ
مشرکون نے یہود سے کہا کہ ہم لوگ ساقی حجاج و خادم بیت ہین اب ہم اچھے ہین یا محمد اور انکے
اصحاب یہود بولے تم افضل ہو اللہ تعالے نے انکار فرمایا **شبہہ** اس تقدیر پر کہ آیت
بمقابلۂ کفار اُتری لازم آتا ہے کہ بحالت کفر بھی اُنھین اس خدمت سے کچھ فائدہ ملے حالانکہ
کفر مین کوئی نیکی مقبول نہین **حل** آیت مین اُنکے زعم پر مقابلے کی نفی کی گئی اور آخر مین اشارہ فرمایا
کہ گو یہ خدمت موجب اجر بھی مگر تم ظالم ہو تمکو کامیابی کی طرف راہ نہ ملے گی **شبہہ** دوسری روایت
پر یہ وہم ہوتا ہے کہ عباس اُسوقت تک ایمان نہ لائے ہون ورنہ اُن کی جانب بھی ایمان کا
ذکر ہوتا نیز پہلے اسکے ظلم کی نسبت فرمائی اور عباس کا بعد فتح مکہ مسلمان ہونا مسلم ہے **حل** بیان

ایمان کفر کے مقابل مذکور نہین بلکہ مجاہدین کو بوجہ سبقت اسلام و تقویت دین موصوف بصفت
ایمان فرمایا اور دوسری طرف اُس کی ضرورت نہ دیکھی ف اسمین شک نہین کہ ہجرت وجہاد
افضل ترین عبادت ہے مگر دین مین ضرورت پر نظر رہتی ہے جس وقت جسکی ضرورت بحسب دین
زائد ہو اسکا ثواب زائد ہوگا بغرض اتفاق و اجتماع ہجرت بوقت مقابلہ جہاد و بوقت امن و عظ و علم
و دعوت مدرسۂ شاغل مدرسہ عبادت و خلوت بہترین اعمال ہین ربط بعد تردید فضائل مجاہدین ذکر فرمائی

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ
جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیے راہ مین اللہ کے ساتھ مالون اپنے اور جانون اپنے بہت بڑے ہین

دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ
درجے مین پاس اللہ کے اور وہی کامیاب ہین بشارت دیتا ہے اُنھین رب اُنکا رحمت کی اپنی طرف سے اور خوشنودی کی

وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ
اور باغون کی انکے لیے اسی جنت مین نعمتین ہین رہنے والے اسمین ہمیشہ بیشک اللہ پاس اُسکے ہی ثواب بڑا

جو لوگ ایمان لائے اور خدا کے لیے گھر چھوڑے جہاد کیے اپنے مال اور جان سے اُنکے لیے
بڑے مرتبے ہین حق سبحانہ تعالی کے حضور مین وہی لوگ کامیاب ہین اُنکا رب اُنھین خوشخبری
دیتا ہے اپنی رحمت اور رضا کی اور اُنکے لیے جنت مین ہمیشہ رہنے والی نعمتین ہین یہ لوگ جنت
مین ہمیشہ رہینگے نہ موت ہے نہ خروج بیشک اللہ کے پاس اجر عظیم ہے نعیم مقیم پائدار بہشت کی
نعمتین زائل و فانی نہین مسلم من یدخل الجنۃ تنعم لا یبأس لا تبلی ثیابه ولا یفنی شبابه
جو جنت مین جائیگا غمزدہ نہ ہوگا نہ اُسکے کپڑے پھٹین نہ اُس کی جوانی مٹے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ
اے ایمان والو نہ بناؤ اپنے باپ دادون کو اور بھائیون کو دوست اگر وہ

اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ
دوست رکھین کفر کو ایمان پر اور جو دوست بنائے انکو تم مین سے پس وہی لوگ ظالم ہین

اے ایمان والو اپنے باپ دادون اور بھائیون کو اگر وہ کافر ہون تو دوست نہ بناؤ اور جو ایسون کی
محبت رکھیگا وہ ظالم ہے ف آیت مین قطع رحم کا حکم نہین بلکہ موالات اور محبت جو موجب
ترک جہاد و ہجرت و اعانت دین ہو منع فرمائی پس عزیز و اقارب ماں باپ کی رعایت و دوستی میں
فرائض اسلام اور واجبات دین سے روگردانی ممنوع ہے احسان کرنا اُن کی خدمت کرنا صلۂ رحم ہے

سے قطع نہ کرے معالم ۔ آدمی مرتد ہو کر کے والون مین جا ملے تھے اُنکے اقارب کے حق مین
حکم ہوا کہ انکو دوست نہ بناؤ پھر وہ مسلمان جنھون نے ہجرت نہ کی تھی یہ سنکر کہنے لگے کہ اگر ہم ہجرت
کرین تو ہمارے گھر خراب کھیتیان برباد مال ضایع اور ارحام قطع ہو جاوینگے ارشاد ہوا

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ
کہو تو کہ اگر ہین باپ دادے تمھارے اور اولاد تمھاری اور بھائی تمھارے اور ازواج تمھاری اور اقارب تمھارے اور مال
ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ
جو کمائے تمنے اور تجارت کہ ڈرتے ہو اسکی سرد بازاری سے اور گھر جنھین دوست رکھتے ہو محبوب تر تمکو اللہ سے اور
رَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ع
رسول سے اسکے اور جہاد سے اسکی راہ مین تو منتظر رہو یہانتک کہ لاوے اللہ حکم اپنا اور اللہ نہین راہ دکھاتا قوم نافرمان کو

اگر باپ دادے اولاد بھائی بہن رشتہ دار ازواج کمائے ہوئے مال اور سوداگری جسکے
کساد بازاری کا ڈر ہے اور گھر جو بہت اچھے لگتے ہین (یہ سب) اللہ اور رسول سے اور اسکی
راہ مین جہاد کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہین تو انتظار کرو کہ اللہ تعالے اپنا حکم یعنے قیامت لاوے
یا دنیا مین کوئی فیصلۂ قطعی کر دے (اور جان رکھو کہ تم ایسی محبت سے فاسق ہو جاؤگے
اور راہ مقصود نہ پاؤگے اس لیے کہ اللہ تعالے فاسق کی رہنمائی نہین کرتا بخاری
ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ
لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ قسم ہے اُس ذات
پاک کی کوئی تم مین سے ایمان والا نہین ہوتا ہے جبتک مین محبوب تر نہو جاؤن اُسکے نزدیک
ماں باپ اور اولاد سے ۔ اور انس کی روایت مین وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ بھی ہے یعنے تمام مخلوق سے
بھی زیادہ حضور محبوب ہو جائین ابن کثیر حضرت عمر نے کہا واللہ یا رسول اللہ مین آپ کو تمام چیزون سے
زیادہ محبوب رکھتا ہون مگر اپنی جان سے زیادہ نہین فرمایا جبتک جان سے زیادہ محبوب نہون
ایمان ہی نہین تو حضرت عمر نے کہا فانت الآن واللہ احب الی من نفسی پس ابتو آپ قسم ہے خدا کی
کہ جان سے بھی زیادہ محبوب ہین آیت کی حسن و تدبیر و لطف تاثیر نے عام و خاص کو تمام
تعلقون سے بے پروا کردیا ایمان ہے تو اسی بین اور عرفان ہے تو اسی مین بظاہر اتنا ہی فرمایا
کہ تمھے زیادہ کسی اور کو نہ چاہو مگر اشارات پنہانی اور ادا ہاے نہانی نے غیر کو بیخ و بن سے
اکھاڑ کر پھینکدیا اسلیے کہ محبت اگر ضعیف ہے اور تمیز و ادراک باقی تو حسن محبوب دکھا ل

محبوب کا اندازہ بقدر وسعت نظر ہے اور شعلہ بقدر اِرسے ہے جبتک صرف جمال عارضی اور
زینت نمائشی کے نظاروں پر اکتفا کرتی ہم اسی کو سرمایۂ حیات و لطف زندگانی جانتے ہوئے
تھے مگر جمال حقیقت و طلسم قدرت کے سامنے بھی کسی کی ہستی رہ سکتی ہے رفتہ رفتہ لَآ اُحِبُّ
الْاٰفِلِيْنَ کی ندا بلند اور دنیا اور اسکی متاع قلیل ناپسند ہوگی ؎ چو خورشید عزت علم بر کشد ؛
جہان سر بجیب عدم در کشد ؛ آفتاب نکلا پھر تارے کہاں رات کا دور ہوئی روشنی پھیلی رنگی
دور ہوئی یہ جیسے متیاد افسون فسانہ عاقل کیا دیوانہ بھی پسند نہ کرسے گا ہاں نادان بچے کے
ہاتھ سے سرخ زرد چمکدار شیشے جنرہ لوٹ ہے الماس و جواہر ہی سے کر لینا مشکل ہے اسلیے کہ وہ
جواہر شناس ہے نہ اُنکے جوہر و قیمت سے خبردار۔ اگر اُسے جوہر شناسی سکھا کر ایک پارۂ الماس
دے کر کہے کہ تم وہ شیشے اور یہ الماس دونوں برابر سمجھو اب تو وہ قدر و قیمت سمجھ چکا ہے ہو ہی نہیں
سکتا کہ شیشہ اور جواہر دونوں ایک ہی سلک میں رکھے یہ راہ میں پھینکدیگا اور اُسے صندوق دل میں
چھپائیگا یہ تدبیر احسن بدون تکلف دشدّ محبت غیر کو مٹاتے مٹاتے یکسو کر دے گی اور تمام
تعلقات چراغ سحر کی طرح فرد ہو جائینگے اور اگر محبت غالی محویت محبوب ادراک و امتیاز سے
خالی ہے جو آدمی کو اندھا بہرا بنا دیتی ہے تو وہ اشتراک گوارا ہی نہیں کرسکتی دنیا یہ گر، تو
ہے فی النار والسقر شقی ہی ہوا اور ہمارا حق پر نظر کی تو وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ میں غرق
ہوگیا ؎ نام کی تیرے ہی اسے جان ہے فقط گنجائش ؛ وسعت دل بھی ہے مانند نگین تھوڑی سی
ہاں علما و صلحا کی محبت ذکر و عبادات کا ذوق عمل خیر کی آرزو اللہ و رسول کی محبت سے ملحق ہو
ذکر گو عین مذکور نہیں مگر یاد دلانے والا ضرور ہے اور ہر خدمت کو قرب تھو مگر قرب رضا مقام
عبودیت میں موجب لطف و سرور نکتہ معلوم ہوا کہ دنیا اور اُسکے تمام کام دین سے بڑھکر
بلکہ برابر سمجھنا موجب وعید ہے ؎ غم دین خور کہ غم غم دنیست ؛ ہمہ غمہا فروتر از اینست ہاں
اللہ و رسول کی محبت مقصود بالذات ہے باقی وسائل ذکر سے مذکور رغبت ہے اور لقا رضا الذیذ تر

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ

البتہ مدد کی تمہاری اللہ نے مقامات کثیرہ میں اور دن حنین کے جبکہ خوش کیا تمکو کثرت نے تمہاری پس نہ کفایت کی

عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۚ

تمسے کچھ اور تنگ ہوگئی تمپر زمین باوجود کشادگی کے پھر پھرے تم پیٹھ دکھاتے

ف لا سے مسلمانو اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی اور فتح دی بہت مقاموں میں اور حنین کی لڑائی میں

بھی جب تم اپنی کثرت فوج وسامان پر نازان تھے پھر اس کثرت نے تمھین کچھ فائدہ نہ دیا اور زمین
باوجودیکہ کشادہ ہے تم پر تنگ ہو گئی (یہ اشارہ ہے کمال اضطراب وانزعاج سے) پھر تم پشت دکھا کر
پھرے **قصہ حنین** کہا واقدی رحمہ اللہ نے کہ بعد فتح مکہ آپ کو خبر دی گئی کہ مالک بن عوف نے
قبیلہ ہوازن اور ثقیف سے چار ہزار آدمی جمع کیے ہین سو حکم تیاری لشکر ظفر پیکر صادر ہوا بارہ ہزار
کار آزمودہ جرار و غازیان خنجر گزار روانہ ہوئے بعض یہ فوج بہیبت دیکھ کر یون کہتے تھے آج ہمارا لشکر
کثیر اور سامان درست ہے حضور کو یہ خیال پسند نہ آیا حق سبحانہ تعالی نے تعلیماً انکی تنبیہ فرمائی اس
لڑائی مین نومسلم ضعیف الایمان بہت فراہم تھے اور کفار پہلے سے کمین گاہون مین تاک لگائے تھے
گو لشکر اسلام ایک منتظم طور پر بڑھایا گیا مگر راہون کی تنگی سے صف بندی نہو سکی دشمن کے تیر اندازون
نے کمین گاہون سے تیر برسائے آگے کا لشکر ہٹا اور اون کو دیکھا دیکھی پیچھے والے درہم برہم
ہو گئے ضعیف الایمان آپ اور آپ سے ... بھاگ ... حضور ... مع بعض صحابہ
میدان مین رہگئے اور آپ رجز مین فرماتے تھے ... انا النبی لا کذب انا ابن
عبد المطلب مین پیغمبر ہون اس مین دروغ و کذب ... عبد المطلب کا یعنی شرف کہ پیغمبر ہون
اور نسب یہ کہ تمام آدمیون مین کریم تر علی و ابن مسعود اور ... عباس ... آپ کے گرد ... تھے
آپ نے عباس سے فرمایا ہمارے جان نثارون کو پکار ... انھون نے بلند آواز سے کہا یا معشر الانصار
اے انصار کے جان نثار بہادرو یا اصحاب الشجرۃ اے ... کے تلے موت پر بیعت کرنے والو
یا اصحاب سورۃ البقرہ اے سورۂ بقرہ اٹھانے والو یہ سننا تھا کہ اصحاب پروانون کی طرح ہر طرف سے
دوڑے اور اوس شمع نبوت کے گرد تصدق ہونے لگے مومنین کی تلوارون نے جوہر دکھایا تیرون نے
موت کا مینہ برسایا اور جوش مارا دریائے رحمت الٰہی نے اور اوتری آسمان سے فوج
ملائکہ کی اب کفار مین کھلبلی پڑ گئی **مسلم** حضور نے ... کنکریان پھینکین اور کہا شاہت
الوجوہ ذلیل وخوار ہوگئے منہ دفعۃً سب کے سب بھاگ نکلے اور کہا عباس نے مین
حضور کی بغلی کی لگام تھامے تھا کہ آپ نہ بڑھ جائین

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ
پھر اوتارا اللہ نے سکینہ اپنا رسول پر اپنے اور ایمان والون پر ... اوتارا

جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ
وہ لشکر کہ نہ دیکھتے تھے تم اوسے اور عذاب کیا انھین جو کافر ہوئے اور یہ ہے بدلا ... کافرون کا

پھر اللہ تعالی نے سکون و اطمینان اور امن رسول پر اور ایمان والون پر نازل کیا اور وہ لشکر اتارا جسے تم نہ دیکھتے تھے یعنے لشکر ملائکہ اور کافرون پر عذاب قتل و شکست اوتارا اور یہ کافرون کا یہی بدلہ ہے ابن کثیر ایک مرد سے روایت ہے کہ مین لشکر کفار مین تھا جب مسلمان ہٹے اور ہم انکے درپے ہوئے تو ہم صاحب بغلہ سفید کے قریب پہونچے دیکھا کہ وہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہین اور انکے پاس نہایت خوب صورت مرد دیکھے پھر آپ نے کہا شاہت الوجوہ ہمارے پاؤن اکھڑ گئے

ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

پھر توبہ عنایت کریگا اللہ بعد اسکے جسے چاہے اور اللہ غفور رحیم ہے

بعد اس لڑائی کے اللہ نے جسے چاہا توفیق توبہ کی عنایت فرمائی وہ کفر سے باز آئے وہ معاف کرنیوالا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا

اے ایمان والو نہین ہین مشرک مگر نجس پس نہ نزدیک آئین مسجد حرام کے بعد اس برس کے

ایمان والو مشرک تو نجس ہی ہین انکو اس سال کے بعد مسجد حرام مین نہ آنے دینا۔ تفسیر آیت مین اختلافات کیئرہ ہین **اول** ابن عباس سے مروی ہے کہ کافر نجس العین ہین جسطرح کتے۔ کہا حسن نے انسے ہاتھ ملائے تو دھو ڈالے کہا جمہور نے کہ ایسا نہین بلکہ نجاست حکمی ہے باعتبار حالت غالب کے کہ وہ جنابت و احتلام سے غسل نہین کرتے۔ کہا حنفیہ نے کہ یہ نجاست اعتقادی ہے حقیقی نہین **دوم** کہا شافعیہ اور مالکیہ نے کہ مسجد مین قدم نہ رکھین یعنے اندر جانے نپائین کہا حنفیہ نے کہ حج و طواف نہ کرین اور مراد عدم تقرب سے یہی ہے ورنہ بضرورت تعمیر بھی دخول جائز ہوتا اور اسی تاویل کو اختیار کیا صاحب ہدایہ نے اور بنا اسکی صرف مسئلہ نجاست پر ہے اس لیے کہ اگر نجاست عین ہو جیسا کہ ابن عباس سے مروی ہوا تو بیشک دخول جائز نہونا چاہیے اور اگر اعتقادا نجس ہین تو صرف عبادات سے روکے جائینگے بعبارۃ النص اور مطلقا دخول سے بھی روکنا بحکم قیاس اولے ہوگا اسلیے کہ یہ امکنہ متبرکہ نہین بنائے گئے مگر عبادت کے لیے اور جب عبادت ہی انکی وہان ممنوع ہوگی تو دوسرے طور پر آنا جانا عبث ہے اور مساجد مکان عبث نہین مگر بضرورت مضائقہ نہوگا **سوم** کہا شافعیہ نے کہ مراد مسجد حرام سے خاص مسجد کعبہ ہے جیسا کہ مصرح ہے اور کہا مالکیہ نے کہ عام مسجدین باعتبار اتحاد مقصود و عموم تعظیم اسی حکم مین داخل ہین پس شافعیہ کے نزدیک کفار صرف مسجد کعبہ سے اور مالکیہ کے نزدیک عام مسجدون سے روکے جائین اور کہا گیا کہ مسجد حرام سے تمام حرم مکہ مراد ہے **چہارم** مشرک سے مراد ہین بت پرست اور وہ سب کفار جو اہل کتاب سے نہون مگر بحکم اتحاد وصف کفر اسی حکم مین داخل رہنا چاہیے **پنجم** کلمہ نجس جو قرآن مین وارد ہے اور جسپر آیت کے احکام کا مدار ہے قوم نے اسے لغوی

معنی پر محمول کیا ہے اور ظاہر قرآن بھی یہی ہے اور قول ابن عباس کا بھی اسی کا شاہد ہے مگر حنفیہ نے
اپنی روش پر نظر غائر کی اور معلوم کیا کہ کلمۂ نجس لغۃً معلوم المعنی و ظاہر المراد ہے مگر بحسب اصطلاح شرع اسکی انواع مختلف
مثلاً نجس العین نجس حکمی نجس عارضی وغیرہ ہیں بحکم اختلاف مضاف الیہ اسکے معنون میں بھی تعدد و اشتراک ہے
مثلاً نجس العین جیسے خمر و خنزیر و قاذورات نجس حکمی جیسے محدث و جنب و حائض نجس عارضی ہر پاک شے
جو نجس سے مل جائے نجس وصفی جیسے مال حرام فرمایا وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ یعنی مال حرام یا ردی یا بعض
افعال مذمومہ جیسا کہ فرمایا الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ یا عذاب جیسا کہ فرمایا رجس نجس اعتقادی جیسا کہ شیطان
اور بتون کی نسبت مین ارشاد ہوا پس لازم آیا کہ بحسب قرائن تاویل کی جائے اور لائق مقام یہی نجاست اعتقادی
پائی گئی - مگر نجاست عینی اسلیے نہین کہ آدمی بنفسہ مکرم خلق ہوا ہے اور اسکے نجس ہونے پہ کوئی دلیل آج
تک قائم نہین ہوئی اور یہ جو فرمایا هُمْ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ اور اسکے مثل یہ سب باعتبار کفر ہے
اور کفر کیا ہے وہی اعتقاد - اور اگر بذاتہٖ نجس ہوتے تو اسلام سے بھی طاہر نہو سکتے - اور نجاست حکمیہ مین مومن
کافر سب مساوی ہین کوئی خصوصیت نہین اور اعتبار حالت غالبہ بھی مغلوب ہے پس نہین ہے مگر یہی اعتقادی
نجاست اور یہی قول ہمارا ہے اور دوسرے وجوہ بھی اسی کے معین ہین ۱؎ مثلاً کسی شی کی نجاست
حکم طہارت کے بعد بالقصد شرع مین پائی نہین گئی مثلاً خمر جو ایک وقت حلال و طاہر تھی اس کی نجاست
ضمن حرمت مین پائی گئی ایسے ہی بول شتر جو دوا کے ضمن مین ایک قوم کے لیے طاہر کیا گیا تھا پھر امام کے
نزدیک اُسکی نجاست اصلیہ ہے اور صاحبین کے نزدیک طہارت اصلیہ ۲؎ اگر ہوتے کفار نجس العین تو یہ بھی
کہین نہ کہین مروی ہوتا کہ جب مسلمانون نے بلاد یہود و نصاریٰ و مجوس وغیرہ فتح کیے اُنکے اموال پر تصرف
کیے تو تمام اشیاء سے ترجیبر نجاست کا حکم آ سکتا تھا پھینکدی جاتین حالانکہ ایسا منقول نہین ہے اور روایۃً بھی
اسی مذہب کا ثبوت قوی پایا جاتا ہے ۱؎ کہ خود آیۂ کریمہ مین اشارہ ہے جیسا کہ فرمایا بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا
اس سال کے بعد مسجد مین نہ آئین پس اگر وہ نجس تھے تو اتنی مہلت کیون دی گئی اور کوئی معاہدہ ایسی نجاست کا
مانع نہین ہو سکتا معلوم ہوا کہ صرف نجاست اعتقادی ہے اور ممانعت بوجہ کمال عظمت و علوے اسلامی ہے ۲؎
سور آدمی کا مطلقاً طاہر ہے کوئی وصف اُسین ملحوظ نہین اور طہارت سور بوجہ طہارت لحم ہے پس آدمی نجس
نہین ہو سکتا اور فقہ مین اسکے دلائل قویہ بوضاحت موجود ہین ۳؎ روایت بخاری کی جو باب الاکل فی اناء
مفضض مین ہے بصراحت تمام طہارت کا اظہار کرتی ہے کہا عبد الرحمٰن ابن ابی لیلیٰ نے کہ (انکے سامنے
بعد زمان نبوت) حذیفہؓ نے پانی مانگا تو انھین ایک مجوسی نے پانی پلایا جب پیالہ رکھا گیا تو آپ نے اوسے
پھینکدیا اور کہا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے کہ نہ ریشمی کپڑا پہنو اور نہ اُس کے تن زیب

جو چاندی سونے کا ہو اور نہ اُسکی رکابی مین کھاؤ اسلیے کہ یہ دنیا مین کفار کے لیے ہین اور ہمارے لیے آخرت مین بس انکار حضرت حذیفہ کا چاندی کے برتن سے تھا نہ مجوسی کے پانی سے ورنہ اُسکا ذکر فرماتے اور نہ پیتے **احتیاط** یہ ہے کہ کفار کو مسجد سے روکین جب تک کوئی ضرورت محسوس نہو اور اُنسے اکل و شرب ترک کر دین جبتک نہو تو کراہت طبعی دور نہین ہو سکتی۔

وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

اور اگر ڈرو تم مفلسی سے تو اب غنی کر دیگا تمکو اللہ اپنے فضل سے اگر چاہیگا بیشک اللہ دانا حکمت والا ہے

ف مکے مین تو کچھ پیدا ہی نہ ہوتا تھا [illegible] اطراف کی تجارتون اور آمدنیون پر تھی قطع تعلقات سے وہم ہو سکتا تھا کہ کیا کھائینگے [illegible] احکام الٰہی سے کیونکے جاری کر دو اگر مفلسی و ناداری کا ڈر ہے اللہ تعالے تمکو اپنے فضل [illegible] غنی کر دیگا وہ سب کچھ جانتا ہے حکیم پختہ کار ہے اُسکے بنائے قوانین اور بنائے احکام نہ دنیا مین [illegible] کفار سے علحدہ کر دینے مین بھی کوئی مصلحت ضرور ہو گی اور ایسا ہی ہوا کہ فتوحات متصلہ [illegible] کسی کا بھی محتاج نہین رکھا اور آج تک ایسے بے زراعت ملک مین دنیا کی تمام نعمتین موجود ہین خصوصًا ایام حج مین لاکھون آدمی جنکا انتظام سلاطین سے بھی مشکل ہو سکتا [illegible] کھاتے پیتے ہین کبھی کوئی شکایت نہین ہوتی اور جب تک مسلمان احکام الٰہی کے پابند رہے [illegible] دنیا کے کافر انکا بال نہ بیکا کر سکے افسوس کہ ایک مدت سے نئی روشنیون نے اندھیر مچا رکھا ہے قرآن بالائے طاق سنت رسول برائے نام ہر کام سے اور حکمت عمل اٹھ گئی وہ برکات گم کر دیے **مسئلہ** کسی مصلحت سے احکام الٰہی کو بدل دینا چھپا رکھنا حرام ہے **مسئلہ** اگر مسلم کو اتباع احکام الٰہی مین بظاہر کوئی زک مل بھی جائے تو بھی اُس کے لیے یہ حیلہ نہین ہو سکتا کہ اپنی مصلحت اور رائے کو دخل دے جیساکہ کلمۂ ان شاء اشارہ کر رہا ہے کہ غنی کر دینا اور مدد کرنا ہماری مشیت پر ہے تمھارا حق نہین۔

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ

لڑو انسے کہ نہین ایمان لاتے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور نہیں حرام جانتے جیسے حرام بنایا اللہ نے

وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّىٰ يُعْطُوا

اور رسول نے اسکے اور نہین قبول کرتے دین حق کو اُن مین سے کہ دیے گئے کتاب یہانتک کہ دین

ع **الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ**

جزیہ ہاتھون سے اور وہ خوار ہون

لڑو اُن سے جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں لاتے اور اللہ و رسول کی حرام کی ہوئی کو حرام نہین جانتے

اور دین حق پر نہین چلتے اور اہل کتاب سے ہین اُنسے لڑو یہان تک کہ جزیہ گزار بنجائین اور اپنے ہاتھون سے
بحالت ذلت و خواری ادا کرین (لا یحرمون) سے مراد تکذیب احکام اور دین حق سے یہی دین اسلام ہے
جزیہ ایک مالی عذاب ہے جو کفار پر بجاے بدنی عقوبت یعنی قتل و قید و غلامی کے معین کیا جاتا ہے لیکن نہ
جہاد کی غرض خونریزی و قتال ہے نہ جزیہ کا حاصل جمع مال بلکہ یہ اعلے درجے کی تدبیر ہے جس سے کسی
لا اقبال دانشمند بادشاہ کو چارہ نہین ہو سکتا۔ جسطرح لوہے کو آگ سے نرم کرکے کام لیتے ہین سرکش
باغی کو بھی تلوار سے زیر کرتے ہین پھر امن دے کر اسلام کی قوت خدا پرستی کی عظمت اخلاق کی خوبیان
عدل و داد کی وقعت دکھاتے ہین تاکہ اثر صحبت سے دل نرم ہو اپنی ذلت اور اسلام کی بالادستی دیکھکر
غور کرین شاید راہ راست پر آئین **ید** کہا گیا مومنین سے متعلق ہے یعنے کفار بشکر انعام جان بخشی یا
بمقابل دست زور و فتح یابی اہل اسلام کو جزیہ ادا کرین اور کہا گیا کفار سے متعلق ہے یعنی بحالت تذلل
ہاتھون سے جزیہ پیش کرین اور فقہا نے اسی طرف میل کیا اور کہا کہ ذمی اگر جزیہ کسی کے ہاتھ بھیجے
نہ لیا جائے **بحث** کہا گیا جزیہ کا حکم صرف اہل کتاب کے لیے ہے کیونکہ آیۂ قتال عام ہے وقاتلوھم
حتے لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ جب تک ایمان نہ لائین مارے جاوٴ امن نہ پائین
مگر اہل کتاب کو بشرط جزیہ علیحدہ کر لیا پس بت پرستون کو یہ حکم شامل نہوگا مگر حنفیہ بلکہ جمہور اُسکے خلاف
ہین اُنکے نزدیک تمام دنیا کے کفار اہل کتاب ہون یا بت پرست جزیہ دے کر امان حاصل کر سکتے ہین
البتہ جزیرۂ عرب نجاست شرک و بت پرستی سے محفوظ رکھا گیا ہے وہان جزیہ لیکر رہنے کی اجازت نہ
دینگے اور دلائل اُنکے یہ ہین **احمدی** کہا بعض نے وقاتلوھم الخ کا عموم آیت جزیہ سے منسوخ ہے
یعنے جزیہ گزار کو قتل نہ کرو **ف** ممکن ہے کہ فتنہ یعنی تمرد و سرکشی ہو اور دین سے اطاعت مراد لیجائے یعنی جب ذمی
و جزیہ گزار ہوا نہ تمرد رہا نہ عدم اطاعت اب قتل اوسکا جائز نہوگا اس تقریر سے دونو آیتون مین مطابقت
ہے ضرورت نسخ نہین اور جبکہ آیۂ قتال اجماعاً مخصوص ہے بچے عورتین۔ درویش۔ شیخ فانی یہ سب معاف
رکھے گئے ہین صلح سے بھی امن جائز ہے اور اصحاب کبار نے مجوس سے جزیہ منظور فرمایا۔ مغیرہ نے
آنحضرت سے روایت کی کہ مجوس فارس ایمان لائین یا جزیہ دین پس بحکم قیاس اہل کتاب اور دوسرے
کفار ملت واحدہ سمجھے گئے اور سواے احکام مخصوصۂ منصوصہ کے ایک حال پر اتارے گئے اہل کتاب کا
جزیہ نصاً اور دوسرے کافرون کا قیاساً یا بطور تعامل اصحاب کبار ثابت ہوگا **ہدایہ** جزیہ اگر بطور صلح ہے تو
جو طے ہو ورنہ غنی سے اڑتالیس درم اور متوسط سے چوبیس درم اور محتاج پیشہ ور تندرست سے بارہ درم
سالانہ لینا چاہیے اور کہا امام شافعیؒ نے غنی و مفلس برابر ہین **معالم** بعض یہود نے کہا کہ ہم آپ پر ایمان

کیونکر لائین آپ عزیر کو ابن اللہ نہین جانتے اُنکی تردید مین ارشاد ہوا

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَٰلِكَ قَوْلُهُمْ

اور کہا یہود نے عزیر بیٹے اللہ کے اور کہا نصاری نے مسیح بیٹے اللہ کے ہین یہ کہنا انکا

بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ

اپنے مونہوں سے ہے مشتابہ ہوتے ہین بات سے انکی کہ کافر ہوے پہلے ہلاک کرے انکو اللہ کہان پھرے جاتے ہین

یہود نے کہا عزیر اللہ کے بیٹے ہین اور نصاری نے کہا مسیح اللہ کے بیٹے ہین یہ انکا منہ سے بکنا ہے انکی باتین اگلے کافرون کی سی ہوگئی ہین (یعنے انھین نہ اسکا علم ہے نہ یقین نہ دلیل صرف بطور تقلید باطل سنی سنائی کہا کرتے ہین اسلیے کہ نہ کتب آسمانی انکے سنا مد نہ عقل سلیم اسپر مؤید صرف جہل اور ہٹ ہے) اللہ تعالی انھین ہلاک کرے یہ کہان بہکے جاتے ہین دلائل موجود ہین اور بے شمار علوم پاس ہین مگر غور سے دنظر معالم منہ سے کہنا اہل معانی کے نزدیک معنی قول زور آیا ہے اور قاتلہم سے کمال تعجب مراد ہے کبیر جب عمالقہ بنی اسرائیل پر غالب آئے انکے علما اور کبری کو قتل و قید کیا حضرت عزیر بچ رہے تھے جو انکے حال پر رویا کرتے یہان تک کہ آنکھون کی پلکین جھڑ گئین ایک دن کسی عورت کو دیکھا کہ وہ قبر کے پاس روتی تھی ہاے روٹی دینے والے ہاے کپڑا پہنانے والے حضرت عزیر نے کہا اس سے پہلے تجھے کون روٹی کپڑا دیتا تھا بولی اللہ آپ نے فرمایا پس اللہ تو زندہ و قائم ہے مرتا نہین عورت نے کہا تجھے یہ علم کس نے سکھایا فرمایا اللہ نے کہا پھر بنی اسرائیل کے علما اور انعدام علم پر کیون روتے ہو یہ سمجھے کہ کوئی امر ہے پھر انھین بطور الہام معلوم ہوا کہ فلان نہر پر جاکر غسل کرو اور دو رکعتین پڑھو وہان ایک شیخ ملیگا جو کھلائے کھا لینا آپ گئے شیخ غیب نے اُنکے منہ مین تین بار شعلے کی ایسی چیز کھلائی اور آپ کا علم وسیع ہوگیا بنی اسرائیل سے کہا کہ مین توریت گم گشتہ لایا ہون انھون نے تکذیب کی آپ نے پورا نسخہ لکھدیا جب بعض علماے یہود دشمنون سے بچکر آئے اور گڑے چھپے ہوئے نسخے توریت کے نکالکر ملائے حرف حرف صحیح تھا بعض جہلا ابن اللہ کہنے لگے اور آپ کے مرکر زندہ ہونیکا قصہ صفحہ (۲۰۲) جلد اول مین گزر گیا ربط اس کے بعد یہود و نصاری کے جہل و ضلالت کا سبب بیان فرمایا

اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ

بنالیا اپنے علماکو اور درویشون کو رب سواے اللہ کے اور مسیح ابن مریم کو

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ

اور نہین حکم کیے گئے مگر یہ کہ پوجین معبود واحد کو نہین کوئی معبود مگر وہی پاک ہے وہ اس سے کہ لوگ ساجھی ٹھہراتے ہین

ان لوگون نے اپنے علما اور صلحا کو اور حضرت عیسی کو خدا کے سوا پروردگار بنالیا ہے اور حکم تو انکو یہی تھا
کہ پرستش کرین مگر ایک معبود واحد کی کوئی معبود نہین مگر وہی پاک و منزہ ہے اُن سے کہ شریک ٹھہراتے
ہین **کبیر** نصاری اپنے علما کا سجدہ کرتے اور حلال و حرام مین اُنکے تابع رہتے کتاب سے غرض نہ تھی
ضعیف مین وارد ہوا کہا عدی بن حاتم نے مین جب نصرانی تھا تو بقصد ایمان حضور مین آیا میرے
گلے مین صلیب لٹکتی تھی۔ اور آپ یہی آیت پڑھ رہے تھے مین نے عرض کی ہم تو علما کی بندگی نہین
کرتے فرمایا کیا اُنکے حرام کیے ہوے کو حرام اور حلال کیے ہوے کو حلال نہین جانتے (یعنی بدون سند
و استنباط کلام خدا و رسول) مین نے کہا ہان یا رسول اللہ فرمایا یہی رب بنا لینا ہے آیت مین مباحث ہین
بحث عطف مسیح کا احبار پر شمولاً نہین بلکہ تقسیماً ہے یعنی یہ مراد نہین کہ یہود و نصاری نے احبار و
رہبان و مسیح کو رب بنالیا حالانکہ یہود تو مسیح کے دشمن تھے بلکہ مراد یہ ہے کہ یہود نے احبار کو اور نصاری
نے رہبان اور مسیح کو رب بنالیا **بحث** رب بنانے سے اگر یہی معنی مراد ہین تو رہبان و احبار مین ثبوت
مشکل اور اگر بمعنی واجب الاطاعت و لازم التعظیم ہے تو حضرت مسیح کی اطاعت سے جو رسول اور صاحب
شریعت تھے کفر لازم نہین آسکتا فرمایا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول اور اگر علما مین ربوبیت بمعنی اطاعت
اور حضرت مسیح مین بمعنی ابنیت مراد لین تو لازم آئیگا جمع حقیقت و مجاز مین جو اصولاً ممتنع ہے **جواب** معلوم
مجازاً ہے یعنی ان سب سے ایسا برتاؤ کرتے ہین جو رب سے کرنا چاہیے عام ازینکہ ربوبیت بمعنے
اطاعت ہو یا بوجہ ابنیت کے مراد ربوبیت اعتباری والتزامی ہے یعنی ایسا سمجھتے ہین جس سے ربوبیت
ثابت ہوتی ہے حضرت مسیح مین اس لیے کہ بیٹا ہونا چاہتا ہے ابوت کو پس لازم آئیگی ربوبیت اور واجب الاطاعت
ہونا بھی چاہتا ہے ربوبیت کو اسلیے کہ تحریم و تحلیل مخصوص بحقوق خالقیت و ربوبیت ہے پس ذکر ہے مسبب کا
اور ارادہ سبب کا **بحث** مسیح احبار پر عطف نہین بلکہ جملہ مستقلہ ہے اور فعل اتخذوا مقدر ہے بقرینہ
عاطفہ یعنی اتخذوا احبارہم و رہبانہم اربابا و اتخذوا المسیح بوصف باطل ابنا پس فعل اتخاذ مطلق نہین جیساکہ فرمایا
انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل یہان بھی اتخاذ عجل مراد نہین اسلیے کہ وہ ظلم نہین ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ باتخاذکم
العجل معبوداً اور بیشک معبودیت عجل ظلم ہے ایسے ہی یہان اتخذوا المسیح بوصف باطل ابناً مراد ہے۔ اس
تقریر سے وہ تمام تکلفات دور ہوگئے بہرکیف معنی یہ ہین کہ تم دونون نے ایک ایک امر قبیح اختیار کرلیا
ایک نے عیسی پر اتہام لگایا دوسرے نے خدا کو ذو ولد بنایا **بحث** جبکہ تحریم و تحلیل علما اور انکی ایسی
تعظیم غیر پرستی ٹھہری تو اب آول اُنکے فتوون پر عمل ناجائز اور تقلید بالکل ہی باطل ہوگی دوم حضرات
مشایخ طریقت کے تعلیم و ارشاد پر طالب کو ایسا رسوخ کہ پھر کسی کی نہ سنے اور اُنکی ایسی تعظیم بھی غلط ہوگی

اور خود فرمایا حضور نے کہ بنی اسرائیل جب غیر منصوص کو منصوص پر قیاس کرنے لگے گمراہ ہو گئے **جواب** وہ قیاس اور تعظیم ممنوع ہے جسکی نسبت خدا و رسول کی طرف نہو سکے مثلاً کوئی عالم یہ کہے کہ مین نے سنا جائز کیا جا کیا ہو وان قیاس شرعی، دلیل نقلی تو بیشک اسے ہم کبھی نہین تسلیم کرتے دیکھو اسی وجہ سے بدعت یعنی ایسا امر جو بدون اصل شرعی دین مین داخل سمجھا جاے باتفاق ضلالت ہے اور بیشک یہود و نصارے مین ایسے ہی قیاس تھے دیکھو مسئلہ جم کو کیسا بدلا اور وقت و تعداد صوم کو کیسا بدلا اعتقاد ابنیت کہان سے ایجاد کیا اور نعد رہنے کہ کتاب اللہ سے بعد المشرقین ہو گیا حقیقتہ نہ یہ یہود وہ یہود ہین جو حضرت موسیٰ کے وقت مین تھے اور نہ یہ نصاری وہ نصاریٰ ہین جو حضرت عیسیٰ اور حواریین کے زمانے مین تھے اور ہم مسلمان بفضلہ تعالے وہی مسلمان ہین جو حضور اور آپ کے صحابہ کے وقت مین تھے ہان غفلت اور نافرمانبرداری کا زیادہ ہونا ہمارے عقائد محکم کو مٹاتا نہین ہمارے علما نے جو کہا ہے خواہ بحکم تاویل جیسے عزل سے ترک وطی اجماع کو مراد لینا یا قیام الی الصلوۃ سے عزم سمجھنا خواہ باقتباس تعلیل جیسے تاڑی کی حرمت بعلت سکر اور سور بیلی کی نجاست بوجہ گوشت نجس اسیلیے فرمایا علماے اصول نے کہ قیاس مثبت نہین یعنی کوئی نئی بات قیاس سے ثابت نہین ہوتی بلکہ مظہر ہے یعنی جو احکام و اسرار کتاب و سنت مین مخفی ہین انکو ظاہر کرتا ہے ہمارے علما ے مجتہد صرف کلمات و تراجم پر بس نہین کرتے معانی مقصودہ و بصمت موفرہ پہونچ غور کرکے اسرار خفیہ و خزائن مدفونہ ظاہر کرتے ہین اور ایسی توسیع بالاجماع محمود و معمول ہے نہ انکے قیاس انکے قول ہین نہ انکے اعتماد پر عالم پرستی کا الزام لیس تقلید بھی ایسے مقدس علما کی جائز ہوگی اسیلیے کہ بناے تقلید احتیاط و نظم شرعی و انسداد فساد و کمال وثوق و اعتماد پر ہے اور ظاہر ہے کہ وہ بزرگ جو حقائق نصوص و دقائق علل سے ماہر تفاسیر مقبولہ و اقوال معمولہ پر ناظر تعصب و خود غرضی سے مجتنب اصابت راے و فہم تمام مین مستند ہون انکے بات مانی جاے یا اپنے خیال جو محض اوہام اور تسویل نفس و جہل مرکب سے ہین اور اسی بنا پر حضرات مشائخ کے اقوال پر پورا وثوق ہوتا ہے اسیلیے کہ ان کے اقوال الہام و کشف و صفاے قلب سے امتیاز خاص رکھتے ہین طب روحانی اور حکمت یزدانی انکا حصہ ہے البتہ احکام ظاہری جو خلاف ظاہر ہین بظاہر خلاف ہین گو واقعہ کچھ ہو مگر دلائل علمیہ سے عدول نہ جائز ہے نہ معاف رہی انکی تعظیم ایک تو اس درجے کی ہوتی ہی نہین کہ نبوت کے برابر بھی ہو چہ جاے الوہیت اور جو کچھ ہے وہ اسیلیے کہ حضور نے فرمایا کمال ایمان یہ ہے کہ اللہ کے لیے حب ہو اور اللہ ہی کے لیے بغض اور یہ حضرات وہ ہین جنکے ارادے اور خواہش اور مقتضیات بشری جلال عظمت لاہوت و کمال ہیبت جبروت مین ایسے محو و فنا ہو گئے ہین کہ انکا قول اور انکا فعل انکی طرف منسوب ہی نہین ہوتا مثل مجسم سودا

عمارت مسجد اپنی جغرافی مین آئینہ جمال باقی ہین اور حروف ہجا ونقوش مصطلح کی طرح کلمات طیبہ ومعانی قدسیہ کے صورت نما جسکی تصدیق قرآن وحدیث قدسی مین وارد ہوئی فرمایا وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ آپ نے اے رسول کریم کنکر نہین پھینکے اللہ ہی نے پھینکے۔ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ آپ اپنی خواہش سے بات نہین کرتے إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ وحی ہے کہ آپ پر آتی ہے مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ رسول کی اطاعت ہماری اطاعت ہے وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَن يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ انکے دشمنی نہین کی مگر اسلیے کہ اللہ پر ایمان لائے ہین يُحَادِدُونَ اللَّهَ اللہ سے دانو کرتے ہین حالانکہ رسول اور مومنین سے کیا کرتے تھے فرمایا كُنتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا مین اپنی بندے کے کان بنجاتا ہون جس سے سُنتا ہے اور آنکھ بنجاتا ہون جس سے دیکھتا ہے اور ہاتھ بنجاتا ہون جس سے کام کرتا ہے اور پاؤن بنجاتا ہون جس سے چلتا ہے یعنی اُسکے تمام فعل میرے اذن ورضا سے ہوتے ہین گویا میرے ہی فعل ہین اُنکے اطاعت اُنکی تعظیم واجب اور موجب برکات غیر متناہیہ ہے اسلیے کہ خادم ومخدوم مطاع ومطیع دونو واہمہ غیر اللہ سے محفوظ ومشاہدۂ حضرت قدس سے محظوظ ہوا کرتے ہین يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ انکا قیاس احبار ورہبان اور اُن کے ماننے والو پر جنھون نے پہلی تو حضرت الوہیت مین حصے لگا سئے پھر اپنے خواہشون پر تاویلات نصوص کو لے آئے قیاس مع الفارق ہے اور اسی رمز کے سکہانے کو حضرت عمر نے فرمایا اے حجر مین تجھکو پتھر ہی جانتا ہون مگر بوسہ گاہ رسول محبوب تجھکو حکم بجالاتا ہون یعنے میرے اور میرے محبوب مین تو اے سنگ سیاہ حائل نہین خیر آستانہ محبوب بوسے کے قابل نہین آئینہ پر نظارہ بازی تماشائے عکس یار ہے تمنائے گل موجب دست بوسی خار ہے شجرۂ بیعت رضوان کو کاٹ ڈالا کہ نافہم درخت پرست نہ بنجائین اسی لیے حق سبحانہ تعالی نے ہمارے حضور کو زیادہ تر بلقب عبد ورسول یاد فرمایا ہے تاکہ اول بجائے دلالت کرے معبود ومرسل پر اور وجود عبد ورسول مستقل خیال مین نہ آئے مسئلہ صلحا کو لازم ہے کہ احتیاطاً اپنے معتقدین کو اپنی نسبت ایسے امور سے روکین جنمین کمال تواضع تذلل پایا جائے اور خصوصیات حضرت الوہیت کا شبہہ نہ ہو سکے کیا نہین دیکھا کہ حضرت نبی معصوم رسول اولوالعزم عیسے روح اللہ سے پوچھا جائیگا إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ اللَّهِ ۔ جب فرمایا اللہ تعالی نے اے عیسی بن مریم کیا تمنے آدمیون سے کہدیا تھا کہ مجھے اور میری ماں مریم کو سوائے اللہ کے معبود بنالو۔ دوسرا کون ہے جو ایسی بازپرس سے بچ سکے مسئلہ بدون لحاظ اس امر کے کہ یہ بات موافق کتاب وسنت کے ہے کسی کا حکم دین مین واجب الاطاعت یقین نہ کرنا چاہیے مسئلہ

بدون لحاظ نسبت حضرت الوہیت کسی کو بذاتہ مستحق تعظیم جاننا نچاہیے مثلاً یون سمجھیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
رسول اللہ کے طرف سے ہمارے ہادی وسید پیشوا ہین یا صلحا بوجہ کمال خدا پرستی و زہد و اتقا دعا ثت
حب آپ ہمارے مقتدا ہین **مسئلہ** جائز نہین کہ کہا جاے اگرچہ علما فتوی حلت دین یا حرام کہین
مین تو حضرات صوفیہ کا تابع ہون وہ اسکے خلاف تھے (**مظہری**) **ف** حق یہ ہے کہ ایسا قول معصیت
ہے اور ہمارے حضرات صوفیہ سرمو خلاف شرع نہین اگرچہ فدائیان حضرت الوہیت اتباع احکام
مین تساہل کرینگے تو ماننے والا کون ہوگا۔ مگر ان حضرات کی تعلیم اصلاح اخلاق و تزکیۂ نفس مین مسلم
و مقدم رہے ہے احکام ظاہر مین مثل دوسرے علما کے خطا بھی واقع ہوتی ہے اور ثواب بھی
اس لیے کہ اثبات احکام مین کشف والہام کا اعتماد نہین **مسئلہ** جو حدیث صحیح نسخ و معارضی سے
خالی ہے اور ائمۂ اربعہ سے کسی نے اوسپر عمل کیا ہو تو اوسپر کسی دوسرے عالم کے قول کو ترجیح دینا
جائز نہین (**مظہری**) **ف** اس لیے کہ اگر کوئی مجتہد عمل نکرتا تو یقین ہوجاتا کہ کوئی علت مخفیہ
ہے جو بظاہر نہین ورنہ سب کے سب غلطی پر جمع نہوتے ہان ایسی حدیث کا ترک کسی تاویل یا
مد معنا [illegible] ورنہ باب اختلاف مسدود ہوجائیگا **مسئلہ** مجتہد کا قول اگر خلاف
حدیث ہو اور وجہ مطابقت یا تاویل صحیح یا کسی دوسرے نص سے استناد نہوسکے تو ترک کردیا جائیگا۔

يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ
چاہتے ہین کہ بجھادیں نور کو اللہ کے مونہون سے اپنے اور انکار کرتا ہے اللہ مگر یہ کہ پورا کردے

ف آیت مین لطائف واسرار ہین **اول** یہ کہ تمام

نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝
نور اپنا اور اگرچہ برا مانین کافر

کمال دین اسلام و
فیضان حضور اقدس مشیت الٰہیہ مین قرار پاچکا ہے جب تک وہ سب ہو نہ لے رہ نہین سکتا اور یہ بعبارۃ النص
ثابت ہے۔ اسلیے کہ استثنا خواہ متکلم بالباقی ہے یا نفی سے اثبات ہر تقدیر پر معنی یہ ہین کہ اللہ تعالی کچھ نہین کرنا
چاہتا سواے اکمال واتمام نور محمدی علیہ السلام کے **دوم** اشارۃ النص سے قول مشہور کی ایک اصل
پائی گئی کہ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ یعنی جو کچھ اور کبھی کیا گیا اور کیا جاے وہ آپ ہی کے طفیل
مین ورنہ اللہ کچھ کرنا ہی نہین چاہتا بجز اتمام نور شریف **سوم** اشارۃ النص سے روشن ہے کہ نور اللہ
ہمارے حضور ہی ہین گو مفسرین نے اسلام و قرآن سے بھی استعارہ قرار دیا ہے مگر قول اصح و قرینۂ
غالب یہی ہے اسلیے کہ کوئی روشنی پھونک سے نہین بجھتی مگر چراغ اور چراغ ہونا ہمارے حضور کا قرآن
سے روشن فرمایا سراجا منیرا اور یہ کہ نور خود بھی نمایاں ہوتا ہے اور دوسری اشیا کو ظاہر کرتا ہوا ایسے ہی

ہمارے حضور خود نور مجسم رحمت عالم وخلق اتم بھی ہیں اور قرآن واسلام کے معلم ومظہر بھی۔ یہ سب اپنے اظہار واثبات میں حضور کے محتاج اور حضور ان سے مستغنی۔ قرآن یا اسلام کو ہم نے جانا تو آپ ہی کی تعلیم سے ہاں آپکی رسالت کو مانا تو صرف آپکی ارشاد یا آپکی اخلاق ظاہرہ وفضائل واضحہ ودلائل قاہرہ سے پس آپ نور ہیں کہ خود ظاہر ہیں اور نمایاں اور دوسرے آپکی روشنی میں دکھائی دے رہے ہیں **نور اللہ** یہ اضافت تشریفی وتکریمی ہے جیسے روح اللہ۔ کلمۃ اللہ۔ آپکا نور اللہ کے نور سے بلا واسطہ لوجہین ہے دوسرے کو اسمین دخل نہیں ہاں اسکے سوا دوسرا گمان کرنا باطل وکفر ہے **شعر** صفات حق ہیں گو ظاہر ہیں وہ کافر ہے خدا سمجھے جو جی میں **تتمیم** تمامی نور سے مراد اظہار حقانیت وفروغ اسلام ودفع ظلمات ہے یا یہ کہ اللہ اپنے نور کو بڑھاتا ہی جائے گا یعنی مراتب قرب ومدارج معرفت میں آپ کی ترقی ہوتی ہی رہے گی اور اسمین اشارہ ہے کہ اس امت میں اولیاء امت ومقربین بارگاہ بکثرت ہوں گے اور ہمیشہ کرہ اشارہ ہے کہ کفار منکر ہمیشہ اس دین کی بیخ کنی اور نور نبوت کے بجھانے میں ناحاصل وفکر پامال کرتے رہیں گے اور آجتک ایسا ہی ظاہر ہو رہا ہے **پھر** اشارہ ہے کہ دین [illegible] روشنی دائمی رہے گی اور کوئی مٹانے والا اسکو مٹا نہ سکے گا **پھر** اشارہ ہے [illegible] غلبہ اسلام [illegible] میں اور چاہا کہ دین کے بیتے یہ ارادہ انکا ہمیشہ [illegible] پورا کرنا ہے اور کرتا رہے گا پس مخالفت کفار اشرار واعانت [illegible] دائمی رہے گی۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى

وہی ہے وہ جس نے بھیجا رسول اپنے ساتھ ہدایت اور دین حق کے تاکہ غالب کرے اسکو

وہی پاک ذات	**الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝**	ہے جسنے اپنے
رسول کو ہدایت	تمام دینوں پر اگرچہ برا مانا کریں مشرک	اور دین حق کے

ساتھ بھیجا تاکہ اوسے تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرک برا مانا کریں **ف** یہ مرتبط ہے اوپر کی آیت سے **رسول** سے مراد قطعاً ہمارے حضور ہیں اسلیے کہ جہاں کہیں قرآن میں رسول کی اضافت اللہ کی طرف ہے اور کوئی قرینہ خلاف نہیں ہے جیسے والشمس میں رسول اللہ بقرینہ مقام وقصہ ثمود وناقہ وغیرہ حضرت صالح ہیں تو ہمارے حضور ہی مراد ہوتے ہیں جیسا کہ فرمایا محمد رسول اللہ پس اس طور پر رسولہ یا رسول اللہ گویا آپ کا علم ہے اور خاص نہ محتاج بیان ہے نہ محتمل تاویل اور قطعی ہے (یعنی ہو الذی ارسل محمداً) **ہدی** قرآن **دین حق** اسلام یا ہدایت ایصال الی المطلوب وتقرب محبوب ودین حق راہ راہ نمائی یا دو کلموں سے دونوں طریقوں کی تعلیم مراد ہے طریق وصول ومعرفت وتصوف ہو یا راہ جنت

نصف

دنجات وشریعت یا امور سیاسیہ وحکمت نظامیہ واصول علمیہ وشرایع دنیاویہ مراد ہین بہرکیف یہ سب طرق اکمل و اتم کے ہین **علی الدین کلہ** اگر عام لیا جائے یعنے کفر ہو یا یہودیت یا نصرانیت تو مراد ظہور سے غلبہ ہے اس لیے کہ ادیان حقہ منسوخ ہو سکتے ہین مغلوب نہین ہو سکتے اور اگر مراد عام ہے تو ظہور بمعنی فتح ہے جیساکہ ظاہر ہوا اور بہتر یہ ہے کہ غلبہ مراد ہو از روے نسخ ہو یا از روے فتح یعنے تاکہ غالب اور بالادست اور ظاہر کرے اُسے تمام دینو نپر باطلہ ہون یا آسمانی اور یہی اسلام واجب العمل رہجاے تیس آیت بہارۃ النص بتارہی ہے کہ اسلام ناسخ ادیان ہے اور قرآن کبھی منسوخ نہوگا ورنہ کل ادیان کا ناسخ ہونا صحیح نہوگا اور مستحکم ہو اس معنے مین اس لیے کہ اخبار ہے ۔ اور تمام خبرین فتوحات اسلامیہ اس آیت سے منطبق و مستفاد ہین **مسئلہ** ہمارے حضور خاتم الانبیا اور آپ کا دین ناسخ الادیان ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ

اے ایمان والو بیشک بہت علماے یہود اور علماے نصاریٰ سے کہاتے ہین مال

النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ

آدمیون کے ناحق اور روکتے ہین راہ سے اللہ کی اور وہ جو جمع کرتے ہین سونا

وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ

اور چاندی اور نہین خرچ کرتے اوسے راہ مین اللہ کی پس بشارت دیجئے انکو عذاب دردناک کی

اے ایمان والو اکثر علماے یہود ونصارا آدمیون کا مال ناحق طور پر نوش کرجاتے ہین اور منع کرتے ہین اللہ کی راہ سے اور جو لوگ جمع کرتے ہین سونا چاندی اور خدا کی راہ مین خرچ نہین کرتے تو آپ اونھین دردناک عذاب کی خوشخبری سنادین **کثیر** سے معلوم ہوا کہ سب ایسے نہ تھے نہ اکثر کی خرابی سب کو گھیرلیتی ہے **یاکلون** سے مراد قبضہ وتصرف مین لانا ہے کھانیکا لفظ مبالغۃً ارشاد ہوا **باطل** ناحق طریق حرام ۔ رشوت۔ چوری ۔ مکر ابلہ فریبی ۔ظلم وغیرہ لیکن باعتبار علم ودرویشی کے باطل سے مراد یہ ہے کہ فیصلے رشوت لیکر ناحق کرتے مال وجاہ کے طمع پر حکم حق چھپاتے ناروا کو روا بتاتے فتوی غلط یا حق پر سکوت ہوتا یا اپنا تقدس اور علم حصول زر وعلوی مدارج کا ذریعہ ٹھہراتے کہا صاحب تفسیر کبیر نے کہ ہمارے زمانیکے ناموس وخاندان والے دیکھے جائین تو معلوم ہو کہ یہ آیت خاص انھین کی شان مین ہے تقوی وطہارت مین فرشتہ صفات اور مال مردم خوری مین شیطان کی سی دانو گھات ۔ بظاہر دنیا ومافیہا سے قطع نظر مگر اینہمہ از بہر لقمۂ نان مخوردہ زر **یصدون** اہل اسلام اور نبی علیہ السلام کی متابعت سے روکنا عوام کو بہکانا حق کے طرف آنے نہ دینا آنحضرتؐ کے اوصاف ونبوت سے وحشت دلانا جسطرح اب دنیا دار عالم اور رنگے فقیر اپنی مریدونکو طلب حق واتباع شرع سے باز رکھتے

ہین۔ یہ تو چاہتے ہی نہین کہ ہمارا معتقد دوسرے کی بات سُنے کسی اور کو کچھ دے بلکہ اپنا بندۂ خاص بنانا
منظور ہے حق نمائی کو آڑ بنا رکھا ہے ہمین کوئی روایت نہین ملی کہ اسلاف کبار اپنے کسی معتقد کو حق طلبی اور
صحبت علما سے روکتے ہون بلکہ خود ترغیب دلاتے حق ڈھونڈتے حق بتاتے آیت مین تین امر ہین ا یہود
ونصاریٰ کے پورے گمراہی اور یہ کہ امید اصلاح بھی مفقود ہے عموماً خدا کا بیٹا قرار دیا ہے عوام نے علما کو رب
بنا لیا ہے بڑون نے حرام خوری پر کمر باندھی ہے اب کون حق بتائے اور کسکی اصلاح ہو ع مژدہ باد اے مرگ
عیسے آپ ہی بیمار ہے ٭ جس قوم مین خواص حرام خور حق پوش ہو جائینگے آپ کو عوام سے بچوا ئینگے انکی یہی
حالت ہوتا ہے۔ افسوس کہ اسی کا آج اسلام کو بھی رونا ہے ۲ طمع زر وجمع مال وبخل کی مذمت اور سخاوت
کی ترغیب ہے ۳ مسائل زکوٰۃ کی تصریح اور نہ دینے والونکی تفضیح۔ اور ایمین کئی بحثین ہین **بحث اول** الذین
سے اہل کتاب ہی مراد ہین جیسا کہ امیر معاویہ سے منقول ہے یا ہر زکوٰۃ نہ دینے والا مخاطب ہے جیسا کہ ابوذر کا
قول اور منشاء عموم حکم ہے اور یہی صحیح ہے **بحث دوم** آیت اختیار فقر وکمال سخاوت سے متعلق اور جمع
مال وکثرت درہم ودینار کی حرمت ومذمت پر ناطق ہے پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا آیت زکوٰۃ سے جیسا کہ بخاری نے
کتاب التفسیر مین عبد اللہ بن عمرؓ سے اور صاحب تفسیر احمدی نے بعض مفسرین سے نقل کیا ہے اور اس بنا پر کنز
اپنے لغوی معنی پر ہے یعنے مال مدفون وجمع کردہ اور جواب دیا گیا کہ آیت احکام زکوٰۃ سے متعلق اور غیر منسوخ ہے
اور کنز مجازاً یعنے مال غیر مزکے مستعمل ہے جیسا کہ مذہب ہے جمہور کا اور مختار ہے مجتہدین ومحدثین کا کہا بخاری نے
مَا اُدِّیَ زَکٰوتُہٗ فَلَیْسَ بِکَنْزٍ جسکی زکوٰۃ دیجائے وہ کنز نہین ہے اور استنباط کیا ہے احادیث صحیحہ سے اور
در منثور مین آنحضرت سے بھی روایت ہے کہ فرمایا جس مال سے زکوٰۃ دیجائے وہ کنز نہین پس کنز یعنے مال غیر
مزکے خواہ حقیقت شرعیہ ہے خواہ مجاز ہر نوع وعید شدید منع زکوٰۃ پر ہے نہ جمع مال پر اور آیات زکوٰۃ متعدد اور سابق
ہین اس آیت آخر النزول سے اور انمین جنت کے وعدے موجود ہین حالانکہ زکوٰۃ نہین ہے مگر غنی پر۔ پھر اللہ تعالیٰ
نے اپنے نبی کریم کو آیت مکی مین جو باتفاق اس سے مقدم ہے فرمایا وَوَجَدَکَ عَائِلًا فَاَغْنٰی اور پایا آپکو مفلس تو مالدار
کردیا اگر غنا پر وعید ہوتی تو نہ آپ کو عطا ہوتا نہ محل امتنان مین مذکور۔ اور مال کو بلفظ خیر وفضل تعبیر فرمایا ہے
اور حضور نے حضرت عثمان کو جنگ تبوک مین تمام لشکر کے سامان کردینے پر مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ ھٰذِہٖ
کی سند عطا فرمائی یہ دولت آپکو دولت ہی کے بدولت ہاتھ آئی اگر آپ مالدار نہوتے تو نہ بیر رومہ کو خرید کر
وقف کرسکتے نہ مسجد نبوی بڑھاتے نہ لشکر تبوک کے کارسازی ہوتی۔ پس ضرور ہوا کہ لفظ کنز کی تاویل کیجائے
اور تاویل اولی ہے نسخ سے **بحث سوم** ذہب وفضہ کے تخصیص سے کئی امر مفہوم ہوئے ا زکوٰۃ مین اصل یہی
ہین باقی انکے فروع وتابع ۲ ذہب وفضہ لفظ خاص ہے کسی بیان وقید کا محتمل نہین پس زیور۔ برتن تبر سکہ

جو ہو سب مین زکوۃ ہوگی ۳ اور اس وجہ سے کہ عام خطاب مین عورتین بھی داخل ہوتی ہین عورتون کو زیور پر بھی زکوۃ ہے اور اُسی کی تحسین کی صاحب تفسیر کبیر نے حالانکہ وہ شافعی ہین **بحث چہارم** آیت زکوۃ مجمل ہے تفسیر اُسکی احادیث سے کی گئی اور ممکن ہے کہ قرآن سے بھی استنباط کیا جائے **وجوب زکوۃ** اس مین چار امر شرط ہین ۱ اسلام اسلیے کہ نفقۃ فی سبیل اللہ عبادت ہے اور انعام اسکا جنت اور یہ بے اسلام غیر معتبر ۲ عقل ۳ بلوغ ۔ اسلیے کہ ترک مین وعید عذاب ہے اور عذاب بے فہم خطاب غیر ثابت اور مجنون وصغیر قابل خطاب وعذاب نہین ہوتا ہے ۴ آزاد ہونا اس لیے کہ خرچ کا حکم غیر کے مال مین نہین ہو سکتا اور مملوک مالک نہین ہوتا **ادا** اس مین سات شرطین ہین ۱ نیت اس لیے کہ عبادت ہے اور عبادت بے نیت باطل ۲ نصاب ۳ فراغ ۔ اس لیے کہ کنز جمع او رتمول کو چاہتا ہے اور نصاب سے کم مین صاحب کنز ہونا ممکن نہین اور مال مشغول بحاجت کو کنز بنانا متعذر ۴ نمو ۵ حولان حول اور یہ کلمۂ ذہب وفضہ سے ماخوذ ہے اس لیے کہ یہ اور مالون سے بوصف نمو ممتاز ہین اور نمو کا حساب بدون اتمام سال موجب حرج ۶ مسکین کو دو ۷ اُسے مالک بنا دو یہ لام ملک و الفاظ قرآنی سے ظاہر ہے **بحث پنجم** ذہب وفضہ کی تخصیص باعتبار وصف نمو ہے اس لیے کہ سواے نمو کے دوسرے اوصاف قابل وجوب زکوۃ نہین شکر ازدیاد نعمت پر اور خرچ افزونی دولت پر مناسب ہے اور توضیح اسکی یہ ہے کہ تمام اموال دو قسم ہین (مقاصد) جنسے کوئی فائدہ متعلق ہے اور سواے چاندی سونے کے تمام چیزین مقصود ہین د وسائل جنکا بڑا فائدہ یہی ہے کہ مبادلہ کیا جائے اور دوسرے اشیا کے حصول کے ذریعے ہین اور یہ چاندی سونا ہے پس یہ دونون موضوع ہین تجارت و مبادلے کے لیے اور دوسرے مال کسی کام مین لانے کے لیے ہین اور کوئی نہ کوئی چیز ارزان ہوتی ہی رہتی ہے اُسکے اعتبار سے چاندی سونا نامی مان لیا گیا اور جبکہ امتیاز وحساب اُسکا ہر آئین دشوار تھا لہذا ایک سال جو ادنی مدت زمانہ ہے آسانی کے لیے معین ہوا پس علت وجوب زکوۃ نمو ہے اور نمو معتبر ہے سال مین **قیاس** مال تجارت اور سوائم مین بھی وہ جانور مادہ ونر جو اکثر مفت چرین زکوۃ واجب ہے اسلیے کہ یہ مثل چاندی اور سونے کے ہین مبادلے اور افزونی مین اور حاجت خاص سے غیر متعلق ہونے مین نہین واجب سواے ان کے دوسرے مال مین اگرچہ لاکھون کا ہو اسلیے کہ وہ نمو وتجارت کے لیے نہین ہین **ف** ظاہر آیت بتا رہی ہے کہ ۱ کنز چاندی سونا ہے اور بخیل اسیکا حریص ہوتا ہے ۲ مال کثیر خصوصاً چاندی سونا جمع کرنا اور اسکی حرص رکھنا اور بخل اختیار کرنا موجب عذاب ہے

يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ

جسدن سلگائی جائیگی اُسپر | آگ جہنم کی | پھر داغے جائینگے اُس سے ماتھے اُنکے | اور پہلو اُنکے

وَظُهُورُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ ۝

اور پیٹھین اونکی یہ ہے وہ کہ جمع کیا تم نے اپنی جانو کے لیے پس چکھو جو تھے تم جمع کرتے

یعنی عذاب الیم اسدن ہوگا سبب اسی خزانے کو آگ مین گرم کرکے بخیلون کی پیشانیان اور پہلو اور پیٹھین داغی جائینگی (اور فرشتے کہینگے یہ وہی ہے جسے تم نے جمع کیا تھا اپنے فائدے کے لیے پس آج چکھو مزا اوسکا جو تم جمع کرتے تھے **درمنثور** ابوہریرہ نے آنحضرت سے روایت کی کہ وہ چاندی یا سونا جسکا حق ادا نہین کیا گیا پتر بنایا جائیگا اور دوزخ کی آگ مین گرم کرینگے اور قیامت کے دن جو پچاس ہزار برس کا ہے بخیل کی پیٹھ پہلو پیشانی اُس سے داغینگے اور یہ اُس وقت تک برابر رہیگا جب تک فیصلہ ہوکر جنت یا دوزخ کا حکم نہ ملے۔ اور ابن مسعود نے کہا کہ اس طرح عذاب نہ ہوگا کہ ایک درم دوسرے درم سے چھوجائے بلکہ بقدر ان درہم و دینار کے اوسکی کھال وسیع کردی جائیگی کہا ابن عباس نے کہ وہ مال کہیگا مین وہی تیرا مال ہون جسکے لیے تو نے بخل کیا تھا **مسلم** ابوذر نے آنحضرت سے روایت کی کہ وہ مال جمع کرنے والے پشت سے داغے جائینگے کہ پسلیون سے نکل جائیگا اور گدی کا داغ ماتھے سے نکل جائیگا **مشکوۃ** ابوذر سے روایت ہے کہ مین آپ کی خدمت مین گیا آپ کعبے سے تکیہ لگائے تھے فرمایا هُمُ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ وہ نقصان پانے والے ہین خدائے کعبہ کی قسم مین نے کہا آپ پر میرے مان باپ تصدق ہون یہ کون ہین فرمایا وہ ہین جو مال بہت جمع کرتے ہین مگر وہ جسنے ہر طرف خرچ کرڈالا اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ آنحضرت کے مرض الموت مین میرے پاس چھہ یا سات دینار تھے آپ نے مجھے حکم کیا کہ اونھین خرچ کرڈالو مین آپ کی تیمارداری مین مشغول رہی پھر آپنے مجھسے پوچھا کہ وہ دینار کیا کیے مین نے عذر کیا کہ آپ کی خدمت سے فرصت نہ ملی آپنے طلب فرمائے اور ہاتھ مین رکھے اور کہا کیا تمکو گمان ہے کہ اللہ کا پیغمبر اللہ کے سامنے جائے اور یہ مال اُسکے پاس ہو رواہ احمد اور ابوہریرہ سے مروی ہے کہ حضور بلال کے پاس تشریف لے گئے اُنکے پاس ایک ڈھیر خرمے کا دیکھا فرمایا اے بلال یہ کیا ہے کہا مین نے جمع کیا ہے فرمایا تو ڈرتا نہین کہ قیامت مین اسکا دھوان دوزخ کی آگ مین دیکھے أَنْفِقْ بِلَالُ وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِي الْعَرْشِ إِقْلَالًا خرچ کرڈال اے بلال اور رب العرش سے کم کردینے کا خوف نکر۔

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

بیشک گنتی مہینون کی پاس اللہ کے بارہ مہینے ہین کتاب مین اللہ کی وقت خلق آسمان

وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ

زمین سے اُنمین چار حرام ہین یہ دین درست ہے پس ظلم کرو اونمین جانو پر اپنی

بیشک مہینون کا شمار اللہ کے نزدیک بارہ مہینے سے ہے کتاب اللہ یعنے لوح محفوظ یا حکم مرقوم
مین زمین و آسمان کی پیدایش کے دن سے اون مین چار حرام ہین یہ شمار و حرمت دین درست و
حساب صحیح ہے اس مین تجاوز بیشی و کمی اور نافرمانبرداری سے اپنی جانون پر ظلم نہ کرو **الشہور**
سال اس لیے کہ عام ہے جملہ مہینون کو شامل اور بارہ سے زائد تکرار ہے پس مراد اس سے سال
کامل **اربعۃ** سے باحادیث صحیحہ و اتفاق علما رجب ۔ ذی قعدہ ۔ ذی الحجہ ۔ محرم مراد ہین **دین**
سے خواہ طریق استوار و حکم پروردگار مراد ہے یعنے تمھارے حسابات اور تعین ایام عبادات کے لیے
یہی طریق درست قرار پایا ہے اور اشہر حرم کے تعظیم دین قوم ہے خواہ حساب مراد ہے جیسا کہ ذکر کیا
صاحب تفسیر کبیر نے ۔ بہر کیف یہ حساب امر دینی ہے **ظالم** سے مراد (نسی) اور تغیر تبدل ہے یعنے
بدل دینا ایام حج کا اور یہی ظاہر و مناسب مقام ہے یا گناہ و قتال وغیرہ کچھ آیت مین کئی بحثین ہین ۔
شمار و تعیین واضح رہے کہ عالم اسباب اور مقام عبودیت مین دو امر سب سے زیادہ ضروری تھے **اول**
فصلون اور موسمون کا بدلنا جس سے خزان و بہار سردی ۔ گرمی ۔ برسات ۔ کیفیت لیل و نہار پیدا ہو
اور بحسب اختلاف طبائع و حاجات ہر کام کے لیے ایک وقت معین رہے **دوم** عرض حاجات
و ادائے عبادات کے اوقات تاکہ حسن قبول و شرف رضا حاصل اور محض آزادی کہ جب جی چاہا کچھ
کر لیا یا بالکل مجبوری کہ دفعۃً کوئی حکم آ گیا باطل ہو گو یہ تمام تاثیرین وابستۂ مشیت خاص ہین کسی کو
سر مو دخل نہین مگر ترحم بحال عباد و سلسلۂ نظم عالم ایجاد ان سب کی علامتین معین فرمائین اس طرح کہ جب
حضرت شاہنشاہ مطلق چاہتا ہے کہ زمانے مین تاریکی طاری ہو آفتاب کو حکم دیتا ہے کہ وہ ایک موزون
اور معین روش سے طے مراحل کرتا ہوا شبستان مغرب مین داخل ہو اور یہی رفتار اور قرب آمد آمد شب کی خبر
دیتی ہے اسی پر دوسرے وقتون کی تبدیل کا قیاس ہے مگر معاذ اللہ ایسا نہین کہ یہ تارے بیچارے
خود بجذب ذاتی و تاثیر مستقل کچھ کر سکتے ہین پس ہماری معاش کا سلسلہ گردش نجوم و دورۂ شمسیہ سے
مفوض کیا اور ہمین اس تبدل و تغیر کی وجہین بھی سمجھا دین تاکہ اندھون کی طرح نہین بلکہ دیکھ بھال کر کام کرین
اور غار تقلید سے عروج تحقیق پر ترقی کرین اور اپنی رضا کا ضابطۂ منازل قمریہ سے متعلق فرمایا اور اوسکے
وجوہ و علل سے عوام کو اطلاع نہ دی کہ مبادا دلیر ہون اور ہماری رضا و ترحم کو متعلق بعلل و
معلول بغرض جان کر سزاوار عذاب دائم بنجائین اسی لیے جب صحابہ نے ہلال کی ماہیت پوچھی ارشاد
ہوا تم کو اس سے کیا یہ جان لو کہ تمھارے حساب اور حج کے لیے ہے اور یہ دعوی کہ فصلی حساب
متعلق بشمس ہے جمہور محاسبین و حکما کے نزدیک مشاہدہ و ادیان سابقہ مین مسلم اور یہ بیان کہ

اوقات عبادت قمر سے واسطہ رکھتے ہین قرآن مجید واحادیث واجماع امت سے ثابت اور جو پہلے ہین گذرا
کہ شمسی جنتریون سے ہمارے اسلامی اوقات بدون تکلف بعیدہ وتغیر خفیفہ معلوم ہو سکین پس امور دینی
وشعار اسلام وحقوق عباد مین یہی قمری حساب مقبول ہوگا جیسا کہ فرمایا یہ حساب عند اللہ معلوم لوح
محفوظ پر مرقوم - اور طریق محمود ہے - اور فصلی ضرور تون مین سال شمسی سے شمار اور استفادہ
مباح ریا فتنہ ارشاد کہ عدد سنین وحساب جاننے کے لیے شمس وقمر مین بظاہر فائدے سے
خالی رہتا احکام ۱ سال بارہی مہینے کا ہوتا ہے نہ کم نہ زیادہ پس لوند باطل ہے ۲ جبکہ باخبار
صحیحہ واجماع امت ثابت ہے کہ مہینا ۲۹ سے کم اور ۳۰ سے زائد نہین ہوتا تو ۲۸ یا ۳۱ وغیرہ کا
حساب بھی غلط ہوا ۳ سال ۳۵۴ دن سے زیادہ نہ ہوگا پس تعین اوقات عبادات و مدت شرعیہ
مثل عدت - ووقت ادائے دیت وسال عمر وبلوغ وحقوق عباد جیسے تنخواہ کرایہ - وعدہائے داد وستد
مین دوسرے حسابون پر مدار بدعت ہے اور گناہ ۴ اپنے معاملات مین اگر فریقین کسی دوسرے حساب پر
اتفاق کرلین تو اون کے حق مین وہی حساب بدون کراہت کے معتبر ہوگا تاکہ حقوق مین اختیار اور معاملات
مین وسعت باقی رہے ۵ اگر پہلے سے کوئی فیصلہ نہ ہوا ہو تو دوسرے حساب سے حکم جائز نہ ہوگا ۶
ولی - وکیل - متولی وقف - وصی - امین - بدون اجازت وضرورت دوسرے حساب سے معاملہ
کرین تو تصرف نافذ ہے اور نقصان مین ضامن مالک چاہے تو دعوی کرسکتا ہے اس لیے کہ گویہ
تصرف باختیار شرعی تھا مگر اس تبدیل کے لیے نہ کوئی ضرورت شرعی تھی نہ اذن پس اس خاص
تصرف مین خائن اور ضامن ہوگا البتہ کچھ نفع ہو تو مسترد ہوگا اس لیے کہ فریق ثانی کی رضا سے تھا
اور نہ یہ متصرف خود پا سکتا ہے اس لیے کہ اسنے اپنے نفس کے لیے کیا ہی نہین اور نہ معاملہ
فسخ ہوگا اس لیے کہ تصرف مباح باختیار صحیح ہے پس مالک یعنے نابالغ یا موکل وغیرہ کے ملک
مین جائز اور حلال طور پر آجائے گا ۷ کوئی اشتہار وقانون اور دستور العمل بدون اذن صریح ہمارے
حسابات مین موثر نہ ہوگا اسلیے کہ منصوص شرعی معروف ترہین - صرف ہماری رضا - یا ضرورت
فصلی موثر ومعتبر ہے ۸ مسلمانون کو دفتر حساب وتاریخ خطوط اور دستاویزات وغیرہ مین یہی اسلامی
ماہ وسال لکھنا چاہیے ورنہ کراہت بلکہ شبہہ بدعت سے خالی نہین ۹ البتہ مطابقت کے لیے دوسری
تاریخ جائز ہے - سُنا مین نے بعض مشائخ سے کہ وہ تاریخ اسلامی کو موخر ومرادف لکھنا پسند نہ کرتے
تھے بلکہ یہ مقدم واصل اور دوسرے مؤخر وتابع ہو ۱۰ علم حساب اور بقدر ضرورت فن نجوم سیکھنا مستحب
ہے حساب عند اللہ علم شریف ہے لطیفہ بعض اوقات مین برکات خاص عطا ہوئے مین لطیفہ

دنیا معین و مزرع آخرت ہے جس طرح آفتاب روشن گر قمر لطیفہ قمر بشرف خدمت دینی مرتبے مین آفتاب سے ممتاز ہے **اشہر حرم** جمہور کے نزدیک ان مین لڑائی شروع کرنا حرام تھا مگر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ اور محققین اُسے غیر منسوخ جانتے ہین اور ایسا ہی سنا مین نے اپنے مولانا رحمہ اللہ سے **مسئلہ** اگر دشمن پہل کرے تو لڑنا باتفاق جائز ہے **مسئلہ** اگر پہلے سے لڑائی ہو رہی ہو تو ماہ حرام کے آنے سے موقوف کر دینا لازم نہین **مسئلہ** اگر ظن غالب ہو کہ دشمن موقع تلاشس کر رہا ہے یا مقدمات جنگ دونو جانب سے مہیا ہون تو بھی یہ جنگ ابتدائی اور ممنوع نہ ہو گی۔

وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ

اور لڑو مشرکون سے سبکے سب جیسے وہ لڑتے ہین تمسے سب کے سب اور جان لو بیشک اللہ ساتھ ہے پرہیزگارون کے

مشرکون کو سب مل کر مارو جس طرح وہ مل جل کر تم سے لڑتے ہین اور جان لو کہ اللہ پرہیزگارون کے ساتھ ہے اگر یہ قتال تمہارا بحسب احکام الٰہی ہو گا مدد ملے گی **احمدی و کبیر** جمہور اس آیت کو ناسخ حرمت قتال ماہ حرام بتاتے ہین اسلیے کہ اسمین قتال کسی وقت کے ساتھ خاص نہین اور ممکن ہے کہ کہا جاے [1] جملہ آیات قتال مخصوص ہین تو اسکی تخصیص بھی مشکل نہین سے دکما) جیسے (اذا) سب یعنے جب وہ لڑین پس نہ خلاف ہے نہ نسخ **مسئلہ** کافہ سے سمجھا گیا کہ [1] بوقت نفیر جہاد جمع ہو جانا چاہیے [2] فوج شرط ہے سے لڑائی مین جانے ایک ایک بہادر نکلے خواہ ایکبار دھاوا ہو جانے جائز ہے

إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ ۖ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ

نہین تاخیر مگر زیادتی کفر مین بہکائے جاتے ہین اس سے وہ جو کافر ہوئے حلال کرتے ہین ایک برس اور حرام ٹھہراتے ہین

عَامًا لِيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ ۚ زُيِّنَ لَهُمْ سُوءُ أَعْمَالِهِمْ ۗ

دوسرا برس تاکہ موافق کر دین گنتی اُسکی کہ حرام کی اللہ نے پس حلال کرلین جو حرام کیا اللہ نے اچھی دکھائی گئی انکو برے کام اون کے

وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝ ع

اور اللہ نہین رہنمائی کرتا قوم کافر کی

نسی تاخیر یا نسیان۔ توضیح سکے مفسرین نے یون تحریر فرمائی کہ عرب باتباع ابراہیم علیہ السلام عربی مہینون کے ٥ع
پابند تھے مگر جب تین ماہ برابر ماہ حرام ہوتے اور لڑائی کی ضرورت پڑتی یا حج ایسے موسم مین آتا کہ سفر و تجارت نہو سکے تو بقاعدۂ شہور شمسیہ بدل ڈالتے محرم کو حلال اور صفر کو حرام یا ذی قعدہ کو حج اور ذی الحجہ کو خالی کر دیتے اس پھیر بدل کو (نسی) کہتے جس سے مہینے اپنی جگہ سے ٹل گئے حساب بدل گئے **ابو سعود** چنانچہ حضرت ابو بکر نے حجۃ الوداع سے پہلے جو حج کیا وہ ماہ ذی قعدہ مین تھا **معالم** کہا مجاہد نے ہر مہینے مین دو دو برس حج دورہ کیا کرتا اور بوجہ حساب شمسی تیسرے برس ایک مہینا بڑھ جاتا

سند اسکی ممانعت فرمائی اور کہا کہ سال بارہ ماہ کا ہے اور نسی کفر مین بڑھائی گئی اس سے کفار بہکائے
جاتے ہین ایک ماہ کو ایک سال حرام دوسرے سال اُسی کو حلال بنا لیتے ہین تا کہ مطابقت اور تکمیل
کر دین اللہ کے حرام کیے ہوئے دنون کی یعنے مثلاً محرم کو حلال کر کے صفر سے اوس کی گنتی پوری کر دی
اونکے برے کام اون کے آنکھون مین اچھے دکھائے گئے ہین اور اللہ کفار کو رہنمائی نہین کرتا اب
یہود پسندی اور گمراہی کیونکر چھوڑی بخاری اِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ
خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ آنحضرت نے حجۃ الوداع مین فرمایا کہ اب زمانہ ویسا ہی ہو گیا جیسا
بروز خلقت زمین و آسمان تھا یعنے اونکا بدلا ہوا حساب درست کر دیا گیا یہ حج آپ کا ذی الحجہ مین
واقع ہوا اُس دن سے آجتک حساب صحیح دائر و سائر ہے ، ور رہے گا مسئلہ اوقات عبادت کو
بدلنا حرام اور دوسرے وقت اونکی جگہ قرار دینا بدعت شمار ہے مسئلہ قضا سے صرف بار
وجوب اوتر جاتا ہے ثواب ادا نہین ملتا اسلیے کہ عبادت فرض مین دو جانب ہین ۱ وجوب یہ ذمہ داری
قضا کر لینے سے بھی اوتر جاتی ہے ۲ ثواب وقبول یہ انعام رضا پر موقوف ہے اور اوسکے علامات
وہی ایام و اوقات معینہ ہین پس دوسرے وقتون مین ملنا مشکل مسئلہ اوقات سنن و ادعیہ
ماثورہ کے برابر دوسری عبادتین نفل و اذکار و اوراد نہین ہوسکتین اس لیے کہ اون مین علامت قبول
وہی تعلیم موجود ہے اور ان مین مجہول و مفقود قیاس نسی کی ممانعت کی دو علتین ہین ۱ تعین شرعیہ کا
باطل کرنا ۲ محض رائے سے غیر منصوص کو منصوص مین داخل کرنا پہلا وصف موجب حرمت اور دوسرا بدعت
ہے جہان دونو جمع ہون وہ بعینہ مثل نسی ممنوع ہے جیسے زکوٰۃ ترک کر کے دوسرے نذر و نیاز یا مصارف
لازم ٹھہرا لینا اور جہان ایک ہی وصف ہے حرمت یا بدعت کا الزام قائم ہے پس ۱ ایسی گوشہ نشینی
کہ حضور جمعہ جائز نہ سمجھا جائے کسی کی ایسی تعظیم کہ مشابہ طواف کعبہ و احرام حج یا حرم مکہ کے ہو ۔ عمداً نماز کا
وقت ٹال کر قضا پڑھنا ۔ نہانے کے عذر بارد سے دن چڑھے تک منتظر رہنا ۔ بعذر مصنوعی رمضان مین
قضا اور کسی آسان فصل مین ادا ۔ مباح امور کو واجب یا موجب ثواب بنا لینا ممنوع ہے ف چونکہ نسی زیادہ تر
بدعت کے مشابہ ہے لہذا معلوم ہوا کہ بدعتی کی ہدایت مشکل ہے اور کیونکر ہو وہ تو آپ کو بڑا نیک جانتا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ
اے ایمان والو کیا ہے تمکو جب کہا جاوے تم سے نکلو راہ مین اللہ کی بوجھل ہو جاتے ہو تم
اِلَى الْاَرْضِ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
طرف زمین کے کیا خوش ہوئے تم حیات دنیاوی پر آخرت سے پس نہین فائدہ حیات دنیاوی کا

فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ۝ إِلَّا تَنْفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ وَيَسْتَبْدِلْ

آخرت مین مگر تھوڑی اگر نہ نکلوگے عذاب کریگا تم پر عذاب دردناک اور بدل دیگا

قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا ۝ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

قوم دوسری کو اور نہ بگاڑ سکوگے تم اسکا کچھ اور اللہ ہر شے پر قادر ہے

مفسرین متفق ہین کہ یہ آیتین جنگ تبوک سے تعلق رکھتے ہین ماہ رجب ۹ھ ہجری مین جب آپنے جنگ طائف سے فراغت پائی اور مدینے مین آئے معلوم ہوا کہ ہرقل شاہ روم نے ایک زبردست لشکر بغرض مقابلہ مومنین عرب بھیجا ہے ارشاد ہوا کہ لشکر اسلام مین کمربندی ہو جائے پیشقدمی کرنے والا اپنے بستری کو مدفن پائے یاران جانثار مہاجرین وانصار تیار ہوئے چونکہ گرمی سخت تھی اور اصحاب تہیدست نہ زاد میسر نہ راحلہ ممکن - باغ پر بار میوے تیار سان تمام وجوہ سے دلون مین سستی آئے اور چاہا کہ یہ سفر دراز اس لوہ اور دھوپ مین ملتوی رہے باغون کی ٹھنڈی ہوا ؤن اور سایون مین بسر ہو خطاب سراپا عتاب نازل ہوا - اے ایمان والو تم کو کیا ہوگیا ہے کہ جب تمسے کہا جائے کہ اللہ کی راہ مین جہاد کو نکلو زمین مین بوجھل ہوجاتے ہو قدم آگے نہین بڑھاتے کیا تم نے حیات فانی اور دنیاوی زندگانی پسند کرلی اور آخرت کے طلب وجستجو نہین رہی اگر ایسا ہے تو حیات دنیاوی کا فائدہ بمقابل آخرت بہت ہی کم کالعدم ہے اگر تم نہ نکلوگے اللہ تم پر دردناک عذاب کرے گا (دنیا مین یا دین مین) اور بدل دے گا دوسری قوم جو تمھارے سوا ہو اور تم اللہ کا کچھ نہ بگاڑ سکوگے اللہ ہر امر پر قادر ہے **ف** آیت مین کئی امر ہین ۱ قتال کی رغبت اور حیات دنیا سے نفرت ۲ اور در صورت تساہل وعدول حکمی عذاب اور معزولی دوسرون کی سرفرازی ۳ تمھاری مخالفت سے اللہ اور اُسکے انتظام مین کوئی خلل نہ پڑے گا وہ اپنا کام جس طرح چاہے کرسکتا ہے اور سے ہر شے پر قدرت ہے **معالم** ایک قبیلہ عرب نے ہمراہی سے انکار کیا عذاب امساک باران مین گرفتار ہوئے اور اُس قوم کے جسکے بدلنے کا ذکر ہے اختلاف ہے کہا گیا اہل فارس ہین اور کہا گیا اہل یمن ہین **ف** بات یہ ہے کہ عذاب عام ہے دنیاوی ہو یا دینی اور ضرور ہے کہ امام کا نافرمان مقابلہ دشمن سے روپوش دنیا مین ذلیل مفلس مجبور ہو اور آخرت مین بھی سزاوار سزا اور ایسے ہی فارس ویمن کے تخصیص کی کوئی وجہ نہین اللہ جسے چاہے سرفراز فرمائے مگر اصحاب سے نہ عذر و سستی ہوئی نہ دوسری قوم اون کی جگہ پا سکے بلکہ اونکی جگہ اونکا نظیر بھی پیدا کرنا غیرت الٰہی نے منظور نہ فرمایا **مسئلہ** امام جب حکم دے اطاعت واجب

مسئلہ مصالح ملکی مین امام کا مقابلہ جائز نہین ہان مشورہ عرض کرنا بہتر ہے **نکتہ**
جب کوئی قوم ادائے امر الٰہی مین تغافل وتساہل کرتی ہے اللہ اوس کی جگہ دوسرون کو
بدل دیتا ہے عام ازین کہ وہ ان سے بدتر ہون یا بہتر جیسا کہ اطلاق غیرکم سے ظاہر ہے

إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ

اگر مدد نہ کرو گے رسول کی تو البتہ تحقیق مدد کی ہے اسکی اللہ نے جب نکالا اوسکو انھون نے جو کافر ہوئے کہ دوسرا تھا دو کا جب وہ دونون غار مین تھے جب کہا

لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا

رسول نے اپنے ساتھی سے نہ رنج کر بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اتارا اللہ نے سکینہ اوس پر اور مدد دی اسکی ایسے لشکرون سے کہ نہ دیکھا تم نے

وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

اور کر دی بات انکی جو کافر ہوئے نیچی اور بات اللہ کی وہی اونچی ہے اور اللہ غالب ہے حکمت والا

ثانی اثنین جب دو ہون تو ہر ایک شخص اوس مجموعی کا دوسرا سمجھا جائے گا یہان مراد آنحضرت
ہین **سکینہ** سکونت و اطمینان ویقین کامل اور یہ نور ایمان اور فہم وعرفان ہے اور ایک قسم کے
فرشتے ہین جنکا نام ہے۔ سکینہ ذاکر و قاری پر اون کا ظہور ہوتا ہے **جنود** سے مراد ملائکہ جو بدر مین اترے
یا اعانت غیب بدون اسباب اے لوگو اگر تم نہین مدد کرتے رسول کے (تو کیا پروا ہے) پس مدد کر چکا
ہے اوس کی اللہ جب اوسے کفار مکہ نے وطن مالوف سے بے یار و بیکس نکالدیا وہ تنہا تھا لیکن وہ
رسول دو کا دوسرا تھا یعنے ایک ابو بکر دوسرا ہمارا پیغمبر اور تمام قوم مخالف جب یہ دونون غار ثور مین
مخفی تھے اور قوم در غار تک آگئی تو ہمارا رسول اپنے ساتھی ابو بکر کو تسکین دلاتا تھا کہ میری
بیکسی پر حزن و ملال نکرو اللہ ہم سب کے ساتھ ہے پھر اللہ تعالے نے اپنے پیغمبر یا انکے دوست
ابو بکر پر اپنا سکینہ نازل فرمایا اور جنگ بدر مین ایسے لشکر سے مدد کی جسے تم نہین دیکھ سکتے اور
کفار کی بات پست اور اللہ کی بات اونچی ہوگئی اللہ غالب ہے جو چاہے کرے حکمت والا ہے
اوس کے کامون مین خامی اور نقص کی گنجایش نہین **واضح رہے** کہ آیت مین یہ تعلیم ہے
کہ کبھی یہ نہ سمجھنا ہم کچھ کر سکتے ہین اللہ اپنے کامون مین کسی کا محتاج نہین تمھاری شرکت تمھارے ہی
مراتب بڑھانے کے لیے ہے یہ وعدہ کہ اللہ اپنے دین اور پیغمبر کی مدد ضرور کرے گا کوئی شریک ہو
یا نہو اوسکے متعلق ایک واقعہ غار ثور دوسرا قصہ جنگ بدر ذکر فرمایا تاکہ آیندہ ایسی ہی امید رکھین

[illegible]

۳ طرق نصرت ۔ کبھی محض بیکسی مین محافظت رہی جیسا کہ غار ثور مین ہوا اور کبھی فرشتے بھیجے جس طرح
بدر مین ۴ آنحضرت کے سچے معین و خادم کی مدح و ثنا ۔ اور توضیح اسکی یہ ہے **قصۂ غار** جب
قریش نے حضور کے قتل پر اتفاق کیا اور آپ مع ابو بکر غار ثور مین آکر چھپے کفار نشان قدم ڈھونڈھتے
ڈھونڈھتے آگئے اور پتا بتانے والے نے کہدیا کہ آپ یہان سے آگے نہین بڑھے دیکھا تو
غار کے در پر مکڑی نے جالا لگایا تھا اور کبوتر نے جھونجھ بنا کر انڈا دیا سمجھے کہ آدمی کا یہان گذر نہین ہوا
مایوس وہیں آئے **بخاری** جب کفار سر پر آگئے تو حضرت ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ اگر یہ لوگ پاؤن کی
طرف دیکھین تو ہمکو دیکھ لین فرمایا مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا ان دو آدمیون کی نسبت تمھارا
کیا گمان ہے جنکا تیسرا اللہ ہو یعنے اللہ انکا معین اور ساتھی ہو روضۃ الاحباب مین ہے کہ
غار کے لزوم و مار دیکھ کر ابو بکر کو حضرت کی تکلیف پر رنج ہوا بہرحال آپ نے تسکین دی کہ بے غم
رہو اور آپ نے کبوتر کو دعا دی اوسی کی نسل ابتک حرم کہین شکار روا نہ ہونے سے بے غم بسر کرتے
ہین **در منثور** آپ نے فرمایا مکڑی کو نہ مارو یہ اللہ کا لشکر ہے کہا ابو نعیم نے جب طالوت داؤد
علیہ السلام کی جستجو مین تھا مکڑی نے آپ کو جالے مین چھپایا اور حضور کے لیے بھی اُسکی خدمت مقبول ہوئی
منقول ہے کہ جب آپ غار سے نکلکر مدینے کی طرف چلے سراقہ گھوڑا دوڑا کر آ پونچا حضور نے بنگاہ
تیز دیکھا زمین نے گھوڑے کے پاؤن پکڑ لیے سراقہ چلایا عذر کیا آپ کے ترحم سے جانبر ہوا اور
بدر مین فرشتون کا آنا کفار کی شکست مذکور ہو چکی فرمایا جب ان حالون مین ہمارا پیغمبر غالب رہا
اور دشمن کچھ نہ کرسکا تو اب کسی کے پہلو تہی سے کیا بگڑے گا **فضائل ابو بکر صدیق** یہ امر
آپ ہی کے لیے خاص ہے کہ قرآن مین ۱ اس تصریح سے کہ کسی کو مجال انکار نہ ہوئے اوس
تفصیل سے کہ گنجایش تاویل نہ رہے ۲ اس تقریر سے کہ دوسری مدح اُسکے ہم پلہ نہ ہوسکے مذکور
ہوا اس امر پر اجماع ہے کہ غار سے غار ثور اور اخراج سے سفر ہجرت اور صاحب سے ابو بکر مراد ہین
یہ خبر ہے اس مین ارادۂ عموم بھی باطل اور ایک ہے بار ایسا ثابت ہونے سے شک و تردد محل
زائل ۔ نہ مخالف کا خلاف نہ موافق کا اختلاف مراد آیت ظاہر و صاف ہے پس **اول** آپ کا
صاحب رسول و مونس پیغمبر ہونا اور اوس معیت اور سکینی مین جو رسول اللہ کے لیے تھی جسکا احسان
جتایا گیا شریک رہنا اس قطعیت سے ثابت ہے کہ منکر کو ایمان کی خیر منانا چاہیے **دوم** آپ
ناصر پیغمبر و منصور من اللہ ہین اس لیے کہ آپ کی صحبت کو ذکر نصرت مین بیان فرمایا اور آنحضرت کا
منصور قرار دے کر ابو بکر کو شریک کر دیا پس آنحضرت عبارۃً منصور ہین اور ابو بکر اشارۃً چنانچہ یہ

دونون وصف تمام اصحاب سے بڑھ کر آپ سے ظاہر ہوے ابتدائے نبوت سے آخر تک مال
جان اولاد کا تصدق کرنا محتاج بیان نہین ہر بزم و رزم مین موجودگی ثابت ہے جب حضور نے
انتقال فرمایا اور اطراف عرب مین مدعیان نبوت اور اصحاب ردت نے سر اوٹھایا جس کی تصریح صفحہ ۲۳۳
جلد اول مین گزری اصحاب دم بخود تھے دیر و مدبر متحیر کیا کرین اور کیا نہ کرین مگر اللہ کے شیر
جانشین پیغمبر نے وہ نشان جو فتح شام کے لیے دست مبارک نبوی سے باندھا گیا تھا شام کی طرف
روانہ کر کے رومیون کو دفعتہ چونکا دیا اور بنفس نفیس اعراب خانہ خراب کے گوشمال کی طرف توجہ فرمائی
یہ کس درجہ کی نصرت تھی جس کی نسبت حضرت علی نے فرمایا وَاللهِ لَئِنْ اُصِبْنَا بِكَ لَا يَكُوْنُ لِلْاِسْلَامِ
نِظَامٌ قسم خدا کی اگر ہم پر آپ کی مفارقت کی مصیبت پڑی تو اسلام کا انتظام نہ ہو سکے گا اور بعض
اصحاب سے بھی منقول کہ اگر ابو بکر نہ ہوتے تو دین حق نظام نہ پاتا پھر فتوح متواترہ و شکست قیاصرہ
و اکاسرہ کیسی منصوریت تھی سوم اللہ نے آپ کو اپنے محبوب کے لقب اور معیت مین ایسا شریک
کر دیا کہ امتیاز ممکن نہین (ثانی اثنین) ہر ایک دو کا دوسرا تھا پس یہ مبارک لقب پیغمبر اور ابو بکر دونون
کے لیے ہے اور ایسے ہی کلمہ (ان اللہ معنا) بتا رہا ہے کہ عام معیت نہین جس مین ہر مخلوق داخل
ہے بلکہ وہ خاص معیت جو اپنے محبوب کریم کے لیے محفوظ رکھی گئی تھی جو حاصل ترک عالم و دورے
ماسوا و فنا ے کلی ہے بطفیل نبی کریم ابو بکر کو عطا ہوی جسکا فخر اُن کی ہستی کے ساتھ ہے معلوم
ہوا کہ جو جو انعامات خاصہ اس غار سرا پا رفعت و افتخار مین پیغمبر پر ہوے انہ جو مہمان داری اُس غریب الوطن
مسافر منزل قرب کے میزبان کریم نے فرمائی اوسمین یار غار بھی ہم نوالہ و ہم پیالہ بنائے گئے
اب کون مرتبہ اسکے ہم پایہ ہوسکتا ہے **چہارم** آپ کی صحبت اور تعشق اور جان نثاری پر اللہ و
رسول کی گواہی ہے منکر جاہل کو ذلت و روسیاہی ہے **نکتہ** (ثانی اثنین) شاہد ہے صحت مسئلہ
فنا فی الرسول پر ورنہ ایک لقب کا دو پر صادق آنا چہ معنی دارد اور اسی پر قیاس کیا گیا مسئلہ
فنا فی الشیخ (صاحبہ) سے مصاحب و ہمنشین ہونا ثابت اور (لاتحزن) سے عاشق زار ہونا ظاہر
شبہات منکرین (پہلا) صحبت موجب شرف نہیں قرآن مین مومن کو کافر کا صاحب کہا ہے
جواب وہان الزام و نفرت ہے اور یہان اتحاد و نصرت وہان ذکر عذاب ہے اور یہان نزول سکینہ
اگر دل مین ذوق ہو تو اس اضافت کا مزا ملے (جب کہا اپنے ساتھی سے) (**دوسرا**) (لاتحزن) نہی تھی
ہے معلوم ہوا کہ یہ حزن اونکا بطور عصیان تھا تب تو ممانعت کی گئی **جواب** اگر اس سے معصیت
مان لی جائے تو اُس نہی کا کیا جواب ہے جو موسی پر نازل ہوئی تھی (لاتخف) نڈر و خیر ہم تو ہر نبی کو معصوم

نہین کہتی مگر حضرت موسیٰ تو نبی معصوم بالاتفاق تھے (ماخوذ تفسیر کبیر) ۲ اگر ہم مان لین کہ نہی تحریمی ہے
تو بھی قبل نہی دعوی عصیان باطل ۳ نہی بمعنی نفی بطور تعلیم و تسکین ہے کہ بےغم رہو محل حزن نہین اللہ معنا ہے
اور عصیان موجب نزول سکینہ نہین ہو سکتا ۴ یا نہی تنزیہی ہے یعنی استقلال بہتر ہے اضطراب سے
(تیسرا) کلمۂ حزن سے معلوم ہوا کہ آپ نرم دل غیر شجاع تھے جواب غلط ہے حزن اور ہے
خوف اور یہ دونون ایک جگہ جمع نہین ہوتے معرکۂ تیغ و تیر مین کوئی دوست و عزیز پر نظر بھی نہین ڈالتا
اپنی جان کی فکر رہتی ہے اور جبکا بیٹا مرا پڑا ہو اور سپر شیر جھپٹے تو پھر بیٹے کو یاد بھی نکرے گا ایسا سہم جائیگا
کلمۂ حزن سے معلوم ہوا کہ اونھین مطلق خوف نہ تھا کمال شجاعت ثابت ہو گئی پھر حزن اپنے حال پر ہو ہی
نہین سکتا اسلیے کہ حزن تھا تو بیکسی و مجبوری کا اور یہ سب بخوف دشمن ہوتا ہے اور جب خوف نہ رہا تو
پھر حزن بیکسی کیسا ضرور ہے کہ یہ حزن بحال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا اور ایسے وقت مین
جب کہ آدمی کو اپنی جان کی پڑ جاتی ہے رسول خدا کا اس درجہ خیال کہ غایت قلق و ملال پیدا ہو اور
اور تسکین کی نوبت آئے نہین ممکن مگر اوسی سے جو اپنی ہستی فنا کر چکا ہو اور کسی کی یاد مین آپ کو
بھلا دیا ہو اور یہ ثبوت ہے کمال عشق و محبت رسول اللہ کا اور بے شک حضرت ابو بکر نے آپ کو اس
ارشاد کا مرتبہ بنا کر دکھا دیا کہ اللہ و رسول کو جان سے زیادہ چاہنا ایمان ہے اب بتاؤ یہ حزن سعادت
ہے یا معصیت اب آپ کا منع کرنا زجر حاکمانہ تھا یا شفقت مربیانہ یا تعلیم مرشدانہ کہ استقلال اضطراب سے
فائق ہے اور جس حال مین اللہ کی معیت ہو وہ محل سرور ہے یا حزن و ملال کے لائق ہے نکتہ ممکن ہے
کہ کہا جائے حضرت ابو بکر کا حزن حال ظاہر پر نہ تھا بلکہ فیضان صحبت خاص سے نظر وسیع اور فکر رفیع
ہوئی قرب نبوی دیکھا عظمت حضرت جبروت ملاحظہ کی اپنا وجود نیست و نابود پایا دل مین آیا کہ کہان
وہ علوے شان اور کہان یہ عجز و امکان - کہان نبی معصوم کہان عبد جہول و ظلوم - اب قرب وصل
معلوم ۔ واہمۂ عشقیہ طاری ہوے جان مضطر اور دل قابو سے باہر گیا حضرت حق سے دلجوئی کا خطاب
آیا اپنے محبوب ثانی اثنین کا ثانی فرما کر دوئی مین وحدت کا جلوہ دکھا یا صحبت خاص کی خبر دی نبی محبوب
سے تسکین و تشفی کرائے کہ اے ابو بکر رنج نکر جس طرح آج غار تاریک مین مصاحب و شریک ہو
قیامت تک یونہین رہوگے اور دنیا و دین مین تم کو مصاحب بنا ئینگے پھر کمال عنایت سکینہ نازل کیا
کہ دل ٹھہرے جذب عشق حد سے نہ بڑھے ابھی تو ان سے کام لینا ہے اگر یہی نرم دلی رہی ہے
تو نظم برہم ہوگا اور جنود غیب یعنے فیضان لاہوت و انوار ذات سے مدد کی جس کی رویت ملائکہ در شکل بشر
پنجم کہا صاحب تفسیر کبیر نے کہ اکثر امور مین حضرت ابو بکر پیغمبر کے تالی یعنے قدم بقدم تھے (دعوت خلق

کہ جب حضور نے کلمۂ توحید ظاہر فرمایا ابوبکر ایمان لائے اور طلحہ و زبیر و عثمان وغیرہ کو ہدایت کر کے مسلمان کیا ۲ ہر حال مین حضور کے ہمراہ رہے ۳ امامت نماز آپ کی حیات مین کی ۴ دفن مین بھی دوسرا درجہ ملا ۵ حلم و عفو و تدبیر و شجاعت و نصرت و اتفاق و رجوع خلق وغیرہ مین آپ یادگار پیغمبر بلکہ عکس جمال انور تھے۔ **لطیفہ** اور یہ مرتبہ کمال فنا فی الشیخ کا ہے جس کا اصول آپ کے حق مین قطعی و یقینی ہو گیا **نکتہ** معلوم ہوا کہ سلامت نفس بڑی کامیابی ہے غار ثور سے بسلامت نکل آنے کو اللہ تعالے نے نصرت فرمایا **نکتہ** جیسا کہ مشہور ہے کہ فن جنگ سے دو امر اہم ہین ۱ دشمن کو مغلوب کرنا ۲ قابو مین آکر نکل جانا اس آیت سے ثابت ہو گیا **ربط** جب سستی کرنے والون کے عتاب و خطاب سے فراغت ہوئی بطور تحکم و جزم حکم فرمایا کہ جس حال مین ہو جہاد کے لیے نکلو

انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

نکلو ہلکے اور بوجھل اور جہاد کرو مالون سے اپنے اور جانون سے اپنی راہ مین اللہ کی

ہلکے اور بوجھل سفر کرو اور اللہ کی راہ مین مال سے اور جان سے جہاد کرو

ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

یہ اچھا ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم جانتے

یہ جہاد تمہارے حق مین اچھا ہے اگر تم سمجھتے ہو دنیا مین ملک۔ مال۔ عزت۔ آخرت مین رضائے حق اور جنت مراد خفاف و ثقال سے عموم حکم ہے یعنے جس حال مین ہو بیکار یا کامون مین مشغول۔ تنگدست یا غنی جوان۔ تیز رو یا پیر سست رفتار **فرضح** رہے کہ مسئلہ جہاد دو طرح پر ہے **فرض کفایہ** یعنی کوئی گروہ اسلامی کفار سے لڑا کرے اب سب کے سب سبکدوش ہو گئے اور اگر سب خاموش رہین تو گنہگار ہون گے **فرض عین** (یعنے کفار کی چڑھائی ہو + فرض ہر ایک پر لڑائی ہو + بے دین سب نفیر عام کرین + مرد و زن مل کے ازدحام کرین + ایک ہوجاوین سب خدا کے لیے + جان دین دین مصطفے کے لیے + اگر حاضرین کافی نہون یا تساہل کرین تو اون کے قریب والون پر پھر اُن کے قریب والون پر یہانتک شرقاً و غرباً فرضیت عام ہو جاتی ہے کچھ تمیز و تخصیص نہین رہتی۔ صاحب ہدایہ نے اس آیت کو اسی پر محمول کیا اور غزوۂ تبوک بھی بغرض منع پیش قدمی روم تھا **الحاصل** ظاہر آیت سے سمجھا جاتا ہے کہ جب تک دم مین دم اور کیسے مین دینار و درم رہے میدان جنگ مین قدم اور مشغلۂ تیغ دو دم رہے اسلیے کہ خفاف و ثقال ابن عباس و حسن و قتادہ و مجاہد کے تفسیر مین عام ہے مجرد چلو یا مع اسباب و عیال بے سامان و تنگدست یا فارغ البال۔ جوان تیز دو یا پیر سست نشی یا ہتیار بند۔ تندرست یا مریض درد مند۔ بخوشی خاطر یا باجبار مشغول ہو یا بیکار چونکہ عموم ۔

صرف مومنین پر گران تھا بلکہ شریعت میسرہ و استطاعت متمکنہ و مصالح نظیبہ سے کے بھی خلاف تھا تعیین معنی میں مفسرین مختلف ہوگئے احمدی کہا گیا یہ حکم غزوۂ تبوک سے خاص ہے **اتقان** آیت منسوخ ہے او کہا گیا اگر عام مراد لی جاوے تو منسوخ اور صرف تندرست توانا مراد لیے جائیں تو غیر منسوخ ہے **غرائب** ابن ام مکتوم نے کہا یا رسول اللہ کیا مجھے بھی حکم خروج ہے فرمایا تم ثقیل ہو یا خفیف ... ت میں تخفیف نہین۔ آپ گھر مین گئے ہتیار لگائے اور نکلکر ہمراہ رکاب ہوئے تب دوسری آیت میں مریض و نابینا کے معافی کا حکم آیا لکہا گیا (انفروا) امر استحبابی ہے وجوبی نہین اسیلیے کہ حکم جب نفس اور مال سے متعلق ہے پس مال کافی و نفس صحیح مراد ہوگا تاکہ مفید غرض ہو اور کلمۂ خیر بھی استحباب کا مشیر ہے **غرائب** کہا صفوان بن عمرو نے کہ مین نے ایک شیخ دمشقی کو دیکھا پلکین آنکھون سے لٹک آئین تھین مگر سوار قاصد میدان کارزار تھے مین نے کہا اے عم بزرگوار اللہ نے آپ کو معذور فرمایا ہے شیخ نے پلکین اوٹھائین اور یہ آیت پڑھ کر کہا اے بھتیجے اللہ کا حکم تو عام ہے آگاہ ہو جسے اللہ بہت چاہتا ہے اوسی پر تشدد و ابتلا فرماتا ہے۔ سعید بن مسیب سے پیرانہ سالی سے ایک آنکھ بے نور ہوگئی مگر لڑائی پر کمر باندہی لوگون نے کہا آپ معاف کیے گئے ہین فرمایا اللہ سب کو حکم دیتا ہے ثقیل ہو یا خفیف قوی ہو کہ ضعیف اگر نہ لڑسکون گا حفظ اموال و کثرت جماعت تو مجھسے ہوگی۔ ابو طلحہ اسی حکم سے باوجود کبیر سنی لشکر شام مین گئے اور تا دم آخر مجاہد رہے

ف اگر آیت اپنے عموم پر باقی اور امر وجوب پر دال ہے تو تاویل صاحب ہدایہ اصح ترین تفاسیر سے اور اگر لفظ خفاف و ثقال مجمل و مبہم مان کر اُنکی تفسیر کی جستجو کی جاوے تو ضرورت درائے امیر پر مفوض ہے ایسا ہی سمجھا جاتا ہے صاحب تفسیر کبیر کے راے سے کہ جسے امام حکم دے وہ بلا عذر نکلے اور ظاہر ہے کہ کبھی تندرستون مین بھی انتخاب ہوتا ہے اور کبھی معذورین سے اعانت کی ضرورت پڑتی ہے پس راے امام پر تفویض کرنا اولی ہے مگر تقریر خصوصیت تبوک و نسخ و استحباب قابل التفات نہین آیات قتال ابتدائی بطور فرض کفایہ ہین تمام رعائتین ملحوظ رہینگے اور بضرورت دفاع و فرضیت عین یہ آیت ہر کلمہ گو کو مقابلے پر کھڑا کر دے گی پس آیت محکم ہے منسوخ نہین۔ **نکتہ** مال کو نفس پر خواہ اس لیے مقدم کیا کہ ادنی مال ہے اور اعلی نفس یا یہ کہ نفس سے اعانت خاص ہے اور مال سے کفالت عام یا یہ کہ اعانت مالی مین زن و مرد سب شریک ہین اور نفس ایسا نہین اسی لیے فرمایا فقہانے کہ اگر بیت المال مین مال نہ ہو تو جعل یعنے لوگون سے کچھ لینا جائز ہے (خیر) یعنی جہاد کرنا ترک و تساہل اور نامردی سے خیر ہے یا بنفسہ خیر ہے اور ممکن ہے کہ باعتبار

انجام و نتیجہ جملہ اعمال سے خیر ہو اسلیے کہ غلبۂ اسلام ہوا تو یہ کلید فتح ابواب خیرات و نفاذ احکام الٰہی ہے
اسلام اور اسلام والے اسی کے ظل امن و دامن دولت مین بعافیت تمام بسر کرتے ہین اور اگر شہادت
ملے تو خاتمہ بخیر ہوا اور یہ خیر الاعمال ہے پس عزت دولت ملک و مال سب اسی سے ملتا ہے جیسے تو
غازی مرے تو شہید ہر حال مین کامیاب و سعید **بخاری** فرمایا لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ
خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا صبح یا شام کو اللہ کی راہ مین جانا دنیا و ما فیہا سے خیر ہے **مسلم** فرمایا
رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ سرحد اسلام کی محافظت ایک رات دن کرنا ایک مہینے
کی صوم و صلوٰۃ سے بہتر ہے **بخاری** جس نے کسی غازی کا سامان کر دیا یا اسکے گھر کا محافظ و
نگران رہا گویا خود لڑا **مسلم** فرمایا حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ
مجاہدین کی عورتین گھر مین رہجانے والون پر مثل مان کے باحرمت ہین یعنی اون پر نظر ایسی ہے
جیسے مان پر نظر کرنا اور اون کی کفالت و عظمت مان کے برابر ہے۔ آنحضرت سے سوال کیا گیا
کون آدمی افضل ہے فرمایا رَجُلٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ وہ آدمی جو اللہ کی راہ مین
مال اور جان سے جہاد کرے **مشکوۃ** بہترین معاش یہ ہے کہ جہاد مین قائم یا [illegible] بر قسابض ہو
بخاری آپ فرماتے ہین لَا يَدْخُلُ هٰذَا بَيْتَ قَوْمٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الذُّلَّ یہ یعنی
آلات کشت کاری کسی قوم کے گھر مین نہین داخل ہوتے مگر [illegible] گھر مین ذلت دلاتا ہے
ف معلوم ہوا کہ معاش کے وہ تمام طریقے جو مغلوبی اور مشغولی طاری کرین بمقابلہ جہاد و مردانگی ذلت ہین

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ
اگر ہوتا مال نزدیک اور سفر متوسط البتہ پیروی کرتے تیری مگر دور معلوم ہوئی انپر مشقت

وَسَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُونَ أَنفُسَهُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
اور قسم کھاوینگے اللہ کی اگر قوت رکھتے ہم ضرور چلتے ساتھ آپکے ہلاک کرتے ہین اپنی جانون کو اور اللہ جانتا ہے

ع عرض مال اسباب **قریب** سہل الوصول **قاصد** میانہ | إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ |
بعدت دور یعنی مشکل و گران **شقۃ** [illegible] یعنے اگر کوئی مال | کہ وہ جھوٹے ہین |

غنیمت ملنے کی امید ہوتی اور سفر بھی دور نہوتا جیسا کہ بدر مین ہوا تو یہ منافق آپ کے ساتھ ہو لیتے
مگر اس قدر مشقت اوٹھانا گرمی مین جانا اون پر گران گزرا اب وہ لوگ آپ سے [illegible] کہا کہ عذر
کرینگے کہ ہم چلنے پر قادر نہین۔ پیادہ پا ہین یا گھر مین دوسرا منتظم نہین یا کوئی اور وجہ ہے
اور اگر ہم چل سکتے تو ضرور آپ کے ساتھ چلتے۔ اس مخالفت اور نفاق و کذب سے اپنی جان کو

ہلاک کرتے ہین اور اللہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹے ہین۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا

معاف کرے اللہ تجھے کیون اجازت دی تونے انکو یہانتک کہ ظاہر ہو جاتے تجھپر کہ وہ سچے ہین

وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ

اور جان لیتا تو جھوٹون کو

معاف کرے اللہ آپ سے کیون اجازت دی اون کو جب تک ظاہر ہوا آپ پر حال اون کا جو سچے ہین اور جو جھوٹے ہین۔ تاکہ سچون کو اجازت دی جاتے جھوٹون کی پیش نہ جاتے۔ بعض لوگون نے حضور سے عذر کیے آپ نے منظور فرمائے عتاب آیا کہ بے تفتیش و تحقیقات کیون رخصت دی گئی۔ مسئلہ حاکم کو حقوق سلطنت مین بدون تحقیقات کوئی تصرف کرنا نہ چاہیے مسئلہ بضرورت شرعیہ مبنی معیوب نہین مسئلہ امور غیر منصوصہ مین اجتہاد پیغمبر سے بھی ثابت اس لیے کہ اجازت اگر مصرح ہوتے تو الزام نہ آتا اور اگر صاف صاف ممانعت ہوتی تو آپ سے خلاف حکم ممکن نہ تھا پس یہ اجتہاد تھا مسئلہ پیغمبر اور مجتہد کے اجتہاد مین فرق یہی ہے کہ پیغمبر اپنی غلطی سے مطلع کیا جاتا ہے اور مجتہد کے لیے یہ لازم نہین مسئلہ مجتہد اگر خطا کرے تو عاصی نہ ہوگا جیسا کہ کلمۂ عفا اللہ سے ابہام ہوتی ہے وہم کلمۂ عفو اور ممانعت چاہتا ہے کہ آپ سے فعل گناہ کا ہوا دفع۔ اجازت اور قبول کسی قاعدے سے نہ گناہ تھی نہ عتاب ہے البتہ بمقتضا احتیاط تفحص لازم تھا یہ عفو ترک احتیاط و اولی ہے نہ ارتکاب ممنوع۔ اور انبیا کی نسبت اسی حزم و احتیاط اور افضل کا ترک گناہ ہے اور کلمۂ (عفاک) بمقام تعظیم و دعا مستعمل ہوتا ہے جیساکہ تفسیر کبیر مین ہے معالم کہا سفیان بن عیینہ نے دیکھو نوازش و لطف کہ عفو کو منع پر مقدم فرمایا ف یہ تعلیم تھی نہ عتاب۔ خطایا آپ کے کمال بردباری پردہ پوشی۔ حیا مروت۔ ترحم پر تنبیہ کی کہ ریاست مین کچھ سیاست بھی چاہیے۔

لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

نہین رخصت مانگتے آپ سے جو ایمان لاتے ہین اللہ پر اور روز آخرت پر یہ کہ جہاد کرین مالون سے اپنے

وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

اور جانون سے اپنی اور اللہ دانا ہے پرہیزگارون کا نہین رخصت مانگتے آپ سے مگر وہ کہ نہین ایمان لاتے

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ۝

اللہ پر اور روز آخرت پر اور شک مین پڑے دل اون کے پس وہ اپنے شک مین متردد ہین

آپ سے نہ عذر کرتے اور نہ رخصت مانگتے ہین جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائے ہین اس امر مین کہ مال وجان سے جہاد کرین اور اللہ پرہیزگارون سے خوب واقف ہے نہین رخصت مانگتے مگر وہی جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہین لائے اور اون کے دلون مین شکوک ہین استقامت ویقین نہین

ف حقوق اللہ مین عذر علامت نفاق اور مستعدی نشان خلوص سے ہے **مسئلہ** کسی حیلہ شرعی سے ناجائز گو خدا بھی جائز نہین **مسئلہ** جب قاضی کو شک ہو کہ اس امر مین حیلہ شرعی کیا گیا تو تحقیقات کا اختیار رکھتے **مسئلہ** حیلے حرام سے بچنے کے لیے ہین نہ حرام کو حلال کرنے کے واسطے

وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً وَلَٰكِن كَرِهَ اللَّهُ انبِعَاثَهُمْ

اور اگر چاہتے وہ نکلنا البتہ تیار کر لیتے اسکے لیے سامان مگر بری جانی اللہ نے آمادگی اون کی

اور وہ لوگ جو چاہتے تو سامان سفر مہیا کر سکتے تھے مگر اللہ تعالے کو پسند نہ آیا کہ یہ منافقین

فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقَاعِدِينَ

پس باز رکھا اوکو اور کہا گیا بیٹھو ساتھ بیٹھنے والوں کے

جائین پس توفیق نہ دی گئی اور کاہلی اور خوف اور تردد اون پر غالب ہو گیا اور اون کے دلون مین ڈال دیا گیا کہ تم معذور بیٹھ رہو **ف** آیت دلالت کرتی ہے کہ یہ خدمت اوسی کو دی جاتی ہے جسے محروم بنانا منظور ہوتا ہے بدون خلوص دارادت توفیق نہین عطا ہوتی ہے خیر و شر دونو اللہ ہی کی طرف سے ہین کہ گو انجام ہر امر کا تقدیر الٰہی پر ہے مگر اسباب اُسکے علامات سے ہے اسی لیے منافق روک دیے گئے کہ سعادت حضوری سے بھی محروم رہین۔

لَوْ خَرَجُوا فِيكُم مَّا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا وَلَأَوْضَعُوا خِلَالَكُمْ

اگر نکلتے وہ تم مین زیادہ کرتے تمہارے لیے مگر خرابی اور دوڑتے درمیان مین تمہارے فساد

يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ سَمَّاعُونَ لَهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ

ڈھونڈھتے تمہارے لیے فتنہ اور تم مین ہین مخبر اُن کے اور اللہ جانتا ہے ظالمون کو

یعنی وہ منافق اگر تمہارے ساتھ چلتے تو کچھ فائدہ نہوتا مگر خرابی بڑھتی آپس مین جھگڑے فتنے برپا کرتے نامردی سے تردد دلون مین ڈالتے اپنے تمام اقوال وافعال سے تمہارے بہکانے اور پھسلانے کی جستجو کرتے اور تمہارے لشکر مین اون کے مخبر یعنے دوست ہمراز خبر رسان موجود ہین اور اللہ ظالمون کو خوب جانے ہوئے ہے۔

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِن قَبْلُ وَقَلَّبُوا لَكَ الْأُمُورَ حَتَّىٰ جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ

بیشک چاہا تھا فتنہ پہلے سے اور اُلٹ دیے آپکے لیے کام یہانتک کہ آگیا حق اور ظاہر ہوا

یعنے ان منافقون نے اس | اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ○ | سے پہلے بھی فتنہ چاہا جنگ
احد سے تین سو آدمی ابن ابی | حکم اللہ کا اور وہ بیزار تھے | منافق پھیر لے گیا ۲ اور آپ کی

تدبیرون اور کامون کو پھیر دیا (یعنے آپ کے دین کے انعدام و ابطال مین سعی کرتے رہے) یہانتک
کہ امر حق یعنے فتوحات اسلام آگئے اور اللہ کا امر ظاہر ہوا گو منافق دل مین برا مانا کیے پس اے
نبی کریم اب بھی ان کی ہمراہی سے نفع نہ ہوتا ورمنثور آپ جنگ تبوک کے لیے عموماً ترغیب دلاتے
ایک دن جند ابن قیس سے کہا تجھے رغبت ہے کہ رومی لڑکیان پائے بولا میری قوم کو معلوم ہے
کہ مین عورتون کا بہت اشتاق و تمنی ہون تو آپ مجھے رومی عورتون کے فتنے مین نہ ڈالیے
اجازت دیجیے کہ یہین رہون آپ کی مال سے مدد کرون گا ارشاد ہوا۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ

اور ان مین سے وہ بھی کہ کہتا ہے کہ اذن دیجیے مجھے اور نہ فتنے مین ڈالیے مجھے آگاہ ہو فتنہ ہی مین گر پڑے وہ اور بیشک

اون منافقون سے وہ بھی ہین | جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ ۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ○ | جو آپ سے کہتے کہ ہمین
اجازت دیجیے ہم ہمراہ نجائین | جہنم گھیرے ہے کافرون کو | اور اس بے سامانی و سفر بعید

وحر شدید و جنگ روم کے فتنے مین مبتلا نہ کیجیے اے نبی کریم آپ مطلع ہو جائین کہ وہ فتنے ہی مین
گر پڑے **ف** جند ہو یا اور کوئی بد اعتقاد حکم عام ہے منافق کی مراد فتنے سے خواہ مشقت سفر و جہاد ہو
یا یہ کہ نمانا تو معصیت پیغمبر اور مانا تو جان کا خطرہ ہے یا تمسخر و تکذیب ہے کہ کیسے فتح و غنیمت اور کہان کی
حور جنت آپ اس لالچ مین میری جان نہ لین اور دوسرا فتنہ خواہ تفضیح و ذلت خواہ مومنین کی کامیابی کی
حسرت ہے یا یہ کہ گناہون مین غرق ہو گئے اب ہدایت نہ ہو گی یا مصائب دنیاوی و عذاب اخروی
سے نہ بچینگے جس سے وہ بھاگتے ہین اوس مین گرین گے - **نکتہ** دین کو مصیبت اور اطاعت کو بلا
سمجھنے والے امن مین نہین رہ سکتے صحابہ سر بکف سینہ سپر ہمیشہ منصور و مظفر ہے منافقون نے
جس قدر راحت وامن کی تمنائین بڑھائین نشانۂ تیر بلا ہوئے **شعر** فنا بن کے شکل ثبات آئی پیش +
یہ بھاگے تھے جس سے وہ بات آئی پیش +

اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ

اگر پہنچے آپکو بھلائی بری لگے اونکو اور اگر پہنچے آپ کو مصیبت کہین بیشک

اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ○

اختیار کی سنبھال لیا ہم نے اپنا کام پہلے سے اور پھرین وہ خوشیان کرتے

اگر آپ کو کامیابی ہو تو انھین بُری لگے اور کوئی مصیبت ہو پہنچے کہین ہم تو پہلے ہی سے اپنے کام مین احتیاط و دور اندیشی کر کے علحدہ ہو گئے تھے اور منھ پھیرے خوشی خوشی چلے جاتے ہین جیسے ذات تھا مین شریک ہون نہ آخر مین حال پُرسی کرین بلکہ خوشیان منائین باتین بنائین ۔ حسنہ و مصیبت سے مراد دنیاوی نفع و ضرر ہے منافقون کو اخروی معاملات پر کب نظر ہے ۔

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰىنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ

کہدیجیے نہین پہونچتا ہم کو مگر وہی جو لکہا اللہ نے ہمارے لیے وہ مولیٰ ہمارا ہے اور اللہ ہی پر بہروسا کرتے ہین ایمان والے

آپ کہدیجیے ہمین وہی پیش آتا ہے جو ہمارے اللہ نے مقدر فرما دیا اور اللہ ہر حال مین ہمارا مولیٰ و حامی ہے ایمان والے تو اللہ ہی پر بہروسا کرتے ہین **ف** ۱ مخاطب قل کا محذوف کیا تاکہ حکم عام رہے دشمنون کو جواب خادمون کو تعلیم ہو ۲ آیت بعبارۃ النص تبا رہی ہے کہ بے مشیت الٰہی کچھ نہین ہوتا خیر ہو یا شر امر اہم ہو یا احقر ۳ بفضل خدا اپنے اعتماد تقدیر پر بہروسا مومنین کا شیوہ ہے ۴ جہان ایسے ذکر آئین جو اختیار غیر و مجرد تدبیر کا اثر دل پر ڈالین یہ مجازی صورتین پردۂ حقیقت سے سرنگاین وہان ایسے تصور اور ایسے کلمے جو جبروت ہیبت اور کمال قدرت کی نورانیت پہیلا سکین مستحب ہونگے جیسا کہ یہان تعلیم ہوئی

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ

کہدیجیے نہین انتظار کرتے تم ساتھ ہمارے مگر ایک دو نیکیون کا اور ہم انتظار کرتے ہین ساتھ تمہارے کہ پہونچاوے تم کو اللہ

بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ۝

عذاب پاس سے اپنے اور ہاتہون سے ہمارے پس انتظار کرو ہم بھی ساتھ تمہارے منتظر ہین

آپ کہدیجیے کہ اے منافقو تم ہمارے حق مین جس امر کے منتظر ہو وہ دو نیکیون سے ایک نیکی ہے اسلیے کہ تمہاری تمنا ہماری تباہی ہے اور یہان خواہ فتحیابی خواہ ثواب ہی ہے ہر طرح فضل الٰہی ہے اور ہم تمہارے لیے منتظر ہین کہ تم پر اللہ اپنا عذاب لائے یا ہمارے ہاتہون سے گوشمال دلائے پس اپنے منتظر رہو اور ہم بھی منتظر ہین و ہم انتظار شر و طلب ضرر مین کیا نیکی ہے جسکی تعلیم ہوئی **دفع** ۱ جواب ہے ۲ مفسدون کی خرابی موجب عبرت اور ایسی تمنا وسیلۂ نصرت ہوتی ہے اور یہ بہت بڑی نیکی ہے **ف** اشارۃ النص سے معلوم ہوا کہ مومن گہاٹے مین نہین رہتا اگر تدبیر راست آئے مظفر و منصور ہے ورنہ سعی و تحسر مین مغفور و مغفور **نکتہ** قبض و بسط دونون عنایت سے خالی نہین طالب مستقل المزاج عارف چاہیے

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝

کہدیجیے خرچ کرو خوشی یا ناخوشی سے نہ قبول کیا جاویگا تم سے بیشک تم ہو قوم گنہگار

معالم یہ جواب ہے جد بن قیس کا جسنے کہا کہ مجھے رہنے دیجیے اعانت مالی کرونگا ارشاد ہوا آپ اُن سے کہہ دیجیے خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے قبول نہ کیا جائیگا بیشک تم لوگ حکم سے باہر نکلجانے والے ہو **بحث** طوعاً سے رضا مراد نہیں کہ آخر آیت کا خلاف لازم آئے بلکہ کلمہ طوعاً و کرہاً ناچاری اور بے اختیاری اور بیدلی میں مستعمل ہوتا ہے پس معنی یہ ہوے کہ خوشی سے تو خرچ ہی نہ کرینگے اور مجبوری و بیدلی کا معاملہ قابل قبول نہیں اور کہا گیا کہ (طوع) سے مراد یہ ہے کہ بدون جبر سردار قوم اپنے نام یا گلو خلاصی یا رفع الزام یا احتیاط و اہتمام کے لحاظ سے دین اور (کراہت) سے جبر قوم یا تشدد پیغمبر مراد ہے **بحث** کہا معتزلہ نے کہ فاسق کی عبادت ضائع و حبط ہے جیسا کہ فرمایا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ **جواب** فسق بمعنے خروج عن الطاعۃ دو درجے پر ہے ۱ (مِنْ كُلِّ وَجْهٍ) یعنی کسی امر میں مطیع نہیں یہ کافر ہے ۲ (مِنْ وَجْهٍ) یعنی بعض امور میں مطیع بعض میں عاصی یہ مومن ہے اور اس میں اختلاف ہے اہل سنت انھیں مومن کہتے ہیں اور انکے اعمال صحیح جانتے ہیں اور معتزلہ کفر و ایمان میں ایک مرتبہ قائم کرتے ہیں اور آیت میں لفظ فسق مطلق مذکور ہے جو فرد کامل کی طرف منصرف ہوتا ہے پس مراد فسق من کل وجہ یعنے کفر ہوگا ۲ اگلی آیت میں تفسیر و تصریح وارد ہوے کہ وجہ عدم قبول صرف کفر ہے وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا ۳ اور اگر فسق ہی مراد ہو تو فسق مخص بعمل مراد ہوگا مثلاً نماز میں طہارت سے بد احتیاطی وقت و واجبات سے بے پروائی صدقہ میں غیبت لقمہ حرام اور خروج جہاد میں اکراہ نفاق یا حیلۂ جابری وغیرہ یہ بیشک موجب رد و اضاعت ہیں پس نہ ثابت ہوا وہ جو دعوے کیا معتزلہ نے اور اگر ایسا ہوتا تو لازم آتا کہ ایک عمل دوسرے عمل کے لیے شرط قرار پائے

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا

اور نہیں روکا اونکو کہ قبول کیے جائیں اونسے خرچ اونکے مگر یہ کہ وہ کافر ہوگئے ساتھ اللہ کے اور ساتھ رسول کے اور نہیں

يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ○

آتے نماز کو مگر کسل سے اور نہیں خرچ کرتے مگر بکراہت

بحث جبکہ صرف کفر رد عمل کو کافی ہے تو چار وصف کیوں ذکر فرمائے ۱ فسق ۲ کفر ۳ کسل ۴ کراہت **جواب** اسلیے کہ منافقوں کے خوب پردہ دری ہو ۲ معلوم ہو کہ یہ نفاق کی علامتیں ہیں **کسالیٰ** جمع کسلان یعنے سُست و کاہل اور اسکی دو صورتیں ہیں ۱ یہ کہ نماز کو غیر ضروری اور محض بیگار سمجھ کر سُستی سے ادا کرتے ہے ۲ فرض جانتا ہے مگر شامت اعمال سے سُستی کرتا ہے پھر کسل کبھی ادا میں ہوتا ہے یعنے گاہے گاہے پڑھ لی یہ فسق ہے اور کبھی اُس کے اہتمام و شروط میں مثلاً طہارت یا حضور مسجد یا تحصیل جماعت یا قرأت و ارکان و توجہ قلب میں یہ موجب حرمان و قلت ثواب ہے کبھی اگر جماعت مل گئی

تو پڑھ لی اور اکیلے ہوئے تو واحد قہار کا خوف اور ڈر دیا تو پڑھی **تنبیہ** جب کسل نماز پر یہ عتاب و وعید ہے تو ترک کا کیا حال ہوگا نماز کی تمام اعمال سے زیادہ تاکید ہے حضرت غوث الاعظم نے آنحضرت سے بروایت عبادہ بن صامت نقل کی کہ جسنے اچھا وضو کیا اور نماز کے رکوع وسجود اور ارکان وشروط اچھی طرح ادا کیے نماز کہتی ہے اللہ تیری حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی پھر آسمان پر چڑھتی ہے اور نور اسکے ساتھ ہوتا ہے یہان تک کہ حضور حق سبحانہ تعالی مین حاضر ہوتی ہے اور نمازی کی سفارش کرتی ہے اور اگر نماز بے احتیاطی وبیدلی سے پڑھ لی گئی تو کہتی ہے اللہ تجھے ضائع کرے جیسا کہ تو نے مجھے ضایع کیا پھر آسمان پر صعود کرتی ہے جب آسمان تک پہونچتی ہے دروازے نہین کھلتے پھر پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منھ پر پھینک ماری جاتی ہے اور حضرت علی سے مروی ہے جو اپنے نماز مین سستی کرتا ہے اللہ تعالی اوسے پندرہ عذابون مین مبتلا کرتا ہے ۶ مرنے سے پہلے چھ عذاب ۱ اسکا نام نیکون مین نرہیگا ۲ برکت حیات یعنی زندہ دلی نہین رہتی ۳ رزق مین برکت نہین رہتی ۴ عمل خیر قبول نہین ہوتے بلکہ نمازی کی تکمیل مین محسوب ہوجاتے ہین ۵ دعا مستجاب نہین ہوتے ۶ بزرگون کی دعا سے محروم رہتا ہے اور مرتے وقت تین عذاب ہوتے ہین ۷ پیاسا مرتا ہے اگرچہ اسکے حلق مین ساتون دریا چھوڑ دیے جائین ۸ دفعۃً مرجاتا ہے دیعنے دلکی حسرت دل مین رہجاتی ہے اگرچہ مدتون بیمار رہے ہو ۹ دنیا کے پتھر اور لکڑیان اوسپر لاد دی جاتی ہین یعنے جان زہ بھاری ہوجاتا ہے اور تین عذاب قبر مین ۱۰ تاریکی ۱۱ تنگی ۱۲ نکیرین کے جواب مین عجز اور تین عذاب حشر مین ۱۳ اللہ تعالی سے ایسی حالت مین ملے گا کہ وہ اوسپر غضبناک ہوگا ۱۴ محاسبہ نہایت سخت ہوگا ۱۵ حضور حق سبحانہ تعالی سے دوزخ کی طرف لوٹایا جائے گا ہان وہ شاہنشاہ کریم ورب رحیم مالک ہے بروا چاہے بخشدے

فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الْحَيَاةِ

پس نہ تعجب مین ڈالین آپکو مال ونکے وہ اور اولاد ونکی نہین چاہتا اللہ نے مگر یہ کہ عذاب کرے انھین اسکے حیات

الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ○

دنیاوی مین اور نکلین جانین انکی اور وہ کافر ہون

پس اُنکے مال اور اولاد کی کثرت آپکو تعجب مین نڈالے کہ نافرمانبرداروں پر یہ عطا اور پسند نہ آئے کہ انکی حالت اچھی ہے اسلیے کہ اللہ تعالی نے یہی چاہا کہ انکا مول انکے حق مین بلاے جان ہوجائے دنیا مین اسی کے ذریعے سے عذاب ہو اور جان نکلتے وقت اسی کی محبت اور اسی کے تصور مین کافر مرین **تفسیر** یہ غایت تفضیح وکمال تعذیب ہے پہلے عقائد باطلہ واعمال واہیہ کا ذکر فرماکر مایوس کر دیا کہ یہ کچھ کرین بھی تو آخرت مین کام آئیگا رہی دنیا اس مین انکی کامیابی بھی ذریعۂ عذاب وبلا ہے خسر الدنیا والآخرہ **ف** منافق کفار سے بھی بدتر حالت مین ہے ملا قرآن مین ہے إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ منافق دوزخ کے

نیچے کے طبقے مین ہونگے ۔ ارشاد ہوا کہ کفار کے لیے دنیا جنت ہے اور منافقین کے حق مین عذاب تکفلہ
ایک آزادی اور اسلام سے بسر کرتے ہین او رمنافق نہ ادہر کے نہ ادہر کے دل مین کچھ زبان پر کچھ ضیق مین رہتے ہین
جو ایسے کو ئی کبھی راضی نہین ہوتا اسلیے کہ انکا اعتماد کسی کو نہین رہتا **سوال** اولاد و مال لطف حیات و زینت
دنیا و موجب نشاط ہین عذاب کس طرح ہون گے **جواب** آدمی تین قسم کے ہین ۱ جو دنیا کو فانی اور آخرت کو جاودانی
سمجھے ہوے ہین ۲ وہ جسکو دنیا ہی مقصود ہے ۳ وہ جنھین گو دنیا سے تعلق ہو مگر نام و شجاعت و عزت پر دم
دیتے ہین پہلے طالب آخرت کو دنیاوی سامان پر بحسب مقتضاے طبع توجہ ہو مگر نہ اسقدر کہ رات دن اُسیکا
دہیان رہے اور طالب نام خداپرستون کے برابر نہ سہی تاہم جان و مال فدا کر دینے پر شگفتگی آمادہ ہو جاتا ہے
اور ان دونون کی نظیرین مومنین خالص اور پہلوانان نامجو کے کارنامون مین موجود ہین البتہ محض امن دوست
دنیا پرست راحت و سلامتی کا خواہان بزدل دنیا کے جھوٹے نقصان کو بھی عذاب الیم جانتا ہے اس لیے کہ
اُسکا حاصل عمر یہی مال و اولاد ہے اگر ان مین کوئی نقصان آیا تو یہ زندہ در گور ہے نہ اُسے آخرت کا اعتقاد کہ
کہ وہان کی امید رکھے نہ نام و اعزاز پر اعتماد کہ دل خوش کر لے ۔ اور نفاق کی اصلی صفت یہی بزدلی
راحت طلبی ہے منافق اس لیے آپ کو مومن کہتا ہے کہ مسلمانون کے تلوارون سے آنکھ نہ ملانا پڑے
اور انکے صدقات اور غنایم کی تفصیل ملجائین اور کافر اس لیے رہتا ہے کہ وہ آخرت کو کچھ نہین سمجھے تو اوسے
مانے بے اصل شئے کیونکر ضروری جانے جب یہ معلوم ہو گیا تو تمام عمر منافق کے حفظ و جمع و تحصیل مال مین
گزرے گی اُسپر زکوٰۃ و صدقات اور بعض نفقات مین چار و نا چار مال صرف کرنا پڑینگے یہ عذاب نہین تو کیا ہے
پھر مرتے وقت ادہر ملائکہ عذاب جان کھینچ رہے ہین ادہر مال و اولاد کے دائمی جدائی کیسا عذاب الیم ہے
جیسا کہ اکثر دنیا پرستون کے مرتے وقت دیکھا گیا **الحاصل** دنیا مین مال کا عذاب ہونا خواہ باعتبار تحصیل
و حفظ و محبت شدید ہے خواہ بحیثیت مصارف واجبہ ۔ خواہ یہ کہ یہی مال انپر وبال ہو گا اگر کافر غالب
ہوے تو انھین مومن سمجھ کر دشمن ہونگے اور مسلمان انھین منافق و ضعیف الایمان جانکر حقیر جانینگے دونون
مال کے خواہان اور اُسکے حفظ و منع سے درپے ایذا و ہلاک جان ہونگے اور اولاد کی پرورش غایت
محبت اون کے فراق کا صدمہ اور اُسکے قطع نظر ضرور نہین کہ وہ بھی منافق ہون کافر ہوے تو مخالف
اور مومن ہوے تو انکے دشمن چنانچہ اکثر منافقون کی اولاد حضور مین ایمان لائی اور اجلۂ اصحاب و مخلص خدام مین
شمار کی گئی عبداللہ جو بدر مین حاضر اور خالص مومن تھے ابن ابی منافق کے بیٹے تھے اور حنظلہ جنکو بعد شہادت
جنگ احد مین فرشتون نے نہلایا ابو عامر فاسق کے بیٹے تھے ۔ اور بڑا عذاب انپر یہ ہے کہ مسلمانون کو
اپنے دشمن دیکھتے ہین اور زبان سے اونھین کی خوشامد کرنا پڑتی ہے حاصل یہ ہے کہ مومن جبکہ تمام اسباب

دنیا کو ہر وقت فانی یقین کرتا ہے اوسکے فنا پر اُسے زیادہ حسرت و مصیبت کیونکر ہوگی اور پھر آخرت کی امید بھی ہے اور منافق تو دنیا کو باقی و مقصود اصلی اور آخرت کو تصویر خیالی سمجھے ہوئی ہے اوسے اسکی جدائی مین جو عذاب ہو وہ تعجب ہے (خلاصہ تفسیر کبیر) مسئلہ کفار یا فساق کے مال و نعمت دیکھکر اون کے حال کو اچھا جانا ویسے ہی کیفیت کی تمنا کرنا حرام ہے مسئلہ منافق دنیا مین حکماً مومن اور آخرت مین کافر ہے جیساکہ فرمایا اونکے جان بحالت کفر نکلتی ہے نکتہ اشارۂ قرآنی سے معلوم ہوا کہ ظاہر دنیا باطن کے خلاف ہے جیسے بہروپئے کچھ کا کچھ دکھاتے ہین دنیا کے بھی مصنوعی تماشے نظر آتے ہین ورنہ دولت جو اسباب راحت ہے اور اولاد جو روح نشاط ہے عذاب نہ ہوتے پس دانا انجام مین کبھی اس زال صد وسی سالہ کے دلکش لباس اور نظر فریب زیور و آرایش پر فریفتہ نہین ہو سکتا۔

وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ وَمَا هُم مِّنكُمْ وَلَٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ ۝

اور قسمین کہاتے ہین اللہ کی کہ وہ تم مین سے ہین اور نہین وہ تم مین سے مگر وہ قوم ڈرنے والی ہین

منافق قسمین کھا کھا کر کہتے ہین واللہ باللہ ہم تو تمھارے ہی مومن اہل دین ہین اور حال یہ ہے کہ وہ نہ مومن ہین نہ معین بات یہ ہے کہ یہ ڈرپونک لوگ ہین جیسے زبردست پایا اوسکا کلمہ پڑھنے لگے ف معلوم ہوا کہ ۱۰ زیادہ قسمین کھانا علامت کذب ہے اور زیادہ خوف نشان نفاق ۲ منافق جری و قوی دل نہین ہوتا تجربہ آنکھون سے دکھا رہا ہے کہ عموماً اہل تشیع انہین صفات سے موصوف ہین۔ واللہ باللہ حضرت عباس کی قسم امام حسین کی قسم مولیٰ علی کی قسم غرض ایک بات اور ہزار قسم انہین کا شیوہ مستمر ہے یہی فرقہ ہے جسے ہر آن تقیے پر نظر ہے۔ شجاعت انکی مشہور اور استقامت و وفا ان کی معلوم۔ جرأت۔ ثبات۔ وفا۔ خلوص۔ صدق۔ صفا۔ اگر کسی نے انہین دیکھا ہو تو ذرا ہمکو بھی بتا دے ہماری بھی عمر انہین کی ہمسایگی مین گزری ہے پس نہ پسند آئین اور نہ عجب مین ڈالین تم کو ان کے وثائق ان کی دولتوری ان کی اولاد ان کی ظاہری زرق برق۔ نہ حب آل ان کے دل مین ہے نہ نور ایمان آب و گل مین موجود کچھ اور ہے اور مذکور کچھ اور محبت مین عداوت مدح مین ہجو ملیح کا طور

لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ أَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ ۝

اگر پائین جائے پناہ یا کوئی غار یا جائے دخول البتہ پھر جائین طرف اسکے اور وہ جلدی کرتے ہوئے

یعنے منافق بمجبوری آپکے ساتھ ہین ہان مین ہان ملاتے ہین اگر اونہین کوئی ایسی جگہ ملجائے جہان نہان ہین تمہارے خنجران خونریز و نیزہا و تیر سے بیخوف ہو جائین یا جنگل یا پہاڑ کا غار چھپنے کو مل جائے یا اور کوئی راہ بچنے کی نظر آئے البتہ اُسی کی طرف بعجلت و تمرد تمام چلے جائین مگر کیا کرین مجبور ہین

وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِن لَّمْ يُعْطَوْا

اور بعض ان میں وہ ہیں کہ تجھ پر طعن کرتے ہین تقسیم صدقات مین پس اگر دیے جاویں اوس سے خوش ہو جائیں اور اگر نہ دیے جاوین

مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ

اوس سے اوسوقت ناخوش

ستارہ ہین بخاری سے مروی ہے کہ ایک بار حضرت نے کچھ مال تقسیم کیا تو ذوالخویصرہ بولا انصاف سے تقسیم کیجیے آپ نے فرمایا اگر مین انصاف نہ کرونگا تو کون کریگا حضرت فاروق کھڑے ہوئے اور اوس کی اجازت لی کہ اس گستاخ منافق کی گردن اڑا دون فرمایا اسے چھوڑ دو اسلیے کہ یہ ساتھی ہوں گے کہ اون کے نماز کے سامنے تم اپنی نماز کو حقیر اور اون کے روزون کے آگے اپنے روزے ناچیز خیال کروگے قرآن پڑھینگے مگر حلق سے نیچے نہ اترے گا یعنے دل مین اثر نہ ہوگا اسلام سے اس طرح نکل جائینگے جیسے تیر جانور سے پار ہو جاتا ہے اور اسکی کا نسے اور باڑہ اور لکڑی اور پر مین کوئی اثر نہ ہو ایسے ہی یہ اسلام سے کورے اور ایمان سے بے اثر نکل جائینگے انکی شناخت یہ ہے کہ ان مین ایک مرد سیاہ رو ہوگا ایک بازو اسکا مضغہ گوشت یا پستان زن کے مشابہ ہوگا یہ لوگ اُس گروہ پر خروج کرینگے جو بہترین خلق ہونگے اور ایک روایت مین ہے کہ یہ لوگ اختلاف اور نفاق کے زمانے مین ظاہر ہونگے معالم ذوالخویصرہ ایک مرد تمیمی تھا نام اسکا حرقوص بن زہیر وہی اصل خوارج کا ہے کہا ابوسعید نے مین گواہی دیتا ہون کہ یہ حدیث حضرت سے سُنی اور مین گواہی دیتا ہون کہ حضرت شیر خدا امام برحق علی مرتضے نے اوس خارجی کو قتل کیا مین اس معرکے مین شریک تھا سبب بعد صلح شامیان خارجیون نے آپ سے سرکشی کی اور آپ کی شمشیر خار اشگاف سے مقتول و مخذول ہوے مین نے اسی صورت کا آدمی دیکھا الحاصل اوسکی طعن کی رد مین ارشاد ہوا بعض اون منافقین سے وہ ہین جو آپ پر طعن و عیب گیری کرتے ہین تقسیم صدقات مین اگر اونھین کچھ دیجیے تو خوش ہین نہین تو ناراض بدگو ہین ف عیب چینی دو طرح پر ہے ۱ نصیحت یعنے خدا و رسول کے حکم یا کوئی اور اچھی بات بدون اپنی غرض و نفسانیت کے بیان کردے ۲ عیب گیری۔ وہ قول و فعل جو اپنی ضرر و نفع کے لحاظ سے یا محض اوس کے ذلیل و قائل کرنے کے لیے ہو پس نصیحت واجب ہے اگر ضرورت و قدرت ہو ورنہ مستحب ہے فرمایا اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ دین خیرخواہی و نصیحت مسلمین ہے اور عیب گیری حرام فرمایا اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ يَّدِهٖ وَلِسَانِهٖ مسلمان وہی ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہین ضرر نہ پہونچے مسئلہ تقیید تو ہین نہ بغرض نفع و ضرر خاص پیر و امام پر طعن حرام ہے اسلیے کہ افعال منافقین سے ہے

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ

اور اگر وہ خوش ہوتے اوس پر کہ دیا اونکو اللہ نے اور رسول نے اسکے اور کہتے کافی ہے ہمکو اللہ

سَيُؤْتِينَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝ ع

اب دے گا ہم کو اللہ فضل سے اپنے اور رسول اسکا ہم طرف اللہ کے رغبت کرنیوالے ہین

اگر وہ لوگ اللہ و رسول کی عطا پر راضی رہتے اور کہتے ہم کو اللہ کافی ہے دے گا ہمکو اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہم اللہ ہی کی طرف راغب ہین (تو یہ اون کے حق مین اچھا ہوتا) **ف** یہ تعلیم ہے رضا و دعا کی اور اشارہ ہے کہ متوکلین کو اللہ دیتا ہے اور جواب (لو) محذوف فرمایا تاکہ وسعت رہے ربط بعد اس الزام و اس تعلیم کے فیصلہ کر دیا کہ تم رسول پر الزام دیتے ہو جواب دندان شکن لو اور سر جھکاؤ۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ

نہین ہین صدقے مگر واسطے فقرا اور مساکین کے اور صدقہ پر کام کرنے والے اور ملائے قلوب کے

وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَ

اور آزاد کرنے گردنون کی اور ادا قرض مین اور راہ میں خدا کے اور مسافر کے لیے فرض ہے اللہ کی طرف سے اور

اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

اللہ دانا حکیم ہے

صدقے نہین ہین مگر فقیرون کے لیے اور مسکینون کے لیے اور تحصیل مال زکوۃ مین کام کرنے والون کے لیے اور انکے لیے جنکی تالیف قلوب امام مصلحت سمجھے اور غلامون کے آزاد کرانے اور تاوان سے چھڑانے کے لیے اور اللہ کی راہ مین سعی کرنے والون اور مسافرون کے لیے یہ فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ دانا حکیم ہے **صدقات** واضح رہے کہ جملہ مصارف دو وجہ پر ہین (۱) عوض (۲) بلا عوض۔ بے عوض خرچ کبھی خواہ موجب ثواب ہین یا نہین پس جو خرچ موجب ثواب نہ ہو وہ اگر ضرورت سے زائد ہو مگر اجازت کے خلاف نہ ہو **مباح** ہے جیسے کھانے پینے مین نفاست و تکلف۔ زینت و تفریح کے جائز اسباب۔ اور اگر ضرورت سے زائد اور اجازت کے خلاف ہو **فضول** ہے جیسے فرش پر کرسی یا تخت وغیرہ بچھا کر بیٹھنا یا اوسپر مثل زمین کے جوتی پہنکر چلنا ایک متوسط درجہ سے زیادہ جھاڑ۔ فانوس دیوار گیری لگانا زیادہ روشنی اور تقاریب کے تکلفات اور اگر کوئی خاص ممانعت وارد ہو جیسے قمار و خمر و زنا و غنا مین خرچ کرنا **ممنوع** ہے اور مصارف موجب ثواب دو طور پر ہین اول **مستحب** جنکے ترک پر وعید اور فعل کی تاکید مزید نہ ہو اور یہ مستحب خواہ **تبرع** ہے یعنے بدون عوض و بدل جیسے طعام دعوت۔ ہبہ۔ وصیت۔ باہمی تحف و ہدایا۔ عام مسلمانون سے احسان اسلام کے ترویج و علو کے سامان رفاہ عام۔ امن خلائق۔ اقارب و احباب سے سلوک اپنے اہل و عیال مین توسیع رزق وغیرہ۔ اسمین غنی و فقیر بلکہ کافر و مومن سب شریک ہین خواہ **صدقہ** ہے اگر نیت تصدق کرلی جاوے یہ مخصوص بفقرا ہے اور بنی ہاشم پر عار و ننگ دوم **واجب** جسکے فعل کی تاکید اور ترک پر وعید ہو

اور یہ خواہ حق العبد ہے جیسے نفقات ازواج و اولاد و اقارب فقیر و وظائف عمال سلطانی و تقسیم غنایم و خراج و خمس
معادن خواہ حق اللہ میں جیسے صدقۂ فطر و کفارہ و عشر و زکوٰۃ و نذر جو فقرا کے لیے مخصوص ہو اور یہ **صدقہ واجبہ** ہے
اسکے ادا میں تین امر لازم ہیں ۱۔ نیت ۲۔ مصرف یعنی جنکو حکم ہے انھیں کو دے ۳۔ اسلام یعنی یہ صدقات کفار پر لازم
نہیں ہوتے ہیں اور سوا ے زکوٰۃ کے ذمی کو دینا جائز ہے پس آیت میں اسی صدقے کے مصرف مذکور ہیں **فقیر** جسکے
پاس مال ہو مگر نصاب سے کم مسکین جسکے پاس کچھ نہ ہو۔ اور اسکے برعکس بھی مذکور ہے جامع مقاتل سدی نے کہا
فقیر وہ مفلس جو خانہ نشین رہے سوال نہ کرے اور مسکین دریوزہ گرد۔ کہا قتادہ نے فقیر محتاج اپاہج مسکین جو
اپاہج نہ ہو کہا مجاہد نے جس محتاج کے عزیز و اقارب موجود ہیں وہ فقیر ہے ورنہ مسکین ہے **عامل** سے
وہ لوگ مراد ہیں جو امام کی طرف سے وصول و فراہمی اموال زکوٰۃ میں سعی کرتے رہیں نہ ان میں فقر مشروط ہے
نہ آٹھواں حصہ معین اور امام شافعیؒ کے نزدیک آٹھواں حصہ انکا ہے اسلیے کہ جملہ آٹھ مستحق مذکور ہیں
لیکن بعد اسقاط حق مؤلفۃ القلوب سے لائق تھا کہ ساتواں حصہ انکو ملتا ہے اگر ایسا مانا جاے تو بسا اوقات
عامل دستیاب نہونگے جبکہ بوجہ کمی مال انکا حصہ بہت کم ہوا ور گاہ گاہ بہت کچھ لے جائینگے اور یہ دونوں امر نظم
کے خلاف ہیں پس آیت میں مستحقین کا ذکر ہے نہ تقسیم سہام **مسئلہ** عامل کو بقدر اجرت دیا جائیگا (ہدایہ)
مؤلفۃ القلوب وہ نو مسلم جنکو اخلاق و مال سے مطیع اور اسلام پر مطمئن بنانا مقصود ہو۔ یہ حصہ حضور
اقدس نے دیا اور بعد فتح مکہ و حنین نو مسلموں کی تالیف قلوب فرمائی **مسئلہ** جب حنین میں لڑائی ہوئی بارہ ہزار
مجاہد تھے مگر سب کے سب مقابلے سے ہٹ گئے حضور نے دو بار پکارا داہنی طرف آواز دی یا معشر الانصار
جان نثار بولے لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ یا رسول اللہ آپ کو خوش خبری ہو کہ آپ کی فدائی
آپکے ساتھ ہیں بائیں جانب آواز دی یا معشر الانصار ایسے ہی جواب ملا پھر آپ اپنی سواری سے اترے
اور کفار بھاگ گئے اور بہت غنیمت ہاتھ لگی۔ آپنے مہاجرین اور نو مسلموں کو دیدی اور اپنے خادمان جان نثار
انصار کو کچھ نہ دیا بعض نے کہا کہ سختی میں تو ہم بلائے جائیں اور مال دوسرے ماریں۔ حضور کو یہ خبر ہوئی سب کو
جمع کیا اور فرمایا یہ کیا بات ہے سب خاموش ہو رہے ارشاد کیا تم راضی نہیں کہ لوگ مال لیکر جائیں
اور تم محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور اپنے گھروں میں رکھو سب خوش ہو گئے اور عرض
کی ہاں یا رسول اللہ یہ تو دلی آرزو ہے پھر فرمایا اگر تمام دنیا ایک راہ چلے اور انصار ایک راہ چلیں تو میں
انصار کی راہ اختیار کروں۔ مگر زمانۂ ابو بکر صدیق میں باجماع حصۂ مؤلفۃ القلوب ساقط ہو گیا اسلیے کہ ضرورت
تالیف قلوب کرنے کی باقی نہ تھی یوں ہی اسلام کا جمال دلفریب اور وقار و اقتدار کافی نظر آیا **ف**
ممکن ہے کہ اسقاط حق مؤلفۃ القلوب بعلت استغنا ہو پھر جب کبھی ویسی ضرورت عود کرے حکم بھی عود کر آئے

مسئلہ تالیف قلوب تو مسلم اولی ہو وفضل ہے **فی الرقاب** یعنی آزادی رقبے مین مال صدقے کا خرچ ہو ظاہر لفظ سے تو وہی ہے جو امام مالک کا مذہب ہے کہ وہ لونڈی غلام جنکے مالک روپیہ لے کر آزاد کرنے پر آمادہ ہون اس مال سے آزاد کرائے جائین مگر حنفیہ کے نزدیک عمل ظاہر پر متعذر ہے اسلیے کہ اگر غلام کو مال دین تو تملک نہین ہے وہ سب مولی کا ہے اور مولے کو دین تو غلام کی تملیک معدوم ہے حالانکہ اصل اسمین تملیک ہے اور ایسے حاجت مال پانے والی یعنی مولی کی نسبت متحقق نہین پس ضرور ہوا کہ مراد مکاتب ہون یعنے وہ غلام یا لونڈی جنکے مالکون نے اونھین اس شرط پر اختیار کسب وغیرہ دیا ہے کہ جب اسقدر مال ادا کردین آزاد ہو جائینگے انکا بدل کتابت دیکر آزاد کرنا مراد ہے اور اسمین تملیک و حاجت دونون بجز مکاتب متحقق ہین اور عموم لفظ ارادۂ مکاتب سے مخل نہین کرتا **غارم** یعنے مدیون کہا شافعیہ نے وہ مدین جو اصلاح ذات البین اور رفع فساد باہمی و امور خیر مین عائد ہوے ہون مگر نہ صیغہ مقتضی خصوص ہے نہ قرینہ موجود نہ کوئی وجہ شرعی مانع بلکہ زکوۃ کی غرض یعنے دفع حاجت بدرجۂ اولے ثابت ہے آیت دیون معصیت کا اخراج جیسا کہ اسے اکثر مفسرین نے ذکر کیا تخصیص عقلی قابل تسلیم ہے مال زکوۃ نظم و اصلاح مومنین کے لیے ہے نہ تائید مفسدین کے واسطے **فی سبیل اللہ** امام محمد کے نزدیک حاجی اور مفتی ابو یوسف کے نزدیک غازی ہے اور کہا بعض فقہا نے کہ طلبۂ علم بھی ہین اور کہا بعض نے ہر امر خیر مین سعی کرنے والا داخل ہے مگر تا مد سبیل اللہ مین خفا ہے حاجی لعرف شرع اس معنی مین ظاہراً داخل ہے اور غازی اور طلبۂ علم مین بیشک یہ معنی زائد و اکمل ہین مگر دوسرے امور خیر بدون ثبوت معنے زائد داخل کردینا مخل کلام ہے **ضابطہ** راہ خدا مین چلنے والے دو طور پر ہین ۱ وہ جنکو بوجہ کمال شغل و غائت انہماک دوسرے مکاسب و مصالح کی فرصت نہین ۔ وہ جنکو کسب و تلاش کا موقع کافی طور پر ملتا ہے ۔ پھر قسم اول خواہ ایسے کام مین مشغول ہے جسے مال سے تعلق نہین جیسے زاہد و عابد وغیرہ انھین اگر کچھ حق ہے تو بوجہ فقر ۔ اور اگر ایسے مقصود کے درپے ہین جو مال سے متعلق ہے جیسے حج جس مین زاد و راحلہ امر ہے اور جہاد جس مین تہیۂ اسباب و آلات پر ترغیب دلائی گئی ہے یا طالب علم جسے مطالعہ و درس کے لیے کتب کی ضرورت ہوا کرتی ہے یہ سب آدمی مستحق ہین **ابن السبیل** مسافر جس کے ساتھ مال نہ ہو **فریضہ** منصوب ہے فعل محذوف سے یعنے معین و مقدر جنکا ترک معصیت ہو **علیم** اس تعین و تخصیص کے فوائد سے آگاہ **حکیم** پختہ بات کرنے والا **سوال** کہا فقہا نے وجہ استحقاق صدقہ فقر و احتیاج ہین پھر یہ آٹھ قسمین کیون بیان کی گئین اگر ہر جگہ فقر ملحوظ ہے تو ذکر و تطویل بے سود اور اگر کچھ اور منظور ہے تو شرط فقر باطل **جواب** بیشک فقر و حاجت اصل ہے مگر جبکہ حاجت مال سے کوئی متعلق

خالی نہین لہٰذا وجوہ حاجت کا ذکر فرمایا کہ عموم ہو نہ حرمان۔ پھر فقر معتبر تین طور پر ہے ملا فقر ذاتی م اور یہ مکاتب مین ہے اس لیے کہ غلامی مشابہ ہے عدم وموت کے اور آزادی مثل ہے وجود وحیات کے ملا فقر حالی اور یہ مسکین مین بالفعل موجود ہے اور فقیر مین بالقوا۔ اور حکماً مدیون اور مسافر مین ہے اور فقر عامل مین ملا اس لیے کہ سبب ابواب مناسب مسدود ہوگئے فقرلابدی ہے ٣ فقر دینی یعنے تحصیل وجوہ ثواب مین حاجت ہو اور یہ حاجی وغازی وطالب العلم مین جو بوجہ کمال شوق رضاے الٰہی ووفور جوش محبت اپنی مقاصد مین بدنی قوت کے ساتھ مالی اسباب کی بھی محتاج ہوتی ہین اور مولفۃ القلوب مین یہ ضرورت بسبب نقصان وعدم اطمینان پیدا ہوتی ہے تاکہ مال موجب طمانیت وزیادت ایمان ہو احکام ملا فقیر ومسکین کو استقدر دینا کہ خود صاحب نصاب ہوجاے مکروہ ہے ملا عامل صدقہ اگرچہ غنی بھی ہو مستحق ہے ٣ ہاشمی کسی حیثیت سے صدقہ لینے کا مجاز نہین ملا مدیون اگرچہ مالدار ہو مگر جب اسکا مال اداے دین کو کافی نہو یا بعد اداے قرض نصاب سے کم بچے تو مستحق ہے ۵ حاجی وغازی اگرچہ مالدار ہون مگر جب زاد سفر یا اسباب حرب وغیرہ مین ضرورت ہو مستحق ہے ملا مسافر اگرچہ وطن مین غنی ہو مگر سفر مین مفلس ہو اور مال منگا نہ سکے تو مستحق ہے ۷ آیت مین انحصار ہے کہ ان کے سوا دوسرا مستحق نہو ملا کما شافعیہ نے ہر قسم کے مستحقین سے تین آدمی ضرور یا مین اور ہمارے نزدیک ان مین سے کل یا بعض کو دینا کافی ہے ۹ یہان مصرف زکوٰۃ ہے نہ تقسیم دلائل اسکی توضیح وغیرہ کتب اصول مین ہے اور خود صاحب تفسیر کبیر نے بھی شافعیہ کو جواب معقول دیے ہین **سوال** تخصیص بنی ہاشم کیونکر جائز ہوئی ہے **جواب** ملا یہ تخصیص اخبار مشہورہ واجماع معروف سے ہے ملا آیت مین ایسا عموم نہین کہ اخبار آحاد سے اوسکی تخصیص جائز نہو جس طرح تعین فقر وبیان صفات دیگر مسلم ہے ایسے ہی بنی ہاشم کا اخراج ثابت ۳ جب کہ بنی ہاشم بوجہ قرابت رسول اللہ واستحقاق خلافت قاسم صدقات مان لیے گئے تو یہ مستحق کیونکر ہو سکتے ہین۔

وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ ۚ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ

اور انھین سے وہ ہین کہ ایذا دیتے ہین نبی کو اور کہتے ہین وہ کان ہے کہدیجے کان بھلائی کا ہے تمہارے لیے

يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ

ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور سچا جانتا ہے مومنون کو اور رحمت ہے ان کے لیے کہ ایمان لائے تم مین سے

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

اور وہ جو ایذا دیتے ہین رسول کو خدا کے ان کے لیے عذاب دردناک ہے

حاشیہ: خالی نہین ۔۔۔ (حاشیہ کی تحریر بہت باریک اور ناخواندہ)

اونمین بعض ایسے ہین کہ نبی کریم کو ایذا پہونچاتے ہین اور کہتے ہین اون سکے تو کان ہین آپ کہدیجیے کہ یہ کان
تمھارے حق مین بہتر ہین وہ پیغمبر اللہ پر ایمان لاتا ہے اور مومنین کی بھی تصدیق کرتا ہے اور ایمان والونکے
حق مین رحمت ہے اور جو لوگ رسول خدا کو ایذا پہونچاتے ہین اون سکے لیے دردناک عذاب ہے
معالم منافقین آنحضرت کی نسبت کلمات ناشایستہ کہا کرتے تو بعضون نے کہا ایسا نہ کہو مبادا آپ کو
خبر ملجائے تو مشکل ہو جلاس بن سوید بولا جو چاہو کہو اگر خبر ملے گی تو ہم قسم کھالین گے مکر جائینگے آپ تو
سراپا گوش ہین جو دو سن لیتے ہین ہمارے قول و قسم کی بھی تصدیق کرلین گے (اذن) اُسے کہتے ہین
جو کم عقل و نا تجربہ ہو جو سنا مان لیا تحقیق و تفتیش سے تعلق نہین ارشاد ہوا تمھارے ہی قول سکے موافق
آپ کا (اذن) ہونا تمھارے لیے اچھا ہے اگر تم مومن ہو تو نبی کی تصدیق تمھارے حق مین برکت و رحمت
ہے اگر منافق ہو تو جان بچے اور امن ملے پس مومن سکے لیے موجب ستر و اعتبار ہے منافق کی جان بچتی
ہے نہین تو جینا دشوار ہے **درمنثور** آیت نبتل بن حارث منافق کی شان مین ہے وہ آپکو (اذن)
کہتا تھا **ف** حاکم کا محکومین کے بات پر اعتماد کرلینا اور زیادہ تحقیق نہ کرنا خیر ہے جیسا کہ آیت مین
گزرا اور منع بھی ہے کہ صفحہ ۲۰۲ مین گزرا اور مطابقت یون ہے کہ اگر یہ سادگی حمق و غفلت سے
ہے تو بُری اور مصلحت و دور اندیشی و عفو و کرم سے ہے تو اچھی ہے وہان منافقون کو مؤمنین سے
جدا کرنا منظور تھا اور یہ بھی تھا کہ بوقت ضرورت درگزر کرنے سے عام عذر کا دروازہ کھلجاتا اور یہان
کوئی غرض متعلق نہ تھی پس جب حق قضا و حق خلق متعلق ہو تحقیق و تجسس لازم ہے اور جب ایسا نہ ہو
تو ستر و عفو اولیٰ **مسئلہ** ایذاے پیغمبر معصیت و کفر ہے درمختار مین ہے کہ مسلم ہے تو توبہ قبول ہو
اور ذمی ہے تو درصورت اعلان و عود قتل کیا جاے کہا شامی نے توبہ قبول نہ ہوتا مقبول نہین **ف**
بیشک حضور سراپا عفو تھے آپ کی زندگی مین کیا کیا گستاخیان آپ سے نہین کی گئین اور عفو ہوئین
اور ہجو و مدح انبیا حقوق اللہ سے ہین نہ پیغمبر سے صلہ متعلق ہے نہ گلہ اونکا وجود اون کا تعلق
تعلقات سبحانی مین فنا تھا **ہان** یہ ضرور ہے کہ حق اللہ متعلق بذات اللہ اقرب الی العفو ہوتے ہین
اور حقوق اللہ متعلق بخاصان خدا العبد تر ہین عفو سے

الثلثة　**يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ**
قسمین کہاتے ہین اللہ کیواسطے تمھارے تاکہ راضی کرین تمکو اور اللہ اور رسول اُسکا مستحق زیادہ ہے کہ خوش کرین اوسے

ابن کثیر ایک منافق بولا واللہ یہ اشراف | **اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ** | اور عمدہ لوگ گدھے سے بھی بدتر ہین اگر
قول محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حق ہو لیٹے | اگر ہین مومن | انکا شر ہو تا قرین قیاس ہے نہ آپکا

صادق ہونا تیقن۔ دوسرے آدمی نے کہا واللہ ارشاد حضور حق ہے تو گدہے سے بھی بدتر ہے۔ یہ خبر
حضور میں پونہچی تو منافق مکر گیا قسمین کھانے لگا مومن مخلص نے کہا اے اللہ سچے کی تصدیق کر یہ آیت
نازل ہوئی کبیر جب لشکر ظفر پیکر تبوک سے واپس آیا تو منافقین قسمین کھا کھا کر اپنے عذر بیان کرنے لگے تاکہ مومنین کو
راضی کرلیں ارشاد ہوا یہ منافق اللہ کی قسمین کھاتے ہین کہ تم کو اے مسلمانو خوش کرین اور راضی کرنا تو اللہ کا ہے
جو عالم الغیب اور قادر مطلق ہے یا اُسکے رسول کا راضی کرنا ہے جسکی رضا ایمان جسکی ناخوشی عذاب نار ہے
جو اللہ کی تعلیم سے تمھارے قلوب و اعمال پر بھی مطلع ہوتا رہتا ہے پس اگر مومن ہو تو اللہ و رسول کو راضی کرو
ف اول اس مین قسم کھانے کی مذمت ہے اگرچہ سچی بھی ہو اسلیے کہ قسم اوسی کے لیے ہے جو واقف
نہ ہو اور اللہ تعالیٰ عالم الغیب اور رسول موید من اللہ ہے باقی رہے عوام صرف انکا راضی کرنا کوئی عمدہ بات
نہین اسی لیے کہا امام ابوحنیفہ نے کہ نکول بذل ہے اقرار نہین یعنے جب مدعی گواہ نہ لاسکے اور
مدعا علیہ پر حلف عائد ہو اور مدعا علیہ (نکول) یعنے قسم کھانے سے انکار کرے تو یہ اقرار بحق مدعی نہین
جس سے یہ سمجھا جائے کہ مدعا علیہ ظالم و کاذب تھا بلکہ اُسنے اپنا مال خرچ کرکے آپ کو قسم سے بچایا
جیسا کہ مروی ہے سعید بن جبیر سے کہ انھون نے کہا کہ مین نے اپنی قسم ستر ہزار دیکر خریدی اور اگر قسم کھاتا تو
راست ہوتے (ترغیب) **دوم** آنحضرت کے شرف قرب کا بیان ہے کہ آپکی رضا کو اپنی رضا سے منضم فرمایا اور
یہ کمال قرب و قبول ہے کہ ایک کی رضا و غضب دوسرے کی رضا و غضب ہو یرضوہ کی ضمیر اگر قریب یعنی رسول کی
طرف راجع ہے تو رضائے رسول پر رضائے الٰہی موقوف ہوے جیسا کہ فرمایا مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ
أَطَاعَ اللَّهَ جسنے پیغمبر کی اطاعت کی وہ اللہ کی اطاعت کرچکا اور اگر بعید یعنی اللہ کی طرف ہے یا ہر دو کی
طرف ہے تب بھی وہی مضمون اتحاد ظاہر ہے اسمین اشارۂ جلی ہے کہ رسول کو تمھارے قلوب و اعمال پر
اطلاع دیجاتی ہے ورنہ کیا وجہ تھی کہ رضائے مومنین ہوا اور رضائے رسول نہ ہو حالانکہ آپ زیادہ تر قسم
اور قول کی تصدیق کرنے والے تھے جیسا کہ فرمایا يُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ اور یہ حالف بظاہر مومن بھی تھے

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا

کیا نہین جانا اونھون نے شان یہ ہے کہ جو خلاف کرے اللہ سے اور رسول سے اُسکے لیے بیشک اُسکی ہی آگ ہے دوزخ کی ہمیشہ رہے اوسمین

جہان تعلیم مقصود ہوا اور شاگرد باوجود	**ذَٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ**	کبیر (الم یعلموا) وہان کہا جاتا ہے
سعی و توجہ استاد بے پروائی کرے	یہ رسوائی بڑی ہے	تو کہتے ہین اب تک نہ سمجھے

حاصل مدتون سے اونکو پیغمبر خدا تعلیم کر رہے ہین اور نہ سمجھے کہ جو اللہ و رسول کے خلاف کرے اُسے آگ
دوزخ کی ملتی ہے وہ اوسمین ہمیشہ رہے اور یہ رسوائی بڑی ہے درمنثور اس رسوائی کی شرح حضرت ابوبکر صدیق نے

لطیفہ [illegible]

خطبے مین یون فرمائی کہ میدان حشر مین ایک بندہ حاضر کیا جائیگا جسے دنیا مین مال وصحت عطا ہوئی تھی اور
اُسنے ناشکری کے ارشاد ہوگا اس دن کے لیے کیا لایا ہے جب وہ کچھ نہ پائیگا اسقدر روئیگا کہ آنسو ختم ہو جائینگے پھر دوبارہ
اُسے شرم دلائی جائیگی پھر خون سے روئیگا تیسری بار اپنے ہاتھ کہنیون تک چبائیگا پھر غیرت دلائی جائے گی
تو پھوٹ پھوٹ کر روئیگا آنکھون کی پتلیان رخسارون پر بہکر آجائینگی ہر گول دسو جگہ ایک ایک نزع کا ہوجائیگا
کہے گا اے رب دوزخ ہی مین بھیجدے کہ ان جگر دوز طعنون سے بچون ابوسعود حاد خلاف ہوام باب
مفاعلۃ سے ہے مجرد امکاحد اور محاورہ یہ ہے کہ دو آدمی ہون اور ہر ایک جانب مخالف عمل کرے **بحث**
من عام ہے اور حاد خاص معلوم المعنی پس ضرور ہے کہ ذرا خلاف کیا اور خالد النار ہوا اور یہ خلاف اجماع ہے
جواب من تو عام ہے مگر حاد مین خفا ہے ادنی خلاف ساقط اور اعلیٰ داخل ہوگا توضیح اسکی یہ ہے کہ تمام
مخالفت مین ممکن ہے نہ موافقت شان الوہیت ورسالت مقتضی ہے کہ بندے صرف تعمیل ارشاد مین
خلاف نہ ہون دوسرے احوال سے علاقہ نہین اور ارشاد کی دو قسمین ہین رضا یعنے بجالانے مین انعام ہے
ترک مین الزام نہین اور یہ درجہ (عدم موافقت) کا ہے تحکم یعنے ضرور کرو اسمین کبھی خلاف بلا قصد ہوجاتا
ہے مثلاً نماز فرض ہے اور آدمی نے دوسرے شغل مین وقت صرف کردیا اس خیال سے نہین کہ مین نمازی
نہ ہونگا بلکہ اسلیے کہ جو کرتا ہون وہ کیے جاؤن گا یہ ادنی خلاف ہے کبھی خلاف ہی کرنا مقصود ہوتا ہے جیسے
کفار ومنافقین کو اور یہ کامل درجہ خلاف وضدی کا ہے اور اسی کی سزا جہنم اور خلود ہے اس لیے کہ مطلق فرد
کامل کی طرف منصرف ہوتا ہے اور کمال خلاف یہی ہے معنی حاد چاہتے ہین کہ جانب خلاف مقصود ہو
اسناد فعلی یعنے خود خلاف کیا قصد وارادے کو چاہتی ہے ورنہ یون وارد ہوتا کہ جس سے خلاف وضدی
ہوگی کافی تھا باب مفاعلۃ چاہتا ہے کہ دونون جانب سے بعد وخلاف ہو اور یہ کفر ہی پر صادق آتا ہے
ایمان پر نہین پس نہ غیر کافر مخالف کامل ہے نہ خالد النار اور جملہ کافر مخالف کامل ہین اور خالد النار **استنباط**
دو سزائین مذکور ہوئین جہنم خلود پس اگر خلاف وقصد دونون ہین تو نار وخلود دونون ہین اور
اگر صرف خلاف ہے تو سزاوار نار ہوا مگر دائماً نہین اور یہ مرتبہ ہے اہل فسق وبدعات کا اور خلاف کا
قصد ہے مگر سزا نہین ہوا جیسے کوئی کافر بالغ یا عاقل ہوتے ہی مرگیا تو خلود ہے باعتبار قصد کے
اور جس طرح قصد خلاف کو مخالفت لازم ہے خلود کو دخول نار لازم۔ اور اگر نہ خلاف کیا نہ قصد خلاف
تو نہ نار ہے نہ خلود البتہ علو مدارج وکثرت تنعم اختیار موافقت سے متعلق ہے **تنبیہ** علانیہ گناہ کبیرہ

[illegible]

کرنے والا جیسے تارک صوم وصلوٰۃ - شراب خوار - زانی - ریشی - سود خوار - قمار باز - داڑھی منڈانے والا نیچا پائجامہ پہننے والا - اور فاسق وفاجر وبدعتی وغیرہ انسے ایک ایک نوع کا قصد مخالفت پایا جاتا ہے ان کے خاتمہ بخیر نہونے کا البتہ خوف ہے گو حق سبحانہ تعالےٰ رحیم اور اوسکا رسول کریم ہے

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِىْ قُلُوْبِهِمْ

ڈرتے ہین　منافق　یہ کہ اوتاری جاے اونپر　کوئی سورت　خبر دے اونکو　اس سے کہ ہے اونکے دلون مین

منافق ڈرتے ہین کہ　قُلِ اسْتَهْزِءُوْا اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ۝　مبادا انکے حق مین کوئی سورت اوترے اور جو　کہدیجیے کہ ہنسی کرو　بیشک اللہ نکالنے والا ہے اوسیکا کہ ڈرتے ہو تم　دل مین چھپا سے ہوئے ہین وہ کہل جائے آپ اسے نبی کریم اُن سے کہد یجیے کہ ہنسے جاؤ اللہ تعالےٰ اُس راز کو ضرور ظاہر کریگا جس سے تم ڈرتے ہو۔ **معالم** کہا ابن عباس نے ستر منافقون کے نام مع ولدیت اوتارے گئے پھر منسوخ کر دیے گئے کہ اُن کی اولاد جو مومن ہون ندامت نہ اٹھائین) **استہزا** یعنے یہ ڈر بھی اُن کا یقین سے نہ تھا بلکہ تمسخر سے تھا کیونکہ یقین کرنا تو ایمان ہے۔ تھا

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَ

اور اگر پوچھین آپ انسے کہینگے نہ تھے ہم　مگر بحث کرتے　اور کھیلتے　کہدیجیے کیا اللہ سے اور اوسکی آیتون سے اور

خوض غوطہ لگانا - باتین کرنا　رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝　یہان مراد ہے جھوٹی اور دل لگی کی باتون سے۔ اگر آپ اون سے　پیغمبر سے اسکے ہو تم　تمسخر کرتے　پوچھین اور اون کی بیہودہ باتون سے سوال کرین تو صاف کہدین گے ہم تو جھوٹ موٹھ باتین کرتے تھے اور کھیلتے تھے آپ کہدیجیے کہ اللہ سے اور اُسکی آیتون اور پیغمبر سے تمسخر واستہزا کرتے ہو۔ یعنے اگر تمھاری بات مان لی جائے تو بھی اللہ ورسول سے استہزا ہوگا اور یہ اُس سے زیادہ ممنوع ہے **کبیر** کہا ابن عمر نے کسی منافق نے کہا کہ ہم نے در وغگو نامرد - خوفناک زیادہ ان سے نہین دیکھے مراد اوس کی حضور اور مومنین تھے ایک مسلمان نے کہا تو جھوٹا منافق ہے اور حضور کو خبر دینے گیا کہ آپ پر وحی آچکی تھی جب اوس سے پوچھا گیا تو یہ عذر لغو کیا کہا قتادہ نے بوقت لشکر کشی تبوک منافق ہنستے تھے کہ رومیون کا ملک ودولت لینے کی ہوس رکھتے ہین بوقت مراجعت جب الزام دیا گیا تو بولے ہم تو یون کہتے تھے **احمدی** اللہ ورسول سے استہزا نفاق وکفر ہے۔

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ

نہ عذر کرو　بیشک کفر کیا تمنے　بعد اپنے　ایمان کے　اگر معاف کرین ہم ایک　گروہ سے تم مین سے عذاب کرینگے ہم

ع ۸ اے منافقو عذر نہ کرو بیشک طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ تم نے کفر کیا اظہار ایمان کے
بعد اگر کسی گروہ کو بسبب اُسکے دوسرو گروہ اس لیے کہ وہ تھے گنا ہگار ندامت و توبہ کے بخشدینگے
تو دوسرے گروہ کو (جنکے دل ویسے ہی سخت ہین) عذاب کرینگے اسلیے کہ وہ مجرم ہین۔ یہ جواب ہے
منافقین کے فریب آمیز عذرخواہیون کا کہ یہان معافیت ہو گی تو اوسی کی جس نے سچے دل سے
توبہ کی۔ ابن کثیر آپ نے منافقون کو بلا کر یہ آیتین سُنائین اور فرمایا کیا تم نے ایسا ایسا کہا ہے قسم کہا گئے
کہ ہرگز نہین معالم ابن حمیر الاشجعی جو اسوقت تک اونھین مین تھے صدق دل سے تائب ہوے اور
دعا کی اے اللہ مجھے اپنی راہ مین شہید کر اللہ نے اون کے عذر قبول فرمائے اور وہ جنگ یمامہ مین
شہید ہوئے یہ ہنستے تھے مگر باتین نہ بناتے و ہم یہ کیون ارشاد ہوا کہ تم نے ایمان کے بعد کفر کیا
حالانکہ وہ مومن نہ ہوے تھے د فع یہ ادنھین کے منہ سے اونکا قائل کرنا ہے کہ اگر تم اپنے بیان کے
موافق تھے تو یہ افعال کفر کے ہوے اور اگر مومن نہ تھے تو بحیلہ عذر عبث ہے ف یہ ارشاد کہ ہم
ایک کو بخشدینگے تو [illegible] عذاب کرینگے امید [illegible] ہے کہ دل سے نادم ہو بیان [illegible]
[illegible]

وقف لازم اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ
[illegible]
الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ
[illegible] اللہ [illegible] منافق وہی نافرمان ہین

ایک منافق دوسرے کا ساتھی ہے مرد ہون یا عورتین۔ یہ بُرائیون کی طرف لوگون کو متوجہ کرتے
ہین اور اچھی باتون سے روکتے ہین اور اپنے ہاتھ ادائے زکوٰۃ و صدقات و اعانت اسلام و
خدمت مومنین سے روکتے ہین اللہ کو بھولے ہوئے ہین اللہ بھی اونھین میدان حشر مین بھلا دیگا
پھر کچھ فریاد رسی نہ ہو گی یا دنیا مین عطائے توفیق و نزول برکات و قبول عذر و مغفرت عامہ سے
محروم کر دیے گئے۔ بے شک منافق حکم سے نکل جانیوالے ہین۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا هِيَ حَسْبُهُمْ
وعدہ کیا اللہ نے منافق مردون اور منافق عورتون اور کافرون سے آگ کا دوزخ کے ہمیشہ رہنے والے اُسمیں یہ آگ کافی ہے انکو

اللہ تعالیٰ نے منافق مردون و منافق عورتون	وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ	اور کافرون سے وعدہ کر لیا ہے کہ
اُن کے لیے دوزخ کی آگ ہے	اور رحمت سے دور کیا انکو اللہ نے اور انکو عذاب کائم ہے	اُس مین ہمیشہ رہینگے یہی آگ

اونکے لیے ٹھکانا ہے اور اللہ نے اونھین اپنی رحمت سے دور کردیا ہے اور انکے لیے دردناک عذاب ہے

كَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنكُمْ قُوَّةً وَأَكْثَرَ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا فَاسْتَمْتَعُوا

مثل انکے کہ تھے پہلے تمھارے تھے سخت تم سے زور مین اور زیادہ مال اور اولاد مین پھر نفع اوٹھایا اونھون نے

بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُم بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُم بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ

اپنے حصے سے پس نفع لیا تم نے بھی اپنے حصے سے جیسا کہ نفع اوٹھایا اونھون نے کہ تھے پہلے تمسے حصے سے اپنے اور باتین بناتے

كَالَّذِي خَاضُوا أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ

جیسے باتین بنائین اونھون نے یہ لوگ ہین رائگان گئی عمل اونکے دنیا مین اور آخرت مین اور یہی نقصان پانے والے ہین

یعنی اے منافقو تم بھی بلاے دنیاوی اور عذاب اُخروی مین مبتلا ہوگے مثل اون لوگون کے جو تم سے پہلے تھے اور قوت و مال و اولاد مین تم سے زیادہ تھے اور اپنے دنیاوی حصے سے فائدے اُٹھائے تو تم بھی اپنے حصے سے جو تمھارے مقدر مین ہے نفع اوٹھاؤ جیسے وہ اپنے حصے سے نفع اُٹھا گئے اور بحث بیجا و قیل و قال عبث مین پھنسے رہو جس طرح وہ بق بق و زق زق مین رہے یعنی منافق یہ وہی لوگ ہین جن کے اعمال دنیا و آخرت مین ضایع ہوے دنیا مین بوجہ نفاق و فریب ہر طرف ذلیل تھے ہیرون نا تمام سب کیا برباد آخرت مین کافرون کے ساتھ دوزخ مین گرفتار اور یہ لوگ اپنی تجارت مین نقصان پانے والے ہین نہ سرمایۂ حیات سود مند نہ نقد عمل بکار آمد

أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَقَوْمِ إِبْرَاهِيمَ وَأَصْحَابِ مَدْيَنَ

کیا نہین آئی پاس انکے خبر اونکی جو تھے پہلے اُنسے قوم نوح اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم اور صاحب مدین کے

وَالْمُؤْتَفِكَاتِ أَتَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ

اور اُلٹے ہوئے لائے اونکے پاس پیغمبر انکے نشانیان پس نہ تھا اللہ کہ ظلم کرتا اونپر مگر تھے وہ جانونپر اپنے ظلم کرتے

اے منکرو کیا تم کو اون لوگون کا حال نہین معلوم ہوا جو تم سے پہلے گزر چکے ہین وہ نوح کی قوم ہے جو پانی مین ڈوب کر تری اور امت عاد ہے جو ہواے تند سے برباد ہوئی اور قوم ثمود کی ہے جو زلزلے کے عذاب مین ہلاک ہوئی اور قوم ابراہیم کے یعنی نمرود جنسے نعمتین سلب کرلی گئین اور نمرود کو خدائی کا مزا چکھا یا اور مدین والے امت شعیب ہین جو سائبان کے عذاب سے مرے اور موتفکہ یعنی پھرنے والے وہ قوم لوط ہے جو اُلٹ پلٹ کر جہنم واصل ہوے ان سب کے پیغمبر

کھلی کھلی نشانیان اور زبردست معجزے لیکر آئے اور کوئی عذر نہ سمجھنے کا باقی نہ رکھا پس اللہ نہ تھا کہ اونپر ظلم کرتا مگر وہ خود اپنی جانون پر ظلم کرنے والے تھے نافرمانی کی جہنم کے سزاوار قرار دیے گئے **ف** معلوم ہوا کہ اگلون کے حالات سے عبرت اختیار کرنا لازم ہے ورنہ تارک پر الزام نہ ہوتا۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

اور مومن مرد اور مومن عورتین ایک اونمین کی دوست ہین دوسری کی حکم کرتے ہین نیکی کا

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ

اور منع کرتے ہین گناہ سے اور قائم کرتے ہین نماز اور دیتے ہین زکوٰۃ اور اطاعت کرتے ہین

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

اللہ کی اور اسکے رسول کی یہ لوگ ہین کہ رحم فرمائیگا اونپر اللہ بیشک اللہ غالب حکمت والا۔

اور ایمان والے مرد اور عورتین یہ سب آپسمین ایک دوسرے کے ولی اور دوست ہین یہ حکم کرتے ہین شرعی امور کا اور روکتے ہین برے کامون سے اور نماز اچھی طرح پڑھتے ہین اور زکوٰۃ ادا کرتے ہین اور اللہ و رسول کی اطاعت کرتے ہین یہ لوگ قریب ہے کہ اللہ رحمت کرے اُن پر بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے **ف** آیت مین کئی فائدے ہین (علامات مومنین) ۱ آپس مین محبت رکھنا ۲ اچھی باتین بتانا ۳ برائیون سے روکنا ۴ نماز ۵ زکوٰۃ ۶ ہر امر مین اطاعت خدا و رسول **نکتہ** اس تعمیم سے معلوم ہوا کہ صرف چند فرائض پر کفایت نہین ہو سکتی ہر دم منتظر حکم و آمادۂ خدمت رہنا چاہیے **نکتہ** جب اطاعت نشان ایمان ہے تو معصیت سلب ایمان اور امر مباح عبث **مسئلہ** بعد آنحضرت کے اطاعت رسول یہی ہے کہ علماے ربانی و خلفاے اسلامی کی اطاعت کی جاے (انجام مومنین) استحقاق رحمت خلعت قبول تاج رضا بہشت بریں حصول مدعا (احکام) ہر مسلمان کا حق دوسرے پر ہے۔ اقارب پر صلۂ رحم تکفل نفقات مساکین۔ ولایت و نگرانی نابالغ ولایت نکاح اناث۔ خلیفہ پر جان۔ مال۔ آبروی رعایا کی حفاظت اون کے اصلاح و رفاہ پر توجہ بیکس و عاجز کی حمایت اسلیے کہ (اولیا) جمع ولی بمعنے نزدیک و دوست۔ و حاکم و متکفل ہے اور ہر حال مین مجمل بحسب تفسیر احادیث و اجتہاد ہر شخص کی ولایت و حقوق جداگانہ ہین **مسئلہ** امام وقت ہر صغیر بے وارث کا ولی ہے اس لیے کہ یہ ولایت عام مسلمانون کے ذمے ہے اونکی طرف سے امام ذمہ دار ہوا **مسئلہ** کسی مسلمان پر حلال نہین کہ دوسرے مسلمان کو قول یا فعل یا قصد مجرد سے ضرر پہنچاے اس لیے کہ دوستی و تکفل و حمائت علامت ایمان ہے البتہ حق ستانی امر آخر ہے اقتباس

جب کہ منافقین و کفار ایک گروہ اور مومنین ایک گروہ قرار پا گئے پس وہ سلوک اور وہ محبت جو باہمی مسلمانون مین ثابت و لازم ہے کفار سے رکھنا نہ چاہیے اور وہ عناد و تشدد جو کفار کی نسبت مقتضائے اسلام سے مسلمان سے جائز نہ ہوگا تاکہ امتیاز باقی رہے اور یہی معنے ہین موالات کفار و مراعات اسلام کے ربط مومنین کی نشانیان فرماکر اس رحمت کی تفصیل فرمائی جس کا اونکے مین امیدوار کیا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

وعدہ کرلیا ہے اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتون سے جنتون کا جاری ہین تلے انکے نہرین ہمیشہ رہنے والے وہ ان مین

۷۹ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

اور گھر پاک جنات عدن مین اور رضا اللہ کی بڑی تر ہے یہ وہی کامیابی بڑی ہے

اللہ تعالےٰ نے ایمان والے مردوان اور عورتون سے وعدہ کرلیا ہے جنتون کا جنکے تلے نہرین جاری انمین ہمیشہ رہین نکلنے کا ڈر نہ فنا کا رنج اور محل پاکیزہ جنات عدن مین مسکن اور سب سے بڑھکر اونپر اللہ کا خوش ہوجانا ہے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے ف دوسری آیتین انعام و رحمت کی خبر سناتی ہین اور یہ آیت وعدہ دے رہا ہے پس زیادہ تر اطمینان بخش قلوب ہے اظہار بدور سافرہ مین ہے کہ بہشت کی نہرون کا نہ پانی متغیر نہ ذائقہ اور آپ نے فرمایا کہ مشک کے پہاڑون سے نکلی ہین دوسری روایت مین ہے کہ جنت عدن سے یہ نہرین جاری ہین فرمایا یہ نہرین بالائے زمین روان ہین عمق مین نہین مساکن طیبہ درمنثور مین ابوہریرہ وعمران بن حصین سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت مین موتی کے محل ہین ہر ایک مین ستر گھر یاقوت سرخ کے ہر گھر مین ستر بیت زمرد سبز کے ہر بیت مین ستر فرش ہر رنگ کے ہر ایک پر ایک حور سیاہ چشم جلوہ گر اور ستر خوان نعمت بچھے ہوے اور ستر خوب صورت خادم کمربستہ جنتی کو اس قدر قوت دیجائیگی کہ ان تمام حوران دلفریب اور اغذیہ روح بخش سے متمتع ہو عدن کہا صاحب تفسیر کبیر نے کہ عدن کے بیان مین دو قول ہین ایک یہ کہ عدن نام ہے ایک مقام کا جو جنت مین ہے جیسا کہ صاحب معالم نے کہا کہا عمرو بن عاص نے جنت مین ایک محل ہے جس کا نام ہے عدن اُس کے گرد گرد برج ہین اور پانچ ہزار دروازے اور کہا عطا بن سائب نے عدن ایک نہر ہے اسکے دونون کنارون پر باغ سرسبز کہا ابن مسعود نے وسط جنت مین محل ہے کہا مقاتل نے عدن جنت کا اعلیٰ درجہ ہے اس مین نہر تسنیم جاری ہے اور گرداگرد باغ اور اس مین محل ہین یاقوت اور موتی اور سونے کی عرش سے ہوا چلتی ہے اور اس مین مشک ڈال دیتی ہے کبیر کہا ابن عباس نے عدن ہی چھت عرش ہے اور یہ ایک شہر ہے بلکہ عدن صفت ہے۔

جنت سے یہ معنی اسکے ترتیب پایا گیا جیسا کہ روایت ہے ابن عباس سے کہ عدن معدن سے مشتق ہے
جہاں جنتی ہمیشہ رہین اور اس بنا پر سب جنتین عدن ہین **تحقیق** صاحب درمنثور و معالم اور دوسرے
مفسرون نے باتفاق روایت کی کہ عدن مخصوص ہے پیغمبرون اور صدیقون اور شہیدون کے لیے ۔ اور
آیت سے ظاہر ہے کہ تمام مومن اوسمین داخل ہونگے جیسا کہ عموم لفظ و سیاق سے ظاہر ہے **حل** اگر عدن
بحسب قول ثانی جنت کا وصف ہے تو ہر مومن اوسکا مستحق ضرور ہوگا ۔ اور اگر کسی خاص مقام کا نام ہے
جیسا کہ روایات سے ثابت اور اس قول سے کہ وہ مخصوص بانبیاء و صدیقین و شہدا ہے مفہوم ہے تو تاویل
کی جائے گی کہ جنت تو عموماً عطا ہوگی اور وہین خلود و سکونت ہے مگر عدن اور رضاے خاص سے بھی بقدر
منصب سرفراز ہونگے اور انبیاء و صدیق و شہید عدن مین ساکن اور رضا مین مستغرق رہینگے واللہ اعلم
کبیر جنت سے مراد باغ اور مساکن سے مراد قصر و محل تاکہ عطف مین مغایرت پائی جاے اور گلگشت و چمن
محل تفریح اور حور و قصور رہاے استراحت ہو **رضوان** اللہ کا خوش ہونا پس یہ نعمت تمام نعمتون سے
کہ ذکر و تصور ہین آسکین بدرجہا افضل ہے اسی لیے ارشاد ہوا (اکبر) بصیغہ تفضیل اور مضاف الیہ محذوف
ہے یعنے من کل شئی یا من ذلک المذکور **نکتہ** جس طرح ذات بابرکات حق سبحانہ تعالی تمام چیزون سے
افضل و اکبر ہے ایسی ہی رضاے الٰہی تمام نعمتون سے بڑھکر اسی لیے کلمہ (اکبر) ذکر فرمایا **لطیفہ** عطایاے
الٰہیہ کے چار درجے ہین ۱ ۔ دنیاوی نعمتین گو بنظر رضا و قبول ہون جیسے حضرت یوسف یا حضرت سلیمان پر
یا زمانہ خلافت مین ہمارے حضور کے اصحاب پر مگر فانی اور اعتباری ہین زیادہ وقعت نہین رکھتین ۲ لذائذ بہشت
گو یہ باقی اور محمود ہین مگر تلذذ نفس و جسم کے لیے ہین مراتب علیاے روح کو نہین پا سکتے ۳ لقاے شریف
جسکی امیدون نے قیامت برپا کر رکھی ہے گو سعادت عظمی و مراتب علیا سے ہے مگر طالب مشتاق
متلذذ ہوتا ہے ۴ رضاے خاص اس مین حضرت محبوب متلذذ و محفوظ ہوتا ہے اور فرق تلذذ حبیب
و تلذذ محبوب کا ظاہر ہے جسکا دل بہنا ہوا ہے وہ اس مزے سے ماہر ہے ہ اے کہ مقصود و مدعا طلبی
دم مزن دیگر از خدا طلبی + بے رضا خواہش لقاست حرام + تو لقا از پے رضا طلبی + پس بہشت مین
عطیات محبوب سے تلذذ ہے اور دیدار مین ذات محبوب سے اور رضا مین تلذذ برضا و تلذذ محبوب ہے
ع ۔ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + جنت و ثواب اسلیے مطلوب ہے کہ محل رضا و وعدہ گاہ لقا ہے
مین مقصود و مدعا ہے مگر رضا ایسی صفت نہین جسکا اثر دونو جانب نہ ہو یقین کہ زید ہے راضی ہے
دلیل ہے کہ ہم بھی اوس سے راضی ہین پس کمال رضاے الٰہی اونھین کے لیے ہے جو دنیا مین اوسکی
رضا ہی کا دم بھرتے رہے ہر چند رضاے محبوب نہ اختیاری ہے نہ کسبی مگر اپنے دل کا خوش رکھنا اور

اوسکی ہر ادا کو لذیذ جاننا اپنے تمام ارادے تمام اختیار بلکہ قوت امتیاز وحس ادراک کو بھی فنا کر دینا
اور مقام عبودیت تامہ مین سمجھ کا نا آخر کار موجب محبت و رضاے محبوب ضرور ہوجاتا ہے مسلم فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حق تعالی جنتیون سے کہیگا کیا تم جنت سے راضی ہو عرض کرینگے ہمکو کیا
ہوا ہے کہ راضی نہ ہون ہم کو وہ دیا جو کسی کو نہین دیا ارشاد ہوگا اس سے بھی افضل دون گا عرض کرینگے
اے رب اب اس سے زیادہ کیا ہے فرمائے گا مین اپنی رضا تمپر حلال کیے دیتا ہون پھر کبھی ناخوش
نہ ہون گا ذلک سے مراد یہ تمام انعام یا صرف رضا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ ؕ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ

اے پیغمبر جہاد کیجیے کافرون اور منافقون پر اور سختی کیجیے نیز اور ٹھکانا انکا دوزخ ہے بہت برا بازگشت ہے

اے پیغمبر کفار اور منافقون پر جہاد کیجیے اور ان پر سختی کیجیے انکا ٹھکانا دوزخ ہے اور بری جگہ ہے
ف بظاہر منافق و کافر دونون کے لیے ایک حکم ہے مگر ایسا نہین بجائے اقرار ایمان امان واجب ہے
لہذا مفسرون نے مختلف تاویلین کین کہا گیا جہاد سے مراد باقی **تشدد** دوسرا رائش ہے یعنی کفار
کے حق مین تو قتال نہین اور کہا گیا مراد اعراض سے روسے مگر یہ حکم عام ہے مومن و منافق دونون مین۔
اور کہا گیا کہ کافرون سے لڑو اور منافقون کو فہمائش کرو یہ جمع درمیان حقیقت و مجاز جائز نہین بالان
یہ کہا جاسے کہ منافق بوجہ اتصال ہیں مگر اسس سبب سے کہ ثبوت شرعی غیر ممکن ہے حکم نافذ نہین
ہوسکتا اور فائدہ یہ ہے کہ منافق اور کافر دونون ایک حال مین سمجھے جائین اور سبسے نفرت ان کی توہین
دلون مین قرار پکڑے اور ان سے احتیاط برتین اور اگر کبھی کوئی منافق اقرار کرے کہ میرا
اسلام زبانی ہے اور دل سے اسلام منکر ہے تو حضرت باوجودیکہ منافقون کے حال سے مطلع کر دیے
گئے تھے اسلیے خاموش رہتے کہ بجز ظاہر شرع منصوص تھی اور اخبار غیب سے پردہ دری موجب
ابتلاے عام ہوجاتے یا یہ کہا جاسے کہ جہاد لغت مین مشقت وسعی ہے اور شرع مین وہ سعی جو اصلاح
و دفع شر کے لیے کی جاسے اور سعی اصلاح بسبب اختلاف احوال مختلف ہوتی ہے جس طرح علاج
کبھی قطع عضو اخروج دم سے ہوتا ہے اور کبھی دوسرے آسان ذریعون سے کافر کلم کھلا منکر ہے اُسے
تلوار سے زیادہ کر انکار ظاہر اور شر ظاہر ہو اور منافق کی اصلاح قلبی مقصود ہے جسپر زور نہین چل سکتا بان
تنگ و عار سے توہین نصیحت سے کچھ کام نکلے تو نکلے لبس لبشور عموم مجاز ہر مقام پر معنی مناسب لیے جائینگے
اور اسی کی طرف میل کیا ہے صاحب تفسیر کبیر نے **لطیفہ** نفس امارہ منافق ہے اور شیطان
کافر ان دونون پر جہاد واجب اور نہایت لازم۔

سلہ
مجبوری
معذول
پنج منزل

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ

قسم کہاتے ہین اللہ کی نہین کہا اور بیشک کہنے کلمے کفر کے اور کفر کیا بعد اپنے اسلام کے

وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا وَمَا نَقَمُوْا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ

اور قصد کیا اوسکا کہ نہ پایا اور نہین عیب لگایا مگر یہ کہ غنی کردیا انکو اللہ نے اور اسکے رسول نے فضل سے اپنے

فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا

پس اگر توبہ کرین ہوگا اچھا واسطے اونکے اور اگر منہ پھیرلین عذاب کریگا انپر اللہ عذاب دردناک

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ؀

دنیا مین اور آخرت مین اور نہین واسطے انکے زمین مین کوئی دوست اور نہ مددگار

معالم کہا ابن عباس نے آپ ایک پتھر کے تلے رونق افروز تھے کہ فرمایا ایک آدمی آویگا اور تمکو دیکھیگا شیطان کی آنکھون سے اُس سے بات نکرنا تھوڑی دیر گذری تھی کہ ایک مرد کرنجا آیا آپ نے اوسے بلاکر کہا تو نے ہمین کیون برا بھلا کہا وہ چلا گیا اپنے ساتھیون کو لایا سب نے قسمین کہائین کہ ایسے نہین کہا اللہ تعالیٰ نے اوس کی تکذیب نازل فرمائی اور کلبی نے کہا جلاس بن سوید نے کہا تھا کہ اگر آپ سچے ہین تو ہمین گدھے سے بھی بدتر ہون جب آپ جنگ تبوک سے واپس آئے عامر بن قیس نے حضور مین عرض کیا جلاس مکر گیا آپ نے فرمایا اچھا یہ سے منبر کے قریب قسم کہاؤ دونون قسمین کہا گئے مگر عامر نے ہاتھ اُٹھاکر کہا اے رب اپنے پیغمبر پر میری تصدیق نازل فرما آپ نے فرمایا مومن امین ہوتا ہے جبرئیل یہ تصدیق لے کر آئے جب توبہ کا ذکر آیا تو جلاس کھڑے ہوئے اور عرض کی اے رسول کریم اللہ تعالے مجھے توبہ کی بشارت سُناتا ہے عامر سچے ہین اب مین توبہ کرتا ہون آپ نے توبہ قبول کی اور وہ مومن خالص ہو گئے **الحاصل** اللہ کی قسمین کہاتے ہین کہ ہم نے رسول کو برا بھلا کہا اور کوئی خلاف بات نہین کہی اور بےشک کلمات کفر کہے ہین اور اپنا اسلام زبانی کے بعد کافر ہو گئے اور قصد کیا ایسی بات کا جس مین کامیاب نہ ہوئے (یہ خواہ منافقون کی تمنا کا ذکر ہے کہ ہمیشہ مومنین کی خرابی کے خواہان اور بہکانے کے درپے رہتے تھے یا اُس ارادے کا ذکر ہے جو بوقت واپسی تبوک منافقون نے کیا کہ آپ کو تنہائی مین شہید کرین یا یہ کہ مدینے سے ان ذلیلون کو نکالدین اور ابن ابی منافق کو شاہی عرب کا تاج پہنائین بہرحال وہ اپنے ارادون مین ناکام رہے اور مومنین سے دشمنی نہین کی مگر اسی حسد و رشک سے اللہ نے اپنے فضل اور اپنے رسول کی برکت سے افلاس و جہل و ذلت و مغلوبی اُن کی دور کی غنیمتون سے تونگر فتوح سے قوی

اسلام وتقوی سے معزول کردیا پھر اب بھی وہ نادم ہون باز آئین توبہ کرین تو اون کے حق مین اچھا ہے
اور گویا جلاس کی طرف اشارہ ہے اور اگر روگردانی کرین مثل ابن ابی وغیرہ کے توبہ سے پہلے یا بعد
تو اللہ انھین دنیا مین شدت و رسوائی و مغلوب کرے گا۔ اور آخرت مین جہنم ہے اور عاقبت
تو وہ ہاتھ اٹھا بیٹھے مگر ... زمین پر بھی کوئی اونکا دستگیر نہین۔ مومن بوجہ کفر دشمن اور کافر بسبب
ودغابت غیر مطمئن ہین مسئلہ منافق کہے کہ مین بظاہر مقر تھا حقیقۃً ایمان نہ لایا تھا مرتد کی طرح
قتل کیا جاوے۔ کافر سمجھکر غلام یا ذمی نہ بنائینگے اسلیے کہ اقرار اون تصدیق کا مستحق زیادہ ہے انکار ثانی سے
اور اگر وہ رد... تو اسکے ... قابل تسلیم ہے۔ اور ممکن ہے کہ جابر بن ... کے لیے ایسا کہتا ہو اسی لیے
فرمایا بعد اسلام کے کافر ہو ... ایمان کے مرتد ہو گئے۔ یہ قیامت مین کفار کے ساتھ اور دنیا مین منافقون کے ہمراہ ہونگا

وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنْ آتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝
اور اونمین سے وہ ہین کہ عہد کیا اللہ سے اگر دے ہم کو فضل سے اپنے بیشک ہم صدقہ دینگے اور ہو جاوینگے ہم نیکو کاروں سے

فَلَمَّا آتَاهُمْ مِنْ فَضْلِهِ بَخِلُوا بِهِ وَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ ۝ فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا
پس جب دیا انکو فضل سے اپنے بخل کیا ساتھ اسکے اور پھر گئے اور وہ منھ پھیرنے والے تھے پس نتیجہ دیا اونکو نفاق کا

فِي قُلُوبِهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝
دلون مین انکے اس دن تک کہ ملینگے اللہ سے اسوجہ سے کہ خلاف کیا اللہ سے جو وعدہ کیا اس سے اور بسبب اسکے کہ تھے جھوٹ بولتے

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَأَنَّ اللَّهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ ع
کیا نہ جانا بیشک اللہ جانتا ہے بھید اونکے اور مشورے انکے اور اللہ جاننے والا ہے چھپی ہوئی امورکا

اور ان منافقین سے وہ بھی ہین جنھون نے اللہ سے عہد کیا اگر ہمکو اپنے فضل سے عطا کرے (مال) تو البتہ ہم
خیرات کرین اور نیکوکار ہو جاوین پھر جب اللہ تعالیٰ نے انھین اپنے فضل سے دیا بخل کیا اور پیٹھ پھیری
اعراض کرتے ہوئے دینے عمل بھی چھوڑا اور اسکی پروا بھی نہ کی یہ سخت ترین معاصی ہے پھر اللہ نے
نتیجہ دیا اونکو نفاق قلبی کا جو اس دن تک باقی رہے جسدن وہ اللہ سے ملین اور یہ اس لیے ہوا کہ
اللہ کے وعدے کے خلاف کیا اور اوس کے حکمون کو جھلاتے تھے کیا نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ اون کے
راز اور مشورے سب جانتا ہے اور بے شک اللہ تمام چھپی ہوئی باتون کا جاننے والا ہے کبیر اکثر
مفسرین نے کہا کہ سبب نزول آیت ثعلبہ بن حاطب ہے اس نے حضور سے درخواست کی کہ میرے
لیے تونگری کی دعا فرمائیے آپ نے فرمایا مال قلیل جسپر تو شکر کرے کثیر سے جسکی تجھے طاقت نہو
بہتر ہے ثعلبہ نے پھر کہا کہ مین اسکا حق ادا کرونگا آپ نے فرمایا اگر مین چاہتا میرے ساتھ پہاڑ چاندی

سونے کے بنکر چلتے پھر اُسنے وہی التجا کی آپ نے دعا فرمائی برکت ہونے لگی اُسکی بکریان اسقدر بڑھین کہ مدینہ چھوڑکر جنگل مین رہنے لگا اور حضوری مسجد سے محروم رہا چندے جمعہ مین حاضر ہوا کیا جب اور مال بڑھا جمعہ بھی تشریف نہ لے گیا آپ نے ایک دن اسکا حال پوچھا لوگون نے عرض کیا تین بار فرمایا ثعلبہ ہلاک ہو گیا زکوٰۃ واجب ہوئی تو عامل صدقہ روانہ ہوئے ایک شخص مع نامہ ہمایون ثعلبہ اور ایک مرد سلیمی کے پاس گئے ثعلبہ بولا یہ تو جزیہ کے مثل ہے اچھا تم سب جگہ ہوکر یہان بھی آنا۔ وہ مرد سلیمی کے پاس گئے انھون نے اپنی عمدہ عمدہ اونٹ چھانٹ کر عامل کے حوالے کیے وہ بولے یہ فرض نہین ہے کہ عمدہ مال چھانٹ دیا جائے مرد سلیمی نے کہا میری خوشی یہی ہے پھر وہ عامل ثعلبہ کے پاس آیا اسنے کہا مجھے حکم دکھاؤ وہ فرمان مبلے دکھایا گیا پڑھکر بولا یہ بھی جزیہ کی بہن ہے خیر تم جاؤ مین غور کرون جب یہ عامل حضور مین آئے آپنے سلیمی کے لیے دعا برکت فرمائی اور ثعلبہ کے حق مین کہا خرابی وبلا کی ہے ثعلبہ کے لیے۔ پھر جب یہ آیت اُتری اُسکا کوئی رشتہ دار حاضر تھا حضور کا ارشاد اور قرآن کا نزول اوس سے ذکر کیا ثعلبہ یہ سنکر حاضر ہوا اور زکوٰۃ لایا آپ نے فرمایا اللہ نے تیرے صدقے کے لینے سے منع کیا ہے وہ بہت رویا سر پر خاک ڈالی آپ نے فرمایا یہ تیری شامت اعمال کا نتیجہ ہے تو نے ہماری نصیحت نہ سنی پھر جب آپ انتقال فرما گئے وہ ابوبکر صدیق کی خدمت مین زکوٰۃ لایا آپ نے بھی رد کردی حضرت عمر اور حضرت عثمان کی عہد خلافت مین یونہی مردود رہا اور مر گیا **ف** عدم قبول صدقہ گو کسی ظاہر دلیل سے جائز نہین مگر ممکن ہے کہ خاصہ رسول ہو یا اُسکا کفر ثابت ہوگیا ہو اور اسکا قرینہ قوی نہین ہے اور خلفاء راشدین نے بھی آپ کے حکم کی تعمیل کی ہو اور یہ حکم بہ حد تخیل منافق کے لیے ہے اور معلوم ہوا کہ بدعہدی اور تکذیب سے نفاق پیدا ہوتا ہے بعض گناہون کی سزا عذاب نامہ یا دنیا مین تکلیف وعار ہے اور بعض کی شامت سے دل سیاہ ہو جاتا ہے توبہ کی توفیق نہین ملتی دوسرے گناہ سرزد ہونے لگتے ہین اور یہ بدترین عذاب دنیاوی ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقٰتِ وَالَّذِیْنَ

جو | طعن کرتے ہیں | رغبت کرنیوالون پر | مومنین سے | صدقون مین | اور اونپر جو

لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَیَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

نہین پاتے | مگر مشقت اپنی | پھر ہنستے ہین | اُنسے | ہنستا ہے اللہ اونسے | اور واسطے اونکے عذاب ہے دردناک

جو لوگ طعن وعیب گیری کرتے ہین بخوشی تمام صدقہ دینے والون پر اور اونپر جو مزدوری کے سوا اور کچھ نہین پاتے یہ منافق اونپر ہنستے ہین اور اللہ تعالیٰ اونسے ہنسی کرتا ہے۔ سمجھتے ہین کہ ہمنے مومنین کو دھوکا دیا دونون طرف اچھے رہے اور یہ نہین جانتے کہ مومنین اونھین ساتھ لیے ہین بوقت کامیابی اُن ہو بے پروائی

کرین گے یا آخرت مین پل صراط اور باب جنت پر انکھین چھوڑ دین گے اور کسی مقام پر اون کی رعایت
ومروت نہ کی جائیگی یا جب تک پورا طلبہ نہین ہوتا یہ تالیفِ قلوب سے پھر کون انھین پونچیگا - یہ آیت
منافقین کی رد مین ہے تفصیل اسکی کتب احادیث وتفاسیر مین اس طرح سے کہ جب تبوک پر چڑہائی کی
اور ستر ہزار یا چالیس ہزار مجاہدین خنجر گزار جمع ہوے جن مین سے دس ہزار سوار ستھے روپیہ نہ تھا کہ انکا
سامان کیا جاسے آپ نے اصحاب کو ترغیب دلائی کہ مالی اعانت بھی کرین اپنی اپنی ہمت اور وسعت
کے موافق مال نذر کرنے لگے حضرت ابوبکر نے کل مال حاضر کیا حضرت عمر نے آدہا مال دیا حضرت عثمان کا
قافلۂ تجارت بعزم شام تیار تھا یہ بڑے نفع والی سوداگری سمجھ کر قصد شام ملتوی فرمایا اور دو سو اونٹ
بہ بار اور ہزار ایک ہزار مثقال سونا پیش کش کیا حضرت نے دعا دی اے اللہ عثمان سے راضی ہو مین
بھی اون سے راضی ہون - عبدالرحمن ابن عوف نے آدہا مال یعنے چار ہزار درم نذر کیے ابو عقیل نے
رات بھر آب کشی کی دو صاع خرما مزدوری مین ملا آدہا اپنے بالون کو کھلایا آدہا نذر اللہ کیا کہا گیا کہ ایک
صاع تھا اور مسلم مین آدھا صاع مروی ہے منافق ہنسنے لگے کہ عبدالرحمن ناموری چاہتے ہین اور ابو عقیل کا
مال حقیر اللہ ورسول کے قبول کے قابل نہین ارشاد ہوا کہ (مطوعین) یعنے عبدالرحمن اور (صاحب جہد)
یعنے ابو عقیل پر طعن کرنے والون سے اللہ تمسخر کرے گا یعنے اس طعن وتمسخر کی سزا دے گا یا مومنین مین
رکھکر کفار کے ساتھ حشر کرے گا **ف** طعن وبدظنی وتمسخر اور نیکبختون پر ہنسنا شیوۂ منافقین ہے

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ
بخشش مانگین آپ انکے لیے یا نہ بخشش مانگین اگر بخشش مانگین آپ انکے لیے ستر بار تو بھی نہ بخشیگا اللہ

لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ع
اونکو یہ اسلیے ہے کہ انھون نے کفر کیا اللہ اور اسکے رسول سے اور اللہ نہین راہ دکھاتا قوم نافرمان کو

آپ مغفرت مانگین یا نہ اور اگر ستر بار مغفرت مانگینگے اللہ تعالی نہ بخشے گا اون کو یہ عدم مغفرت اس لیے
ہے کہ اونھون نے کفر کیا اللہ ورسول سے اور اللہ تعالی نافرمانبردارون کو راہ راست نہین دکھاتا
استغفار اللہ تعالے سے اوس گناہ کی بخشش مانگنا جس کی جزا عالم آخرت سے متعلق ہو
پس نماز جنازہ بدرجہ اولی ممنوع ہوگی اور یہ سفارش کہ اے اللہ فلان منافق کو فلان بلاے دنیاوی سے
بچاسے یا بادشاہ اس کی خطا معاف کرے اس ممانعت سے خارج ہے **سبعین** یہ عدد نہ اس آیت مین
اپنے حقیقی معنون مین مستعمل ہے نہ دوسری خبرون مین بلکہ کنایہ ہے کہ کل سے کم اور زیادہ سے زیادہ اسلیے
کہ ستر کا جزو اول یعنے سات اصول اعداد کے دو تہائیون سے زیادہ ہے اور جزو دوم یعنے دس

ستاسے اعداد تیں بایک اعتبار سے کلیت اور دوسری نسبت سے کثرت ال کر ایسی ایک مقدار حاصل ہوئی جو کل سے کم ہو اور زیادہ سے زیادہ ہو اور یہ وجہ کہ سات کا عدد کیوں اختیار کیا اور دس ہی کے عدد میں ضرب دیا گیا ظاہر ہے اکثر بڑی چیزیں سات ہیں - آسمان - زمین - نجوم - سیارہ - ایام - دوزخیں - در بہشتیں جن میں جنتی رہیں گے پس سات کا عدد مقبول و شریف ہے اور طاق بھی ہے جس کی نسبت ارشاد ہوا اِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ وَّيُحِبُّ الْوِتْرَ اللہ واحد ہے اور طاق کو دوست رکھتا ہے اور دس سے ضرب دینے میں دوسرے عدد سے استعانت نہیں بلکہ ایک صفر بڑھا دیا جاتا ہے

استغفر سے اختیار ثابت نہیں ہوتا کہ چاہو تو کفار کے لیے دعا سے خیر کرو بلکہ بکمال غضب بتاکید کنایۃً ممانعت فرمائی کہ سعی بے سود اور دعا مردود ہے اسکی باقی تصریح صفحہ ۲۶۹ میں آتی ہے

فاسق سے مراد کافر ہے اسی لیے نسبت فعل کفر و عدم مغفرت کی خبر مذکور ہوئی **مسئلہ** کسی شخص کے بطن نفاق دعاے مغفرت ممنوع نہیں ہوسکتی اگرچہ نفاق کفر ہے مگر یقین نفاق غیر ممکن **ہدایت** سے مراد توفیق خیر یا رہنمائی بہشت یا وہ راہ دکھانا جس سے جنت ملے **لطیفہ** چونکہ آیت میں پیغمبر کی طرف بھی خطاب میں نشتر ہے کہ آپ بھی سفارش کریں یا نہ مگر ہم توجہ نہ کریں گے لہذا علت بیان کر دی کہ وہ صرف اللہ ہی سے منکر نہیں بلکہ آپ سے بھی منکر ہیں اور آپ کے حقوق آپ کے دشمنوں کی سرکوبی غیرت و انتقام الٰہی سے متعلق ہے آپ اپنی خطا بخش ہی نہیں سکتے اس لیے کہ آپ کا کرم عام ہے اور عفو پر حریص ہیں مگر اللہ تعالیٰ آپ کے حقوق کا محافظ ہے

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

خوش ہوئے پیچھے چھوڑے گئے بیٹھ رہنے سے خلاف رسول اللہ کے اور برا جانا کہ جہاد کریں اپنے مالوں

وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۭ لَوْ كَانُوْا

اور جانوں سے راہ میں اللہ کی اور بولے نہ سفر کرو دھوپ میں کہدیجیے آگ دوزخ کی سخت تر ہے گرمی میں اگر وہ ہوتے

يَفْقَهُوْنَ ۝ — سمجھتے

خوش ہوئے پیچھے رہجانے والے جو جنگ تبوک میں ہمرکاب رسول اللہ نہ گئے اور برا جانا کہ جان و مال سے راہ خدا میں جہاد کریں اور آپس میں کہتے کہ اس لو اور دھوپ میں سفر نہ کرو اے نبی بشیر و نذیر آپ ان سے کہدیجیے دوزخ کی آگ تمھارے اس دنیا کے گرمی سے سخت تر ہے اس سے بچنا اور اس میں گرنا کیا سمجھ ہے

آیت میں ان منافقوں کا ذکر ہے جو بحیلہ و بہانہ ساتھ نہ گئے دل میں خوش تھے۔

[illegible]

کہ مشقت سفر و معرکہ اہل صفر و زخم تیغ و خنجر سے بچے رسول اور اون کے ساتھی دہوپ لوہ میں پہاڑون میدانون میں تشنہ لب آبلہ پا پریشان و حیران اور ہم باغون کی ٹھنڈک مکانون کے سایے میں اپنے اہل و عیال دوست واحباب کے ساتھ براحت دامان **ف** عبارۃ معلوم ہوا کہ دوزخ کی حرارت دنیا کی حرارت سے بدرجہا بڑھے ہوے ہے جیسا کہ انس بن مالک سے مروی ہے

اِنَّ نَارَكُمْ هٰذِهٖ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِّنْ نَارِ جَهَنَّمَ وَلَوْلَا اَنَّهَا اُطْفِئَتْ بِالْمَاءِ مَرَّتَيْنِ مَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا وَاِنَّهَا لَتَدْعُو اللّٰهَ اَنْ لَّا يُعِيْدَهَا فِيْهَا

(رواہ ابن ماجہ) بے شک تمھاری یہ آگ دوزخ کی آگ سے ایک حصہ ہے ستر حصون سے اور اگر یہ آگ دوبار پانی مین نہ بجھائی جاتی تم اس سے بھی فائدہ نہ اوٹھا سکتے اور یہ آگ اللہ سے دعا مانگتی ہے کہ پھر اوسے دوزخ کی آگ مین نہ داخل کرے اور اشارۃ بتادیا کہ یہ پیچھے رہجانے والے سزاوار نار ہو گئے **مسئلہ** جو شخص بوقت ضرورت جہاد مین امام کا ساتھ نہ دے اسے وعید کا سزاوار ہوگا **قیاس** جمعہ وجماعت یا اور کسی فرض کے ادا کرنے مین دھوپ یا جاڑے وغیرہ کا عذر موجب برات نہین ہوسکتا اس لیے کہ مصائب دنیاوی جو تعمیل امر الٰہی مین ہون مصائب اُخروی سے جو مخالفت و ترک مین معین ہین نہایت کم ہین **وہم** مخلف کے معنے (چھوڑا گیا) اور یہ منافق خود رہ گئے تھے انھین (متخلف) خود رہجانے والا - کہنا چاہیے تھا **دفع** کہا صاحب تفسیر کبیر نے کہ بعض کو تو خود حضرت نے چھوڑ دیا تھا اس لیے کہ اُن کے ہمراہی موجب فساد و اغوا تھے اور بعض کو خود رہ گئے تھے مگر دوسری آیت مین ممانعت ہوگئی کہ اب وہ چلین تو بھی نہ لے جاؤ **ف** ممکن ہے کہ کہا جاسے اوٹھین توفیق الٰہی نے چھوڑ دیا تھا۔

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءً ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

پس چاہیے کہ ہنسین کم اور روئین بہت یہ بدلا ہے اوسکا کہ تھے کماتے

اے نافرمانبردارو تھوڑے دن ہنس بول لو پھر مسلمانون کی کامیابی اور منافقون کی فضیحت و خرابی پر بہت کچھ رونا پڑے گا - یا دنیا مین یہ عیش فانی غنیمت جانو مرے اور ہمیشہ کے لیے رونا ہے اور یہ تمھارے فعلون کی سزا ہے **ترغیب** آپ نے اصحاب کو ہنستے کھیلتے دیکھ کر فرمایا اے لوگو تم ہنستے ہو اور دوزخ بہشت موجود ہے جو مین جانتا ہون اگر تم جانتے تو تھوڑا ہنستے اور بہت روتے اور کھانا پینا چھوڑ کر جنگل کی طرف نکل جاتے اور اللہ سے پناہ مانگتے **معالم** آپ نے فرمایا اے لوگو روؤ اور نہ رو سکو تو رونے کی صورت بناؤ اور یہ تکلف روؤ بے شک دوزخی دوزخ مین

اسقدر روئین گے کہ اُن کے آنسو رخسارون پر نہرون کی طرح بہین گے پھر جب آنسو ہو چکین گے بقدر خون بہے گا کہ چاہو تو کھیت سینچ لو **ف** یہ آیت اگر بطور خبر ہے تو بے شبہہ کفار کی خوشی قلیل اور غم طویل ہے اور حکم ہے تو مطلب یہ ہے کہ دنیا کی خوشی غم دین پر غالب نہ آنے پائے۔ اور کثرت ضحک بھی خلاف اولیٰ ہوگا پس یہ دونون امر استحبابی ہو نگے۔

فَإِن رَّجَعَكَ اللَّهُ إِلَىٰ طَائِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَأْذَنُوكَ لِلْخُرُوجِ فَقُل لَّن

پس اگر پھیرے تجھے اللہ طرف کسی گروہ کے اونمین سے پھر وہ اجازت مانگین آپ سے واسطے نکلنے کے پس کہدیجیو نہ

تَخْرُجُوا مَعِيَ أَبَدًا وَلَن تُقَاتِلُوا مَعِيَ عَدُوًّا ۖ إِنَّكُمْ رَضِيتُم بِالْقُعُودِ

نکلو تم میرے ساتھ کبھی اور نہ لڑو میرے ساتھ کسی دشمن سے بیشک تم خوش ہوئے ہو بیٹھ رہنے پر

پھر جب اللہ آپ کو اُن منافقون کے گروہ کی طرف پھیر لائے

أَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوا مَعَ الْخَالِفِينَ ۝

پہلی مرتبہ پس بیٹھے رہو ساتھ پیچھے رہنے والون کے

دیعنے باعانت الٰہی جنگ تبوک سے آپ مدینے مین آئین) اور دوسرے کسی جہاد مین یہ منافق آپ سے رخصت طلب کرین ۳۱
کہ ہم کو بھی ہمراہ لے چلیے تو آپ کہدیجیے تم ہمارے ساتھ نہ جاؤ اور ہمارے ہمراہ کسی دشمن سے نہ لڑو تم تو پہلی بار بیٹھ رہنے پر خوش ہوے تھے اب اُنھین رہجانے والون کے ساتھ بیٹھے رہو **ف** جب وہ خود آمادہ ہون تو امر حق سے روکنے کی کیا وجہ اس لیے کہ بحکم ظاہر کا فر نہین کہہ سکتے کہ ادائے اوامر اُسپر ہو اور بعد تسلیم اسلام روک نہین سکتے **دفع** مراد یہ ہے کہ بدون توبہ بحالت نفاق لطمع مال یا بخوف ضرر تمھاری ہمراہی پر آمادہ ہون گے تم ایسی خدمت قبول نہ کرنا اور اسی پر اشارہ کر رہا ہے لن تخرجوا ولن تقاتلوا اس لیے کہ لن مین تاکید نفی اور خبر آئندہ ہوتی ہے یعنی ہرگز انسے زمان آئندہ مین بھی خروج و قتال مخلصانہ نہ پایا جائے گا اور خوشامد منافقانہ معتبر نہین۔ یا یہ کہ کوئی خدمت قبل توبہ قبول نہ کرو پس یہ ممانعت عدم قبول عذر و ندامت و اسلام پر مبنی نہین بلکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ اُن سے خلوص نہ ہوگا یا یہ کہ بحالت نفاق اون کی بات نہ سنی جائے **مسئلہ** امام کو چاہیے کہ جس پر نفاق اور فتنہ پردازی کا گمان ہو اُسے مصالح ملکی اور مشورۂ اُمور مین داخل نہ دے

وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ ۖ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ

اور نہ نماز پڑھ کسی پر اونمین سے کہ مرا کبھی اور نہ کھڑا ہو قبر پر اسکی بیشک وہ کافر ہوے اللہ

وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ ۝ وَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا

اور رسول سے اور مرے اس حال مین کہ وہ فاسق تھے اور نہ اچھے معلوم ہون تجھے مال اُنکے اور اولاد اون کی نہین

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝

چاہا اللہ نے یہ کہ عذاب کرے انپر ساتھ اسکے دنیا مین اور نکل جائین جانین اونکی اس حال مین کہ وہ کافر ہون

اور منافق مرے تو اوس کے جنازے کی نماز نہ پڑھایئے اور نہ کبھی قبر پر کھڑے ہو جیے بیشک اُنھون نے اللہ و رسول سے کفر کیا ہے اور بحالت فسق مرے ہین اور آپ کو اونکے مال و اولاد اچھے نہ معلوم ہون تعجب مین نہ ڈالین اللہ نے تو یہی چاہا ہے کہ ان کے مال و اولاد سے انپر دنیا مین عذاب کرے اور انکی جان کفر کی حالت مین نکلے یہ آیت ابن ابی بن سلول منافق کی موت مین نازل ہوے بخاری نے روایت کی کہ جب ابن ابی مرا اس کا بیٹا مومن خالص خادم جان نثار اصحاب و انصار سے تھا بمقتضائے محبت یا ادائے حق پدری) خواستگار ہوا کہ حضور کا قمیص مقدس جو جسم اطہر سے مس ہوا ہے کفن کے لیے عنایت ہو نبی کریم نے قبول فرمایا پھر عرض کی حضور نماز پڑھائین آپ تو رحمۃ للعالمین ہین کھڑے ہو گئے عمرؓ فاروق نے دامن پکڑا اور کہا یا رسول اللہ آپ اسکی نماز سے منع کیے گئے ہین ارشاد ہوا مجھے اختیار دیا گیا ہے چاہون استغفار کرون چاہون نہ کرون ستر بار تک مغفرت نہ ہوگی مین اس سے زیادہ استغفار کرونگا۔ عمرؓ نے کہا وہ منافق تھا آپ نے اسکا جواب نہ دیا اور نماز پڑھانا چاہے تب یہ آیت نازل ہوئی کہ آپ انپر نماز نہ پڑھیے تیسیر پھر آپ نے کسی منافق پر نماز نہ پڑھائی مسئلہ نماز جنازہ ہر مومن کے لیے ثابت ہے ورنہ ممانعت نہ ہوتی (احمدی) مسئلہ کافر کے دفن وغیرہ مین بغرض ادائے حق اسلام و سنت پیغمبر قیام منع ہے نہ مطلق اسلیے کہ لاش کافر کا دھونا اور کپڑے مین لپیٹنا اور زمین مین دبا دینا ثابت و مروی ہے پس لاتقم سے مراد قیام اہتمام ہے نہ مطلق قیام وہم حضور کا یہ ارشاد کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے چاہون استغفار کرون یا نہ کرون جیسا کہ فرمایا اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سیاق قرآن کے موافق نہین ہے ورنہ کفر و ایمان بھی اختیاری ہو جاتا جیسا کہ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ حالانکہ اس سے اختیار بالاتفاق سمجھا نہین گیا دفع ان دونون مین اتحاد نہین ہے کفر ہر حال مین قبیح ہے پس اختیار کا سمجھنا ممنوع اور استغفار جملہ احوال مین حسن مگر بعض صورتون مین ممنوع ہونے سے کلیۃً ممانعت نہوگی پس تاویل اختیار بجا و درست ہے وہم آپ نے فرمایا کہ ستر بار سے زیادہ استغفار کرون گا اس سے مفہوم مخالف کا معتبر ہونا سمجھا گیا دفع نہین ستر بار کا بے سود ہونا آیت سے پایا گیا اور اس سے زیادہ سے سکوت رہا پس حکم اصلی یعنی استغفار کا مفید اور خیر ہونا عود کر آیا یہ امید باعتبار اصلیت استغفار ہے نہ باعتبار مفہوم مخالف وہم منافق دنیا مین مومن اور اللہ کے نزدیک کافر ہے تو حضور نے باوجود علم منافق کے لیے استغفار کیون کیا جس سے سمجھا جاتا ہے کہ استغفار بحق کفار جائز ہو دفع حضور حکم ظاہر پر مامور تھے اور بحسب ظاہر کسی منافق کو قطعاً کافر نہین کہ سکتے

اور یہ نماز و استغفار وغیرہ بھی بحسب حکم ظاہر تھا و نیز حضور نے ایسے منافق کو جو منافقون کا سردار تھا قمیص خاص کیون عطا فرمایا **دفع** ارباب سیر نے یہان بہت وجوہ نقل کیے ہین مثلاً ابن اُبی نے حضرت عباس کو بحالت اسیری بدر اپنا قمیص پہنایا تھا حضور کو منظور نہ ہوا کہ اسکا احسان آپ کے عم بزرگوار پر رہجاے - اور یہ کہ اسکا بیٹا بڑا مومن خالص تھا اوسکی خوشی بھی مقصود تھی اور یہ کہ حضور کا اخلاق ضعیف الایمانون پر عمدہ اثر ڈالے اور ایسا ہی ہوا کہ کثیر آدمی ان عنایتون کو دیکھ کر مسلمان ہوگئے **مسئلہ** مجتہد کو چاہیے کہ وعید ہاے عذاب مین تاویل اختیار کرے اور وعدہ انعام مین توسیع جیسا کہ سمجھا گیا حضور کے طرز استدلال سے **مسئلہ** معلوم ہوگیا کہ کوئی شے بے محل نفع نہین دیتی تبرک رسول اور دعاے مقبول اُسکے کفر یا بد اعتقادی سے اُسے مفید نہ ہوئی **مسئلہ** جب تک احتمال اسلام باقی ہو نماز جنازہ ساقط نہ ہوگی با اہتمام غسل پڑھائی جاسے یا کسی اور طرح **ہان** اسقدر منقول ہوا کہ آنحضرت بعد ممانعت کے خود نماز جنازے مین قدرے توقف فرماتے اور حضرت عمر بھی اسکا لحاظ رکھتے ہین سلطان و قاضی یا وہ پیشواے قوم جنکی نماز موجب سعادت دائمی سمجھی جاتی ہو کسی شریر فاسق پر خود نماز نہ پڑھے دوسرون سے پڑھوائے کہ دیکھنے والون کو عبرت اور فسق و فجور سے احتراز ہو - تو مضائقہ نہین - مگر بالکل نماز نہونا موجب معصیت ہے - آیہ لاتعجبک - سے آخر تک صفحہ ۲۶۹ مین ابھی گزر چکی ہے وہین اُسکی تفسیر دیکھ لیجیے تکرار بیفائدہ ہے

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ

اور جب اوتاری جاے کوئی سورت کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور جہاد کرو ساتھ اُسکے رسول کے رخصت مانگین تجھسے صاحب مقدرت

مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ۝ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ

اونمین کے اور کہین چھوڑ ہمکو رہین ہم ساتھ بیٹھ رہنے والون کے خوش ہوے کہ رہین ساتھ پیچھے رہجانے والونکے اور مُہر کردی گئی

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝

دلونپر اون کے پس وہ نہیں سمجھتے

اور جب کوئی سورت یعنے حکم اُترے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اوس کے پیغمبر کے ساتھ جہاد کرو مالدار تو نا منافقون سے عذر خواہی کریں اجازت مانگین کہ ہم کو چھوڑ دیجیے ہم گھر مین رہین اور اس بات پر راضی ہوگئے کہ پیچھے رہ جانے والون کے ساتھ رہجائین اور اون کے دلون پر مہر کردی گئی پس وہ کچھ بھی نہین سمجھتے **سورۃ** سے مراد حکم **الوالطول** کی تخصیص اس لیے ہے کہ ضعیف اور مسکین کا عذر قبول کے قابل ہوا کرتا ہے اور اشارہ ہے کہ جہاد اور مجاہدی سے زیادہ جان چھپانے والے وہی ہوتے ہین جنھین اللہ تعالے نے بہت کچھ دیا ہے پس مال وبال ہے نہ ذریعہ حسن مآل **طبع** یعنی توفیق خیر سلب کرلی گئے نافہم ہوگئے۔

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ

مگر رسول اور وہ جو ایمان لائے ساتھ اُسکے جہاد کیے اپنے مالون سے اور اپنی جانون سے اور وہی ہین

لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ

کہ واسطے اُنکے نیکیان ہین اور وہی ہین رستگار تیار کیے اللہ نے واسطے اُنکے باغ

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ع ۱۱

کہ جاری ہین نیچے اُنکے نہرین ہمیشہ رہنے والے اوسمین یہ کامیابی بڑی ہے

البتہ رسول اور اُن کے ساتھی یعنے اُنکے اعتقاد او حکم کے موافق ایمان لانے والے مال وجان سے جہاد کرتے ہین یہی لوگ ہین جنھین خیرات حاصل نجات میسر ہے اُنکے لیے وہ باغ تیار کیے گئے ہین جنمین نہرین روان ہین اُنمین ہمیشہ رہین نہ خوف زوال ہے نہ فنا کا ملال اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے **ف** معلوم ہوا کہ احکام شرع مین عذر وتساہل علامت نفاق اور آمادگی نشان خلوص واستحقاق ہے کہا ابن عباس نے کہ خیرات سے وہ انعام مراد ہین جنھین اللہ ہی جانے **ابوسعود** خیرات سے مراد حورین ہین جیسا کہ خود فرمایا خَيْرٰتٌ حِسَانٌ خوبصورت حورین **ف** خیرات جمع خیر بطور عموم خواہ جمیع خیرات مراد ہین دینی و دنیاوی اور ذکر جنت بطور تخصیص بعد التعمیم ہے یا یہ کہ یہ خیر جنت کی غیر ہے جیسا کہ مقتضائے واو عاطفہ کا یہی ہے پس مراد اس سے حکمت ولایت خلافت کمال علوم تکمیل نفس حسن اخلاق مراتب ولایت وغیرہ ہے جس کی انتہا اور تفصیل اللہ ہی جانے اور علماے امت و اولیاے اسلام اور شجاعان عرب وخلفاے عادل اس وعدے کے مصداق ہین۔

وَجَاۗءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا

اور آئے عذر خواہ اعراب سے تاکہ رخصت ہوجائے اُنکو اور بیٹھ رہے جنھون نے جھٹلایا

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

اللہ کو اور اُسکے رسول کو پہونچیگا اُنھین جو کافر ہوئے اونمین سے عذاب دردناک

اور اعراب عذر کرتے ہوئے آپ کے پاس آئے کہ آپ ان کو رخصت دیدین اور ہمراہ نہ لیجائین اور جو اللہ و رسول کو جھٹلاتے تھے وہ بیٹھ رہے تو اُنھین سے کافرون کے لیے عذاب دردناک ہے **معذرون** مین تین قول ہین ا بہ تشدید ذ اور یہ عام قرأت ہے باب تعذیر سے بمعنی تقصیر یعنے عذر بیجا وغیر کافی کرنیوالے اور بے عذر بیٹھ رہنے والے دونون مبتلاے عذاب ہونگے ۲ بتخفیف ذ باب اعذار سے یعنی صاحب عذر یہ بھی ایک قرأت ہے اور اسی کو ابن کثیر نے ترجیح دی اور کہا یہ عذر خواہ بنی غفار کے آدمی تھے یعنی صاحب

عذر حاضر ہوکر رخصت طلب ہوئے اور وہ جو خدا اور رسول کو جھٹلاتے تھے بے عذر بیٹھ رہے انمین سے
کافرون کے لیے عذاب ہے اور من تبعیضیہ سے معلوم ہوا کہ صحیح عذر کرنے والے ماخوذ نہین ہ۔ اصل اسکی تعذرون
تھی ت ۔ ذ مین مدغم ہوگئی اسکے معنی کبھی عذر صحیح اور کبھی عذر باطل دونون آتے ہین جیسا کہ تفسیر کبیر مین
ہے معالم یہ لوگ عذر خواہ عامر بن طفیل کے گروہ والے تھے آپ نے فرمایا اللہ نے مجھے تمہارے
حال سے خبر دیدی اور تمہاری شرکت سے بے پروا کر دیا کبیر یہ لوگ عامر بن طفیل اور غطفان کے
گروہ کے تھے آپ سے عرض کی اگر ہم ہمراہ چلین تو دوسرے ارد گرد کے لوگ لوٹ مار کرین گے
آپ نے اجازت دیدی ربط اظہار غضب اور عذر منافقین کے بعد مومنین معذورین کی طرف التفات ہوا

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاۤءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ

نہین ہے ناتوانون پر اور نہ بیمارون پر اور نہ اُنپر جو نہین پاتے وہ کہ خرچ کرین

حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۙ

تنگی جبکہ خیرخواہی کی اللہ کی اور اُسکے رسول کی نہین محسنین پر کچھ الزام اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

جو کمزور بیمار ہین اور جو تہیدست زاد و راحلے سے عاجز ہین اُنپر کوئی تنگی نہین جب وہ اللہ و رسول کی
خیرخواہی کرین یا دوسرونکو اللہ و رسول کے لیے نصیحت کرتے رہین احسان کرنیوالونپر الزام نہین ہوتا اور
اللہ بخشنے والا مہربان ہے نصیحت خیرخواہی درمنثور حواریون نے حضرت عیسیٰ سے پوچھا کہ اللہ کیواسطے
خیرخواہ کون ہے فرمایا جو اللہ کا حق آدمیون پر مقدم کرے اور جب اُسے دو ضرورتین پیش آئین ایک دینی دوسری
دنیاوی تو دین کو پہلے انجام دے کبیر یہان نصیحت سے یہ مراد ہے کہ وطن مین رہین اور مجاہدین کے اہل وعیال کی
نگرانی کرین خبرین پہونچائین جو اعانت گھر بیٹھے کرسکین اُٹھا نرکھین جامع نصیحت سے مراد خلوص ہے یعنی اللہ و
رسول پر بخلوص ایمان لائے ہون ف ممکن ہے کہ مفعول بہ اسکا محذوف ہو یعنی نہ جائین مگر جہاد زبانی سے خاموش
نہون دوسرونکو اللہ و رسول کے واسطے نصیحت و تعلیم خیر کرتے رہین آب دو امر ثابت ہونگے ۱ یہ کہ رخصت بقدر عذر
ہے چلنے اور لڑنے سے معذور ہین دل و زبان تو قابو مین ہے نیت خالص رکھین تعلیم اسلام و امر بالمعروف و نہی عن المنکر
سے سکوت نکرین ۲ یہ نصیحت احسان ہے پس وہ محسن ہوکر الزام سے بری رہینگے کما اصحاب تفسیر نے کہ ابن ام مکتوم
جو نابینا تھے اور معقل بن یسار اور صخر بن خنسا وغیرہ مفلس محض تھے اور محرومی رکاب سعادت انتساب پر افسوس
کرتے تھے بری الذمہ کیے گئے انتہی کی یہ آیت ناسخ ہے (انفروا خفافا و ثقالا) کی اُسمین سبکو جہاد کرنے کا حکم ہے
اور اسمین معذور مستثنیٰ کیے گئے ف صفحہ ۲۳۸ مین لکھا گیا کہ نہ آیت مذکور عام ہے نہ نسخ کی حاجت محسن
نکو کار کبیر اصل احسان لا الہ الا اللہ کہنا ہے پس ہر مومن محسن ہے لیکن نفی الزام اسی واقعے کے ساتھ خاص ہے

یعنے جو الزام منافقین پر لگائے گئے وہ مومنین پر نہین احمدی معنی آیت یہ ہین کہ مومن عذرخواہ بشرط نصیحت محسن ہین اور جملہ محسنین الزامون سے بری ہین پس حکم عام ہوگیا **ف** محسنین پر الف لام جنس یا استغراق کا مفید عموم ہے اور سبیل نکرہ مثبتہ ہے بطور بدل ہر سبیل یعنی الزام کو شامل پس مراد یہ ہے کہ کسی محسن پر کوئی الزام نہین مگر ہمیشہ نہین بلکہ اُسی فعل احسان مین جیسے امین۔ وکیل۔ ولی۔ قاضی مجتہد۔ طبیب مشیر نقصانون کے الزام سے بری ہین اور اس کلمے سے بہت مسئلے نکلتے ہین مسئلہ معلوم ہوگیا کہ شر ذریعہ خیر نہین ہوسکتا اسلیے کہ شر کو الزام لازم اور خیر سے منتفی ہے مسئلہ نیکی پر قادر نہونے کی حسرت بھی نیکی ہے اسی سبب سے ان معذورون کو محسن فرمایا مسئلہ شیخ فانی ورنا بالغ اور عورتین ضعف کے تحت مین داخل ہین مسئلہ مفلسون کی برئت اُسی حد تک ہے کہ انھین مال کی ضرورت ہو پس جبکہ دشمن سر پر آگیا تو ہر ایسا شخص جو لڑ سکتا ہے معذور نہوگا

وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ

اور نہ اونپر کہ جب آئے آپکے پاس کہ سوار کرین آپ انکو کہا آپنے نہیں پاتا ہون کہ سوار کرون تمکو اوسپر پھرے اور آنکھین اُنکی

اور اُنپر بھی الزام نہین جو خدمت نبوی مین حاضر ہوے کہ آپ **تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ؕ** انھین سوار کردین آپنے کہا میرے پاس ایسی سواری نہین

بہاتی ہین آنسو حسرت سے یہ کہ نہیں پاتے وہ کہ خرچ کریں

کہ تمکو سوار کرون مجبوری پھرے ایسی حالت مین کہ اُنکی آنکھون سے آنسو جاری تھے کمال حزن وملال سے کہ مال نہین پاتے جو لیتے زاد وراحلے مین خرچ کرین ارباب تفسیر واصحاب حدیث نے روایت کی ہے کہ حضور کی خدمت مین مخلص جان نثار بھی آتے اور آپسے درخواست کرتے کہ ہمین سواری عنایت ہو آپ فرماتے سواری نہین ہے وہ روتے حسرت زدہ پھرتے **ابن کثیر** یہ سات انصاری تھے اور کچھ اور بھی تھے انکا نام حزن بکا ہے (باکی) رونے والا ہوگیا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمنے مدینے مین ایسے بھی لوگ چھوڑے ہین کہ جس وادی کو تمنے طے کیا اور جس راہ مین تم چلے اجر مین وہ بھی تمھارے شریک تھے اُنھین عذر نے ہمراہی سے روک لیا **ف** معلوم ہوا کہ حسرت اور شوق کی مشقت تمام مشقتونپر بڑھی ہوئی ہے ورنہ گھر بیٹھنے والے مجاہدین محنت کش کے شریک ٹھہرائے جاتے تحصیل رضاے حق کیلیے ظاہری اسباب موقوف علیہ نہین کچھ نہو خلوص وحسرت وامید وبیم۔ گریہ وبکا تو بدون اسباب ظاہر ممکن ہین۔

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ

نہین الزام مگر اونپر جنھون نے آپسے اذن مانگا اور وہ مالدار تھے خوش ہوے رہ جائین ساتھ پیچھے رہنے والون کے

الزام اُن اذن مانگنے والونپر ہے جو تونگر ہین اور چاہتے ہین کہ کسی **وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝** طرح جان بچاکر رہجائین اللہ نے اُنکے دلون پر مہر کردی

اور مہر کردی اللہ نے دلونپر اونکے پس وہ نہین جانتے

ہے وہ فوائد وانجام سمجھتے ہی نہین یہ اشارہ ہے منافقین کی طرف **معالم** خوالف سے مراد عورتین اور لڑکے ہین

پارۂ یازدہم یَعۡتَذِرُوۡنَ سورۂ توبہ

تمہید جب لشکر اسلام بعزم دفع روم و تسخیر شام تبوک کی طرف روانہ ہوا چند منافق بطمع غنیمت بفساد نیت ہمراہ چلے باقی عذر باطل کرکے رہگئے یہ سمجھتے تھے کہ کہاں یہ گروہ بے سامان اور کہاں روم کی فوج قیصر کی عظمت و شان کامیابی کیسے زندہ پھرنا دشوار ہے اوسا و دعم بامداد الٰہی و ہیبت حق کسی نے دم نہ مارا نعائع پیش آیا نہ مقابل سدرہ ہوا آنحضرت کو یہ خبرکہ رومی عرب پر چڑھائی کرنے والے ہین بے اصل معلوم ہوے بفتح و فیروزی مراجعت فرمائی نوبت بہ نیزہ و تیغ نہ آئے منافق گھبرائے حضور مین حاضر ہوتے قسمین کھاتے عذر بارد و حیلہاے لغو کرتے کہ ہم مجبوری سے رہگئے تھے حق سبحانہ تعالیٰ اپنے پیغمبر غیور مجسم حلم و مروت کو جواب صاف تعلیم فرمایا۔

یَعۡتَذِرُوۡنَ اِلَیۡکُمۡ اِذَا رَجَعۡتُمۡ اِلَیۡہِمۡ ؕ قُلۡ لَّا تَعۡتَذِرُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَکُمۡ

عذر کرتے ہین آپ کی طرف جبکہ پھرے آپ اونکی طرف کہدیجیے نہ عذر کرو ہرگز نہ یقین کرینگے ہم تمپر

قَدۡ نَبَّاَنَا اللّٰہُ مِنۡ اَخۡبَارِکُمۡ ؕ وَ سَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمۡ وَ رَسُوۡلُہٗ

بیشک خبردار کردیا ہمکو اللہ نے خبرون سے تمھاری اور دیکھیگا اللہ کام تمھارے اور رسول اوسکا

ثُمَّ تُرَدُّوۡنَ اِلٰی عٰلِمِ الۡغَیۡبِ وَ الشَّہَادَۃِ فَیُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ

پھر پھیرے جاؤگے تم طرف دانا کے غیب اور حاضر کے پھر جتادیگا تم کو جو تھے تم کرتے

منافق آپ کے پاس عذرخواہی کرتے ہین آپ کہدیجیے کہ ہم تمھارے قول کی ہرگز تصدیق نکرینگے اللہ تعالیٰ نے ہمکو تمھارے حالات مخفیہ سے مطلع کردیا ہے اور اب اللہ اور رسول تمھارے اعمال آیندہ دیکھیگا کہ اسے نفاق پر قائم رہتے ہو یا نادم ہوکر توبہ کرتے ہو پھر (بعد موت) دانائے نہان و آشکارا کے حضور مین تم حاضر کیے جاؤگے وہ تمکو تمھارے اعمال کی جزا و سزا سے مطلع کردیگا اگر نفاق پر قائم رہے تو درک اسفل ہے اور نادم و تائب ہوئے خلوص و ایمان اختیار کیا تو بہشت و رضاے حضرت عزوجل و ہم عذر سے منع کرنا خلاف اصل ہے دفع اعتذار کبھی بمعنے عذر باطل آتا ہے اور یہان یہی مراد ہے اور عذر باطل عقلاً و نقلاً قابل رد ہے جو ندامت و توبہ بعد اقرار و اعتراف ہو وہ قابل قبول ہے اور یہ دروغ و حیلہ جوئی بیکار و فضول سیری یعنے نفاق تو دیکھ چکے تاہم در توبہ کھلا ہے ابھی تک توبہ و انفعال پر نظر ہے غیب اسلیے کہا کہ نہ نفاق اوس پر مخفی ہے نہ خلوص حالانکہ یہ دونون امر غیر ظاہر ہین

سَیَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰہِ لَکُمۡ اِذَا انۡقَلَبۡتُمۡ اِلَیۡہِمۡ لِتُعۡرِضُوۡا عَنۡہُمۡ ؕ فَاَعۡرِضُوۡا

قسمین کھائینگے اللہ کی تم سے جب پھروگے تم اونکی طرف تاکہ درگذر کرو تم اونسے پس منھ پھیرلو

عَنْهُمْ ۭ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۡ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

اوسنے | بیشک وہ نجس ہین اور ٹھکانا اون کا دوزخ ہے | عوض دینا اُسکا کہ | ستھے | کماتے

آپ سے اللہ کی قسمین کھائینگے جب آپ اُنکی طرف مراجعت فرمائینگے تاکہ آپ اُنکی خطا و قصور سے چشم پوشی فرمائین اے مسلمانو ان اُنکی طرف سے منہ پھیر لو یہ لوگ نجس ہین (یعنے اعتقاد مین) اور انکا ٹھکانا دوزخ ہے یہ نجاست اور جہنم انکے اعمال کا پھل اور انکے کیے کی سزا ہے **ف** آیت مین کمال غیظ و غضب کا اظہار ہے کہ نجسون سے منہ پھیر لو نہ عدرسنو نہ انکے حال کا تفحص کرو کچھ واسطہ نرکھو یہ تو دو رخی ہین پس اعراض اول بمعنی عفو و اعراض ثانی بمعنے رد و ترک و قطع تعلق ہے **معالم** کہا ابن عباس نے یہ اسی منافق تھے جنکے حق مین یہ آیت اُتری آپ نے فرمایا کہ انسے ملنا جلنا صاحب سلامت ترک کرو اور رجس اپنے معنی حقیقی پر نہین بلکہ مراد واجب الاحتراز۔ گمراہ کنندہ۔ ایذا رسان۔ ہے پس ایسون کے قریب نہ جانا چاہیے **مسئلہ** ایسی قسم جسکی تکذیب شرع یا مشاہدہ ہو مردود ہے

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝

قسم کھاتے ہین تمسے کہ خوش ہو جاؤ ان سے | پس اگر خوش ہو جاؤگے اونسے | تو بیشک اللہ نہین راضی ہونیکا | قوم نافرمان سے

اے مومنو تم کو قسمین کھاکھا کے پھسلاتے مناتے ہین کہ راضی کرلین (تم ہرگز انسے راضی نہونا اون کے قول پر تم نہ جانا) اور اگر تم راضی ہو جاؤگے تو اللہ تعالیٰ ہرگز راضی نہ ہوگا نافرمانبردارون سے **معالم** ابن ابی نے قسمین کھائین کہ اب کبھی ہم ساتھ نچھوڑینگے حضور راضی ہو جائین حق سبحانہ تعالیٰ نے عام مومنین کی طرف خطاب کرکے منع کر دیا کہ تم اسکی بات نہ سننا اور ہم کبھی اس سے راضی نہ ہونگے **ف** آنحضرت کی طرف اسلیے خطاب نہ فرمایا کہ آپ کی رضا بےسود نہ قرار دی جاے

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى

دیہقانی | سخت ہین کفر | اور نفاق مین اور قابل ہین کہ | نہ سمجھین | حدین اُسکی کہ اُتارا اللہ نے

رَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

اپنے رسول پر | اور اللہ دانا | پختہ کار ہے

الاعراب اعراب دیہقانی الف لام عہد خارجی ہے اور مراد اس سے منافق و کفار اطراف و دیہات (کبیر) حدود جمع حد وہ سزائین جو شارع نے معین کر دین جیسے حد زنا و حد سرقہ مگر یہان مراد احکام و معانی ہین یہ لوگ بوجہ وحشت صحرا نشینی و خفت عقل۔ و عدم صحبت علما۔ و عدم سماع وعظ و کثرت نفاق و کفر دوسرون سے زیادہ، جاہل و نادان رہنے کے سزاوار ہین نہ خود علم ہے نہ سیکھنے کے ذریعے میسر نہ توفیق طلب **حاصل** مدینے کے اردگرد کے گنوار بڑے منافق سخت کافر محض جاہل ہین۔

عام طور پر ایسا نہین جیسا کہ اگلی آیتون سے ظاہر ہے کہ بعض اعراب زکوۃ کو تاوان جانتے ہین
اور بعض ایمان لاتے اور مال کو بامید ثواب خرچ کرتے ہین **مسئلہ** اسی بنا پر فرمایا علما نے
کہ دیہقانی شہری کا امام نہ بنے یعنے غالبًا وہ ناشایستہ جاہل ہوگا پس یہ اکثریہ ہے نہ کلیہ

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ عَلَيْهِمْ

اور بعض دیہقانی وہ ہین کہ ٹھہراتے ہین جسکو خرچ کیا تاوان اور انتظار کرتے ہین تمھارے لیے گردشین اونھین پر

دَآئِرَةُ السَّوْءِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

گردش بد ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے

بعض گنوار وہ ہین کہ خرچ مال کو راہ خدا مین تاوان سمجھتے
ہین صدقہ فطر و قربانی وزکوۃ و نفقات عیال خصوصًا اعانت
مجاہدین و ضروریات دین و خدمت طلبہ یہ سب تاوان اور جبر سمجھ کر ادا کرتے ہین اور اسی کے منتظر رہتے
ہین کہ کب مسلمان گردش روزگار مین مبتلا ہون اونھین پر بری گردشین ہون گی اور اللہ سنتا ہے
دلون کی بات اور جانتا ہے جو ہونے والا ہے **مغرمًا** تاوان یعنے خرچ بیسود و بے ثواب جانتے ہین
مسئلہ مصارف شرعی کا تاوان جاننا اور فرائض اسلامی کو تکلیف و جبر تصور کرنا اور یہ تمنا کہ فلان کو
یہ آفت پہونچے علامات نفاق و اسباب ابتلا سے ہے

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ

اور بعض دیہقانی وہ ہین کہ ایمان لاتے ہین اللہ پر اور پچھلے دن پر اور ٹھہراتے ہین جو خرچ کیا موجب ثواب پاس اللہ کے اور دعا

الرَّسُوْلِ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ع ۱۲

رسول کی آگاہ ہو بیشک یہ انکو ثواب ہے انکے لیے اب داخل کریگا اونھین اللہ رحمت مین اپنی بیشک اللہ غفور رحیم ہے

کچھ اعرابی وہ ہین جو اللہ و رسول پر ایمان لاتے ہین اور جو مال خرچ کرتے ہین اوسے موجب ثواب آہی
و دعاے رسالت پناہی یقین کرتے ہین خبردار ہو کہ یہ فہم و خرچ اون کے حق مین ثواب ہے اب
اللہ اونھین اپنی رحمت مین داخل کرے گا بے شک اللہ غفور رحیم ہے **تمہید** منافقین کی
تفضیح اور مومنین کی انعام کے بعد اجلۂ اصحاب کی خصوصیت کا ذکر فرمایا۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

اور بڑھ جانے والے سب سے پہلے مہاجرین اور انصار سے اور وہ جنہون نے پیروی کی انکی ساتھ احسان کے راضی ہوا اللہ اون سے

وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

اور راضی ہوئے وہ اللہ سے اور تیار کیے انکے لیے باغ جاری تلے اونکے نہرین رہنے والے اونمین ہمیشہ یہ کامیابی بڑی ہے

اور سابق و اول مہاجرین و انصار سے اور اُنکے تابع مومنین نیکوکار سے اللہ راضی اور وہ اللہ سے

خوش انکے لیے جنتین تیار ہین جنمین نہرین جاری ہمیشہ رہینگے نہ مرنیکا کھٹکا نہ نکلنے کا غم یہ بڑی کامیابی ہے
ف آیت ظاہر ہے کہ اُمت محمدی کے تمام طبقے اگلے ہون یا پچھلے اللہ کے مقبول اور وارث بہشت ہین
اور نص ہے کہ اصحاب باصفا تمام اُمت کے امام و پیشوا تھے آیت مین کئی تاویلین ہین ۱۔ آیا سابقیت
و اولیت صرف بعض کے لیے ہے جیسا کہ مقتضا ہے لام عہد کا ۲۔ یا ایک گروہ مہاجر و انصار کا اس
انعام سے مخصوص ہے جیسا کہ روایات سے ثابت ہوگا ۳۔ یا تمام مہاجرین و انصار مراد ہین جیسا کہ
لام استغراق و جنس چاہتا ہے **مگر** شکل اول باطل ہے اسلیے کہ عہد خارجی کے لیے ایسے مذکور کی حاجت
ہے جو اوسے تعین و مخصوص کردے حالانکہ جو مومنین مذکور ہوچکی ہین وہ اعراب و عوام ہین پس بجائے تخصیص
کے اور تعمیم ہوگئی۔ اور عہد ذہنی کے واسطے کوئی روایت صحیح حضرت شارع سے چاہیے ورنہ کلام درجۂ
اجمال سے بڑھکر متشابہ ہوجائیگا اور شکل دوم صحابۂ مفسرین و اقوال تابعین سے ثابت اور مقام کے
مناسب اور قیاس سے قریب ہے **معالم** کہا سعید بن مسیب وغیرہ نے کہ سابق و اول وہ اصحاب ہین
جنھون نے بیت المقدس اور کعبے کی طرف حضرت کے ساتھ نماز پڑھی اور کہا عطا نے اصحاب بدر ہین اور
کہا شعبی نے صاحب بیعت رضوان ہین اور یہ وہ مذہب ہے جسکی ترجیح پر دل شہادت دیتا ہے
انھین کی سعی و جان نثاری موجب ہدایت عام و ترویج اسلام ہوئی اور بعد صلح حدیبیہ کے اللہ تعالیٰ نے
اسلام کو نصرت غیر سے بے پرواکردیا اور فتح مکہ سے ہجرت واجب نرہی تو مناسب ہو کہ یہ فضل اولیت و
اولویت انھین پہ تمام ہوجاے اور اس صورت مین مِنْ تبعیضیہ ہوگا۔ اور باقی اصحاب و مہاجرین و انصار
بھی انکے تابع باحسان قرار پائینگے اور شکل سوم بھی اس اعتبار سے کہ مِنْ بیانیہ ہے اور لام استغراق و جنس
جمیع مسمیات کو شامل ہوتا ہے قاعدے کے موافق ہے پس تمام مہاجر و انصار سابق اور دوسرے مومنین ان
اونکے تابع و لاحق ہونگے کہا صاحب تفسیر کبیر نے اسی کی طرف ایک قوم گئی ہے اور زیادہ زور دینے والا
تخصیص کا دشمنان اصحاب کے سوا اور کون ہوسکتا ہے لیکن مشکل تو یہ ہے کہ یہ اولیت اگر ایک فرد مین مانی جاے
تو وہ سوا ے ابوبکر صدیق کے اور پر صادق نہ آئیگی اسلیے کہ سب سے پہلے جو اسلام لائے وہ عورتون مین
خدیجۃ الکبریٰ تھین اور بچون مین علی مرتضے۔ اور جوانون مین صدیق باصفا اور موالی مین زید حبیب رسول خدا
ان سب مین اعتبار و انتصار اگر ہے تو ابوبکر سے اور آپ ہی کی ترغیب و تحریص سے اجلۂ اصحاب مثل
عثمان و زبیر و عبدالرحمن و سعد و طلحہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایمان لاتے گئے **دوم** سابق و اول سے
کیا مراد ہے۔ باعتبار معنی حقیقی ایک ہی فرد سابق و اول ہوسکتا ہے اور مذکور صیغۂ جمع ہے اور کہا جاے
کہ فرد نوعی مراد ہے یعنے عورتون مین حضرت خدیجہ اور اطفال مین علیؓ اور رجال مین ابوبکرؓ اور موالی مین

بنيه - تو خديجه مهاجره نه تهين اور يه سب انصار نه تهے - پس ضرور ہے کہ یا سابقیت اضافی مراد ہو
یعنے دوسرون سے سابق یا یہ کہ ہجرت مین سابق اور نصرت مین اول - اور یہ وصف بھی حضرت
صدیق مین کامل تر ہے آپ نے حضور ہی کے ساتھ ہجرت کی اور ہر قسم نصرت مین سابق و حاضر
رہے - یا یہ کہ قبول ایمان و تعمیل امر و افعال خیر و اعمال صالحہ مین سب سے بڑھکر اور سب سے
پہلے - پھر یہ سب معانی گو عام و وسیع ہین مگر گروہ اصحاب پر تمام ہوگئے نہ کوئی اونسے اول ہوسکتا ہے
نہ سابق بلکہ برابر بھی ہونا محال ہے جیسا کہ حدیث مین وارد ہوا کہ اصحاب کا ایک مُد دوسرونکے پہاڑ برابر
سونا خرچ کرنے سے افضل ہے سوم کہا حسن نے انصار مرفوع ہے السابقون پر معطوف یعنے سابق مہاجرین
اور انصار تابع باحسان ہین اور ذکر کیا اس قرارت کو صاحب تفسیر کبیر و ابن کثیر وغیرہ نے **احکام**
مسئلہ پیغمبر کے سوا کوئی معصوم نہین اسلیے کہ اصحاب کی اتباع مین احسان کی قید فرمائی جس سے
شر خارج ہے اور پیغمبر کی اتباع مطلق ہے فاتبعونی یحببکم اللہ **نکتہ** اتبو شاید اہل تشیع بھی نہ کہین گے کہ
اصحاب سابق و اول نہ تھے اسلیے کہ وہ حضرت علی کو معصوم اور مطلقاً واجب الاتباع سمجھے ہین اور
یہان دوسری بات پیدا ہوگئی **مسئلہ** اقوال و افعال اصحاب اگر بدون رد و انکار منقول ہون
واجب الاتباع ہین ورنہ محل نظر تا کہ مضمون احسان فروگذاشت نہ ہو اور یہی مذہب ہے **مسئلہ**
صحابہ مین جو باہمی مشاجرات ہوئے ہمکو روا نہین کہ ایک کی اتباع سے دوسرے پر زبان کھولین
اسلیے کہ ہم احسان مین تابع ہین پس حضرت معاویہ اور اونکے ہمراہیون پر طعن یا اوردونکے طریق پر
معاذ اللہ امام برحق علی مرتضےٰ کی منقصت شان ہرگز ہرگز جائز نہین - کہا بعض مفسرین نے کہ مراد
اتباع سے یہ ہے کہ اونکے حق مین دعاے خیر کرے اور مدح و ثنا کرتا رہے **مسئلہ** اصحاب کبار
مقتداے اُمت ہین اور تمام صلی تابع مخالف ان کا قرآن کا منکر ہے **مسئلہ** تابعیت یعنی صحبت صحابی
کو فضل ہے مگر نہ ایسا کہ غیر تابعی انکے برابر نہ ہوسکے اسلیے کہ والذین اتبعوہم عام ہے ہر تابع کو شامل **نکتہ**
صفت اتباع باحسان دو گروہ ہونکے حصے مین ہے (ایک گروہ علما) اہل حدیث پوری جانچ کرتے رہے کہ
اونھون نے کیا کیا اور وہ کیسا تھا مجتہدین نے واجب العمل اور قابل ترک کو جدا کر دیا اور ہر امر مین انکے
آثار اور اتباع کے مقلد رہے **لطیفہ** شاید اسی بنا پر علماے حنفیہ نے استحسان قیاس پر مقدم رکھا ہے
(دوسرا گروہ صوفیہ) احسان حقیقی تو انکا کام ہی ہے ہجرت ان کی ترک تمنا و خودی دنیا مین
رہنا اور دنیا سے باہر نصرت انکی قہر نفس - اظہار و اختیار حق - اللہ و رسول کی محبت کو دل مین جگہ
دینا حملات شیطان و معرکات نفس مین وہ سر فروشی اور تیغ بازی کہ غیر کیا خیال غیر بھی تو پاس

نہ آسکے کفار و منافقین یعنے نفس و شیاطین سے لڑ بھڑ کر کسی کو قتل کرین کسی کو اسیر کسی پر جزیہ باندھین
کبھی کبھی صلح بھی کرلین آخر کار کعبۂ دل پر قابض اور اطراف و اکناف اعضا پر مسلط اللہ ہی اللہ رہجائے
جان و جہان کیا بلکہ ماسوائے محبوب نہ اسے محبوب کرین۔ اللہ کا راضی ہونا یہ ہے کہ اپنے بندے کو اپنا بنا لے
التفات بے محل محبت فانی طلب باطل سب دور کر کے خلوت خانۂ خاص مین بار دے اسباب دنیوی
و تعلقات ہستی جو حجاب و موانع ہین فنا کر دے نعمت باقی و لذت دائمی سے سرفراز فرمائے بندیکا راضی ہونا
اسکے تین درجے ہین ایک یہ کہ دل مانے یا نہ مانے مگر اتباع امر لازم و مقدم جانے اور یہ مبتدی صاحب مقام
تقویٰ ہے دوسرے تقدیر الٰہی و احکام حضرت حق ایسے بامزہ و محبوب ہوجائین کہ نفسانی خواہشون کی طرف
التفات ہی نہو یہ متوسط ہے مقام لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون پر ایسلیے کہ جو پیش آئے وہ با مر رب ہے اور
امر رب ہمہ طور لذیذ و محبوب تو اس کا عیش دائم و لذت قائم ہین غم و شکایت و اندوہ کیسا سوم کمال توحید و
عرفان مین ایسا مستغرق ہو کہ یہ تمام کائنات ذاتی و صفاتی اور جملہ حوادث حرکاتی و سکناتی نہ تبصور
بلکہ بچشم ور نظر فعل و امر حضرت حق دکھائی دین نہ اسباب کا حجاب ہو نہ وسائل کا دخل اور اس مقام پر
و فور شوق و ذوق قرب ایسا خود رفتہ کر دے کہ تمام عوارض و حوادث کرشمۂ لطف و ادائے محبوبانہ بنکر
لذت حیات بخش عطا کرین یہ منتہائے کمال ہے کہا امام حجۃ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے مقام رضا سے
دنی مقام فائق نہین اور فرمایا حقیقت رضا یہ ہے کہ کمال بیہوشی و وفور عشق مین کسی طرف خیال ہی نرہے

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ
اور ان میں سے جو گرد تمھارے ہیں اعراب سے منافق ہین اور بعض اہل مدینہ سرکشی کرنیوالے ہین نفاق پر
لَا تَعْلَمُهُمْ ۖ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۚ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ إِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۝
آپ نہین جانتے انکو ہم جانتے ہین انکو عذاب کرینگے ہم انپر دو بار پھر وہ پھیرے جاوینگے طرف عذاب عظیم کے

جو لوگ تمھارے گرداگرد ہین دیہاتیون سے ان مین بعضے منافق ہین اور بعض مدینے والے بھی نفاق
پہ سرکشی کرتے ہین آپ انھین نہین جانتے ہین اب ہم انپر عذاب کرینگے دو بار پھر آخرت مین بڑا عذاب
ہوگا ممن آہ سے اعراب گرداگرد مدینہ مراد ہین اور اہل مدینہ سے منافق جو ابن ابی وغیرہ کے ساتھ تھے
یہان دونون جگہ من بمعنے بعض ہے یعنی نہ سب گنوار نہ سب شہری خالص ہین بلکہ منافق بھی ہین
لا تعلمھم سے خواہ یہ مراد ہے کہ آپ سب کو نہین جانتے جہانتک بتا دیے گئے آپکو معلوم ہین یا آپ نے
نہ سب کو دیکھا ہے نہ سب کو پہچانتے ہین یا آپ اپنے علم سے نہین جانتے جبتک ہم نہ بتا دین اور ممکن ہے
کہ اس مین خبر ہو آنے والی منافقون کی جو ہنوز پیدا یا بالغ نہین ہوئے تھے اور جنہون نے آپ کے بعد

موقع پاکر بہت کچھ رخنہ اندازیان کین مرتد ہین کہا صاحب تفسیر کبیر نے پہلا عذاب بقول ابن عباس
مرض اور مصائب ہے یہ مؤمنین کے حق مین کفارۂ معاصی ہین اور منافق و کافر کے لیے عذاب و انتقام
یا فضیحت و رسوائی ہے جیسا کہ انس سے مروی ہے کہ آپ ایک دن کھڑے ہوے اور خطبے مین
فرمایا اے فلان تو منافق ہے نکل جا اے فلان تو بھی منافق ہے نکل جا اسی طرح بہتون کو راندہ
بارگاہ کر دیا یا بقول مجاہد دنیا مین قتل و قید جو پاداش کفر ہے یا بقول حسن وجوب زکوٰۃ و صدقات
اون کے حق مین جبکہ ثواب نہین عقاب ہین یا جان کنی کا عذاب جیسا کہ منقول ہے کہ فرشتے اون کے
منھ اور پشت پر مارین گے اور طرح طرح کی ذلت و عذاب سے روح نکالینگے۔ دوسرا عذاب قبر کا ہے پھر
تیسرا دوزخ مین ہوگا **ف** ممکن ہے کہ کہا جاے کہ ظہور نفاق کامل طور پر ابتداے خلافت صدیق
اکبر مین ہوا اور سرکوبی بھی خوب ہی کی گئی یہ عذاب اول تھا ۔۔ دوسرا عذاب قبر ہے۔

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ
اور دوسرون نے اقرار کیا اپنے گناہوں پر ملا دیا نیک عمل نیک اور دوسرے

سَيِّئًا ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ
بدکو قریب ہے کہ اللہ توبہ قبول فرمائے اونکی بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

بعض وہ بھی ہین جو اپنے قصور پر نادم اور مقر ہین اونھون نے اچھے کام برے کامون کے ساتھ
ملا دیے تھے اللہ تعالیٰ اونکی توبہ قبول کریگا وہ غفور رحیم ہے **بخاری** آپ نے فرمایا کہ مجھے دو فرشتے
خواب مین لے گئے ایسا شہر دیکھا جسکی اینٹین سونے چاندی کی تھین پھر لوگ دیکھے جنکا جسم کچھ بدصورت
کچھ خوشنما تھا فرشتون نے اونسے کہا اس نہر مین غوطہ لگاؤ نہائے اور خوب صورت ہوگئے وہ قبح باقی نرہا
یہ وہ لوگ تھے جنھون نے نیکیون کے ساتھ برائیان بھی کین تھین **ابن کثیر** یہ آیت اون کے حق مین نازل
ہوئی جو جنگ تبوک مین ہمراہ نہ گئے اور بلا عذر رہگئے مگر مؤمن خالص اور بدل نادم تھے اور یہ لوگ
نو یا سات یا پانچ تھے **درمنثور** یہ دس تھے جب خبر مراجعت لشکر اسلام سنی کمال شرم و حیا سے
آپکو ستون مسجد مین باندھ دیا اور بیندھے ہوے سات تھے جب حضور اودھر سے نکلے پوچھا لوگون نے
عرض کی ابو لبابہ اور اونکے ساتھی ہین بامید قبول وعقدہ کشائی رسول دست بستہ حاضر ہین آپ نے
فرمایا بخدا مین نہ کھولونگا اور نہ عذر سنونگا جبتک اللہ تعالیٰ حکم نہ کرے جب یہ خطاب پرعتاب اون
عذر خواہون نے سنا بولے واللہ ہم اسی طرح رہینگے جبتک اللہ تعالیٰ نہ کھولے کہا صاحب معالم نے
کہ سات دن تک یونہین بندھے رہے یہانتک کہ غش آیا اور گر پڑے رحمت حق نے جوش مارا اور

یہ آیت نازل ہوئی ابو لبابہ نے کہا میری توبہ سے ایک یہ بھی ہے کہ اپنے اُس گھر سے جدا ہوجاؤں جہان یہ خطا کی ہے اور تمام مال نذر اللہ کرون در منثور آپ نے فرمایا مجھے حکم نہین دیا گیا کہ تمھارا مال لے لون ارشاد ہوا

خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَكِّيۡهِمۡ بِهَا وَصَلِّ عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ

لے مالون انکے صدقہ کہ پاک کرے انکو اور صاف کرے انکو ساتھ اسکے اور دعا کر اونپر بیشک دعا تیری

سَكَنٌ لَّهُمۡ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۝

تسکین ہے واسطے انکے اور اللہ سنتا جانتا ہے

لے نبی کریم آپ انکے مالون سے صدقات قبول فرمائین کہ یہ صدقہ دینا اونکو پاک و مزکی کردے اور اون کو دعاے خیر و برکت دین بیشک آپ کی دعا اونکے حق مین موجب تسکین و اطمینان ہوگی اور اللہ دعا سنتا اور خلوص قلب کو جانتا ہے **ف** آیت شان نزول پر محمول کیجاے تو آپکی قبول و دعا کا موجب برکت و عفو گناہ ہونا ظاہر ہے **مگر** جب اصول قواعد سے عام حکم دیا جاے (اور یہی صحیح ہے) تو تکلف و تاویل سے چارہ نہین پس **خذ** امر وجوبی ہے امام کو قبول صدقات مین تردد و توقف جائز نہین **اموال** سے ہر مال مراد نہین بلکہ وہی جس سے تمول حاصل ہو - مال غیر نامی معرض ہلاک مین ہے اور مشغول بحاجت یس جانب خدمت و قیام و حق نفس غالب البتہ مال نامی و فاضل مین جانب تمول ظاہر اور وہی یہان مراد ہے - اسی لیے کہا فقہا نے اگر کوئی کہے میرا تمام مال مساکین پر صدقہ ہے تو اموال زکوٰۃ ہی مراد ہونگے تاکہ ایجاب عبد ایجاب الٰہی پر مرجح نہ ہونے پاے اور فرع کی خیریت اصل پر لازم نہ آئے **ہان** وصیت و میراث مین نہ حاجت رہتی ہے نہ حق نفس تمام اموال بحکم لغت مراد ہوجاینگے پھر (اموال) جمع اور عام ہے اور جملۂ اموال زکوٰۃ کو بھی شامل اسی لیے چاہیے کہ صدقہ لینے والا اوسط درجے کا مال لے تاکہ جانب خسیس و نفیس دونون کو شامل رہے اور اوسی مال مین زکوٰۃ واجب ہوگی جسمین ملک تام ہے تاکہ نسبت ضمیر (ہم) کی صحیح ہوجائے **صدقہ** لفظ خاص ہے معنے اسکے معلوم مگر قسمین متعدد ہین صدقۂ فرض - واجب - نفل پس اگر صرف زکوٰۃ بہائم و عشر مراد ہو تو امام پر وصول اور مالک پر ادا واجب ہے اور ہر صورت توقف و تردد حق جبر حاصل اور اگر ہر صدقہ مراد ہو تو بحسب درخواست امام کو رد کرنا جائز نہین **پھر** صدقہ نکرۂ مطلقہ ہے قلیل و کثیر دونو نکو شامل اور دونون کے حکم مساوی **طہارت و تزکیہ** کے معنی قریب ہین **کبیر** تزکیہ مین مبالغہ ہے یعنی خوب طہارت - یا طہارت سے عفو گناہ اور تزکیہ سے نمو یعنی افزونی مال بھی مراد ہے اسلیے کہ صدقات سے مال طاہر گناہ معاف برکت زائد ہوتی ہے **ترمذی** وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ

[illegible]

كما تُطفىء الماءُ النارَ صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھاتا ہے جس طرح پانی آگ کو **ف** اس میں بھی دو تاویلیں ہیں ملہ یہ کہ صدقہ بسبب اطاعت کے اُنکو طاہر کرے اب ضمیر (بہا) کا فعل صدقہ کی طرف پھریگا اور فاعل تطہر کا صدقہ ہوگا ملہ آنحضرت مخاطب ہیں اور (بہا) سے مراد صدقہ یعنے آپ طاہر کریں اور صورت یہ ہے کہ حدیث میں صدقے کو (اوساخ الناس) یعنی میل آدمیوں کا فرمایا ہے تو جس طرح میل چھوٹنے سے جسم کو پاک کر دیتا ہے ایسے ہی چھڑانے والا بھی مطہر ہے پس صدقہ اور امام جو باعث ادا اور علامت قبول اور متکفل تقسیم مناسب ہے دونوں مطہر ہیں اور طہارت سے مراد یہ ہے کہ مال کنز و خبیث نہ وبال آخرت نہ ہو اور تزکیہ سے برکت مقصود ہے کہ صرف سے کم نہ ہو یا یہ کہ صدقہ دینے اور حق مسکین ادا کرنے سے مال پاک دل طاہر گناہ عفو ہوں۔ اور حب اللہ و رسول کی اطاعت و حاجت فقیر کو بہ خواہش نفس و حب مال پر مقدم کریں تو صفاے قلب تزکیہ نفس حاصل ہو **صل** یعنی دعا و استغفار بھا ہر امر استحبابی ہے **احمدی** عامل صدقہ لیتے وقت کہے آجَرَكَ اللّٰهُ فِيمَا أَعْطَيْتَ وَبَارَكَ لَكَ فِيمَا أَبْقَيْتَ ترجمے اوس مال مین ثواب دے جو خرچ کیا اور اُس مین برکت دے جو باقی رکھا **سوال** صلوۃ مخصوص بحضرت رسالت ہے یا ہر مومن کے لیے عام **حل** اسکی دو صورتین ہین **تبعاً** یعنے آپ کے نام پاک کے ساتھ کسی اور کو شریک کر لینا جیسے صلے اللہ علی محمد و آلہ و صحبہ۔ یہ باتفاق جائز۔ تعلیم درود نماز اسکی شاہد۔ تعامل قدیم اسکا ثبوت وسعت کرم نبوی اسکا مقتضے **مستقل** اسمین قول مختلف ہین کہا صاحب تفسیر کبیر نے ہمارے اصحاب سوا آنحضرت کے کسی اور پر درود کی اجازت نہین دیتے اور کہا مالک نے کہ آپکے سوا کسی اور پیغمبر پر بھی درود جائز نہین مگر یہ مذہب امام مالک کا غیر مشہور ہے اور ابن عباس سے دو روایتین ہین ایک یہ کہ آپ کے سوا کسی پر صلوۃ نہین دوسرے یہ کہ سواے انبیا کے کسی پر صلوۃ نہین **تحقیق** معنے کے اعتبار سے صلوۃ دعاے رحمت ہے اور یہ عموماً مستحب و حقوق اسلام و داخل ادعیۂ ماثورہ ہے اور لفظ کے رو سے بھی قرآن مین عام استعمال ہوا ہے فرمایا هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ اور احادیث صحیحہ مین مسلم سے مروی ہے کہ آپ کے پاس جو صدقہ لاتا فرماتے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ اور فرمایا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ آلِ أَبِي أَوْفَىٰ **شفا** حضرت علی نے حضرت عمر کو کہا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ اور انس بن مالک اپنے دوستون کو غیبوبت کی حالت مین کہتے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ مِنْكَ عَلَىٰ فُلَانٍ صَلَوَاتٍ پس نہ تخصیص معنوی ہے نہ لفظی۔ اور آیت مین صیغۂ امر (صل علیہم) موکد ہے احتمال مجاز و تاویل نہین اسلیے کہ محل جزا مین ہے پس ان تمام تعمیمات کے ساتھ منع اور تخصیص کے لیے کوئی وجہ نہین مگر ممانعت ان بزرگون کی بھی ایک معنی لطیف اور فرق نازک پر مبتنی ہے **ف** جو لفظ

صلوٰۃ بقصد تعظیم و تعبد و امید برکت بدون کسی شرط و قید کی عمر مین ایک بار فرض اور عند الذکر واجب اور دوا ماً مستحب سمجھا جاے وہ خصیصۂ جناب رسالت ہے نہ دوسرے کے لیے ثابت اور نہ جائز جیسا کہ قرآن مین ہے لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا رسول کو اس طرح نہ پکارو جس طرح آپس مین ایک دوسرے کو پکارتے ہو اور ظاہر فرق صلوٰۃ ہی ہے اور یہ بیان شفا کی عبارت سے مؤید ہے اور معنی صلوٰۃ یعنے ترحم و استغفار یا بغرض دعا یا بوقت اداے صدقہ بطور جزا و شکر خدمت نہ مخصوص ہے نہ ممنوع اور کہا صاحب نسیم الریاض نے کہ روافض نے علیؓ پر صلوٰۃ ایجاد کی کہ آپ کی تعظیم تمام اصحاب سے بڑھکر یا بقابلۂ پیغمبر کی جاے پس انھین تمام اعتبارات صحیحہ سے بعض اکابر نے منع کیا تاکہ فرق و امتیاز باقی رہے لیکن عموم قرآنی سے جواز ہر حال مین ثابت اور باعتبار ادب و تعظیم نبوی کراہت یا ترک افضل لازم ہے **نکتہ** امام جو اپنے لیے صدقہ نہین لیتا ہے بلکہ امین و ناظم ہے دعاے خیر پر مامور ہوا تو فقیر بدرجۂ اولی اداے شکر و دعاے خیر پر مامور ہوگا اور اسی جگہ سے مشایخ نے بعد فراغ صاحب دعوت کے حق مین دعاے خیر و برکت اختیار فرمائی ہے **ان صلاتك** آہ معلوم ہوا کہ دعاے رسول بحق اُمت و دعاے امام بحق رعایا و دعاے مشایخ بحق تلمیذ و مرید و دعاے اکابر بحق اصاغر وعدۂ قبول رکھتی ہے اور وقت اداے صدقہ محل قبول ہے اشارۃً معلوم ہوا کہ بغرض حصول دعاے خیر بزرگون کی خدمت کرنا چاہیے اور عبارۃً ظاہر ہے کہ آنحضرت تزکیۂ اخلاق خدام و صفاے قلوب مومنین و عطاے مقام رضا و تسکین پر مخصوص و مامور تھے کیمیر آنحضرت کے وفات کے بعد جب بعض نے اداے زکوٰۃ سے عذر کیا تو یہی آیت اون کی حجت تھی کہ وجوب زکوٰۃ مشروط بقبول دعا ہے اور یہ مرتبہ غیر نبی مین متیقن نہین پس نہ قبول ہے نہ وجوب **جواب** یہ تمسک باجماع صحابہ مردود ہوا اور حضرت ابو بکرؓ نے جہاد و قتال کیا ہے یہان تین امر مذکور ہین صدقہ قبول کرنا۔ طہارت و تزکیہ۔ دعا کا موجب سکینہ ہونا پس صدقہ قبول کرنا فعل امام ہے اور طہارت و تزکیہ اثر فعل صدقہ یہ دونون امر مخصوص نہ تھے ہان قبول دعا یہ بھی باعتبار غالب و اکثر ہر مؤمن خصوصاً امام المؤمنین کے لیے حاصل اور کہا قتادہ نے کہ سکینہ بمعنی وقار ہے جیسا کہ احادیث مین بھی وارد ہوا اور شک نہین کہ دعاے امام بحق رعایا موجب وقار و سکون قلوب ہے مگر یہ قبول ایک وصف ہے ان کی دعا کا شرط وجوب زکوٰۃ نہین وجوب زکوٰۃ متعدد مقامات سے بلاشرط ثابت ہے یہ وصف موقوف علیہ کیونکر ہوسکتا ہے۔

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

کیا نہین جانا اونھون نے کہ بیشک اللہ وہی قبول کرتا ہے توبہ بندون سے اپنے اور لیتا ہے صدقے اور بیشک اللہ وہی توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے

کیا وہ نہین جانتے کہ اللہ تعالی توبہ قبول کرتا ہے اپنے بندونسے اور صدقے قبول فرماتا ہے اور اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ یہ حکم بطور اطمینان وترغیب توبہ وصدقات نازل فرمایا **ترمذی** مَا تَصَدَّقَ أَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا الطَّيِّبَ إِلَّا أَخَذَهَا الرَّحْمٰنُ بِيَمِينِهِ وَإِنْ كَانَتْ تَمْرَةً تَرْبُو فِي كَفِّ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى تَكُونَ أَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ کوئی شخص صدقہ نہین کرتا پاک مال سے اور اللہ قبول نہین فرماتا مگر مال پاک مگر لے لیتا ہے اوسے اللہ اپنے دست رحمت مین اگرچہ ایک خرما بھی ہو بڑہتا ہے کف رحمن مین یہانتک کہ ہوجاتا ہے بڑا پہاڑ سے **ف** حکم دست رحمت متشابہات سے ہے

وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ ۖ وَسَتُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ

اور کہدیجیے کام کیے جاؤ دیکھے گا اللہ کام تمھارے اور رسول اوسکا اور ایمان والے اور تم پھیر سے جاؤگے طرف دانا ے مخفی

آپ کہدیجیے کہ کام کرو تمھارے کام دیکھین گے	وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ اور ظاہر کے پھر جتادیگا تمکو جو تھے تم کرتے	اللہ اور رسول اور مؤمن اور جلد (یعنے مرتے ہی)

اللہ تعالی جو دانا ے عیان ونہان ہے اوسکے پاس تم حاضر کیے جاؤگے وہ تمکو تمھارے تمام اعمال کے رد وقبول یا نیت وخلوص وریاسے مطلع کردے گا اور اوسکا بدلا دیگا **ابن کثیر** مروی ہے کہ زندون کے اعمال اونکے اقارب مردون پر عالم برزخ مین پیش کیے جاتے ہین جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھارے اعمال تمھارے عزیز واقارب کو قبرون مین دکہاے جاتے ہین اگر اچھے عمل ہوتے ہین تو اوس سے خوش ہوتے ہین اور برے ہوتے ہین تو کہتے ہین اے اللہ اونھین توفیق دے کہ نیکی کرین اور اونکو موت نہ دے جبتک راہ راست پر ہدایت نہ کرلے۔ اس صورت مین یہ اطلاع دائمی ہے واللہ تو سرحال مین دانا ے راز ہے آنحضرت پر بھی اعمال امت عرض کیے جاتے ہین اور اقارب بھی مطلع ہوتے ہین **کبیر** اس مین ترغیب ہے کہ لیے اچھے کام کرو جس طرح یوم طعن ہوے سزاوار مدح ہو اور تخویف ہے کہ اس توبہ وقبول پر بھول نہ جاؤ آیندہ ہوش وگوش عمل کرو **ترغیب** ابوذر سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا مَنْ أَحْسَنَ فِيمَا بَقِيَ غُفِرَ لَهُ مَا مَضٰى وَمَنْ أَسَاءَ فِيمَا بَقِيَ أُخِذَ فِيمَا مَضٰى وَمَا بَقِيَ جسنے اچھے کام عمر باقی مین کیے اوسکے گناہ گذشتہ بخشدیے جائینگے اور جسنے برے کام آیندہ کیے وہ پکڑا جائیگا گناہان گذشتہ وآیندہ دونون مین **ف** توبہ کے بعد نتائج کا منتظر رہے اور نہایت احتیاط سے بچے گناہ مخفی کی توبہ مخفی کرے اور پردہ فاش نہ کرے اور کہلے ہوے گناہ کی توبہ ظاہر طور پر کرے تاکہ جن مسلمانون نے اسے بغاوت ومخالفت مین

دیکھکر وہ بارگاہ عمال کیا تھا اب مطیع ومقبول سمجھو یعنی ترغیب معاذ کو آپنے تعلیم فرمایا واحدث لکل ذنب توبۃ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ لے معاذ ہر گناہ کے لیے توبہ کیا کرو مخفی گناہ کی توبہ مخفی اور گناہ ظاہر کی توبہ ظاہر ہو۔ مؤمنین کی شہادت امر معتبر ہے جیسا کہ وارد ہوا جسے مسلمان اچھا جانین وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے یہ تمنا کہ مسلمان مجھے صالح جانین اگر ریا و تفاخر سے نہ ہو بلکہ بغرض محبت اہل اسلام و دعاے مومنین ہو تو محمود ہے اسی لیے فرمایا کہ رسول اور مومنین دیکھینگے یعنے تم آپ کو اپنا اچھا ظاہر کرو

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

اور دوسرے امید وار ہین واسطے حکم اللہ کے خواہ عذاب کرے انپر خواہ توبہ عطا کرے انکو اور اللہ دانا حکمت کار ہے

اور دوسرے وہ ہین جو ہنوز امیدوار امر رب غفار ہین کہ خواہ انپر عذاب کرے یا توبہ قبول فرمائے اور اللہ تعالی خلوص قلب سے آگاہ اور مصالح مین حکیم ہے معالم پہلا اشارہ ہے منافقون کی طرف جو قبول توبہ سے محروم رہے اور دوسرا اشارہ ہے ان تین آدمیون کی طرف جنھون نے آپ کو مسجد تین باندھا تھا اور آخر کار توبہ قبول ہوئی انکی تفصیل آتی ہے ابن کثیر و معالم ابو عامر ایک راہب تھا ایام جاہلیت مین نصرانی ہو گیا اور کتب آسمانی پڑھے ہوے لوگ اسکے علم و عبادت سے تکریم و تعظیم کرتے جب حضور اقدس نے مدینہ کو نورانی فرمایا اور جوق جوق آدمی مسلمان ہونے لگے اسے رشک و حسد ہوا پھر بدر کے فتح سے اور بھی جلا اور کہا کہ جو قوم لڑے گی اون کے ساتھ ہو کر آپ سے لڑونگا احد مین مشرکین کے ساتھ تھا حضرت حنظلہ جنکو بعد شہادت کے فرشتون نے غسل دیا اسی کے بیٹے تھے پھر جب ہوازن مین مسلمان فتحیاب ہوے ابو عامر ہرقل شاہ روم کی طرف بھاگ گیا کہ حضور کے مقابلہ پر اونکو آمادہ کرے اور منافقون کو جو مدینے مین تھے لکھا کہ تم ایک مسجد تیار کرو مین جب آونگا تو اوس مین نماز پڑھونگا اور تم منتظر وقت رہو اسی لیے اسکا نام ابو عامر فاسق ہوا۔ یہ بارہ منافق تھے جو اس مسجد کے بنانے پر مستعد ہوے حضور سامان لشکر تبوک کر رہے تھے کہ یہ مفسد آئے اور کہا ہمنے یہ مسجد بنائی ہے کہ بیمار بڈھے۔ معذور۔ ابر و باد مین وہین نماز پڑھلین آپ ایکبار تشریف لے چلین اور اس مقام کو متبرک کر دین فرمایا ابھی مین عازم سفر ہون بعد واپسی دیکھا جائیگا پھر جب آپ نے صحیح و سلامت مراجعت فرمائی مدینے کے قریب آگئے تھے کہ جبرئیل آئے اور منافقین کے فریب سے مطلع کیا اور یہ آیتین لائے

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًۢا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور جنھون نے بنایا مسجد کو واسطے ضرر اور کفر اور تفرقہ کرانے کے مومنین مین

وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ

اور کمین گاہ بنانے کو واسطے اُسکے کہ لڑا اللہ سے اور رسول سے اسکے پہلے سے اور البتہ قسمیں کھاتے ہیں کہ نہیں چاہا ہم نے

اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ

مگر نیکی اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں نہ کھڑا ہو تو اوسمین کبھی

جن منافقین نے مسجد اسلیے بنائی کہ ضرر پہونچائین اور کفر کرین اور مومنین مین تفرقہ ڈالین اور اللہ و رسول سے لڑنے والے کے لیے کمین گاہ تیار کر رکھین جو پہلے سے ہمارے دشمن تھا اور قسمین کھاتے ہین کہ ہمنے تو نیکی ہی کا قصد کیا ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹے ہین آپ اوس مسجد مین کبھی نہ کھڑے ہون مسجد سے وہ مکان مراد ہے جسے منافقین نے مسجد قبا کے پاس مسجد قرار دیا تھا اسی کا نام مسجد ضرار ہوگیا ضرارا سے ضرر مسجد قبا مراد ہے کہ اوسکی جماعت ٹوٹے یا ضرر مومنین و اسلام مراد ہے کفرا یعنے بغرض تقویت کفر تفریقا یعنے تفریق جماعت مومنین ارصاد یعنی انتظار وقت من حارب مراد ابو عامر فاسق اور ہر دشمن خدا و رسول من قبل سے اشارہ ہے عداوت قدیمی ابو عامر کی طرف لیکن یہ قید احترازی نہین کہ جو قبل سے دشمن نہ ہو اوسکے لیے جائز ہو جاسے اور ممکن ہے کہ قبل سے مراد قبل بنائے مسجد ہو یعنی اگر بوقت بنا نہ وہ دشمن خدا ہو نہ آثار ضرر و فریب ثابت تو آیندہ کے لیے کوئی حکم نہین ہو سکتا الحسنیٰ نماز و عبادت یا ترقی بحال مسلمانان و خیر خواہی اسلام کاذبون یعنے اس فریب اور بیان مین کہ ہمنے قصد خیر و راحت معذورین کیا ہے دروغگو ہین یا یہ کہ وہ کاذب ہی ہین۔ اور بیشک کافر منافق سچے نہین ہو سکتے اسلیے کہ اکثر دعاوی عظم امور آخرت و متعلقات خدا و رسول مین جب وہ کاذب قرار پائے تو دوسرے سچائی یا جھوٹ قابل اعتبار نہین لا تقم نہی تحریمی ہے اور مراد مجاز ہے یعنے لا تنصرہ ولا تلتفت الیہ ولا تکن معہم اور اگر لا تقم بمعنے حقیقی ہو تو نماز اور اہتمام وغیرہ دلالۃً ممنوع اور اعانت و شرکت و التفات تبعاً حرام ہے ابدا تاکید نہی ہے اسلیے کہ بقاء نماز و مسجد کا نام مومنین کا دل نرم کرنے والا تھا لہذا تاکید تمام دائمی ممانعت فرمائے ابوسعود آپنے بعد نزول آیت مالک بن دخشم و معن بن عدی و عامر بن سکن اور وحشی کو حکم دیا کہ جاؤ اور اوسے منہدم کرو جلاؤ اور پاخانہ بناؤ تعمیل ارشاد کی گئی اور وہ بناے کفر و فساد جلا کر خاک سیاہ کر دی گئی اور ابو عامر شام مین مر گیا درمنثور جب بنی عمرو بنی عوف نے مسجد بنائی اور حضور کو بلوا کر نماز پڑھوائی تو بنی غنم کو

حسد ہوا اور یہ مسجد ضرار بنائی۔ مدارک جو مسجد ناموری اور ریا کی غرض سے نئی تیار ہو یا مال حرام سے بنائی جاوے اسی حکم سے ملحق ہے احمدی عجب ہے کہ ہمارے زمانے کے مسلمان صرف نام ونشان کے لیے ہر طرف ایک مسجد تیار کراتے ہین اللہ تعالیٰ نے مسجد ضرار کے چار وصف بیان فرمائے ۱ قصد ضرر رسانی ۲ تفریق جماعت ۳ دشمنان خدا کے لیے موقع ومحل ۴ کفر اور اوسکی تقویت لیس جس مسجد مین یہ سب یا بعض وصف دلائل ظاہرہ ووجوہ مسلمہ سے پائے جائین وہ مسجد نہین اسلیے کہ حرمت مسجد امر شرعی ہے نہ صورت وتعین عرفی پس بناے فاسد وطریق ممنوع سے ثابت نہ ہوگی البتہ مجرد ظن وقیاس پر کسیکی نیت کا اندازہ کر لینا حرمت وآداب مسجد کو ساقط نہ کریگا اوسکا تدارک روز جزا پر موقوف ہے مسئلہ اگر مسجد قدیم چھوٹی یا دور ہو یا کسی معقول وجہ سے نمازیون کو حاضری سے محرومی کاربار مین ہرج آمدورفت مین دقت ہو تو دوسری مسجد بنا لینا جائز ہے اسلیے کہ قصد خیر ہے اضرار نہین مسئلہ کفار کی بنائی ہوئی مسجد مسجد نہین مسئلہ نماز کو جہان تک مال سے تعلق ہے وہ صرف طہارت ونجاست کے اعتبار سے ہے مثلاً آب وضو وغسل جاے نماز ولباس وغیرہ ان سب مین طہارت کے سوا نہ ملک شرط ہے نہ حلت البتہ ممنوع چیزون کے استعمال کا مواخذہ دار رہیگا نماز مین ہو یا خارج اور نہی قرآنی یعنی لَا تَقُمْ خواہ مخصوص بجناب رسالت ہے تاکہ فساد قوی اور رحمت متوجہ نہ ہو یا معمول ہے التفات واہتمام وعظمت پر یعنے آپ اوسکی پروا نکرین مسئلہ جب زمین مملوکہ کفار پر باجماع امت نماز جائز ہے اور زمین مغصوبہ مین بھی فاسد نہین سمجھے گئے تو دوسرے اموال بدرجۂ اولی موجب فساد نماز نہون گے۔ البتہ ایسی چیزین مسجد نہین بن سکتین اسلیے کہ اوسکے لیے شروط وقبول حق لازم ہے مسئلہ نماز کا جواز امور باطنیہ پر موقوف نہین پس طہارت ظاہر یعنی کسی نجاست کا نہونا کافی ہے اور طہارت باطن یعنی محرمات سے اجتناب مشروط نہین قبول ومزید ثواب کے لیے مفید ہے ف مسجد کے تین متعلق ہین ۱ فرش وغیرہ جو عارضی تعلق رکھتے ہین ۲ درودیوار وعمارت مسجد جو مثل جز کے ہین ۳ زمین مسجد اور یہی اصل ہے جیسا کہ فقہ مین مقرر ہے کہ تحت الثری سے آسمان تک وہ ہوا ہے جو مقابل مکان کعبہ ہے نہ بنا پس زمین مسجد اگر ملک کفر سے ہو تو اس وجہ سے کہ تقرب کافر جائز نہین یا مال حرام سے ہو تو اسوجہ سے کہ اللہ تعالیٰ سوائے حلال کے قبول نہین فرماتا اوسے حکم مسجد نہ دیا جائیگا۔ اور عمارت مسجد اگر مال کافر یا خبیث سے ہو تو وہ زمین مسجد رہیگی اور یہ بے لوث گناہگار ہوگا اور اوسکا ازالہ اولی ہے اسلیے کہ تطہیر مساجد مامور بہ ہے اور ایسے مال خبیث کی فرش وغیرہ ضرور دفع کرائی جائین مسئلہ مال کافر مسجد اور ایسے عبادات مین جو مخصوص اہل اسلام ہین جیسے حج وغیرہ جائز نہین (شامی) مسئلہ اسم ورسم ونسبت بدون معنے موثر وحکم معتبر

عرفی یا فرضی طور پر کوئی شئے نہین مثلاً کسی مکان کا نام مسجد یا کربلا یا کعبہ رکھہ لیا جاے یا کوئی آدمی بہ اسم محمد یا ابراہیم۔ یا موسی شہرت پائے یا کسی تصویر کی نسبت کہا جاے کہ فلان نبی یا ولی کی ہے توان سب صورتون مین کوئی حکم جدید نہ دیا جائیگا جس طرح تعزیہ اور تصویر قابل امحا وکسر ہے اوسمین سرمو تفاوت نہ ہوگی یا کوئی جانور کسی بزرگ کے نام سے ذبح ہو یا کھانا قبر پر چڑہایا جاے یا حضرت حسین مظلوم علیہ السلام کے نام کے فقیر یا سید سالار کا جھنڈا یا بی بی کی صحنک برسوم ممنوعہ یا حضرت علی کا روزہ وغیرہ یہ سب امور ویسے ہی مٹانے اور توہین کے قابل ہین جیسے بدون ان نامون اور نسبتون کے ہوتے اور اسی بنا پر اس مکان کا نام بحسب عرف مسجد ہو اگر جیسی خدمت کی گئی وہ گذرے ہوے صفحہ مین آپ نے دیکھی یعنے جلانا گرانا۔ پاخانہ بنانا البتہ جب کوئی مکان بہ نیت مسجد وقف ہو یا کوئی جانور ہدی مکہ قرار دیا جاے یا کسی کاغذ پر قرآن لکھا جائے یا کپڑا چادر کعبہ بنایا جائے یا کھانا نذر اللہ کرکے ثواب اوس کا کسی ولی یا نبی یہ بھیجا جائے توان تمام صورتون مین دو نسبت معتبر ہے اور اُسے پہلی حالت سے معظم تر سمجھین گے

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى	مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ	اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ	فِيْهِ رِجَالٌ
البتہ وہ مسجد کہ بنائی گئی ہو تقوی پر	پہلے دن	سزاوار تر ہے کہ کھڑا ہو تو اوس مین	اوسمین مرد ہین

البتہ وہ مسجد جو اول تقوی و طہارت سے	يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ○ دوست رکھتے ہین پاک رہنے کو اور اللہ دوست رکھتا ہے طہارت کرنیوالونکو	روز سے بر بنا ہے زیادہ سزاوار ہے کہ

آپ اوسمین نماز پڑہین اوسمین وہ مردان خدا ہین کہ پاک وصاف رہنا پسند کرتے ہین اور اللہ پاک رہنے والون کو دوست رکھتا ہے مسجد تقوی ابو شیخ اور ضحاک اور عروہ کی روایت مین مسجد قبا ہے اور مسلم و احمد و ترمذی و نسائی و ابو شیبہ وغیرہم نے ابو سعید خدری سے اور بعض نے ابی بن کعب و زید بن ثابت سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہی میری مسجد یعنے مسجد مدینہ مسجد تقوی ہے اور کہا ابن کثیر نے یہی صحیح ہے رجال جمہور مفسرین کی روایت سے ثابت ہے کہ مراد انصار ہین جب یہ آیت اوتری تو آپ نے پوچھا اللہ تعالی نے تمہاری مدح وثنا کی بتاؤ تم کیونکر طہارت کرتے ہو بولے پانی سے آبدست لیتے ہین اور بعض روایتون مین آیا کہ نماز کے لیے وضو جنابت سے غسل پانی سے استنجا کرتے ہین فرمایا اس عادت کو لازم کرلو۔ اور کہا ابن کثیر وغیرہ نے مسجد تقوی سے اگرچہ مسجد قبا مراد ہو تو بھی مسجد مدینہ بدرجۂ اولی مسجد تقوی ہے ف عموم آیت چاہتا ہے کہ ہر مسجد جو جائز طور پر بنائی جاے اور تمام آدمی جو طہارت کو لازم ومحبوب بنالین اس خطاب کے مستحق ہین اسلیے کہ حکم متعلق بوصف ہے نہ متعلق بذات بیں خصوص بے ضرورت ہے ایسی ہی خصوصیت رجال نہین مرد عورت سب اس

وصف وحکم مین شامل ہین بلکہ کلمہ رجال بھی بحسب وصف ہے مسئلہ جب نیت خیر اور رجال طاہر اور بنائے تقوی سے مسجد بنائی گئی ہو پھر نہ متولی فاسق سے اوسکو ضرر پہونچ سکتا ہے نہ دوسرے کے فسادت اسلیے کہ تاسیس یعنی بنا تقوی پر تمام ہوگئے **نکتہ** اولی ہے کہ مسجد کی بنا کسی متبرک متقی سے کرائین جیسا کہ مروی ہے کہ حضور نے مسجد قبا کا پہلا پتھر خود رکھا **افسوس** ہمارے زمانے کے خوشامدی قومی ہمدرد اون مکانون کی بنا جو عام فائدے کے لیے بنائے گئے ہون اور جنسے ثواب وخیر کی توقع رکھین امرائی سے کرتے ہین گو وہ کافر وفاسق کیون نہون **اول یوم** سے مراد ابتدا و بنا ہی **احق** ہے معلوم ہوا کہ افضل ہے واجب نہین **یتطہروا** صیغہ مبالغہ ہے یعنی اعلے درجے کی طہارت پسند کرتے ہین گو بحسب شان نزول طہارت مخصوص پر حمل کیا جاے مگر حکم اسکا عام ہے پس نجاسات ومحارم وحدوث سے طہارت اور اس طرح کہ طریق مسنون وآداب مستحبہ فوت نہ ہونا۔ اور لقمہ حرام سے بچنا نجاست کذب سے احتراز آلایش معاصی سے دوری۔ اخلاق ذمیمہ خصوصاً کفر۔ شرک۔ حسد۔ کینہ بخل سے اجتناب یہ تمام امور موجب محبوبیت ہین **ترغیب** ابن عمر سے مروی ہے کہ جو رات کو طاہر سوتا ہے اوسکے بالون مین ایک فرشتہ شب باشی کرتا ہے اور اوس کے حق مین استغفار کرتا رہتا ہے۔ اور ہمیشہ باوضو رہنے کے فوائد مشاہد اور فضائل منقول ہین **ربط** بعد تفضیح مسجد ضرار وفضائل مساجد تقوے ومومنین اخیار اون مفسدونکی مثال بیان فرمائی۔

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ

آیا وہ جسنے ڈالی بنیاد اپنی تقوی پر اللہ سے اور رضا پر اچھا ہے یا وہ جسنے ڈالی بنیاد اپنی

عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

کنارے پر گڑھے گرنے والی کے پس لے گرا اوسے آگ مین دوزخ کی اور اللہ نہین رہنمائی کرتا قوم ظالم کی

آیا وہ شخص جسکی بنا تقوی اور طلب رضا پر ہو اچھا ہے یا وہ جسکی بنا ایسے گڑھے پر ہو جسکا کنارہ گرا جاتا ہو پھر گرے وہ کنارہ اسی دوزخ کی آگ مین اور اللہ قوم ظالم کی رہنمائی نہین کرتا **افمن** الخ سے مومن خالص مراد ہے **بنیانہ** بناے مسجد وانجام۔ تدبیر کار۔ ومقصود۔ وصرف ہمت **تقوی** ترک معاصی **رضوان** عبادت واطاعت **من** الخ بانیان مسجد ضرار **شفا** الخ نفاق ومکر وفریب اسلیے کہ جس طرح کنارہ غار یا پہاڑ کی گھاٹی گرتی ہو اوسپر کھڑا ہونے والا معرض ہلاک مین ہے ایسے ہی نفاق والے

ع [illegible] معطوف [illegible] بیع موصول [illegible] صلہ [illegible] جار مجرور [illegible] ع [illegible]

اب گرے تب گرے پردہ کھلا تو مارا در عار نہین تو مرے اور مارے

ع ۱۳ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

ہمیشہ رہیگی بنیاد اونکی جو بنائی شک دلونمین اونکے مگر یہ کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوجائین دل انکے اور اللہ دانا حکیم ہے

یہ بناے شر یعنی مسجد ضرار جو اونھون نے بنائی اون کے دلون مین شک و کفر پیدا کرنے والی رہیگی ہان اگر اون کے دل پارہ پارہ کردیے جائین یعنے موت آجاے تو نہ وہ خود رہینگے نہ صلاحیت شک نہ شک اور جیتے جی تو یہ غصہ یہ ندامت یہ نفاق اون کے دل سے نہ نکلیگا اللہ تعالی داناے امور و مدبر کار ہے **روضۃ الاحباب** نبوت کے گیارہوین سال مدینے سے اوس وخزرج کے چند آدمی آکر ایمان لائے اور آپ سے بیعت کی حضور نے مصعب بن عمیر کو اونکے ہمراہ کردیا کہ احکام وعقائد سکھائین تیرھوین سال تہتر آدمی حاضر ہوے اور بخوف قریش رات کو پہاڑ کی گھاٹی مین جمع ہوے آپ نے اونھین قرآن سنایا **ابن کثیر** عبداللہ بن رواحہ نے کہا یا رسول اللہ آپ اس بیعت مین اپنے رب کے شروط اور اپنے حقوق بیان فرمائین ارشاد ہوا حق اللہ یہ ہے کہ کسی کو شریک نہ کرو اور اوسکی بندگی کرو اور میری شرط یہ ہے کہ اپنے نفوس اور اموال کی طرح میری حفاظت کرتے رہو وہ بولے پھر ہمین کیا ملیگا ارشاد ہوا جنت ملیگی وہ جانثار بولے رَبِحَ الْبَيْعُ لَا نُقِيلُ وَلَا نَسْتَقِيلُ یہ سوداگری تو بڑے نفع کی ہے نہ ہم بیع توڑین نہ ہم اسکے توڑنے کی درخواست کرین **منقول ہے** کہ آپ نے فرمایا کہ وعدہ کرو ہر حال مین اطاعت کرینگے خوش ہون یا ناخوش۔ راہ خدا مین مال خرچ کرینگے تنگی ہو یا فراخ دستی۔ شرعی امور کا حکم کرینگے۔ برائیون سے منع کرینگے۔ اللہ کے معاملے مین کسی کی ملامت کی پروا نکرینگے اور پیغمبر خدا کی اعانت اور اپنے جان و مال کی طرح دشمنون سے حفاظت کرینگے۔ بعد اس بیعت کے انصار نے عرض کی حضور مدینے چلین فرمایا حکم الہی کا منتظر ہون۔ انصار بولے یا رسول اللہ ہم سے اور اقوام عرب سے عہد ہین آج ہم اونسے قطع کردین ایسا نہ ہو کہ جب اللہ تعالی آپ کو غالب و منصور کرے آپ اپنی قوم کی طرف التفات فرمائین اور ہمین چھوڑدین حضور یہ سنکر ہنس پڑے اور فرمایا نہین تم ہمسے ہو اور ہم تم مین سے ہم لڑینگے جس سے لڑوگے اور صلح کرینگے جس سے صلح کروگے **درمنثور** سعد بن زرارہ نے حضور کا دست مبارک پکڑ کر حاضرین سے کہا کچھ جانتے ہو تم کہ اللہ کے رسول سے کس امر پر بیعت کرتے ہو بالتحقیق تم بیعت کرتے ہو کہ عرب و عجم بلکہ جن و انس جو ہو سب سے لڑو انصار بولے ہم لڑین گے جو حضور سے لڑے اور صلح کرینگے جو حضور سے صلح کرے **شعر** جس طرف ہوتا ہے تو اے جان جان ؛ دل بدل لیتا ہے پہلو اوس طرف

اسی کو بیعت عقبۂ ثانیہ کہتے ہین مفسرین نے کہا کہ حق سبحانہ تعالی نے اون سچے بندون کی تسکین اور معاہدے کی توضیح و تکمیل مین یہ آیت نازل فرمائی۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ

بیشک اللہ نے خرید لیں مومنوں سے جانیں اونکی اور مال اونکے اسپر کہ اونکے لیے جنت ہے لڑتے ہین راہ مین

اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى

اللہ کی پس مارتے ہین اور مرے جاتے ہین وعدہ اس کے ذمہ پر سچا ہے توریت اور انجیل اور قرآن مین اور کون زیادہ پورا کرنے والا ہے

بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

اپنا اقرار اللہ سے پس خوش ہو اپنی بیع سے جو تم نے ساتھ اسکے کی اور یہ کامیابی بڑی ہے

بیشک اللہ نے مومنین کی جانین اور مال اس قیمت پر خرید لیا ہین کہ اونکو جنت عطا فرمائیگا اللہ کی راہ مین لڑین مارین اور مرین یہ وعدہ جنت حق سے لکہا ہے توریت انجیل قرآن مین اور اللہ سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے اے بیچنے والو اس بیع سے خوش ہو اور یہ جنت یا ہمارا وعدہ بہت بڑی کامیابی ہے **اشتری** کنایہ ہے حسن طلب اور کمال اہتمام و التفات سے جسطرح خرید کے وقت مبیع مقصود اور ادائے ثمن منظور اور شوق و طلب موجود ہوتا ہے ورنہ حضرت رب العالمین کو اپنے بنائے ہوئے غلامون سے بیع و شرا کیسی لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ **شعر** دل ترا جان تری۔ بندہ فرمان ہم بھی تیرا ہی تو ہے یہ جو کچھ ہے ہمارا کیا ہے + پس یہ وہم کہ کسی بندہ جان فروش کا اللہ تعالی پر کچھ حق ہو باطل ہو گیا **اموال** خواہ اسلیے کہ جہاد مین مال کی ضرورت ہے خواہ یہ کہ جب آدمی شہید ہوا مال بھی جاتا رہا **فیقتلون** الخ یعنے دونون حالتون پر جنت ہے غالب ہو یا مغلوب **فی التورات** الخ اس سے معلوم ہوا کہ حکم جہاد جدید نہیں اگلے انبیا پر بھی تھا پس طعن عبث مردود ہوگیا کہ مسلمان خونریز ہین **ف** آیت مین کمال تسکین اور تالیف و تاکید ہے لفظ (خریدا) یہ دلالت کرتا ہے کہ ادائے قیمت واجب ہے اور (بِاَنَّ) جس سے معلوم ہوا کہ ادائے عوض کی تصریح ہے یہ کہ تم بک چکے قبول امر و فدائے مال و جان مین عذر کرنا بے ایمانی آخرکار رگمزور بار کھانے کی نشانی ہے اللہ اپنے ملک قدیم اور اس بیع جدید سے جو چاہے تصرف کرے ہم کون جو روکین اور عذر کرین و ہم بائع مختار ہے کہ بدون وصول ثمن

[illegible]

ہمیع ندے پس بدون بہشت پائے جان دیناکیون لازم ہوگی دفع اسی لیے لفظ وعدہ مذکور ہے اور بیع
موجل مین مبیع رک نہین سکتا ہے (لہم) یہ لام ملک کا ہے یعنی مستعار یا ہبہ کے طور پہ نہین جو کبھی واپس
ہوسکے بلکہ ملک و میراث ہوجائیگی اور ہر حال مین غالب ہون یا مغلوب زندہ رہین یا شہید ہون ؎
توریت وانجیل دو شاہد عدل ملا و قرآن تمسک معلوم ہوا کہ یہ حکم قدیم ہے اور معاملات سابق اسیلیے کہ توریت انجیل
کی گواہی خبردے رہی ہے کہ حضرت موسیٰ کے زمانے مین جہاد تھا پس یہ اوہام ناقصہ کہ آیکا دین مجرد تلوار
سے شایع ہوا یا دین کو خونریزی سے کیا تعلق محض بے اصل ہوگئے افسوس کہ جس تلوار سے دین موسائی
کی ترویج محمود جانین اوسی تلوار سے دین محمدی بدنام ہوان سے تاکید ہے اور بھی تاکید فرمائی
کہ سب سے زیادہ جملۂ استفہامیہ اطمینان بخش اور وفا کرنے والا ہے اللہ سے زیادہ وفائے
عہد کرسکے ؎ یہ بھی اطمینان دیدیا کہ اس سودے میں تم کو بہت فائدہ ہے خوشی کرو اور یہ معاملہ مبارک
پہچتانے کی بات نہین اور اس سے وسعت اور عطائے الٰہی کا بیان ہے شعر میان مصحفی ۳۸
بیچتے تھے جو دل کو تو اوسکو خریدار پیدا ہوا ہے ؎ مسئلہ بیع موجل جائز ہے جیسا کہ نقد و عدے سے
ظاہر ہے مسئلہ بے دیکھے چیز بیان و تعریف پر بک سکتی ہے مسئلہ بیع مقایضہ یعنی مبادلہ مال بالمال
جائز ہے مسئلہ قاضی مال رعیت بولایت عامہ بیچ سکتا ہے جیسے مال مدیون کا

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ

توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے حمد کرنے والے راہ خدا مین چلنے والے رکوع کرنیوالے سجدہ کرنیوالے حکم کرنیوالے

بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

نیک باتون کے اور منع کرنے والے برائیون سے اور نگہبان احکام خدا کے اور خوشخبری سنادیجیے ایمان والون کو

تائب گناہون سے نادم ہوکر قصد ترک مصمم کرنے والا **عابد** اللہ کو مستحق تعظیم جانکر اوسکے بتائے ہوئے
طریقے کے موافق اوسکی پرستش کرنے والا **حامد** اللہ کو مستحق حمد جانکر اوس کی ثنا و صفت کرنے والا **سائح**
راہ خدا مین چلنے والا یعنے تارک دنیا جو دائماً مثل مسافر بسر کرے جیسا کہ تعلیما فرمایا کُنْ فِی الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ
اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ دنیا مین اس طرح جی جیسے تو غریب الوطن ہے کہ وہ زیادہ سامان اور بہت اہتمام اور بھروسا نہین
کرتا بلکہ ہردم پا برکاب رہتا ہے یہ ادنیٰ درجہ ہے خداپرستی کا یا تو راہرو ہے کہ سوائے منزل کے کسی
طرف توجہ ہے نہ تعلق یہ اعلیٰ درجہ ہے خداطلبی کا **راکع و ساجد** نمازی **آمر** واجبات شرعی پر حکم کرنے والا
ناہی ممنوعات سے روکنے والا **حافظ** نہایت احتیاط سے احکام الٰہی کا لحاظ رکھنے والا **حدود**
وہ دائرۂ شرعی جس سے باہر نکلنا حرام ہے یعنی اتباع امر و حفظ حقوق اللہ و عباد و نظم سیاست و انتظام

خلاصۃ ابن کثیر کہا ابن عباس نے کہ سائح قرآن مین بمعنی روزہ دار آتا ہے - اور اکثر مفسرین نے سائح کو
بمعنے روزہ دار روایت کیا مگر باعتبار معنی عام - ہر سفر دینی وستی خیر اس مین داخل ہے حج یا دوسرے
مقامات مقدسہ کی زیارت - اکابر دین کی ملاقات - سفر جہاد مسلمانون کی کارسازی مین دوا دوش
یا طلب علم تا ویل تائبون کے رفع مین تین قول مختلف مین کہا صاحب تفسیر کبیر نے کہ خواہ امر فوع علی المدح
ہے یعنی المؤمنین ہم التائبون تو ہے یا جملہ مستانفہ ہے خبر اسکے (اہل الجنۃ) محذوف ہے یا یہ صفات
بدل مین یقاتلون سے ہے یا تائبون مبتدا اور عابدون الخ خبر ہے یا ثالث تائبون الخ مبتدا خبر محذوف
(مومنون) اور بشر المؤمنین مظہر ہے ضمیر کا خلاصہ یہ مومنین مجاہد تائب و عابد وغیرہ مین سے
تائب عابد وغیرہ ہوتے ہین مگر سب مذکور نہ ہوئے مجاہدین کی بالخصوص بشارت ہوا مین ایک خصوصیت
زائدہ مجاہدین کی نکلتی ہے یہ مؤمن ہونے سے مال خریدار سے مقاتلہ کرتے ہین اور تائب و عابد وغیرہ سے
توبہ کرنے والے عابد و حامد وغیرہ ہین یہ تائب و عابد وغیرہ مومنین ہین اور مومن سزاوار بشارت ربط
رب اللہ تعالے نے منافقین و کفار کے قبائح ذکر فرمائے اور اون سے اجتناب واحتراز کا حکم دیا بغرض تکمیل
امر و حمایت تنفر ارشاد ہوا کہ صرف جیتے جی نہین بلکہ مرنے پر بھی خیر خواہ نہ ہو یہان اور وہان الگ رہو

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي

نہین ہے پیغمبر کو اور اونھیں جو ایمان لائے کہ استغفار کرین واسطے مشرکین کے اگرچہ ہون صاحب

یعنے بموت اور | قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝ | ایمان کے سزاوار
نہین کہ بعد علم اس | قرابت بعد اسکے کہ کھل گیا بیشک وہ صاحب نار ہین | امر کے کہ مشرک

جہنمی ہین او کے لیے طلب مغفرت کرین اگرچہ وہ قرابت والے بھی ہون مسئلہ مشرکین کے لیے دعاے مغفرت
حرام ہے وہم جہنمی ہونے کا علم مرنے کے بعد ہوتا ہے تو چاہیے کہ زندگی مین کافر کے لیے استغفار جائز ہو دفع
کافر بحالت کفر ہر حال مین یقین ہے کہ دوزخی ہوگا پس دعا کیجاے تو ہدایت و ایمان کے ساتھ وہم
مشرک کے لیے استغفار ممنوع ہے کافر کی ممانعت نہین دفع جب منافقین کے حق مین ممانعت اوپر
گذر چکی تو کافر بدرجہ اولی داخل ہین ہر کافر مشرک ضرور ہوتا ہے ثبوت اسکا صفحہ ۳۹۴ جلد اول
مین گذرا عذر شان نزول مین قرابت حضرت نبوی کا مذکور کیا گیا ہے چونکہ تفسیر آیت اوس پر موقوف نہین
سکوت و ترک اولی سمجھا گیا سواے اونکے جو بوجہ ظاہر مخالفت خدا اور رسول کے دشمن قرار دیے گئے جیسے
ابو جہل و ابو لہب باقی اقارب دمعاونین حضرت رسالت کچھ ہی کیون نہ ہون اون کی توہین دل
قبول نہین کرتا ہے فی الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا + بلبل ہمین کہ قافیہ گل شود بس ست

یہ قطعی ہے کہ اونکی تحقیر نہ اللہ و رسول کو محبوب نہ دین سے متعلق۔ نہ عرصات محشر مین داخل حساب ہے پھر
ہم کیون دخل در معقولات بحث بیجا اپنے ذمے لین اور دل کب مانتا ہے شعر پای سگ بوسید مجنون خلق
گفت این چہ بود + گفت این سگ گاہ گاہی کوی لیلے مے رود + کبیر حضرت علی نے سنا کہ ایک شخص اپنے
مشرک مان باپ کے لیے استغفار کرتا ہے فرمایا تو مشرک کے لیے استغفار کرتا ہے بولا حضرت ابرہیم نے نہین کی جو اپنا نازل ہوا

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا
اور نہ تھی استغفار ابراہیم کی واسطے اپنے باپ کے مگر بسبب ایک وعدے کے کیا اوسے باپ سے پھر جب
تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ۚ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ۝
ظاہر ہو گیا ابراہیم کو کہ وہ دشمن ہے اللہ کا بیزار ہوے اوس سے بیشک ابراہیم تھے نرم دل بردبار

اور ابراہیم کا استغفار کرنا اپنے باپ کے لیے بسبب اوس وعدے کے تھا جو ابراہیم نے اپنے باپ سے کیا تھا
پھر جب ابراہیم کو ظاہر ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے آپ اوس سے بیزار و کنارہ کش ہوے بیشک ابراہیم نرم
دل سمجھدار متحمل تھے کبیر یہ فعل حضرت ابراہیم کا بسبب وعدے کے تھا اور وہ بھی بعد اطلاع ترک کیا گیا اب
کسیکو اوس سے حجت جائز نہین ہے معالم ابراہیم نے اپنے باپ سے وعدہ کیا تھا کہ مین تمہارے لیے طلب
بخشش کرونگا اور امید یہ تھی کہ وہ ایمان لائے قرآن مین اسکا مذکور ہے بعیر آزر نے ایمان لانے کا وعدہ
کیا تھا اور ظاہر ہونے سے خواہ یہ غرض ہے کہ آزر کے ایمان لانے سے مایوسی ہوئی یا بطور وحی معلوم
ہوا ہو کہ وہ کافر مریگا ابن کثیر سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ قیامت مین آزر حضرت ابراہیم کے سامنے
آئیگا چہرے پر تاریکی و سیاہی آپ سے کہیگا دنیا مین آپکا کہنا نہانا مگر اب نافرمانبرداری نکرونگا آپ
کہینگے اے رب تونے وعدہ فرمایا تھا کہ قیامت مین رسوا نہ کرونگا باپ کے عذاب و توہین سے کیا رسوائی
زیادہ ہے ارشاد ہوگا دوسرے جانب تو دیکھو نظر پھیرنا تھا کہ آزر بصورت ضبع مرغ کے دوزخ مین پھینکا
جائیگا اور آپ کو خیال بھی نرہیگا بحث حدیث مین وارد ہوا کہ کوئی شرط و وعدہ خلاف قرآن واجب الوفا
نہین اسلیے کہ اللہ کی شرط احق ہے اور یہان حضرت ابراہیم کا وعدہ استغفار مشرک مین عذر قرار پایا جواب
وعدہ قابل وفا نہین جو اول سے ممنوع ہوا اور حضرت ابراہیم ایسے وعدے سے اولاً منع نہ کیے گئے تھے بلکہ وقت
یعنے استغفار ممانعت کی گئی لہذا آیت ایسے ممنوع وعدونکا پورا کرنا جائز نہ نکلا اواہ نرم دل دردمند معالم
ابن عباس نے کہا مؤمن تائب۔ ابن مسعود نے کہا۔ دعا کرنے والا۔ قتادہ اور حسن نے کہا بندونپر رحیم
مجاہد نے کہا بزبان حبشہ یقین کرنے والے کو اواہ کہتے ہین در منثور حدیث مین خاشع و متضرع کے معنے
آئے ہین کہا مجاہد نے فقیہ باریک فہم۔ کہا ابو عامر نے کثیر الذکر تاریخ بخاری مین ہے کہ اواہ وہ

جسکا دل اللہ کے ساتھ متعلق رہے حلیم بردبار متحمل۔ انکے باپ نے کہا تھا اے ابراہیم تم میرے بتون سے نفرت کرتے ہو اگر باز نہ آؤ گے تو سنگسار کرونگا۔ فرمایا سلام ہو تجھ پر مین تیرے لیے اپنے رب سے حلم آمرزش کرونگا آپ کی رحمت اسقدر تھی کہ جب قوم لوط پر عذاب آیا اور ملائکہ آپکے پاس آئے اور آپ سے حکم الٰہی بیان کیا آپ نے اونسے اس باب مین گفتگو کی یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابراہیم قوم لوط کے ... مین ہم سے مجادلہ کرتا ہے قصہ اسکا پارہ ۱۳ سورۂ ابراہیم مین آئے گا۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ

اور نہیں ہے اللہ کہ گمراہ کرے کسی قوم کو بعد اسکے کہ ہدایت کی اونکو یہانتک کہ ظاہر کرے اونکے لیے وہ کہ بچین (اوس سے)

یعنے جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو ہدایت | اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ | مانے اوس کے بعد نہین کسی فعل کی وجہ سے گمراہ نہین ... بیشک اللہ ہر شئے پر دانا ہے | نہ بتادے کہ اونھین کن کن باتون سے بچنا چاہیے ... حضرات نبیہ مسلمان پہلے اقارب مشرکین کے لیے بھی استغفار کرتے اس ممانعت ... ارشاد ہوا ہم بدون بیان مواخذہ نہین کرتے۔ اور کہا بعض نے کہ اس تشدد ذکر پر جو منافقین و کفار کے ... ہوئے خود جواب فرمایا کہ تمکو کسی پر نرمی منظور نہین اسلیے کہ ارحم الراحمین ہین مگر جب بعد اطلاع و ممانعت وہ سرکشی و انحراف کرین معاملہ جب تمہارے بیت المقدس منسوخ ہوا اور کعبہ قبلہ قرار پایا اور شراب حرام ہوئی تو وہ لوگ جو اس سے پہلے جانبر ہوکر بہین چلے گئے تھے بطور سابق بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے اور شراب پیتے بعد مدت مطلع ہوئے تو ... آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال باطل نہ کریگا اوسکی تصدیق مین یہ آیت نازل ہوئی لیضل کہا صاحب تفسیر کبیر نے خواہ راہ جنت سے بہکا نا مراد ہے جو کفار کے لیے لازم ہے خواہ یہ کہ گمراہی مین ڈالنا یعنی اپنا رب توفیق کا بند کردینا معالم مین ہے کہ حکم بالضلالت۔ قبل اعلام و بیان مواخذہ نہین ہے وجہ آیت سے مفہوم ہوتا ہے کہ جہل عذر ہو دفع جہل اصلی عذر ہے جیسا کہ ابتداے اسلام مین تھا اور جہل عارضی یعنی کسی حکم شرعی کو بعد ازانکہ علما مین شائع کتب مین موجود ہو سستی سے حاصل نہ کرنا ہرگز عذر نہین اس لیے کہ واجبات کا دریافت کرنا امر عقلی ہے اسکا ترک موجب عفو نہین ہوسکتا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

بیشک اللہ کے واسطے ہے ملک آسمان اور زمینون کا جلاتا ہے اور مارتا ہے اور نہین واسطے تمھارے سواے اللہ کے

عموماً خطاب فرمایا کہ اے منافقو اور کافرو | مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ | کس خیال مین ہو اور اے ایمان والو ترک موالات کفار سے کیون افسردہ ہوتے ہو | حمایتی اور نہ مددگار | بادشاہت آسمان و زمین کی اللہ ہی کے لیے ہے وہی پیدا کرتا ہے اور زندہ رکھتا ہے اور مارتا ہے اور تمھارے لیے اللہ کے سواے کوئی حمایتی اور مددگار نہین

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ

بیشک خوش ہوا اللہ پیغمبر پر اور مہاجرین اور انصار پر ایسے جنہون نے اتباع کی نبی کی وقت عسرت مین

مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

بعد اسکے کہ قریب تھا کہ کج ہون دل ایک گروہ کے اونمین سے پھر مہربان ہوا اون پر بیشک اللہ اون پر مہربان رحیم ہے

اللہ تعالی نے پیغمبر اور مہاجرین و انصار کے جو تنگی کے وقت یعنی جنگ تبوک مین آپ کے تابع ہوے توبہ قبول کی جبکہ ایک گروہ کے دل شدت و حوادث سے کج ہونے لگے تھے پھر اونکی توبہ قبول فرمائی اللہ تعالی مہربان اور رحیم ہے تاب رجوع کی۔ کہا صاحب تفسیر کبیر نے کہ پیغمبر پر توبہ ترک اولی مین ہے جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد ہوا کہ آپنے منافقونکو کیون اجازت دی چونکہ اس سفر مین تیہ ستی زیادہ تھی اور مقابلہ ایک بڑی زبردست بادشاہ کا تھا منافقین طرح طرح کی باتین بناتے تھے اور بعض بعض اصحاب خاص کو بھی زحمت ہوگئی تھی لہذا فرمایا کہ ہمنے معاف کیا عسرۃ تنگی کہ اس سفر مین عسرت بہت تھی (سواری) دس دس آدمیون کے حصے مین ایک اونٹ تھا نوبت بنوبت اوترتے چڑہتے (زاد راہ) ایک ایک خرمے پر جماعت کی جماعت صبر کرتے اس طرح کہ ایک نے چوسا پھر دوسرے نے چوسا یہانتک کہ گٹھلی رہگئی۔ آٹا ایسا خراب بدبو کہ لقمہ منہ مین رکھا اور ناک بند کرلے ایسی بدبو آتی (پیاس) یہ کہ اونٹون کے پیٹ نچوڑی جاتی ایک کہا گیا کہ مراد ساعت عسرت سے جنگ خندق ہے جسکی قرآن مین خبر ہے کہ نظر خیرہ ہوئی اور کلیجے منہ کو آئے فا باعتبار لفظ ہر عسرت و تنگی مین ثابت قدم رہنے والو کو یہ مژدہ عفو ثابت ہے یزیغ کج کہا صاحب تفسیر کبیر نے کہ مراد اس سے وہ وسوسے ہین جو اس تنگی و سختی سے قلوب مین آئی اور متابعت رسول کا ترک کرنا چاہتے پھر نادم ہوکر اتباع پر ثابت رہے فائدہ پہلے توبہ آنحضرت اور تمام مہاجرین کی نسبت تھی جس سے صرف ترک افضل و خطرہ نفس مراد ہے اور دوسری توبہ بعض سے جنسے کچھ لغزشین ہوگئین اور آخر مین اپنی رحمت و محبت کا ذکر فرمایا کہ دال تمکن ہو

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ

اور رجوع برحمت کی) اون تین پر جو پیچھے چھوڑے گئے یہان تک کہ تنگ ہوگئی اون پر زمین باوجود وسعت کے اور تنگی کی اون پر

اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ ع

جانون نے اونکی اور گمان کیا یہ کہ نہیں جائے پناہ اللہ سے مگر اوسی کی طرف پھر توجہ کی اللہ نے اون پر تاکہ توبہ کرین بیشک اللہ وہی توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے

اور توبہ قبول فرمائی اون تین شخصون کے جو پیچھے چھوڑ دیے گئے اور ہمرکاب سعادت نجا سکے اور کمال مدت یا عتاب رسول و ترک و تناجر مومنین سے اونپر زمین اپنی وسعت کے ساتھ تنگ ہوگئے اور دم گھٹنے لگا اور وہ جان گئے کہ اللہ کے عذاب سے بچاؤ اور ٹھکانا نہین ہے مگر اوسی کے فضل و کرم کی طرف پھر حق سبحانہ تعالی اونکی طرف متوجہ ہوا کہ باز آئین اور توبہ کرین اور اللہ توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے بخاری کعب ابن مالک سے مروی ہے کہ جب

حضور جنگ تبوک کی تیاری کرنے لگے اور عموماً حکم ہوا کہ جان نثاران حضور ہمراہ چلین مین ہر روز قصد کرتا کہ سامان درست کر لون اور چلون مگر یون ہی دن تمام ہوتا یہان تک کہ حضور تبوک چلے گئے اور مجھے یاد بھی نہ فرمایا ایک دن تبوک مین ارشاد ہوا کہ کعب کا کیا حال ہے ایک مرد بنی سلمہ نے کہا اوسے خوش پوشاکی اور راحت طلبی اور غرور نے روک رکھا معاذ بن جبل بولے تونے غلط کہا واللہ ہم تو اوسے اچھا ہی جانتے ہین۔ اور مین یہان بیٹھے بیٹھے روز قصد کرتا کہ آج چلون کل چلون آخرکار خبر مراجعت لشکر اسلام شایع ہوئی اب دل مین ٹھہرائی کہ عذر غلط کرکے حضور کو راضی کر لونگا اور پہلے اہل مشورہ سے بھی اسپر اتفاق کرایا مگر جب حضور آگئے [illegible] برکت قرب شریف [illegible] وہ تمام فریب و دروغ فراموش ہوگیا اور قصد کر لیا کہ حضور مین سوا سچ کے کچھ نہ کہونگا الحاصل آپ مسجد مین آئے اور بعد ادائے دوگانہ نفل رونق افروز ہوئے لوگ آتے اور جھوٹی قسمین کھا کھا کر اپنی بیقصوری ظاہر کرنے لگے اور غلط بیان پر قبول ظاہر کیا اور اللہ سے طلب بخشش کی (یہ وہی ہین جنکی نسبت صفحہ ۲۰۶ مین منافقت مذکور ہوئی کہ اگر آپ راضی ہون تب بھی اللہ راضی نہوگا) کعب کہتے ہین کہ مین بھی سامنے گیا اور سلام کیا میری طرف دیکھکر غضب ناک صورت پر تبسم فرمایا اور کہا آگے آ مین آگے گیا اور بیٹھا ارشاد فرمایا تجھے کیسے [illegible] کسی سے روکا کیا تو سواری نہ خرید چکا تھا مین نے عرض کی بخدا اے کریم اگر کسی اور کے سامنے ہوتا اپنی طلاقت بیان سے بچ جاتا راضی کر لیتا اللہ تعالی نے مجھے تقریر فصیح و بیان وسیع عطا فرمایا ہے اور بخدا اے کریم مین جانتا ہون کہ اگر باتین بناؤن تو آپ کو خوش کر لونگا مگر اللہ تعالی کا غضب نازل ہو جائیگا اور سچ بولونگا تو گو آپ ناخوش ہونگے مگر امیدوار عفو ہون بخدا مجھے کوئی عذر نہ تھا اور نہ دوسرے مجھ سے زیادہ قوی تھے آپ نے فرمایا یہ سچ بولا اب اوٹھ یہان تک کہ اللہ فیصلہ کر دے جب مین اوٹھا تو لوگون نے کہا تجھسے یہ بھی نہو سکا کہ حضور کو عذر کرکے منا لیتا اور آپ کی استغفار تیرے حق مین کافی ہوتی میرے دل مین آیا کہ پھر کچھ تدبیر کرون مین نے کہا اور بھی کوئی اس جرم راست بیانی مین میرے ساتھ ہے یا نہ لوگون نے کہا ہان مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ (جو تین رہجانے والے ہین جنکی توبہ اللہ تعالی نے قبول فرمائی) مین نے کہا یہ دونون مرد صالح ہین اور بدر مین شریک تھے انکی اقتدا و اتباع سزاوار ہے۔ پھر حکم محکم جناب رسالت پناہی نافذ ہوا کہ مومنین خالص ان مجرمین صادق سے کلام و سلام چھوڑ دین۔ لوگ کنارہ کش ہوئے گویا مین اوس زمین مین نہ تھا جہان کے رہنے والے مجھے پہچانتے ہون پچاس دن یونہین گذر گئے اور میرے دونون ساتھی یعنی ہلال و مرارہ زار زار روتے اور گھر مین بیٹھ رہے مگر مین جوان تیز رو تھا گھر سے نکلتا اور مسجد مین جا کر نماز مین شریک ہوتا اور بازار مین پھرتا کوئی مجھ سے بات نہ کرتا اور مین نماز پڑھکر حضور کی مجلس مین آتا اور سلام کرتا دیکھتا کہ آپ نے جواب سلام مین لب روح پرور کو جنبش دی یا نہ پھر آپکے

پاس نماز پڑھنے لگتا اور کنکھیون سے دیکھتا جب مین نماز مین مشغول ہوتا وہ قبلۂ جان وکعبۂ ایمان میری طرف
خفیہ التفات فرماتے اور جب مین قصد مشاہدہ جمال کرتا چشم پوشی کرتے جب زمانہ طویل گزرا ایک دن مین
ابو قتادہ اپنے چچا زاد بھائی کے باغ کی دیوار پھاندکر اندر گیا اور اونکو سلام کیا ابو قتادہ نے جواب نہ دیا
مین نے کہا اے ابو قتادہ تمھین خدا کی قسم تم جانتے ہو کہ مین اللہ اور رسول کو چاہتا ہون کچھ جواب ندیا پھر مین
بیٹھا اور قسمین دینا شروع کین تو ابو قتادہ نے کہا اللہ اور اللہ کا رسول دانا ترہے تب مجھسے ضبط نہو سکا بے اختیار
آنسو نکل آئے اور اوٹھکر چلا اور بازار مین آیا ناگاہ ایک نبطی پوچھرہا تھا کہ مجھے کعب بن مالک کا پتا بتا دو
لوگون نے بات تو نکی صرف اشارے سے بتایا کہ وہ یہ ہے اوسنے مجھے شاہ غسان کا خط دیا اوسمین
لکھا تھا کہ ہمنے سُنا ہے تمھارے صاحب نے تم پر ظلم کیا اور اللہ تعالیٰ نے تمکو خوار اور ضائع نہین بنایا ہے
تم ہمارے پاس آؤ ہم ہر طرح حاضر ہین مین نے کہا یہ بھی ایک امتحان اور ابتلا ہے تو مین نے وہ خط شاہی تنور
مین ڈالدیا پھر جب چالیس دن گذر گئے تو حضور انور کا دوسرا فرمان جاری ہوا کہ کعب تو اپنی بی بی سے علیحدہ
ہو جا مین نے کہا کیا ارشاد ہے آیا طلاق دوون یا کیا کرون کہا نہین صرف کنارہ کش رہو جبتک اللہ تعالیٰ
فیصلہ نہ کرے اور مرارہ اور ہلال کو بھی یہی حکم ہوا مین نے اپنی بی بی سے کہا کہ تا نزول حکم الٰہی اپنے گھر
چلی جاؤ۔ ہلال کی بی بی حضور مین آئی اور عرض کیا کہ ہلال بڈھے ہین مین خدمت کرتی ہون تو کیا
آپ اسے بھی پسند نہین فرماتے ارشاد ہوا خدمت کرو مگر ہم بستر نہ ہو وہ بولین حضور اونکو اس طرف حس و
حرکت نہین ہے اور جبسے عتاب رسول وخدا مین آیا ہے رونے سے فرصت نہین مجھسے بھی میری بی بی نے
کہا کہ جس طرح زوجۂ ہلال کو اجازت ملی تو بھی اجازت حاصل کرلے مین نے کہا مین اس باب مین عرض نہ
کرونگا نہین معلوم کیا جواب ملے اور مین خود اپنے کام کرسکتا ہون پھر دس دن اور گزرے اور پچاس پورے ہوے
پھر جب مین نے پچاسوین دن نماز فجر ادا کی ناگاہ ایک پکارنے والے کی مبارک آواز سنی کہ کوہ بلند سے
پکارتا تھا یَا کَعْبُ بْنَ مَالِكٍ اَبْشِرْ اے کعب مالک کے بیٹے خوشخبری ہو تجھے مین یہ سنتے ہی سجدہ مین
گر پڑا اور سمجھ گیا کہ فرح وسرور کا وقت آگیا اور صورت یہ ہوئی کہ بعد نماز فجر آنحضرت پر یہ آیت مذکور اُتری
جب آدمی مطلع ہوے تو دوڑے کہ اپنے اپنے دوست کو مبارکباد دین چنانچہ کعب کے لیے حضرت
ابو بکر صدیق آمادہ ہوے تھے) مین نے یہ بشارت سنی اور اپنے کپڑے اوتار کر بشیر کو پہنا دیے بخدا میری ملک
مین وہی دو کپڑے تھے پھر دو کپڑے قتادہ سے مستعار لیکر حاضر حضور ہوا جوق جوق آدمی مجھسے ملتے اور
مبارکباد دیتے مسجد شریف مین گیا تو گرد وپیش اصحاب بیٹھے تھے ابو طلحہ اوٹھے ہو کر دوڑے اور مجھسے مصافحہ کیا
اور مبارکباد سنائی مین نے حضور کو سلام کیا دیکھا کہ چہرۂ نورانی خوشی سے چمک رہا ہے اور آپ کی عادت سے

تھا کہ جب خوش ہوتے چہرہ مبارک ایسا چمکنے لگتا گویا چاند کا ٹکڑا ہے اس علامت سے آپکی رضا وخوشنودی ہم پہچان لیتے تھے حضور اقدس نے فرمایا اَبْشِرْ بِخَیْرِ یَوْمٍ مَرَّ عَلَیْکَ مُنْذُ وَلَدَتْکَ اُمُّکَ خوش ہو اُس دن جو تیرے تمام عمر کے دنون سے اچھا ہے۔ مین نے عرض کی یہ بشارت حضور کی عطیات سے ہے یا اللہ تعالی کی عنایات سے فرمایا نہین بلکہ اللہ تعالی کی طرف سے۔ مین نے عرض کی یارسول اللہ مین اپنا تمام مال شکر قبول مین نذر کرتا ہون فرمایا کچھ رہنے دے یہ تیرے حق مین اچھا ہے (تاکہ سوال وفقر سے بچے) مین نے عرض کی جو مال خیبر مین ملا ہے وہ رہیگا۔ اور کہا کہ اللہ تعالی نے سچائی کے بدولت نجات دی اب کبھی بات نہ کرونگا مگر راست۔ اور کوئی راست بیانی مین گرفتار بلا نہین ہوتا سعدی۔ راستی موجب رضائے خداست کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست ✦ ف آیت مین پہلے عام طور پر قبول توبہ نازل ہوئی پھر بتخصیص ان تین کا ذکر فرمایا خواہ اسلیے کہ انکی توبہ سب کے بعد قبول ہوئی۔ یا یہ دوسرے توبہ کرنے والون سے علیحدہ تھے۔ یا یہ کہ جس طرح انکی رسوائی اور ندامت زائد تھی شرف قبول وکرامت عفو بھی اکثر وظاہر ہو اور اسی رعایت سے پانچ بار آیت مین توبہ کا ذکر فرمایا ۱ عموماً پہلی آیت مین جس سے یہ متعلق ہے ۲ خصوصاً ان تین کے لیے ۳ مکرر ان لفظون سے کہ پھر اللہ اونکی جانب متوجہ ہوا ۴ تعلیماً کہ دوام ثبات واستغفار حاصل صفائی قلب وخشوع وخضوع کامل ہو ۵ بغرض اطمینان۔ نشاط صفات رحمت ومحبت کو متوسط کیا۔ نکتہ ثم تاب بصیغہ ماضی اور لیتوبوا مستقبل اسلیے ہے کہ توجہ الہی قدیم وسابق ہے رجوع عبد پیدا اور جب تک اودھر سے تحریک واجازت نہ ہو ادھر مجال عرض وسعادت التجا کہان اسی کا نام توفیق رکھا گیا ہے اور دوسری بشارت یہ ہے کہ یہ لوگ آیندہ بھی توفیق توبہ ودولت قبول وعفو سے کامیاب رہینگے **خلفوا** بصیغہ مجہول نسبت فعل اون کی طرف کی تاکہ ندامت والزام کم ہو **ضاقت** زمین تنگ ہونے سے محاورے مین کمال بیچارگی وحیرت مراد ہے اور تنگی نفس سے سکرات موت وشدت مصائب ربط قبول وعفو کے بعد وہ اصول سکھلائے کہ ذلت سے بچین قرب حاصل ہو فرمایا

اے ایمان والو اسے | يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ○ | ڈرو اور سچون کے
ساتھ ہو لو نہ بیخوف | اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور رہو ساتھ سچون کے | رہو کہ تساہل وتعیش

مین مخالفت امر الہی ہو جاسے نہ منافق وکاذب ہو کہ غلط بیانیون سے ظاہر طاہر اور دل نجس ہو **تحبث** (تقوی) پرہیزگاری کو مجبر وتقوی ایمان سے مقدم وسابق ہے وہی انسان کو تدبیر کار وطلب امن کا جویا بناکر ایمان کی طرف جھکاتا ہے اسلیے فرمایا ہدی للمتقین۔ قرآن ڈرنے والون کا ہادی ہے مگر مراتب نفع وضرر سمجھ کر حزم واحتیاط سے کام لینا برکت ایمان سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ یہان فرمایا اے ایمان والو

ڈرو۔ اور جبکہ تقویٰ آلہ و وسیلہ قرب و صدق کا ہے فرمایا سچون کے ساتھ ہو جاؤ۔ اور جبکہ بقاے صدق و دوام امن
و رضا تقویٰ ہی پر موقوف ہے متقی کو سب سے مکرم فرمایا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ تقویٰ گویا تجارت ہے اور
دوسرے اعمال صالحہ و مقامات قرب دولت و مال۔ گو تجارت تابع و طفیل مال ہے مگر بقاو افزونی اسی پر موقوف
لہذا تجارت تابع بھی ہے اور مقدم بھی متقی اور عوام مومنین کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص کنارہ پل پر چلے کہ ذرا چوکا
اور دریا مین اور دوسرا وسط راہ مین چلے کہ گرے بھی تو پل ہی پر رہے تیجہ اسکے مراتب و مقام ہین حذر و دشمن سے
بچنا حزم و تدبیر ہے اور حاکم کے عذاب سے ڈرنا خدمت و اطاعت۔ اور اسکے عطیات سے محرومی کا خوف زہد
و عبادت اور عنایات محبوب سے ناکام رہنے کا ڈر حُب طلب ہے البتہ ناخوشی و بے پروائی کا خدشہ بحضور آقا
عبودیت و بہ نسبت محبوب صدق ہے صدق (راحتباز ص) کیمیاے سعادت مین ہے کہ صدق کا تعلق چھ چیزون سے
ہے ۱ زبان ۲ نیت ۳ قصد ۴ وفاے عہد ۵ باطن و ظاہر یکسان کرنا ۶ صفات محمودہ یعنی توکل و محبت، خوف
و رجا کی حقیقت اپنے نفس مین قائم کرنا اور غنیۃ الطالبین مین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی
کہ جو میری تصدیق کرتا ہے مین اسکی سچائی خلق مین ظاہر کرتا ہون اور صدق یکسان کرنا ہے ظاہر و باطن کا
اور سچ بولنا ہے محل خوف مین جہان بدون کذب رہائی نظر نہ آئے اور قول و فعل مین مطابقت دینا۔ اور اللہ
۳ تعالیٰ کا عہد پورا کرنا اور مخلوق کی نظر مین قدر و اعتبار ہونے نہونے کی پروا نہ کرنا اور احوال مخفیہ کے
اظہار سے بے پروا رہنا کہا ذوالنون مصری نے کہ صدق سیف اللہ ہے جسپر رکھی جائے اوسے دو ٹکڑے
کر دے۔ صادق کو آئینہ دیا جاتا ہے جسمین عجائبات دنیا و آخرت کے دیکھ لیتا ہے دیکھنے قلب صافی و کشف سیع دعوت
صحیح) ابن کثیر صادقین سے مراد محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ہین۔ کما ضحاک نے ابوبکر و عمر ہین
فضائل اسکے احادیث مین اسقدر ہین کہ بیان سے باہر بلکہ ایمان تصدیق ہے اور اسلام صدق ف آیت مین دو امر ہین
۱ وجوب تقویٰ ادنیٰ درجہ اسکا لا الہ الا اللہ ہے ۲ سچونکی معیت یا خود سچا بنجانا اور ادنیٰ اسکا ترک نفاق ہے پس اداے امر تو ایمان خالص کی
ہو جاتا ہے باقی مراتب بہ خلوص عنایات آلہی پر موقوف ہین نکتہ اسمین اشارہ ہے کہ شیوخ کامل ائمہ مجتہدین کی اقتدا و صحبت اختیار
کرو نکتہ یہ بھی اشارہ ہے کہ سواے اہل سنت کے کوئی اہل حق نہین اسلیے کہ تمام پیغمبرونکی تصدیق جو تمام سچونکے سردار ہین۔
مسلمانونکی سوا کسے نصیب ہے پھر تمام اصحاب صلحاے امت کی تعظیم انہین کا شیوہ ہے اور بعض کا ترک اور بعض کا اختیار عموم قرآنی کے مردود

مَا کَانَ لِاَهْلِ الْمَدِیْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ
نہ تھا واسطے مدینہ والونکے اور جو گرد اونکے ہین گنوارون سے یہ کہ پیچھے رہجائین رسول اللہ سے

وَلَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا یُصِیْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا
اور نہ یہ کہ رغبت کرین اپنی جانون مین (چھوڑکر) آپکی ذات کو یہ اسلیے ہے کہ نہیں پہونچتی اونکو پیاس اور نہ رنج اور نہ

مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ

بھوک راہ مین اللہ کے اور نہین چلتے کسی جگہ کہ غصے مین لاوے کافرونکو اور نہین پاتے دشمن سے

نَيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ إِنَّ اللهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ

کوئی چیز مگر لکھا جاتا ہے اونکے لیے ایک کام نیک بیشک اللہ نہین ضایع کرتا ثواب نیکی کرنے والون کا

نہ مدینے والونکو جائز تھا نہ اُنکے اردگرد رہنے والون کو کہ رسول اللہ کو چھوڑ دین اور اپنی جان کے حفظ و راحت کی طرف مائل اور رسول کی ذات شریف سے غافل رہین۔ اور یہ یعنی آپ کے ہمراہی اور جان نثاری کا وجوب اسلیے کہ اُنکو اوس راہ مین کوئی مصیبت یا پیاس یا بھوک نہین پہنچتی اور کہین چلتے پھرتے نہین کہ کافر دیکھ دیکھکر غصے مین آئین پیچ وتاب کھائین اور دشمن سے کوئی رنج۔ زخم۔ قید۔ قتل۔ فتح۔ شکست وغیرہ انکو نہین ملتی مگر اُنکے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے بیشک اللہ مزدوری نیکونکی ضائع نہین کرتا **مسئلہ** ہر مسلمان پر واجب ہے کہ امام وقت کی اطاعت و حفاظت مین مستعد رہے اسلیے کہ یہ نصرت نہ مخصوص عرب تھی نہ متعلق شان رسالت بلکہ نصرت دین و ضرورت و مصلحت اسلام مقصود ہے **ذٰلک** گو لفظ حکم سابق کی طرف اشارہ ہوا اور اسکا ما بعد علت حکم مذکور مگر ایسا نہین بلکہ ترغیب و تحریص کے طور پر فرمایا ہے اسلیے کہ تحصیل ثواب امر محبوب ہے اور ترک موجب حرمان ہے نہ باعث عصیان اور یہان ترک و تخلف حرام و اتباع و نصرت واجب۔ ظما یعنی تشنگی وغیرہ کا ذکر بنظر کثرت وقوع ہے نہ یہ کہ انہین امور سے ثواب متعلق ہو بلکہ حکم عام ہے ہر فعل موجب اجر ہے اور یہ تمام نکرے تحت نفی مفید عموم ہین **یطئون** سے مراد نقل و حرکت خفیف **نیلا** ہر امر کو شامل ہے بحالت ثبات و اطاعت شکست۔ فتح مارنا مرنا سب ثواب ہے **عمل صالح** پر اکتفا کی اور کوئی کلمہ مبالغے کا مذکور نفرمایا کہ مقابلہ ہر فعل خفیف دیگر کا ہوسکے اور ثواب عظیم مین ایسا عموم نہ رہتا **احمد** کی مروی ہے کہ ابو خیثمہ اول ہمراہی سے رہگئے تھے بعد روانگی مجاہدین اپنے باغ مین گئے اون کی بی بی نے فرش بچھایا اور خرمے اور آب سرد پیش کیا تو آپ نے کہا سایہ گنجان ہے اور خرمے پختہ ہین اور پانی ٹھنڈا ہے اور عورت خوب صورت ہے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دھوپ اور لو مین ہین یہ اچھی جگہ نہین ہے اوٹھ کھڑے ہوے اور ناقہ کسا تلوار اور نیزہ اوٹھایا اور تیز ہوا کی طرح روانہ ہوکر حضور کو جا لیا حضور نے راہ کی طرف نظر فرمائی دیکھا کہ ایک سوار دلیر آرہا ہے بطور تمنا فرمایا یہ سوار ابو خیثمہ ہوتا پھر جب آپ نے اونہین دیکھا خوش ہوئے اور اونکے حق مین طلب مغفرت فرمائی

وَلَا يُنْفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ

اور نہین خرچ کرتے کچھ چھوٹا اور نہ بڑا اور نہین طے کرتے کوئی میدان مگر لکھا جاتا ہے واسطے اونکے

عقیل کے اور خرچ کوبڑا	لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝	اور کوئی خرچ قلیل مثل
نہین کرتے اور کوئی سفر	تاکہ جزا دے اونکو اللہ اچھا اوسکا کہ تھے کرتے	عثمان و عبدالرحمن کے

دراز نہین کرتے مگر اُن کے لیے لکھ لیا جاتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اُنھین اُنکے اعمال سے اچھا عوض دے۔ یا اُن
اعمال سے جو بہ ون جہاد کرتے اچھا دے **مشکوٰة** رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا
محافظت حد اسلامی ایک دن کی راہ خدا مین دنیا سے اور جو اُسپر ہے سب سے بہتر ہے (متفق علیہ) **بخاری**
مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ کسی بندے کے پاؤن پر راہ خدا مین غبار نہین بیٹھا اور آے
آگ مس کرے یعنی ایسا نہین ہوسکتا **نسائی** مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كُتِبَ لَهُ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ
جسنے کچھ اللہ کی راہ مین خرچ کیا اُسکے حق مین سات سو گنا ثواب لکھا جائیگا **ترمذی** ابوہریرہ سے روایت ہی کہ
ایک شخص آپ کے اصحاب سے پہاڑی گھاٹی پر گزرا اُسمین چشمۂ شیرین دیکھکر بہت خوش ہو اور کہا گرگوشہ نشین
ہوکر یہان بیٹھ رہتا تو کیا اچھی بات تھی پھر حضور مین ذکر کیا فرمایا بیشک جہاد مین رہنا گھر کے ستر برس کی نماز
افضل ہے کیا تم نہین دوست رکھتے کہ اللہ تعالیٰ تمھارے گناہ بخشے اور جنت مین داخل کرے لڑو اللہ کی
راہ مین اگر اونٹنی پر بھی چڑھ کر لڑوگے تو جنت واجب ہو جائیگی۔ اور آپ نے فرمایا اللہ کے نزدیک دو قطرے
اور دو نشانون سے زیادہ محبوب کوئی شے نہین ہے ایک قطرۂ اشک جو بخوف خدا نکلے دوسرا قطرۂ خون جو راہ خدا مین
اور ایک نشان جو جہاد مین پہونچے (مثل ضرب و زخم وغیرہ کے) دوسرا نشان جو ادائے فرائض مین ہو (جیسے وضو
مین پاؤن پھٹنا یا داغ پیشانی وغیرہ) **ابو داؤد** فرمایا قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ یعنی جنگ و ختم یا بسبب مصلحت جہاد
پھر نا مثل لڑائی کے ہے **ربط** جب متخلفین کے حق مین عتاب ہوا تو مومنین سب کے سب آمادہ ہوے فرمایا

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ
اور نہیں لائق مسلمانونکو کہ سفر کرین سبکے سب پھر کیون نہین نکلتی ہر گروہ سے اونکے ایک جماعت
ع ١٥ لِيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝
تاکہ سمجھ حاصل کرین دین مین اور ڈرائین قوم کو اپنی جب پھرین طرف اونکے شاید وہ بچین

احمدی آیت کی دو تفسیرین ہین ۱ مومنین کی شان نہین کہ سب کے سب جہاد کے لیے چلے جائین اور دوسرے
نظم و نسق معطل و حفظ حدود ملتوی چھوڑین چونکہ یہ امر حزم و تدبیر کے خلاف تھا فرمایا کہ شان ایمان ایسی بداحتیاطی
نہین ہی کیون نہین ہر جماعت کثیر سے ایک گروہ قلیل جہاد کو نکلتا تاکہ باقی ماندہ علم دین سیکھین اور اپنی قوم کو ڈراتے
رہین جب یہ بعد فراغ علم اپنی باقی ماندہ قوم کی طرف رجعت کرین تاکہ وہ گناہون سے بچین ۲ مومنین کی
شان نہین کہ سب کے سب جہاد کو نکل پڑین بلکہ ہر جماعت کثیر سے کچھ لوگ سیر و سفر کرین اور پیغمبر کی ہمراہی

یا علما کی صحبت مین فقہ سیکھین اور جب پھرین تو باقی لوگون کو ڈرائین تاکہ وہ معاصی سے بچین اور یہ معنے بلا تکلف اور صاف ہین مسئلہ ضرور ہے کہ تمام ضروری سامان تیار رہے ہر قسم کے آدمی موجود رہین تاکہ رفاہ خلق و صحت نفوس و نظم عالم و قوت اسلام مین فتور نہ آئے مثلاً - سپاہی اہل قلم - خدمت پیشہ - مدبر - علما - اہل حرفہ - تاجر - ملازمت پیشہ - کسان سب قسم کے آدمی موجود رہین (شامی) اور ظاہر ہے کہ جب تمام مسلمانونکا سفر جہاد مین نکلنا ممنوع ٹھہرا تو دوسرے کامون مین البتہ توجہ کیونکر جائز ہوگی مسئلہ ہر شہر اور گروہ سے ایک کافی مقدار کا علم دین سیکھنے پر آمادہ ہونا واجب ہے ورنہ سب عاصی ہونگے پس علم دین فرض کفایہ ہے مسئلہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی فرض کفایہ ہے اور اہل علم اسکے بالتخصیص ذمہ دار ہین گو دوسرے مقامون پر ہر مسلمان اس کا مخاطب ہے مسئلہ جس قوم مین علما نہون یا ہون مگر تعلیم دین و وعظ خلق و امر بالمعروف بقدر کفایت نکرین سب عاصی ہونگے مسئلہ طالب علمی کی غرض تفقہ فی الدین و امر بالمعروف ہے نہ حصول جاہ و جمع زر و مباحث و جدال وغیرہ احمدی کما فخر الاسلام نے کہ آیت سے علم و عمل دونونکے حکم ظاہر ہین اسلیے کہ تفقہ علم ہے اور (انذار) عمل ہے مسئلہ یہ حکم بوقت نفیر عام نہین یعنی جب کفار کی چڑھائی ہو اور بوجہ قلت یا ضعف یا تساہل امام عموماً خروج کا حکم دے تو خروج ہر ہر فرد پر فرض ہوجائیگا ف یہ تخصیص آیت ہی سے مستفاد ہے کہ بطور فوج کشی عام خروج سے روکا مگر حفظ کے لیے روک نہین احمدی یہلے معونکے اعتبار سے خبر مشہور اور دوسری تقریر پر خبر احاد کا قابل قبول او واجب العمل ہونا سمجھا گیا

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ط	
اے ایمان والو لڑو انسے جو قریب ہین تمسے کافرون سے اور چاہیے کہ پاوین تم مین کرارا پن	

اے ایمان والو اُن کافرونسے	وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ٥	لڑو جو تمسے قریب ہون (جسطرح
آنحضرت اور آپکے اصحاب نے	اور جان لو بیشک اللہ ساتھ ہے تقوے والون کے	اولاً قریش و یہود و اطراف عرب کو

فتح کرکے پھر شام اور عراق اور مصر پر چڑھائی کی بعد ازان دور دور کے شہر قبضے مین لائے) اور یہ بھی ضرور ہے کہ کفار تمکو شجاع - دلیر سخت کوش ثابت قدم پائین مسئلہ جہاد مین ترتیب چاہیے باعتبار قرب ملک شدت کفر کے مشرکین کے ہوتے ہوے اہل کتاب سے لڑنا ضرور نہین اور قریب چھوڑکر بعید پر نہ دوڑین مگر جبکہ اسمین کوئی خاص مصلحت ہو اسلیے کہ وجوب نفس قتال مین ہے نہ دوسرے صفات مین پس قرب و بعد خارج از ضرورت ہے مسئلہ اظہار شجاعت و جلادت تا بہ اختیار واجب ہے مسئلہ معلوم ہوا کہ یہ نرمی اور تہذیب جو ہمارے زمانے مین شائع ہے جس مین کفر و اسلام ایک نظر سے دیکھا جاتا ہے مذموم اور موجب شکست اسلام ہے مسئلہ تمام افعال خیر مین خفا افضل ہے مگر بمقابلہ کفار شجاعت کا اظہار افضل ہے اسلیے فرمایا کہ وہ تمکو ایسا پائین اور اسلیے آنحضرت نے فرمایا کہ اکڑکر چلنا اللہ کو محبوب نہین مگر صف قتال مین اور حج مین فرمایا کہ اضطباع کرین تاکہ کفار پر رعب پڑے - اور جان لو کہ اللہ پرہیزگارونکے ساتھ ہے - اس سے معلوم ہوا

ربع

کہ تقویٰ کی حالتین مختلف ہین جہاد کا تقویٰ ترک عذر و بدعہدی و ترک نامردی و نرمی سے

وَإِذَا مَآ أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِۦٓ إِيمَٰنًا ۚ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ

اور جب اوتاری جاوے کوئی سورت پس ونمین سے وہ ہی کہ کہتا ہے کسکا تمسے بڑہایا اسنے ایمان پس لیکن جو لوگ

ءَامَنُوا۟ فَزَادَتْهُمْ إِيمَٰنًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝

ایمان لائے ہین تو بڑہایا اونکو ایمان مین درود خوشیان مناتے ہین

اور جب کوئی آیت قرآنی اوتاری جاتی ہے تو ان منافقین سے بعض وہ ہین جو دوسرے منافقون یا ضعیف ایمان والون سے بہ تمسخر و مضحکہ و طعن کہتے ہین اس آیت نے تم مین سے کسکا ایمان بڑہایا جواب ارشاد ہوا کہ جو ایمان والے ہین اُنکا ایمان بڑہا دیتی ہے اور وہ خوش ہین

وَأَمَّا ٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا۟ وَهُمْ كَٰفِرُونَ ۝

اور لیکن وہ جنکے دلونمین مرض ہے پس بڑہائی اونکی نجاست نجاست پر اور مرے حالانکہ وہ کافر تھے

ہان جنکے دلون مین کفر و نفاق کی بیماری ہے اُنکے حق مین نزول قرآن سے نجاست پر نجاست زیادہ ہوتی ہے اور بحالت کفر مرتے ہین یعنی مومن کا علم زیادہ ہوتا ہے تو اندعمل حاصل ہوتے ہین تصدیق و یقین سے دلمین نورانیت ایمان مین تازگی آتی ہے منافق کے لیے بسبب انکار کے نجاست سابق پر نجاست لاحق زیادہ ہوتی ہے اور ایسے انکار سے فی النار ہوتے ہین

أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِى كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝

آیا نہین دیکھتے کہ وہ جانچے جاتے ہین ہر سال ایک یا دو بار پھر نہیں توبہ کرتے اور نہ وہ نصیحت مانتے ہین

کیا نہین دیکھتے کہ اُنپر ہر سال ایک دو بار کوئی نہ کوئی بلا آجاتی ہے پھر بھی نہ توبہ کرتے ہین نہ عبرت اختیار کرتے ہین یہ کمال شقاوت و سیاہ دلی ہے معالم فتنہ سے مراد کہا مجاہد نے قحط اور سختی۔ کہا قتادہ نے جہاد کہا مقاتل نے جہاد مین اُنکا نفاق ظاہر ہو کر رسوائی عام ہوتی ہے کہا عکرمہ نے کبھی ایمان لاتے ہین کبھی منافق ہوجاتے ہین

ف مطلب یہ ہے کہ راحت و رنج سے اللہ کی کھلی کھلی نشانیاں دیکھتے ہین اور نہ نادم ہوتے ہین نہ عبرت پکڑتے ہین

وَإِذَا مَآ أُنزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَىٰكُم مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ ٱنصَرَفُوا۟ ۚ صَرَفَ ٱللَّهُ

اور جب اوتاری جاوے کوئی سورت دیکھا ایک نے اونکی طرف ایک کے کیا دیکھتا ہے تمکو کوئی پھر پھرے پھیر دیے اللہ نے

قُلُوبَهُم بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ۝

دل اونکے اسلیے کہ وہ قوم نادان ہین

جب کوئی سورت اُترتی ہے تو ایک منافق دوسرے کو دیکھتا ہے اور آپسمین کہتا ہے کوئی مسلمان تو نہین دیکھتا اگر کسی کو نپایا تو پھرے اور اللہ نے اُنکے دل پھیر دیے اور دروازے توفیق کے بند کر دیے اور یہ اسلیے ہے کہ وہ بے سمجھ نادان لوگ ہین ف پہلے فرمایا کہ وہ خود پھر گئے پھر کہا ہمنے پھیر دیا اسمین اشارہ ہے کہ کسب عزم بندے کی طرف سے ہے اور خلق اللہ کی جانب سے

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم

بیشک آگیا تمھارے پاس رسول انفس سے تمھارے شاق ہے اوسپر وہ کہ رنج مین ڈالے تمکو حرص کرنے والا ہے تم پر

اے لوگو تمھارے پاس وہ پیغمبر آگیا جو تمھاری جنس اور قوم سے ہے تمھارا رنج و ملال اُسے گران گذرتا ہے تمھاری بہبود و نجات و ہدایت پر حریص ہے **بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ** ساتھ مومنون کے شفیق مہربان

ایمان والون پر نہایت شفیق کمال مہربان **مِّنْ اَنْفُسِكُمْ** اگر اشارہ خاص لیا جاے تو بنی ہاشم مراد ہین یا قریش یا عرب اسلیے کہ حضور ہاشمی قریشی عربی تھے اور بہتر یہ کہ اس فیض عام مین تمام بشر داخل کر لیے جائین اور مراد نفس سے جنس ہو یعنی جنس بشر سے ہے کہ تمھارا ہمدرد ہے۔ ہمراز ہو تمکو اُسکی نسبت سے فخر و امتیاز حاصل ہو اُسکے حضور مین باعتبار دوسرونکے تقرب زیادہ ہو (عنتم اور علیکم) کی ضمیر عام ہے یعنی کوئی بشر کیون نہ ہو آپ کو اُسکی خرابی اور معصیت ناگوار اور اسکی ہدایت محبوب ہے مگر مومنین کے ساتھ بالتخصیص مہربان ہین **حاصل** بیشک آگیا تمھارے پاس رسول عالی قدر تم مین سے یا تمھارے شریف و طاہر لوگون سے گران ہے اُسپر وہ چیز جو تمکو رنج مین ڈالے۔ حریص ہے تمھاری ہدایت اور نجات اور آسانی پر مومنین پر نہایت شفیق کمال مہربان **رسول** مین تنوین تعظیم کی ہے یعنی نہایت عظیم الشان رسول جسکی تعریف و تحدید تمھارے فہم سے اعلی تر ہے **انفس** بضم فا بمعنی نفس یعنی جنس و نسل و قوم اور بفتح فا بمعنی نفیس تر و شریف و کریم تر دونون قرأتین ہین (معالم) کم سے بطور تخصیص مراد بنی ہاشم یا قریش یا اہل مکہ یا تمام عرب اور بعنوان تعمیم تمام انسان پس یہ احسان تمام آدمیون پر ہے بمقابلہ اور مخلوق کے اور تمام عرب پر ہے بنسبت دوسرے آدمیون کے اور قریش یا ہاشمیون پر ہے باعتبار عرب کے پھر آپ کا نفیس تر ہونا ہر اعتبار سے مسلم ہے **دُرِّ منثور** فرمایا انا انفسکم نسبًا وصهرًا وحسبًا مین تم سب سے دادہال و ننہال اور عزت مین بہتر ہون اور فرمایا اللہ نے اولاد ابراہیمؑ سے اسمٰعیلؑ کو اور اولاد اسمٰعیلؑ سے بنی کنانہ کو اور اولاد بنی کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور اُنہین سے مجھے برگزیدہ فرمایا پھر عنتم وعلیکم سے تمام آدمی بلکہ مخلوق مکلف مراد ہے اسلیے کہ آپ پر سب کا رنج گران تھا اور ہر ایک کی ہدایت کے خواہان تھے جن ہون یا بشر فرمایا انّ هذا الدين يسر یہ دین آسان ہے وبعثت بالحنیفۃ السمحۃ مین امر حق و آسان لیکر آیا ہون اور ہدایت کی یہ کیفیت تھی کہ وارد ہوا لعلک باخع نفسك کیا ان کی رہنمائی کے لیے آپ اپنی جان ہلاک کر دینگے۔ مگر رافت و رحمت مومنین کے لیے خاص ہے اسمین دوسرونکا حصہ نہین دُرِّ منثور عکرمہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا اللہ تعالی نے آپ پر سلام فرمایا ہے اور اُس فرشتے کو جو پہاڑونکا داروغہ ہے بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ بے حکم حضور کچھ نہ کرے اوس فرشتے نے بھی کہا مجھے حکم ہے کہ بے حکم حضور کچھ نکرون آپ فرمائین تو ان کفار ایذا رسان پر پہاڑ رکھدون سب پس جائین اور فرمائیے تو زمین دھنس جائے اور کہیے تو سنگ باری ہو مین نے کہا اے ملک جبال شاید ان کی نسل سے کوئی کلمہ گو پیدا ہو فرشتے نے کہا آپ اسم باسمی ہین جیسا کہ آپ کو اللہ تعالے نے رؤف رحیم فرمایا۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ع۱۶

پھر اگر منہ پھیرین تو کہدیجیے کافی ہے مجھکو اللہ نہین کوئی معبود سواے اوسکے اوسی پر بھروسا کیا مینے اور وہ رب ہے عرش عظیم کا

پس اگر ان احسانون پر بھی منہ پھیرین نافرمانی کرین تو آپ کہدیجیے مجھے میرا اللہ کافی ہے نہین کوئی معبود مگر وہی اُسی پر مین نے بھروسا کیا اور وہ پروردگار ہے عرش عظیم کا **ف** بعد بیان مومنین و منافقین کے پیغمبر کے جلالت قدر کمال ترحم و خیرخواہی کا ذکر کیا کہ دل نرم ہو محبت جوش مارے اور آنحضرت کی طرف خطاب ہے اگر اسپر بھی نمانین تو آپ ہمارے ہی کرم پر بھروسا کیجیے **ابن کثیر** ابی بن کعب نے کہا یہ آخر ہے اُسکا جو قرآن سے نازل ہوا۔ ابو درداء سے مروی ہے کہ جو صبح شام حَسْبِيَ اللَّهُ سے آخر تک سات بار پڑھا کرے اللہ اُسکی ہر مہم آسان کریگا

سُورَةُ يُونُس بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ مَكِّيَّة

شروع کرتا ہون مین نام سے اللہ کے بڑا مہربان رحمت کرنیوالا

کبیر اسکا نام سورۂ یونس ہے اگرچہ حضرت یونس کا تفصیلی قصہ بیان نہین مگر اسلیے کہ بیان انکا نام ہے یا ایک خصوصیت یعنی بوقت نزول عذاب ربانی اُنکی قوم کے لیے مذکور ہے۔ اسمین دلائل توحید اور زعم باطلہ اہل کفر و شرک کی تردید اور نصائح موثرہ بے ثباتی دنیا کے نظائر بیان فرمائے ہین مکہ معظمہ مین نازل ہوئی مگر کہا ابن عباس نے کہ وَمِنْهُمْ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهِ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِينَ مدنی ہے حق مین یہود کے اُتری اسمین ایکسونو آیتین ہین **تیسیر** مقامات تنزیل مین ہے کہ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مدنی ہے۔ مقاتل نے دو اور آیتین مدنی ٹھہرائین ہین فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ سے **حاشیہ** بین کہ اسباب اہل مکہ آپ کی رسالت پر کمال تعجب کیا کرتے کہ اگر اللہ کو کوئی رسول کرنا تھا تو آدمیون سے کیون ہوا

الٓرٰ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ ۝ أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا أَنْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ رَجُلٍ مِنْهُمْ أَنْ

یہ آیتیں ہین کتاب استوار کی کیا ہے آدمیون کو حیرت یہ کہ وحی کی ہمنے طرف کسی مرد کے اونمین سے

أَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالَ الْكَافِرُونَ

کہ ڈرائے آدمیونکو اور خوشخبری سنا دیجیے اونہین جو ایمان لائے کہ واسطے اونکے قدم صدق ہے اونکے رب کے پاس کہا کافرون نے

إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ مُبِينٌ ۝

بیشک یہ جادوگر کھلا ہوا ہے

الرٰ حروف مقطعات سے ہے انکی مراد جو اللہ کے نزدیک ہو مسلم اور تاویل سے سکوت اسلم تلک دیہ **کبیر** خواہ اسی سورت کی طرف اشارہ ہے خواہ اون آیتون کی طرف جو اول مذکور ہوئین۔ اور کتاب سے خواہ قرآن مراد ہے۔ خواہ وہ قرآن جو لوح محفوظ مین ہے خواہ کتب سابقہ یعنے توریت و انجیل وغیرہ مگر کہا ابن کثیر نے ہم اس تیسری تاویل کی کوئی وجہ اور معنی نہین جانتے **ف** صاف یہ ہے کہ یہ یعنی سورۂ یونس قرآن کی آیتین ہین حکیم صاحب حکمت یا حاکم یا محکم پس قرآن حکمت ہو

وقف النبی علیہ السلام

اور مضبوط و استوار اور حلال و حرام مین حاکم بھی للناس بقول ابن عباس اہل مکہ ہین اور عموم لفظ مین تمام
آدمی داخل رجل گو نکرہ ہے ہر رجل پر صادق آسکتا ہے مگر آپ ہی کی ذات مقدس مراد و مقصود ہے خواہ
اسلیے کہ فرد کامل آپ ہی ہین اور مطلق فرد کامل کی طرف منصرف ہوتا ہے یا یہ کہ آپ کمال عظمت و وسعت
دائرۂ تعریف و تحدید مخلوق مین نہین آسکتے لہذا نکرہ چھوڑا یا بوجہ کمال ظہور کے تبادر ذہان پر کفایت کی گئی
یا یہ کہ جب مطلق رجل کی طرف وحی مستبعد نہین تو سید الرجال کی طرف بدرجہ اولی جائز ہوگی قدم صدق
در منثور مین ہے کہ کہا ابن عباس نے وہ خوبیان جنکا ذکر مقدم ہوا یا اجر خیر جو مقدم ہوگئے ۔ کہا ابن مسعود نے
اعمال مقدمہ اور آثار قدم جو جماعت ومحبت اور کار خیر کے لیے اٹھین ۔ کہا ربیع نے سچائی کا ثواب کہا حسن نے
وہ مصیبت جو پیغمبر کی اطاعت یا محبت یا ہمراہی مین پہونچے کہا حسن اور زید بن اسلم اور ابو سعید خدری اور
حضرت علی نے قدم خیر ہمارے شفیع مقدم نبی اکرم ہین کہ محشر مین شفیع ہونگے ف گو قدم صدق ر سے مراد
استقامت ۔ تقوی ۔ مقام صدیقین ۔ اور خیر مین پیش قدمی ہے مگر یہ پچھلی تفسیر نہایت دلکش ہے جنکے
آپ حامی و شفیع ہون انھین ایک کیا ہزار بشارتین زیبا ہین اور لائق مقام یہ ہے کہ قدم صدق سے
قول رہت جو حقیقت مین تصدیق کتاب و رسول ہے مراد ہو یعنی وہ لوگ مبشر ہین جو کتاب و پیغمبر کی
تصدیق مین پیش قدمی کرتے ہین حاصل یہ آیتین قرآن کی ہین جو عقلی و نقلی اصول سے استوار خیر و شر کا
حاکم ہے کیا آدمیو نکو تعجب ہے کہ ہمنے ادمین انھین مین سے ایک مرد پر اس قرآن کو بھیجا کہ دوسر ونکو آنیوالے
عذاب اور یوم حساب سے ڈرائے اور آپ انکو خوشخبری سنادین جنکی نیکیان سابق اور صدق ثابت یا جنکے
آپ حامی ہین اور کفار کہتے ہین کہ آپ کھلے کھلے جادوگر ہین یعنی قرآن اور رسول کی تصدیق کرنے والے
مستحق بشارت اور اسمین شک کرکے باتین بنانے والے موصوف بکفر ہین لطیفہ اس مین اشارہ ہے ابوبکر
کی طرف جو مومن اول اور صدیق اکبر ہین اور ان تمام سابقین بالایمان کی طرف جنکی تصدیق مقدم
ہوئی یا انکی طرف جنکی تصدیق انکی موت پر مقدم ہے ف آیت ضرورت نبوت ورد مطاعن پر دلیل
واضح ہے اسلیے کہ حضرت خالق و حاکم کی شان مقتضی ہے کہ اسکے غلام اسکے غضب سے ڈرین رضا کے امیدوار رہین اور
یہ امر کہ وہ راضی کیونکر ہوا اور کب غضبناک ہوگا بدون تعلیم مدرک ہی نہین ہو سکتا کیونکہ اسکی ذات وصفات
قیاس و ادراک سے کہین بالا ہین اسیلیے فرمایا ہمنے قرآن اتارا جو ہماری حکم بتائے لیکن یہ تعلیم دو ہی طرح سے ممکن تھی یا یکہ
فرداً فرداً ہر شخص کو معلوم ہوجاے اور یہ طریقہ سلسلۂ انتظامی کے مخالف تھا اسلیے کہ نوع انسان بدون کسی منتظم زبردست
کے خود بخود کسی اصول کی پابندی نہین کرسکتے یا یہ کہ کسی ایک کے ذریعے سے تعلیم ہو اور یہی شان ہے پیغمبر کی لہذا
فرمایا کہ ایسے بدیہی اور ضروری امر پر تعجب اور تحیر کیون ہو رہا یہ وہم کہ ہم مین سے پیغمبر کیون ہوا کسی فرشتے کو کیون

نہ بھیجا عبث ہے اسلیے کہ ترحم وعنایت ربانی لیے تمام بندون کو کسی غیر جنس کے ہاتھ مین جو نہ ہمدرد ہو نہ شفیق نہ
رازدان کیونکر سپرد کرتی پھر ایسے مطاعن کہ ساحر ہین یا کاذب محض نافہمی و تعصب و شرارت نہین تو کیا ہے۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ

بیشک رب تمھارا اللہ ہے جسنے بنائے آسمان اور زمین چھ دن مین پھر مسلط ہو گیا عرش پر

يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مَا مِن شَفِيعٍ إِلَّا مِن بَعْدِ إِذْنِهِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ○

تدبیر کرتا ہے کامو نکی نہیں کوئی سفارشی مگر بعد اوسکی اجازت کے یہ اللہ رب تمھارا ہے پس عبادت کرو اوسکی کیا نہین سوچتے

بیشک تمھارا رب اللہ ہے جسنے آسمان و زمین پیدا کیے چھ دن مین پھر عرش پر تجلی خاص فرمائی اور تمام امور عالم کا
انتظام کرتا ہے کوئی سفارشی نہین ہے مگر اسکے اذن و اجازت سے یہ اللہ تمھارا رب ہے بس اُسکی بندگی کرو کیا تم نہین سوچتے
سمجھتے۔ آسمان و زمین کا چھ دن مین بنانا اور استواے عرش کی تفسیر اور توضیح صفحہ (۲۶۳ و ۲۶۴) مین گزر گئی یدبر الامر
یعنے باوجود اس رفعت و وحدت کے تمام امور جزئی و کلی خود انجام دیتا ہے کوئی ذرہ بے حکم نہین ہلتا شفیع معالم میں ہے
کہ نضر بن حارث کہتا تھا قیامت مین لات عزی میری سفارش کرینگے اور یون ہی کفار بتون کو شفیع جانتے تھے جیسا کہ
آگے آتا ہے پس رد کر دیا کہ یہ زعم باطل ہے ف ظاہر آیت رد شفاعت غیر اللہ ہے اق ابطال زعم مشرکین مین سے
اور اشارۃ النص سے شفاعت صلحا ثابت اسلیے کہ استثنا کلام بالباقی ہے پس خلاصہ یہ ہے کہ بعض شفیع ہین بعد ۴
اذن کے اور وہ شفیع ماذون ہمارے حضور ہین اور بعد آپ کے دوسرے انبیا و صلحا جیسا کہ حدیث مین وارد ہوا
ذلک الخ یعنی جسمین ایسی صفات جلیلہ اور قدرت کاملہ ہو وہی رب ہونے کے سزاوار ہے نہ بت بیجان

إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا

اوسکی طرف بازگشت تم سبکی ہے وعدہ اللہ کا حق ہے بیشک وہی ابتدا کرتا ہے خلق کی پھر پھیریگا اوسے تاکہ بدلا دے اونھین جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ

اور کیے کام نیک انصاف سے اور جنھون نے کفر کیا اونکے لیے شربت ہے حمیم سے اور عذاب دردناک ہے

شراب نوشیدنی حمیم گرم کردہ | بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ○ | حاصل تم سبکی بازگشت اللہ کی
طرف ہے وعدہ اللہ کا حق ہے وہ | بسبب اوسکے کہ تھے کفر کرتے | خلق کی ابتدا کرتا ہے اور پھیر دیگا جی
تاکہ مومنین نیکو کار کو جزاے خیر بکمال انصاف دے کہ کوئی چھوٹا بڑا عمل ضائع نجانے پائے اور کافرون کو کھولتا
پیپ اونٹا ہوا اور عذاب دردناک نصیب ہو یہ اُنکے کفر کی سزا ہے۔

هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ

وہی ہے وہ جسنے بنایا سورج کو چمک اور چاند کو روشنی اور معین کین اوسکے لیے منزلین تاکہ جانو تم گنتی

السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○

برسونکی اورحساب نہین پیداکیا اللہ نے یہ مگر ساتھ حق کے ظاہر کرتاہے آیتین قوم داناکے لیے

وہی ذات پاک ہے جسنے آفتاب کو ضیا اور ماہتاب کو نور بنایا، اور ہرایک کے لیے منزلین معین کین (جنمین برج کہتے ہین) اور انھین کے ذریعے سے) تم پہچان لو عدد برسون کے اور حساب فصلون کے اللہ نے یہ سب حق پیدا کیا ہے اور اپنی نشانیان جاننے والون پر ظاہر کرتا ہی **بحث** جامع البیان مین ہے کہ اصلی روشنی ضیا ہے اور عارضی نور کہا ابوسعود نے ضیا اقوی ہے نور سے **ف** یہ تاویل خواہ اسلیے ہے کہ تخصیص بے وجہ نہو یا یہ کہ بحسب مسئلہ حکمت نور قمر نور شمس سے مستفاد قرار پائے لیکن نور اسماء حسنیٰ سے ہے اور ضو نام پاک نہین تو کیونکر ہوسکتا ہے صفات باریتعالیٰ عارضی ہون **ہان** یہ دونون فائدے ہم نفس صیغے سے نکال سکتے ہین (ضیا) مصدر بھی ہے بروزن قیام اور جمع ضوء بھی بروزن فعال پس کثرت از شمس مین معنی جمعیت مفہوم ہوسکتی ہے اور نور مین معنے جمعیت نہین پس اکتساب قلیل کا کثیر سے امر قیاسی ہے اور نور موجب سکون و برودت و جمال ہے قمر کو اس صفت سے مخصوص فرمایا جلال الدین سیوطی نے دُر منثور اور حبائک مین مختلف اخبار سے نقل کیا چاند نور سے اور سورج نار سے پیدا ہوا منھ انکے آسمان کی طرف اور پشت زمین کی جانب ہے زمین کی طرح آسمانون کو بھی نورانی کرتے ہین آفتاب ایک حصہ نور ہے عرش کے ہزار حصہ نور سے

اِنَّ فِيْ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ

بیشک بدلنے مین رات اور دن کے اور اسمین کہ پیدا کیا اللہ نے آسمانون و زمین مین البتہ نشانیان ہین قوم پرہیزگار کو

بیشک رات دن کے بدلنے اور آسمان و زمین کی مخلوق مین ڈرنے والونکے لیے بہت کچھ نشانیان ہین جنسے اپنی اور تمام مخلوق کے عجز و فنا اور حق سبحانہ تعالیٰ کے وجود و قدرت و لقا کو پہچان لیتے ہین۔ ابوسعود ڈرنے والون کی تخصیص اسلیے فرمائی کہ جو ڈرتا ہے وہ تدبیر نجات کا جویا ہوتا ہے نڈر غافل کو کیا پڑی ہے کہ نظر و فکر کرے **آیات** بصیغہ جمع اسلیے فرمایا کہ انتظام معاش مین بھی انھین طریقون سے عبرت و تجربہ و تدبیر حاصل ہوتی ہے اور اصلاح معاد بھی ممکن ہے اور مقام عرفان و سلوک و کشف علوم بھی اسی ذریعے سے ہوتا ہے۔ اور بیشک یہ اختلاف دلالت کرتا ہے کہ یہ سب عاجز محکوم فانی ہین اور کوئی ذات قادر و علیم باقی انپر حاکم اور انکی متصرف ہے اور یہی امور موجب اقرار توحید و الوہیت و مذکر فنا و حشر و نشر و عواقب امور ہو کر کتاب و پیغمبر کی طرف محتاج کرتے ہین اور کبھی کمال قدرت و عظمت موجب ہیجان مادۂ محبت و باعث غلبۂ عجز و عبودیت ہوجاتا ہے **مسئلہ** ان دونون آیتون سے علم نجوم و حساب و دیگر علوم طبعیات و حکمت کے سیکھنے سکھانے کا جواز ثابت ہے مگر قید اتقا سے ان تمام تعلیمون کو ضرورت تک محدود اور اصلاح معاد و معاش مین بشرط اتباع منقولات مقصور کردیا اور اسی کی تاکید اگلی آیتون سے ظاہر ہوتی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِیْنَ

بیشک جو لوگ نہین امید رکھتے ہمارے ملنے کی اور راضی ہوے ساتھ حیات دنیاوی کے اور مطمئن ہوگئے اوس سے اور وہ

هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝

جو نشانیون سے ہماری بیخبر ہین وہی لوگ ہین کہ ٹھکانا اونکا آگ ہے بسبب اوسکے کہ تھے کماتے

جو لوگ ملنے کی امید نہین رکھتے یعنی یہ امید نہین ہے کہ قیامت مین بحضور حق سبحانہ تعالی حاضر ہونگے اور اُسکے دیدار اور جنت کی نعمتون سے کامیابی ہوگی اور صرف دنیاوی زندگی پر خوش اور اُسکی محبت اور مشغولی مین بیفکر طلب آخرت سے بیخبر ہین اور ہماری نشانیون اور حکمون کی طرف خیال نہین کرتے اونکا ٹھکانا دوزخ ہے یہ سزا ہے اُنکے اعمال کی ف دنیا سے راضی ہونا یہ کہ سعادت قبول و نعمت اخروی کی تمنا و طلب نرہے اور اطمینان یہ کہ زوال و فنا و انجام کی پروا نرہے اور آیات سے خواہ دلائل الوہیت مراد ہین یا آثار عذاب و قصص اقوام سابقہ بہرحال یہ آیت رغبت دنیا و سرور دنیاوی اور زیادہ اطمینان و بے پروائی آخرت سے منع کرتی ہے ابن ماجہ عبد اللہ بن مسعود سے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ هَمًّا وَّاحِدًا هَمَّ الْمَعَادِ كَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّ دُنْیَاهُ وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُوْمُ اَحْوَالُ الدُّنْیَا لَمْ یُبَالِ اللّٰهُ فِیْ اَیِّ اَوْدِیَتِهِ هَلَكَ مشکوۃ مین ابن ماجہ سے مروی ہے جسنے تمام فکرون کو ایک فکر آخرت بنا لیا اللہ تعالی اوسکے مشکلات دنیاوی کو آسان کردیتا ہے اور جو دنیا ہی کی فکر مین متردد اور مستغرق ہے اللہ تعالی بھی پروا نہین کرتا کہ کس جنگل مین ہلاک ہوجائے اور ابو ہریرہ نے آنحضرت سے روایت کی اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَةٌ مَلْعُوْنٌ مَا فِیْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ اَوْ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا دنیا اور جو دنیا مین ہے سب رحمت حق سے دور ہے مگر اللہ کا یاد کرنا اور جو اللہ دوست رکھے یا عالم یا طالب علم - اور فرمایا اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ دنیا مومن کے لیے محبس ہے اور کافر کے لیے جنت ہے بخاری فَوَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰی عَلَیْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰی عَلَیْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَیْكُمُ الدُّنْیَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰی مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ امام بخاری اور مسلم دونون نے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بخدا یہ ڈر نہین کہ تم محتاج و مفلس ہوجاؤ ہان یہ ڈر ہے کہ دنیا زیادہ نہ ہوجاے جس طرح اگلے لوگون پر ہوئی پھر تم رغبت کرو اسکی جس طرح اونھون نے رغبت کی اور اونھین کی طرح تم بھی ہلاک ہوجاؤ

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَهْدِیْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِیْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِیْ مِنْ

بیشک جو ایمان لائے اور کین نیکیان رہنمائی کریگا اونکو رب اونکا بسبب اونکے ایمان کے جاری ہونگی

تفسیر آیت مین اقوال مختلف ہین | تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ۝ | صاف صاف یہ ہے یہدیہم

یعنے ایصال الی المطلوب اور تحتہم کا | تلے اونکے نہرین باغون مین نعمت کے | مرجع الذین ہے اور فی جنات

خواہ حال ہے فاعل اٰمنوا سے خواہ ظرف ہے تجری کا اور تجری سے جملہ مستانفہ ہے یا صفت ہے مومنین کی یا حال ہے فاعل یہدیہم سے یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے انھین اُنکے رب نے اپنے مطلوب و مدعا کی طرف رہنمائی کی اور اس سے ملا دیا اور آخرکار ایک جنات نعیم مین ہین اور اُنکے تلے نہرین جاری ہین یا وہ اپنے مطلوب سے ملے اونکے تلے یعنی اُن مکانونکے تلے جنمین وہ مین نہرین جاری ہین اور وہ نہرین نعمت کے باغون مین ہین یا یہدیہم ایمان کے نور یا برکت یا ثواب سے جیسا کہ وارد ہوا یسعیٰ نورھم بین ایدیھم انکا نور اُنکے سامنے چلیگا در منثور فرمایا کہ جب مومن قبر سے نکلیگا اوسکے نیک اعمال نہایت خوبصورت بنکر سامنے آینگے یہ کہیگا تو کون ہے وہ جواب دیگا مین تیرا عمل نیک ہون پھر یہ نور رہنما سے جنت ہوگا

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ع

پکارنا اونکا جنت مین سبحانک اللھم ہے اور باہمی دعا اونکی وہمین سلام ہے اور آخر دعا اونکی یہ ہے الحمد للہ رب العالمین

یعنے بہشتی بہشت مین پکارینگے اے اللہ ہم تیری پاکی کرتے ہین اور آپس مین ایک دوسرے کی تحیت سلام ہے اور دعا ہے خیر اونکی الحمد للہ کہنا ہے کما فی معالم و ابن کثیر نے کہ جب بہشتیونکو اشتہا ہوگی کہینگے سبحانک اللھم دس ہزار خادم ظروف طلائی مین طعامہاے جدید و لذیذ لیے ہوے حاضر ہوجا ئینگے بہشتی اونھین کھائینگے اور حمد الٰہی بجا لائینگے اور آپس مین جب ملاقات ہوگی یا فرشتے ملینگے یا حضور حق سبحانہ تعالیٰ ہوگا سلام کرینگے مگر صاحب تفسیر کہتے کہ ذکر الٰہی کی علامت طلب اکل و شرب بنانا کمال خساست ہے بلکہ بوجہ کمال صفا و غایت نورانیت یہ اذکار مفرح قلب و سرور بخش روح ہونگے اور سبحان اللہ شعار ملائکہ ہے تو اولاد آدم کی سعادتمند بھی اُسیکا وظیفہ کرینگے اور سلام کو برکت ملاقات ملائکہ و زیارت مومنین و حضوری رب العالمین کہا جائیگا مگر یہ اشارہ ہے سلامت دائم و نعمت قائم پر کہ وہ آفات و مہلکات سے سلامت رہے اور ایسی نعمتین پائین اور اون اذکار سے مشرف ہوئے جیساکہ حسن بصری سے مروی ہے کہ اہل جنت کو حمد و تسبیح کا اسطرح الہام ہوگا جیسا دنیا مین آدمیونکو سانس۔ بیس ایسی نعمتونپر حمد ادا کرینگے یا حسب درجہ شغل تمات و التفات تلوقات مراتب علیا نے گونہ تنزل ہوگا پھر حمد و تسبیح سے عروج حاصل ہوگا تو کہینگے الحمد للہ ف اللہ تعالیٰ نے جنتیونکی تین خصلتین بیان کین ۱ تسبیح ۲ سلام ۳ حمد معلوم ہوا کہ جو تسبیح دائم مین مصروف ہین اور جن کی زبان اور ہاتھ سے بندگان خدا سلامت رہتے ہین اور آخر امر اُنکا حمد پر ہوتا ہے اسلیے کہ جو حادثہ پیش آتا ہے اگر محبوب امر غوب ہے تو حمد ضرور ہے اور اگر مکروہ نظر آیا تو ثبوت اجر یا توفیق صبر و الہام رضا و تسلیم پر شکر واجب ہے یہ اہل جنت ہین آیہ کہ اونکے جملہ معاملات معاد مین سلامتی و نفع رسانی سب ہے اور اللہ سے تسبیح و حمد خوانی نکتہ اولاً نعماے بہشت کا ذکر فرمایا کہ طالبان لذت متوجہ و مشتاق ہون اور امیدوار ہین پھر بندگان خاص اور عاشقان صادق کی طرف خطاب ہوا کہ تمہارے لیے ہم ہین اور ہمارا ذکر نہ تمہین تمکو غیر سے تعلق تھا نہ آخرت مین حجاب لذات حائل ہو نکتہ معلوم ہوا کہ تسبیح خالق و سلام خلق سے مدارج بلند ہوتے ہین اور ضرورت اداے شکر پڑتی ہے نکتہ معلوم ہوا کہ جنت مین ذکر و عبادت بے تکلیف و مشقت نہین

اسیلیے فرمایا کہ تسبیح اول وحمد آخر انکی شعار وعادت سے ہوگا۔ اور صبر ومشقت کا ذکر نہ فرمایا نکتہ اولی خولی جنت یا کسی
نعمت کے وصول مین تسبیح کیا کرینگے اور یا یہ مین بوقت زیارت جناب سلام اور اُن نعمتون کے شکر مین حمد وثنا بجالا یینگے

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ ۖ فَنَذَرُ

اگر جلدی بھیجتا اللہ آدمیونکے لیے شر مثل عجلت اونکی کے خیر کو البتہ ختم ہوجاتی طرف اونکے مدت اونکی پس چھوڑ دیتے ہین ہم

پھیر اس صورت مین حق سبحانہ

الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ

اونھین جو نہین امید کرتے ہماری ملنے کی اونکی سرکشی مین بہکے ہوے

تعالی نے شبہات منکرین کو رد کیا ہے پہلا شبہہ نبوت اسطرح اوٹھایا کہ سواے جاحد منکر کے
کسی انصاف والے کو تردد نرہے دوسرا شبہہ کفار کا کہ اگر آپ حق ہین تو ہمپر عذاب نازل ہوجائے جیسا کہ نضر بن
حارث نے کہا کہ اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم حق پر ہین تو ہمپر آسمان سے پتھر برسا اسکے لیے ارشاد ہوا اگر اللہ تعہ شر بھی اوسی
عجلت سے ظاہر کر دیتا جیسا کہ تم خیر کو بعجلت مانگتے ہو تو کب کا فیصلہ ہوجاتا اور انکی مدتین جو دنیاوی حیات اور عیش و
تلذذ کے لیے مقرر کیے گئے ہین منقضی وتمام ہوجاتین پس اسیلیے ہم وقت معینہ سے عجلت نہین کرتے اور چھوڑ دیتے ہین
کفار عاصی کو کہ وہ اپنے کفر وانکار وشرارت مین بہکے رہین معالم کہا ابن عباس نے مراد وہ بددعا ہے جو آدمی بحالت
غضب کرتا ہے اپنے اہل وولد یا نفس پر اور ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اے اللہ مین نے
تجھسے عہد لیا ہے جو خلاف نہوگا۔ مین تو آدمی ہون جس مومن کو مین ایذا دون یا گالی دون یا مارون یا بددعا کرون
تو وہ مری بُرائی اسکے حقمین رحمت ودعاے خیر کردے اور موجب تقرب وثواب کا قیامت مین بنادے استعجالہم
مفعول مطلق ہے یعنے مثل استعجال انکے کے اجلہم وعدہ۔ مدت شبہہ فرمایا کہ ہم عجلت نہین کرتے حالانکہ امتہاے
سابقہ کے عذاب قرآن مین مذکور ہین اور کفار کے لیے عذاب دنیاوی کے وعدے بھی موجود ہین دفع یا یہ مراد ہے کہ
وقت معینہ سے پہلے بحسب خواہش عباد ایسا نہین کرتے یا یہ کہ جو عذاب وسزا اُس جرم کی ہے وہ دنیا مین نہین کرتے الا
یہ بطور تنبیہ وتہدید کے ہے اسیلیے کہ دنیا کا کوئی سخت سے سخت عذاب دوزخ کے سامنے بمنزلہ عیش کے ہے

وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ

اور جب چھو لیا انسان کو بُرائی نے پکارا ہمکو اپنی کروٹ پر یا بیٹھا یا کھڑے پھر جب کھولدیا ہمنے اوس سے اوسکی مصیبت کو

مَرَّ كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ مَسَّهُ ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

چلاگیا گویا کہ نہ پکارا تھا ہمکو طرف برائی کے کہ لاحق ہوئی تھی اوسی ایساہی کہا یا گیا اچھا فضول کارونکو وہ کام کہ تھے کرتے

اور جب پیش آے آدمی پر کوئی مصیبت تو لیٹے یا کھڑے یا بیٹھے یعنی ہر حال وعنوان سے ہمکو پکارتا ہے پھر جب وہ بلا دفع کردیتے ہین
پہلے طریقے پر چلنے لگتا ہے یعنے ناشکری وغفلت) گویا اس مشکل مین ہمسے کبھی درخواست ہی نہ کی تھی ایسے ہی فضول کارونکو انکے
اعمال اچھے دکھادیے جاتے ہین (تاکہ مغرور خوش رہین اور شرارت بڑھتے بڑھتے اُنھین ہلاک کردے جاءتہم اسکی

تقریر یہ ہی کہ طبع حیوانی ایذا سے نافر اور عقل انسانی تدبیر خلاص کی مقتضی ہی اور فوراً ہاتھ پانون مارتے ہیں جس طرح
ہارا تو نور عقل و معرفت جو ہر انسان کی فطرت مین ہی اُس زبردست احکم الحاکمین کی طرف جھکا دیتا ہی جسے بنایا اور تمام عالم کا
مدبر و حقائق جانتا ہی اور یہ دلیل واضح ہی الوہیت مطلقہ کی اور حجت قاطعہ ہی کہ بشر دیدہ و دانستہ انکار کرتا ہی جاہل تو ہم سے اس
وہ کلیہ قاعدہ ہی جسکے خلاف نہین کرتا مگر وہ سیاہ دل جسکا چراغ فطرت صرصر شرک و کفر سے بالکل بجھ چکا ہو یہ بھی ذات
بھی بیکاری تو ذہنی تمام اور بے روح اجسام کرتے وہ سخت بیہوش جیسے ایذا سے حس ہی نہو وہ امید وار ہی کسی کشود کار کا انتظار
باقی رہی زیادہ توضیح و تفصیل اسکی آیۃ بحر مین آتی ہی ف کئی امر معلوم ہوئے ۱ الوہیت مطلقہ کا آخر تک کا نا دہیت ۲ یہ کہ ہر انسان
ادراک توحید و الوہیت رکھتا ہی اور وہ شخص جسنے ایسی جگہ پرورش پائی ہو جہان کوئی بتانیوالا نہ ملے اسپر بھی اقرار توحید
واجب ہے جیسا کہ مذہب ہے امام ابوحنیفہ کا ۳ رحمت و عنایت کا ادھر رجوع کی اور مشکل کشائی زبانی ہے اشارہ کہ بہر حال
اور ہر عنوان اور پوری توجہ سے دعا مقبول ہی ہوجاتی ہی ۴ انسان کی غفلت و حق فراموشی کہ ادہر بلا ٹلی اور ویسے ہی ۵ نتیجہ
نتیجہ ناشکری سلب معرفت و عقل ہی کہ اپنی برائی اچھی جانتا ہی ۶ معلوم ہوا کہ راحت مین فراموش کاری اور صرف مصیبت
مین یاد شان مومنین خوش اعتقاد سے نہین صحیح مسلم مین ابوہریرہ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
تین آدمی بنی اسرائیل کے تھے ایک کوڑھی دوسرا گنجا تیسرا اندھا اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ انکا امتحان لے ایک فرشتہ بھیجا
وہ کوڑھی کے پاس آیا اور کہا تو کیا چاہتا ہے بولا رنگ و جلد خوبصورت اور اس کوڑھ کا رفع ہونا فرشتے نے
ہاتھ ملا فوراً اچھا ہوگیا اور نہایت خوبصورت بنگیا پھر پوچھا کس قسم کا مال مطلوب ہے بولا اونٹ یا گائے دباوی کو
شک ہی تو اوسے ایک اونٹنی حاملہ دیکر کہا اللہ برکت عطا کرے پھر گنجے سے ایسی ہی پرسش کی اوسنے بال اچھے اور گائے
مانگین اُسکا گنج اچھا ہوگیا اور ایک حاملہ گائے دی اور اندھے کے پاس گیا اوسنے آنکھین اور بکریان مانگین یہ بھی چنگا
ہوگیا اور ایک بکری حاملہ ملی پھر ان تینون کے جانور جنے اور بڑھتے بڑھتے جنگل بھر ہوگئے پھر فرشتہ بصورت سائل
پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور کہا مین مسافر مسکین ہون سامان راہ نہین ہی اللہ کے سوا کوئی سہارا نہین مین تجھسے
سوال کرتا ہون بواسطہ اُس ذات پاک کے جسنے جلد اور صورت اچھی دی اور اونٹ عطا فرمائے کہ مجھے پہونچا دے
بولا میرے ذمے حقوق و خرچ بہت ہین فرشتے نے کہا مین تجھے کچھ پہچانتا ہون کیا تو کوڑھی محتاج نہین تھا اللہ نے
تجھے یہ سب عنایت کیا بولا خوب یہ مال باپ دادے سے مین نے پایا ہے فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹھا ہے تو اللہ تجھے
ویسا ہی کردے جیسا تو تھا پھر گنجے کے پاس آیا اور یہی جواب پایا پھر اندھے کے پاس آیا وہی سوال کیا اس
مرد بینا دل نے کہا بیشک مین اندھا تھا اللہ تعالیٰ نے آنکھین دیدین جتنا جی چاہے اس مال خداداد سے لے اور
جسقدر خوشی مین آئے رہنے دے مین تیرا ہاتھ نہین پکڑتا فرشتے نے کہا تیرا مال تجھے مبارک رہے اللہ نے
تمکو آزمایا تو وہ دونون خراب ہوئے اور بدستور کوڑھی گنجے ہوگئے اور تجھ سے اللہ راضی ہوا -

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ
اور بیشک ہلاک کر ڈالا ہمنے قومون کو پہلے تمسے جب ظلم کیا اونھون نے اور لاؤ اونکے پاس پیغمبر اونکے
بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ○
کھلی نشانیان اور نہ تھے کہ ایمان لاتے ایسے ہی سزا دیتے ہین ہم قوم گنہگار کو

اور ہمنے اُن لوگون کو جو آپکے پہلے تھے جیسے ثمود و عاد و فرعون و نمرود وغیرہ عذاب سے ہلاک کیا مگر کب جبکہ انھون نے کفر شرک مظالم کیے اور ہمارے پیغمبر اُنکے پاس آگئے اور دلائل و معجزات سے اونکو معقول کر دیا اب شبہہ و تردد نرہا بجز اُنکا تعصب شرارت کے اور وہ ایسے ہوگئے کہ ایمانکی امید اُنسے منقطع ہوگئی۔ اور ہم گنا ہگارونکو ایسے ہی سزا دیتے ہین اے نبی کریم آپ کے ساتھ مخالفت کرنیوالے بھی ایسے ہی عذابونکے منتظر رہین **ف** معلوم ہوا کہ جس قوم مین یہ چار صفتین ہون وہ گرفتار عذاب ہوگی ۱۔ ظلم و گناہ کرین ۲۔ اُنکے پاس پیغمبر یا ناصح و احکام الٰہی آجائین تاکہ جہل و بیخبری کا عذر نرہے اللہ تعالے اونکو واقعات اور حوادثات سے یا نور عقل و فہم سے یا تعلیم و وعظ سے ایسا یقین دلادے کہ تردد و شبہے کی گنجائش نہ ہو اسلیے کہ دل ہر شخص کا اولاً تابع حق ہوتا ہے مگر تعصب و شرارت و عمداً حق پوشی اوسے مجوب و تاریک کر دیتی ہے ۴۔ اُسکے حالات و آثار سے امید توبہ و توقع قبول منقطع ہوجائے۔ **ہلاک** سے وہ عذاب مراد ہے جو ٹل نہ سکے پس وہ گرفت جو عاصی نادم و خاطی ساہی کے فعل پر ہوتی رہے ایسی نہین ہوتی جو ٹل نہ سکے **ظلم** کفر شرک حدود شرعی سے تجاوز۔ دنیا مین کسی کی حق تلفی مالی ہو یا بدنی ۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِى الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ○
پھر بنایا ہمنے تمکو قائم مقام زمین مین بعد اونکے تاکہ دیکھین ہم کہ کیونکر کرتے ہو تم

پھر اونکے بعد تم کو زمین پر پیدا کیا بسایا اسلیے کہ دیکھین تم کیا کرتے ہو یعنی اگر اونھین کی سی شرارت کروگے غارت ہوگے اطاعت کروگے تا حیات دنیا کی عزت و راحت سے بسر کروگے آخرت مین بہشت پاؤگے **ف** ہر بشر بغرض امتحان مخلوق ہوا ہے پس بیفکری جائز نہین۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ
اور جب پڑھی جائین اونپر آیتین ہماری کھلی کھلی کہین وہ جو نہین امید رکھتے ہماری ملاقات کی لا
بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِىْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِىْ ۚ
قرآن سوای اسکے یا بدل ڈال اسے کہدیجے نہین ہے مجھے یہ کہ بدلون اوسے طرف سے اپنے جی کے
اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّىْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○
نہین پیروی کرتا مین مگر اوسی کی کہ وحی کیا گیا طرف میری مین ڈرتا اگر نافرمانداری کرون اپنے رب کی عذاب سے اوس دن کے کہ بڑا ہے

اور جب انپر ہماری کھلی نشانیان پڑھی جاتی ہین تو وہ لوگ جو امید وار لقا سے مبارک نہین اور قیامت پر ایمان نہین لاتے
کہتے ہین آپ کوئی دوسرا قران لائیے یا اسکو بدل دیجیے (معالم مین مروی ہو کہ پانچ مشرک مثل ولید بن مغیرہ کے آپ سے
کہنے لگے کہ آپ ایسا قرآن لائین جسمین لات وعزی کی ہجو نہ ہو اور انکی پرستش کی ممانعت نہو یا خود اپنے دل سے ایسے
مضامین بیان فرمائیے تو ہم ایمان لائین۔ تو ارشاد ہوا) آپ کہدین کہ یہ میری شان نہین کہ مجھکو حق ہو کہ اپنے دل سے کچھ ملا دون
گھٹا دون بڑھاؤن بلکہ مین اسکی پیروی کرتا ہون جو مجھپر حکم بھیجا گیا مین ڈرتا ہون کہ اگر حکم کے خلاف کرون اور کچھ بیشی و کمی کرون تو
عذاب قیامت مین مبتلا ہو جاؤنگا مسئلہ عالم کو جائز نہین کہ کسی شرعی حکم کو حاکم کی رعایت یا کسی نفع کے لحاظ سے متروک
و مسکوت عنہ کردے البتہ فتنہ اور خوف حاکم سے سکوت امر آخر او رجائز ہو مسئلہ احکام شرعی کی تبدیل موجب ارتداد ہو مسئلہ
بدعت حرام ہو اسلیے کہ جب پیغمبر کو نئی بات نکالنے کا حق نہ ہوا تو اب کون ہو جسے یہ حق ہو گا بحث کہا صاحب اکلیل
نے کہ بعض نے اسی آیت سے حجت کی ہو کہ حدیث سے قرآن کا منسوخ کرنا جائز نہین جواب مین کہتا ہون کہ یہ حجت
دو امرون پر موقوف ہو اول جبکہ نسخ تبدیل قرار دی جائے حالانکہ ہمارے نزدیک نسخ تکمیل و توضیح و اظہار توقیت حکم ہے مثلا
حکم سکوت و صبر چودہ سال تک کے لیے تھا پندرھوین سال نبوت کے حکم قتال آگیا تو گویا اصل یہ تھا کہ اے مسلمانو نہ
لڑو کفار سے چودہ برس تک بعد ازان یہ حکم نہیگا۔ آیت قتال نے وہ وقت جو ہم پر مخفی تھا ظاہر کر دیا اور دوسرا جز اس
حکم کا (یعنے آج سے حرمت قتال باطل۔ وجوب صبر ساقط ہوا) بیان فرمایا پس یہ تبدیل ہو یا تکمیل دوسرے یہ مان بھی لین
کہ حدیث پیغمبر پیغمبر کے دل کی بات ہو بلکہ ہم تو اوسے وحی غیر متلو کہتے ہین یعنی وہ احکام الٰہی ہین جو بذریعہ جبرئیل آپ پر القا نہین کیے
بلکہ اونکے معنی یا لفظ قلب مین آگئے۔ پس حدیث سے آیت کا منسوخ کرنا نہ تبدیل ہے نہ پیغمبر کے دل کی بات وَمَا
یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى پیغمبر اپنے جی سے کوئی بات نہین کہتے اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى مگر اللہ انپر حکم نازل فرماتا ہے

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَیْكُمْ وَلَاۤ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ

کہدیجیے اگر چاہتا اللہ نہ پڑھتا مین قرآن تمپر اور نہ بتاتا تمکو وہ پس مین تو رہ چکا ہون تم مین ایک مدت پہلے اس سے

آپ کہدیجیے اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہتا تو مین یہ قرآن	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝	نہ تمپر پڑھتا نہ تمھین اسکے معنی بتاتا اس سے پہلے کیونکہ مین
پہلے چالیس برس تک مین تم مین رہا اور کبھی کوئی بات	کیا نہین سمجھتے	نہین کہی تو کیا تم اتنا بھی نہین سمجھتے ہو اگر اپنے پاس سے کچھ کرنا

ہوتا تو پہلے کون مانع تھا آپ چالیس برس تک مکے مین رہے چونکہ مبعوث و مامور بامر رسالت نتھے کسی سے کچھ تعرض نکیا مگر اخلاق
محمود و مصدق سچائی آپ کی اسقدر جانچی کہ کفار آپکو (محمد امین) کہتے اور تمام امور مین آپکی طرح تھی بعد اوقات اظہار حق ہی پیدا ہوئی مسئلہ
استصحاب حال حجت شرعی ہی اور وہ مفید ہے جیسا مذہب حنفیہ کا اسلیے کہ اللہ نے آپکے عدم نزول رسالت سابق کو دلیل عدم افتراز مان حال قرار دیا

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝

پس کون ظالم زیادہ اوس سے کہ تہمت باندھا اوپر جھوٹ کی یا جھٹلاسے آیتین اوسکی تحقیق بات یہ ہو کہ نہین فلاح پاتے گنہگار

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر بہتان باندھے اور اُسکے احکام و آیات کو جھٹلائے بات تو یہ ہے کہ گناہگار ستگاری نپائینگے کذبا قید احترازی نہین اسلیے کہ ہر افترا جھوٹ ہوتا ہے پس خواہ بیان تقریر ہے خواہ تاکید خواہ بیان واقعہ اور ممکن ہے کہ کہا جائے جو شخص سچ سمجھ کر کسی تاویل و روایت پر اعتماد کرکے حق سبحانہ تعالےٰ کی نسبت کوئی امر غلط کہہ جائے تو وہ کافر نہ ہوگا جیسا کہ اکثر مسائل خلافیہ مین ہے لیکن یہ تقریر یہان مین نہین چل سکتی اسلیے کہ بوجہ کمال وضوح و تقویت اجماع جانب مخالف پر سچا گمان نہین جا سکتا۔

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا

اور پوجتے ہیں سوا اللہ کے اوسکو کہ ضرر دے اونکو اور نہ نفع دے اونکو اور کہتے ہین سفارشی ہمارے ہیں

عِندَ اللَّهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحَانَهُ

پاس اللہ کے کہدیجیے کیا خبر دیتے ہو تم اللہ کو اوسکی کہ نہیں جانتا آسمانون میں اور نہ زمین میں پاک ہے وہ

وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ

اور برتر ہے اوس سے کہ شریک کرتے ہین

اور یہ کفار اللہ کے سوا ایسونکی پرستش کرتے ہین جو نہ انکا کچھ بگاڑ سکین نہ بنا سکین بیسود محض ہین اور کہتے ہین کہ یہ ہمارے سفارشی ہین اللہ تعالےٰ کے حضور مین آپ کہدیجیے کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایسی خبر سناتے ہو جسکا وجود نہ آسمانو مین معلوم ہوتا ہے نہ زمین مین معلوم وہ ذات پاک منزہ ہے اور برتر اُس سے کہ تم شریک کرتے ہو **ف** بت پرستی کی تردید مین دو دلیلین فرمائین **اول** یہ کہ نفع و ضرر نہین پہونچا سکتے اسلیے کہ جب ضرر پر قادر نہین تو کیون ڈرین اور جب نفع کے مختار نہین تو کس لیے جھکین اور ظاہر ہے کہ قدرت نفع و ضرر غیر پر بدون استقلال ذات محال جو خود اپنے وجود اور بقا اور وقوع ارادہ پر قادر نہو دوسرے کے لیے کیا کر سکتا ہے اور بُت بلکہ جملہ مخلوق کا مستقل موجود و باقی ہونا عقلاً محال قرار پا چکا ہے تو خود نافع و ضار بھی نہونگے نہ معبودیت کے سزاوار **دوم** یہ کہ انکو سفارشی سمجھنا ایسی بات ہے جسکا وجود آسمان و زمین مین نہین چونکہ کفار مدعی تھے ثبوت انھین کے ذمے تھا اسقدر انکار انکے تکذیب کو کافی ہوگیا۔ اور جب یہ دونون امر رد ہوگئے تو فرمایا اللہ منزہ اور پاک ہے تمھارے اس تمام شرک و افترا سے **وہم** لَا يَعْلَمُ سے نفی علم الٰہی سمجھی جاتی ہے **دفع** کہا صاحب تفسیر کبیر نے یہ ایسے مقام پر بولا جاتا ہے جہان کسی شئے کی نفی منظور ہو ہم نہین جانتے یعنے وہ شئے موجود ہی نہین اگر ہوتی تو ہم بھی جان لیتے **ف** ممکن ہے کہ کہا جائے کہ علم الٰہی غلط و خلاف واقعہ نہین ہوتا اگر ایسے مزخرفات سے علم الٰہی متعلق ہوتا تو یہ بھی ثابت ہوتے پس معلوم ہوا کہ انکا وجود بھی نہین ہے **مسئلہ** معلوم ہوا کہ ثبوت ذمۂ مدعی ہے اَلْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي اور مدعا علیہ پر انکار اور اُسکے تقویت کو قسم وَالْيَمِينُ عَلَىٰ مَنْ أَنْكَرَ چونکہ کفار مدعی معبودان باطل و شفاعت کاذب کے تھے صرف انکار فرمایا کہ وہ نافع ہین نہ ضار کیونکہ معبود ہوسے اور شفاعت کا وجود ہی نہین کسی طرح ثابت ہو گی لیکن اس انکار کو اس کلمے سے کہ ہم زمین و آسمان مین نہین جانتے قائم مقام قسم کے کر دیا۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ

اور نہ تھے آدمی مگر گروہ واحد پھر مختلف ہوگئے اور اگر نہ ہوتا کلمہ کہ چلے ہو گیا تیرے رب کیطرف سے البتہ فیصلہ ہو جاتا انمین

اول آدمی ایک گروہ ایک ہی مذہب پر تھے فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ پھر آپسمین مختلف ہو گئے اور اگر وعدہ پروردگار کا
سابق نہ ہو گیا ہوتا تو ... یہ لوگ | مین کہ اختلاف کرتے | اختلاف کرتے ہین فیصلہ ہو جاتا کہ گیا حضرت
آدم سے ... حضرت نوح سے پہلے اور رکھا گیا بعد طوفان نوح کے جبکہ سوائے اولاد نوح کوئی نرہا تھا سب
... کلمہ ... حکم یعنی اگر انتقام ایک مدت پر معین نہو چکا ہوتا اور ہر شئے کا اندازہ نہو گیا ہوتا تو
انکے اختلاف کا ... فیصلہ ہو جاتا اور حق و باطل کھل جاتا اور اہل باطل دوزخ مین اور اہل حق جنت مین داخل ہو جاتے

ع وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ

اور کہتے ہین ... کیون نہ اتری اسپر کوئی نشانی اوسکے رب سے سو کہدے کہ نہیں غیب مگر اللہ کے لیے پس منتظر رہو مین بھی ساتھ تمہارے منتظر ہون

اور اہل مکہ کہتے ہین کہ اگر آپ پیغمبر برحق ہین تو کیون نہین کوئی نشانی اوتاری جاتی یعنی فرشتہ آئے یا کفار پر عذاب
نازل ہو تو آپ اے رسول کریم کہدیجئے کہ کسی نشانی کا اترنا یا نہ اترنا غیب کی بات ہے اور علم غیب اللہ ہی کو ہے
تم بھی انتظار کرو اور مین بھی منتظر ہون حق و باطل کا فیصلہ ہو ہی جائے گا دنیا مین ہو یا آخرت مین

وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِنْ بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُمْ مَكْرٌ فِي آيَاتِنَا قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ

اور جب چکھاتے ہیں ہم آدمیوں کو رحمت بعد سختی کے کہ پہونچی اونکو ناگاہ اونکے لیے حیلہ ہے ہماری نشانیون مین کہدے کہ اللہ جلد باز زیادہ ہے

اور آدمیون کا یہ حال ہے کہ جب انپر مَكْرًا إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ۝ کوئی رحمت کرتے ہین مثلا پانی
برسایا اولاد ہوئی صحت عطا کی | داؤ مین بیشک فرشتے ہمارے لکھتے ہیں جو مکر کرتے ہو | مال دیا مراد بر آئی بعد مصیبت
و قحط و خشک سالی و بیماری و افلاس وغیرہ کے تو ایک حیلہ نکال لیتے ہین کوئی مسخراپن کرتا ہے کوئی اپنی تدبیر
کوئی کسی معبود باطل پر حوالہ کرتا ہے بہرکیف شکر و اقرار و بندگی کی جگہ انکار و شرک و تکبر کرتے ہین تو آپ انسے
کہدیجیے اللہ کا داؤ اور تدبیر بہت تیز ہے یعنی نہ موقع فرار نہ فرصت تدبیر نہ مجال عذر اور یہ بھی نہین کہ بھول چوک
سہو انکار اخفا کی امید رکھو اسکے رسول یعنے ملائکہ انکے مکر و فریب سب لکھ لیتے ہین ابن کثیر مکر سے مراد استدراج
ہے یعنی کرے آدمی گناہ اور دولت و عزت بلکہ منہ مانگی مراد پائے تو ضرور سمجھے گا کہ میرے کام میری
سمجھ اچھی ہے نہین تو کامیابی نہوتی اور اسکا گناہ و کفر بڑھتے بڑھتے ایسی حد تک پہونچا دیگا کہ فرعون قارون
کی طرح قابل ترحم بھی نرہے اور خسر الدنیا والآخرۃ ہو ف گوذشتے نیک و بد سب لکھتے ہین جنکا ذکر اپنے
مقام پر آئے گا مگر یہان مکر ہی کا ذکر کیا اسلیے کہ بحث اُسی سے تھی ربط اپنی رحمت اور انسان کی حق
فراموشی کا اجمالی بیان کرکے ایک ایسی مثال بیان فرمائی جسکے تصور سے اسکا یقین دل مین آجاتا ہے

هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ

وہی ہے جسنے چلایا تم کو خشکی میں اور دریا میں یہانتک کہ جب تم کشتی میں اور وے چلیں انکو لیکر ساتھ ہوا کے موافق کے

وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ

اور خوش ہوا اوس سے آئی ہوا مخالف اور آئی اونپر موج ہر جگہ سے اور سمجھے کہ بیشک وہ گھر گئے

بِهِمْ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ

اور مین پکارا اللہ کو خالص کرنیوالے واسطے اوسکے دین کو البتہ اگر بچا لیگا تو ہمکو اس سے ہو جاوینگے ہم شکر گزاروں سے

وہی ہے جسنے خشکی اور تری مین تمکو سیر و سفر کے اسباب اور سامان عطا کیے (بعض آمین سے یہ ہے) کہ جب تم کشتی پر ہوتے ہو اور کشتیان تمکو لے چلتی ہین ہوا سے نرم و طیب کے ذریعے سے۔ تو خوش ہونے ہو اور ناگاہ ہوا سے تند و باد مخالف چلی اور پانی مین تلاطم ہوا اور ہر جانب سے موجین ملنے ہوئین اور خوف غالب ہوا کہ ہم گھر گئے اور کل نجات دشوار ہے تو اللہ کو خالص دلسے بدون شرک و نفاق اسکے پکارنے لگتے ہین اور کہتے ہین اسے اللہ اگر تو ہمکو اس بلا سے بچا لے تو ہم شکر گزار ہو جائینگے عبادت کرینگے ہم آمین کو ہ۔ ہلاً بیشک ف اشارۃ النص سے واضح ہے کہ تمام حرکات عباد اللہ ہی کے مخلوق ہین اور اقتضاء النص سے مفہوم ہو کہ سکون بھی (اوسی) کی مخلوقات سے ہے اسلئے کہ ممکن نہین کہ خالق سکون غیر خالق حرکات ہو اسلیے کہ سکون و حرکت مین تضاد ہے اور اوس تضاد کا وجود بوجہ اختیار دو خالقین ممکن ہے لہذا حق یہی ہے پس خالق ہر سکون و حرکت وہی ہے اب نہ کوئی شے غیر حرکت و سکون ہے نہ کوئی دوسرا خالق۔ دعوا اللہ کلیہ ہین بعض وہ بھی ہین جو مرتے دم تک شرک نہین چھوڑتے اور جواب اسکا صفحہ (۲۴۱) مین گزر گیا کہ وہ سیاہ دل جن مین عقل و عرفان کی روشنی کیسی شمع مردہ کا دھوان بھی نہین اور وہ غافل ہو مرتبہ انسانیت سے ازر گئے ہون اور امید وار منتظر ایسا نہین کرسکتے باقی سب پر یہی گزرتی ہے مخلصین اس سے لازم آتا ہے کہ وہ کافر نہین حالانکہ ایسا کہنے والا اگر ہلاک ہو جائے تو نہ مسلم سمجھا جاتا ہے نہ بعد خلاص مرتد اور جواب یہ ہے کہ یہ ایمان اضطراری یا نجات دنیوی کے لیے ہے نہ اقرار دایمان و طلب نجات اخروی کے اقرار شرط معدوم ہو معید حکم ایمان نہین ہے لئن انجیتنا دعوا اللہ کا بیان ہے اور معنی یہ ہین ہر انکا لیکر ہی نے یقین کسی کو شریک نہ جانتا تھا کہتا ہے مین شاکر و مطیع ہونگا اگر بچالے پس یہ اخلاص ایمان و توحید مین نہین بلکہ پکار اور مشکل کشائی مین اور بوجہ تعلیق الشرط نجات نہ شکر موجود ہے نہ معتبر المعلق بالشرط لا ینعقد سببا جوبات کسی شرط سے معلق ہو وہ سبب ہی نہین ہوتی گویا زبان سے کہی نہین گئی پس دعا ثابت و اقرار شکر و ایمان غیر موجود۔ کفر باقی و اسلام مفقود۔

ف جب شرط کرنے والا مومن ہو تو بوجہ وجود ایمان و لزوم اقرار یہ عہد جدید اگر امور واجبہ سے ہے جیسے نماز پڑھنا شراب نہ پینا تو تبرک و توسل اور مفید تاکید ہے عہد جدید نہیں اور اگر واجبات سے نہیں جیسے نذر نوافل و صدقات یا عہد ترک تساہل لغویات تو یہ تحت نذر میں داخل اور بوقت کامیابی واجب ہے **البتہ** اگر کسی نے امور واجبہ کا عہد کیا اور نیت یہ تھی کہ کام پورا ہو تو کرون نہیں تو میں فاسق و عاصی ہو گا۔
بعد کا فر میں چونکہ اسلام و اقرار موجود ہی نہیں ہوتا کچھ اعتبار نہ کیا جائے گا۔

فَلَمَّا أَنْجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ

پھر جب بچا لیا اُنکو تو بس تبھی وہ سرکشی کرتے میں زمین میں ناحق اے آدمیو یہیں سرکشی تمھاری مگر اپنی ہی جانوں پر

مَتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

فائدہ ہے حیات دنیاوی کا پھر ہماری طرف مرجع تمھارا ہے پھر ہم بتادینگے تمکو وہ کہ تھے تم کرتے

پھر جب ہمنے اُن کو اُس طوفان اور موج ہلاک سے چھڑا لیا زمین مین ناحق سرکشیان یعنی خلاف و معاصی و شرک کفر و ظلم کرتے پھرتے ہین۔ اے آدمیو یہ سرکشی تمھاری جانون پر پڑے گی حیات فانی کے فائدے اوٹھا لو پھر ہماری طرف پھر آنا ہے تاکہ ہم تمکو تمھارے افعال کی بُرائی بھلائی اور سزا اور جزا خبردار کر دیوین۔ بعض مفسرین نے اس آیت کے تحت مین نکات معارف و استعارات تصوف ذکر فرمائے گو لطائف بلکش ہین مگر مقام عتاب الزام و خطاب مشرکین و کفار اللہ کے دوستون کے ذکر سے مانع ہے

إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ

یہی مثل زندگی دنیاوی کے گو مثل پانی کے کہ اوتارا ہمنے اوسے آسمان سے پھر ملگئی ساتھ اوسکے سبزی

الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَ

زمین کی اوس سے کہ کھاتے ہین آدمی اور جانور یہانتک کہ جب لیلی زمین نے شادابی اپنی اور

ازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَادِرُونَ عَلَيْهَا أَتَاهَا أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا

آراستہ ہوگئی اور جان لیا صاحب زمین نے کہ وہ قادر ہین اوسپر آگیا اوسے حکم ہمارا رات یا دن مین پھر کر دیا ہمنے اوسے

حَصِيدًا كَأَنْ لَمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ ۚ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ

کٹا ہوا گویا کچھ نہ تھی کل ایسی ہی ظاہر کرتے ہین نشانیان اوس قوم پر جو فکر کرتے ہین

اخذت یعنی اظہرت زخرف حسن و تازگی۔ سبزی اور زردی اور سُرخی یعنی برگ و بار و گل و ریحان حصید مقطوع خشک خراب **یعنی** مثال دنیا کے زندگی کی ایسی ہے کہ جیسے اللہ پانی آسمان سے برسائے اور اُسکی وجہ سے ہر قسم کے درخت مختلط اوگین جو آدمی کھاتے ہین یعنی ساگ اور پھل وغیرہ اور جو جانور کھاتے ہین یعنے پتی بھوسا۔

لکڑی وغیرہ پھر جب زمین اچھی طرح اپنے پھل پھول نکالے درخت سرسبز کھیت تیار باغ شاداب ہون اور اوسکی زیب وزینت ظاہر ہو اور اُسکے مالک جان لین کہ اب ہم اسکے مالک اور اس سے متمتع ہوگئے دفعۃً حکم آلٰہی آجائے برف گرے اولے برسین۔ پالا پڑے آندھی چلے بہیا آئے اور کوئی بلا ارضی وسماوی پہونچے اور وہ سب۔ ہلاک ہوجائے گویا کل یہان کچھ تھا ہی نہین نام نشان نہ رہے (اسی طرح دنیا کا معاملہ ہے ہر شخص کا خاتمہ موت پر ہوجاتا ہے اور قیامت مین تمام دنیا کا خاتمہ ہوجائیگا) ہم اسی طرح اپنی قدرت کے آثار اور تمہاری فنا کے دلائل ظاہر کرتے ہین مگر اونکے لیے جو فکر کرتے ہین۔

وَاللّٰهُ يَدْعُوٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

اور اللہ بلاتا ہے طرف جنت کے اور راہ دکھاتا ہے جسے چاہے طرف راہ راست کے

دنیا جس مین تم ہمہ تن مصروف ہو اُسکی یہ حالت ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ جس سے تم بے پروا اور غافل ہو وہ تم کو سلامتی کے گھر یعنی جنت کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے سیدھی راہ پر لگا دیتا ہے دار السلام جنت کا نام ہے اس سے پہلے دنیا اور اُسکی آفتین مذکور ہوئین لہذا اومایا اُدھر تو یہ ہلاکت ہے اور اللہ کی طرف سلامت بخاری آپنے فرمایا میرے خواب مین فرشتے آئے اور کہا اپنے صاحب کے لیے کوئی مثل کہو ایک نے کہا آپ تو سورہے دوسرا بولا آنکھین سوتی ہین اور دل بیدار ہے تو کہا ایک شخص نے گھر بنایا اور اُسمین دسترخوان بچھایا اور ایک بُلانے والا بھیجا تو جسنے اُسکے بلانے کو قبول کیا گھر مین آیا اور خوان نعمت سے کھایا اور جسنے اُسکی بات نہ سُنی نہ گھر مین آیا نہ کھانا پایا پھر کہا گھر جنت ہے اور بلانے والے محمد ہین صلے اللہ علیہ وسلم جسنے آپکی اطاعت کی اللہ کی طاعت کی جسنے آپکی عدول حکمی کی اللہ کی عدول حکمی کی اور آپ درمیان مومن و کافر کے فرق ہین ابن کثیر نے جابر سے روایت کی کہ یہ فرشتے میکائیل وجبریل تھے اور مالکِ خانہ اللہ تعالے **ف** میرے نزدیک یہ آیت عبرت دلانیوالی ہے مومنین کی کہ وہ شاہنشاہ بلائے اور غلام حاضری مین توقف کرے اور جلانے والی ہے منکرین کی کہ وہ اس دعوت اور نعمت سے محروم ہوگئے اور تنبیہ ہے واسطے دنیا پرستون کے کہ وہ طالب آفات ہین اور مژدۂ جان بخش ہے عاشقون کو کہ خلوت خانۂ خاص مین اون کے لیے اشارے ہورہے ہین۔

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

واسطے اونکے جنھون نے نیکی کی نیکی ہے اور زیادتی اور نہ ڈھانکیگی منہ کو اونکے تاریکی اور نہ ذلت وہی صاحب جنت کے ہین وہ اوسمین ہمیشہ رہنے والے ہین

جنھون نے اچھے کام کیے اُنکو نیکی ملیگی اور کچھ زیادہ اور خوف محشر سے اُنکے چہرون پر آثار ذلت اور تاریکی کے نہ ہونگے وہ جنت والے ہین اُسی مین ہمیشہ رہینگے حُسنٰی بظاہر یہ لفظ خفی ہے اور حسن دنیاوی بوجہ نقصان غیر موعود اور حُسن آخرت بوجہ کمال داخل ہے اور اسی بنا پر معالم مین ابن عباس سے مروی ہے کہ مراد حُسنٰی سے دس گنے سے

سات سو درجے تک ثواب ہو ابن کثیر حسنیٰ سے مراد جنت اور مغفرت اور اسکی نعمتین اور یہ مسلمانون سے موعود ہے
باقی رہی خیر دنیا نہ یہ ضروری ہو نہ ثواب عمل آور ممکن ہو کہ الحسنیٰ بوجہ لام استغراق جمیع نعمات کو شامل ہو زیادۃ
یہ مجمل ہے تفسیر اسکی ابن کثیر نے اجلہ اصحاب مثل ابوبکر صدیق وغیرہم سے یہ کی کہ حسنیٰ جنت ہو اور زیادتی دیدار
الٰہی اور اسی آیت کے تحت مین حضور اقدس سے مروی ہے کہ فرمایا جب جنتی جنت مین داخل ہو جائینگے خطاب
ہوگا تمھارا ایک وعدہ اور ہو تعجب سے عرض کرینگے اب کیا باقی ہو حساب کی زحمت عرصات کی شدت و دوزخکی
حرارت سے نجات پائی جنت مین داخل ہوئے پھر حجاب دفعۃ جائیگا اور وہ جمال دلآرا نظر آئیگا واللہ کوئی چیز
اُس سے لذیذ و عزیز نہ ہوگی ف اور ممکن ہو کہ حسنیٰ سے ثواب اعمال اور زیادۃ سے مجرد کرم و افضال وارد ہو یہ رہق
الخ یہ علامتین اہل نار دمار کی ہین اللہ تعالیٰ محسنین کو اس سے بچا لیگا بخلاف دوزخیون کے کہ انکے منھ کالے
آنکھین کرنجی ہونگی خالدا اہل جنت اور کفار کی نسبت بمعنی دوام و مومنین گنا ہگار کے لیے بمعنی مکث طویل آتا ہی

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَاۗءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِھَا ۙ وَتَرْهَقُھُمْ ذِلَّةٌ ۭ مَا لَھُمْ مِّنَ اللّٰهِ
اور جنھون نے کمائین برائیان بدلا برائی کا مثل اوسکے ہو اور چھا لیگی اونکو ذلت نہین واسطے انکے اللہ سے

مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُھُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ
کوئی بچانے والا گویا ڈھانپ لیے گئے منھ اونکے ٹکڑے سے شب تاریک کے یہ

جنھون نے برائیان کین تو برائی کا بدلا اسکے مثل ہے کہ انعام ثواب مین
کمی اور انتقام آیندہ مین زیادتی نہوگی اور خواری معصیت کی اون کے

اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْھَا خٰلِدُوْنَ

صاحب دوزخ کے ہین اسمین ہمیشہ رہین گے

چہرون سے نمایان ہوگی اور اللہ کے عذاب سے کوئی بچانیوالا نہوگا اُن کے چہرے ایسے سیاہ ہونگے گویا
اندھیری رات کے ٹکڑے نے اُنھین ڈھانک لیا ہے یہ دوزخی ہین اسی مین ہمیشہ رہینگے مسئلہ قصاص انتقام
مین مساوات شرط ہو اور تجاوز حرام ایسلیے ہمارے فقہا نے کہا کہ جن زخمون مین مساوات ممکن نہو جیسے
ہڈی یا زبان وغیرہ ان مین قصاص نہین ارش یعنے عوض مالی ہے مسئلہ ظالم سے بعد انتقام فعل ظلم کی ذلت
دور نہین ہوتی جیسا کہ بعد ذکر جزا فرمایا کہ انکے چہرونپر ذلت چھائی ہے بخلاف مظلوم کے کہ اُسے انتقام لینے مین
کوئی عار نہین گو بعد انتقام دونون ایک حالت پر ہو جائین مگر حیثیتین مختلف ہین۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُھُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَاۗؤُكُمْ ۚ
اور جب جمع کرینگے ہم اون سبکو پھر کہین گے ہم اونسے جنھون نے شریک کیا ٹھہرے رہو تم اور شریک تمھارے

فَزَيَّلْنَا بَيْنَھُمْ وَقَالَ شُرَكَاۗؤُھُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ
پھر جدائی کر دینگے بیچ اونکے اور کہا اونکے شریکون نے نہ تھے تم ہمکو پوجتے

اور جسدن ہم ان سب کو عرصات محشر مین جمع کرینگے پھر مشرکین کو حکم ہوگا یہین ٹھہرے رہو اور ہر ہر گروہ علیحدہ علیحدہ ہوجائیگا مومن مومن کے ساتھ کافر کافر کے ہمراہ اور اون کے شرکا جنکو معبود بنا رکھا تھا بولین گے تم اے مغرور خاص کر ہمکو پوجتے نہ تھے

فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝

پس کافی ہے اللہ گواہ درمیان ہمارے اور تمھارے تحقیق تھے ہم پرستش سے تمھاری غافل

اے مشرکو ہمارے تمھارے درمیان مین اللہ کی گواہی کافی ہے ہمکو اس امر کی خبر نہ تھی کہ تم ہماری پرستش کرتے ہو **ف** ان دونون آیتون مین دو امر قابل حل ہین اول شرکا سے کون مراد ہین کیہ چونکہ مقام الزام وتوہین ہے اصنام وجن وشیاطین وغیرہ مراد ہین **ف** یہ عموم لفظ اس تخصیص کو قبول کرتا ہے نہ توہین وتذلیل سے شرکا کو تعلق ہے جبکہ وہ انکار کر رہے ہین بلکہ دوسرے مقامات مین ملائکہ وانبیا سے بھی ایسی باز پرس مذکور ہے اور اونکے عذر منقول۔ دوم اگر یہ شرکا شیاطین وبت وغیرہ ہین تو اونکی دونون باتین کہ تمنے ہماری پرستش نہین کی اور ہمکو اس عبادت کی خبر نہ تھی جھوٹی ہون یہ بھی قابل التفات نہین ہان اگر ملائکہ وانبیا وصلحا بھی داخل ہین تو یہ کذب قابل نظر ہے اور جواب یہ ہے کہ تمنے ہمارے حکم ورضا سے ایسا نہین کیا کہ تمھاری بندگی ہماری طرف منسوب ہوتی تو گویا نہ یہ عبادت ہماری ہوئی نہ ہمنے اسے جانا تمھاری پرستش ہماری حقیقت وذات کے اعتبار سے نہ تھی بلکہ باعتبار شان الوہیت یا حق شفاعت وعلم حاضر وقدرت غالب تھی اور وہ محض افترا وکذب تھا پس یہ تمام امور اوسی وصف فرضی کی طرف منسوب ہوئے ہمسے کیا اور اسی طرف تکرار ایا نا یعنے خاص ہمکو مشیر ہے پس عبادت سے مراد عبادت ذات اور غفلت سے مراد بے پروائی وبے تعلقی وعدم رضا۔ نکتہ اس تقریر مین دو فائدے ہین ۱ یہ کہ اے مشرکو دیکھا اپنے معبودون کا حال تمسے نفرت ہے اور غفلت ۲ اسقدر تنبیہ ہے کہ جو حضرات بوجہ پوجے جاتے ہین اُن پر نا کردہ خطا کا بار جواب ہے، وائے بر حال اُس کے جو اس سے راضی ہو جیسا کہ ہمارے زمانے کے بعض مشایخ صورت اور علماے دنیا پرست

هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّاۤ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

وہان پاوے گا ہر نفس جو کر چکا اور پھیرے جاوینگے طرف اللہ کی کہ مالک ہے اونکا سچا اور گم ہوا اونسے جو تہمت باندھتے

یعنے اسوقت جسنے جو کیا ہے اُسکا بدلا پائیگا اور اللہ تعالی کے حضور مین پھیرے جائینگے کہ وہی اُن سبکا سچا مالک ہے جو کچھ دنیا مین دل سے گڑھتے یا سُنے سُنائے پر اعتماد کرتے تھے وہ سب بھول جائینگے معالم بیان ہوئی مراد مالک واقعی ہے اور اس حکم مین کافر مومن سب داخل ہین اور جہان فرمایا کہ کافرونکا کوئی مولا نہین وہان ناصر ومددگار کے معنے ہین اور یہ مخصوص ہے مومنین کے لیے ربط بعد بیان سوء انجام وفضائح کفار پھر ایک زبردست دلیل عجیب

تقریر سے انکو حق پسندی کی طرف توجہ دلائی۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ

کہیے کون رزق دیتا ہے تمکو آسمان اور زمین سے آیا کون مالک ہے سماعت اور بصارت کا اور کون نکالتا ہے زندہ مردہ سے

وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

اور نکالتا ہے مردہ زندہ سے اور کون انجام دیتا ہے کاموں کو پھر کہینگے اللہ پھر کہیے کیا نہیں ڈرتے

آپ اے رسول کریم پوچھیے کہ کون آسمان سے رزق دیتا ہے (بذریعہ باران وحرارت و برودت وتبدیل موسم کے) اور زمین سے (بواسطۂ نباتات واثمار وحیوانات کے) کون تمہارے کان آنکھ کا مالک ہے (چاہے دے چاہے چھین لے) کون زندہ مردے سے نکالتا ہے (یعنے انڈے سے بچہ۔ نطفہ سے حیوان تخم سے درخت۔ زمین سے سبزہ۔ معدوم سے موجود) اور مردہ زندے سے (یعنی میت ومعدوم کرتا ہے درخت سبز خشک کر ڈالتا ہے) کون تمام امور کا انجام دینے والا خالق وحاکم ہے اسکے جواب میں کہینگے کہ اللہ ہے۔ پھر اب کہیے ایسے رب رحیم۔ قادر۔ زبردست۔ حکیم سے بھی نہیں ڈرتے

فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ښ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝

پس یہی اللہ رب ہے تمہارا سچا پھر کیا ہے بعد حق کے مگر گمراہی پھر کہاں پھرے جاتے ہو

جسمیں ایسے صفات جلیلہ ہوں وہ تمہارا سچا اللہ اور پروردگار ہے اور ثبوت حق کے بعد اب کیا باقی رہا مگر باطل وضلالت تو حق چھوڑ کر کدہر جاتے ہو ف یہ عجیب وغریب استدلال ہے پہلے وہ صفات بیان کیے جنکے بدون ربوبیت قائم ہی نہو سکے پھر ایکبار کہدیا جسمیں یہ اوصاف ہوں وہی اللہ ہے اب اگر کہو کہ یہ صفات ضرورت ربوبیت سے نہیں تو حمق ثابت ہوا اگر کسی فرد معین میں قرار دو تو دعوی باطل اور دیوانگی ہے ناچار ہو کر یہی کہنا پڑیگا کہ ایسی کوئی ذات ضرور ہے پھر اوسی کا نام اللہ اور رب ہے اب بتاؤ کیا عذر وموقع انکار رہا اسپر بھی ادہر اودہر نظر کرو اور وحدانیت کے قائل نہو تو۔

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

ایسے ہی ثابت ہوگیے کلمے تیرے رب کے اوپر جو نافرمان ہوئے بیشک وہ نہیں ایمان لائینگے۔

کبیر جسطرح ہماری وحدانیت وربوبیت ثابت ہوگئی یا جس طرح بعد حق کے ضلال اور بعد دلائل کے انکار کا حمق ہونا ثابت ہوا ایسی ہی تیرے رب کے کلمات یعنی تخویف عذاب ثابت وحق ہے اوپر جو نافرمان ہیں اور وہ ایمان نہ لائینگے وہم فسق وکفر سے نفی ایمان اگر مسلم ہے تو ارسال رسل عبث ہے دفع مراد اس سے فسق تقدیری وکفر دائمی ہے جسکی نسبت جابجا ارشاد ہوا آنکھ کان دل ہیں مگر بیسود ربط اسکے بعد دوسری دلیل کی طرف متوجہ کیا کہ اپنے اثر نہ کیا ہو تو وہ سہی۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝

کہیے کیا ہے کوئی تمہارے شریکوں سے جو ابتدا کرے خلق کی پھر پھیر لے اوسے کہدیجیے اللہ پیدا کرتا ہے خلق کو پھر اعادہ کریگا اوسکا پھر کہاں سے پلٹا جاتے ہو

(یہ دوسری دلیل ہے) اب کہیے کیا تمہارے شرکا سے یعنی جنکی بندگی اللہ تعالی کے ساتھ یا اسکے
علاوہ کرتے ہو کوئی ایسا ہے جو مخلوق کو بنائے پھر مار کر جلا سے آپ خود بتا دیجیے کہ اللہ ایسا ہے
کہ پیدا کرتا ہے پھر مار کر جلا سے گا پس کہ سر پھرے جاتے ہو ادھر آؤ ف اس مرتبہ یہ نفرمایا کہ
وہ اقرار کرینگے اسلیے کہ کفار مخاطب معاد کے منکر تھے ۱۲ ابتدا آپیدا کرنا افک افترا- پھرنا- اور پھیرنا

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ ۚ قُلِ اللَّهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ ۗ أَفَمَنْ يَهْدِي

کہیے کیا ہے کوئی شریکوں سے تمہارے وہ کہ رہنمائی کرے طرف حق کے کہدیجیے اللہ رہنمائی کرتا ہے واسطے حق کے کیا پھر جو رہنمائی کرتا ہو

إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لَا يَهِدِّي إِلَّا أَنْ يُهْدَىٰ ۖ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ

طرف حق کے مستحق تر ہے کہ پیروی کیجائے یا وہ کہ نہ راہ پا سکے مگر یہ کہ راہ دکھایا جاے پس کیا ہے تم کو کیسا حکم کرتے ہو

(یہ تیسری دلیل ہے) آپ کہیے تمہارے معبودون سے کوئی ایسا بھی ہے کہ حق کی طرف رہنمائی
کر سکے چونکہ اسکا بھی انکار ممکن نہ تھا فرمایا آپ ہی کہدیجیے کہ اللہ ہی رہنماے حق ہے اور جب یہ مسلم
ہو گیا تو پوچھیے کہ جو حق کی طرف رہنما ہو وہ پیروی اور اطاعت کا مستحق ہے یا جو خود ہی راہ نپاتا ہو مگر
جب کوئی اُسے راہ بتائے پھر اے منکرو تمکو کیا ہو گیا ہے یہ کیا کر رہے ہو کیسا فیصلہ کرتے ہو کہ اللہ کا ساجھی بناتے ہو

وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا ۚ إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ (۳۶)

اور نہیں پیروی کرتے ان اکثر اونکے مگر ظن کی بیشک ظن نہیں بے پروا کرتا حق سے کچھ بیشک اللہ جانتا ہے اوسکا کہ کرتے ہیں

یہ لوگ صرف وہم و گمان ہی کی پیروی کرتے ہین کوئی حجت و دلیل نہین اور حال یہ ہے کہ صرف گمان امر حق و ثابت کے
مقابلے مین کچھ فائدہ نہین دیتا اور اللہ تعالی اُنکے تمام اعمال جانتا ہے ف واضح رہے کہ جب آدمی کو کسی شے کا تصور حاصل
ہوتا ہے اور اُسکا ہونا نہونے کی نسبت ضعیف ہے تو وہم ہے اور دونون دلیلین برابر ہین تو شک ہے اور ہونے کی
دلیل نہونے سے قوی تر ہے تو ظن ہے اور نہونیکا گمان و وہم بھی نہو تو یقین ہے. اور یہ تقسیم اصطلاح علوم مین معتبر ہے
قرآن مین کبھی ظن بمعنی یقین آیا ہے جیسا کہ ابھی گزرا وظنوا صفحہ (۳۱۹) مین اور کبھی بمعنی وہم و شک اور یہان یہی
مراد ہے بقرینہ مقابلہ حق بس یہ وہم کہ قیاس ظنی ہے اور ظن غیر معتبر پس قیاس حجت شرعی ہین معدوم ہو گیا اسلیے
کہ قیاس کا ظن ہونا بمعنے اصطلاحی ہے اور ایسا ظن مدار نظام عالم و اجزاے معاملات ہے نہ یہ کلیہ کہ احتمال سے
استدلال باطل ہوجاتی ہے احکام یقینیہ و دعاوی ضروریہ مین معتبر ہے اسلیے کہ یقین و ضرورت کے لیے شرط ہے کہ دوسری
طرف کا وہم بھی نہ رہے ف آیت استنباط مسائل فقہی و عمل و دلائل مین اصل کبیر ہے یقین شک سے زائل نہین ہو سکتا
ہے قیاس بمقابلہ نص معتبر نہین ہے اخبار آحاد سے اطلاق قرآنی کی تقیید اور زیادت جائز نہین ہے وہ دلایل جو
ثبوت یا دلالت مین ظنی ہون قطعی کے معارض و مقابل نہ ہو سکینگے تفصیل اسکی علم اصول مین ہے چونکہ تقادیات

امر ثابت وحق سے تعلق ہین انمین دلائل ظنیہ کافی نہین ہے مسائل فقہیہ مین اختلاف اجتہادی معتبر ہے اسلیے کہ اجتہاد وظن سے اور یہان ظن مفید اور مسائل اعتقادیہ مین تاویل واختلاف ممنوع اسلیے کہ اسکا مدار یقین پر ہے بس فرق ضالہ مثل روافض وخوارج ونواصب کے دائرۂ اہل حق سے خارج ہوگئے ہیں یہ بھی سمجھا گیا کہ جب کوئی دلیل قطعی موجود نہ ہو دلائل ظنیہ پر عمل ممتنع نہین اسلیے کہ عدم کفایت ظن بمقابل حق مذکور ہے نہ مطلقاً

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ

اور نہین ہے قرآن کہ بنایا جائے غیر اللہ سے اور لیکن سچی کرتا ہے اوسکا جو سامنے اوسکے ہے اور بیان ہے کتاب کا

یہ قرآن ایسا نہین ہے کہ غیر خدا سے | لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ | بن سکے ہان جو اسکے آگے کتب آسمانی ہین
انکی تصدیق کرتا ہے اور تفصیل ہے احکام | کہ نہین شک اوسمین طرف سے پروردگار عالم کے | مکتوبہ کی اسمین کسی قسم کا شبہہ نہین ہے

پروردگار عالم کا اوتارا ہوا ہے **کتاب** سے بعض مفسرین کے نزدیک مراد مکتوب یعنی فرائض وواجبات ومحرمات مکتوبہ یا لوح محفوظ اسلیے کہ جنس کتاب وہی ہے یا ہر کتاب آسمانی اسلیے کہ خلاصہ علوم وتفسیر احکام وحقائق توحید واصول حقہ اسمین موجود ہین **ف** آتین پانچ نسبتین قرآن کی مذکور ہوئین ہے ممکن ہی نہین کہ دوسرے سے بن سکے گو یہ دعوے باقرار منافق ومشرک ہر دو متوارث مسلم ہے تاہم فصاحت کلام وصداقت اخبار واستحکام کلیات وعدم اختلاف اسمین اسی سبب کا مؤید امتحان اشبہ ہے با مصاحب ذوق سلیم جان سکتا ہے کہ ایسے پر اثر مفصل ومختصر سہل ودشوار عبارت ومکلف یہ اخبار غیب یہ دلائل مقبول کسی بشر سے نہ ظاہر ہو سکے نہ اب ممکن ہین ہے اگلی کتابون کا مصدق ہے ہے احکام الٰہی کا بیان کرنے والا ہے یہ یقینی ہے اسمین شبہہ وشک نہین ہے اللہ کی طرف سے ہے بشر کا کلام نہین۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

کیا کہتے ہین کہ افترا کیا اوسے کہدے پس لاؤ کوئی سورت مثل اوسکے اور بلا لو جسے بلا سکو تم سواے اللہ کے اگر ہو تم سچے

اگر اب بھی کچھ تردد باقی ہے اور کہتے ہین کہ قرآن بطور افترا بنا لیا ہے تو آپ کہدیجیے کوئی ایک سورت ہی اسکی سی بنا لاؤ اور تم اکیلے نہین بلکہ خدا کے سوا جسے چاہو بلا سکو اگر سچے ہو بعد بیان اوصاف ودعوی حقانیت عام اشتہار دیدیا کہ اگر کوئی شک ہے تو تم بلکہ تمام عالم ایک سورت تو بنا لائین **ف** ظاہر ہے کہ یہ اور مثل اسکے اور بھی آیتین باواز بلند منکرون کو سنائی جاتی تھین اگر کچھ بھی اونمین دم ہوتا جواب دیتے پھر جب پیشوایان کفر وائمہ انکار سے سکوت کے سوا اور کچھ نہ ہو سکا تو ان نوخیزون کی کون سنتا ہے اور حقانیت قرآن پر یہ دلیل مسکت ودعوی مسلم ہے وہم اس دعوی کا حاصل تو یہی ہے کہ قرآن کا مثل نہین ہو سکتا تو اگر کسی شی کا بے مثل وبے نظیر ہونا منزل من اللہ اور واجب التصدیق وواجب الاطاعت ہونے کے لیے دلیل کافی ہو تو ایسے اہل کمال اور بھی پائے جا سکتے ہین جنکے کمال کا نظیر پایا نہین گیا تو کیا ایسے لوگ دعوی کرنے سے پیغمبر مان لیے جائینگے دفع کمال ہو دو حالت

خالی نہین خواہ امور فانیہ سے ہو جیسے علم منطق ہیئت نحو وصرف وغیرہا تو اسکی نسبت ایسا دعوی بے محل ہو اور اگر امور آخرت
باقیہ سے ہو جیسے زہد تقوی۔ تعبد یا طریق خداپرستی تو انکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ یہ امور ماخوذ و مستفاد ہون کسی دین قدیم
سے تو بیشک یہ سب اوس دین کی حقانیت پر دلیل ہونگے اور اگر غیر ماخوذ ہون اور کرے وہ صاحب کمال دعوی نبوت
اور نہ پایا جاے اسکا برابر یا افضل تو بیشک دلیل ہوگی کہ یہ امر تعلیم الٓہی ہے لیکن نہین پایا گیا اور نہین پایا جا سکتا ایسا کوئی
فرد مفروض بجز دین اسلام کے اور یہ ایسا دعوی ہے جسکے ثابت کرنے کیلیے علماے اسلام ہمیشہ اور ہر وقت تیار ہین۔

بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ

بلکہ جھٹلایا اوسے کہ نہ گھیرا اونکے علم کو اور نہ آئی اونکے پاس تاویل اوسکی ایسا ہی جھٹلایا اونھون نے جو پہلے تھے اونسے پس دیکھ کیونکر

كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ۝ وَمِنْهُمْ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهِ ۚ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِينَ ۝

ع

ہوا انجام کار ظالمون کا اور اونمین سے وہ ہے کہ ایمان لایا ہے اوپر اور اونمین وہ ہے کہ نہ ایمان لایا ہے اوپر اور رب تیرا دانا تر ہے مفسدین کا

بلکہ جسے نہین سمجھے اور جہانتک انکی فہم ناقص نہین پہونچی اور تاویل وبیان اسکا نہین حاصل ہوا اُسے جھٹلاتے ہین
ایسا ہی اُنھون نے بھی جھٹلایا جو انسے پہلے گزر گئے پھر آپ دیکھیے کہ ظالمونکا انجام کار کیونکر ہوا انمین بعض وہ ہین جو آپ پر ایمان
لاتے ہین اور وہ بھی ہین جو ایمان نہین لاتے اور تیرا رب مفسدین کو خوب جانتا ہے **معالم** تاویل سے مراد وعدہ قرآنی ہے
اور عذاب کفر و انکار **وہم** جب کفار کی لاعلمی مسلم ہے تو عدم تصدیق کا الزام نازیبا **دفع** شرط وجوب تصدیق علم من وجہ ہے
نہ علم من کل وجہ اور منتفی علم من کل وجہ ہے جیسا کہ لم یحیطوا سے واضح ہے پس ایمان بالغیب واجب اور الزام ثابت

وَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ لِي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۖ أَنْتُمْ بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ ۝

اور اگر جھٹلاوین تم کو تو کہدیجیے میرے لیے عمل میرا ہے اور تمھارے لیے عمل تمھارا تم بری ہو اوس سے کہ کرتا ہون مین اور مین بیزار ہون اوس سے جو تم کرتے ہو

اگر آپکو یہ لوگ جھٹلائین تو کہدیجیے کہ تمھارے لیے اعمال ہین اور ہمارے لیے ہمارے افعال تم ہمارے طریق سے منکر ہم تمھاری راہ و
رسم سے بیزار ہین **ف** اگر مراد یہ ہے کہ ایک کو دوسرے سے تعارض و تعلق نہین تو یہ آیت حکم جہاد سے منسوخ ہے اور یہ بیان واقعہ سمجھا جا
اسلیے کہ نہ ایک کے گناہ دوسرے پر پڑ سکتے ہین اور نہ کفر و اسلام مین اتفاق ممکن ہے تو نہ جہاد کی ممانعت ہے نہ ضرورت نسخ۔

وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ ۚ أَفَأَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوا لَا يَعْقِلُونَ ۝ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْظُرُ

اور بعض اونمین سے وہ ہین کہ کان لگاتے ہین طرف تیرے کیا تو سنا دیگا بہرون کو اور اگرچہ ہون نہ سمجھتے اور اونمین سے وہ ہے کہ دیکھتا ہے

إِلَيْكَ ۚ أَفَأَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوا لَا يُبْصِرُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا

طرف تیرے کیا تو رہنمائی کریگا اندھون کی اگرچہ ہون نہ دیکھتے بیشک اللہ نہین ظلم کرتا آدمیون پر کچھ

بعض کافر وہ ہین جو آپکی طرف کان لگاتے مگر ایسا نہین آپ امید نہ لگائین کہ آخر	وَلَٰكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ لیکن آدمی اپنی جانون پر ظلم کرتے ہین	ہین کوئی جانے کہ سنتے ہین اور سمجھ کر حق مانتے یہ سنکر ایمان لائینگے اس کا صدمہ اٹھائین یہ سماعت</td>

بھی نہین رکھتے تو آپ کیا بہری کو سُنا دینگے اور وہ بہرا جو سمجھ بوجھ بھی نہ رکھتا ہو کہ اظہار ہی کھلے اور بعض وہ ہین جو آپکی طرف ٹکٹکی لگائے ہین کیا آپ اندھونکو راہ راست دکھا دینگے اگرچہ انکو بصیرت قلب نہ ہو کہ اسکی ہدایت اور ادراک و تعقل کر سکین رچونکہ بہرے اور اندھے فہم سریع اور عقل وسیع کے ذریعے سے کام نکالا کرتے ہین اور غالباً انہین یہ قوتین اللہ تعالی زیادہ عنایت فرماتا ہے لہذا اسکی بھی نفی کی کہ کفار مین اسکی بھی صلاحیت نہین) بیشک اللہ تعالی آدمیو نپر ظلم نہین کرتا بلکہ یہ لوگ خود ہی اپنی جانونپر ظلم کرتے ہین **یبصرون** کہا مفسرین نے یہان مراد بصیرت قلب و معرفت عقل ہے **انفسہم** اسکی تقدیم سے حصر کا فائدہ نکالیئے یعنی ظلم اُنکا خاص ہے اُنہین کے لیے دوسرون پر اسکا اثر نہ پڑیگا **ف** گو یہ آیتین مکے مین اُتری ہین اور کفار کی شان مین ہین مگر نہایت مناسب ہوتا اگر یون کہا جائے کہ آیۂ اولی مین مومنین و کافرین کا ذکر کیا اسمین منافقین کی طرف اشارہ ہوا کہ بظاہر آنکھ کان لگائے ہین مگر دل سے دور اب اُنپر وہی عذاب جو کفار پر ہو کوئی ظلم نہین

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَنْ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ ۚ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ

اور جس دن جمع کریگا انکو گویا نہ ٹھہرے تھے مگر ایک گھڑی دن سے پہچانینگے آپسمین بیشک ٹوٹا پایا انھون نے

اور جب قیامت مین اللہ آدمیونکو اُٹھائیگا تو یہ تمام عمر دراز و مدت طویل دنیا کی ایسی معلوم ہوگی **كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ○** کہ جھٹلایا ملنے کو اللہ کے اور نہ تھے راہ پانے والے گویا ایک گھڑی بھر رہے تھے جیسے خواب کی حالت۔ ایک دوسرے کو پہچان لینگے کہا صاحب معالم نے کہ قبر سے اُٹھکر پہچانینگے پھر جب ہول محشر و قیامت دیکھینگے ہوش گم ہو جائینگے اور کہا بعض نے کمال ہیبت و ہول سے مجال تکلم نہوگی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ بیشک وہ لوگ حضوری حق سبحانہ تعالی اور حشر و نشر کی تکذیب کرتے تھے اور راہ راست پر نتھے بڑے گھاٹے مین پڑے

وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللَّهُ

اور خواہ دکھادین ہم تجھے کچھ اوسکا کہ وعدہ کرتے ہین ہم اونسے یا وفات دین ہم تجھے پس ہماری طرف بازگشت اونکی ہے پھر اللہ

بعد شرارت کفار بغرض تسکین قلب حضرت سید المرسلین ارشاد فرمایا اے نبی حبیب خواہ ہم ان عذابون **شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ ○** گواہ ہے اوسپر جو وہ کرتے ہین سے جنکا کفار کو خوف دلایا ہے کوئی عذاب دنیا مین نازل کرین اور آپ بھی دیکھ لین اور خواہ آپ کو وفات دین اور آپ کو اونکی خرابی نہ دکھائین دونون حالون مین اُن سب کو ہمارے ہی حضور مین آنا ہے اور ہم اونکے کامون کی جزا و سزا سے خوب واقف ہین نہ عذاب دنیاوی اونھین آخرت مین موجب تخفیف ہوگا اور نہ نجات دنیاوی علامت بریت **ف** معلوم ہوا کہ کفار کو دنیا مین سزا ملنا لازم نہین۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○

اور واسطے ہر امت کے ایک رسول ہے پھر جب آگیا رسول انکا فیصلہ کیا گیا اونمین انصاف سے اور وہ نہ ظلم کیے جاینگے

اے نبی کریم ہر اُمت کے لیے ایک پیغمبر ہے پھر جب اُنکا پیغمبر آگیا اُنمین فیصلۂ حق کر دیا جاتا ہے اور یہ سب انصاف سے ہوتا ہے اُنپر یعنے کفار پر ظلم نہین ہوتا کہ سزا جرم سے زیادہ ملے یا انبیا پر ظلم نہین ہوتا کہ اُنکی سعی رائگان یا ثواب کم یا مخالف سرسبز ہون بس یہ اُمت بھی درصورت خلاف ورزی اُسی سزا کی منتظر رہے **ف** رسول ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ ہر امت کا پیغمبر اُنمین موجود بھی ہوا اسلیے کہ اکثر زمانہ یا ملک انبیا سے خالی بھی رہا بلکہ یہ ضرور تھا کہ ہر وقت اور ہر امت مین ایک پیغمبر کی تصدیق واتباع لازم کی گئی تھی دوما نین اور جانین یا نہ اور یہ ہوسکتا ہے کہ ہنگامۂ محشر مراد ہو کہ وہان ہر اُمت کا فیصلہ اُسکے پیغمبر کے الزام کے بعد ہو گا۔

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا

اور کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ اگر ہو تم سچے کہہ مجھے نہین مالک ہون اپنی ذات کا ضرر میں اور نہ نفع میں مگر

مَا شَاءَ اللَّهُ ۗ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۚ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝

جو چاہا ہو اللہ واسطے ہر اُمت کے ایک مدت ہے جب آگئی مدت اون کی نہ دیر کرینگے ایک دم اور نہ جلدی کرینگے

آپ سے کہتے ہین کہ یہ وعدۂ عذاب کب ہے اگر آپ سچے ہین تو بتائین آپ جواب دیجیے مین تو اپنی جان کا بھی مالک نہین ہون نفع ہو یا ضرر ہان جسقدر اللہ چاہے (پھر تمہیر اختیار کہان سے آیا ہان) ہر اُمت کے لیے ایک وقت معین ہے جب وقت آجاتا ہے پھر نہ کوئی دیر کرسکتا ہے اور نہ مدت سے پہلے کچھ ہوتا ممکن ہے اسکی تفسیر سابق مین گذر گئی ربط کفار کے بیجا سوال کا جواب باصواب دیا گیا کہ تم پوچھنے والے کون اور مجھے وعدے کا اور عذاب لانے کا کیا حق وہ شاہنشاہ قادر ہے جب چاہے عذاب کرے ہان اسقدر ضرور ہے کہ وہان ہر امر کے لیے وقت معین ہین اُنمین تقدیم تاخیر نہین ہوتی بعد ازان تخویف وتہدید شروع کی کہ یہ تمام قیل وقال بیجا ہے۔

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ ۝

کہہ دیجیے بتاؤ تم اگر آجاے تمپر عذاب خدا رات کو یا دن کو کس چیز کی جلدی کرتے ہین اوس کی گنہگار

کہہ دیجیے تم یہ تو بتاؤ اگر تمپر عذاب الٰہی دفعۃً رات کو آجاے یا دن کو (تو کوئی صورت بچاؤ کی سمجھے ہو) یہ قوم مجرم اللہ تعالےٰ سے کس چیز کی جلدی کر رہے ہین اور ان کا اُس مین کیا فائدہ ہے **ف نکتہ** آیت اشارہ کرتی ہے کہ انسان توبہ معاصی اور ندامت اور راغب فعل خیر مین ایک دم کا توقف نہ کرے اس لیے کہ عذاب کے لیے کوئی علامت اور مہلت شرط نہین تو ضرور ہے کہ گناہ ہوتے ہی معاً جسقدر جلد ممکن ہو توبہ کرے۔

أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنتُم بِهِ ۚ آلْآنَ وَقَدْ كُنتُم بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ۝ ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ

کیا پھر جب واقع ہوا (عذاب) ایمان لاؤ گے تم اُسپر اب اور تحقیق تھے تم ساتھ اوسکے جلدی کرتے پھر کہا جائیگا واسطے اونکے جو ظلم کرتے تھے چکھو عذاب ہمیشگی

کیا جب عذاب آجائیگا تب ایمان | هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝ | لاؤگے اب یعنی بوقت عذاب ایمان
لانے سے فائدہ ہی کیا ہوگا اور تم | نہ بدلا دیے جاؤ گے مگر جو کہ تھے تم کماتے | اس سے پہلے اسی عذاب کی جلدی

کرتے تھے بعد عذاب کہا جائیگا اے ظالمو عذاب دائم چکھو اور تمکو اوسی کی سزا دی گئی ہے جو تم کرتے تھے خلاصہ
نیا تی سنت مسئلہ ایمان یاس جب ملائکہ عذاب آجاتے ہیں اور دم نکلنے لگے مقبول نہیں نکتہ آیت اشارہ کر رہی ہے
دوست تک اسی عمل کی ... واقع نہ ہو ندامت و توبہ مفید ہے اور جب بلا آگئی اب ندامت کا فائدہ نہیں
ہوگا ... ہو۔ ارشاد کہ عذاب خلد چکھو عذاب اخروی کے لیے مخصوص ہے دنیا اور اوسکے
تمام ... کفار کے عذاب پر دنیا میں بھی یہ صادق آتا ہے اسلیے کہ جو بھی مومن پر دنیا میں آتی ہے
موت ... ہے اور کافر کو مرنے پر بھی عذاب ہی کا سامنا ہے کیفیت بدل جاتی ہے نہ عذاب

وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِیْ وَرَبِّیْۤ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؕ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ۝
اور ... آپ سے پوچھتے ہیں کیا یہ حق ہے ... ہاں قسم ہے پروردگار کی بیشک وہ حق ہے اور نہیں تم عاجز کرنے والے

اور آپ سے پوچھتے ہیں کیا یہ تمام چیزیں سچ ہیں آپ جواب دیجیے قسم لیجیے پروردگار کی یہ حق ہے اور
تم اللہ سے بھاگ کر چھپ اور بچ نہیں سکتے

وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِی الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا
اور اگر ہو تو ہر جان کے جسنے ظلم کیا وہ جو زمین میں ہے البتہ فدیہ کرتا اس سے اور چھپائی ندامت جب دیکھا

اور اگر ہو تاہر ... | الْعَذَابَ ۚ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝ | مجرم کے لیے
وہ مال جو تمام زمین | عذاب اور حکم کیا گیا انمیں انصاف سے اور وہ نہ ظلم کیے جائیں گے | میں ہے تو فدیہ

کر دیتا دیتے اپنی عوض ... مال ... جان دیتا تھا جسنے خدا سے چھڑایا۔ دینا قبول کرتا یہ بیان ہے
... بیبائی شرمندگی جبکہ دیکھا عذاب اور انمیں فیصلہ انصاف سے
کیا گیا اور وہ ... کے۔ اَسَرُّوْا بمعنے خفا و اظہار دونوں طرح آیا ہے۔ یعنے شرم مخلوق
وخوف طعنہ ... سب ... گئے یا کمال بیتابی سے ان کی ندامت ظاہر ہو جائے گی۔

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝
وہ ہو بیشک واسطے اللہ کے جو کہ ... آسمانوں میں ہے اور زمین میں آگاہ ہو بیشک وعدہ اللہ کا حق ہے مگر اکثر اونکے نہیں جانتے

جو کچھ آسمان زمین میں ہو انمیں | هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ | ہیں سب اللہ کی مملوک ہے
اور اللہ کا وعدہ ... ہے بعد | وہی ... جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اوسیکی طرف رجوع کروگے | مرنے کے جینا اور قیامت کا

حساب وجزا و سزا حق ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں اور وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کی طرف رجوع کروگے

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى

اے آدمیو بتحقیق آگئی تمھارے پاس نصیحت تمھارے رب کی طرف سے اور شفا اوسکی جو سینون مین ہے اور ہدایت

اے آدمیو تمھارے پاس آگئی پروردگار کی طرف سے نصیحت اور شفاے سینہ اور ہدایت وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ اور رحمت واسطے مومنون کے اور رحمت ایمان والون کے لیے

اور مراد شفا سے نور ایمان و شروع عرفان یا کفر و نفاق و اخلاق ذمیمہ کا دفعیہ پس یہ سب صفتین قرآن کی ہین یا پیغمبر حبیب رحمان کی بخدا کہ کریم آپ شفاے قلوب ہین اور حیات روح - آپ نصیحت مفید ہین اور چراغ ہدایت و نور آپ مجسم رحمت ہین آپ ایمان و ہدایت ہین

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ۝

کہدیجیے فضل سے اللہ کے اور رحمت سے اوس کی پس اسکے ساتھ چاہیے کہ خوش ہو وہ بہتر ہے اس سے کہ جمع کرتے ہین وہ

آپ کہیے کہ (یہ سب) اللہ کے فضل اور رحمت سے ہے پس اسپر فرحناک اور مسرور ہون یہ بہتر ہے اون تمام چیزون سے جو دنیا مین جمع کرتے ہین یعنی یہ قرآن یا ہی جمل ان کے فضل و رحمت سے ہمین عطا ہوا اور ہم اوسکے اہل قرار پائے تو ایسی نعمت خدا دید چاہیے کہ مومنین خوش ہون اور دنیا کی تمام چیزون سے بہتر ہے نعمت قرآن ... جنت بھی رحمن انھین دو پر خوش اور مسرور رہین اہل ایمان

قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ

کہدیجیے کیا دیکھا تم نے جو اوتارا اللہ نے تم پر رزق پھر بنا لیا تم نے اوس کو حرام اور حلال کہدیجیے

آپ ان سے پوچھیے کہ جو رزق ثمرات و حیوانات سے اللہ تعالی نے تمکو عطا فرمایا کیا اسے تم نے دیکھا اور سمجھے پھر تم نے بعض کو آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝ کیا اللہ نے حکم دیا تمکو یا اللہ پر افترا کرتے ہو اوسمین سے حرام ٹھہرایا اور بعض کو حلال آپ کہدیجیے کیا اللہ نے تمکو اسکی اجازت دی یا تم اللہ پر افترا باندھتے ہو اسکی توضیح تفسیر آیۂ بحیرہ وغیرہ مین گزر گئی مسئلہ حلت و حرمت امر شرعی ہے عقل کو اسمین دخل نہین

وَمَا ظَنُّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى

اور کیا گمان کیا انھون نے جو افترا کرتے ہین اللہ پر جھوٹھ دن قیامت کے بیشک اللہ صاحب فضل ہے

جو لوگ اللہ تعالی پر افترا کرتے ہین اور جھوٹی تہمت لگاتے ہین وہ روز قیامت اپنے لیے کیا سمجھے ہوئے ہین کیا وہ چھوڑ دیے جائینگے کیا وہ اس گستاخی کی النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَشْكُرُوْنَ ۝ ع آدمیون پر مگر اکثر اونکے نہین شکر کرتے سزا نہ پائینگے بتحقیق اللہ تعالی فضل والا ہے آدمیون پر مگر بہت آدمی تو ناشکرے ہین انھین اس تفضل و ترحم سے کیا فائدہ اور کیا امید رابطہ بعد ان تمام دلائل کے بغرض تسکین نبی محبوب و تنبیہ کفار غافل اپنے علم وسیع کا ذکر فرمایا

ع ٦

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا

اور نہیں تو کسی شان مین اور نہین پڑھتا کتاب کو بلحہ قرآن اور نہین کرتے تم کوئی کام مگر ہوتے ہین ہم

عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ۚ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي

تمپر شاہد جب دراآتے ہو تم اوسمین اور نہیں دور ہوتا رب سے تیرے برابر کسی ذرے کے

الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۝

زمین مین اور نہ آسمانون مین اور نہ چھوٹا اس سے اور نہ بڑا مگر ہے کتاب ظاہر مین

اور آپ اے نبی کریم کسی احوال مین نہین ہوتے اور نہ کوئی آیت قرآن کی پڑھتے ہین اور نہ تم اے آدمیو کوئی کام کرتے ہو مگر اللہ تعالیٰ تمپر شاہد وحاضر ہوتا ہے جب تم اُس کام مین ہوتے ہو اور علم الٰہی سے کوئی چیز ذرے کے برابر بھی غائب نہین ہوتی زمین مین ہو یا آسمان مین یا ذرے سے چھوٹی یا بڑی ہو مگر سب کے سب کتاب واضح مین موجود ہے۔ یعنی نہ آپکا حال نہ کسی بشر کے افعال بلکہ کوئی شئے زمین مین ہو یا آسمان مین خرد ہو یا بزرگ علم الٰہی سے غائب ہے اور نہ کتاب یعنی لوح محفوظ سے خارج **شان** بمعنی احوال **منہ** یعنی من قرآن چونکہ قرآن تمام کتاب کو بھی کہتے ہین اور ایک آیت کو بھی لہذا یہ کہنا صحیح ہے کہ قرآن سے قرآن پڑھا یعنی کامل سے کوئی ٹکڑا **یعزب** عزب بمعنے دور شدن مراد غائب ہونا **کتاب مبین** لوح محفوظ جسمین تمام امور مذکورہ مرقوم ہین **ف** چونکہ کفار کا بڑا شبہہ آپکی رسالت مین بعد ازان قرآن کی تصدیق مین تھا لہذا آپ کے تمام حرکات وسکنات اور مخصوص تلاوت قرآن کا ذکر فرما کر کہا کہ ہمسے مخفی نہین بعد ازان فرمایا کہ تمھارے احوال ذرہ ذرہ ہم جانتے ہین تو اس تعصب اور ہٹ دھرمی سے فائدہ دل مین قائل اور زبان سے منکر۔ پھر آیت مین کئی فائدے ہین **مسئلہ** اللہ تعالیٰ تمام ذات وصفات جواہر واعراض کا عالم ہے کلی ہون یا جزئی **مسئلہ** جملہ حوادث کا علم ازل سے بھی ہے اور بوقت حدوث یعنی ازل سے جانتا ہے کہ زید سے فلان فلان حرکات وسکنات صادر ہونگے جیساکہ (فی کتٰب مبین) سے واضح ہے اور جب وہ امر ہونے لگتے ہین جانتا ہے جیساکہ (اِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ) سے ظاہر ہے

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝

آگاہ ہو بیشک اولیاء اللہ نہ خوف ہے اونپر اور نہ وہ غمناک ہونگے وہ کہ ایمان لائے اور ہین پرہیزگار

لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ

اونکے لیے بشارت ہے زندگی دنیاوی مین اور آخرت مین نہین بدلتا ہی واسطے کلمات الٰہی کے یہ

خبردار ہو جاؤ کہ اللہ کے دوستونکو نہ آنے والے تہلکات کا خوف ہے اور نہ چھوٹنے والی چیزونکا رنج جو ایمان لائے اور پرہیزگار ہین	هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ وہی کامیابی ہے بڑی	انکے لیے دنیا مین فتوحات اور غلبہ واعزاز

یا نوزا ایمان رحمت توکل۔ قبول دعا و سرور معرفت۔ تماشا ے عجائب غرائب و کشف علوم و وعدہ ہاے دیدار و لقائے غیر مترقبہ کی بشارت ہے اور آخرت مین ان وعدونکی حقیقت اور کامیابی کی خوشخبری۔ اللہ تعالی کے احکام اور وعدون مین تبدیل و تغیر نہین ہو سکتا اور یہ بشارت مذکورہ بڑی کامیابی ہے **ف** جس طرح ولایت کے مدارج مین ادنیٰ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا اور اعلی اللہ ہی جاننے بظاہر جان و جان کو بھلا کر اوسی کی یاد مین خود فراموشی اور کمال رضا و تسلیم مین طلب و تمنا سے چشم پوشی ہے ایسے ہی مراتب حزن و خوف کے بھی مختلف ہین عوام مومنین کے لیے حزن ترک مال و عیال و مصائب جسمانی و خوف آخرت و عذاب و ناکامی منتفی ہے اور خواص کے لیے عدم حزن و خوف یہ ہے کہ حزن ہوتا ہے ناکامی مدعا مین اور یہان استدعا ہی نہین ع دل ہی نہین رہا جو کچھ آرزو کرین + اور خوف ہوتا ہے امر مکروہ سے اور جب سوائے محبوب کے دوسرے کا وہم ہی نہین تو محبوب اور اوسکے تمام عشوہ و ادا محبوب ہین خوف کیسا۔

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا ۚ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

اور نہ رنج مین ڈالے تجھے قول اون کا بیشک غلبہ واسطے اللہ کے ہے پورا وہی سنتا جانتا ہے

اے حبیب محبوب آپ کو کفار کی بیہودہ درائی اور خود رائی مغموم و محزون نہ کرے عزت اور غلبہ اللہ ہی کے لیے ہے اور دوسری جگہ فرمایا کہ عزت اللہ اور مومنین کے لیے ہے اور اللہ تعالے اونکے لاف و گزاف اور آپ کی نصیحتین سنتا ہے اور اون کی شرارت اور آپ کے تحمل کو جانتا ہے۔

أَلَا إِنَّ لِلّٰهِ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ ۗ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ

آگاہ ہو بیشک واسطے اللہ کے ہے جو آسمانون مین اور جو زمین مین ہے اور وہ کہ پیروی کرتے ہین جو کہ پکارتے ہین

مِن دُونِ اللّٰهِ شُرَكَاءَ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝

سوائے اللہ کے شریک نہین پیروی کرتے مگر گمان کے اور نہین وہ مگر اٹکل کرتے

ومایتبع کہا ابوسعود نے اسکی تین تاویلین ہین ۱ (ماے نافیہ) نہین پیروی کرتے اُنکی جنھین پکارتے ہین اللہ کے سوا شریک سمجھکر نہین پیروی کرتے مگر وہم و گمان کی ۲ (ماے استفہامیہ) کس چیز کی پیروی کرتے ہین جو لوگ غیر خدا کے شریک ٹھہراتے ہین۔ پھر خود جواب دیا نہین پیروی کرتے مگر گمان کی ۳ (ماے موصولہ) اللہ کے لیے آسمان و زمین ہے اور وہ بھی جسکی پیروی کرتے ہین اور جنھین اللہ کا شریک سمجھے ہین جب یہ سب معبود غیر اللہ اللہ کے مملوک اور اُنکی اتباع وہمی و ظنی ہے تو کفار کی حماقت اور اُنکے فعل کا ابطال محتاج بیان نہ رہا **ظن** گمان و وہم **خرص** اندازہ۔ اٹکل **حاصل** واضح رہے کہ جو کچھ آسمان و زمین مین ہے اور جنھیں کفار نے غیر خدا کے معبود بنائے ہین ملائک جن یا انبیا یا صلحا یا سنگ

وحجر وشیطان جن وشیطان بشریہ بھی سب اللہ کے مملوک ومخلوق ہین - پس یہ دلیل ظاہر ہے الوہیت وتوحید پر دو صریح ہے کما مر پر یہ مسئلہ خرص یعنے اندازہ شرع مین اسیقدر معتبر ہو کہ حق مبہم کو بیان کردے - یا قلوب کی خلگی دور کردے یا باہمی رضا سے کچھ واجب یا ساقط کرے مثلاً زید نے مشترک کھیت چرا لیا دوسرے شریک کے پاس بھی کوئی دلیل ایسی نہین جس سے صحیح مقدار معلوم ہو بمجبوری تخمین پر فیصلہ ہوگا - یا متروکہ مجہول المقدار پر برضاے فریقین فیصلہ ہوسکتا ہے لیکن اثبات واسقاط حق مین تخمین کا کچھ اعتبار نہین زید کہے مین نے عمرو کی تھیلی جو غصب کی اُس مین سو ہی روپیہ تھے اسلیے کہ وزن اسی قدر معلوم ہوتا تھا یا جو گاڑی چھین لی او سیر بیس ہی من غلہ تھا اسلیے کہ عادت یہی جاری ہے یہ اندازہ عمرو کے دعوی زائد کا مانع نہین ہوسکتا پس عشر و فطرہ وزکوۃ اگر تخمینے سے ہو تو دینے والے کی خوشی بشرط تخمین زائد جائز اور بہ تخمین ناقص یا بجبر ناجائز اسلیے کہ زیادتی مین برضاے مصدق صدقہ نفل ہوجائے گا اور کمی اور جبر مین خلاف تعین منصوص اور اموال ربویہ مین تخمین ہر حال مین باطل ہے اسلیے کہ بیشی وکمی دونون حرام ہین اور حق اللہ کا ہے اگرچہ بندہ راضی ہو مگر اللہ کی رضا کسی صورت مین تصور کرنا ابطال نص ہے

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

وہی ہے جسنے بنائی تمھارے لیے رات کہ آرام لو اوس مین اور دن دکھانے والا بیشک اسمین نشانیان ہین

اللہ وہ ہے جسنے رات بنائی کہ آرام ملنے کا موقع ملے اور دن بنادیا کہ پھرتے خوب	لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ٥	آئے تھکن دور ہو اغراض مخفیہ ومقاصد مکنونہ نظر آئے اس سیاہی اور سفیدی مین اُسکی
	اس قوم کو کہ سنتے ہین	

قدرت اور ہمارے عجز وفنا کی نشانیان ہین انکے لیے جو سُنتے ہین یعنی گوش وہوش رکھتے ہین کہا بعض نے کہ سننے سے مراد تدبیر وغور ہے یسمعون اسلیے فرمایا کہ مدار ہدایت زائد تر سمع پر ہے ف ظاہری معنی کافی ہین عبرت اور تصور کبھی نظر سے کبھی مس سے کبھی سُننے سے حاصل ہوتا ہے بلکہ سُننے سے زیادہ تر اسلیے کہ آدمی وہ باتین وہ قواعد وعلوم سُن سکتا ہے جو خود نہ جان سکتا تھا اور اسمین اشارہ ہے کہ ہدایت امر نقلی وسمعی ہے نہ عقلی -

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ط هُوَ الْغَنِيُّ ط لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط اِنْ

کہتے ہین اختیار کیا اللہ نے فرزند پاک ہے وہ وہ بے پرواہ ہے اُسیکا ہے جو آسمانون مین ہے اور جو زمین مین ہے نہین

عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ م بِهٰذَا ط اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ٥

پاس تمھارے کوئی دلیل اسپر کیا کہتے ہو اللہ پر کہ نہین جانتے

کہا اللہ نے اولاد لیے حضرت عیسٰی یا حضرت عزیر کو بیٹا یا ملائکہ کو بیٹیان بنا لیا ہے اور وہ پاک

اور حترہ سے وبے پرواہے اوسکے مملوک ومخلوق ہے جو شئی آسمانون مین ہے اور زمین مین۔ تمھارے
پاس اے مشرکو اس دعوی پر کوئی دلیل نہین پھر کیا اللہ پر وہ بات کہتے جو جیا سنتے نہین۔

قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ۝ مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ
کہدیجیے بیشک جو افترا کرتے ہین اللہ پر جھوٹھا نہ نجات پائینگے کچھ فائدہ ہے دنیا مین پھر
اِلَیْنَا مَرْجِعُھُمْ ثُمَّ نُذِیْقُھُمُ الْعَذَابَ الشَّدِیْدَ بِمَا کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ ۝ ع ۷
طرف ہمارے بازگشت اونکی ہے پھر چکھاوینگے ہم اونکو عذاب سخت سزا مین اوسکی کرتے تھے کفر کرتے

آپ کہدیجیے کہ جو لوگ اللہ تعالی پر بہتان وافترا باندھتے ہین اونھین فلاح نہین ہان دنیا مین
تھوڑے دنون کے لیے تھوڑا سا نفع ہے پھر ہمارے پاس اُنھین پھرنا ہے پھر ہم اونکو عذاب
الیم چکھائین گے اور یہ سزا ہے اُسکی کہ وہ کفر کرتے تھے متاع مین تنوین تقلیل کی ہے اور
اورا غارہ ہے کہ متاع دنیا ایک تو خود ہی قلیل ہے دوسرے منفری کے لیے اور بھی قلیل ہے

وَاتْلُ عَلَیْھِمْ نَبَاَ نُوْحٍ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اِنْ کَانَ کَبُرَ عَلَیْکُمْ مَّقَامِیْ وَتَذْکِیْرِیْ
اور پڑھیے آپ اُنپر خبر نوح کی جب کہا اپنی قوم سے اے قوم اگر ہے کہ گران گزرا تمپر رہنا میرا اور وعظ میرا
بِاٰیٰتِ اللّٰہِ فَعَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَکُمْ وَشُرَکَآءَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُنْ اَمْرُکُمْ عَلَیْکُمْ
ساتھ آیتون اللہ کے پس اللہ پر توکل کیا مین نے پس جمع کرو کام اپنے اور شریکو کو اپنے پھر نہ رہیگا کام تمھارا تمپر
غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَیَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝
مخفی پھر فیصلا کرو طرف میرے اور نہ مہلت دو مجھے

قصہ اس کا متعدد مقام پر — گزر گیا کبر
گران وناگوار مقام — قیام اجمعوا جمع کرو
اور عزم مستحکم کرو اور سامان کرو شرکاء وہی جنکو خدا کے سوا شریک الوہیت یا ربوبیت
سمجھتے تھے غُمَّةً غم ابر و غبار یعنی مخفی اقضوا قضاست یعنی جو کرنا ہے کر ڈالو تُنْظِرُوْنَ
بکسرنون اصل مین تنظرونی تھا یاے متکلم محذوف کر دی گئی حاصل آپ ان کو حضرت
نوح کا قصہ سنایے جب نوح نے اپنی قوم سے کہا اے لوگو اگر تم کو میرا رہنا ناگوار گزرتا ہے
تو مین اللہ ہی پر بھروسا کیے ہوئے ہون تم اپنے سامان تدبیر ن ارادے مجتمع کرو اور اپنے
معبودون کو جنھین حمایتی جانتے ہو اونھین بھی جمع کرو پھر تم پر تمھارے کام مخفی و دشوار نہ رہین
یعنے جو تدبیر کرنا ہے کرلو پھر میری نسبت جو کرنا ہو کر گزرو اور مجھے مہلت نہ دو رعایت نکرو

فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَمَا سَاَلْتُکُمْ مِّنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ
پس اگر روگردانی کروگے تم تو نہین مانگا مین نے تمسے کوئی عوض نہین بدلہ میرا مگر اللہ پر اور حکم دیا گیا ہون مین کہ ہوجاؤن

یعنے اگر تم میری نصیحت سے روگردانی کرو گے | مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ٥ | تو مینے تمسے کوئی اجرت نہین طلب کی ہو جو
موجب توحش تمہارا ہو مین نقصان مین رہون | فرمانبرداروں سے | میری اجرت تو اللہ پر ہے اور مجھے اللہ تعالی نے
حکم دیا ہے کہ فرمانبردار رہون ف ۱ جو امر دین مین واجب ہون انپر اجرت نہین اور رسالت انبیاء پر واجب تھی
لہذا فرمایا مین اجرت تمسے نہین مانگتا پھر فرمایا مجھے بوجہ افسردگی کیا پڑی ہے اجرت اللہ دیگا اور مامور بھی ہون

فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

پھر جھٹلایا اوسکو پھر نجات دی ہمنے اوسکو اور جو ساتھ تھے اوسکے کشتی مین اور بنایا ہمنے اونکو خلیفہ اور ڈبو دیا ہمنے انکو جنھون نے جھٹلایا

یعنے قوم نے حضرت نوح کو | بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ٥ | جھٹلایا تو ہمنے نوح کو
اور نوح کے ساتھیونکو | آیتون کو ہماری پھر دیکھ کیسا ہوا انجام ڈرائے ہوون کا | کشتی پر بٹھا کر پار لگا دیا

طوفان سے بچا لیا اور زمین پر خلیفہ بنایا یعنے انھین کی اولاد تمام عالم مین پھیل گئی حضرت آدم کی نسل انھین سے باقی رہی اور ڈبو دیا انھین جنھون نے ہمارے احکام کو جھٹلایا تھا تو آپ اے حبیب کریم دیکھیے کہ انجام کار اس قوم کا کیسا ہوا جسے حضرت نوح نے ڈرایا تھا

(اسکا قصہ اپنے مقام پر آئے گا)

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا

پھر بھیجے ہمنے بعد اوسکے پیغمبر طرف اونکی قوم کے پھر لائے پاس انکو کھلی نشانیان پھر نہ تھے

لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ٥

کہ ایمان لاتے اسپر کہ جھٹلایا اوسے پہلے سے ایسے ہی مہر کر دیتے ہین ہم دلون پر حد سے تجاوز کرنے والون کے

یعنے بعد طوفان و انتقال نوح کے ہم نے اور بھی پیغمبر بھیجے یہ اپنی اپنی قومون مین ہمارے الوہیت اور وحدانیت کے دلائل ظاہر لائے وعظ کیے معجزے دکھائے مگر جسے وہ پہلے جھٹلا چکے تھے اوسپر ایمان نہ لانا تھا نہ لائے اور ہم حد سے بڑھ جانے والے نافرمان دلون پر اسی طرح مہر لگا دیتے ہین ابواب توفیق مسدود اور اسباب ہدایت مفقود ہو جاتے ہین۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا

پھر بھیجا ہمنے بعد اونکے موسی اور ہارون کو طرف فرعون کے اور اوسکے سردارون کی ساتھ اپنی نشانیونکے تو بڑائی کی

وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ٥ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ٥

اور تھے قوم مجرم پھر جب آگیا اونکے پاس حق پاس سے ہمارے بولے بیشک یہ البتہ جادو ہے کھلا کھلا

یعنے ان پیغمبرون کے بعد ہم نے حضرت موسے و حضرت ہارون کو اور اوسکے مدبران

مملکت کی طرف بھیجا تو اُنھون نے کبر و انکار کیا اور وہ قوم عاصی تھی پھر جب امر حق ہمارے
پاس آگیا تو کہنے لگے یہ تو جادو ہے حق یعنے معجزات ظاہر یا دلیل مسکت

قَالَ مُوْسٰۤی اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا یُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ۝

کہا موسیٰ نے کیا تم کہتے ہو حق کو جبکہ آگیا تمھارے پاس کیا جادو ہے یہ حالانکہ چھٹکارا پاتے نہین جادوگر

کہا موسیٰ نے کیا تم امر حق کو جبکہ آگیا سحر کہتے ہو حالانکہ ساحر خیر و فلاح نہین پاتا یعنے مین ساحر ہوتا تو صاحب فلاح نہ ہوتا **ف** اسلیے کہ فلاح اخروی ایمان و تقویٰ پر موقوف ہے اور سحر مفضی بکفر یا فسق یا اضاعت عمر ہے اور فلاح دنیوی خواہ باعتبار محاسن اخلاق و قبول خلق و نفع رسانی خواص و عوام ہوتی ہے اور سحر بنفسہ اس سے دور ہے ساحر بدخلق خبیث النفس لئیم الطبع نفع سے زیادہ ضرر رسان۔ اکثر مبغوض خلق ہوتا ہے اسلیے کہ بناے سحر انھین افعال و عقائد و عزائم پر ہے جو عقلاً مذموم و نقلاً ممنوع ہین اور غالب تعلیم اسکی شیاطین سے ہے تفصیل جلد اول صفحہ ۵۰ مین گزری بس اُسے مدح عوام تہذیب اخلاق تکمیل نفس کہان نصیب خواہ فلاح باعتبار دولت و ثروت ہوتی ہی گو یہ ممکن ہے مگر ایسا سنا نہین گیا بہرحال ساحر کا فلاح نہ پانا عقلاً ثابت و باعجاز قرآنی مسلم ہے

قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِیَآءُ فِی الْاَرْضِ ؕ

بولے کیا آیا تو ہمارے پاس کہ پھیر دے تو ہمکو اوس سے کہ پایا ہے اوس پر باپ دادا کو اپنے اور ہو تم دونون کو بڑائی زمین مین

فرعونی بولے کیا تم اس لیے ہمارے پاس آئے ہو کہ ہم کو اُس طریقے سے پھیر دو جسپر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا

وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِیْنَ ۝

اور نہیں ہم تیرا ایمان لانے والے

اور بڑائی اور عظمت تم دونون کو زمین مین ہو اور ہم تو تم پر ایمان نہ لاینگے **ف** معلوم ہوا کہ رد حق بھی اس لیے ہوتا ہے کہ عظمت و عزت دوسرے کو نہ مل جانے اور رادعاے حق بھی اکثر ایسے ہی طمع پر اہل ریا کیا کرتے ہین اور جو دعوی اور انکار ایسے تعصبات و تلوثیات سے پاک ہو خالباً اللہ تعالیٰ انمین معین ہوتا

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِیْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ ۝ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤی اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝

اور کہا فرعون نے لاؤ میرے پاس سب جادوگر سیانے پھر جب آئے جادوگر کہا اونسے موسیٰ نے ڈالو جو تم ڈالنے والے ہو

فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَیُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝

پھر جب ڈالا اُنھون نے کہا موسیٰ نے جو لائے تم وہ جادو ہے بیشک اللہ مٹا دیگا اوسے بیشک اللہ نہین سنوارتا کام مفسدونکا

اور فرعون نے حکم دیا کہ میرے پاس تمام جادوگر میرے ملک کے جو بڑے ہوشیار علم سحر مین یکتاے روزگار ہین حاضر کرو پھر جب یہ جادوگر حاضر ہوے کہا اُنسے موسیٰ نے تم جو ڈالتے ہو ڈالو یعنے اپنا جادو کرو جب اونھون نے

جادو ڈالا اور سحر سے رسیون کو اژدھون کی صورت کرکے حضرت موسیٰ کی طرف چلایا حضرت موسیٰ نے کہا یہ جو کچھ تمنے کیا جادو ہے اور اللہ تعالےٰ اسے مٹا دیگا اللہ تعالیٰ مفسدین کے کام درست نہین کرتا ہے اور ۔

ع ۸ اور جو امر حق ہے

وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝

اور ثابت کرتا ہے اللہ حق کو اپنے حکم سے اگرچہ برا مانا کرین گنہگار

اپنے کلمات طیبہ سے ثابت کردیگا اگرچہ گنہگار نافرمانبردار برا مانا کرین اس قصے کی تفصیل متعدد مقامون پر گزر گئی

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ

پھر ایمان لاۓ موسیٰ پر مگر ایک شخص قوم سے اوسکی خوف سے فرعون کے اور اونکے سرداروں کے

اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝

کہ فتنہ مین ڈالے اونکو اور بیشک فرعون سرار ٹھائے تھا زمین مین اور بیشک وہ فضول کار و ٹے تھا

پس موسیٰ پر کوئی ایمان نہ لایا مگر بعض اولاد قوم موسیٰ یا قوم فرعون سے فرعون اور اوس کے سردارون کے خوف سے کہ مبادا انھین بلا و عذاب مین نہ مبتلا کردین اور دین حق سے پھیر دین اور بیشک فرعون زمین مین سرکشی اور تکبر کرنیوالا تھا اور فضول کار تھا ذُرِّيَّةٌ اولاد کہا ابو سعود نے مراد بعض قوم ہے چونکہ یہ ایمان والے کمزور اور قلیل تھے ذریۃ فرمایا یا یہ کہ بڈھے ایمان نہ لاۓ کچھ لڑکے راہ پر آگئے تھے اور کہا گیا کہ مراد آسیا اور خازن اور اوسکی بی بی اور مشاطہ تھی اور وہ مرد مومن جو قوم فرعون سے تھا اور آپ کو چھپاۓ رکھتا تھا قصے اسکے اپنے اپنے مقامون پر آئینگے قَوْمِهٖ صاحب تفسیر کبیر نے کہا کہ ممکن ہے ضمیر موسیٰ کی طرف پھرے یعنے یہ چند مومن قوم موسیٰ سے تھے اور جائز ہے کہ فرعون کی طرف ہو یعنی قبطیون سے صرف چند ایمان لائے تھے عَالٍ علو سے ہے اور علو و تکبر اسکا ظاہر ہے خدائی کا دعویٰ کیا آسمان کی سیر کا عزم ہوا اور علو کیا ہوگا مُسْرِفٌ فضول کار مراد ظالم و عاصی

وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا

اور کہا موسیٰ نے اے قوم اگر ہو تم ایمان لاۓ اللہ پر تو اوسی پر بھروسا کرو

یعنے موسیٰ نے فرمایا اے لوگو

اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ۝

اگر ہو تم فرمانبردار

اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر تو اوسی پر بھروسا کرو اگر تم فرمانبردار ہو گئے ہو ف یا یہ مراد ہے کہ اگر تم ایمان لائے ہو تو توکل کرو اگر مسلم یعنے مومن ہو یا یہ کہ ایمان لائے ہو تو بھروسا بھی کرو اور بھروسا کرنا نشان اسلام ہے پہلی تقریر مین اسلام عین ایمان ہوتا ہے اور اس تقریر پر ایمان مجرد اعتقاد ہے اور اسلام اطاعت و اعمال چونکہ توکل بھی ایک عمل ہے لہذا مسلم فرمایا۔

فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَنَجِّنَا

پس بولے اللہ پر بھروسا کیا ہمنے ای رب ہمارے نہ بنا تو ہم کو فتنہ واسطے قوم ظالم کے اور نجات دے تو ہمکو

مومنین نے کہا لپنے اللہ ہی پر بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ بھروسا کرلیا اے پروردگار ہم کو

محل فتنہ قوم ظالم نہ بنا اور رہائی رحمت سے اپنی قوم کافر سے دے ہمکو اپنی رحمت سے قوم کافر سے

ف بعد اقرار توکل اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کی اور دعا مانگی **فتنۃ** کہا ابو سعود و صاحب معالم و تفسیر کبیر نے محل فتنہ و جائے وقوع عذاب **ف** فتنہ مصدر بمعنی مفتون یعنے معذب و مغلوب بھی ہو سکتا ہے

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً

اور حکم بھیجا ہمنے طرف موسی کے اور اسکے بھائی کے یہ کہ بنالو اپنی قوم کے لیے مصر مین گھر اور بناؤ اپنے گھرون کو قبلہ رو

اور وحی کی ہمنے طرف موسیٰ کے وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؏ اور اوسکے بھائی ہارون کے

کہ اپنی قوم کے لیے مصر مین گھر اور قائم کرو نماز اور بشارت سناؤ مومنو نکو بنالو اور اپنے گھرون کو قبلہ رو

رکھو اور نماز قائم کرو اور ایمان والون کو خوشخبری سناد و نجات اخروی یا غلبۂ دنیاوی اور فتوحات کی معالم بنی اسرائیل اپنے کنیسون مین نماز پڑھتے تھے پھر فرعون نے موسی کی ضد پر کنیسے گروانا شروع کیے اور نماز سے روکا تو حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ گھرون مین چھپکر نماز پڑھ لیا کرو کہا ابن عباس نے بنی اسرائیل کعبہ کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے احمدی معلوم ہوا کہ گھرون مین مصلے یعنی ایک طاہر اور اچھی جگہ بغرض نماز بنانا مستحب نکتہ معلوم ہوا کہ گھرون مین نماز کا بحالت عذر بھی اگلون پر جواز نہ تھا اور ہمارے لیے فضیلت نہین ہر نہ پہلا حکم بہ نسبت بنی اسرائیل جو قرآن مین مذکور ہی نماز ہے یہ بشارت مظہر ہے کہ حکم قبلہ و نماز عمدہ انعامات سے ہے

وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اور کہا موسی نے ای رب ہمارے تو نے دی فرعون کو اور اسکے سرداروں کو زینت اور مال حیات دنیاوی مین

رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓي اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ

اے رب تاکہ بہکائین راہ سے تیری رب ہمارے مٹا دے مال اونکے اور سختی ڈال اونکے دلو نپر

جب موسیٰ نے فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ یہ کفر و شقاوت

ملاحظہ فرمائی تو بددعا پس نہ ایمان لائینگے جبتک نہ دیکھ لین عذاب دردناک کی اور کہا اسے

پروردگار تو نے فرعون اور اوسکے مصاحبون کو دنیا کی زندگی مین مال و زینت عطا کی (کیا) اسلیے کہ تیرے بندون کو تیری راہ سے بہکائین اسے رب اونکے مالون کو مٹا دے اور اونکے دلون پر مہر کر دے شقاوت طاری کر کہ پھر کبھی ایمان ہی نہ لائین جب تک موت یا قیامت کا دردناک عذاب نہ دیکھ لین

لیضلوا یہ بیان ہے تاکہ دعاء بد کرنے کا موقع ملے۔ فلا یؤمنوا اسلیے فرمایا کہ اگر ایمان لاینگا وہم بھی باقی رہے گا تو نہ دعاء بد قابل قبول ہوگی نہ ایسے نبی جلیل کی سزاوار شان ہوگی۔

قَالَ قَدْ أُجِيبَت دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعَانِّ سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝

فرمایا بیشک قبول کی گئی دعا تم دونون کی پس ثابت قدم ہو اور نہ درپے ہو اور دونون کے راہ کے جو نہین جانتے

حق سبحانہ تعالے نے فرمایا ہمنے تم دونون کی دعا قبول کرلی تو تم دونون ثابت قدم رہو اور کج نہ ہو اور نادان جاہلون کی راہ پر نہ چلنا معالم حضرت موسٰی دعا کرتے تھے اور حضرت ہارون آمین کرتے تھے اور اقران دعاؤن کے اور ذکر عذاب ہاے متواترہ کے صفحہ ۸۹ مین گزر گئے مسئلہ جس کی دعا قبول ہو اسے اپنے صدق و ثابت قدمی مین ترقی کرنا چاہیے

وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا حَتَّىٰ إِذَا أَدْرَكَهُ

اور پار کیا ہمنے بنی اسرائیل کو دریا سے پھر پیچھا کیا اونکا فرعون نے اور لشکرنے اوسکے سرکشی اور تعدی کر یہانتک کہ جب پالیا اوسکو

الْغَرَقُ قَالَ آمَنتُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝

ڈوبنے نے کہا ایمان لایا مین کہ بات یہ ہے نہین معبود سوائے اسکے کہ ایمان لائے اوسپر بنی اسرائیل اور مین فرمانبردارون سے ہون

پھر جب بنی اسرائیل فرعون کے مظالم سے عاجز ہوے اور مشیئت ایزدی اوسکے ہلاک سے متعلق ہوئی ارشاد ہوا کہ اے موسٰی اپنی قوم کو لیکر مصر سے نکل جاؤ تمام بنی اسرائیل راتارات نکلے اور دریا کے پاس فرعون بھی مع لشکر اُنکے پیچھے آپہونچا دریا بحکم رب جلیل اس طرح خشک ہوگیا کہ بارہ راہین اوسمین نکلین ادہر اودہر پانی مثل دیوار کے درمیان مین راہ خشک بنی اسرائیل اُس سے بعافیت پار ہوگئے تفصیل اسکی صفحہ ۱۳ جلد اول مین گزری حاصل بنی اسرائیل کو ہمنے دریا سے پار کردیا اور فرعون اور اوسکا لشکر اُنکے پیچھے ہولیا یہ تعاقب بوجہ سرکشی و ظلم تھا۔ پھر جب بنی اسرائیل پار ہوگئے اور فرعونی سب کے سب دریا مین آگئے حکم ہوا کہ دریا جیسا تھا ویسا ہی ہوجائے پانی برابر اور فرعونی فی النار والسقر ہوئے اور فرعون ڈوبنے لگا اور کہنے لگا مین ایمان لایا بات حق یہی ہے کہ کوئی معبود برحق نہین مگر وہی جسپر بنی اسرائیل ایمان لائے ہوئے ہین اور مین بھی مطیع و فرمانبردارون سے ہون (اسکے متعلق بحث اگلی آیت مین آتی ہے)

آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ۝

اب اور بہ تحقیق نافرمانبرداری کی تونے پہلے اور تھا تو فساد کرنے والون سے

اُسکے اقرار و ایمان کی تردید مین ارشاد ہوا اب (ایمان و عذر) حالانکہ تو اس سے پہلے نافرمانبرداری کرچکا ہے اور فساد پھیلاتا تھا اس مقام پر کئی بحثین ہین اول (روایات) ترمذی ابن عباس سے

حضور سے روایت کی کہ مجھسے جبرئیل نے کہا جب فرعون ڈوبنے لگا اور کہا آمنت الخ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کاشکے آپ دیکھتے (تو بہت خوش ہوتے) کہ مین نے دریا کی مٹی لی اور فرعون کے منہ مین بھردی اس خوف سے کہ کہین دریاے رحمت جوش زن نہ ہو اور ایک روایت مین ہے کہ کہین نام پاک جو نور قلب صافی وطہارت ارواح طیبہ ہے اوسکی زبان نجس پر نہ آجائے اور کہے لاالہ الا اللہ اور رحمت دستگیری فرمائے۔ کہا بعض مفسرین نے یہ روایت بے اصل ہے اسلیے کہ اگر جبرئیل نے اپنی طرف سے ایسا کیا تو انکی شان منع خیر اور اعانت شر کی نہین اور امر الٓہی ہو نہین سکتا۔ ادھر موسیٰ و ہارون ہدایت پر مامور اور ادھر جبرئیل روکنے پر آمادہ۔ اور اُس حال مین توبہ اگر مفید تھی تو ایمان سے روکنا اور جبرئیل ایسے ملک مقرب سے غیر ممکن اور اگر مفید نہ تھی تو فعل عبث بے سود ہے **ف** ترمذی نے اس حدیث کے بعد کہا حسن وغریب وصحیح ہے پس ایسے توہم جائز نہین اور شبہو نکا جواب یہ ہے کہ نہ وہ وقت ایمان بالغیب اور قبول توبہ کا تھا کہ منع خیر لازم آتا اور نہ امر الٓہی تھا کہ شبہہ واقع ہوتا بلکہ جبرئیل علیہ السلام نے اُس کا ایمان مردود و عذر مکروہ پاکر پسند نہ فرمایا کہ نام پاک زبان نجس وناپاک پر آئے اور یہ جوش رحمت کا خیال کمال علم ومعرفت وقرب وعلوے جبرئیل پر دال ہے اسلیے کہ اُسکی شان لاابالی ہے جو چاہے کرڈالے اور یہ غیظ وغضب خدا کے دشمن پر خیر ہے شر نہین جیسا کہ سیوطی رحمہ نے ابو شیخ سے حدیث ابوامامہ مین روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل نے کہا جیسا کہ مجھے دو چیزون سے بغض ہوا اور ناپسند آئین کسی سے نہین ہوا ۱۔ ابلیس سے جبکہ سجدے سے سرتابی کی اور فرعون سے جب ڈوبتے وقت اظہار ایمان کیا مین ڈرا کہ مبادا بحر رحمت جوش مارے تو مٹی اُسکے منہ مین بھردی پھر مینے پایا حضرت ارحم الراحمین کو کہ مجھسے بھی زیادہ تر فرعون پر غضبناک تھا اور میکائیل کو حکم دیا کہ اُسے مطلع کردو کہ اب تیرا عذر نہ سنا جائے گا **دوم** (رد تاویل آیت) فرعون نے تین بار اقرار کیا ۱۔ (آمنت) ۲۔ (باللہ الذی الخ) ۳۔ انا من المسلمین پھر کیا وجہ تھی کہ ایمان قبول نہ ہوا کہا صاحب تفسیر کبیر نے کہ علمانے اسکے سیٔ وجہین ذکر کی ہین ۱۔ جب عذاب الٓہی آجائے تو ندامت نفع نہین دیتی ۲۔ اُسنے یہ کلمات بغرض دفع بلا کہے تھے نہ اظہار عبودیت واقرار ربوبیت سے ۳۔ صرف اقرار توحید کافی نہین رسالت پر ایمان شرط ہے اور فرعون صرف الوہیت کا مقر ہوا تھا مسئلہ عند الموت نہ توبہ مفید ہے نہ ایمان مقبول کبیر منقول ہے کہ ایک بار جبرئیل بصورت انسان فرعون کے پاس آئے اور پوچھا کہ بادشاہ اوس غلام کے حق مین کیا حکم دیتا ہے جسنے اپنے مولی کی نعمت مین پرورش پائی اور کفران نعمت کیا اور خود مولی بن بیٹھا۔ فرعون نے کہا مولی اوسے دریا مین ڈبو دے پھر جب فرعون ڈوبنے لگا جبرئیل نے وہ فتویٰ اُسے دکھایا

ع فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً ۚ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ آيَاتِنَا لَغَافِلُونَ

پس آج نجات دینگے ہم تجھے بدن سے تیرے کہ ہو اسکے لیے جو تیرے پیچھے ہو نشانی اور بیشک بہت آدمی ہماری نشانیوں سے غافل

یعنے قبول عذر و ایمان تو نہین ہو سکتا البتہ تیرا جسم دریا سے بچا لیا جائے گا اسلیے کہ دوسرے آدمیون کے لیے نشان عبرت ہو اور اکثر آدمی ہماری قدرت سے بیخبر ہین ابن کثیر کہا ابن عباس نے بعض بنی اسرائیل کو فرعون کے ہلاک مین شک ہوا تو اللہ تعالی نے دریا کو حکم دیا کہ اُسکا جسم بے روح کنارے پر پھینکدے سب دیکھ لین کہ جھوٹی خدائی ایسی ہوتی ہے کبیر بعض قراءتون مین ننحیک بجائے مہملہ آیا ہے یعنے کنارے کردینگے یا ننجیک کے معنے یہ ہین کہ ہم تیرے جسم کو مقام بلند پر ڈالدین گے ف یہ سوال جو معنے ہون نجات کے لیے کوئی وجہ ضعیف بھی قائم نہین ہو سکتی فالیوم یعنے یوم غرق اور نجات جو کفار پر حرام ہے وہ نجات یوم قیامت ہے بدن (بدن) اسلیے کہ اصل مدار عذاب و ثواب کا روح پر ہے بدن جماد بےحس ہے بان محل اُس کا بدن ہے بعد عتاب ورد ایمان پھر نجات کے کیا معنے ۔ بہرکیف یہ نجات معنے خلاص بحر ہے جس سے اُسکی رسوائی اور اُس کے ماننے والون کی عبرت اور آیندہ ایسی گستاخی سے احتراز اور مومنین مظلوم کی کمال تسکین متصور ہوئی کہا صاحب تفسیر کبیر نے کہ کلمۂ ننجیک استہزاً ہے یعنی کیا ایسی امید ہے کہ آج بچ جاوے یہ تاویل تو خوب تھی اگر روایتین موجود نہ ہوتین۔

وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ مُبَوَّأَ صِدْقٍ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ فَمَا اخْتَلَفُوا

اور تحقیق کہ جگہ دی ہمنے بنی اسرائیل کو مقام صدق میں اور روزی دی ہمنے انکو پاک چیزون سے پھر نہ مختلف ہوئے

حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْعِلْمُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ

یہانتک کہ آگیا انکو علم بیشک رب تیرا فیصلہ کریگا انمین دن قیامت کے اسمین کہ تھے جسمین اختلاف کرتے

یعنے ہمنے بنی اسرائیل کو مقام صدق مین جگہ دی اور پاک چیزون سے روزی عطا فرمائی پھر جب تک اُن مین علم یعنے توریت یا تعلیم موسوی و نبوت حقہ نہ آئی مختلف نہ ہوے اور بعد علم بجائے اتفاق واتحاد کے اختلاف و معاصی اون مین پیدا ہوے اور پروردگار عالم اُن مین بروز قیامت فیصلہ کردے گا جس بات مین اختلاف کر رہے ہین اُسکی تحقیق و توضیح ہو جائے گی مُبَوَّأَ صِدْقٍ کہا بعض نے بیت المقدس اور ملک شام اور کہا گیا مصر۔ اور طیبات سے رزق حلال و نفیس مراد ہے کبیر عرب کا قاعدہ ہے کہ نفیس اور کامل چیز کو صدق سے موصوف کرتے ہین پس یہ معنی ہوئے کہ ہمنے اونکو عمدہ اور راحت بخش مقام دیے ف ممکن ہے کہ کہا جائے مقام انبیا۔ مقام برکت و مقام

ابراہیم یعنی شام وبیت المقدس دیا یا جس مقام اور طریق صدق پر سچے لوگ تھے انھین بھی ہدایت کی

فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ مِمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِينَ يَقْرَءُونَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ

پس اگر ہے تو شک مین اُس سے کہ اُتارا ہمنے طرف تیری پوچھ اُون سے کہ پڑھتے تھے کتاب کو پہلے تجھسے

لَقَدْ جَاءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الَّذِينَ

بیشک آگیا تیرے پاس حق رب سے تیرے پس نہ ہو تو شک کرنے والوں سے اور نہ ہو تو مشل اونکے

پس اگر آپ شک مین ہین اُس چیز مین کہ ہمنے آپ کی طرف اُتاری جیسے اُنہر اُتاری تھی جو لوگ آپ سے

كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللّٰهِ فَتَكُونَ مِنَ الْخٰسِرِينَ ۝

کہ جھٹلایا آیتون کو اللہ کی پس ہو جائیگا تو نقصان پانیوالونسے

پہلے کتاب یعنی توریت وانجیل کی قرارت کرتے تھے (تو اس شک کو دور کرڈالیے ایسے کہ) بیشک آگیا آپ کے پاس امرحق ودلیل معقول وحجت ثابت آپ کے رب کی طرف سے بس ہرگز نہ ہون آپ شکیون سے اور نہ اُن مین سے ہون جنھون نے ہماری آیتین جھٹلائین اور ایسا کیجیے گا تو آپ نقصان پانیوالون سے ہوجائین گے **ف** مفسرین مختلف ہین کہ مخاطب اس کا کون ہے معالم عرب کا دستور ہے کہ خطاب ایک شخص سے کرتے ہین اور مراد دوسرا ہوتا ہے لیس یہان مخاطب تمام آدمی یا اہل شک ہین اور دوسرے وجوہ بھی تفاسیر مین مذکور ہین جو خالی از تکلف نہین صاف یہ ہے کہ قرآن حق ہے آپ کو تردد کا وہم بھی آسکے تو آنے دیجیے اِس سے یہ وہم کہ کیا آپ کو کچھ تردد تھا محض بے بنیاد ہے نہ لائق جواب نہ قابل اعتماد۔ قرآن مین ایسے خطابات کثیر ہین۔ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِينَ آپ اللہ سے ڈرین اور کافرون کے مطیع نہ بنین یا لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ اگر کبھی شرک کیا تو نیکیان مٹادی جائین گی۔ حضرت عیسٰیؑ سے فرمایا تمنے کہدیا تھا کہ مجھے پوجو اور فائدہ احکام مزید تاکید وتخویف ہے کہ جب نبی معصوم ورسول محبوب ایسے خطاب وعتاب سے مخاطب ہون تو دوسرے کس شمار وقطار مین ہین اور اظہار جلالت والوہیت ہے کہ یہ امر دوسرا ہے کہ پیغمبر ہمارے فضل وکرم سے امن وعصمت مین ہین اور معاصی کے قریب ہم اون کو نہ جانے دینگے ورنہ مقام عبودیت مین کوئی مستثنی نہین جو دم مارے سزا پائے پس ایسی تعلیمات اور اظہار عظمت حضرت الوہیت مین وہی تردد کرین گے جو علوے شان واستغناے حضرت صمد سے چشم پوشی کیے ہوے ہون **سعدی** ورآندم که از فعل بد سند و قول + اُولو العزم را تن بلرزد زہول + **نظامی** خطرہاست درکار شاہان بسے + کہ باشاہ خویشے ندارد کسے۔

إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ

بیشک وہ لوگ کہ ثابت ہوگئے انپر کلمے تیرے رب کے نہ ایمان لائیں گے اگرچہ آجائے انکے پاس ہر نشانی

حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝

یہانتک کہ دیکھیں عذاب دردناک

کلمات سے مراد تقدیر و مشیئت و علم ازل جیسا کہ **حدیث** مین وارد ہوا کہ اللہ نے کچھ لوگ پشت پدر ہی مین جنت کے لیے اور کچھ دوزخ کے لیے پیدا کر دیے ہین اور امام احمد نے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے ذریت آدم اپنے ید قدرت مین لی داہنے والون کے حق مین فرمایا یہ جنت کی طرف ہین اور مین کچھ پروا نہین کرتا اور بائین والون کے لیے کہا یہ دوزخ کی جانب ہین اور مین بے نیاز ہون **حاصل** یہ کہ جن بدبختون پر ہمارے کلمات عذاب ثابت ہو چکے اور وہ علم ازلی مین جہنمی ٹھہر گئے وہ ایمان نہ لائین گے اگرچہ اون کے پاس تمام دلائل اور نشانیان آجائین ہان جب عذاب دیکھین گے آنکھ کھل جائے گی ۔ چونکہ یہان امید ہوتی تھی کہ بعد عذاب متنبہ ہون اور عذر کرین شاید کچھ فائدہ ہو اوسکی نفی عادت جاری سے فرمائی ۔

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا

پس کیون نہ کوئی بستی ہان لائی کہ نفع دیتا اُسے ایمان اُسکا مگر قوم یونس جب ایمان لائی

كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ۝

کھولدیا ہمنے اونسے عذاب رسوائی کا زندگی مین دنیا کی اور نفع دیا ہمنے انکو ایک وقت تک

آیت مین دو ترجمے ہین **اول** بحسب رائے صاحب تفسیر خازن لولا بمعنے (ہلا) ہے یعنی عذاب دیکھنے کے بعد کیون نہ لوگ ایمان لائے کہ اُنکو اُنکا ایمان نفع دیتا مگر قوم یونس ایمان لائی اور ہمنے اُنسے عذاب رسوائی دنیا دور کر دیا اور ایک وقت تک زندہ اور برخوردار رکھا اس صورت مین ترغیب ہے کہ اے لوگو تم بھی ایمان لاکر جان بچاؤ **دوم** بحسب تحریر تفسیر کبیر و ابو سعود لولا بمعنے (ما) ہے یعنے عذاب دیکھکر کوئی قریہ ایمان نہ لایا کہ اُسکے ایمان نے اُسے نفع دیا ہو مگر قوم یونس ایمان لائی اور اونسے عذاب رسواکنندہ دنیا کا دور کر دیا گیا اور ایک وقت تک اُن کو زندہ رکھا اس مین تخصیص ہے ۔ **بحث** سوائے وقت یاس جب ملائکہ عذاب نظر آئین اور دم نکلنے لگے ہر وقت توبہ و ایمان مقبول ہے پھر تخصیص قوم یونس کیا ہوئی **جواب** عذاب وہ ہے کہ معذب پر باب توفیق بند ہوتے جائین بجائے عجز و عذر و ندامت و رجوع کے کفر ۔ انکار ۔ شکایت ۔ شرارت بڑھتی جائے پھر ہر معذب قوم ایمان کیسا کفر مین غلو کرتی گئی مگر قوم یونس کہ اُنکی عین عذاب مین ہدایت نے دستگیری کی

توفیق نے رہنمائی فرمائی رحمت الٰہی جوش مین آئی پس ایمان اورون کا خواہ تمسخر تھا خواہ نفاق خواہ بوقت یاس و مشاہدۂ ملائکۂ عذاب آور ایمان ان کا خلوص و عجز سے تھا قبل وقوع عذاب - قصہ اسکا مفصلاً سورۂ انبیا مین آتا ہے اجمالاً یہ ہے کہ حضرت یونسؑ نینوا کے رہنے والے اور انکے پیغمبر تھے قوم نے کہنا نہ مانا آپنے خبر دی کہ عذاب آئے گا اور تین دن باقی ہین جب کچھ آثار عذاب مرتب ہونے لگے آپ شہر سے نکل گئے بعد آپ کے عذاب نمودار ہوا قوم چونکی اور میدانون مین نکلی اور اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لائی اور رو رو کر توبہ کی رحمت الٰہی جوش مین آئی عذاب ہٹ گیا حضرت یونسؑ کی جستجو کرنے لگے اور بعد تشریف آوری یونس علیہ السلام ایمان لائی لہذا ارشاد ہوا کہ سوائے اس سعادت نصیب قوم کے اور کوئی جانبر نہوا **بحث** حیات دنیا کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا ہی مین یونسؑ کی قوم کو نجات ملی **جواب** دنیا کا ذکر بوجہ عذاب موجود کے تھا اور نجات اُخروی ایمان کے ذکر سے خود بخود متوقع و مفہوم ہوتی ہے

اے نبی کریم آپ کیون **وَلَوْ شَاۤءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِیْعًا** متردد و محزون ہوتے ہین تمام امور ہماری مشیئت (اور اگر چاہتا رب تیرا البتہ ایمان لاتے جو زمین مین ہین سب کے سب) سے ہین - اگر چاہتا آپکا پروردگار تو تمام زمین والے یعنے جن و انس سب ایمان لاتے -

اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ○ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ

آیا تو مجبور کرے گا آدمیون کو یہان تک کہ ہو جائین مومن اور ممکن نہیں کسی جان کو

اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَیَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ○

کہ ایمان لائے مگر حکم سے اللہ کے اور ڈالتا ہے نجاست اُنپر جو نہین سمجھتے

تو کیا آپ آدمیون کو مجبور کرینگے کہ خواہ مخواہ ایمان لائین کوئی جان ایمان نہین لاسکتی مگر بحکم خدا تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ نجاست یعنی عذاب نادانون پر ڈالتا ہے **رجس** نجاست مراد عذاب ہے **لا یعقل** نادان مراد کافر و فاسق **مسئلہ** معلوم ہو گیا کہ کفر و ایمان اور تمام امور اللہ کی مشیت سے ہین صرف بندہ کاسب ہے خیر ہو یا شر

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِی الْاٰیٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ○

کہدیجیے دیکھو جو ہے آسمانون مین اور زمین مین اور نہین کام آتی نشانیان اور ڈرانا قوم بے ایمان کو

آپ ان کفار سے جو دلائل و معجزات کے خواہان رہتے ہین کہدیجیے دیکھو تو کیا کیا طلسمات قدرت و نشان الوہیت زمین و آسمان مین ظاہر ہین اور یہ نشانیان اور ڈرانا اُن کو فائدہ نہین دیتا جو ایمان نہیں لاتے یعنے یہ نشانیان انکو کبھی کافی نہ ہونگی -

فَهَلْ يَنْتَظِرُونَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ط

پس نہین　منتظر ہین　مگر مثل اونکے دنونکے　جو　گزر ے　پہلے اونسے

قُلْ فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝

کہدیجے پس منتظر رہو ہم بھی　تمھارے ساتھ　انتظار کرنے والون سے ہین

کیا یہ لوگ اگلی قومونکا سا عذاب چاہتے ہین (اگر ایسا ہی) تو کہدیجیے اچھا تم عذاب کے منتظر رہو ہم بھی منتظر ہین

ع　ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

پھر بچا لینگے ہم اپنے پیغمبرونکو اور انکو جو　ایمان لائے　ایسے ہی حق ہے ہمارے فضل پر بچانا　ایمان والون کا

یعنی انتظار کرین جب غضب الٰہی جوش ماریگا اور عذاب ظاہر ہوگا ہم اپنے پیغمبرون اور ایمان والون کو بچا لینگے اور ہمارے فضل و کرم کا مقتضی یہی ہے کہ مومنین کو نجات دین شبہہ رسلنا صیغۂ جمع حالانکہ بعد آپکے کوئی پیغمبر نہین حل یا یہ قصص ماضیہ پر محمول ہے یا یہ کہ عذاب قیامت پر یا یہ کہ رسل بمعنی لغوی ہے ہر معلم خیر ساعی حق واعظ و ناصح

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ

کہدیجے اے آدمیو　اگر ہو تم　شک مین میرے دین سے　تو نہ　بندگی کرونگا　ان کی کہ

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۖ

تم پوجتے ہو　سواے اللہ کے　لیکن　بندگی کرونگا اللہ کی　جو　وفات دیتا ہے تم کو

اے لوگو اگر تم کو میرے دین کے حق ہونے مین کچھ شک و تردد ہے (تو تم مختار ہو مگر) مین عبادت نہ کرونگا اون کی جنھین تم اللہ کے سوا پوجتے ہو مین تو اوس اللہ کی عبادت کرتا ہون جو تم کو وفات دیتا ہے وہم اہل مکہ قطعاً منکر تھے فی شک کیون فرمایا دفع اس مین اشارہ ہے کہ یقین شان حق سے ہے ناحق پر گو کیسا ہی اعتقاد ہو مگر دل قائم نہین اور اسی تردد کا نام شک ہے یا یہ کہ اعتقاد مین شک و انکار دونون کا ایک حکم ہے یتوفکم اس قید سے عظمت و ہیبت معبود حق کی ظاہر ہے کہ جسکے اختیار مین موت ہے اُس سے بے پروائی نادانی ہے

وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

اور حکم دیا گیا مین کہ ہون　مومنون سے　اور یہ کہ قائم کرون منہ اپنا واسطے دین کے مائل حق ہوکر اور نہ　ہوجاؤن مین مشرکون سے

اور مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ ایمان والون سے ہو جاؤن اس مین دلالت ہے لزوم اجماع و اتحاد پر اور یہ کہ مین اپنا رخ دل اور توجہ کامل دین کی طرف کرون اور انحا یکہ حق کی طرف راغب اور باطل سے متنفر ہون اسمین اشارہ ہے ثبات دوام پر کہ امر ایمان قابل سقوط نہین اسپر قیام و دوام بھی فرض ہے اور ظاہری ایمان بھی کافی نہین

خلوص چاہیے تاکہ باطل سے نفرت و اجتناب ہو اور حق کی طرف دل جھکے اور ممکن ہے کہ اقامت
دین سے عمل مراد ہو کہ دل بھی مومنون کا سا ہو جائے اور اعمال جوارح بھی مائل بحق ہون پھر فرمایا
کہ صرف اسیقدر کافی نہین بلکہ مجھے حکم ہے کہ مین مشرکون سے ہرگز ہرگز نہ ہون پس آیت
کے اشارون سے وہ ایمان خارج ہو گیا جو بالفرض کسی فلسفی کو محض نور عقل سے حاصل ہوا سیلیے
کہ معیت مومنین نہین پائی گئی۔ اور بعد ایمان اگر بے پروائی اور تساہل کرے یا اتفاق رکھے
یا بعد ایمان مثل فرق ضالہ حق کی طرف میل اور باطل سے اجتناب نہ ہو وہ بھی خارج ہو گیا۔ اور
وہ لوگ بھی خارج ہین جو آپ کو مسلمان موحد کہتے ہین مگر باتباع کفار یا بفریب شیطان تبہ کار
قسم قسم کے شرک مین گرفتار رہین سوائے خدا کے کسی اور کو بھی مستقل تعظیم کے قابل اور حاجت
روا سمجھتے ہین۔ چونکہ امر شرک نہایت اشد تھا مکرر ممانعت کی اور دلیل الزام بیان فرمائی۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ

اور نہ پکار سوائے اللہ کے اسکو نفع دے کا تجھے اور نہ ضرر دے تجھے پس اگر کیا تو نے تو بیشک تو اب ظالمون سے ہے

اور اللہ کے سوا انکو نہ پکار جو نہ فائدہ دے سکین نہ ضرر پھر اگر ایسا تو نے کیا تو ظالمون سے ہو جائیگا ظالم یہان یعنی
کافر و مشرک ہے۔ قید عدم نفع و ضرر بیان واقعہ ہے اسلیے کہ غیر اللہ کا نفع و ضرر پر قادر ہونا غیر ممکن ہے

وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۚ يُصِيْبُ

اور اگر پہونچائے تجھے اللہ برائی تو نہین کھولنے والا اسکا مگر وہی اور اگر چاہے تیرے لیے خیر تو نہین کوئی پھیرنے والا اسکے فضل کا پہونچاتا ہے

اگر اللہ تعالے تجھے ضرر بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ پہونچائے تو اسکا دفع
کرنے والا سوا اسکے اسے جسے چاہے بندون سے اپنے اور وہ غفور رحیم ہے اللہ کے دوسرا نہین

اور اگر خیر کا ارادہ کرے تو کوئی اسکے فضل کا ٹالنے والا نہین جسے چاہے اپنے غلامون سے ضرر یا خیر پہونچائی
اور وہ بخشنے والا مہربان ہے یعنی دوسرے کو نفع و ضرر مین کچھ اختیار نہین نہ اللہ کے عذاب کو ٹال سکتا ہے
نہ اوس کی رحمت کو روک سکتا ہے مس چھو جانا یہ کا ضمیر ضرر و خیر دونون کی طرف ہے۔

قُلْ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَإِنَّمَا يَهْتَدِيْ

کہدیجیے اے آدمیو بیشک آگیا تمھارے پاس حق تمھارے رب سے پس جو راہ پر آیا نہین راہ پاتا ہے مگر

لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ أَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ

اپنے نفس کے لیے اور جو بہکا نہین بہکتا ہے مگر اپنے نفس پر اور نہین ہم تمپر داروغہ

اے لوگو تمھارے پاس حق یعنی اسلام و کتاب و رسول آگیا تمھارے رب کی طرف سے

توجوراہ راست پر آئے گا اپنے فائدے کے لیے اور جو گمراہ ہوگا اُس کا ضرر بھی اُس کی [ذات پر]
ہے اور ہم تم پر داروغہ نہین ہین کہ تمھارے نیک و بد کا اثر ہم پر پہونچے

ع ۱۱ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝

اور پیروی کر اُسکی کہ وحی کیا گیا طرف تیرے اور صبر کر یہانتک کہ حکم کرے اللہ اور وہ اچھا ہے حکم کرنے والونکا

اور جو احکام آپ پر آئے ہین اُن کے تابع رہین اور صبر کرین کفار کے طعن و انکار سے تعرض نہ کرین یہانتک کہ اللہ حکم قتال دے یا عذاب نازل فرمائے یا بروز حشر فیصلہ کرے اور وہ تمام حکم کرنے والون سے اچھا ہے معالم کہا ابن عباس نے کہ یہ آیت حکم جہاد سے منسوخ ہے

سُورَةُ هُودٍ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — مَكِّيَّةٌ

ابتدا کرتا ہون مین نام سے اللہ مہربان رحیم کے

اس سورت کا نام سورۂ ہود ہے ایکسو تئیس آیتن ہین مکے مین نازل ہوئی معالم اقم الصلوٰۃ الخ مدنی ہے

الٓرٰ ۚ كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ۝

کتاب ہے مضبوط کی گئین آیتین اُسکی پھر جدا کی گئین پاس سے حکیم خبردار کے

الرٰ حروف مقطعات سے ہے مراد اس کی اللہ جانے کتاب قرآن احکمت استوار کردہ شدہ اس کے دو معنی ہین ۱ اصطلاحی وہ آیت جو ظہور معنے کے ساتھ نسخ وتاویل کی محتمل نہ ہو ۲ لغوی - استوار اختلاف و نقض و تعارض سے یا ضعف ترکیب رکاکت الفاظ اجمال و احتمال معنوی غلط و خطا سے محفوظ آیاتہٗ جمع آیت اگر باعتبار عموم لفظ کے تمام آیتین مراد ہین تو معنے دوم لیے جائین گے یا یہ کہ قرآن مجید باعتبار مجموع محکم ہے یا یہ کہ دوسری کتاب سے منسوخ نہین ہوسکتا اور ایک آیت کا دوسری آیت یا حدیث پیغمبر سے نسخ بمنزلہ ضمیمہ و بیان ہے - اور اگر بحسب تقسیم سورۂ آل عمران آیات سے صرف آیات توحید و اصول احکام و اخلاق مراد ہین تو بلاشبہہ محکم اور غیر قابل نسخ ہے فُصِّلَتْ جدا جدا کی گئی یعنے حق و باطل و حرمت و حلت یا اخلاق و احکام یا اصول و فروع مین علیحدہ علیحدہ بیان واضح اور تقریر روشن ہے یعنی یہ کتاب ہے جسکی آیتین محکم فارغ از احتمال بیش و کم حق و باطل کی تفصیل احکام کی توضیح حکیم خبیر دانائے جزو کل کے پاس سے نازل ہوئی اس کی تصدیق واتباع عقلاً و نقلاً واجب ہے پھر تفصیل احکام فرمائی-

أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۚ إِنَّنِي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ ۝ وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ

یہ کہ نہ پرستش کرو مگر اللہ کی بیشک مین تمکو اُس سے ڈرانے والا اور بشارت سنانیوالا ہون اور یہ کہ استغفار کرو رب سے اپنے

ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَتَاعًا حَسَنًا إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ

پھر رجوع کرو طرف اللہ کے فائدہ دیگا تمکو فائدہ اچھا مدت نام زد تک اور دیگا ہر صاحب فضل کو فضل اسکا

وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ ۝ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اور اگر منہ پھیروگے بس مین ڈرتا ہون تمپر عذاب سے بڑے دنکے طرف اللہ کے جاکر رجوع تمہارا ہی اور وہ ہر شے پر قادر ہے

انّنی سے مراد آنحضرت یعنی آپ کہدیجیے مِنْہُ اللہ تعالیٰ یا کتاب یعنی منجملہ احکام مفصلہ اول یہ ہی کہ نہ بندگی کرو کسی کی مگر اللہ کی بندگی کرو دوم یہ کہ اپنے گزرے ہوے گناہون کی بخشش مانگو اپنے رب سے پھر آیندہ غفلت و نافرمانبرداری سے توبہ کرو اور اللہ کی طرف توجہ اور رجوع کرو مین تم کو اس کتاب کی مخالفت یا اللہ کی معصیت سے ڈرانے والا ہون اس طرح کہ اگر شرک کیا اور استغفار و توبہ نہ کی اور اطاعت سے روگردان ہوئے تو بڑے دن یعنے قیامت کے عذاب مین گرفتار ہوجانے کا خوف ہے دقیامت کا دن سخت اہل معاصی پچاس ہزار برس کا ہوگا) اور کتاب کی پیروی کے فضائل اور اللہ کی اطاعت اور ترک شرک و طلب عفو و توبہ و ندامت کے فوائد کی خوشخبری سُناتا ہون اور وہ دو امر ہین ایک سعادت و عزت و کامیابی دنیاوی جو ایک معین وقت یعنی عمر تک ہی ملے ہر صاحب فضل یعنی صاحب عمل خیر و اعتقاد صحیح و نیت خیر و قدم ثابت کو اُسکے فضل و عمل کا انعام و عوض بقدر مرتبہ عنایت ہوگا۔ اور خوب سمجھے رہو کہ تمہارا بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے اگر نیک عمل کیے ہین تو اُسی کی (۴۵)
حضور مین انعام پاؤگے اور اگر عاصی ہو تو اُس سے نہ بھاگ بچوگے اور وہ ثواب و عذاب دونون پر قادر ہے دانا و ماہر ہے واضح رہے ربط معنوی کے لیے آیت مین تقدیم و تاخیر کی ضرورت تھی وہ ظاہر کردی گئی **متاع حسن** باعتبار اجل مسمی حسن اخروی کو شامل نہین اس لیے کہ وہان جملہ اُمور باقی اور غیر منتہی ہین پھر کلمہ حُسن مین خفا ہے اگر مراد ہے کہ کوئی خوبی ہو چھوٹی یا بڑی انھین ملجائیگی تو کوئی کافر اس سے محروم نہ نکلے گا فائدہ تخصیص کیا ہوا اور اگر تمام خوبیان داخل ہین تو کسی بشر مین نہ ملین گی اب تردد ہوا کہ متاع حسن جو اہل طاعت کے لیے موعود ہے کیا ہے اور اصولی طور پر اعلے درجے کی خوبیان داخل و موعود اور ادنی درجے کے فائدے غیر مقصود پھر حُسن دنیاوی گو فانی ہون دو قسم کی ہین ایک وہ جو صرف شہوات نفسانی و لذات فانی سے متعلق ہین نہ وہ بنفسہ کمال سمجھے جاتی ہین نہ اُنکے آثار حسنہ باقی رہتے ہین جیسے اکل و شرب دولت وغیرہ دوسرے وہ جن کے آثار حسن باقی اور وسیلۂ سعادت ابدی سمجھے جاتے ہین جیسے تکمیل نفس۔ تہذیب۔ اخلاق تحصیل علوم وغیرہ اول ادنی اور غیر معتبر دوم اعلی اور وعدۂ انعام مین داخل۔ پھر یہ حسن گو کافر و مسلم دونون مین پائے جاتے ہین مگر نظر

وفہم ناقص مین عقل سلیم اور فکر صحیح اسے بدون ایمان جائز نہین رکھتی اسلیے کہ (جہل) یعنی صانع حقیقی سے بیخبری (کذب) یعنے انکار حق (کفر) یعنے پروردگار کی ناشکری (تذلل) یعنی غیر مستحق اور متعدد کی بندگی (تمرد) یعنے خالق وحاکم کی معصیت (دناءت) یعنے لذات فانیہ سے دلبستگی (یاس) یعنے سعادت دائمی سے مایوسی وغیرہ یہ تمام قبح لوازمات کفر سے ہین اب حسن کہان۔ پس معلوم ہوا کہ یہ فضائل وکمالات ومحاسن مومنین کو دنیا مین عطا ہوتے ہین اور آخرت مین بقدر حسن ثواب ونتیجہ عطا ہوتا ہے **ذی فضل** صاحب عمل خیر واعتقاد حق **فضلہ** یعنے ثواب فضل۔ تاکہ دنیاوی کوششون کے ثمرات مساوی نہ ہون بلکہ سست اور تیزرو مین امتیاز رہے۔ اس مین ترغیب ہے کہ طالب عالی ہمت جی توڑ توڑ کر محنت کرین **لطیفہ** اس مین اشارۂ نازک ہے کہ لذت پسند تماشا دوست بندون کے لیے ان کی تمنا کے موافق حور وقصور لذت وسرور اور دل دادہ وجگر سوختہ۔ مشتاق لقا بندگان رضا کے لیے نہ دنیا مین تعلقات واسباب واغیار سے کام تھا نہ آخرت مین ادہر ادہر توجہ دلائی جائے گی بلکہ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ مقام صدق مین شاہنشاہ قادر کے مقرب اور تلذذ حضور مین محو ہون گے

اَلَآ اِنَّهُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِیَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِیْنَ یَسْتَغْشُوْنَ ثِیَابَهُمْ ۙ

آگاہ ہو وہ دوہراتے ہین سینے اپنے کہ چھپین اس سے آگاہ ہو جبکہ لپیٹتے ہین کپڑے اپنے

یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

وہ جان لیتا ہے اوسے کہ چھپاتے ہین اور ظاہر کرتے ہین بیشک وہ دانا ہے راز سے سینون کے

ثنا دہرانا اور کج کرنا یَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ سے عرب کسی امر کا چھپانا مراد لیتے ہین۔ منہ سے مراد آنحضرت **یعنی** آپ خبردار ہوجائین کہ منافق آپ سے نفاق وکفر چھپاتے ہین تاکہ دل کی بات آپ سے مخفی رکھین آپ آگاہ رہین کہ جب وہ خلوت اور تنہائی مین اپنے کپڑے سے لپیٹتے ہین اور نہایت پوشیدگی سے کوئی کام کرنا چاہتے ہین اللہ تعالیٰ اون کے چھپے اور کھلے بھید جانتا ہے وہ داناے امور وواقف ما فی الصدور ہے یہ آیت منافقین وکفار کی شان مین ہے کہ تم کچھ کرو مگر اللہ سے تمہارے راز مخفی نہین رہ سکتے **ف** اگر آدمی اس آیت کا تصور رکھے اور اپنے ہر خلوت ومجلس اور خطرۂ قلب وحدیث نفس مین اللہ تعالےٰ کو حاضر وناظر یقین کرے اور ایسا سمجھے کہ وہ دیکھ رہا ہے تو غالباً گناہ کی جرأت نہ ہو کچھ شرم کچھ خوف پھر توفیق کی مدد بے شک گناہ سے بچنے کو یہ عمل مجرب ہے۔

تمام شد

پارہ ۱۲ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ | سُوْرَةُ هُوْد

ربط مومنین وکفار کی جزا و سزا سے سورت شروع کر کے وسعت ربوبیت و احاطۂ علم کا ذکر فرمایا اور یہ کہ عام رزق رسانی اور آغاز و انجام کی کارسازی ایک ہی ذات مبدء فیض و برکات سے متعلق ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ

اور نہین کوئی جانور زمین مین مگر اللہ پر ہے رزق اسکا اور جانتا ہے قرارگاہ اسکی اور جائے امانت اسکی سب ہے کتاب واضح مین

دابۃ لغت مین ہر جانور کو کہتے ہین کہا صاحب تفسیر کبیر نے باتفاق مفسرین یہان یہی مراد ہے اور اصطلاح مین چارپایہ یا گھوڑا **الکتاب مبین** مراد لوح محفوظ یعنی کوئی ذی روح نہین مگر اللہ نے اپنے فضل سے اپنی طرف اُسکا رزق کر لیا ہے یعنی وہی ضامن اور متکفل ہے **مستقر** آغاز و انجام یا مکان وگور یا وہ صُلب جسمین اُسکا نطفہ سپرد کیا گیا اور وہ رحم جہان اُسنے قرار پکڑا یا جنت مین جائیگا یا نار مین یہ تمام اُمور لوح محفوظ مین ہین آیت مین کمال ربوبیت و علم کا مذکور ہے اور بہت بڑا اطمینان اور وعدہ اپنے غلامون کو دیا ہے کہ اصل حاجت یعنی رزق کے ضامن ہم ہین اور ہر جگہ تمہارے حال سے خبردار **درمنثور** ابو موسیٰ و ابو مالک و ابو عامر چند اشعریون کے ساتھ ہجرت کر کے حضور کی خدمت مین آئے اور زاد راہ باقی نہ تھا ایک شخص کو بھیجا کہ حضور سے درخواست کرے فرستادے نے رسول خدا کو دیکھا کہ یہی آیت کریمہ پڑھ رہے تھے دل مین کہا اشعری کچھ بے مکوڑون سے اللہ کے نزدیک خوار نہین جب اونھین رزق دیتا ہے انکی خبر لے گا۔ حضور سے کچھ عرض نہ کی اور پھر آیا اور اپنے ساتھیون سے کہا بشارت ہو تم کو کہ فریادرس آگیا اگر سمجھے کہ حضور نے کچھ وعدہ کیا ہے دفعۃً دو آدمی آئے گوشت کا کاسہ اور روٹیان پیش کین خوب شکم سیر کھایا اور اون دونون مردون سے کہا ہم خوب کھا چکے اب تم یہ طعام حضور مین لے جاؤ بعد ازان جب حاضر خدمت ہوئے اس کھانے کی تعریف کی کہ ایسا لذیذ ہم نے کبھی نہ کھایا تھا آپ نے فرمایا مین نے کچھ نہین بھیجا تھا پھر تمام قصہ حضور مین عرض کیا گیا ارشاد فرمایا کہ یہ رزق اللہ تعالیٰ نے عنایت کیا اور تفسیر کبیر مین ہے کہ جب حضرت موسیٰ اپنی بی بی صاحبہ کو بحالت دردزہ جنگل مین تنہا چھوڑ کر آگ لینے گئے اور بیان کلام الٰہی سُنا تو کچھ کچھ تشویش تھا کہ واللہ اعلم اس بیچاری پر کیا گزر رہی ہے حکم ہوا کہ عصا ایک پتھر پر مارو عصا مارا تو ایک شگاف ہوا اور اس مین سے ایک پتھر نکلا اُس پر عصا مارا اس مین سے ایک پتھر نکلا اسی طرح تیسرا پتھر نکلا اس تیسرے پتھر پر عصا مارا تو ایک کیڑا نکلا جسکے

برابر تھا اور اُسکے منہ مین کوئی شے دبی تھی جو مثل غذا کے تھی پھر آپ کے سمع سے حجاب اٹھا گیا
آپ نے سنا کہ وہ کیڑا کہتا تھا پاک ہے جو مجھے دیکھتا ہے اور میرا کلام سنتا ہے اور میرا مقام
جانتا ہے اور مجھے یاد کرتا ہے بھولتا نہین **بحث** جبکہ ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمہ ہے پھر
بعض کی عمر رزق حرام مین گزرتی ہے اور بعضے فاقہ کشی مین گزارتے ہین اور بعض بھوک سے
ہلاک ہوجاتے ہین **جواب** رزق حلال ہو یا حرام قلیل ہو یا کثیر خوشگوار ہو یا بدمزہ سب
سب رزق موعود ہین کوئی وصف و مقدار اور وقت و عنوان مخصوص نہین

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا

اور وہی ہے جسنے ساتے آسمان اور زمین چھ دنون مین اور تھا عرش اسکا پانی پر تاکہ آزمائے تمکو ہون تم مین کہ اچھا ہو کام مین

وہی ذات جامع الصفات ہے جسنے ساتون آسمان اور زمین چھ دن مین بنائے اور مرتب کیے
(تفصیل اسکی صفحہ ۱۰ مین ہے) اور تھا عرش اس کا پانی پر یہ آفرینش اس لیے ہوئی کہ تمھارا
امتحان کرے کہ تم مین سے کون اچھے کام کرتا ہے **ف** یہ مسئلہ ابتداے آفرینش ہے اسکے متعلق
احادیث مین خبرین وارد ہین **بخاری** عمران بن حصین سے روایت ہے کہ حضور مین اول امر سے
سوال کیا گیا فرمایا کان اللہ ولم یکن قبلہ شیٔ وکان عرشہ علی الماء ثم خلق السمٰوات والارض وکتب
فی الذکر کل شیٔ تھا اللہ اور نہ تھی اُس سے پہلے کوئی شے اور تھا عرش اسکا پانی پر پھر
پیدا کیے آسمان اور زمین اور لکھی لوح محفوظ پر ہر شے کہا عمران نے کہ ابھی اسیقدر ارشاد ہوا تھا
ناگاہ ایک آدمی نے کہا اپنی اونٹنی کی خبر لو بھاگ گئی مین اُدھر چلا اور بخدا اچھا ہوتا اگر مین یہ اسرار سنتا
اور اونٹنی چلی جاتی **ترمذی** کہا ابو رزین نے مین نے عرض کی یا رسول اللہ قبل پیدا کرنے خلق کے
اللہ تعالی کہان تھا فرمایا **فِي عَمَاءٍ مَا تَحْتَهُ هَوَاءٌ وَمَا فَوْقَهُ هَوَاءٌ وَخَلَقَ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ**
عما مین تلے اوپر اس کے ہوا اور عرش کو پیدا کیا پانی پر **عماء** کہا یزید نے جو ترمذی کے شیخ کے
شیخ ہین کہ معنی عماء کے یہ ہین کہ اُسکے ساتھ کوئی شے نہ تھی ایسا ہی ہمارے شیوخ یعنے حماد وکیع و
شعبہ و ابو عوانہ بھی کہتے تھے اور کہا بعض علما نے کہ عماء کی کیفیت اللہ ہی جانے ہوا سے مراد خلوی
محض یعنے کچھ نہ تھا حاصل حدیث بخاری یہ ہے کہ اللہ سے پہلے کوئی شے نہ تھی اور عرش اُس کا
پانی پر تھا پھر آسمان و زمین بنائے گئے اور حدیث ترمذی مین یہ تصریح زائد ہے کہ اللہ تعالیٰ
(عماء و ہوا) یعنے لامکان مین تھا پھر عرش کو پیدا کیا بالائے آب کہا صاحب تیسیر نے کہ یہ مراد نہین
کہ عرش پانی پر دھرا تھا بلکہ یہ آسمان و زمین وغیرہ نہ تھے پانی تھا **در منثور** کہا ابن عباس

رضی اللہ نے کہ پانی ہوا پر تھا معالم کہا کعب نے ایک یاقوت سبز پیدا کیا پھر نظر ہیبت
دیکھا وہ پانی بن گیا اور تھر تھرانے لگا پھر ہوا پیدا کردی (یعنے اُسی حرکت سے) اور پانی کو ہوا پر
قائم کیا پھر عرش پانی پر رکھا کہا صاحب تفسیر کبیر نے بہتر ہے کہ حدیث مشہور پر اعتماد کیا جائے
اور وہ یہ ہے کان اللہ وماکان معہ شیٔ ثم کان عرشہ علی الماء اللہ تعالی تھا اور اُسکے
ساتھ کوئی شئے نہ تھی پھر ہوا عرش اُسکا پانی پر ف آیت مین اشارہ ہے کہ پانی عرش کے ساتھ یا
متصل مخلوق ہوا ہے اور یہ وہم ہو ہی نہین سکتا کہ عرش قدیم ہو اس لیے کہ عرش مخلوق ومربوب
ہے اور یہ سب امور اُس کے حدوث پر شاہد ہین در منثور جب آسمان و زمین کو پیدا کیا تو یہ پانی
دو حصہ ہوگیا آدھا تحت عرش رہا اور ہے بحر مسجور کہتے ہین اوس سے ایک قطرہ بھی نہین گیگا تا بعد
نفخ صور کچھ ترشح ہوگا جس سے اجسام بوسیدہ درست ہوجائینگے اور نصف زمین زیرین کے
تلے ہے اسکا نام باقی ہے لیبلوکم متعلق ہے خلق سے یعنے اسلیے یہ تمام اشیا پیدا کیے کہ تمہاری عقول
واعمال کا امتحان ہو آیا خالق ورب کو پہچانتے ہو یا نہ آیا اُسکی اطاعت کرتے ہو یا نہ در منثور کہا
ابن عمرؓ نے کہ حضور نے اس آیت کو پڑھ کر فرمایا کہ عمل سے مراد عقل ہے ف عمل بیان عام ہے
فعل قلب ہو یا فعل جوارح ہر طرح کا امتحان مشروط ہے اور حسن سے مراد حسن شرعی۔

وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۝

اور اگر کہے تو کہ بیشک تم اٹھائے جاؤگے پیچھے موت کے البتہ کہینگے وہ جو کافر ہوے نہین یہ مگر جادو کھلا ہوا

اور اگر کہے آ کہ تم لوگ مرنے کے بعد زندہ کیے جاؤ گے تو ہماری اس قدرت مین دیکھنے پر بھی کفار کہینگے
یہ قرآن یا یہ قول تو جادو سا معلوم ہوتا ہے یعنے عجیب جیسے کوئی جادو سے تعجب کرتا ہے

وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰۤى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ

اور اگر متاخر کرین ہم اونسے عذاب زمانہ معینہ تک البتہ کہینگے کس چیز نے روک رکھا اسے آگاہ ہو جس دن

يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ۝

آئیگا وہ اونپر نہین وہ پھیرا گیا اون سے اور گھیر لیگا اونکو وہ کہ تھے اس سے مسخرا پن کرتے

امۃ کہا ابوسعود نے (امۃ) سے مراد حصہ وقت (معدودۃ) شمار کردہ یعنے وقت مقرر مصروف
صرف کردہ شدہ پھیرا گیا یعنے ممنوع یہ خبر ہے لیس کی اسم اُس کا ضمیر جو راجع ہے عذاب کی
طرف یعنی اگر منکرین پر نزول عذاب مین ایک وقت معین تک توقف ہو تو تم سے کہین کہ ہمنے
اُس عذاب کو روک رکھا کیون نہین آتا (بعد ازان ارشاد ہوا) آپ آگاہ ہون کہ ...

ع

وہ عذاب معین آجائے گا کوئی اُسے روک نہ سکیگا اور وہ عذاب جس کے ساتھ ہنس ہنسکر باتین بناتے تھے اونکو گھیرے گا مسئلہ عذاب الٓہی سے تمسخر کرنا موجب نزول عذاب کا ہے

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ۝

اور اگر چکھا دیتے ہیں ہم آدمی کو اپنی طرف سے نعمت جدا کریں ہم اُسے اُس سے بیشک وہ بڑا نا امید نا شکر ہو جاتا ہے

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ

اور اگر چکھا دیں ہم اسے نعمتیں بعد تکلیف کے کہ پہونچی اُسے البتہ کہے گا وہ گئیں برائیاں مجھسے

اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ

بیشک وہ خوش ہونیوالا اترانیوالا ہے مگر جنھون نے صبر کیا اور کین نیکیان وہی ہین

کہا بعض نے کہ انسان سے مراد کافر ہے پس آیت سابق سے مرتبط ہے اور اگر بحسب

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝

کہ ان کے لیے بخشایش ہے اور ثواب بڑا

لفظ مراد جنس انسان ہے اور یہی مذہب قوی ہے تو اس مین مقتضائے طبع انسانی کا ذکر ہی بہر کیف زمانے کا تغیر آدمی کا تلون اور حق فراموشی اسباب ومجازے سے تعلق مذکور ہے مگر بعض اس کلیہ سے مستثنی بھی ہین فرمایا اگر آدمی کو ہم اپنے فضل وکرم سے کوئی خوشی وکامیابی عطا کرین پھر اُسے دور کر دین اور مصیبت وافلاس مین چھوڑ دین تو بڑا نا امید اور سخت نا شکرا ہو جاتا ہے نہ ہمارے کرم کا امیدوار نہ اگلے احسانونکا شکر گذار بلکہ شکایات بیجا اور خفگی بے محل اُس سے ظاہر ہوتی ہے پھر اگر سختی کے بعد رحمت عطا کرین تو ہماری طرف التفات نہین کرتا ان لذات فانیہ اور اسباب مجازیہ پہ بھول کر کہنے لگتا ہے میرے بُرے دن گئے اور بہت خوش ہوتا ہے اتراتا پھرتا ہے ہاں اس حق فراموشی اور بیہوشی سے مومن نیک کار مستثنی ہین اور بھول چوک کی مغفرت اور نیکیون پر ثواب عظیم بھی انھین کے لیے ہین **ف** یئوس وکفور وفخور بروزن فعول بصیغۂ مبالغہ اس لیے فرمایا کہ انسان مین یہ اُمور طبعی ہین بالکل دور ہونا مشکل البتہ غلو اور کثرت ان کی مذموم ہے۔

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ

پس شاید تو چھوڑ دینیوالا ہے بعض حکم کو کہ وحی کیا گیا طرف تیرے اور تنگ ہوتا ہے اُس سے سینہ تیرا یہ کہ کہتے ہین کیون نہ

اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ؕ

اتارا گیا اسپر خزانہ یا آیا ساتھ اسکے فرشتہ نہیں تو مگر ڈرانیوالا اور اللہ ہر شے پر وکیل ہے

ف جب کفار کے کلمات ناشایستہ وتمسخرات واہیہ سے حضور کا ملال زیادہ ہوا تو بغرض

تسکین فرمایا بعض مشرکین نے کہا اگر آپ ہمارے پاس ایسا قرآن لائین جس مین ہمارے بتون کی مذمت نہ ہو اوران واہی کلمات و تسوّرات سے حضور کا ملال بڑہا تو بغرض تسکین ورد مشرکین ارشاد ہوا شاید آپ بعض وحی یقینی کو چھوڑ دین گے اور آپ کا سینہ تنگ ہوگا یعنی غایت درجے کا ملال اور صدمہ اپنے دل پر رکھینگے اس لیے کہ وہ کیون کہتے ہین کہ دکیون نہین ہم پر خزانہ غیب نادل ہوتا یا اس رسول کے ساتھ فرشتہ آتا) کفار ایسے ہی معجزے طلب کرتے اور باتین بناتے جنکی تصریح گزرگئی تو اس کے جواب مین ارشاد ہوا آپ اے نبی کریم صرف ڈرانے والے ہین اور ہر شے پر قدرت اللہ ہی کو ہے) بس آپ ابلاغ رسالت کر دیجیے اور کچھ خیال نہ فرمایئے کوئی مانے یا نہ ملنے یہ تو ہمارا ہی کام ہے اور ہمین سب کے وکیل وکفیل ہین۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ط قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ

کیا کہتے ہین افترا باندھا اوسے کہدیجیے پس لاؤ دس سورتین مثل اُسکے افترا کی ہوئی

وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝

اور پکارو اوسے کہ بلاسکو تم غیر اللہ کے اگر ہو تم سچے

کیا کہتے ہین کہ آپ نے قرآن دل سے گڑہ لیا پھر آپ کہدیجیے اگر یہ زعم ہے تو تم بھی دس سورتین دل سے گڑھی ہوئی مثل قرآن کے لاؤ اور پکارو جسے پکار سکو تم غیر خدا سے اگر ہو تم سچے اسلیے کہ قرآن اگر قول بشر ہے تو دوسرے بشر سے بھی اسکا جواب ممکن ہے **بحث** سورۂ بقرہ اور سورۂ یونس مین ایک سورت طلب فرمائی اور یہان دس **جواب** کہا صاحب معالم و بیضاوی و کبیر وغیرہ نے کہ سورۂ بقرہ مدنی ہے اور سورۂ یونس سورۂ ہود سے موخر ہر حال سورۂ یونس مقدم ہے اتنے دس سورتین طلب کین جب عاجز ہوئے تو ایک پر کفایت کی گئی اور کہا بعض نے کہ دہ خبرین دو دین اور یہ یہ دو یعنے اگر تمام قرآن کا جواب نہین ہوسکتا تو سیف رہی **ف** میرے نزدیک یہ بھی ایک طریقہ ہے عاجز کرنے کا کہ مختلف تعدادین بیان کردین یعنے یہ قید بھی کچھ نہین کہ ایک آیت ہو یا دو اجی جسقدر ہوسکے بنا لاؤ۔

فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ

پھر اگر نہ جواب دین تم کو تو یقین کرلو یہی اُتارا گیا ہے علم سے اللہ کے اور یہ کہ نہین کوئی معبود مگر وہی

فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝

پس کیا تم فرمانبردار ہوتے ہو

واضح رہے کہ تاویل آیت مین مفسرین مضطرب ہین اور پچھلا قول میرے نزدیک نہایت صاف تکلف سے دور ہے

۱ مخاطب حضور ہین اور جمع تعظیماً ہے ۲ مومنین مخاطب ہین۔ ۳ یعنے اگر کفار تم کو

جواب نہ دیسکین اور مثل قرآن نہ لا سکین تو اب مزید اطمینان وکمال علم تم کو حاصل ہوا کہ
قرآن اللہ ہی کے علم سے اوتارا گیا ہے اور اوسی کا بھیجا ہوا ہے اور جب ایسا اعتقاد مستحکم
ہوگیا تو یہ بھی یقین ہوگیا کہ غیر خدا کوئی معبود نہین اس لیے کہ تصدیق قرآن عین تصدیق
رسول والوہیت حضرت رحمن ہے پس ایسی تصدیق وتوضیح کے بعد کیا تم مطیع ہوگے یعنی
ضرور ہوگے اور مراد علم واسلام سے کمال یقین قلب کی تسکین ہے جیسا کہ جابجا فرمایا لتطمئن
ایمان زیادہ ہو) اور یہ وہم باطل ہے کہ ایمان بالقرآن وتوحید وقبول اسلام مشروط بنایا گیا
اس لیے کہ وہ شرط جس کا وجود محال ہو حقیقۃ تعلیق نہین بلکہ ایک قسم کی تاکید ہے جیسا کہ فرمایا کفار
دوزخ سے : نکلین گے جب تک اونٹ سوراخ سوزن مین نہ درآئے حالانکہ اون کا
خروج کسی حال مین ممکن نہین پس تعلیق بالمحال محال ہے ایسے ہی مثل قرآن کا لانا
خواب وخیال ہے اگر کفار تم کو جواب نہ دیسکین تو اسے منکرو جان لو کہ قرآن کلام باری ہے
اور اللہ ہی معبود برحق ہے تو کیا اب تم ایمان لاؤگے یا اور یہی قول اسلم ہے پس اسے
منکرو اگر وہ تمام تمھارے حمایتی جنھین خدا کے سوا پکارو اور تالیف مثل قرآن مین معین
ہوا و تم کو جواب نہ دین اور اون سے کچھ نہ ہو سکے تو یقین کر لو کہ قرآن منزل من اللہ ہے
ورنہ جواب ہو ہی جاتا اور اللہ ہی معبود بحق ہے تو کیا اب تم مطیع ہوتے ہو کہ تمھاری
گذشتہ خطائین معاف کی جائین یا ایسے دلائل ظاہر کے بعد بھی کچھ تردد باقی ہے کہ
محض نادان ہے ایمان قابل سزا سمجھے جاؤ **ف** قرآن کا یہ معجزہ دائمی اور حقانیت اسلام
کی دلیل قطعی ہے جسکا جواب نہ کبھی ہوا نہ ہوگا۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ

جو ہے چاہتا ہے زندگی دنیا کی اور زینت اسکی پورے کر دینگے ہم طرف انکے کام انکے اسمین اور وہ دنیا مین نہ خسارہ پائینگے

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

وہ ہین کہ نہیں اونکے لیے آخرت مین مگر آگ اور مٹ گیا جو کیا دنیا مین اور باطل ہوا جو تھے کرتے

جو حیات دنیا اور اوسکی زینت کا خواہان ہے اوسے اوسکے کام کے ثمرات دنیا ہی مین
پورے کر دیتے ہین اور اون کے حق گھٹائے نہین جاتے اون کے لیے آخرت مین آگ کے
سوا کچھ نہین جو دنیا مین کیا تھا سب اکارت گیا اور ضائع و باطل ہے جو کچھ وہ کیا کرتے
تھے **کبیر** کہ گیا منطوب اس کے منافق یا کفار ہین مومنین کو ایسا جواب خشک

مل نہین سکتا اور اعمال سے مراد وہ اعمال خیر ہین جنکا وقوع کفار سے جائز ہے جیسے سخاوت عدل
راحت رسانی و رفاہ عام وغیرہ تو اسکے فائدے اونکو یہین مل جاتے ہین اور کہا گیا کہ مومن و کافر
سب مراد ہین مگر اعمال سے مراد اعمال ریائی ہین **ف** مومن ریائی کی نسبت دوام عذاب ثابت نہین ہے
البتہ اگر نفس ایمان و اسلام ہی نہین رہا تو ناری ہے لیکن وہ مومن نہین منافق ہے عموم لفظ
چاہتا ہے کہ مراد عام رہے اور خصوص معنے یعنے دنیا پرستی خود بخود کافر یا منافق مین پائی جائیگی
پس نہ خلاف ظاہر ہوگا نہ ضد اصل مسلم ارادہ گو ہر بشر بالطبع حیات و زینت کا آرزومند ہوتا ہے
مگر اصل مقصود و تمامی ہمت و عمدہ مقاصد اسکا آخرت ہی ہے اسلیے کہ ارادے کی چار قسمین ہین
۱ (خالص) وہ جو ایک ہی مقصود ٹھہرانے دوسرے کی پروا نہ ہو جیسے بعض زاہد جو دنیا سے کوسون
بھاگتے ہین یا واعظ و مدرس صادق جنکو رضائے خدا و رسول و رجوع و قبول دونون حاصل ہین مگر
دل ایک ہی جانب ہے یا دنیا دار جنکو اپنے تمام رسوم بلکہ اسلامی امور مثل عیدین و ختنہ و نکاح
وغیرہ مین بھی دنیا کی ناموری یا باپ دادا کی تقلید مقصود ہے اگر مفت کا ثواب مل جائے تو خیر یہ بھی
بہتر ۲ (ضمنی) یعنی اصل مقصود کچھ اور ہے اور تبعا دوسرے فائدے بھی ملحوظ ہون جیسے غازی کا مقصود
۴) غلبہ و ثواب ہے اور ضمناً غنیمت بھی عزیز ہے اگر ملے تو مسرور اور نہ ملے تو شاکر و صبور ۳ (متردد)
جسمین شک ہو کہ خالص ہے یا مشترک اسمین دو امر مراد ہوتے ہین مگر ایک زیادہ دوسرا کم ایک
مؤخر دوسرا مقدم جیسے ہمارے زمانے کے بعض طلبہ جنمین بعد علم اگر دنیا نہ ملے تو افسردہ اور کچھ کچھ
اپنے ناکامی پر نادم ہوں ۴ (مشترک) یعنے دونون امر برابر مقصود و ملحوظ ہون ناکامی مین حسرت اور طلب
مین سعی برابر ہو پس آیت مین یہی ارادۂ خالص و طلب کامل مراد ہے اس لیے کہ ارادۂ مطلق فرد
کامل کی طرف پھرتا ہے نہ ارادۂ ضمنی و متردد و مشترک کی طرف اور بے شک ایسا دنیا کا ارادہ ایمان
کے ساتھ جمع نہین ہو سکتا اور ایسا ارادہ (نہ مقتضائے طبع بشری ہے ۔ قرین عقل و نظر بلکہ بحکم
نفس و شیطان حیلہ گر حیات دنیائے فانی کے قیام کا تصور ارادۂ صحیح کا مانع ہے اور زینت سے
لذات فضول ہوا و ہوس نامعقول مراد ہے چنانچہ قرآن مین وارد ہوا کہ دنیا انکی آنکھون مین مزین کی گئی
جو شیطان کی راہ پر ہین **اعمال** جمع عمل عام ہے اور بوجہ اطلاق عمل صحیح و تدبیر صائب معتبر پس
یہ ارشاد کہ اونکے عمل ضائع نہ ہونگے انھین تدبیر و اعمال کی نسبت ہے جنکے لیے مانع و عارض و نقص
ثابت نہو پس یہ وہم نہ رہا کہ ہر تدبیر و عمل مین دنیا پرست کامیاب نہین ہوتے اس لیے کہ جو تدبیر صائب

[illegible]

وعمل کامل نہو وہ اس وعدے مین داخل نہین البتہ مومنین کی دنیاوی کامیابی بطور عادہ وجزا واجرت نہین بلکہ انعام وتفضل سے ہے نکتہ شاید اسی وجہ سے دنیاوی امور مین کفار زیادہ کامیاب نظر آتے ہین فیہا خواہ متعلق حبط کے ہے اور ضمیر راجع آخرت کی طرف یعنے ضائع ہوگئے عمل آخرت مین خواہ متعلق صَنَعُوا ہے اور ضمیر راجع دنیا کی طرف یعنے ضائع ہوا جو دنیا مین کیا مسئلہ غناکو امر اہم ومقصود اصلی بنانا جائز نہین مسئلہ زیادہ تمول وتزئین غیر محمود ہے مسئلہ دنیا ارادہ خیر کو باطل وغیر معتبر کردیتا ہے ورنہ اعمال ریائی بالکل باطل وساقط نہ ہوتے مسئلہ وہ اعمال جو محض دنیاوی فائدون کے لیے پڑہائے جاتے ہین گو ذکر وتلاوت پر شامل ہون موجب ثواب وحسن آخرت نہ ہون گے مسئلہ کوئی پیشہ یا نوکری یا تجارت جس مین تحصیل زر مقصود اور عمل خیر موجود ہو جیسے کتابت قرآن تعلیم غیر کی نوکری کتب دین کی تجارت وغیرہ اگر اس خیال سے ہے کہ ظاہر مین خدا پرست کہلاؤن اور دنیا کماؤن تو عاصی ہے اور اس وجہ سے کہ جہان اور تدبیرین جائز ہین یہ بھی سہی تو جائز اور اس شوق مین کہ معاش بھی تعلق الٰہی سے خالی نہ رہے موجب ثواب ہے جیسا کہ ارادے کے مفہوم سے ظاہر ہے بحث آیت مین کوئی دلالت نہین کہ جسکے بعض اعمال دنیا کے لیے ہون اور بعض خدا کے لیے وہ بھی اس وعید کا سزاوار ہے اس لیے کہ صرف اعمال دنیاوی کے بطلان پر آیت دال ہے اور جہنم بوجہ بے مایگی وتہیدستی ہے پس جب کوئی اور عمل خیر گو وہ صرف توحید ورسالت کا اقرار ہی ہو موجود ہے تو امید مغفرت منقطع نہین ہوسکتی حاصل ۱۔ دنیا و دنیا پرستی کی مذمت ۲۔ اعمال ریائی ومقاصد دنیاوی کا ابطال ۳۔ کفار کو دنیا مین فائدۂ عمل ہوجاتا ہے ۴۔ آخرت مین تہیدستی ومحرومی ہے مشکوٰۃ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَۃً یُعْطٰی بِھَا فِی الدُّنْیَا وَیُجْزٰی بِھَا فِی الْاٰخِرَۃِ وَاَمَّا الْکَافِرُ فَیُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِھَا لِلّٰہِ فِی الدُّنْیَا حَتّٰی اِذَا اَفْضٰی اِلَی الْاٰخِرَۃِ لَمْ یَکُنْ لَہٗ حَسَنَۃٌ یُجْزٰی بِھَا

(رواہ مسلم) بے شک اللہ نہین ظلم کرتا کسی مومن پر نیکی مین دنیا مین اس کا پھل دیتا ہے اور آخرت مین ثواب عطا ہوتا ہے مگر کافر کو دنیا مین بحساب عمل خیر جو اللہ کے لیے کیے ہون فائدہ مل جاتا ہے پھر جب آخرت ہوگی نہ ہوگی اسکے لیے کوئی نیکی کہ اوس کی جزا دی جاسکے بخاری قال ان مما اخاف من بعدی ما یفتح علیکم من زھرۃ الدنیا وزینتھا فرمایا جس مین مجھے تمہارے ڈر ہے اپنے بعد وہ شئی ہے کہ کھولدی جاسکے تم پر دنیا کی زیب وزینت۔ ترمذی

لٰکِنْ عَبْدُ الدِّیْنَارِ وَلُعِنَ عَبْدُ الدِّرْھَمِ اللہ کی رحمت سے نہ دینار و درہم دور ہوا
مشکوٰۃ حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ محبت دنیا کی تمام گناہوں کا سرا ہے۔

اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ وَیَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ وَمِنْ قَبْلِہٖ کِتٰبُ مُوْسٰۤی اِمَامًا

کیا جو ہو دلیل پر اپنے رب کی طرف سے اور جو پیچھے اسکے گواہ اُس سے اور پہلے سے اُسکے کتاب موسے کی امام

وَّرَحْمَۃً ؕ اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ ؕ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِہٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُہٗ ۚ

اور رحمت وہی ایمان لاتے ہیں ساتھ اسکے اور جو کفر کرے اُس سے گروہوں میں سے پس آگ وعدہ گاہ اسکی ہے

فَلَا تَکُ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْہُ ۚ اِنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝

پس نہ ہو تو شک میں اس سے بیشک وہ حق ہے رب سے تیرے اور لیکن اکثر آدمی نہیں ایمان لاتے

آیت میں بعض لفظ مجمل ہیں جنکی تفسیر میں مفسرین مختلف ہوگئے ہیں (من) آنحضرت یا مومنین یہود یا عام مومن ہے (بینہ) دلیل ظاہر و مذہب حق یا عقل سلیم یا قرآن ہے (شاہد) جبرئیل یا قرآن یا آنحضرت تور در منثور وغیرہ میں ہے کہ کہا حضرت علی نے آنحضرت بینہ پر ہیں اور میں شاہد ہوں یا عقل صحیح حاصل کیا برابر ہے وہ ایمان والا جو مذہب حق اور دلیل ظاہر پر ہو اپنے رب کی طرف سے اور اس کے پیچھے اُسکے بیان کا مصدق گواہ یعنے قرآن یا عقل سلیم موجود ہو یا دوسرے مومنین اُسکی تصدیق کرتے ہوں اور اوس سے پہلے کتاب موسیٰ جو امام و رحمت ہے اُسکے مذہب کی شہادت دے چکی ہو یہ لوگ ایمان لانے والے ہیں امر حق یا قرآن پر اور جو اُس سے کفر یا انکار کرے قوموں اور گروہوں سے یعنے تمام سے جو منکر ہو تو دوزخ اُسکا وعدہ گاہ ہے پس آپ شک و شبہے میں نہ رہیں وہ حق و ثابت ہے آپ کے پروردگار کی طرف سے مگر اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے افمن آخر خواہ متعلق ہے من کان یرید آخر کا یعنے دنیا طلب اور مومن حق کیا برابر ہو جائے گا خواہ متعلق ہے (ومن یکفربہ) کا یعنے وہ مومن و کافر برابر نہ ہوں گے

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللہِ کَذِبًا ؕ اُولٰٓئِکَ یُعْرَضُوْنَ عَلٰی رَبِّھِمْ وَیَقُوْلُ

اور کون ظالم زیادہ اوس سے کہ بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یہ لوگ پیش کیے جائیں گے اپنے رب پر اور کہیں گے

الْاَشْھَادُ ھٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ کَذَبُوْا عَلٰی رَبِّھِمْ ۚ اَلَا لَعْنَۃُ اللہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ۝

گواہ یہی ہیں جو جھوٹ بولے سب پر یعنے آگاہ ہو لعنت اللہ کی ظالموں پر

الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ

جو　روکتے ہین　راہ سے اللہ کی اور ڈھونڈھتے ہین اوس مین کجی　اور وہ　آخرت سے　وہی منکر ہین

اوس سے ظالم (زیادہ کون جو اللہ پر جھوٹا افترا باندھے (اُس کے لیے شریک یا اولاد قرار دیے یا جو اوس نے نہین فرمایا وہ منسوب کرے) یہی لوگ قیامت مین اپنے رب کے حضور مین پیش کیے جائین گے اور گواہ یعنے ملائکہ جو نامۂ اعمال لکھتے ہین یا انبیا جو اپنی امت پر گواہ ہون گے یا ہاتھ پاؤن زبان وقت اور وہ مخلوق جس نے یہ کفر اوسنے دیکھا ہے کہین گے اونھین نے اللہ پر افترا باندھا تھا خبردار ہو جاؤ کہ لعنت اور پھٹکار ہے اللہ کی اُنپر جنھون نے ظلم کیا اور اللہ کی راہ سے دوسرون کو روکا اور اُس مین کجی چاہی وہ اپنی آخرت اور حساب کتاب اور زندہ ہونے سے منکر تھے یبغونہا راہ کو ڈھونڈتے تھے

أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ

وہی لوگ　نہین　تھکانے والے　زمین مین　اور نہین　انکو　سوائے اللہ کے

مِنْ أَوْلِيَاءَ ۘ يُضَاعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ السَّمْعَ

کوئی حمایتی　دوچند کیا جائیگا　اُنپر　عذاب　نہین　سکتے ہین　سننا

وَمَا كَانُوا يُبْصِرُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَضَلَّ

اور نہین　دیکھتے　وہی ہین　جنھون نے　خسارے مین ڈالا　جانون کو اپنی　اور گم ہوا

عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ۝

اُن سے جو　تھے　افترا باندھتے　بیشک وہ　آخرت مین　نقصان پانے والے ہین

یہ لوگ یعنے دنیا پرست مفتری اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھاگ کر بچنے والے نہین تمام زمین مین اور نہ اونکا سوائے خدا کے کوئی ولی اور دستگیر ہے عذاب اُنپر دونا ہوگا نہ وہ سن سکتے ہین کہ نصیحت قبول کرین اور نہ دیکھ سکتے ہین کہ قدرت کا ملہ دیکھین یہ وہ لوگ ہین جنھون نے اپنی جانون کو نقصان مین ڈالا اور جو کچھ افترا باندھا تھا وہ ضایع اور باطل ہو گیا کچھ کام نہین آتا ثابت ہوگئی یہ بات کہ آخرت مین وہی خسارہ پانے والے ہین (من دون اللہ) متعلق ہے ولی کا یعنے وہ اولیا جو خدا کے سوا قرار دیے ہین سب کے سب بیکار بے سود ہین ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے مراد نہین کہ اللہ ولی ہے غیر او سکا نہین اس لیے کہ اللہ تعالے کی حمایت مخصوص با یمان ہے (یضاعف) سے یہ غرض نہین کہ سزا جرم سے زیادہ ہوگی بلکہ سزا دوام بدوام

برستی جاسکے گی نرمی اور کمی نہ ہوگی اسی لیے صیغۂ مضارع فرمایا کہ استمرار پر دلالت کرے

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَخْبَتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

بیشک جو ایمان لائے اور کام سے نیک اور عجز کیا طرف اپنے رب کے وہی صاحب

اخبات فروتنی کرنا دل کا | الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ | مطمئن ہونا یا سان خواہ خشوع

وخضوع مراد ہے جیسا کہ منقول | جنت ہیں وہ اسمیں ہمیشہ رہینگے | سے قتادہ سے خواہ تسکین قلب

مراد ہے یعنی اللہ پر توکل و اطمینان کریں جیسا کہ کہا ہے بعض نے خواہ خوف و بیم ہے جیسا کہ مروی ہے

ابن عباس سے یعنی وہ لوگ کہ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور اللہ تعالی سے ڈرے عجز کیا

اُسکے وعدوں پر تردد اور شک نہ رہا اور مطمئن ہوگیا وہ جنت والے ہیں ہمیشہ اُسی میں رہینگے

ع مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ۚ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ

مثل دونوں فریقوں کی مثل اندھے اور بہرے اور بینا اور سننے والے کی کیا برابر ہیں دونوں مثل میں کیا نہیں نصیحت اختیار کرتے

یعنے دنیا پرست مفتری کی مثال ایسی ہے جیسے اندھے بہرے اور مومنین نیکو کار ایسے ہیں جیسے صاحب

گوش وچشم تو کیا یہ دونوں برابر ہو جائینگے مثال میں اتنا بھی نہیں سوچتے یعنی جس طرح اندھے اور آنکھوالے

میں مناسبت نہیں اور بہرے اور سننے والے کی برابری نہیں ایسے ہی مطیع و عاصی میں فرق ہے

ربط مزید توجہ و سہولت علم کے لیے اگلوں کے واقعات بیان فرمائے کہ اپنا قیاس اسی پر کریں۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ أَن لَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ إِنِّي

اور ہمنے بھیجا نوح کو طرف انکی قوم کے میں واسطے تمہارے ڈرانیوالا ظاہر ہوں کہ نہ پرستش کرو مگر اللہ کی میں

ہمنے نوح کو انکی قوم کی | أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ | طرف بھیجا تو نوح علیہ السلام

نے کہا میں تمہارے لیے | ڈرتا ہوں تمپر عذاب یوم دردناک سے | کھلا کھلا ڈرانے والا ہوں

سوا اللہ کے کسی کی پرستش نہ کرو میں تم پر عذاب یوم الیم یعنے عذاب قیامت سے ڈرتا ہوں

یعنے ایسا نہو کہ بوجہ پرستش غیر خدا و ترک احکام رب جل و علے تمپر بڑا عذاب آجاوے۔

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ

پھر کہا سرداروں نے جو کافر ہوئے تھے اسکی قوم سے نہیں دیکھتے ہم تجھکو مگر بشر مثل ہمارے اور نہیں دیکھتے ہم تجھکو کہ پیروی کی ہو تیری مگر انہوں نے

هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ وَمَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِن فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ

کہ وہ کمینے ہیں ہم میں سے ظاہر نظر میں اور نہیں دیکھتے ہم واسطے تمہارے اوپر ہمارے کوئی فضل بلکہ جانتے ہیں ہم تم کو کاذب

[illegible]

سرداران قوم نوحؑ نے کہا جو کافر تھے ہم تو آپ کو اپنا سا آدمی دیکھتے ہین اور آپ کے تابع صرف
اراذل ہین اور نہین جن کی رذالت ظاہر ہے یا جنھون نے بے سمجھے بوجھے آپ کی تابعیت
اختیار کر لی ہے اور ہم تم کو اپنے سے افضل نہین پاتے بلکہ ہم تم کو جھوٹھا ہی جانتے ہین۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّىْ وَاٰتٰىنِىْ رَحْمَةً

بولا اے قوم خبر دو تم مجھے اگر ہون مین دلیل پر اپنے رب کی طرف سے اور دی مجھکو رحمت

مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ۝

پاس سے اپنے پھر تمکو سوجھائی نہ دی کیا چپکا دیتے ہین تمکو ہم رحمت حالانکہ تم اوس سے ناخوش ہو

کہا نوحؑ نے اے لوگو مجھے یہ بتاؤ اگر مین دلیل قوی پر ہون اپنے رب کی طرف سے اور
اللہ تعالےٰ نے اپنے پاس سے مجھ پر رحمت فرمائی ہو اور وہ دلیل صحیح و رحمت وسیع تم پر مخفی
رہی ہو تو کیا مین زبردستی تمھارے دامن سے باندھ دون گا اور ایسی حالت مین کہ تم اوسے
ناپسند کر رہے ہو یعنے اگر مین صادق ہون تو تم رحمت سے محروم رہوگے اور مین بدون سعی
وطلب خود کسی کو نہ راہ پر لا سکتا ہون نہ رحمت الٰہی مین شریک کرسکتا ہون۔

وَيٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا

اور اے قوم نہین مانگتا مین تم سے اس بات پر کچھ مال نہین مزدوری میری مگر اللہ پر اور نہین مین

بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّىْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝

ہنکانے والا انکا جو ایمان لائے بیشک وہ ملنے والے ہین رب اپنے سے لیکن مین دیکھتا ہون تمکو قوم جاہل

اے لوگو مین تم سے کچھ مال نہین مانگتا میری مزدوری تو اللہ تعالیٰ کے فضل پر ہے اور مین ہنکانے والا
نہین بے شک وہ لوگ اپنے رب سے ملنے والے ہین لیکن مین تم کو جاہل پاتا ہون یعنی نہ مین
کچھ مال و زر مانگتا ہون کہ امیر و فقیر کا امتیاز کرون اب تمھارا یہ خیال کہ مین فقراے مومنین
سے کنارہ کش ہون جہل صریح ہے **ف** تعلیم دین و وعظ پر معاوضہ نہ لینا مساکین و غریب
آدمیون کو حضوری مجلس و التفات خاص سے محروم نہ رکھنا سنت انبیا ہے۔

وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِىْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝

اور اے قوم کون مدد کرے گا میری اللہ سے اگر نکالدون مین انکو کیا بس نہین سوچتے

اے لوگو اگر مین اُن غریب کم وقعت والون کو اپنے پاس سے نکالدون تو کون میری نصرت
وحمایت کرے گا اللہ کے مقابلے مین کیا اتنا بھی نہین سمجھتے۔

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ

اور نہین کہتا مین تمسے کہ پاس میرے خزانے اللہ کے ہین اور نہین جانتا مین غیب کو اور نہین کہتا مین کہ مین فرشتہ ہون

وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِىْۤ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِىْۤ

اور نہین کہتا مین واسطے انکے کہ حقیر جانتے ہین آنکھین تمہاری نہ دیگا انکو اللہ نیکی اللہ زیادہ دانا ہے اسکا کہ

اَنْفُسِهِمْ ۚ اِنِّىْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

جانون مین انکی ہے مین اسوقت بر آئینہ ظالمون سے ہون

اور مین نہین کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہین اور نہ یہ کہ مین دانائے غیب ہون اور مین نہین کہتا کہ مین فرشتہ ہون اور نہین کہتا مین جنکو تم بچشم حقارت دیکھتے ہو انکو اللہ تعالے خیر عنایت نہ فرمائے گا اللہ جانتا ہے جو انکے دلون مین ہے (اگر مخلص وصادق ہین تو بلاشک خیر دنیا ودین ان کا حصہ ہے اور [illegible] ورنہ ہے تو خواری اور ذلت مین کلام نہین لیکن مین ایسا کہون تو) اسوقت ظالم ہوجاؤن گا **ف** یہ بھی سنت قدیم ہے کہ آپ کو مجبور وعبد وعاجز سمجھے اور رحمت حق کسی کی نسبت ثابت یا منتفی قطعاً نہ کرے۔

قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ

بولے اے نوح بتحقیق جھگڑا کیا تونے ہمسے پھر زیادہ کیا تونے جھگڑا ہمارا پس لے آ اسے کہ وعدہ کیا تونے

اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

اگر ہے تو سچون سے

کفار بولے اے نوح آپ نے ہم سے جدال کیا اور یہ تنازع حد سے گزار دیا خیر اب وہ عذاب جس کا ہم سے وعدہ کیا ہے لے آئیے اگر آپ سچے ہین **ف** معلوم ہوا آپ کو کوسنا اور بلا کا سزاوار بنانا طریقہ کفر سے ہے۔

قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِىْۤ اِنْ اَرَدْتُّ

کہا سوائے اسکے نہین لائیگا تمپر عذاب مگر اللہ اگر چاہیگا اور نہین تم تھکانے والے اور نہ نفع دیگی تمکو نصیحت میری اگر چاہا مین

اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۫ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

یہ کہ نصیحت کرون تمکو اگر ہے اللہ کہ چاہتا ہے یہ کہ بہکائے تم کو وہ رب تمہارا ہے اور طرف اوسیکے رجوع کروگے

حضرت نوح نے کہا عذاب تو اللہ ہی چاہے لائے اور تم اللہ کے عذاب سے بچنے والے نہین اور نہ میری نصیحت تم کو نفع دے گی اگر مین چاہون کہ تم کو نصیحت کرون اور اگر اللہ چاہے کہ تم کو بہکائے وہی تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف بازگشت ہے [illegible] آیت سے [illegible] کہ ہدایت وضلالت بلکہ ہر خیر وشر اللہ کی طرف سے ہے سب دوسرے وسائل ہین نہ فاعل

ع أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَعَلَيَّ إِجْرَامِي وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تُجْرِمُونَ ع

کیا کہتے ہیں کہ افترا کیا ہے اسے کہدیجیے اگر دل سے گڑھا ہے اسے تو مجھ پر ہے گناہ میرا اور میں بری ہوں اس سے کہ گناہ کرتے ہو تم

معالم کہا ابن عباس نے کہ یہ بھی متعلق قصۂ نوح علیہ السلام ہے۔ کہا مقاتل نے یہ آنحضرت اور آپ کی امت سے متعلق ہے **حاصل**۔ کیا کفار کہتے ہیں کہ احکام الٰہی وامر رسالت دل سے بنا لئے آپ کہدیجیے اگر میں نے وحی دل سے گڑھ لی ہے تو مجھ پر اسکا گناہ ہے اور میں بری ہوں اس سے کہ تم گناہ کرتے ہو یعنی میرا اب آپ میرے ذمہ ہوگا تم غور کرو یہ تیری تکذیب کسکے سر جاوے گی

وَأُوحِيَ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَن يُؤْمِنَ مِن قَوْمِكَ إِلَّا مَن قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ

اور وحی کی گئی طرف نوح کے کہ ہرگز نہ ایمان لاویگا قوم سے تیری لیکن وہ کہ ایمان لاچکا پس نہ رنج کر اسکا کہ تھے کرتے

بھیجنے نوح پر وحی کی کہ جو ایمان لاچکے وہ لاچکے باقی اب کوئی ایمان نہ لاوے گا تو آپ ان کفار کے برے کاموں پر ملول و مغموم نہ ہوں **مع النس** مدتوں حضرت نوح نے قوم سے مظالم اٹھائے اسقدر آپ کو مارتے کہ آپ بیہوش ہو جاتے کپڑے میں لپیٹ کر گھر میں پھینکدیتے اور سمجھتے کہ مر گئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ اچھے ہو جاتے اور دعوت حق شروع کرتے ایک دن ایک بڈھے نے اپنے چھوٹے بیٹے سے کہا بیٹا اس بڈھے یعنی نوح علیہ السلام کو پہچان رکھ شاید تجھے بہکائے اُس لڑکے نے کہا اپنی لاٹھی دے مجھ کو باپ سے اُترا اور حضرت نوح پر لاٹھی ماری آپ نے عرض کی اے رب دیکھ تیرے بندے مجھ سے کیا سلوک کرتے ہیں اگر تجھے انپر توجہ ہے تو انہیں ہدایت کر ورنہ مجھے اجازت ملے کہ میں بد دعا کروں ارشاد ہوا کہ اب کسی کی قسمت میں ایمان نہیں آپ نے بد دعا کی **ف** آیت میں اشارہ ہے کہ اب نصیحت و انتظار بیسود ہے بد دعا کیجیے کہ انتقام لیا جاوے۔

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ

اور بنا کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے اور نہ گفتگو کر مجھ سے انکے باب میں کہ ظلم کیا بیشک وہ ڈوبنے والے ہیں

ہماری تعلیم وارشاد سے کشتی بناؤ ہمارے پیش چشم اور ہے ان ظالموں کی نسبت درخواست رحم نہ کرنا یہ سب کے سب ڈوبنے والے ہیں **در منثور** ابن عباس سے مروی ہے کہ جب نوح کو کشتی بنانے کا حکم ہوا عرض کیا اے رب لکڑی کہاں ہے فرمایا درخت بوؤ تو ساکھو کا درخت بویا اور بیس برس تک منتظر رہے جب درخت تیار ہوا کاٹا اور سکھلایا اور بحسب تعلیم الٰہی کشتی تیار کی چھ سو گز طول اور تین سو تینتیس گز عرض اور ساٹھ گز بلندی اور تین درجے بنائے ایک میں چارپائے دوسرے میں انسان اور طبقہ اعلیٰ میں بنی آدم **اعین** جمع عین یا مراد اس سے حضور و توجہ یا صفات متشابہات سے ہے مثل ید و وجہ کے

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۖ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّن قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ۚ قَالَ إِن تَسْخَرُوا مِنَّا

اور بناتے تھے کشتی اور جب گزرتا اوسپر کوئی سردار اُسکی قوم کا تمسخر کرتے اسسے کہا اگر ہنستے ہو ہمسے

فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ۝ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ

پس ہمبھی دل لگی کرتا ہوں تمسے جسطرح تم دل لگی کرتے ہو اب جان لوگے کون ہے کہ آتا ہے اُسپر عذاب

اور نوح کشتی بناتے مشرکین کا گزر ہوتا تمسخر سے

يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝

کہ رسوا کرے اوس اور اوترے اُسپر عذاب قائم رہنے والا

اور جب کوئی سردار کہتا نوح نبوت سے

نجاری کرنے لگے حضرت نوح نے کہا تم ہمسے ہنستے ہو اور ہم بھی تمہاری طرح ہنستے ہین اب تم جان لوگے
کہ کس پر رسوا کرنے والا عذاب آتا ہے اور کون عذاب دائمی مین گرفتار ہوتا ہے **ف** معلوم ہوا کہ
مقبولان خدا پر تمسخر موجب نزول عذاب دنیا و بلاے آخرت ہے کہ اسباب و تدبیر پر توجہ سنت
٦ انبیاء ہے کہ پیشۂ نجاری حضرت نوح سے ہے کہ اطاعت عبادت و ذکر پر مقدم ہے ورنہ
آپ ذکر اور نماز ہی مین مشغول رہتے صناعت کشتی مین تیس برس صرف وقت نہ فرماتے

یہ تمسخر دیکھی اوسوقت

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ

یہانتک کہ جب آگیا حکم ہمارا اور جوش مارا تنور نے

تک رہا کہ ہمارا حکم یعنے عذاب آگیا اور تنور نے جوش مارا پانی اُبلا (۴۷)

روے زمین صفحۂ آب ہوگیا **امر** عذاب یا وہ وقت وعدہ جو نوح سے درباب ہلاک قوم کیا تھا **ابن کثیر**
کہا ابن عباس نے تنور سے مراد روے زمین یعنے تمام زمین سوتے کی طرح اُبل نکلی۔ کہا علی نے تنور سپیدۂ صبح
یعنے صبح ہوئی اور عذاب آیا کہا قتادہ نے جزیرہ مین ایک چشمہ بنام عین الورد تھا تنور اُسی سے مراد ہے
شعبی نے قسم کہا کر کہا کہ تنور کوفے مین تھا اور کشتی وہان تھی جہان اب مسجد کوفہ ہے کشتی وسط مسجد مین
اور تنور باب کندہ کے داہنے طرف **معالم** کہا حسن نے یہ تنور پتھر کا تھا کہا مقاتل نے یہ تنور
آدم کا نوح کے پاس شام مین بمقام عین الوردہ تھا کہا ابن عباس نے کہ تنور ہند مین تھا

قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِن كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَن سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ

کہا ہمنے لادے اوسمین ہر قسم کے جوڑے سے دو دو اور اپنے اہل کو مگر وہ کہ سابق ہوا اُسپر وعدہ

ہم نے کہا اسسے کے جانور کا جوڑا

وَمَنْ آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ۝

اور جو ایمان لایا اور نہین ایمان لائے ساتھ اوسکے مگر کم

نوح کشتی پر ہر قسم یعنے ایک نر اور ایک
مادہ سوار کر لو تاکہ نسل باقی رہے اور اپنے اہل و عیال کو لے لو مگر وہ جنکے حق مین ہمارا علم و حکم
سابق و ناطق ہو چکا ہے (نہین بچ سکتے انہین سوار نہ کرو) اور اُنکو سوار کر لو جو ایمان لاے اور وہ

ایمان نہ لائے تھے مگر تھوڑے آدمی **زوجین** سے مراد جانور ہین **معالم** اللہ تعالیٰ نے نوح کے پاس تمام وحوش وطیور جمع کر دیے آپ ہاتھ مارتے داہنے ہاتھ مین نر بائین مین مادے آتے اور کشتی پر سوار کر دیتے **عرائس** گدھے کے سینے سے شیطان چمٹ گیا اوسکے پانون نہ اوٹھتے تھے حضرت نوح نے کہا تیری خرابی ہو جا کشتی مین اگرچہ شیطان بھی تیرے ساتھ ہو اب تو شیطان نے گدھے کو چھوڑا اور تا دمین جا بیٹھا جب نوح نے اوسے دیکھا فرمایا اے اللہ کے دشمن تجھے یہان کون لایا بولا حضور ہی نے تو فرمایا تھا جب نا دمین اگرچہ شیطان تیرے ساتھ ہو فرمایا نکل اے دشمن خدا بولا مین نہین جانے کا اہل سے مراد اہل وعیال واقارب **الا** سے آپ کا بیٹا مستثنے ہو گیا جسکا ذکر آئے گا

وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۚ إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ

اور کہا سوار ہو کشتی پر برکت سے نام خدا کے ہے چلنا اوس کا اور ٹھہرنا اوسکا بیشک رب میرا غفور رحیم ہے

جب جانور اور آدمی جمع ہو گئے حضرت نوح نے کہا سوار ہو کشتی مین اللہ کے نام کی برکت سے چلنا اور ٹھہرنا اس کا ہے اور میرا رب غفور اور مہربان ہے **مسئلہ** ہر کام مین بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا مسنون ہے مگر کشتی پر سوار ہو تو وقت بسم اللہ مجریہا ومرسہا کہنا چاہیے

یعنی جب سوار ہوے اُنکے ساتھیون کو **وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ** قف اور کشتی لے چلی اُنکو موج مین مثل پہاڑون کے تو کشتی نوح اور سے چلی ایسی موج مین جو پہاڑ کی طرح بلند تھی **ف** موج کو باعتبار ارتفاع وقوت جبل سے تشبیہ دی **عرائس** پانی عالمگیر ہو گیا اور کشتی چھ مہینے تک تمام زمین پر سیر کیا کی اور کہین جاے قرار نہ تھا جب مکۂ معظمہ کے قریب آئی بعظمت بیت اللہ طواف کرنے لگی اور سات طواف کیے اور اللہ نے بیت کو اوٹھا لیا تھا کہ غرق سے محفوظ رہے اور سنگ اسود حضرت جبرئیل نے جبل ابو قبیس مین مخفی کر دیا بعد طواف کے کشتی کوہ جودی پر گزری اور وہان ٹھہری اور ابن عباس سے مروی ہے کہ عوج بن عنق بھی غرق نہ ہوا اُسکے گھٹنون تک پانی تھا اور قعر بحر سے مچھلی پکڑ کر آفتاب کی حرارت سے بھون لیتا تھا **ف** جب تک ایسی روایت بحدیث صحیح ثابت نہ ہو عموم قرآنی رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا کی تخصیص نہین ہو سکتی واللہ اعلم **القصہ** اسی طوفان مین حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کنعان کو دیکھا کہ غوطے کھا رہا ہے تو کمال شفقت پدری وامید عفو وترحم الٰہی سے سمجھے کہ یہ بھی میرے اہل سے ہے نجات کا مستحق ہے عرض کی

وَنَادٰى نُوْحُ ِۨابْنَهٗ وَكَانَ فِىْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَىَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور تھا ایک کنارے مین ای پیارے چھوٹے بیٹے سوار ہو ساتھ ہمارے اور نہ ہو ساتھ کافرون کے

اور نوحؑ نے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ وہ مومنین سے علٰحدہ یا کفار سے الگ ایک جانب مین تھا بمقتضاے شفقت پدری آواز دی اے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو لے اور کافرون کے ساتھ مدرہ

قَالَ سَاٰوِیْۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِىْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا

کہا اب پناہ لونگا طرف پہاڑ کے کہ بچالے مجھے پانی سے کہا نہین کوئی بچانیوالا آج حکم سے اللہ کے مگر

کنعان بن مین کسی	مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ۝ جسپر رحم کیا اور حائل ہوئی درمیان مین دونو کے موج پس ہو گیا ڈوبنے والون سے	نوحؑ بولا پہاڑ کی

طرف پناہ لونگا وہ مجھے پانی سے بچالے گا حضرت نوحؑ نے فرمایا آج کوئی اللہ کے حکم و عذاب سے بچانے والا نہین ہے مگر جس پر اللہ تعالے رحم کرے وہی بچیگا عرائس یہ باتین ہوتی تھین کہ پانی بڑھا اور کنعان کوہ بلند پر چڑھا اور نوحؑ اور اُنکے بیٹے کے درمیان مین موجہ آ گیا اور اُسے ڈبو دیا الاتح اسکی تاویل مین تاویلین مختلف ہین ابو سعود کوئی مکان بچانے والا نہین مگر وہ مکان جو محل رحمت ہے یعنی کشتی کبیر نہین بچانیوالی مگر وہ ذات جسنے رحم کیا یعنے اللہ تعالیٰ یا وہ جسنے اپنی جان پر رحم کیا ایمان و اطاعت سے یا کوئی کسی کو بچا نہین سکتا مگر اُسے جسپر اللہ نے رحم کیا ف معلوم ہوا کہ مطلق سعی مجھ تھی کامیابی کی امید ہو یا نہ اسلیے کہ نوحؑ کو وحی سے معلوم تھا کہ اب کوئی ایمان نہ لائے گا۔

وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِىْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِىْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِىَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ

اور کہا گیا اے زمین نگل لے پانی اپنا اور اے آسمان باز رہ اور سوکھا گیا پانی اور تمام ہو گیا حکم اور ٹھہر گئی کشتی

ربع

اور کہا گیا حق سبحانہ سے کہنے والے	عَلَى الْجُوْدِىِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ جودی پر اور کہا گیا لعنت ہو واسطے قوم ظالم کے	تعالے کی طرف ملائکہ موکل تھے

اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان اپنے کام سے باز آ یعنے پانی نہ برسا اور اس حکم کے ساتھ ہی پانی خشک ہو گیا اور امر الٰہی جو درباب غرق و ہلاک کفار تھا پورا ہو گیا اور کشتی حضرت نوح علیہ السلام کی جودی پہاڑ پر جا کر ٹھہری اور کہا گیا لعنت ہو قوم ظالم پر یعنی رحمت الٰہی سے دور ہو جائین مآءک یہ اشارہ ہے اُس پانی کی طرف جو زمین سے اُبلا تھا یا بعد اجتماع سب پانی زمین کی طرف منسوب ہو گیا اقلعی صیغۂ امر مونث اقلاع کام سے باز رہنا یعنے بارش موقوف کر جودی نام ہے پہاڑ کا معالم زمین موصل کے پاس ہے عرائس کہا مجاہد نے

دوسرے پہاڑ دن نے سربلندی کی کہ ڈوبنے سے بچین پانی پندرہ گز اونچا ہو گیا مگر جودی نے
سر جھکایا اور امتثال امر کے لیے زوتنی کی غرق سے محفوظ اور نبی اللہ نوح کا جاے قرار بنایا گیا۔

وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ ۝

اور پکارا نوح نے اپنے رب کو پھر کہا اے رب بیشک میرا بیٹا میرے اہل ہے اور بیشک وعدہ تیرا حق ہے اور تو بڑا حاکم ہے سب حاکموں پر

پھر بقیہ احوال کنعان بن نوح کا ارشاد ہوتا ہے یعنے نوح اور اونکے بیٹے کنعان کے درمیان میں
موج آگیا تو نوح بوجہ شفقت پدری چیخ اوٹھے اور عرض کی اے میرے پروردگار میرا بیٹا میرے
اہل یعنے میرے طریق پر ہے اور بیشک تیرا وعدہ جو میرے ہمراہیوں کے بات کی بابت ہے
حق ہے اور تو جو چاہے کرے تمام حاکموں پر حاکم ہے۔

قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ ۫ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ

کہا اے نوح بیشک وہ نہیں تیرے اہل سے تحقیق اسکا عمل ہے ناشائستہ پس مت کر سوال مجھ سے اسکا کہ نہیں ہے تجھے

اللہ تعالے نے فرمایا اے نوح وہ تیرے اہل سے نہیں اُسکے

بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ۝

علم میں نصیحت کرتا ہوں تجھ کو کہ ہو جائے تو جاہلوں سے

عمل اچھے نہیں پس تو ہرگز سوال نہ کر اوس چیز کا جس کا سبب تجھے علم نہیں یعنے جبکہ اُس کی عدم
اہلیت یا انجام کار یا مصلحت الٰہی کو نہیں جانتا تو اُسکے متعلق سوال بھی نہ کر واسطے نوح ہم تم کو اس
بات سے نصیحت کرتے ہیں کہ تم جاہلوں سے نہ بن جاؤ **فائدہ** بیان میں چند بحثیں ہیں **اول** کہا صاحب
تفسیر کبیر نے کہ بعض کے نزدیک کنعان نوح کا بیٹا نہ تھا سوتیلا تھا لیکن ظاہر کلام باری تعالے
اسکی تردید کرتا ہے اور بے وجہ قوی تاویل وتجاوز ناجائز **دوم** حضرت نوح نے کافر کے لیے
کیوں سفارش کی **جواب** اقتضاے شفقت پدری تھا کبیر **ف** اور ممنوع میں مقتضاے
طبع ملحوظ ومعتبر نہیں یا وہ منافق تھا نوح سمجھے کہ شاید مسلمان ہو کبیر **ف** اسکی تائید ظاہر ہے
کلمہ **مِنْ اَهْلِیْ** اور ذکر وعدہ حق سے کہ وعدۂ نجات مخصوص بمومنین تھا اور یہ ارشاد کہ اُسکے عمل
اچھے نہیں اور تم اُسکی طلب نہ کرو جسکا علم نہیں اسی کے شاہد ہیں اور اگر آپ اُسے کافر جانتے تو تواب
وغفور کہتے احکم الحاکمین نہ کہتے پس کوئی الزام نہیں ہے **سوم** (عمل) خواہ بمعنے عامل ہے یعنے
عامل وعملہ غیر صالح ابن کثیر کہا عکرمہ نے انہ عمل عملاً غیر صالح کبیر یا بمعنے ذو عمل
ہے **چہارم** عدم علم کا اطلاق باطل اور ناجائز پر بھی قرآن میں آتا ہے یعنے وہ
مانگ امر باطل وناروا **ف** یہ بیان ہے مستثنی مجہول کا نہ تخصیص متاخر ہے عام کی

قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ

کہا اے رب میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے کہ سوال کروں تجھ سے جس کا مجھے علم

وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝

اور اگر نہ بخشے تو مجھے اور رحم نہ کرے مجھ پر ہو جاؤں گا میں خسارہ پانے والوں سے

کہا نوح نے اے رب میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ اور بار کی تجھ سے خواستگاری کروں جس کا مجھے علم نہیں یا جو امر باطل ہو اور اگر تو مجھے نہ بخشے اور نہ رحم کرے تو میں نقصان پانے والوں سے ہو جاؤں گا۔

قِيلَ يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أُمَمٍ مِمَّنْ مَعَكَ ۚ وَأُمَمٌ

کہا گیا اے نوح اتر سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور برکتوں کے ساتھ تجھ پر اور ان گروہوں پر جو تیرے ساتھ ہیں اور گروہ ہیں

ابن کثیر جب کشتی ٹھہری ہوا کو حکم ہوا پانی خشک ہونے لگا | سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ | کہا گیا اے نوح

کہ ہم برخوردار کرینگے ان کو پھر پہنچیگا ان کو ہماری طرف سے عذاب دردناک

اتر سلامتی اور برکت کے ساتھ ہماری طرف سے آپ پر اور آپ کے ساتھ کے گروہ پر یعنے ان کے بعض اولاد پر جو ان میں ہونگے اور بعض وہ لوگ ہیں جنکو ہم دنیا میں کچھ فائدہ دینگے پھر خواہ دنیا میں خواہ بوقت موت یا بروز حشر عذاب دردناک ہماری طرف سے انکو مس کریگا ف معلوم ہوا کہ بعض اولاد اتباع اصحاب نوح سلامت و برکت میں ابدا رہینگے اور وہ گروہ مطیع ہے اور بعضے دنیا کی لذتیں پائینگے پھر جہنم میں جا پڑینگے اور وہ گروہ عاصی ہے

تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ ۖ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَٰذَا ۖ

یہ غیب کی خبروں سے ہے کہ وحی کرتے ہیں ہم اسکو تیری طرف نہ تھا جانتا اسکو تو اور نہ قوم تیری پہلے اسکے

یہ قصہ مذکور غیب کی خبروں سے ہے جو ہم نے آپ پر وحی کی آپ اوسے | فَاصْبِرْ ۖ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ ۝ | پس صبر کر بیشک انجام کار پرہیزگاروں کے لیے ہے

جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم یعنے قریش واہل مکہ اس نزول سے پہلے پس آپ صبر کیجے اور حسن عاقبت متقیون کے لیے مخصوص ہے جس طرح نوح اور انکے ساتھیون کے لیے حسن انجام ہوا **بحث** قصۂ نوح کو انباء غیب کہنا اور یہ دعوی کہ قبل نزول معلوم نہ تھا خلاف ظاہر ہے اس لیے کہ جو علم کسی ذریعے سے حاصل ہو سکے غیب نہیں اور یہ واقعہ سماع سے معلوم ہو سکتا ہے اور علم اسکا کتب قدیم میں موجود وزبان عوام پر شایع تھا **جواب** علم غیب سے مراد غیب

ع ۴

اضافی ہے حقیقی نہیں نہ بعض تفاصیل اخبار غیب سے ہیں کل نہیں اور اونہیں سے کفر کنعان وسلام و برکت نوح و بعض اولاد نوح علیہ السلام وتمتع کفار وغیرہ ہے یا یہ خبریں آپ کو بطور اخبار غیب معلوم ہوئیں اس لیے کہ وحی تعلیم غیب سے ہے ذرایع اکتساب علم سے نہیں پس جو وحی سے معلوم ہو بطور غیب معلوم ہوا قوم سے خواہ اہل مکہ ہیں تو غالباً وہ ان خبروں سے ناواقف تھے یا یہ کہ جملہ تفاصیل وحکم سے نہ آپ نہ آپ کی اُمت کوئی آگاہ نہ تھے اب تمام عالم مراد لینا جائز ہوگا فاصبر فا جزا اس لیے ہے کہ جب یہ معلوم ہو چکا تو اب صبر لازم ہے۔

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ

اور طرف عاد کے بھائی انکا ہود کہا اے قوم بندگی کرو اللہ کی نہیں واسطے تمہارے کوئی معبود سوا اسکے نہیں تم مگر افترا کرنے والے

اور قوم عاد کی طرف اُن کے بھائی ہود پیغمبر کو بھیجا کہا ہود نے اے لوگو اللہ کی عبادت کرو تمہارے لیے کوئی معبود اُس کے سوا نہیں ہے تم نہیں ہو مگر افترا پرداز یعنے یہ متعدد معبودوں کو ٹھہرانا تہمت باندھنا ہے یا حضرت واحد قہار پر شراکت کا الزام افترا ہے حقیقت قوم عاد و بیان حضرت ہود صفحہ ۶۸ میں گزر گیا۔

يَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ

اے قوم نہیں مانگتا میں تمسے اس ہدایت پر مزدوری نہیں اجر میرا مگر اوپر جسنے پیدا کیا مجھے کیا نہیں سمجھتے

اے لوگو میں اپنی اس وعظ و نصیحت پر کوئی اُجرت تمسے نہیں مانگتا میری مزدوری تو اوس ذات پر ہے جس نے مجھے پیدا کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے ہو نصیحت کرخالی از غرض ہو دارو ہے تلخ است دفع مرض۔

وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً

اور اے قوم طلب بخشش کرو رب سے اپنے پھر رجوع کرو طرف اسکے بھیجیگا آسمان کو تمپر برسنے والا اور بڑھائیگا تمکو قوت ملا کر

اے لوگو استغفار	إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ	کرو اپنے رب سے
یعنے ایمان لاؤ اور نہ	طرف تمہاری قوت کے اور نہ منہ پھیرو بحالت گنہگاری کے	سزا سے کفر سے عفو

چاہو پھر گناہوں اور بت پرستیوں سے باز آؤ اللہ تعالیٰ تم پر پانی برسائے گا تین برس سے جو قحط پڑا تھا اور عورتیں بانجھ ہو گئیں تھیں یہ بلا دور ہو جائے گی اور جو قوت جسمانی تم کو عطا ہوئی اسپر دوسری قوت ایمانی یا مالی و بدنی زیادہ کر دی جائے گی اور بحالت عصیان وجرم روگردانی نہ کرو

ف ایمان وتقوے کے ساتھ وسعت رزق وازدیاد قوت وعظمت امر موعود ہے۔

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ

بولے اسے ہود نہین لایا تو ہمارے پاس کوئی دلیل اور نہین ہم چھوڑنے والے اپنے معبودون کو قول سے تیرے اور نہین ہم واسطے تیرے ایمان لانے والے

عاد بولے اسے ہود آپ کوئی دلیل تو ہمارے پاس لائے

اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ

نہین کہتے ہم مگر آسیب پہونچایا ہے تجھ کو کسی معبود نے ہمارے بری طرح

نہین اور ہم صرف آپ کے کہنے سے اپنے معبود نہین چھوڑنے کے اور ہم آپ پر ایمان نہ لائینگے ہم کچھ اور نہین کہتے مگر یہی کہ ہمارے کسی معبود نے آپ کو برے طور پر آسیب پہونچا کر دیوانا و بیوقوف کر دیا ہے **بینہ** سے مراد وہ معجزہ اور عجائب جو وہ چاہتے تھے **اعتراک** جمع شدن و ہجوم کردن مراد آسیب رسانی

قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِهٖ

کہا مین گواہ بناتا ہون اللہ کو اور گواہ ہو تم سب مین بری ہون اس سے کہ شریک کرتے ہو تم سوائے اللہ کے

ہود نے کہا مین اللہ کو گواہ بناتا ہون اور تم سب گواہ رہو کہ تم جو

فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝

پس داؤ کرو تم سب مجھ پر پھر نہ مہلت دو مجھے

غیر اللہ کو شریک کرتے ہو مین اوس سے بیزار ہون پس تم سب ملکر مجھ پر داؤ کرو اور مہلت بھی مجھ دینے مین تمہاری باتون سے بیزار ہون تم جو کر سکو میری ایذا رسانی مین بلا توقف و انتظار کر گزرو۔

اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ ۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

مین نے بھروسا کیا اللہ پر جو رب میرا اور رب ہے تمہارا نہین کوئی دابہ مگر وہ پکڑنیوالا ہے اوسکی پیشانی بیشک رب میرا راہ راست پر ہے

مین نے بہروسا کیا اللہ پر جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے کوئی چلنے والا نہین مگر اللہ اسکی چوٹی تھامے ہے یعنی قادر و حکمران ہے عرب کے محاورے مین یعنی اختیار و قدرت و تسلط مستعمل ہے بیشک میرا رب صراط مستقیم پر ہے کہا مفسرین نے کہ اللہ تعالی طریق حق و صدق و عدل پر ہے پس کاذب ناحق کوش کو خوار کریگا اور حق پرست کو کامگار اللہ تعالی ہر شئے پر قادر ہے اور صراط مستقیم پر رہنمائی فرماتا ہے یا اوسکا پانا بدون راہ راست ممکن نہین

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ؕ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ

پھر اگر منہ پھیروگے تو تحقیق پہونچادی مین نے تمکو وہ کہ بھیجا گیا مین ساتھ اوسکے طرف تمہارے اور جانشین کریگا رب میرا دوسری قوم کو

پس اسے لوگو اگر تم روگردانی کرو تو مین تم کو وہ احکام پہونچا چکا جسکے ساتھ مین

وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۝

اور نہ بگاڑ سکوگے تم اسکا کچھ بیشک رب میرا ہر شئے پر نگہبان ہے

بھیجا گیا تھا اور اللہ تعالی تملو مٹا کر دوسرون کو تمہارا جانشین کریگا اور تم اسکا کچھ بگاڑ نہ سکوگے میرا رب ہر شئے پر نگہبان ہے یعنی مین اپنا ذمہ پاک کر چکا تم مانو یا نہ تمہارے عذاب و ہلاک سے

حق سبحانہ تعالیٰ کا کچھ ضرر نہ ہوگا اور وہ ہر شے پر محافظ ہے مجھے تمہاری بیجا عداوت سے پروا نہین

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝

اور جب آگیا حکم ہمارا نجات دی ہمنے ہود کو اور انکو جو ایمان لائے ساتھ اُسکے ساتھ رحمت اپنی اور نجات دی ہمنے انکو عذاب سخت سے

اور جب ہمارا حکم یعنی عذاب موعود آگیا حضرت ہود اور اُنپر ایمان لانے والون کو ہمنے نجات دی اپنی رحمت سے اور دنیا ہی مین نہین بلکہ نجات دی ہمنے انکو عذاب غلیظ یعنی عذاب نار سے

وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝

اور یہ عاد تھے انکار کیا نشانیون کا رب اپنے کی اور نافرمانی کی رسولون کی اُسکے اور پیروی کی حکم ہر سرکش لڑنے والے کی

یہ قوم عاد ہے جنھون نے اللہ کی آیتون کو جھٹلایا اور اللہ کے پیغمبرون کی نافرمانبرداری کی اور سرکش لڑنے والون کے پیرو ہوگئے ف ظالم دشمن حق کی اعانت اور اطاعت مذموم و معصیت ہے اگرچہ بجبر و اکراہ نہو

وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ۝ ع ۵

اور پیچھا کیے گئے اس دنیا مین لعنت کا اور دن قیامت کے ہان بیشک عاد نے کفر کیا رب اپنے کا آگاہ ہو ہلاکی ہے عاد قوم ہود کو

اتبعوا پیچھا کیے گئے یعنی انکا لعنت ہونا اُنکے بعد اُنپر ہمیشہ نفرین ہوا کرے گی الا ابعد لعنت تو اول ہی کافی تھی مگر اس لیے ذکر کیا کہ کمال نفرت و غضب سمجھا جائے یا یہ کہ پہلی لعنت باعتبار عذاب دنیا اور دوسری باعتبار عذاب آخرت مصرح ہو جائے حاصل دنیا مین بھی لعنت اُنکے پیچھے ہولی اور قیامت کے دن بھی ملعون ہونگے (یہ لفظ غایت تنبیہ و اظہار نفرت فرمایا) جان لو کہ عاد نے کفر کیا اپنے پروردگار سے اور خوب جان لو رحمت سے دوری یا بلاکی ہے عاد یعنی قوم ہود کو

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ

اور طرف ثمود کے بھائی انکا صالح کہا اے قوم بندگی کرو اللہ کی نہین ہے تمہارا کوئی معبود سوا اسکے اوسی نے پیدا کیا تم کو

مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ۝

زمین سے اور آباد کیا تم کو اسمین پس طلب بخشش کرو اوسکی پھر توبہ کرو طرف اسکے بیشک رب میرا نزدیک ہے قبول کرنیوالا

اور بھیجا ہمنے قوم ثمود کی طرف اُنکے بھائی صالح کو کہا صالح نے اے لوگو اللہ کی بندگی کرو تمہارے لیے سوائے اللہ کے دوسرا معبود نہین ہے اُسی نے تم کو پیدا کیا زمین سے یعنی آدم کو زمین سے بنایا اور تم کو زمین مین آباد کیا پس طلب بخشش مغفرت کرو اُس سے اور اوس کی طرف رجوع کرو پچھلے گناہون سے طلب عفو اور آیندہ کے لیے توبہ کرو بیشک میرا رب قریب ہے یعنی تمہارے عذر اور نیتون سے خوب واقف ہے بات لیگا مجیب ہے دعا قبول فرمائے گا یہ درخواست و ندامت کا سمیع

وہ مردود نہ ہوگی ثمود اور حضرت صالح کے متعلق تحقیق و حالات صفحہ ۱۷ مین گزر گئے ۔

قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَاۤ اَتَنْهٰىنَاۤ اَنْ نَّعْبُدَ

بولے اے صالح بتحقیق تھا تو ہم مین امید کیا گیا پہلے اس سے کیا تو روکتا ہے ہمکو کہ بندگی کرین

مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَ اِنَّنَا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ ۝

اُسکی کہ بندگی کرتے تھے باپ دادے ہمارے اور حالانکہ ہم شک مین ہین اُس سے کہ بلاتا ہے تو ہمکو طرف اُسکے شبہے مین ڈالنے والا

بولے اے صالح تم تو ہم مین امید گاہ تھے (یعنے سردار قوم) اور اہل الراے اور صاحب مشورہ وارشاد و ہدایت و منافع و اصلاح امور مین) پہلے اس سے (یعنے اظہار نبوت و دعوت توحید سے پہلے ہم تم کو ایسا جانتے تھے) کیا تم ہم کو (باوجود اس صدق و دیانت و دانش و فطرت) منع کرتے ہو کہ ہم اون معبودون کی بندگی نہ کرین جن کی پرستش ہمارے باپ دادے کرتے آئے ہین حالانکہ ہم لوگ ابھی تک اوس امر مین جو تم تعلیم کرتے ہو (یعنے توحید و اقرار رسالت وغیرہ مین) شک کر رہے ہین (اور ایسا شک) جو شبہہ اور تردد مین ڈالے ۔

قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ اٰتٰىنِیْ مِنْهُ رَحْمَةً (۴۸)

کہا اے قوم بتاؤ تم مجھے اگر ہون مین دلیل پر رب سے اپنے اور دی ہو واسطے مجھے اپنی طرف سے رحمت

فَمَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَیْتُهٗ فَمَا تَزِیْدُوْنَنِیْ غَیْرَ تَخْسِیْرٍ ۝

پس کون مدد کرے گا میری اللہ سے اگر عدول حکمی کی مین اُسکی تو نہ زیادہ کیا تمنے مجھے سوائے خسارے کے

حضرت صالح نے کہا اے لوگو مجھے بتاؤ اگر مین ہون دلیل ظاہر و حق ثابت پر اپنے رب کی طرف سے اور مجھے میرے رب نے اپنی جانب سے رحمت عطا کی ہو ۔ تو میری کون مدد کریگا اللہ کے مقابلے مین اگر مین نافرمانبرداری کرون تو ایسی حالت مین تم سوائے خسارے کے میری نسبت کچھ زیادہ نہ کر سکو گے آیت مین چند سوال ہین **سوال** جبکہ عقائد مین تردد و شک عوام مومنین کو جائز نہین تو حضرت صالح نے باوجود نبوت کیون ایسا فرمایا کہ (اگر مین دلیل پر ہون) **جواب** کفار نے شک ظاہر کیا تو آپ نے فرمایا خیر تم اپنے ہی خیال پر بتاؤ کہ اگر مین حق پر ہون تو عدول حکمی مین مجھے عذاب الٰہی سے کون بچائے گا یہ بت تو خود ہی جماد و مجبور ہین پس تم سوائے نقصان کے مجھے کیا فائدہ دے سکتے ہو ۔ اور میرے اصول پر مجھے امید نفع ہے **سوال** (تزید) سے وہم ہوتا ہے کہ خسارہ حضرت صالح مین موجود تھا اسلیے کہ زیادتی شے معدوم کی نہین ہو سکتی اور یہ امر عصمت نبوت کے منافی ہے **جواب** مزید علیہ اعمال ہے نہ خسارہ یعنے میرے

اعمال مین برباد ہو گے وہ خسارہ ہی ہوگا تخسیر بروزن تفعیل منسوب طرف خسارے کے

وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا

اور اے قوم یہ اونٹنی اللہ کی ہے واسطے تمھارے نشانی پس چھوڑدو اسے کھائے زمین مین اللہ کے اور نہ چھوؤ تم اوسے

بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ۝

برائی سے پس لے لے تم کو عذاب نزدیک والا

اور اے لوگو یہ اونٹنی جو حسب درخواست قوم و دعا حضرت صالح پہاڑ سے نکلی تھی) تمھارے حق مین دلیل ظاہر ہے پس اسے چھوڑ دو واللہ کی زمین مین چرے اور اسے ضرر نہ پہونچاؤ نہین تو عذاب قریب تم پر آجاے گا یعنے اُس کے آنے مین دیر نہ لگے گی۔

فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ۝

پھر کونچ کاٹے اسکے تو کہا برتو گھرو مین اپنے تین دن یہ وعدہ ہے نہ جھٹلایا گیا

جب ناقۃ اللہ ظاہر ہوا اور حضرت صالح نے اوس کی تعظیم و تحفظ کا حکم دیا تو بدمعاشان قوم نے اُسے قتل کر ڈالا اسلیے کہ ناقے کی ہیبت سے اُنکے جانور بھاگتے تھے اور اس کے خورد و نوش سے وہ بھوکے رہجاتے (صفحہ ۳۶۰) پھر حضرت صالح نے فرمایا تم پر عذاب آگیا اور بچاؤ مشکل ہے تین دن اور جیتے رہو گے اور یہ وعدہ عذاب ایسا نہین جسے کوئی جھٹلا سکے۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِىِٕذٍ

پھر جب آگیا حکم ہمارا بچالیا ہمنے صالح کو اور جو ایمان لائے ساتھ اُسکے رحمت سے اپنی اور بچالیا رسوائی سے اُس دن کی

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۝

بیشک رب تیرا وہی قوی و غالب ہے

پھر جب امر یعنے عذاب ہمارا آگیا روز اول مُنھ سب کے زرد ہوگئے دوسرے دن لال ہوگئے تیسرے دن کالے ہوگئے چونکہ یہ آثار حضرت صالح کے بتائے ہوئے تھے قوم بیدل ہوئی گھبرائی اپنے اپنے گھرون مین جا چھپی صبح ہوئی اور حضرت جبرئیل نہایت ہیبت و جلال سے ظاہر ہوئے اور ایک نعرہ مارا کہ پہاڑ ہلنے لگے ہوا جنبش مین آئی زلزلہ اوٹھا دوسرے نعرہ مین پتے پھٹ گئے اور مردہ ہو کر اوندھے زانو کے بل گر پڑے مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح اور آپ کے ساتھیون کو بچالیا اپنی رحمت سے اور بچالیا اُسدن کی ذلت و خواری سے اللہ تعالیٰ قوی ہے جو چاہے کرے اور غالب ہے اپنے ارادے مین

وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝

اور لے لیا اُنھیں جنھون نے ظلم کیا چیخ نے تو صبح کو ہوگئے گھرون مین اپنے زانو کے بل پڑے ہوئے

ظالمین یعنی کفار کو چیخ نے حضرت جبرئیل کی لے لیا اور ہلاک ہوگئے گھرون مین اوندھے زانو کے بل گر پڑے

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۗ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۗ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ع

گویا نہ بسے تھے اوسمین آگاہ ہو بیشک ثمود نے کفر کیا سب سے اپنے آگاہ ہو ہلاکت ہو واسطے ثمود کے

یعنے ایسے معدوم ہو گئے کہ گویا کبھی اس مقام پر تھے ہی نہین (یہ تاکید آفرمایا) جان لو کہ ثمود نے پروردگار عالم سے کفر کیا اور جان لو کہ ثمود کو رحمت سے دوری ہے۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ۖ قَالَ سَلٰمٌ

اور تحقیق لائے فرستادے ہمارے ابراہیم کے پاس بشارت بولے سلام ہے کہا سلام ہے

فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝

پھر نہ ٹھہرا یہ کہ لایا گوسالہ بریان

ابن کثیر جب حضرت لوط کی نافرمان امت کی بیباکیان حد سے بڑھ گئین اورعذاب کا حکم آگیا جبرئیل ومیکائیل واسرافیل بصورت نوجوانان خوش جمال گئے پہلے حضرت ابراہیم کی خدمت مین حاضر ہوے اور سلام کیا آپنے سلام کا جواب دیا اور معاً برسم مہمان نوازی گوسالہ بریان حاضر کیا چونکہ یہ فرشتے تھے ہاتھ نہ بڑھایا اور کہا اے خلیل جلیل ہم کھانا مفت نہین کھاتے جب تک اُس کی قیمت نہ ادا کرین حضرت خلیل تو مہمان نوازی مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے بپاس خاطر مہمان عزیز فرمانے لگے ہان اس کی قیمت ہے فرشتون نے کہا کیا قیمت ہے فرمایا ابتدا مین بسم اللہ کہو اور آخر مین الحمد للہ جبرئیل نے یہ عشق یہ شوق وذوق دیکھ کر میکائیل کی طرف نظر کی اور کہا کہ انہین کا حق ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا خلیل بنائے **ف** مہمان نوازی سنت انبیا سے ہے

فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۚ قَالُوْا

پھر جب دیکھے ہاتھ اُنکے نہین قریب ہوتے طرف کھانے کے نہ پہچانا اُنکو اور چھپایا اُنسے ڈر بولے

لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ۝

نہ ڈر ہم بھیجے گئے ہین طرف قوم لوط کے

یعنے جب ابراہیم نے دیکھا کہ اُنکے ہاتھ کھانے کی طرف دراز نہین ہوتے اجنبی سمجھے اور دل مین اپنے ڈر پایا اسلیے کہ اُس زمانے کا دستور تھا کہ اگر کھانا نہ کھاتے تو مہمان دوست نہ سمجھا جاتا بلکہ شر و فساد کا گمان ہوتا ملائکہ بولے اے خلیل آپ نہ ڈرین ہم قوم لوط کی طرف اللہ کے فرستادہ فرشتے ہین

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝

اور بی بی اُنکی کھڑی تھین پھر ہنسین تو خوشخبری دی ہمنے اُنکو اسحاق کی اور پیچھے اسحاق کے یعقوب کی

حضرت سارہ آپ کی بی بی کھڑی ہوئی یہ تماشا دیکھ رہی تھین اس خیال سے کہ عجیب مہمان ہین ہم سب کمربستہ اُنکی خدمت کو حاضر خوان بچھا ہوا اور وہ دست کش ہین چونکہ وقت اظہار ادا گیا تھا

ملائکہ نے بی بی صاحبہ کو مژدہ دیا کہ تم سے اسحاق پیدا ہون گے اور وہ بھی صاحب اولاد ہونگے یعنے یعقوب اُنکے بیٹے ہونگے یہ بشارت استمرار واجراے نسل کی تھی نہ صرف ایک لڑکے کی۔

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ○

بولین خرابی ہو میری کیا مین جنونگی حالانکہ مین بڑھیا ہون اور یہ شوہر میرا بڈھا ہے بیشک یہ شئے عجیب ہے

معاذ اللہ انکار سے نہین کمال سرور اور تعجب سے بولین بھلا میرے لڑکا پیدا ہوگا مین بڈھی ہوگئی اور ابراہیم میرے شوہر بڈھے ہین اس سن وسال مین اولاد کا ہونا ایک عجیب بات ہے معالم سارہ ننّے برس کی تھین اور ابراہیم ایک سو بیس برس کے۔

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

بولے کیا تعجب کرتی ہو تم حکم سے اللہ کے رحمت اللہ کی اور برکتین اسکی تمپر اے گھر والو بیشک اللہ صاحب حمد مجید ہے

ملائکہ نے کہا تم کو اللہ کے حکم پر تعجب آتا ہے اللہ کی رحمتین اور برکتین تمپر ہین اے ابراہیم کے گھر والو بیشک اللہ تعالی محمود ہے اور بزرگی والا ہے وہ اپنے بندونپر ایسے ہی انعام کرتا ہے ایسے ہی عجیب وغریب عنایتون پر اُس کی حمد وعظمت کی جاتی ہے **ف** حضرت اسحق کی مان سارہ کی بہت فضیلت اس مقام سے ثابت ہے اور یہ کہ ملائکہ نے اُنھین اللہ کی طرف سے رحمت وبرکت پہونچائی جیسا کہ ابو ہریرہ نے روایت کی قَالَ اَتٰى جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ خَدِيْجَةُ قَدْ اَتَتْكَ فَاقْرَءْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّهَا عَزَّ وَجَلَّ وَمِنِّيْ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ فِيْهِ کہا آئے جبرئیل نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا اے رسول اللہ یہ خدیجہ ہین کہ آپ کے پاس کھانا پانی لے کر آرہی ہین تو آپ پروردگار عالم کا سلام اُنھین پہونچا دین اور میرا سلام بھی اور آپ اُنکو خوشخبری سنا دین کہ اُنکو جنت مین ایک گھر خولدار موتی کا یا سونے کے سینٹھونکا جس مین جواہر جڑے ہون عنایت ہوگا جس مین غل وشور ورنج وملال نہین (رواہ مسلم) اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے يَا عَائِشُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يَقْرَءُ عَلَيْكِ السَّلَامَ فَقَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَقَالَتْ هُوَ يَرٰى مَا لَا اَرٰى اے عائشہ یہ جبرئیل تم کو سلام کر رہے ہین آپ نے کہا جبرئیل پر سلام اور اللہ کی رحمت وہ دیکھتے ہین اُسے کہ مین نہین دیکھتی ہنا اہل بیت کا اطلاق ازواج پر ثابت ہوا پس آیت تطہیر سے امہات مومنین کا خارج کرنا اللہ تعالے سے مقابلہ ہے۔

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَىٰ يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ

پھر جب جاتا رہا | ابراہیم سے | ڈر | اور آئی انکو | خوشخبری | جھگڑا کرنے لگے ہمسے | قوم لوط مین

جب ابراہیم نے جانا کہ یہ فرشتے ہین خوف دل سے نکل گیا اور خوشخبری آئی تو ہم سے

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُّنِيبٌ ۝

بیشک ابراہیم | بردبار | دردمند | رجوع کرنے والے تھے

قوم لوط کے ہلاک و عذاب کے بارے مین جھگڑا شروع کیا بیشک ابراہیم بُردبار تھے نرم دل تھے اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے **اواہ** کثیر التاسف دردمند یعنے ترس کھانے والا **معالم** جب ملائکہ نے ابراہیمؑ کو بشارت سُنائی یہ بھی کہا کہ ہم قوم لوط پر عذاب لائے ہین آپنے کہا یہ تو بتاؤ کہ اگر اُن مین پچاس خداپرست ہون گے تب بھی عذاب آئے گا بولے نہین فرمایا اچھا چالیس یہان تک کہ کہا ایک خداپرست ہوگا تب بھی عذاب آئے گا ملائکہ نے کہا نہین فرمایا پھر اُنمین تو لوط پیغمبر موجود ہین اب عذاب کیسا اِس لیے فرمایا کہ وہ بڑے بردبار اور ترس کھانے والے اور بحالت معاصی اللہ کے عفو کی طرف رجوع کرنے والے تھے

يَا إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا ۖ إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ

اے ابراہیم | تم پھیر لو | اس سے | بیشک شان یہ ہے کہ آگیا حکم تیرے رب کا | اور بیشک | آنے کا اُنپر عذاب | نہ پھیرا گیا

ارشاد ہوا اے ابراہیمؑ تم اس سفارش سے باز آؤ حکم الٰہی آگیا اب عذاب ٹل نہین سکتا

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالَ هَٰذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ ۝

اور جب آئے | فرستادے ہمارے لوط کے پاس خفا ہوا اُنکے آنے سے | اور تنگ ہوے بسبب اُنکے دل مین | اور کہا | یہ | دن | سخت ہے

اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے (قوم کی بدسلوکی و بدفعلی کے خوف سے) غمگین و تنگ دل ہوئے اور کہا یہ دن سخت ہے **ابن کثیر** یہ فرشتے ابراہیم سے رخصت ہوکر بصورت جوان حسین و نوخیز دوپہر کے وقت شہر سدوم پر جو مسکن قوم لوط تھا پونہچے کہا بعض نے کہ خود لوط سے ملاقات ہوئی اور کہا ابن عدی نے کہ حضرت لوط کی صاحبزادی اونکو ملین اُنھون نے کہا اے لڑکی کوئی ہے کہ ہم ٹھہرین وہ بولین تم یہین توقف کرو اور شہر مین داخل نہونا جب تک مین واپس نہ آؤن اور معاً اپنے پدر بزرگوار کو خبر کی کہ بعجلت اپنے مہمانون کی حفاظت کیجیے ایسا نہو قوم بدسلوکی کرے آپ تشریف لائے اور بمقتضاے مہمان نوازی ساتھ تو نے چلے مگر دل مین نہایت مشوش و غمگین راہ مین کئی بار اشارے اور کنایے مین کہا اے لوگو تم کو معلوم ہے کہ اس شہر کے آدمیون سے بڑھ کر روے زمین پر بدافعال خبیث مین نہین جانتا حتی کہ وہ واپس

جائین اور مین اس گھے سے ہیچون) یہان حکم تھا کہ جب تک تین بار وبروایتے چار بار پیغمبر اسکے خبث پر گواہی نہ دے لین تم ہلاک نہ کرنا ہر بار جبریل فرشتون سے کہتے کہ خیال کرو جب شہر کے دروازے پر پہنچے تو لوطؑ سے ضبط نہو سکا کمال حیا و غیرت سے رو دیے جبریل نے ملائکہ سے کہا اب عذاب ثابت ہوگیا الحاصل اسی طرح حضرت لوطؑ کے مکان مین یہ مہمان عزیز آگئے

وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ

اور آئی اُسکے گھر پر قوم اُسکی دوڑتی طرف اُسکے اور پہلے سے تھے کرتے برے فعل

آپ کی بی بی جو مومنہ تھی اور منافق قوم سے سازش رکھتی تھی یہ حال دیکھ کر قوم مین گئی اور اُنھین خبردار کیا اور کہا ایسے خوب صورت لڑکے کبھی نہ دیکھے ہون گے یہ بدکردار دوڑتے ہوئے حضرت لوطؑ کے مکان پر آئے اور گھیر لیا اور چاہا کہ کسی طرح اُن مہمانون کو اُٹھا لے لین۔ اور یہ لوگ تو پہلے ہی سے بدفعلی یعنے لواطت کرتے تھے تفصیل اس کی صفحہ ۷ مین گزری جب آپ نے دیکھا کہ یہ لوگ نہ مانین گے اور خواہ مخواہ مہمانون کو فضیحت کرین گے فرمایا

قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ؕ

کہا اے قوم یہ لڑکیاں ہین میری یہ پاک تر ہین واسطے تمہارے پس ڈرو اللہ سے اور نہ رسوا کرو مجھے میرے مہمانون مین

کہا اے لوگو یہ میری بیٹیان موجود ہین اسنے نکاح کرلو یہ تمہارے حق مین پاک و حلال

اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ۝

کیا نہین تم مین سے کوئی مرد لائق

ہین پس اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانون کی رسوائی وایذارسانی سے خوار و فضیحت نکرو کیا تم مین سے کوئی ایک مرد بھی لائق نہین ابن کثیر کہا مجاہد نے کہ بنات سے بنت صلبی مراد نہین بلکہ قوم کی عورتین اس لیے کہ نبی بمنزلۂ باپ کے ہے اور حضرت لوطؑ کے لڑکی نہ تھی ف ملہ بنت کا اطلاق شاگرد امتی وغیرہ پر مجاز ہے اور مجاز بھی قلیل الاستعمال ہے جبتک بروایات صحیحہ نہ ثابت ہو کہ لوطؑ کے گھر بیٹیان نہ تھین اور معنے حقیقی متعذر نہون ارادہ مجاز کا جواز نہین اور کوئی محذور اسمین مفہوم نہین ہوتا اس لیے کہ کلمۂ اطہر و اتقوا صاف طور پر بتا رہا ہے کہ یہ ارشاد لغرض نکاح تھا نہ معاذاللہ بطور سفاح اور سیاق آیت بھی اسکے خلاف ہے عرائس آپ کی دو لڑکیان تھین بڑی کا نام ربیث تھا اور چھوٹی کا نام رغیث مسئلہ اسباب شر شر نہین اگر بنیت اغوا وشر نہون جیسا کہ اس قصے مین ہے ملائکہ کا بصورت دلفریب آنا گو قوم کی آمد کا سبب تھا مگر بیان اقامت حجت منظور تھی اغوا کا کیا ذکر لہذا ملائکہ کی یہ خوشنمائی بیتقبیح تھی نہ شر

قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيدُ ۝

بولے اللہ جانتا ہے تو نہیں ہمارا لڑکیوں میں تیری کوئی حق اور بیشک تو جانتا ہے جو ہم چاہتے ہیں

وہ قوم مستحق اللوم بولی اے لوطؑ آپ تو جانتے ہیں کہ ہم کو آپ کی صاحبزادیوں میں کچھ حق نہیں یعنے ہم کو عورتوں کی طرف التفات نہیں اور آپ تو خوب جانتے ہیں ہم جو قصد کرتے ہیں جسکے خواہاں ہیں۔ جب حضرت لوطؑ نے یہ بیحیائی کے جواب سُنے اور اُنکے ارادے دیکھے کہ چاہتے ہیں دیوار اُچک کر کسی طرح مکان میں آجائیں مضطر ہوگئے اور کمال اضطراب و قلق میں کہنے لگے

قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ ۝

کہا کاشکے ہوتی مجھے تمپر کوئی قوت یا پناہ لیتا میں طرف رکن مضبوط کے

کہا کاشکے مجکو قوت ہوتی کہ اس شر و فساد کو دفع کر دیتا یا ممکن ہوتا کہ کسی مستحکم مقام میں پناہ گزین ہوتا کہ اُنکی دست اندازیوں سے بچتا مسلم آپ نے فرمایا رحم اللہ لوطً لقد کان یاوی الی رکن شدید اللہ تعالے لوط پر رحم کرے کہ وہ رکن شدید کی طرف پناہ گزین تھے کہا مفسرین نے مراد رکن شدید سے ذات پاک حضرت واحد قہار ہے حضرت لوطؑ کی بیقراری و بے اختیاری فرشتوں نے دیکھی تو تسکین دی اور کہا

قَالُوا يَا لُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَن يَصِلُوا إِلَيْكَ ۖ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ

بولے اے لوط ہم فرستادے ہیں رب کے تیرے ہرگز نہ پہونچینگے وہ طرف تیرے پس لیجا اپنے اہل کو ایک حصے میں رات سے اور نہ التفات کرے

مِنكُمْ أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتَكَ ۖ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ ۚ إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۚ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ

تم میں سے کوئی مگر زوجہ تیری شان یہ ہے کہ پہونچنے والا ہے اُسے وہ کہ پہونچیگا قوم کو بیشک وعدہ گاہ انکی صبح ہے کیا نہیں صبح نزدیک

یہ مہمان ملائکہ رحمٰن بولے اے لوطؑ ہم اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں فساق قوم آپ تک نہ پہونچینگے تو آپ کچھ رات رہے سے اپنے ساتھیوں کو لیکر نکل جایئے اور کوئی آپکے گروہ کا منہ پھیر کر نہ دیکھے مگر اپکی عورت دیکھے گی اس لیے کہ جو عذاب تمام قوم پر آنے والا ہے اُسپر بھی آئے گا اور وقت نزول عذاب وقت صبح ہے کیا صبح نزدیک نہیں ؀۱ آمین دو تاویلیں ہیں ۔ امراۃ برفع تا (معالم) پس استثنا ہے التفات سے یعنے کوئی التفات نکریگا مگر تمھاری عورت جیسا کہ مروی ہو کہ جب پتھر برسنے لگے تو عورت نے منہ پھیر کر دیکھا اور کہا افسوس میری قوم ہلاک ہوئی ایک پتھر آیا اور اُسے بھی ہلاک کر دیا ۔ امراۃً بنصب تا یس استثنا ہے (اسر سے) یعنے سب کو لے جایئے مگر عورت کو چنانچہ مروی ہے کہ اسے اپنی قوم پر خلیفہ کیا اور گھر میں چھوڑا بہرحال جب تک روایت کمال صحت کو نہ پہونچے ایسے معنی جو

شان انبیا مین سرمو وہم مخالفت امر ثابت کرے لینا نہ چاہیے **صبح** تفسیر کبیر مین ہے کہ ملائکہ نے کہا کہ یہ عذاب صبح کو آئے گا حضرت لوطؑ نے عجلت کی تب کہا کہ آپ کیون مستعجل ہین کیا صبح کچھ دور ہے **معالم** پھر فرشتون نے کہا آپ بیٹھے رہین اور دروازہ کھولدین دروازہ کھلتے ہی وہ لوگ گھس آئے جبریلؑ نے حق سبحانہ تعالے سے اذن چاہا اور اجازت ملی تو آپ اپنی اصلی صورت مین کھڑے ہو گئے اور دونون بازو کھولدیے آپ پر ایک حمائل جڑاو موتیون کی تھی اور دانت نہایت براق تھے اور پیشانی نورانی تھی اور ایک جامہ مثل مرجان کے تھا اور پاؤن سبزی مائل پھر آپ نے اُن کو بازو مارے سب کے سب نابینا ہو گئے اور بھاگے کہتے ہوئے کہ لوطؑ کے گھر مین بہت بڑے جادوگر ہین بعد ازان لوطؑ اپنے ہمراہیان مومن کو لیکر شہر سے باہر ہو گئے

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ

پھر جب آگیا حکم ہمارا کر دیا ہمنے بلند کو اُسکے پست اوسکا اور برسائے ہمنے اوسپر پتھر کنکر سے

مَّنْضُوْدٍ ۙ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۭ وَمَا هِىَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ۝ ع ۹

تہ بتہ نشان کیے ہوئے پاس سے تیرے رب کے اور نہین یہ ظالمون سے دور

سجیل مٹی سکھائی ہوئی یعنے کھنگر **منضود** تہ بتہ یعنے ایک دوسرے پر جما ہوا **ابن کثیر** یعنے ایک پتھر کے بعد دوسرا پتھر گرنا **مسومہ** داغ دیا گیا **معالم** کہا ابن جریج نے ہر پتھر پر نام ایک کا لکھا تھا اور عکرمہ نے کہا اُنپر سُرخ خط تھے حسن نے کہا مُہرین تھین اور کہا گیا جس پر مارا گیا اوسکا نام لکھا تھا **حاصل** جب حکم آگیا اور عذاب موعود آیا حضرت جبریلؑ نے اپنا بازو زمین کے ساتوین طبقے تک پہونچایا یہ چار شہر تھے اور ہر شہر مین ایک لاکھ کی آبادی پھر آپ نے ایک پر پر اُنکو اُٹھا لیا اور اسقدر بلند کیا کہ آسمان اول کے فرشتے مرغ اور کتون کی آواز سنتے تھے پھر اُنہے اُلٹ دیا پس اُنکے اوپر والے کو تلے کر دیا اور اُنپر پتھر سخت مٹی کے پے درپے برسائے جنپر نشان و نام تھے اور یہ عذاب ظالمون سے دور نہین اب بھی ہو سکتا ہے **عرائس** مجاہد سے پوچھا گیا کہ اس قوم سے کوئی بچا بھی بولے نہین مگر ایک شخص مکے مین تھا اُسکے نام کا پتھر آیا تو ملائکہ حرم اُسکی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے پتھر پھر جا اسلیے کہ یہ مرد اللہ کے حرم مین ہے پتھر ٹھہر رہا چالیس دن بعد وہ شخص جب اپنے کام سے فارغ ہو کر نکلا بیرون حرم قدم رکھا تھا کہ پتھر نے سر توڑ دیا

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ

اور طرف مدین کے بھائی اُنکا شعیب بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی نہین واسطے تمھارے کوئی معبود سوائے اُسکے

وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ ۚ إِنِّي أَرَاكُمْ بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُحِيطٍ

اور نہ کم کرو کیل اور وزن میں دیکھتا ہوں تمکو اچھی حالت میں اور میں ڈرتا ہوں تمپر عذاب روز گھیرنے والے کا

اور ہمنے بھیجا مدین کی طرف انکے بھائی شعیب کو کہا شعیب نے اے لوگو اللہ کی پرستش کرو تمہارا سے کوئی معبود اسکے سوا نہیں اور وزن وکیل کم نکرو نہ کسی کو کم دو نہ زیادہ لو یہ بلا قوم شعیب میں تھی) میں تم کو اچھی حالت میں پاتا ہون **معالم** کہا ابن عباس نے مراد خیر سے توانگری و فراغ بالی ہے میں تم پر اس دن کے عذاب سے ڈرتا ہون جو گھیرے گا اور مجرم کو مجبور و بیکس کردے گا یعنے قیامت اور ممکن ہے کہ یہ وہ دن مراد ہو جب اللہ کا عذاب آجائے اس لیے کہ کسی بلا سے آدمی رہا نہیں ہوسکتا جب تک اللہ تعالے مدد نہ فرمائے۔

وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ

اور اے قوم پورا کرو کیل اور وزن انصاف سے اور نہ گھٹا کر آدمیوں سے چیزیں انکی

سے قوم ناپ اور سے اور آدمیون	وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ اور نہ پھرو زمین میں فساد کرتے	تول پوری کرو انصاف سے مال نہ گھٹاؤ اور

۴۹ زمین میں فساد نہ پھیلاؤ **ف** آیۂ اول میں عبادت کا حکم اور شرک اور کم دینے کی ممانعت کی آیۂ دوم میں وفائے کیل ومیزان وترک فساد کی ہدایت فرمائی پس یہ تاکید خواہ مفید تاکید ہے یا مفید تصریح یعنے کمی نہ کرو اور پورا بھی دو۔

بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ

باقی چھوڑا ہوا اللہ کا بہتر ہے تمہارے لیے اگر ہو تم مومن اور نہیں ہوں میں تمپر نگہبان

معالم بقیۃ اللہ سے خواہ عبادت خواہ مال حلال مراد ہے **حفیظ** نگہبان یا ذمہ دار۔ جو سب وہ یعنے جو مال حلال حق سبحانہ تمکو اپنے فضل ورحمت سے دے اور بعد ادائے حقوق اللہ وحقوق العباد بچے وہ بہتر اور بابرکت ہے تمہارے حق میں اگر تم مومن ہو اور میں تمہارا محافظ وجوابدہ نہیں

قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ

بولے اے شعیب کیا نماز تیری حکم کرتی ہے تجھے یہ کہ چھوڑ دیں ہم اسے کہ بندگی کرتے تھے باپ دادے ہمارے یا

أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ ۖ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ

یہ کہ نہ کریں ہم مالون میں اپنے جو چاہیں بیشک تو ہی تو ہے بردبار لائق ہے

وہ لوگ بولے اے شعیب کیا آپکی نماز نے آپکو حکم دیا ہے کہ ہم چھوڑ دیں ان معبودون کو جنھیں

ہمارے باپ دادے پوجتے تھے اور ہم دوسری یہ کہ کیوں اپنے مالوں میں جو چاہیں (بلکہ آپ کے تعلیمی اصول کے پابند ہو جائیں) بیشک آپ حلیم ورشید ہیں معالم کہا ابن عباس نے حضرت شعیب نماز بہت پڑھتے تھے اور یہ کلمے قوم نے بطور تمسخر کے کہ کیسی نماز اور کیسا حلم و رشد ہے کہ ان امور سے روکتا ہے یا یہ کہ تم اپنے زعم میں آپ کو ایسا سمجھتے ہو **ف** وان نفعل معطوف ہے ما یعبد پر

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا

کہا اے قوم بتاؤ تم اگر ہوں میں دلیل پر جانب اپنے رب کے اور دیا مجھے اپنی طرف سے رزق اچھا

وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ

اور نہیں چاہتا میں یہ کہ مخالفت کروں میں تمہاری طرف اسکے کہ منع کرتا ہوں میں تمکو اس سے نہیں چاہتا میں مگر اصلاح

مَا اسْتَطَعْتُ ۭ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ

جہاں تک سکوں میں اور نہیں توفیق میری مگر ساتھ اللہ کے اوسی پر بھروسا کیا میں نے اور طرف اوسکے رجوع کرتا ہوں

کہا اے لوگو یہ تو بتاؤ کہ اگر میں دلیل ظاہر اور حق ثابت یعنے نبوت پر اپنے رب کی طرف سے ہوں اور اللہ نے مجھے رزق حسن دیا ہو (ابوسعود) جواب محذوف ہے یعنے کیا اب بھی مجھے ایسا سمجھو گے اور یہی کلمات کہو گے پس جب کہ ایسا جائز نہیں تو بعد دلائل واضحہ و براہین صریحہ کے یا بدون تحقیق و تردید کافی کے ایسی جرأت و تمسخر امر خوفناک ہے) اور میں یہ نہیں چاہتا کہ خواہ مخواہ تمہارے خلاف ہی کروں اور جس سے منع کرتا ہوں اُسی پر اصرار رہے بلکہ میں نہیں چاہتا مگر اصلاح جہاں تک میری وسعت و قوت ہے اور میری توفیق نہیں مگر اللہ سے اور اللہ ہی پر میں نے بھروسا کیا اور اوسی کی طرف رجوع کرتا ہوں **رزق** سے یہاں مراد نبوت و حکمت ہے (ابوسعود) یا رزق حلال (ابن کثیر) **معالم** شعیب کے پاس مال بہت تھا یا رزق سے مراد علم و معرفت ہے **ف** ما توفیقی الخ میں اشارہ ہے کہ میرا یہ کام بتوفیق الٰہی ہے پس انکار نشان کفر و تباہی ہے۔

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ

اور اے قوم نہ برانگیختہ کرے تمکو مخالفت میری اسپر کہ پہونچے تمکو مثل اوسکا کہ پہونچا قوم نوح کو یا قوم ہود کو یا قوم

صٰلِحٍ ۭ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ۝ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ

صالح کو اور نہیں قوم لوط کی تم سے دور اور استغفار کرو رب سے اپنے پھر توبہ کرو طرف اسکے بیشک رب میرا رحیم محبت کرنیوالا

اور اے لوگو میری دشمنی اور مخالفت تمہیں ایسی باتوں پر نہ آمادہ کر دے کہ تمکو وہ بلا پہونچے

جو پہونچی قوم نوحؑ کو غرق سے اور قوم ہودؑ کو ہوا سے تند سے اور قوم صالحؑ کو صاعقہ سے اور
قوم لوطؑ تم سے کچھ دور نہین سامنے کا معاملہ ہے اور اپنے کفر یا گناہ گذشتہ کی مغفرت مانگو پھر آیندہ
مخالفت و معصیت سے باز آؤ توبہ کرو ہمارا رب بیشک مہربان ہے بخشنے کا محبت کرنیوالا ہے توبہ
کرنے والون سے راضی ہو جائیگا **ف** اسمین اشارہ ہے کہ تکرار معصیت سے تکرار عذاب ہو سکتا
ہے یعنی اگر عمل قوم نوحؑ یا ہودؑ و صالحؑ و لوطؑ واقع ہونگے تو وہ عذاب جو انپر آیا تھا آ سکتا ہے

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا
بولے اے شعیب نہین سمجھتے ہم بہت اسکا کہ تم کہتے ہو اور دیکھتے ہین ہم تمکو اپنی قوم مین

ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۫ وَمَا اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ
کمزور اور اگر نہ ہوتی برادری تیری بیشک سنگسار کرتے ہم تجھے اور نہین تو ہمپر غالب

ربط وہ گروہ جو تین سے دس تک ہو اور بیان گروہ اقارب مراد ہے کہ شاید وہ لوگ شعیبؑ
کی حمایت کرین اور لڑین سب یعنے قوم نے کہا اے شعیب ہم یہ بہت باتین جو آپ کیا کرتے
ہین سمجھتے ہی نہین اور ہم تم کو اپنے گروہ و قوم مین ناتوان پاتے ہین صرف اُن چند آدمیون کا
خیال ہے جو آپ کی برادری مین ہین ایسا نہوتا تو ہم سنگسار کرتے اور نہ تجھ ہم پر غالب
قوی نہین ہو لا نفقہ یہ تحقیراً کہا کہ ہم قابل غور نہین سمجھتے۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَاۗءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ
کہا اے قوم کیا گروہ میرا غالب ہے تمپر اللہ سے اور لے لیا تمنے اوسے پیچھے اپنے پشت پناہ بیشک رب میرا اسکو جو تم کرتے ہو گھیرے ہوے

ظہری منسوب ہے ظہر و پیٹھ کیطرف یعنی پشت کی طرف ہو یعنے اے لوگو تعجب ہے کہ میرا
گروہ تم پر اللہ سے بھی غالب آیا اون کے ڈر سے مجھسے مزاحمت نہین کرتے ہو اور اللہ کو پس
پشت ڈال دیا اوسکا ڈر ہی نہین بیشک ہمارا رب تمھارے تمام اعمال کو محیط ہے۔

وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۭ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ
اور اے قوم کئے جاؤ اپنی جگہ پر مین بھی عمل کرتا ہون اب جان لوگے کس پر آتا ہے

عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۭ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ
عذاب رسوا کرنیوالا اور کون ہے وہی جھوٹا ہے اور انتظار کرو مین بھی ساتھ تمھارے منتظر ہون

اے لوگو تم کام کیے جاؤ اپنی جگہ پر مین بھی اپنی جگہ پر کام کرتا ہون اب تم کو معلوم ہو جاےگا
کون ہے جس پر ذلیل کرنے والا عذاب آتا ہے اور کون کاذب ہے اور تم انتظار کرو۔

انجام اس کفر و شرارت کا کیا ہوتا ہے اور مین بھی تمھارے ساتھ منتظر ہون

وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَأَخَذَتِ الَّذِينَ

اور جب آگیا حکم ہمارا نجات دی ہمنے شعیب کو اور جو ایمان والے ساتھ تھے رحمت سے اپنی ۔ اور پکڑ لیا انکو

ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝ كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۗ أَلَا

کہ ظلم کیا چیخ نے پس صبح کی گھٹنون پر اپنے گھرون مین گویا کبھی بسے ہی نہ تھے وہان سنو آگاہ ہو

ع

عذاب آگیا شعیب کو	بُعْدًا لِمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ ۝	اور جب ہمارا حکم
جو ایمان والے انکے	لعنت ہے واسطے مدین کے جسطرح ہلاک ہوئے ثمود	تو نجات دی اور

ساتھ تھے اپنی رحمت سے اور ظالمون کو صیحہ نے لے لیا اپنے گھرون مین اس طرح مرے ہوئے پڑے تھے گویا کبھی تھے ہی نہیں آگاہ ہو کہ رحمت سے دوری ہے اصحاب مدین کے لیے جس طرح رحمت سے دور ہوئی قوم ثمود ع ابن عباس سے ہے پہلے انپر سردی مسلط ہوئی تہ خانون مین پناہ لی یہان گرمی نے ستایا جنگلون مین گئے ایک ابر اٹھا ہوا سے سرد و نرم چلی سب ابر کے تلے جمع ہوئے ناگاہ آگ پیدا ہوئی اور زلزلہ آیا سب جل بھن گئے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُبِينٍ ۝ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاتَّبَعُوا

اور تحقیق بھیجا ہمنے موسیٰ کو ساتھ اپنی نشانیون اور دلیل ظاہر کے طرف فرعون کے اور اسکے سردارون کے پس پیروی کی

موسیٰ کو بھیجا اپنی	أَمْرَ فِرْعَوْنَ ۖ وَمَا أَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيدٍ ۝	اور بیشک ہم نے
نشانیون کے ساتھ	حکم فرعون کی اور نہین حکم فرعون کا درست	نشانیون اور دلائل

فرعون اور اس کے سردارون کی طرف تو سردارون نے فرعون کے حکم کی پیروی کی اور حکم فرعون کا درست نہ تھا ف بار بار تکرار نام بغرض کمال توبیخ و تصریح ہے

يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۖ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُودُ ۝

آگے آگے چلیگا اپنی قوم کے دن قیامت کے پھر داخل کریگا انھین آگ مین اور بُرا ہی گھاٹ اُترا ہوا ہے

قیامت کے دن فرعون اپنے پیروونکے آگے آگے ہوگا اور انکو دوزخ پر کھڑا کر دیگا اور یہ فرودگاہ بری ہے ف اسی طرح ہر وہ شخص جسنے کسیکو بہکایا ہے اور مفسدونکا پیشوا تھا اپنی ذریات کو لے کر داخل جہنم ہوگا ورد مصدر بمعنے جاے ورود المورود صفت یعنی وہ گھاٹ جو مورود کفار ہے برا ہے اور مراد اس سے دوزخ

وَأُتْبِعُوا فِي هَٰذِهِ لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُودُ ۝

اور پیچھا کیے گئے اس دنیا مین لعنت کا اور دن قیامت کے بری ہے بخشش جو بخشش کی گئی

اور دنیا میں اور قیامت میں اُن کا پیچھا لعنت سے کیا گیا ہے یعنے لعنت خداوندی کے ذریعہ سے
یا انجام انعام رحمت سے دوری برا ہے وہ انعام جو دیا گیا ف گھاٹ اور انعام کی تفضیح
و تحسر کے لیے فرمایا کہ وہ گھاٹ جہاں پیاس سے کلیجے جلیں اور وہ انعام جو وبال جان ہو سلگا

مسئلہ فرعونی اور فرعون اس آیت سے بلا تردد کافر قرار دیے گئے

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّ حَصِيْدٌ

یہ خبروں سے ہے بستیوں کی کہ بیان کرتے ہیں ہم اُسے آپ پر بعض اُن میں سے قائم ہیں اور کچھ کٹے ہوئے

یہ قصہ ہائے مذکورہ بستیوں کی خبروں میں سے ہیں بعض اب تک باقی اور قائم ہیں جیسے مصر
وغیرہ اور بعض جڑ سے کاٹ ڈالے گئے جیسے قوم لوط کی بستی وغیرہ لیکن تا کہ تم اس لیے
کہ تم آنکھ سے دیکھو اور سنو اس لیے کہ انپر قیاس کرو

وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَمَاۤ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِیْ

اور نہیں ظلم کیا ہمنے اُنپر لیکن ظلم کیا جانوں پر اپنی پس نہ کافی ہوئے اُنکو معبود اُنکے جنکو

یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ وَ مَا زَادُوْهُمْ غَیْرَ تَتْبِیْبٍ

پکارتے تھے سوائے اللہ کے کچھ بھی نہیں جبکہ آیا حکم رب کا تیرے اور نہ بڑھائی اُنکے لیے سوائے ہلاکی کے

اور ہم نے اُنپر ظلم نہیں کیا بلکہ اُنکی جانوں نے اُنپر ظلم کیا پھر اُنکے معبودوں نے انھیں کسی بات سے
بھی بے پرواہ کیا جبکہ عذاب تیرے رب کا آگیا اور نہ بڑھائی اُنکے معبودوں نے اُنکے لیے مگر ہلاکت

وَ كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰى وَ هِیَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ

اور ایسا ہی پکڑنا رب تیرے کا جبکہ پکڑا بستی کو حالانکہ ظالم ہے وہ بیشک پکڑ اُسکی دردناک کرنے والی سخت ہے

یعنے جب کہ ہم نے گذشتہ قوموں کا عذاب بیان کیا جس طرح اُن کے معبودوں نے اللہ کی
گرفت میں کچھ فائدہ نہ دیا ایسا ہی پکڑتے ہیں ہم جس بستی کو پکڑتے ہیں ایسے حال میں کہ وہ ظالمہ
یعنے نافرمانبردار ہوتی ہے اور اللہ کی پکڑ ایذا رسان اور سخت ہے قری سے مراد اہل قری ہے

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ

بیشک اسمین البتہ نشانی ہے واسطے اُسکے کہ ڈرا عذاب آخرت سے یہ دن ہے کہ جمع کیے گئے واسطے اُسکے آدمی

وَ ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ وَ مَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ

اور یہ دن حاضر کیا گیا ہے اور نہیں موخر کرتے ہم اُنکو مگر مدت شمار کی گئی کے لیے

اِن واقعات میں عذاب آخرت سے ڈرنیوالون کو علامت وضح ہے یہ یعنے قیامت وہ دن ہے

جس میں تمام آدمی جمع کیے جاینگے اور وہ دن ہے کہ تمام مخلوق حاضر کی جائے گی اور ہم نے
اُسے موخر اس لیے کیا ہے کہ مدت گنی ہوئی مقرر ہے قبل وقت کوئی امر نہیں ہوتا۔

يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ

جب آئے گا نہ بات کرے گی کوئی جی مگر اللہ کے حکم سے اُسکے پس اُن میں سے بدبخت ہیں اور نیک بخت ہیں پس لیکن جو بدنصیب ہوئے پس آگ میں ہیں

لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ ۝ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا

انکے لیے اُسمیں رونا اور نالے ہیں ہمیشہ رہینگے اُسمیں جبتک ہیں آسمان اور زمین ہے مگر

جب وہ دن قیامت کا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۝ آجائے گا تو کسی کی مجال
نہوگی کہ بات کرسکے جو چاہے رب تیرا بیشک رب تیرا کرتا ہے جو چاہے مگر اللہ تعالے کی
اجازت سے پھر بعض ان میں شقی یعنے عاصی سزاوار نار ہیں اور بعضے سعید یعنے قابل عفو و دخول
جنت ہیں لیکن جو شقی ہیں وہ آگ میں ڈالے جائینگے اور اُسمیں آواز سخت و نرم چلائینگے اور
اُسی دوزخ میں ہمیشہ رہینگے جب تک آسمان و زمین ہیں مگر جو چاہے تیرا رب بیشک تیرا رب
کرڈالتا ہے جو چاہے کوئی اُسکا مانع نہیں شہیق اخیر آواز خر و رد النفس زفیر اول آواز
خر، اخراج النفس مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ یہ محاورہ ہے مراد اس سے دوام إِلَّا
مَا شَاءَ خواہ مراد یہ ہے کہ ہم چاہیں اُسے نکال لیں اور یہ مومن عاصی ہے یا
یہ کہ ہم کو ہر حال میں اختیار ہے مجبوری نہیں یعنے مگر بسبب وعدہ کفار کو ہمیشہ دوزخ میں رکھینگے

وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ

اور لیکن جو نیک بخت ہوئے پس جنت میں ہمیشہ رہینگے اُسمیں جبتک ہیں آسمان اور زمین

اور جو لوگ نیکبخت ہیں إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۖ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ ۝ وہ جنت میں جائینگے
اُسمیں ہمیشہ رہینگے مگر جو چاہے رب تیرا بخشش ہے غیر منقطع جب تک آسمان و زمین
ہیں (یعنے ابدالآباد) مگر جو کچھ پروردگار عالم چاہے اور یہ عطا ہے جو کبھی نہ کٹنے کی نہیں وہم
آسمان و زمین فانی ہیں خلود و نا سو نعیم اُنکی بقا تک کیونکر درست ہوگا دفع چونکہ معنے حقیقی بیان
متعذر ہیں اس لیے کہ آسمان و زمین آخرت میں نہونگے معنی مجازی لیے جائینگے اور عرف
میں زمین و آسمان سے مراد دوام ہے پس ہمارے عرف کے اعتبار سے فرمایا وہم اہل جنت
کا خروج باتفاق ممتنع ہے پھر استثنا کیونکر صحیح ہوگا بلکہ کفار کا بھی خروج جائز نہیں دفع یہ استثنا
سعید و شقی سے ہے یعنے ہر عاصی دوزخ میں جائے گا مگر جسے اللہ چاہے بچائے اور پھر مطیع قائل

جنت سے ہے مگر جسے اللہ کا فضل شامل نہو مجرد اُس اطاعت سے جو مقدور بشر ہیں ہی نجات نہیں پا سکتا جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا کہ نہ میں نہ کوئی اور اپنی اطاعت سے جنت میں جا سکتا ہے مگر مجھے اللہ کی رحمت نے ڈھانک لیا ہے اور کہا بعض مفسرین نے کہ استثنا خلود سے ہے یعنے اللہ چاہے تو کچھ اور صورت نکال سکتا ہے مگر بحسب وعدہ ایسا نہ چاہے گا مگر یہ تاویل سست ہے غیر مجذوذ جذ قطع کرنا یعنے یہ عطا منقطع نہ ہوگی اس میں اُس وہم کے نفی ہے جو دوام آسمان وزمین سے ہو سکتا ہے اس طرح کہ یہ عطا سے دائم ہے۔

فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ۚ مَا يَعْبُدُونَ إِلَّا كَمَا يَعْبُدُ

پس نہ ہو تو شک میں اُس سے کہ پوجتے ہیں یہ لوگ نہیں پوجتے ہیں مگر جیسا کہ پوجتے تھے

ع ۹ آبَاؤُهُم مِّن قَبْلُ ۚ وَإِنَّا لَمُوَفُّوهُمْ نَصِيبَهُمْ غَيْرَ مَنقُوصٍ

باپ دادے انکے پہلے سے اور ہم البتہ پورا کرنے والے ہیں حصے اونکے بدون کمی کے

یعنے آپ اُن کی احمقانہ پرستش سے شک و تردد میں نہ رہیں یہ نہیں پرستش کرتے مگر جیسے ان کے اگلے پرستش کر گئے نہ تحقیق ہے نہ تمیز اور ہم اِن کے حصے یعنے سزاے اعمال پوری دینگے کچھ کمی نہوگی **ف** جو کرینگے پائینگے کمی نہ کی جاوے گی۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ

اور بتحقیق دی ہمنے موسیٰ کو کتاب پھر اختلاف کیا گیا اوسمیں اور اگر نہوتا کلمہ کہ سابق ہوا رب سے تیرے البتہ فیصلہ کر دیا جاتا

اور ہم نے موسیٰ کو عطا فرمائی پھر اُسمیں	بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ اُن میں اور وہ تردد میں ہیں اُس سے شک کرنیوالے	کتاب یعنے توریت اختلاف کیا گیا یعنے

بعض ایمان لائے اور بعض متردد و منکر رہے ؛ اگر حکم جزا و سزا ایک وقت پر معین نہوتا اور یہ باب میں مشیت الٰہی سابق نہو چکی ہوتی تو انکے اختلاف کا فیصلہ ہو جاتا اور وہ ایسے شبہے میں ہیں جو اُن کو تردد میں ڈالنے والا ہے امید رفع کی بھی نہیں **ف** معلوم ہوا کہ دنیا میں سزا ملنا ضرور نہیں یا یہ کہ وقت معین ہے

وَإِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ أَعْمَالَهُمْ ۚ إِنَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

اور بیشک سب کے سب البتہ پورا دے گا انکو رب تیرا اعمال اُنکے بیشک اللہ اُسپر کہ وہ کرتے ہیں خبردار ہے

اور بیشک سب کے سب اپنے اعمال کا عوض بھر پائینگے کچھ باقی نہ رہے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کام جانتا ہے

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَن تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۚ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

پس سیدھا چلا جیسا کہ حکم کیا گیا تجھے اور جس نے توبہ کی ساتھ تیرے اور نہ سرکشی کرو بیشک ساتھ اسکے کہ کرتے ہو تم بینا ہے

پس آپ اور آپ کے ساتھی توبہ کرنیوالے بھی بحسب ارشاد دوام و قیام کرین اور درستی مین سرکشی نکرین اللہ تعالیٰ تمھارے کام دیکھتا ہے **ف** اسمین رجوع ہے استقامت و ترک بغاوت کا

وَلَا تَرْكَنُوٓا۟ إِلَى ٱلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ فَتَمَسَّكُمُ ٱلنَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ

اور جھکو طرف اُنکے کہ ظالم ہین کہ چھوجائے تم کو آگ اور نہین تمھارے لیے سوائے اللہ کے

اور تم اُن لوگون کی جانب جو ظالم ہین مائل نہو اگر ایسا کروگے تو تم کو آگ مس

مِنْ أَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ۝

حمایتیوں سے کوئی پھر وہ نہ مدد دیے جاؤ گے

کر جائیگی اور اللہ کے سوا کوئی تمھارا حامی نہوگا اللہ کی طرف سے اور عذاب سے مدد نہ کی جائیگی بر لحاظ ان تمام احکام کے بعد وہ تعلیم شریع کی جو سب عبادت و دارج تقرب کے لیے ذریعہ ہو اور غرض تخلیق و معنی عبودیت کی تکمیل کرے

وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ طَرَفَىِ ٱلنَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ ٱلَّيْلِ ۚ إِنَّ ٱلْحَسَنَٰتِ يُذْهِبْنَ ٱلسَّيِّـَٔاتِ ۚ

اور قائم کر نماز دونو جانب دن کے اور سا عتونمین رات کے بیشک نیکیان لیجاتی ہین برائیان

ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّٰكِرِينَ ۝ وَٱصْبِرْ فَإِنَّ ٱللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ ٱلْمُحْسِنِينَ ۝

یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والونکے اور صبر کر پس بیشک اللہ نہین ضائع کرتا مزدوری نیکی کرنے والون کی

نماز قائم کر دن کی دو جانبوں اور رات سے ملے ہوئے وقتون مین بیشک نیکیان سب تمام برائیان مٹا دیتی ہین یہ حکم نصیحت ہے نصیحت ماننے والون کے لیے اور جو مصائب تعمیل حکم و ادائے نماز مین پیش آوین اُنپر صبر کر اللہ تعالے صابرون کا اجر ضائع نہین کرتا آیت مین کئی امر ہین (اوقات نماز) اسمین تین آیتین مصرح ہین ایک یہ آیت دو دوسری ایسی جگہ آئینگی اس آیت سے پنج وقتہ نماز بہ اشارت مختلف تاویلون سے کیا گیا ہے مگر صاف صاف یہ ہے کہ طرفی تثنیہ ہے یعنی دو طرف وقت طلوع باتفاق غیر مراد ہے اسیے کہ اسمین کوئی نماز فرض نہین البتہ باعتبار ابتدائے زوال جانب اول ظہر ہے (ابو سعود) و باعتبار غروب و ختم روز جانب دوم عصر و زلفا جمع زلفہ یعنے قرب ساعات شب اور اقل درجہ جمع کا تین ہے پس تین وقت رات سے ملتے جلتے ثابت ہوئے پہلا فجر اسلیے کہ باعتبار حساب نجومی طلوع سے پہلے رات ہے (اور خود تو ہمیشہ دن رات سے جدا ہوگا) دوسرا وقت مغرب اسلیے کہ کنارۂ شب ہے یہ دونو وقت باعتبار نورانیت و عدم تاریکی و بے نوری نجوم مشابہ روز و متصل شب ہین تیسرا وقت عشا اسلیے کہ غروب شفق و ضیائے نجوم و کمال ظلمت اسی وقت سے ہوتا ہے الخ (راقم) امر وجوبی ہے پس نماز پنجگانہ واجب ہوئی مگر یہ تمام تاویلین اس درجے کی نہین کہ اوقات صلوۃ مصرح سمجھی جائین اور احادیث مفسرہ سے بے پروا رہین

کبیر آیت مذہب حنفیہ کی معین ہے اس لیئے کہ زلف باعتبار جمع مغرب وعشاء وتر ہے اور باعتبار قرب
اسفار فجر وتاخیر عصر مستحب ہوئی (شان نزول) ترمذی کہا ابو الیسر نے کہ ایک عورت میرے پاس چھوارے
خریدنے آئی میں نے کہا گھر میں عمدہ خرمے ہیں وہ ہمراہ اندر آئی تو میں نے اُس کا بوسہ لیا (اور
بعض روایتوں میں ہے کہ سواے جماع کے سب کچھ کیا) پھر حضرت ابو بکرؓ سے بیان کیا اُنھوں نے
اخفا کی وصیت کی تا کہ اللہ تعالے پردہ پوشی فرمائے پھر حضرت فاروقؓ سے کہا یہی نصیحت کی
(مگر بے چین وخائف) حضور میں گیا اور عرض کی فرمایا تونے غازی کی اہل میں خیانت کی جسنے خدا کے
لیئے اپنا وطن چھوڑا تھا پھر دیر تک خاموش رہے اور یہ آیت اُتری **بخاری** اس شخص نے کہا یہ معافی خاص
میرے ہی لیے ہے یا عام فرمایا جو کرے گا وہ پھل پائیگا **ابن کثیر** اس مرد نے کہا مجھ پر حد قائم کیجیے
فرمایا تونے پورا وضو کیا ہمارے ساتھ نماز پڑھی بولا ہاں فرمایا تو ایسا پاک ہو گیا جیسے ماں کے
پیٹ سے پیدا ہوا تھا پھر ایسا نکرنا (الحسنات) جمع حسنہ **ترغیب** آپ نے معاذ سے فرمایا
أَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا اے معاذ تم سے برائی ہو جائے تو اُس کے بعد نیکی کر لیا کرو
وہ اسے مٹا دے - یہاں مراد حسنات سے نماز ہے اور نماز کا کفارہ گناہ ہونا متعدد احادیث
صحیحہ سے ثابت **مسلم** (فرمایا) مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا
نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ جسنے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر دو رکعت نماز
تحیۃ الوضو پڑھی اور اپنے دل میں ادھر اُدھر کی باتیں نکرتا رہا اُسکے تمام اگلے گناہ معاف کر دیے جاتے
ہیں اور فرمایا فَالصَّلَوَاتُ الْمَكْتُوبَاتُ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ فرض نمازیں کفارہ ہیں اُن گناہوں کا
جو دو نمازوں کے درمیان میں ہوں اور فرمایا نماز سے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے جھڑ میں پتے
اور پنجگانہ نماز اسی طرح گناہ دھو ڈالتی ہے جیسے پنجوقتہ نہانے سے میل - اور مسجد کے طرف
چلنے والے کا ایک قدم پر گناہ عفو ہوتا ہے دوسرے پر نیکی ملتی ہے - اور وضو کرنے سے تمام
گناہ عفو ہو جاتے ہیں اور فرمایا جس نے نمازوں پر حفاظت کی زندگی بھی اچھی اور موت بھی اچھی وَكَانَ
مِنْ ذُنُوبِهٖ كَيَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جائیگا گویا آج ہی اسکی ماں نے
اُسے جنا ہے (السیئات) اگرچہ عام ہے مگر قسم خاص ہے یعنے وہ سب گناہ جو حق العبد وکبائر سے
نہوں اور تمام جگہ جہاں کسی عمل کی برکت سے عفو معاصی مذکور ہے یہی تاویل ہے اور ظاہر ہے کہ
گناہ کبیرہ بے توبہ وحق العبد بدون رضاے حقدار معاف نہیں ہوتے اور اگر کہا جائے کہ یہ
تخصیص بے وجہ ہے تو جواب یہ ہے کہ جس طرح سیئات جمع ہے حسنات بھی جمع ہے پس

تقسیم ہوگی یعنے ہر ایک نیکی جس درجے کی ہو ایک بُرائی کو جو اُسی درجے کی ہو معاف کرا دے گی
اس سے بھی حق العبد خارج ہو گیا البتہ گناہ کبیرہ ممکن ہے کہ وہ نماز جو بکمال خشوع و خضوع ادا کی
جائے اور بحالت تضرع و زاری استغفار و توبہ اُس میں داخل ہو موجب معافی کبیرہ ہو

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِن قَبْلِكُمْ أُولُوا بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ

پس کاہے کو نہ ہوئے بعض زمانے والوں سے جو پہلے تھے تم سے صاحب عقل منع کرتے فساد سے زمین میں

إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّنْ أَنجَيْنَا مِنْهُمْ ۗ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ

مگر تھوڑے اُنمیں سے کہ نجات دی ہمنے اونمیں اور پیروی کی اُنہوں نے جو ظالم تھے اسکی کہ عیش میں پڑ گئے اوسمیں اور تھے خطاکار

جو لوگ تم سے پہلے گزر گئے ان میں بعض دیندار احتیاط والے ایسے کیون نہوئے کہ لوگون کو زمین
مین فساد یعنے کفر و معاصی پھیلانے سے منع کرتے مگر جنھین ہم نے عذاب و ہلاک قوم سے بچا لیا
اُن مین ایسے خیرخواہ واعظ کچھ تھوڑے سے ہوئے اور ظالم تو اوسی چیز کے پیچھے پڑ گئے
جس سے مالدار اور مزے اوڑانے والے ہوگئے اور وہ تھے ہی گنہگار قرون جمع قرن
یعنے مدت معینہ اور بیان مجازاً اہل زمانہ مراد ہین بقیۃ بہترین قوم و محتاط و دانا اتراف
بسیار نعمت دادن۔ مراد ہے لذات شہوانی و نعماے فانی سے یعنے اگر اگلی اُمتون مین دانشمند
نصیحت گر ہوتے تو اچھا ہوتا اور عذاب نازل نہوتا مگر تھوڑے ایسے تھے جو اُن عذابون سے
بچا لئے گئے ہم اُنھی گنہگار قومون پر آئے اور جو اُن مین ظالم تھے وہ نعمتون اور اسباب شہوات
کے درپے طالب دُنیا ہوئے کہا مفسرین نے اِس مین ترغیب ہے کہ اُمت محمدی تم خیار و منتخب
و دانشمند لوگ ہو جاؤ۔ دوسرون کو راہ راست دکھاؤ ف برائیون سے روکنے والے بہترین
قوم ہین جو لوگ برائیون سے دوسرون کو روکا کرتے ہین وہ بلاؤن سے نجات پا جاتے ہین یہ
یہ لوگ اللہ کے حضور مین منتخب و برگزیدہ ہوتے ہین ظلم و طلب دنیا و انہماک لذات و
اتباع شہوات ممنوع ہے کوئی قوم بحالت صلاح ہلاک نہین کی گئی

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ

اور نہیں رب تیرا کہ ہلاک کرے بستی کو ظلم سے اور اہل اُسکے نیکوکار ہون

پروردگار عالم کسی قوم کو ایسی حالت مین ہلاک نہین کرتا کہ وہ مطیع و مصلح ہون بلکہ دنیاوی بلا
بھی شامت اعمال ہی سے آتی ہے ف جب کہ تسویہ برکت قوم صالح ہلاک نہین ہوتا
مرد صالح بدرجہ اولے ہلاک سے محفوظ رہے گا

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ۝ إِلَّا مَن رَّحِمَ

اور اگر چاہتا رب تیرا کر دیتا سب آدمیوں کو گروہ واحد اور ہمیشہ رہینگے اختلاف کرنیوالے مگر وہ کہ رحم کیا

رَبُّكَ وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝

رب نے تیرے اور اسی لیے پیدا کیا انکو اور پوری ہو گئی بات تیرے رب کی البتہ بھر دینگے ہم جہنم جنوں سے اور آدمیوں سے سب کے سب

اگر پروردگار عالم چاہتا تو تمام مخلوق کو ایک گروہ ایک راہ بنا دیتا اور یہ لوگ آپس مین جھگڑا کرتے رہین گے مگر جسپر اللہ تعالے نے رحم کیا وہ اس نزاع سے محفوظ ہے اور جو اختلاف مین پڑے وہ اختلاف ہی کے لیے بنائے گئے تھے اور جسپر رحم ہوا اُنھین رحمت ہی کے لیے پیدا کیا تھا اور پروردگار عالم کا یہ حکم کہ ہم دوزخ کو جن اور آدمیون سے بھر دینگے تمام وکمال ہو گیا۔ یعنے تمام مخلوق کا رو براہ ہونا امر مشکل نہوتا مگر اللہ تو حکم دے چکا کہ دوزخ جن اور آدمیون سے بھری جائے گی پھر ایک راہ پر کیونکر رہین ہان جنپر اللہ نے رحم فرمایا وہ مختلف نہون گے **امۃ واحدۃ** سے مراد اہل حق **مختلف** اہل باطل خواہ مشرک یہود ونصارے ہون خواہ اہل ضلال **ف** آیت مین کئی امر ہین ۱؎ مسئلہ قدر اس لیے کہ تمام امور اپنی ہی مشیت پر محول فرمائے لیکن ان تمام اختیار دن کے ساتھ نسبت فعل ہماری طرف کرنا مشیر ہے کہ کچھ اختیار کسب مین دیا گیا ہے ۲؎ یہ کہ اہل نار و اہل نعیم کی تقسیم ازل ہی مین ہو چکی ۳؎ اتفاق و اتحاد رحمت خاصہ الٰہی سے ہے اور اختلاف موجب شقاوت و نار ۴؎ اجمعین سے یہ مراد نہین کہ تمام آدمی اور جن دوزخ مین جائین گے بلکہ مجموعہ بعض جن و بعض انس مراد ہے نہ صرف جن نہ صرف آدمی اور جن و ناس مین لام عہد ہے **ابن کثیر** دوزخ **هَلْ مِن مَّزِيدٍ** برابر کہتی رہے گی یہان تک کہ حق سبحانہ تعالے اپنا قدم جس کی کیفیت وہی جانے اور یہ قدم بس ایک صفت ہے صفات باری تعالے سے اس مین رکھدے گا تو دوزخ کہے گی قسم ہے تیرے عزت وجلال کی کہ اب مجھ مین گنجائش نہین رہی۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ ۚ وَجَاءَكَ فِي

اور سب کچھ بیان کرتے ہین ہم تجھ پر خبرون سے پیغمبرون کی وہ کہ ثابت کرین اس سے دل تیرا اور آ جائے تیرے پاس

اور پیغمبرون کے | هَٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ | حالات ہم آپ سے

اسقدر بیان کرتے | اسمین حق اور نصیحت اور یاد واسطے مومنوں کے | ہین جو آپ کے دل کو

مطمئن وثابت کردے اور مطاعن کفار وحوادث روزگار وقسم قسم کے امتحان سے جو اضطرار

وانتشار پیدا ہوتا ہے وہ دور ہو جائے اور امر حق ظاہر ہو جائے اہل ایمان واسطے نصیحت بایثن نسیان وظلمت ہین یاد و تذکر ہو ف یا قصص قرآنی موجب تسکین قلب و نصیحت و تذکر ہین کہ ان قصون سے امر حق ظاہر ہو جاتا ہے اگر بنظر انصاف غور کرے تو اس سے اخبار سابقین و سیر صالحین کے فضائل و فوائد مفہوم ہوتے ہین

وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ۙ وَانْتَظِرُوْا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ

اور کہدیجیے ان سے جو ایمان نہین لاتے کام کیے جاؤ اپنی جگہ پر ہم بھی کام کرتے ہین اور انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہین

آپ اُن سے کہدیجیے جو ایمان نہین لاتے جو تمہارا جی چاہے کیے جاؤ جو ہم کو حکم ہے ہم بھی کرتے ہین اور انتظار کرو حکم خدا کا اور انجام کار کا ہم بھی انتظار کرتے ہین کہ تم کو اس سرکشی کی کیسی سزا ملتی ہے ف اعملوا یہان بمعنے امر نہین بلکہ کمال زجر اور ترک ہے لیجے جو چاہو ہو

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ

اور اللہ ہی کے پاس ہے غیب آسمانون کا اور زمین کا اور اسی کی طرف رجوع کرتے ہین کام سب کے سب پس بندگی کر اسکی اور بھروسا کر

آسمان و زمین | عَلَيْهِ ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ | مین جو اسرار مخفیہ

وخزائن مودعہ ہین | اُسپر اور نہین رب تیرا غافل اُس سے کہ کرتے ہو تم | وہ سب کے سب اُسی کی ملک ہین اللہ اُنپر مطلع و متصرف ہے اور اُسی کی طرف سب کام رجوع کرتے ہین پس توحید و عبادت کرو اُس کی اور اُسپر بھروسا کرو اور تمہارا رب تمہارے کامون سے بے خبر نہین کہ کسی کا عوض رہ جائے

سورۂ یوسف بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مکیۃ

نام اسکا سورۂ یوسف ہے لقب احسن القصص اس لیے کہ جہانتک قصص حکایات صحیحہ سننے گئے کوئی اس قصے کی طرح دلفریب و فائدہ بخش نہین اُس مین ایک سو گیارہ آیتین ہین مکے مین نازل ہوئین اگرچہ احکام کم ہین مگر غیر منسوخ و محکم ابن کثیر بعض اصحاب نے درخواست کی کہ حضور کوئی قصہ ارشاد فرمائین تو یہ احسن القصص نازل ہوا حدائق بعض اہل کتاب نے امتحاناً پوچھا کہ یعقوب علیہ السلام ملک شام وطن آباے کرام چھوڑ کر کنعان مین کیون آئے مصر مین اُن کی سکونت کسطرح ہوئی فرمایا مین بھی ایک آدمی ہون جیسے تم سب مجھے علم غیب نہین حضرت حق جل و علی کو منظور ہوا کہ اسکے پیغمبر پر اعتراض کرنیوالے خفیف ہون یہ سورت نازل فرمائی نکتہ مین نے بعض مشائخ

سے سنا کہ جب جمال جہان آرا سے محمدی وحسن دلفریب نبوی نے قلوب اصحاب کو آپکے کیطرح متحیر پایا وآن سے بیخبر بنا دیا خوف تھا کہ جذبات عشق وشورش محبت نظم ظاہر وآداب سیاست سے بے پروا کر دے چارہ گر مطلق نے دوسرے دلکش قصے کے ضمن مین بتلایا محبت کا انجام وآغاز قدرت کی زبردستیان بندگان خدا کی استقامت طریق عبادات وحکومت سب کچھ سکھایا کہ خود رفتگی سے سنبھلین۔ جادۂ اعتدال سے قدم نہ نلین اِنۡ کُنۡتَ مِنۡ قَبۡلِهٖ لَمِنَ الۡغٰفِلِيۡنَ مین اسی طرف اشارہ ہے یعنے آپ ان کی بیخودی اور انجام جاذب وتعشق سے غافل تھے۔ یا مومنین ولدادۂ مقام فنا سے یا اُس خدمت سے جسکے لیے وہ پیدا کیے گئے ہین غافل تھے تنبیہ تفسیر سے پیشتر ضرور ہے کہ کچھ عذر بیان کر دیے جائین تا کہ بُرے خیالون کے پیدا ہونے سے پہلے اُنکا ابطال ذہن نشین رہے اول یہ کہ ارباب تاریخ واصحاب تفسیر نے اس دلفریب قصے کو انواع عجائب سے آراستہ کیا ہے جسے نہ قرآن سے تعلق مزید ہے نہ احادیث معتبر سے تائید اور ہمیرا مقصود تفسیر کلام خدا ہے نہ شرح حسن یوسفؑ وشورش زلیخا۔ لہذا اُسی مقدار پر کفایت کی جنکا ترک فہم مقصود مین مخل یا سباق نظم مین مانع تھا۔ دوم اسمین بعض مقام خوفناک ہین جنسے بچ نکلنا ہی غنیمت ہے زیادہ تیزی کا کیا مذکور جیسے ذکر برادران یوسفؑ اگرچہ پیغمبر نہین ہوئے ہین تو بھی آداب نبی زادگی تعلیم سکوت کر رہا ہے اور سفارش وعفو یعقوبؑ ویوسفؑ ومغفرت باری تعالے اُنھین تمام حملون سے بچا رہی ہے۔ اور اگر مشرف بہ نبوت ہین جسکا اشارہ وَيُتِمُّ نِعۡمَتَهٗ عَلَيۡكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعۡقُوۡبَ مین ہے۔ تو ہم ایمان لانے والے ہین جرح وطعن چہ معنی وارد یا وہ رکیک مضامین جو حضرت یعقوبؑ کے ابتدائی حالات کی نسبت بیان کیے گئے اور زلیخا کی از خود رفتگی گو ابتدا کسی روش پر ہو مگر انجام دیکھو حضرت یوسفؑ کی ہمجوابہ۔ انبیاے اولوالعزم کی مان ایک ایک وصف کا ندرمای ادب وانگشت حیا بر لب ہے یا حضرت یوسفؑ کی تقدس وپاکدامنی جسپر قرآن شاہد اور عفت نبوت حاکم ہے یہ اُنھین کو مبارک رہے جنکی زبان پر جان وایمان قربان ہے۔ چاہے کچھ ہو شوخی طبع بے دکھائے نہین رہ سکتے بنی اسرائیل جو غالبًا ان قصّون کے راوی ہین وہ جانین اور اُنکا کام۔ یہان سکوت ہے اور ادب والسلام ع زبان خشک بہ یا گلوگاہ تر۔ البتہ جو حالات مدح حضرات پر شامل ہین یا جنکی شہادت قرآن وحدیث سے ثابت یا اصول شرعیہ وآداب نبوت کے مخالف نہین مناسب موقع پر بے لکھے نہ چھوڑینگے اور جہان کہین کذب یا توہین کی بو ہے خوف ہم مانع گفتگو ہے۔ یہ کلام آسمانی ہے۔ نہ دل خوش کن کہانی۔ عجائب کے مشتاق سب بے بنیاد۔ دل خوش

دلیل اس مقام پر دونون سچے ہین اصل علماء کلام نے حضرات انبیا کی عصمت وعفت مین مختلف تقریر کی ہے مگر اسپر اجماع ہے کہ کفر و شرک سہواً۔ عمداً نبوت سے پہلے یا بعد نہین ہو سکتا۔ نبوت کے بعد کبائر سے محفوظ و معصوم ہین یہ کہا بعض نے کہ گناہ صغیرہ عمداً بھی ہو سکتا ہے یہ کہا امام ابوحنیفہ نے کہ انبیا صغیرہ و کبیرہ دونون سے بری ہین ہاں البتہ اجتہاد مین خطا ہو جاتی ہے یا سہواً کوئی غلطی وقوع مین آتی ہے مگر معاً تنبیہ و اطلاع لازم و رجوع ثابت۔ پس ہم نے ہرایسے مقام پر ایسی بے بنیاد روایتین متروک یا بدلائل قاہرہ مردود کر دی ہین۔

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۞ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۞

یہ آیتین ہین کتاب ظاہر کی ہمنے اُتارا اُسے قرآن عربی تاکہ تم سمجھو

الر حروف مقطعات سے ہے واجب الاعتقاد قابل التوقف تلک یہ سورت قرآن یعنے منفرد یا مقرون۔ یا علم ہے کتاب آسمانی کا جو مسلمانون کو عنایت ہوئی اور تقریر اول بیان جیسا ہے حاصل یہ آیتین ہین کتاب روشن کی یعنے قرآن مجید کی ہمنے اُتاری یہ کتاب درانحالیکہ نام اسکا قرآن ہے یا زبانون پر پڑھا گیا یا قبول وحق و ثواب و ہدایت سے مقرون ہے۔ اور عربی ہے تاکہ تم سمجھو ف عربی تمام زبانون پر اشرف اور فہم مضامین و حسل معانی و لطائف اسرار و دقائق حکمت مین اوسے دلطف ہے اس لیے کہ قرآن کا عربی ہونا محل امتنان و مدح مین مذکور ہوا۔ ع ۱۰

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ

ہم بیان کرتے ہین جیسے بہترین قصون کا بسبب اسکے کہ وحی کیا ہمنے طرف تیرے یہ قرآن

تمام قصون سے اچھا تمھاری طرف بھیجا	وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۞ اگرچہ تھا تو پہلے اس کے ہر آئینہ غافلون سے	ہم بیان کرتے ہین تم پر قصہ اس ضمن مین کہ قرآن

اگرچہ تم اس سے پہلے ان واقعات یا اسرار۔ یا احکام سے بیخبر تھے مسئلہ حضرت یوسف کا قصہ یا دوسرے انبیا و صلحا کا ذکر بنفسہ احسن ہے لیکن عوام کی تاریخ اگر کذب و فساد سے خالی ہو تو بغرض صالح اولے ورنہ مباح ہے مسئلہ عاشقانہ قصے سچے مباح اور بغرض عبرت اولے ہین احسن القصص ہونا اسکا بوجوہ چند مسلم ہے ۱ قرآن مین کوئی سورت نہین جو کسی ایک قصے کے لیے مخصوص ہو اور نہ ایسے قصے ہین جو اس بسط و شرح سے مرتب و مذکور ہین۔ ۲ اس مین انبیا کے اخلاق سلطنت کے انتظام احباب و اقارب سے سلوک۔ اپنا سے زمانہ کی

روش حسن صحبت انقلاب روزگار - امتحان صبر و استقلال - فضل علم - مراتب تقوی - حسن انجام - دیانت عجائب و غرائب زمانہ - حسن کی چیرہ دستی - عشق کے حرکات مجنونانہ سب کچھ مذکور ہیں سے حضرت یوسفؑ کی پاکدامنی اور اعلےٰ درجے کی تدبیر و سیاست و حکمرانی اور سب سے بڑھکر یہ کہ اللہ تعالیٰ کا بیان اور محل اسکا قرآن - جبرئیل ترجمان - سننے والے محبوب رحمٰن اب اس سے حسن و شرف زیادہ کیا ہوگا

اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ

جب کہا یوسف نے اپنے باپ سے اے باپ میرے میں نے دیکھے [illegible] تارے اور سورج

وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ○

اور چاند دیکھا میں نے انکو اپنے لیے سجدہ کرنے والے

حضرت یوسفؑ بارہ برس کے تھے ایک شب باپ کے پاس سوتے سوتے چونک پڑے حضرت یعقوبؑ نے گلے لگا کر پیار کیا اور سبب پوچھا - یوسفؑ نے کہا اے باپ میں نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ تارے اور چاند سورج مجھے سجدہ کررہے ہیں عرائس یوسفؑ نے کہا میں نے دیکھا آسمان کے دروازے کھل گئے اور ایسی روشنی پھیلی کہ تارے چمکنے لگے پہاڑ نورانی ہوگئے ودریا شعاع نور سے چشمۂ آفتاب اختر نورانی ہر برج حباب مچھلیوں میں غلغلۂ تسبیح و تہلیل عالم آئینہ قدرت رب جلیل سے مجھے وہ لباس فاخرہ پہنایا گیا جسکی جھلک سے زمین منور ہوئی گیارہ تارے اور چاند سورج میرے سجدے میں جھکے - باتفاق مفسرین گیارہ تاروں سے بھائی اور چاند سورج سے ماں باپ مراد ہیں عرائس جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضور نے ایک یہود کے استفسار پہ ان تاروں کے نام جو حضرت یوسفؑ نے خواب میں دیکھے تھے ذکر فرمائے ۱ جریان ۲ طارق ۳ ذیال ۴ ذوالکتفین ۵ فرغ ۶ زناب ۷ عمودان ۸ قابس ۹ مصبح ۱۰ فلیق ۱۱ ضروح **ف** سجدہ خواہ کنایہ ہے غایت تعظیم سے جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا - یا مضامین خواب اپنی حقیقت پر محمول نہیں ہوتے مجاز و تمثیل مراد ہوتی ہے - یا یہ کہ عالم خواب عالم تکلیف نہیں یا یہ کہ جو احکام جن وانس کے لیے ہیں وہ دوسری مخلوق کے لیے ہونا ضرور نہیں ہمارے حضور کو بھی حیوانوں نے سجدہ کیا ہے پس یہ صورت سجود جو خواب میں دکھائی گئی نہ صورت ممنوع ہے نہ قابل بحث الغرض یعقوب علیہ السلام نے جواب میں فرمایا۔

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○

کہا اے بیٹے نہ بیان کر خواب اپنا اپنے بھائیوں پر تو کریں تجھسے کوئی حیلہ بیشک شیطان واسطے آدمی کے دشمن ہے کھلا ہوا

کہا اے میرے پیارے بیٹے اپنے بھائیوں سے یہ خواب بیان نہ کرنا مبادا تجھسے کوئی داؤ کریں شیطان

آدمی کا کھلا کھلا دشمن ہے ف معلوم ہوا کہ خواب ہر شخص سے نہ کہے جیسا کہ حدیث مین آیا کہ اچھا خواب دوست ہی سے کہو ۱؎ آپکو حسد سے بچانا چاہیے ۲؎ دشمن سے کسی حال مین غافل و مطمئن نہونا چاہیے ۳؎ اخوان و اقران مین غیرون سے مادۂ حسد زیادہ ہوتا ہے ۴؎ ذکر شیطان مین دو فائدے ہین ایک یہ کہ شیطان تمھارے بھائیون کو بہکا کر مخالفت پر آمادہ نکرے اور شفقت اخوت سلب کر دے دوسرے یہ کہ تمھارے درپے ہوجانے مفسرین نے اسباب حسد مین ایسی روایتین لکھی ہین جن مین محبت و عنایت و عطاے یعقوب بنسبت دوسرے بھائیون کے یوسف پر بہت زیادہ پائی جاتی ہے اور یہ امر خواہ مخواہ آدمی کو حد اعتدال سے پھسلا دیتا ہے

وَكَذَٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ

اور ایسے ہی برگزیدہ کریگا تجھے رب تیرا اور سکھائیگا تجھے تعبیر باتون کی اور پوری کریگا نعمتین اپنی تجھپر اور

آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ مِن قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝

آل یعقوب پر جس طرح پورا کیا اسکو تیرے باپ دادے پر پہلے سے ابراہیم اور اسحاق بیشک رب تیرا دانا حکمت والا ہے

ایسے ہی اللہ تعالے تجھے برگزیدہ و مقبول کریگا اور سخن فہمی سکھائے گا اور اپنی نعمتین تمام و کامل کریگا تجھ پر اور یعقوبؑ کی اولاد پر جس طرح تیرے دادا اسحاقؑ اور پردادا ابراہیم پر اپنے انعام پورے کیے بیشک رب تیرا عالم و دانا ہے **تاویل** تعبیر و مراد **احادیث** جمع حدیث بات بیان خواب مراد ہے اور دوسری باتین متعلق نبوت و اسرار معرفت و علوم و حکمت و سیاست بھی داخل ہین ع ۱۰

التفسیر فی الرؤیا والتعبیر

گو یہ طلسم دلفریب عوام و عقدہ کشاے خواص تھا مگر نہین معلوم کیون پوری توجہ ادھر مبذول ہوئی تماشا ہے اگر یہ خواب بیداری مین دکھایا جائے معما سمجھ مین آئے مگر یہ خیال ہی خیال نہین قرآنی تاویل اور آسمانی تفصیل سے رؤیا (خواب) یہ انکشافات روحی و سیر عالم علوی ہے جو سوتے مین بفیضان الٰہی بدون اسباب ظاہر و کسب و عمل میسر آئے تاکہ قلوب صالحہ مشاہدۂ کمال قدرت سے مستفیض ہون اور عالم صورت و مجاز سے حقیقت و امتیاز کی طرف نظر ڈالین **نووی** علماے سنت کا مذہب خواب مین یہ ہے کہ اللہ تعالے سونے والون کے دلون مین اعتقاد پیدا کرتا ہے جو دوسرے امور کی علامت ہون یعنے دلیل تعبیر و قرینۂ تاویل بنے۔ کما حکیم امبلیس نے روح جسم سے نکلکر عالم علوی و سفلی مین سیر کرتی ہے جو جاگتے مین دیکھ نہ سکتی وہ دیکھتی ہے۔ ارسطاطالیس نے اسے حس روحی قرار دیکر کہا حس جسمانی صرف حاضر پر حاوی ہوسکتی ہے اور حس روحانی حاضر و غائب دونون کی مدرک ہے۔ اور وہ احادیث جن مین حضور کا دوسرے عالم مین جانا اور عجائبات قدرت ملاحظہ فرمانا

مروی ہے اسی کی غذا ہے بین بخاری رات کو میرے پاس آنے ولے آئے اور مجھے لیگئے اور جنّلے
اعمال دکھلائے فرمایا اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِہَا فَیُمْسِکُ
الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْہَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی اللہ وفات دیتا ہے جانون کو
انکے مرنے کے وقتون مین اور جو نہین مرے اُسے خواب مین وفات دیتا ہے پھر روک لیتا ہے اُسے
جسپر حکم موت جاری ہوگیا۔ اور چھوڑ دیتا ہے دوسرے کو کرایک وقت تک ہم مین رہے اس سے قبض
وحرکت وسیر و اورک ثابت ہے گو جسمی تعلق و اثر بدستور باقی رہتا ہو اور خواب کا سوتے مین ہونا الفاظ
قرآنی وتفصیل حدیث سے واضح ہوگیا۔ پس وہ معانی و تصور جو ارباب فکر کے خیال و
ذہن مین متخیل ومتصور ہون اور مراقبات صوفیہ ومشاہدات عارفین اور الہامات اولیا و وحی انبیا
خواب نہین ۔ خیالات معمولی و وسوسہ شیطانی وحدیث نفس اگرچہ خواب کی صورت مین رونما
ہون مگر حکم و غرض خواب اُنپر مرتب نہین سے مسلم فرمایا خواب تین ہین رویاے صالحہ
یہ اللہ کی طرف سے بشارت ہے ملول و پریشان کرنے والے خواب یہ اضغاث احلام یہ
وسوسہ شیطانی ہین فرمایا اَلرُّؤْیَا مِنَ اللّٰہِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّیْطَانِ خواب اللہ کی طرف سے ہے
اور حُلم شیطان کے وسوسے سے (مسلم) یہ وہ وہم وخیالات جو انسان کے خاطر مین جمع اور
ذہن مین متخیل ہون اور اسی کے شکل وہ خواب ہین جو کثرت غفلت وغیرہ سے اُڑتی اُڑتی باتین نظر
آئین یعنے ایسے امور دیکھے جن کا نہ آغاز نہ انجام نہ باہمی ربط نہ پورے ہوئے پایا صرف خیال
ہی خیال ہون۔ پس یہ تمام توہمات گو خواب کے نام سے مشہور ہین مگر نہ حکم خواب انپر مرتب نہ
غرض انسے حاصل جو دیکھا وہ لغو جو سمجھے وہ باطل۔ اور رویاے صالحہ جسکی بحث ہم کو منظور ہے
عالم ملکوت وجبروت وفیضان حضرت لاہوت سے ہے اُسے عالم خیال و تخیل سے تعلق نہین
کہا دانیال پیغمبر نے روحین آسمان ہفتم کی طرف بلند کی جاتی ہین اور حضور پروردگار عالم کھڑی
ہوتی ہین سجدہ کرنے کی اجازت ملتی ہے طاہر عرش کے تلے اور غیر طاہر دور سے سجدے مین
گرتی ہین پھر فرمایا جو فرشتہ خواب پر موکل ہے اُسکا نام صدیقون ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے
آفتاب جس کے نور مین ہر شے نظر آتی ہے یہ فرشتہ حجاب لوح محفوظ سے نور الٰہی مین آدمیون کو
مثالین دکھاتا ہے (غالباً اسی بنا پر مشایخ نے باوضو سونا اچھا جانا ابن عمر سے مروی ہے کہ فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو طاہر سوتا ہے اُسکے بالون مین فرشتے رہتے ہین اور اسکے لیے
استغفار کرتے ہین بخاری ومسلم اور دوسرے محدثون نے نقل کی کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ مومن کا خواب چھیالیسوان حصہ نبوت کا ہے اور بعض روایتون مین چھبیسوان حصہ بھی مروی ہے چونکہ نبوت بجمیع اعتبارات فیضان عالم قدس وانعام آلہیہ ہے اس کا کوئی حصہ قلیل ہو یا کثیر ادنےٰ ہو یا اعلےٰ باطل و غلط نہین ہو سکتا اور خواب فیضان الوہیت وبرکات نبوت سے ہے فرمایا ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ نبوت ختم ہو گئی بشارتین باقی ہین اور تفسیر آیہ لَهُمُ الْبُشْرٰى الخ مین فرمایا کہ مراد رویاے صالحہ ہے اور حضرت یوسفؑ پر احساناً فرمایا کہ تم کو علم تعبیر سکھایا اور منجملہ انعامات وتشریفات نبوت ذکر کیا بعد ازین اسکو حصہ نبوت سے گردانا تو کیا ممکن ہے کہ محض خیال عالم برزخ و مثال کا عمدہ انعامات حضرت الوہیت وحصہ نبوت سے قرار پائے اور فرمایا مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلُمٍ لَمْ يَرَهُ كُلِّفَ اَنْ يَّعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ وَلَمْ يَفْعَلْ (بخاری) جسنے ایسا خواب بیان کیا جو نہ دیکھا تھا مجبور کیا جائیگا کہ گرہ دے دو جَو کے دانون مین اور نہ دے سکیگا۔ یعنی قیامت مین سخت عذاب مین مبتلا ہوگا جس سے جانبری مشکل ہے اور فرمایا اِنَّ اَفْرَى الْفِرٰى اَنْ يُّرِيَ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ تَرَيَا (بخاری) نہایت بڑا افترا یہ ہے کہ جو نہین دیکھا اُسے آنکھون کی طرف منسوب کرے یعنی جھوٹا خواب بیان کرے اگر خواب عالم علوی وفیضان الٰہی سے نہوتا اسکا کذب دوسرے کذب سے کیون اشد ہوتا چونکہ حدیث مین آچکا ہے کہ جسنے مجھپر عمداً جھوٹ باندھا اُسنے اپنا ٹھکانا دوزخ مین بنا لیا اور خواب کبھی متعلقات نبوت سے ہے اور تعلیم والہام غیب کی طرف نسبت ہوتی ہے پس اسکا کذب نہایت بُرا ہے **وہم** جبکہ خواب جزو نبوت وفیضان عالم قدس سے قرار پایا تو لازم تھا کہ کفار وفساق کو اس سے حصہ نہوتا **دفع** حق سبحانہ تعالیٰ کی نعمتین دو قسم کی ہین ۱ عام جس مین کافر و مومن سب شریک ہین جیسے تخلیق وربوبیت ورزاقی وقبول دعا وغیرہ اور خواب اسی قبیل سے ہے ۲ خاص یعنے قبول۔ رضا۔ ثواب وغیرہ یہ اہل ایمان کے لیے مخصوص ہیں وہ خواب جو جزو نبوت ہے مومنین کے لیے مخصوص ہے نہ مطلق خواب کہ اسمین سب داخل ہین ۳ ممکن ہے کہ یہ نعمت بھی انھین عام نعمتون سے ہو اور سب سرفراز کیے جائین ۴ جسطرح کفار کو دنیا مین تعلیم انبیا وصحبت صلحا وسماعت قرآن سے ایک حصہ حاصل ہے وہ مستفید ہون یا نہ ممکن ہو کہ دولت خواب سے بھی اسی طرح مشرف ہون فرمایا مَنْ رَاٰنِيْ فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِيْ (بخاری) جسنے مجھے خواب مین دیکھا مجھی کو دیکھا بیشک شیطان میری سی صورت نہین بنا سکتا ہے اور فرمایا مَنْ رَاٰنِيْ فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَاٰنِيْ جسنے مجھے خواب مین دیکھا بیشک مجھی کو دیکھا **شبہہ** بسا اوقات حضورؐ خواب مین صورت وصفت اصلی سے نہین نظر آتے **حل** کہا امام نووی نے

کہ حضور کا بذاتہ ہونا اور یہ کہ دوسرا شخص نہیں آپ ہی ہیں کافی ہے اور صفات میں تخییل و تشبیہ مضر نہیں ہے حضور کی زیارت موجب علو مدارج و علامت صفائی قلب و ثمر برکات ہے تو ممکن ہے کہ دیکھنے والے کی استعداد کی رعایت کی جاتی ہو یا یہ اختلاف اسوجہ سے ہو کہ التفات کامل و امتیاز و حس صحیح حاصل نہو اور ممکن ہے کہ یہ اختلاف حجاب ہوں جو اسکے اعمال کے اعتبار سے واقع ہیں پھر جیسے اعمال ویسے ہی حجاب یہ ممکن ہے کہ حضور کے صفات و صورت کا اختلاف کسی تعبیر و تاویل کی بنا پر ہو نکتہ حقیقت محمدی حقیقت موجودات ہے ہر شخص پر اسکی حقیقت کے موافق جلوہ گری ہوتی ہے۔ امام نووی نے بعد بحث طویل فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ حضور کو جس صفت پر دیکھے حضور ہی ہیں اللہ تعالے نے آپکی صورت و نسبت کو شیطانی فریب و مغالطوں سے محفوظ رکھا ہے مسئلہ اگر کوئی دعوی کرے کہ اسنے پیغمبر کو کسی نامشروع صورت یا صفت پر دیکھا یا وہ کسی امر ممنوع کا حکم کرتے ہیں یا کسی امر واجب سے روکتے تھے ایسا دعوی غلط قرار دیا جائے اور وہ مفتری واجب التعزیر اول ایسا ہو ہی نہیں سکتا اور ہو بھی تو ممکن ہے کہ یہ بھول گیا اور دھوکا ہوا ہو واقعہ خواب ایسا نہ تھا قابل غور یہ امر ہے کہ یہ فضل خاص حضور ہی کے لیے ہے یا تمام انبیا اس میں شریک ہیں میرے نزدیک تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں اور وجہ یہ ہے کہ خواب عالم حقیقت کے اسرار سے ہے وہاں ہر شئی کی حقیقت اور اصلی صورت حاضر ہے نہ مجاز ہے نہ تلبیس و تبدیل کا جواز اور منصب نبوت بجمیع اعتبارات قریبہ و بعیدہ خیر محض ہے اور شیطان شر محض لہذا کسی اعتبار اور کسی ادنی مناسبت سے بھی اجتماع جائز نہیں اور اگر اس عالم میں غلط و تلبیس ممکن ہوتی تو تصدیق و تحقیق کے لیے جو باعث عین الیقین ہو کوئی مقام باقی نہ رہتا۔ اور بڑا فائدہ اس کا حفظ منصب نبوت ہے کہ شیطان انبیا کی صفت و صورت میں خلق کو نہ بہکا سکے اور اس حفاظت میں تمام انبیا کو استحقاق ہے **شبہہ** جب شیطان کا تمثل انبیا کے ساتھ دنیا میں ثابت ہے تو عالم مثال میں بدرجہ اولی ہونا چاہیے جس طرح عفریت حضرت سلیمان کی صورت میں ایک مدت تک حکمران رہا۔ اور حضرت مسیح کے خبر دینے والے نے آپ کی صورت میں سولی پائی اور ہمارے حضور گو اس سے محفوظ رہے تاہم یہ ہوا کہ شیطان نے لہجہ بدل کر آواز میں آواز ملائی جسکا ذکر سورۂ حج و نجم میں آئے گا اور بروز جنگ احد شیطان نے غلط بیانی کی کہ آپ شہید ہوئے ان باتوں سے کچھ کچھ بوے آلائش آتی ہے **حل** دنیا محل امتحان ہے اور عالم مجاز یہاں بہت کچھ امور خلاف واقعہ پائے جاتے ہیں مگر عالم علوی ان تمام امور سے منزہ و مبرا ہے نہ وہاں امتحان منظور ہے نہ مجاز کو دخل بس یہاں کا

قیاس وہان باطل ہے **شبہہ** ممکن ہے کہ وہ خواب جو عالم علوی سے متعلق اور قسم اول مین داخل
ہین اس مغالطے سے بچے رہین مگر خواب قسم دوم و سوم مین ایسا مغالطہ ہو **جواب** ہم اس امر کو
نہین تسلیم کرتے خواہ اس لیے کہ اللہ تعالے آپ کی نسبت کو ہر جگہ محفوظ رکھتا ہے خواہ یہ کہ ایسے
وسوسے ڈالنے والا امین ہے مگر شیطان پھر جب وہ کسی طور اور کسی پیرائے مین حضور کا خیال
پیش کرنا چاہے گا روح و قلب کا تعلق اصل حقیقت نبوی علیہ السلام سے ہو جائے گا اور تارپود شیطانی
برباد اور برکات رحمانی آمادۂ امداد ہو جائین گی **نکتہ** ہماری اس تقریب سے وہ تمام حضرات جو
معصوم ہین تشبیہ شیطانی سے محفوظ رہین گے جیسے انبیا و ملائکہ علیہم السلام **نکتہ** پس سمجھا گیا کہ
اولیا سے کبار و صلحاے ابرار کا خواب مین دیکھنا بھی غالباً وسواس ابلیس و مغالطہ و تلبیس سے بری ہوگا
ہان جب انکی عصمت پر قطعی دلیل قائم نہین اور ممکن ہے کہ بعض مین من وجہ کوئی شر قلیل پایا جائے
تو ممکن ہے کہ شیطان اسی شر کے اعتبار سے انکی صورت بنالے پس غالباً انکے خواب محفوظ ہین اور اگر
کبھی کوئی مغالطہ ہو تو بعید بھی نہین **مسئلہ** کوئی مرید اپنے شیخ متبع سنت صاحب تقوی و عفت کو
ارشاد و تعلیم کرتے ہوئے خواب مین دیکھے اور وہ تعلیم سنت ظاہرہ و شریعت مطہرہ کے موافق ہو تو گمان
نہین ہو سکتا کہ یہ تلبیس شیطانی ہو اس لیے کہ مقام ارشاد نیابت نبوت و استفاضہ بحضرت رسالت کم
اسی حالت مین مداخلت شیطانی دشوار اور اس مسئلے کی حقیقت وحقیت حضرات صوفیہ پر بخوبی
منکشف ہے کوئی مانے یا نہ مانے وہ کیونکر شک کرے جو جانے **مسئلہ** کہا امام نووی نے
کہ علما باتفاق جائز رکھتے ہین کہ کوئی خوش نصیب اپنے پروردگار کو خواب مین دیکھے اور جبکہ خواب مین
اسباب و اعمال ظاہر کا لگاؤ جائز نہین ابخرات دماغی جو مرض سے صعود کرین اور غشی اور الم وا غم
جو کسی ذریعے سے سونے والے کو محسوس ہون خواب نہون گے۔ اسی آیۂ کریمہ مین بعد ذکر
خواب و قبض و ارسال روح ارشاد ہوا اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ اس قبض و
ارسال و انقلاب احوال مین فکر کرنے والون کے لیے نشانیان ہین کہ جس طرح موت و حیات
روزانہ ہے حشر اجساد شدنی اور قیامت ایک روز آنا ہے۔ دُنیا خواب ہے آخرت اُسکی تعبیر۔
غیب آئینہ ہے شہود تصویر **قاعدہ** ہے کہ جب آدمی آنکھ کان زبان بند کرلے تو نفس بیکار و
بے حس نہین رہ سکتا اُسکے احکام دوسرے خدام کے ذریعے سے نافذ ہوتے ہین جدھر میلان ہو جیسے
اعمال ہون ویسے ہی خطرات پیدا ہوتے ہین اور بسبب قوت وضعف ملکۂ نفس خطرے لغو و صحیح پیدا
ہوا کرتے ہین کبھی مطابق رائے صواب اندیش کبھی سراسر خطا ایسے ہی جب نفس ناطقہ تدبیر جسمانی

و شہوات حیوانی سے بے پروا ہوکر خلوت خانۂ استراحت و سکون مین آرام فرماتا ہے جوہری آثار
و معدنی تعلق عود کر آتے ہین عالم حقیقت و طلسمات غیب کی سیر پیش نظر ہوتی ہے مگر دُنیاوی
تاثیرون اور جسمانی آلائشون مین امتیاز کامل نہین کرسکتا خلط و غلط اکثر واقع ہوجاتا ہے جسقدر
صفاے قلب و طہارت نفس۔ نور معرفت۔ صدق۔ ذوق آخرت۔ شوق لقا۔ مذاق علوم۔
تحمل مجاہدہ۔ زیادہ ہو اور تعلقات فانی و آثار نفسانی و اخلاق ردیہ قلیل و حقیر حجاب حیوانی و
پردہاے ظلمانی مرتفع ہوتے جاتے ہین۔ درک صحیح۔ حفظ قوی۔ حس عالی۔ نظر غائر۔ راے
صائب۔ فہم وسیع۔ خواب صادق ہوتا جاتا ہے۔ اسرار سربستہ منکشف علوم دقیقہ حاضر
حل مشکل آسان ہوگا۔ یہی خواب مراقبہ و مشاہدہ بنکر معانی مخفیہ کو بچشم سر دکھاتا ہے غیب
و حضور برابر نظر آتا ہے جیسا کہ وارد ہوا اَصْدَقُكُمْ رُؤْيَا اَصْدَقُكُمْ حَدِيثًا (مسلم) جو جسقدر سچا ہے
اُسیقدر اُسکے خواب سچے ہین (اور یہی مضمون ہے افاضۂ غیب کا) بخاری اَوَّلُ مَا بُدِئَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ وَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا اِلَّا
جَاءَتْ بِهٖ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ پہلے آثار وحی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نیک خواب
تھے جو آپ سوتے مین دیکھتے اور آپ کوئی خواب نہ دیکھتے مگر مثل سپیدۂ صبح واقع ہوتا۔ اور یہی وجہ
ہے کہ بعض خواب غلط ہوتے ہین اس لیے کہ ضعف حس کبھی کچھ کا کچھ دکھاتا ہے جناب ہے
یعنے عالم علوی سے
پورا ادراک و فہم نہین ہوسکتا ہے۔ کبھی کثرت تعلقات سے حفظ صحیح و التفات قوی میسر نہین ہوتا کبھی
اجزاے خواب اُسپر مشتبہ ہوجاتے ہین۔ نہین جانتا کہ حلم شیطانی ہے یا حظ نفسانی یا کشف روحانی
یا فیضان رحمانی اور یہی خلط کبھی معبر کے فہم و استنباط مین واقع ہوکر کل یا بعض کو غلط کردیتا ہے۔ لیکن
یہ حفظ و عصمت کہ فہم خواب و وجوہ تعبیر مین خلط و غلط نہونے پائے حضرت یوسفؑ کے لیے بشہادت
قرآن مسلم دوسرون کے لیے واللہ علم تعبیر و تاویل یعنی خواب کی مراد بیان کرنا چونکہ خواب عالم غیب
سے متعلق ہے جہان ہر شے اپنی صورت اور صفت دونون اعتبارون سے حاضر ہے کبھی صورت شے
نظر آتی ہے کبھی صفت اُسکی جلوۂ ظہور دکھاتی ہے لہذا تعبیر بھی باعتبارات مختلفہ ثابت ہوئی کبھی بعینہ
یعنے جو دیکھا وہی تعبیر ہے ثبوت اُسکا خواب حضرت ابراہیمؑ ہے آپ نے دیکھا کہ مجھے ذبح فرزند کا
حکم ہوتا ہے اور وہی مقصود تھا یا خواب ہے ہجرت نبی کریم کا آپ نے دیکھا مین ایسی زمین کی طرف
ہجرت کرتا ہون جہان خرمے کے درخت بہت ہین وہ مدینہ کی ہجرت تھی اور خواب شاہ مصر کے ساقی کا
اُسنے دیکھا کہ مین شراب نچوڑتا ہون پھر بادشاہ کا ساقی ہوگیا۔ اور ہمارے حضور کو خواب مین ام المؤمنین

عائشہ رض کی تصویر دکھائی گئی اور کہا گیا کھولو یہ تمھاری بی بی ہین - فرمایا مین نے اُسے کھولا تو اسے عائشہ تم ہی تھین مین نے دل مین کہا خدا کی طرف سے ہے تو ظاہر ہو گا - اسکے بعد حضرت عائشہ رض شرف بہ زوجیت ہوئین اور کبھی باعتبار لفظ کے تعبیر ہوتی ہے **مسلم** فرمایا مین نے دیکھا کہ عقبہ بن رافع کے گھر مین ہون اور مجھے ابن طاب کے خرمے دیئے گئے تو مین نے تاویل کی اَلرِّفْعَۃُ فِی الدُّنْیَا دُنیا مین بلندی و رفعت (یہ ماخوذ ہے رافع سے) وَالْعَاقِبَۃُ فِی الدِّیْنِ دین مین نجات و سلامتی (یہ غالباً باعتبار دار ہے جو محل امن ہے) وَاِنَّ دِیْنَنَا قَدْ طَابَ اور بیشک دین ہمارا کامل ہوگیا (یہ باعتبار لفظ ابن طاب ہے) کبھی تعبیر بالکنایہ ہوتی ہے **بخاری** حضور نے دیکھا کہ مجھے خزائن زمین کے دیئے گئے (یہ ملک تھا) اور معائنہ تصویر حضرت عائشہ رض کو مژدۂ نکاح قرار دیا **مسلم** فرمایا مین نے دیکھا کہ اپنی تلوار ہلاتا ہون تو اُسکا پھل ٹوٹ گیا (یہ تعبیر تھی حادثۂ احد و شکست مجاہدین سے) پھر ہلائی تو اُس سے اچھی ہو گئی (یہ کنایہ تھا فتوحات بعد احد سے یا ثبات و جمع لشکر اسلام بعد انتشار و انہزام سے) اور دیکھا گائے کو (یہ اشارہ تھا قتل مومنین سے) اور کبھی وصف و استعارہ معتبر ہوتا ہے جیسا کہ شاہ مصر کے خواب مین **بخاری** آپ نے حضرت عثمان رض کے حق مین چشمہ جاری کو عمل قرار دیا - اور فرمایا مین نے دیکھا کہ کنوئین سے کچھ ڈول نکالے پھر ابو بکر رض نے دو یا ایک ڈول نکالا پھر عمر کے ہاتھ مین ڈول بڑا ہوگیا اور اُنھون نے کمال قوت سے نکالے (یہ مراد تھی قوت اسلام و خلافت سے) فرمایا مین نے دیکھے لوگ قمیص سے پہنے ہین کسی کا قصیر کسی کا دراز اور یہ دین ہے فرمایا کہ مجھے دودھ کا پیالہ دیا مین نے پیا پھر عمر کو دیا اور یہ علم ہے - فرمایا میرے ہاتھ پر دو کنگن رکھے گئے مجھے ناگوار ہوا پھر حکم ہوا کہ پھونکو وہ دونو اُڑ گئے - تعبیر فرمائی کہ دو جھوٹے ظاہر ہون گے ایک اسود عنسی تھا دوسرا مسیلمہ کذاب وجہ یہ کہ کنگن سونے کے ہوتے ہین اور سونا نہایت قیمتی اور وزنی ہوتا ہے اس سے دعوے نبوت مناسب جو ان دونون نے کیا تھا اور اُڑ جانا خلاف گرانی و ثقل کے تھا لہذا معلوم ہوا وصف نبوت مین کاذب سُبک و بے قدر ہین اور چونکہ دُنیا مین مردون کے لیے زیور حرام ہے اور ہر حرام مغضوب حضرت ملک العلام پس یہ دونو بھی مغضوب و ملعون تھے اور حضور کی پھونک سے وہ حضرات جانثار مراد ہین جو قائم مقام حضور کے ہوئے اس مین قاتلین اسود و مسیلمہ کو بشارت اور فضیلت ابو بکر رض کی طرف اشارہ ہے فرمایا مین نے دیکھا ایک عورت سیاہ رو پریشان مو مدینے سے نکالی گئی اور جحفے مین ٹھہری تعبیر دی کہ مدینے کی وبا جحفے مین گئی (مناسبت ظاہر ہے) **مسلم** ایک شخص نے

عرض کی یا رسول اللہ میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک سائبان شہد و مسکہ برسا رہا ہے آدمی
اُسے لیتے ہیں کوئی کم کوئی زیادہ اور رسی آسمان سے زمین تک لٹکی ہے آپ اُسے پکڑ کر چڑھ گئے
پھر ایک اور مرد چڑھا۔ پھر دوسرا مرد پھر تیسرا چڑھا اور رسی ٹوٹ گئی پھر مل گئی اور وہ بھی چڑھ گیا
ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں مجھے تعبیر کہنے دیجیے فرمایا کہو آپ نے کہا
سائبان اسلام ہے۔ شہد و مسکہ قرآن۔ رسی حق ہے۔ یہ تین آدمی آپ کے بعد ہوں گے
فرمائیے میں نے خطا کی یا سچ کہا فرمایا کچھ راست ہے کچھ خطا **ابن ماجہ** کہا اُمّ فضل نے
میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے گھر میں حضور کا ایک عضو ہے فرمایا خواب اچھا ہے فاطمہؓ کے
لڑکا پیدا ہو گا تو دودھ پلائے گی وہی ہوا کہ حضرت امام حسن یا امام حسین پیدا ہوئے اور یہ دودھ پلائی
نہیں **بخاری** کہا ابن سیرین نے کہ ابوہریرہ غل یعنے طوق کو بُرا جانتے اور کہا گیا کہ زنجیر سے
ثبات فی الدین مراد ہے اور ایسے ہی بدر کی لڑائی میں لشکر کفار باوجود کثرت کم نظر آیا اور قلت
سے کنایہ تھا مغلوبی و قلت ثبات و قوت وغیرہ سے جسکا ذکر و بیان پارۂ دس میں گزرا **لیکن**
تعبیر بالعکس گو مشہور ہے مگر نہ معقول وہ ماثور اس لیے کہ ضد سے جواز استعارہ و کنایہ سے نہ
قرآن و حدیث میں ایسا آیا ہے ہاں اگر یوں کہا جائے کہ موت سے مراد شہادت ہے اور شہادت
حیات دائم پس موت سے مراد حیات ہے اور قید پابندی ہے اور پابندی شرع موجب نجات ہے
یا قید صبر و ثبات ہے اور صبر و ثبات مفتاح کامیابی پس قید نجات و کامیابی ہے تو اس تکلف و
تاویل سے ہو سکتا ہے۔ اور کبھی خواب دیکھنے والا خواب میں تاویل و تعبیر سمجھتا ہے مگر یہ ضرور نہیں
کہ وہی تعبیر ہو جیسا کہ ہمارے حضور سے مروی ہے کہ آپ نے دیکھا کہ میں نے ایسی زمین کی طرف
ہجرت کی جہاں درخت خرما کثیر ہیں آپ فرماتے ہیں کہ میرے وہم میں آیا کہ یہ مقام یمامہ ہے مگر نہیں وہ
مدینہ تھا اور ایسے ہی بہت سے خواب صالحہ وہ ہیں جنہیں تعبیر نہیں ہوتی صرف امر صحیح اور مقام حال ہونے
مخفی کی اطلاع و تعلیم کی جاتی ہے پھر قرآن و حدیث کے طریق تعبیر سے سمجھا جاتا ہے کہ تعبیر دینے
کی چھ صورتیں ہیں ۱ وہ تعبیریں جو قرآن یا حدیث میں وارد ہوئیں ۲ وہ استعارے جو قرآن و
حدیث میں مستعمل ہوئے جس طرح اللہ تعالے نے عورتوں کو لباس اور قمر کو نور اور شمس کو ضیا اور
غلمان کو لولوے منثور فرمایا اور حضور اقدس نے اسپ تیز رو کو بحر اور مرد شجاع کو اسد کہا ۳
معنی اصطلاحی ۴ عرف و امثال جو زبان قوم پر جاری ہوں ۵ دوسری مناسبتیں اور اعتبار ۶
باعتبار علت و حکم قیاس **اور** تعبیر دیتے وقت دو امروں کا لحاظ مقدم ہے ۱ مناسبت اجزائے

خواب یعنے ایسی تعبیر دے کہ کوئی جز خواب کا مہمل نہ چھوٹے نہ مخالف و متضاد ہو۔ اس لیے کہ جائز ہے کہ وہی اصل ہو ۲۔ احوال معبر لہ کا لحاظ اور اسکی تین صورتین ہین ۱۔ خواب دیکھنے والے ہی کے حق مین تعبیر ہے جیسے دیکھا کہ مین مریض یا تندرست ہوگیا ۲۔ دوسرے کے حق مین جیسے دیکھا کہ زید مر گیا یا کامیاب ہوا ۳۔ مشترک جس طرح دیکھا کہ مین زید سے لڑا اور غالب یا مغلوب ہوا اب چاہیے کہ سب کی کیفیت ملحوظ رکھے اور ایسی بات نہ کہے جو کسی ایک کے مناسب حال نہو اور مطابقت نہو سکے تو درجہ متوسط نکالے اور یہ بھی ممکن نہو تو غالب اور مقصود کا لحاظ مقدم کرے پھر احوال سے مراد ہماری احوال غالب ہے جو معبر لہ پر غالب اور اُسے محیط ہو اور اُسکی صلاحیت اُس مین زائد ہو پس جبکہ ایک خواب کی تعبیر کئی صورتون سے بن سکتی ہے ایک وہ تعبیر ہے جس سے تمام خواب با معنی و مناسب ہوا جاتا ہے اور دوسرے طریقے سے بعض اجزا مہمل ہو نا مناسب ہون تو اول ہی اولیٰ ہے اور ایسے ہی جس مین مناسبت احوال معبر لہ زیادہ ہو دوسرے سے قوی ہے مگر جب ایک تعبیر مع مناسبت احوال زائد اور دوسرے مین مناسبت اجزاے خواب کامل ہوتی ہو تو یہ پچھلی مقدم ہے اس لیے کہ لفظ بمنزلہ نص ہے اور حال صرف قرینہ پس قرینہ بمقابلہ صریح معتبر نہ ہوگا ایسے ہی تعبیر بعینہ دوسری تعبیر ذہن سے قوی تر ہے اگر کوئی اور وجہ مانع نہو پس مرد صالح کے لیے اسلام حال غالب ہے اُس کی تعبیر مین حسن آخرت واتباع شریعت کا لحاظ ضرور ہے۔ اور کسی پیشہ ور۔ تاجر۔ ملازمت پیشہ کے لیے اُسکی حالت معتبر ہوگی ایسی ہی زبان مستعملہ واقعہ حال ہے اہل ہند کے لیے محاورات عرب سے تعبیر کی ضرورت نہین ہان اگر خواب کسی علم وفن سے متعلق ہو تو وہ زبان معتبر ہو گی جس زبان مین اُسنے یہ علم سیکھا ہو یا جس زبان کو اس علم مین اصل جانتا ہو۔ تعبیرات کتاب وسنت اگرچہ قطعی ہین مگر احوال کے لحاظ سے نہ مطلقاً کسی مسلم پر اگر دوسرا حال غالب نہو تو تعبیر ماثور اور وہ نہو تو استعارات کتاب وسنت اور وہ بھی نہ ملین تو اصطلاحات اکابر دین اور یہ بھی نہون تو اپنے ملک کے استعارے وغیرہ ملحوظ رکھنا چاہیے۔ پھر حال دو ہین ۱۔ وہ حال جو اب موجود و طاری ہو ۲۔ وہ حال جو تعبیر کے اعتبار سے معبر لہ کے لیے مخصوص ہو مثلاً کسی زاہد شاغل۔ کاسب نے انوار لطیفہ و روائحہ طیبہ دیکھے تعبیر اسکی انوار قدس و ملائک ہے اور عامل ہوتا تو تعبیر جن وارواح موذی سے ہوتی اور امیر ہوتا تو محفل جشن و سامان تعیش ہوتی اور عالم کے لیے حل وقائق علمی و عام ہدایت و قبول تعبیر تھی (یہ تقریر ہے حال طاری کی) پھر اگر کوئی دیکھے کہ مین بادشاہ ہو گیا اور مجھے

بو سے خوش شائع اور چشمہاے شیرین جاری ہین تو اب گو دیکھنے والا کچھ ہو مگر عدل دین بر علیت حال مخصوصہ باعتبار تعبیر مراد ہوگا اور اگر یہ دیکھنے والا مرد عالم حقانی یا صوفی فانی ہوتا تو کہا جاتا کہ خلیفۂ حق مروج شریعت صاحب عدل و داد ہوگا اور اُس کے فیوض ظاہری و باطنی سے رعایا اللہ والی ہو جائے گی جسمون پر اُس کے انصاف سے تازگی اور دلون مین اُسکے تعلیم و تقدس کی روشنی اثر کرے گی اور نظائر اس کے قرآن اور احادیث مین بکثرت ہین شاہ مصر کے لیے گاو لاغر و فربہ و خوشۂ تر و خشک سے وہ امر جو باعتبار سلطنت عام تعلق رکھتا ہو شایان تھا پس قحط و شادابی مراد لی گئی اور شمس و قمر و نجوم کے سجودے باعتبار اُس حالت کے جو حضرت یوسفؑ سے خوشرو و خوش خلق نوجوان کے سزاوار ہو مان باپ و برادر کی تعظیم سے تاویل کی آداب معبر لازم ہے کہ ۱ علم وسیع ہو تاکہ تعبیر و استعارۂ کتاب و سنت و اصطلاحات فنون و احوال مشہورہ و محاورات مستعملہ و امثال رائجہ سے آگاہ ہو ۲ احوال و عادات خلق جانتا ہو تاکہ اندازہ صحیح کر سکے ۳ متدین مستقل مزاج ہو کہ کسی خاص جانب میل نہ کرے ۴ صالح صادق القول ہو کہ اسکی ٥٢
برکت صدق تعبیر مین اثر پہونچائے ۵ خیر خواہ خلق ہو کہ تاویل مین طریق آسان و ترحم پیش کرے اور اللہ تعالےٰ سے امیدوار رحمت رہے اور تاویل بد سے سائل کو بلا مین نہ ڈالے ۶ سلیقۂ صحیح و ملکۂ راسخ و فہم سلیم ہو کہ طریق اجتہاد و اصول قیاس مین خطا کم کرے ۷ اپنی راے اور اجتہاد پر مغرور نہو ۸ حسب سنت رسول کریم ادب سے کہ بعد نماز فجر تعبیر دیا کرے ۹ بوقت تعبیر مطمئن اور متوجہ اور انکشاف باطن و فیضان غیب کا امیدوار رہے -
متفرقات ۱ رات دن دونون وقتون مین تعبیر جائز اور حضورؐ سے منقول ہے ۲ جھوٹا خواب بیان کرنا سخت گناہ ہے ۳ خواب متوحش اور خوفناک دیکھے تو اپنی بائین جانب تین بار تھوکے اور تین بار استعاذہ کرے اور کروٹ بدل لے تو یہ خواب ضرر نہ کرے گا (بخاری) اللہ مسلم مین ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور کسی سے بیان نہ کرے مسلم آپ نے خطبے مین فرمایا لَا يُحَدِّثَنَّ أَحَدُكُمْ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ نہ بیان کرے کوئی شیطان کے کھیل کو ۴ اگر خواب محبوب اور مرغوب ہو تو دوست سے بیان کرے (مسلم) ۵ خواب نہ کہے مگر دوست اور دانا سے ۶ تعبیر وہی ہے جو پہلے دی جائے پھر کچھ نہین ہو سکتا الرُّؤْيَا لِأَوَّلِ عَابِرٍ (ابن ماجہ) ۷ تعبیر و بیان خواب مین تمسخر و مضحکہ نہ کرے **نعمتہ** نبوت اور ہر قسم کے انعام ولایت و سلطنت و فضل و کمال و تندرستی و سعادت دنیا و دین آل یعقوب یعنی اسرائیل

اس لیے کہ اسرائیل بمعنے بندہ خدا لقب ہے حضرت یعقوبؑ کا پس ذکر یوسف بجز مزید
اہتمام و اظہار تعظیم ہے ابراہیمؑ کو تعظیماً مقدم کیا نہ ترتیباً بخاری حضور نے فرمایا
الکریم بن الکریم بن الکریم بن الکریم یوسفؑ بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ف ممکن ہے کہ یہ
جملہ جدید ہو اور مخاطب اس کے ہمارے حضور جیسا کہ داب قرآنی ہے کہ جابجا آپ کی طرف
خطاب ہوتے جاتے ہین یعنے اے نبی کریم جس طرح یوسفؑ محبوب یعقوبؑ تھے آپ محبوب
قلوب ہین وہ یعقوبؑ کی اولاد مین منتخب تھے آپ جمیع عباد مین مصطفےٰ انھین خواب کی تعبیر سکھائی
آپ کو قرآن کی تفسیر بتائی جوامع الکلم اسرار فہمی عرفان عطا ہوئی انھین خواب مین سیر علویات ہوئی
یہان بیداری مین ملک و ملکوت کی سیر جبروت کا تماشا و اطلاع کائنات ہوئی وہان ملک مصر یہان
خلافت عالم وہن کے عاشقون مین جوش دیوانگی یہان کمال فرزانگی یا کون و مکان سے بیگانگی
وہان اتمام نعمت تمام آل اسرائیل پر یہان وہ سب بلکہ اور بہت کچھ زائد مخصوص نبی جلیل پر بس
وہ تمام ایک طرف اور آپ تنہا ایک طرف شعر بہت فرق ہے بلکہ بالکل جدا + حبیب زلیخا حبیب
خدا + پھر اسحاق کو باپ مجازاً کہا اس لیے کہ وہ عم بزرگوار تھے اور ابراہیمؑ کو مقدم اس لیئے کیا کہ
کہ چچا کا تعلق دادا کے ذریعے سے ہوتا ہے ف ممکن ہے کہ آل یعقوبؑ سے برادران یوسفؑ عہ بمعنی حبیب
مراد ہون پس یہ سب کے سب نبی ورنہ ولی ضرور ہون گے اور ممکن ہے کہ یوسف اور آل یوسف
مراد ہون مگر اولے یہ ہے کہ تمام بنی اسرائیل اس مین داخل رہین بطور عموم مجاز۔

یعنی یوسف — لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ — اور برادران
یوسف — البتہ تھی یوسف مین اور بھائیون مین اسکے نشانی سوال کرنے والون کو — کے ذکر
مین۔ پوچھنے والون کے لیئے معرفت حق کی پہچان تھی سائل خواہ اہل کتاب ہین جو آپ کی
نبوت کا امتحان لیتے تھے یا طالبان حق۔ جویائے علم مراد ہین کہ انھین اس قصے کے عجائب
و غرائب مین غور و فکر کا اچھا موقع ملے گا ف قصون سے عبرت و تجربہ و علم و نصیحت
کے فوائد کثیر حاصل ہوسکتے ہین مگر جویا و متفحص ہونا چاہیے۔

إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا
جب بولے البتہ یوسف اور بھائی انکا بہت زیادہ پیارا ہمارے باپ کو ہمسے حالانکہ ہم گروہ زبردست ہین بیشک باپ ہمارا

عرائس حضرت یوسف کا خواب حضرت یعقوب — لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ — کی بی بی نے سُنا اور بھائیون سے کہدیا وہ
کہنے لگے یوسف اور انکا بھائی بنیامین ہمارے — گمراہی ظاہر مین ہے — باپ کے نزدیک ہم سب سے زیادہ پیارا ہے

حالانکہ ہم ایک جماعت شہ زور ہین بیشک ہمارا باپ بہک گیا ہے یعنے اس محبت مین خطا پر ہے تمام قوت اور عظمت ہر امر کا انصرام دشمن کی مغلوبی اگر ہے تو ہم سے پس ہم پر دوسرون کو فوق دینا خلاف دانائی ہے **ف** یہ قول بوجہ توہین نہ تھا بلکہ غایت محبت مین جلکر کہنے لگے کہ باپ کو نہ مصالح پر نظر ہے نہ انجام سے غرض احتیاط وعقل کی راہ سے بہکے ہوئے ہین جیسا کہ وارد ہوا حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ محبت کسی شی کی گونگا اور بہرا بنا دیتی ہے چنانچہ آخر سورت مین لفظ ضلال اسی معنی کا شاہد ہے پس نہ گستاخی ہوئی نہ حسد بے محل۔ اگر بچشم انصاف دیکھا جاے اور آدمی اپنے دل پر خیال کرے تو اخوان یوسفؑ کا یہ قول اور یوسف پر حسد زیادہ بے محل نہ تھا یہ دس بھائی اور سب کے سب لائق شہ زور رجال تن بظاہر شفقت پدری کے زیادہ مستحق اور امیدوار تھے مگر رحمت الٰہی نے جمال یوسفی کو فروغ دیا یہ التفات وامتیاز گو بحسب حقیقت نہایت مناسب تھا اور ثابت من جانب اللہ مگر بشر ظاہر بین تحمل کہان سے لائے اور خصوص بیٹا باپ کی بے رخی دیکھے اور خاموش رہے اور کیسا باپ جس پر ایمان لایا ہو جیسے اپنا محبوب وما وا بنا یا ہو کمبخت رشک نے مجبور اور ناگفتنی اور ناکردنی پر آمادہ کر دیا۔ ارباب تاریخ نے اولاد یعقوبؑ کے نام یون گنے ہین بطن لیا بنت لیان زوجہ یعقوبؑ سے ۱ روبیل ۲ شمعون ۳ لاوی ۴ یہوذا ۵ زبولون ۶ یشجر اور زلفہ زوجہ یعقوبؑ وبلہہ زوجہ یعقوبؑ کے بطن سے ۷ دان ۸ نفتونا ۹ جاد ۱۰ اشیر اور راحیل زوجہ یعقوبؑ سے ۱۱ یوسفؑ ۱۲ بنیامین تھے

اِقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ

قتل کرو تم یوسف کو یا پھینکدو اسے کسی زمین مین تنہا ہو تمھارے لیے توجہ تمھارے باپ کی اور ہو جاؤ بعد اسکے قوم نکوکار

یوسفؑ کو مار ڈالو یا انھین کسی زمین مین پھینکدو تمھارے باپ تمھین پر توجہ کرین گے پھر اس کے بعد قوم صالح ہو رہنا۔ کہا مفسرین نے قتل کا مشورہ دینے والا اور توبہ کے بھروسے پر گناہ کی جرات دلانے والا شیطان تھا جو اُن مین بصورت پیر مرد شریک ہو کر صلاح دیتا تھا **ف** یہی روایت دل مین اثر کرتی ہے اس لیے کہ آیت مین بھی اشارہ ہے کہ شیطان دشمن ہے یہ فریب کہ گناہ کرو توبہ کر لینا شیطان کے سوا کسے معلوم ہے کہا صوفیہ نے کہ بعض وہ گناہ ہین جو شیطان ہی کے اغوا سے ہوتے ہین اور نفس سے ظلم وقتل ہے اس لیے کہ اسمین کوئی حظ نفس نہین **مسئلہ** اس امید پر گناہ کرنا کہ توبہ کر لین گے کمال شرارت ہے اور غالباً موجب حرمان وطغیان اس سے ظاہر ہے کہ کوئی عزم نہ تھا صرف تدبیر پر گفتگو کرتے تھے اور مقصود قتل وایذا نہ تھی بلکہ باپ سے علیحدہ کر دینا چاہتے تھے اور کچھ ہو ایسی تکمیل بحالت تردد کبیرہ کے حد تک نہین ہو سکتی

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ

کہا کہنے والے نے اُن میں سے نہ مارو یوسف کو اور ڈالدو اُسے تہ میں کنوئین کے اُٹھالیگا اُسے

اون میں سے کسی کہنے والے نے کہا یوسف کو مارو نہیں کسی کنوئین کے غار میں ڈالدو

بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝

کوئی راہی اگر ہو تم کرنے والے

کوئی جانے والا نکال لے گا اگر تم کو کچھ کرنا ہے تو یہ کرو **جامع** یہ کہنے والا یہودا یا روبیل یا شمعون تھا **منہم** سے مفہوم ہوا کہ مشیر اول جس نے قتل کی راے دی تھی اخوان یوسف سے نہ تھا۔ **ان کنتم** سے مفہوم ہوا کہ وہ بھی اسے اچھا نہ جانتے تھے مگر مجبور و مضطر تھے نہ دل مانتا تھا کہ باپ کی بے خفگی پر صبر کریں اور نہ کوئی تدبیر تھی کہ اپنی طرف توجہ دلائیں بس اس حرکت کی جرأت غیرت عشق پیغمبر و پدر و کمال عقیدت و خیر خواہی نے دلائی اگرچہ نافہمی ہی سے ہو **عرائس** باہم شورہ کرکے یوسف کے سامنے کھیلنے لگے وہ بھی بشر تھے دل لہرایا بھائیون سے کہا کیا تم چراگاہ مین یونہین کھیلا کرتے ہو۔ وہ بولے تم دیکھتے تو جانتے اب اور شوق بڑھا سب ملکر پدر بزرگوار کے حضور مین گئے آپ نے پوچھا کیا کام ہے۔

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝ اَرْسِلْهُ

بولے اسے باپ ہمارے کیا ہے تجکو نہیں امین جانتا ہمکو یوسف پر حالانکہ ہم اُس کے لیے خیرخواہ ہیں بھیجو اسے

عرض کی اے پدر مہربان کیا وجہ ہے کہ یوسف پر ہمارا اعتبار نہیں فرماتے

مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝

ساتھ ہمارے صبح کو کھائے اور کھیلے اور ہم اُسکے نگہبان ہین

حالانکہ ہم اون کی اچھائی چاہنے والے ہین (گھر مین جی گھبراتا ہے کاہلی و افسردگی بڑھتی ہے) کل ہمارے ساتھ کر دیجیے کھائین اور کھیلین اور ہم اون کی پاسبانی کرنے والے ہین

ف غلط بیانی گو تیسری خطا ہے مگر بنظر انصاف یہ بھی ضمیمۂ خطاے دوم ہے۔

قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ

کہا مجھے غمناک کرتا ہے یہ کہ لیجاؤ تم اُسے اور ڈرتا ہون کہ کھا جائے اُسے بھیڑیا اور تم اُس سے بیخبر ہو

آپ نے فرمایا دو وجہین ہین ایک یہ کہ اُنکا لیجانا اور آنکھون سے اوجھل ہونا مجھے مغموم و منتظر کرتا ہے دوسرے مین ڈرتا ہون کہ کہین تم سیر تماشے یا خورد و خواب مین بیخبر ہو جاؤ اور یوسف کو گرگ کھاے **ف** فال بد نکالنا نچاہیے

قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝

بولے اگر کھا گیا اُسے بھیڑیا اور ہم زبردست گروہ ہین تو ہم اب ٹوٹا پانے والے ہوسنگے

اخوان یوسفؑ بولے اگر ہمارے بھائی کو بھیڑیا کھالے اور ہم ایسے پہلوان شیر شکار پیل شکن ہیں تو ہم کو بڑا گھاٹا ہوا یعنے پھر ہماری مردی و شہزوری کیا کام آئے گی - اس جملے سے نے الجملہ یعقوب کا دل قوی ہوا کم و ہم زائل اطمینان زائد ہوا **ف** باتون پر اعتبار کرلینا بھی نیکون کی نشانی ہے

فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَأَجْمَعُوا أَنْ يَجْعَلُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ ج

پس جب لے گئے یوسف کو اور جمع ہوئے سپرد کر ڈالیں اُسے غار میں کنوئیں کے

پھر جب یوسفؑ کو لے گئے اور عزم مصمم کرلیا کہ اون کو کوئین کی تہ مین ڈال دین کیپر اسکا جواب محذوف ہے یعنے پس ڈال دیا **ف** بوجہ کمال قبح فعل کنائے پہ کفایت کی گئی **ف** مورخین نے بیان بہت کچھ لکھا ہے مگر ہم کون جو باپ اور بھائیون کے بیچ مین کودین نہ قرآن شاہد نہ خبر صحیح سے ثابت نہ قیاس موافق اس لیے کہ جب وہ قتل سے انکار کرچکے تھے تو وسط چاہ سے رسّی کیون کاٹ دیتے جیسا کہ بعض نے کہا - اور جب اونھین صرف نکالنا منظور تھا جیسا کہ تسہ ان شاہد ہے اور اس روایت سے مفہوم ہے کہ یہوذا روز کھانا پونہچاتا خبر لاتا تو مظالم بیجا کی کیا ضرورت تھی اور اگر یہ اپنے زعم مین زندہ نہ جانتے تو تفحص نہ کرتے اور بیچنے کا موقع نہ ملتا - البتہ یہ فعل ایک ایسا امر ہے جسکا جواب یہ ہے کہ اللہ نے عفو کیا باپ اور بھائی نے جو مدعی تھے درگذر کی کہا بعض مفسرین نے یہ تمام حرکتین نبوت سے پہلے ہوئین جب سے انھین دولت نبوت ملی پھر کوئی امر نہین کیا **ابو سعود** یہ کنوان دولت سرائے یعقوبؑ سے تین فرسخ دور تھا مدائن یا بیت المقدس کی روایت قرین قیاس نہین اس لیے کہ صبح کو جانا اور شام کو واپس آنا منزلون کی راہ مین نہین ہو سکتا -

وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِأَمْرِهِمْ هَٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ٥

اور وحی کی ہمنے طرف یوسف کے کہ البتہ جتاویگے تم انکو انکے کام یہ اور وہ نہ جانتے ہونگے

ہم نے یوسف پر وحی کی کہ گھبراؤ نہین ہم انکو اس کام سے خبردار کردینگے ایسی حالت مین کہ وہ نہ جانتے ہون گے **ف** اس مین اشارہ ہے کہ صرف ان خطاؤن پر تنبیہ ہوگی نہ سزا (آخر سورت مین اس کی تفصیل آئے گی) **ابو سعود** جب ابراہیم علیہ السلام آگ مین پھینکے گئے اُنکے لیے پیراہن بہشتی آیا تھا یہ پیراہن تبرکات کے ساتھ حضرت یعقوبؑ کو ملا آپ نے گلوے یوسف مین تعویذ کی طرح لٹکا دیا - بھائیون نے کنوئین مین ڈالتے وقت پیراہن نکال لیا تھا کہ اُسے خون آلودہ کرکے باپ کو دکھائین آپ برہنہ ہوگئے تھے جبرئیل امین آئے اور وہ پیراہن ابراہیمی کھول کر پہنایا اور مراتب عالی کی بشارتین سنائین اور یہ کہ آپ کے بھائی مجبور و مطیع ہوکر آئینگے روایات حضرت

یوسف روئے تو ملائکہ نے عرض کی اے رب گریۂ صبی و دعاے نبی کی صدا آرہی ہے ارشاد ہوا یہ
یوسف بن یعقوبؑ کا گریہ ہے فرشتے بیقرار ہوئے فرمایا کہ لطف دوست بہان می کند کہ بے باشد۔ جب
کنوئین مین پھینکے گئے ارشاد ہوا اے جبریل ہمارے یوسفؑ کو لو جبریلؑ سدرۃ المنتہے سے لپکے
اور یوسفؑ کو زمین پر گرنے سے پہلے پر دبیر لیا اور ایک پتھر پر بٹھلادیا۔ کیڑے مکوڑے جو کنوئین مین
تھے کہنے لگے آج اللہ کا پیغمبر یہان آیا ہے خبردار جنبش نکرو جبتک آپ کنوئین مین رہے سب ہم بخود تھے

وَجَآءُوٓا اَبَاهُمۡ عِشَآءً يَّبۡكُوۡنَؕ‏ قَالُوۡا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبۡنَا نَسۡتَبِقُ وَتَرَكۡنَا
اور آئے اپنے باپ پاس شام کو روتے بولے اے باپ ہمارے ہم گئے دوڑنے اور چھوڑا ہم نے

يُوۡسُفَ عِنۡدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئۡبُ‌ۚ وَمَاۤ اَنۡتَ بِمُؤۡمِنٍ لَّنَا وَلَوۡ كُنَّا صٰدِقِيۡنَ‏
یوسف کو پاس اپنے اسباب کے پس کھالیا اسکو بھیڑیے نے اور نہین تو یقین کرنیوالا ہمارا اگرچہ ہون ہم سچے

نستبق استباق سے ہے چند آدمی یا گھوڑے دوڑین اور ایک دوسرے سے بڑھ جانا چاہے تو
یہ استباق ہے ف حدیث مین وارد ہوا کہ شرط گھوڑے اور تیر اندازی مین جائز ہے یعنی یکطرفہ
مثلاً زید اگر بڑھ گیا تو اتنا قدر پائے گا ورنہ کچھ نہین اگرچہ ایسا انعام ہر کام مین جائز ہے مگر غرض یہ ہے
کہ یہ کام بہ نیت جہاد ٹھہرین ترغیب کے ہین ایسے ہی دوسرے امور بھی جو منفعت مین ان کے مثل
ہین بہ نیت نشانہ اندازی۔ پیادہ دوڑنا تحصیل علم وغیرہ حاصل اور رات کو باپ کے پاس
روتے ہوے آئے اور کہنے لگے اے باپ ہم آپس مین دوڑتے تھے اور یوسف کو اپنے اسباب
کے پاس چھوڑ دیا ناگاہ بھیڑیا آیا اور انہین کھا گیا اور آپ تو ہماری بات کا اعتبار ہی
نہ کرینگے اگرچہ ہم سچے ہی کیون نہ ہون۔

وَجَآءُوۡ عَلٰى قَمِيۡصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ‌ؕ قَالَ بَلۡ سَوَّلَتۡ لَـكُمۡ اَنۡفُسُكُمۡ اَمۡرًا‌ ؕ فَصَبۡرٌ
اور لائے پیرہن پر یوسف کے خون جھوٹا کہا یعقوب نے بلکہ بنالیا تمہارے جی تمہارے جانون نے ایک کام پس صبر

جَمِيۡلٌ‌ ؕ وَاللّٰهُ الۡمُسۡتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوۡنَ‏
اچھا ہے اور اسی سے مدد مانگا گیا ہے اوپر کہ تم بیان کرتے ہو

اور لائے کرتا یوسف کا جھوٹے خون سے آلودہ یعنے کسی جانور کا خون چھڑک کر وہ کرتا
جو کنوئین مین ڈالتے وقت اُتار لیا تھا لائے کہ یعقوبؑ کو یقین ہو۔ کہا یعقوب نے کچھ نہین بلکہ
تمہارے دلون نے یہ بات گڑھ لی ہے پس صبر کرنا اچھا ہے اس قول پر کہ تم بیان کرتے ہو
یعنے جزع و فزع یا سب و شتم بے سود ہے بہتر وہی ہے جو رضا ہے معبود سے ہے تمہاری ہر بات
گو گذارش و بے دلیل ہے مگر صبر جمیل ہے اور جو تم کہتے ہو اُسپر اللہ سے مدد مانگی جاتی ہے کہ توفیق

صبر دے یا وہ بلا دفع کرے **عرائس** حضرت یعقوبؑ وہ پیراہن خون آلود دیکھکر بیہوش ہو گئے جب کچھ افاقہ ہوا خوب روئے اور کہا کیا بردبار گرگ تھا کہ یوسفؑ کو کھائے اور پیراہن کا تار بھی نہ ٹوٹے پھر فرمایا وہ گرگ ظالم کہان ہے حاضر کرو بھائی گئے اور ایک بھیڑیا پکڑ لائے آپ نے فرمایا اسے کھولدو وہ حیوان نہایت تذلل و انکسار سے اللہ کے پیغمبر کے سامنے حاضر ہوا آپ نے فرمایا اے گرگ تو نے میرے پارۂ جگر کو کھایا ہے بھیڑیا بحکم خدائے پاک گویا ہوا اور عرض کی یا نبی اللہ یہ خطا مجھ سے نہین ہوئی انبیا علیہم السلام کے اجسام شریفہ ہم پر ممنوع ہین ہماری یہ مجال کہ گستاخی کرسکین ہین مظلوم ہون مجھ پر تہمت لگائی گئی ہے میرا وطن مصر ہے فرمایا تجھے یہان کون لایا عرض کی بعض اقارب کی ملاقات کو آیا تھا اسوقت آپ نے فرمایا کہ تم نے یہ بات دل سے گڑھی ہے یوسف کو گرگ سے کیا تعلق **ف** حضرت یوسفؑ اور حضرت یعقوبؑ مین باہمی مفارقت کے وجوہ بہت مذکور ہین احتیاطاً ترک کیے گئے اس لیے کہ اللہ والون کے مصائب انتقام کے لیے نہین بلکہ انعام کے لیے ہین اور ممکن ہے کہ یہ تعلق قلب یعقوبؑ وجمال دلفریب یوسف غیرت الٰہی کو جوش مین لایا ہو عشق بلا زار وحسن خداداد نے یہ کرشمہ دکھایا ہو **ف** عذر خطاے سوم گو غلط بیانی اور فریب ہو مگر یہ بھی تتمہ و اثر خطاے دوم ہے بعد فعل اس کا اخفا نہ کرتے تو کیا کرتے

وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا

اور آئی جماعت مسافرونکی تو بھیجا پنہجرے کو اپنے پس ڈالا ڈول اپنا پکارا خوشخبری ہو یہ

غُلٰمٌ ؕ وَأَسَرُّوهُ بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝

لڑکا ہے اور چھپایا اُسے مال کی طرح اور اللہ ذات ... آگاہ کرتے تھے وہ

تین دن بعد ایک قافلہ اُدھر سے نکلا اور اپنے خادم آب کشی کو بھیجا اُسنے کوئین مین ڈول ڈالا حضرت یوسفؑ اُسے پکڑکر باہر آگئے وہ چاندسی صورت دیکھکر بیساختہ کہنے لگا خوشخبری ہو یہ لڑکا ہے۔ پھر یوسف کو مالک قافلہ نے جس کا نام مالک بن دعز تھا متاع بیش قیمت کی طرح مخفی کردیا کہ مبادا کوئی مدعی اُٹھ کھڑا ہو **معالم** یہودا روز یوسفؑ کو کنوئین مین کھانا پہونچایا کرتا جب کنوان خالی پایا اور قافلہ اُترا ہوا دیکھا جستجو کی معلوم ہوا کہ یوسفؑ مالک کے پاس ہین سب ملکر مدعی ہوئے کہ اے مالک یہ ہمارا غلام بھاگا ہوا ہے آخرکار قافلہ والون نے خرید لیا **ف** حر کا بیچنا گو گناہ ہے مگر دو وجہون سے ہوا اول یہ کہ جب مالک بدون استحقاق قبضہ کیے لیتا تھا انہون نے بطور ترک تعرض اگر کچھ مال لے لیا تو اپنے فہم مین زیادتی نہین کی مگر اظہار اس امر کا کہ یہ ہمارے غلام ہین

اِس لیے تھا کہ مالک مطمئن ہو کر آپ کو فروخت کر ڈالے اور پھر کبھی یہاں واپس نہ آسکے
بائین پس یہ بھی اثر خطاے دوم سے ہے۔

ع وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ۝

اور بیچ ڈالا اُسے چند کھوٹے درمہون سے اور تھے ہی یوسف کے باب مین بیزار

یعنے چند کھوٹے درمہون کے عوض مالک بن وعر نے یوسف کو خرید لیا اور یہ بیچنے والے تو
یوسفؑ سے بیزار ہی تھے انکا کنعان سے چلے جانا غنیمت اور جو ملا مفت سمجھے **بحث** حضرت
یوسفؑ پر مملوکیت کا اطلاق کیسا ہے **جواب** زبان سے باتباع ظاہر قرآن کہنا ممنوع نہین اور
مملوک جاننا توہین ہے تفصیل یہ ہے کہ ایک بار آپ کو پھوپھی نے غلام بنایا اس طرح کہ ماں کے
انتقال کے بعد پھوپھی انھین پالتی تھین جب یعقوبؑ نے چاہا کہ اپنے ہی پاس رکھین ایک دم
آنکھون سے اوجھل ہونا پھوپھی کو جدائی کی تاب نہ تھی ایک کمربند پوشیدہ زیر لباس کر دیا اور بعد
رخصت غل مچایا کہ وہ کمربند کون لے گیا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے انکے پیراہن کے تلے سے نکلا شریعت
یعقوبؑ مین چور کو غلام بنا لیتے تھے یوسفؑ کو پھوپھی لے گئین دوسرے بار بھائیون نے بیچا
تیسرے مرتبہ مالک بن وعر نے مصر مین عزیز کے ہاتھ بیچا مگر یہ تینون امر آپ کی آزادی مین فرق
نہین ڈال سکتے اس لیے کہ آپ دچور تھے نہ حقیقت مین غلام بنے اور نہ بھائیون کا کوئی حق تھا
و بیع حُر جائز تھی اور ہوتی بھی تو باپ کے ہوتے ہوئے کون مجاز تھا۔ پس یہ بھی معاملہ بے اثر ہوا
اور مالک بیچارہ جب خود ہی مالک نہ تھا تو مالک بنانا کیسا **البتہ** قرآن مین (شرا) کا کلمہ خواہ انکے
زعم و عرف کے اعتبار سے وارد ہوا خواہ کنایہ ہے مبادلہ و ترک خصومت سے پس اسیر بنانے حکم
نہین ہوتی **مسئلہ** بیع حُر نا جائز ہے اب بھی اور پہلے بھی ورنہ برادران یوسف یوسفؑ کو
غلام نہ کہتے **احمدی** بخس سے مراد ثمن حرام ہے یعنے وہ مال جو بیع ناجائز اور مبادلہ حرام مین حاصل
کیا جائے اور یہ معاملہ باطل محض تھا معدودہ گنے ہوے یعنے قلیل **معالم** کہا ابن مسعود
نے بیس درم تھے۔ کہا مجاہد نے بائیس تھے۔ کہا عکرمہ نے چالیس تھے **فیہ** یعنے امر یوسفؑ مین

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِصْرَ لِامْرَأَتِهِ أَكْرِمِي مَثْوَاهُ عَسَى

اور کہا جس نے خریدا اسے مصر سے اپنی عورت سے بزرگ کر ٹھکانا اسکا شاید

أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا ۚ وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ

کو وہ نفع دے ہم کو یا بنالین ہم اُسے لڑکا اور ایسا ہی تمکین دی ہمنے یوسف کو زمین مین

واضح ہو کہ آیۂ شریفہ مین ایک طویل قصے کی طرف اشارہ ہے جسے اہل تاریخ نے لکھا اور وہ
ذکر نسب و تعشق و تزویج زلیخا ہے چونکہ یہ قصہ عموماً مشہور ہے اور نفس قرآن سے زیادہ تعلق نہین
رکھتا مختصر کردیا گیا۔ زلیخا نامے ایک شہزادی جو حسن و جمال مین اپنا نظیر نہ رکھتی تھی عالم خواب مین
شیفتۂ جمال یوسفی ہوئی اسے خواب مین معلوم ہوا تھا کہ اُس کا محبوب عزیز مصر ہے چونکہ اس خواب
نے زلیخا کو بے خور و خواب کردیا تھا اُس کے باپ نے عزیز مصر سے جسکا نام قطفیر یا اطفیر تھا بیاہ دیا
جب سامنا ہوا کہان یوسف کہان قطفیر عجب یاس و حسرت طاری تھی کہ غیب سے کسی نے کہا زلیخا
گھبرا نہین ہمین سے کامیابی ہوگی خواہ زلیخا کے اندرونی دعا کا اثر یا جلال و عظمت یوسف کا معجزہ تھا
یا یہ کہ پہلے ہی سے قطفیر ایسا ہو بہرحال زلیخا کے دامن عصمت سے اُسکا دست ہوس کوتاہ رہتا
زلیخا رات دن تصور مین بیقرار اور وعدہ غیب کی امیدوار تھی کہ اُسکے اندرونی جذبات اور دلی
کششون نے یوسف کو کنعان سے مصر مین بلباس غلامی پہنچایا ہر شخص مال کیا جان سے خریدار
تھا مگر زلیخا کی خواستگاری مین اور ہی بات تھی عزیز نے زلیخا کی ترغیب اور مالی تائید سے
یوسف کو خرید یا دوسرے امیر منھ دیکھتے رہگئے چنانچہ ارشاد ہوا اور کہا جسنے یوسف کو مصر سے خریدا
یعنے قطفیر نے اپنی بی بی یعنے زلیخا سے تو یوسف کی بزرگ داشت کر خادم و مملوک نہ سمجھنا
امید ہے کہ ہم اسے بیچ کر بڑا فائدہ پائین یا اس کی کمال دانشمندی و ہوشیاری سے سرانجام
امور وزارت مین نفع حاصل کرین اور ممکن ہے کہ بیٹا بنائین ہم نے اسی طرح بتدبیر و تدریج یوسف کو
زمین مین اقتدار و اختیار عطا کیا غلامی و بیکسی کے بعد مالک مصر و بادشاہ بنا دیا

وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰـكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

اور تا کہ ہم سکھائین اُسے سمجھ باتون کی اور اللہ غالب رہتا ہے حکم پر مگر اکثر آدمی نہین جانتے

تا کہ ہم یوسف کو سخن فہمی سکھائین اور اللہ تعالےٰ اپنے ارادون کے پورا کرنے پر غالب ہے مگر
اکثر آدمی نہین جانتے **تاویل** مراد سخن فہمی یا خلاف ظاہر معنے قرار دینا کسی دلیل یا قرینے
سے یا تعبیر خواب **احادیث** جمع حدیث۔ کہا مفسرین نے کہ مراد خواب ہے مگر ہم کسی
عام کو خاص مین منحصر نہین کرسکتے بس بیان خواب و تفسیر کتاب و حسن تقریر و متانت جواب سب
داخل ہین **ف** اسمین اشارہ ہے کہ یوسف کو نبوت و سلطنت دونون عنایت ہونگی اسلیے کہ ضروریات
نبوت سے دین کی بات سمجھنا ہے اور شروط سلطنت سے انتظام و معاملات کی بات سمجھنا ہے چونکہ
آپ پیغمبر بھی تھے اور بادشاہ بھی فرمایا ہم نے انھین زمین پر متمکن لوسبا تو نہین سمجھ دار کیا۔ تفصیل انکی قصۂ

خواب کا ذرا نمایان درویا سے ملک ولید بن ریان انتظام قحط و صلاح اہل جہان و تعلیم دین و تلقین ایمان مین آئیگی۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ

اور جب پہونچا قوت کو اپنی دیا ہم نے اسے حکم اور علم اور ایسی ہی بدلا دیتے ہین ہم نیکو کارون کو

ابن کثیر (اشدہ) سے مراد تکمیل عقل و خلقت ہے کہا ابن عباسؓ نے حضرت یوسف تینتیس برس کے سن مین شدت قوت کو پہونچے۔ کہا ضحاک نے بیس برس کے سن مین۔ کہا حسن نے چالیس برس مین۔ کہا عکرمہ نے پچیس برس مین۔ کہا سدی نے تیس برس مین۔ کہا جبیر نے اٹھارہ برس مین کہا امام مالک نے مراد اس سے بلوغ ہے حکم فتوی یا سلطنت یا تعبیر خواب علم نبوت حاصل جب یوسف اپنی قوت بلوغ کو پہونچے ہم نے انھین مصر کی بادشاہی اور علم اوامر و نواہی عطا فرمایا ہم اچھے کام کرنے والون کو ایسے ہی عوض دیتے ہین۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِىْ هُوَ فِىْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ

اور خواستگار ہی ہوئی اسنے کہ یوسف تھے گھر مین اُسکے ذات سے اُنکی اور بند کر لیے دروازے اور بولی جلدی کر

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّىْۤ اَحْسَنَ مَثْوَاىَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ

کہا پناہ بخدا بیشک عزیز پالنے والا میرا اچھی کی آرامگاہ میری بیشک نہین فلاح پاتے ظالم

اور یوسفؑ سے طلب مواصلت کی اُس عورت نے جسکے گھر مین یہ رہتے تھے (یعنے زلیخا) اور بند کر لیے دروازے اور کہنے لگی جلدی کر مین حاضر ہون یوسف نے کہا اللہ کی پناہ میرے مربی یعنے عزیز مصر نے میرے لیے اچھا آرام گاہ مقرر کیا ہے مجھے ہر قسم کی آسائش دی بات یہ ہے کہ ظلم کرنے والے فلاح و نجات نہین پاتے۔ نہ مین کامیاب ہونگا نہ تو محظوظ مختصر تفصیل اس مقام کی یون مروی ہے کہ جب زلیخا نے یوسفؑ پر قابو نہ پایا تمناؤن کے تقاضے شروع ہوئے ہوس نے ہاتھ پاؤن نکالے مگر دامان یوسفؑ تک رسائی ممکن نہوئی کوئی حیلہ و تدبیر اُٹھا نہ رکھا خوشامد اور امید و بیم کی حد کر دی جب کچھ پیش نہ گیا تو ایک عشرت خانۂ نگارین اور مرقع رو کش چین بنایا اس مین تصویرین مرصع بدر و جواہر جا بجا عاشق و معشوق ہم بستر۔ ساتوین گھر مین زلیخا و یوسف ہم آغوش جدھر دیکھو ہنگامۂ طلب و ولولۂ محبت کا جوش تاکہ یوسفؑ کو ادھر رغبت ہو پھر یوسف کو بتحکم و بہانہ اندر لے گئی جو در جسطے ہوتا اُسے مقفل کرتی بند کی بیچارگی آپ کیا کر سکتے تھے

[illegible]

خاموش نہ رہ سکے ہمراہ مگر دل میں کشود کار و توفیق الہی پر نگاہ جب صدر خانہ میں دونوں داخل ہو
خلوت خانہ عالی از آغیار ہوا موجب ہیجان اضطراب عاشق بیقرار ہوا زلیخا نے بعد تمام جستجو و ناکامی
آرزو یہ بھی خوف دلایا کہ آج کا انکار پیغام اجل ہے عشق خود کام عاشق کو ہلاک کر کے محبوب کو
متہم و ماخوذ کرائے گا جان پر بن جائے گی اگر کام نہ بن آئے گا حضرت یوسف ؑ بآغوب دیکھکر
بکمال ثبات و حکمت فرمانے لگے اے زلیخا اللہ کا ڈر اور عزیز سے حسن و عدل کا گھر یہ خیانت کیونکر
ہو سکے **ف** انکار سخت نہ کیا کہ ہلاک نہ ہو جائے منع بھی نہ فرمایا کہ ضد نہ بڑھے الزام نہ دیا کہ غصے
میں حق نہ سنے بلکہ اپنے اوپر رکھکر ایک مثال میں سمجھا دیا کہ جب مجھے اسقدر لحاظ ہے تو زوجہ کو
باین خصوصیت کیسی کچھ رعایت لازم ہوگی پھر عموماً کہا کہ ظالم چھٹکارا نہیں پاتے **ف** ناصح کو
غصہ دلانے سے وہ فائدہ نہیں ہوتا جو مثال اور شیرین زبانی سے ہوتا ہے ۲ حقوق نعمت و
رعایت احسان قابل لحاظ ہیں ورنہ آپ اُسے محل تعلیل میں پیش نکرتے۔

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۚ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ

اور تحقیق قصد کیا عورت نے مرد کا اور قصد کرتا وہ بھی عورت کا اگر نہ دیکھ لیتا دلیل رب کی اپنے ایسا ہی (بچایا) کہ پھیرین ہم اُس سے برائی

وَالْفَحْشَآءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ

اور بیحیائی بیشک وہ ہمارے بندگان خالص سے ہے

اور بیشک عورت نے مرد کا قصد کیا اور مرد نے عورت کا قصد کیا تھا اگر اپنے رب کی دلیل
نہ دیکھ لیتا ایسے ہی (ہم بچا لیتے ہیں) تاکہ پھیر دین اُس سے برائی اور بیحیائی بیشک وہ ہمارے
خالص بندون سے تھا۔ مفسرین بیان مراد و شرح واقعات میں مضطرب ہیں اور قرآن غیر مصرح
زیادہ تر بحث کلمہ ہم سے ہے کہا بعض نے کہ مراد عزم سے قصد مصمم و میلان دل ہے مگر اللہ
نے بچا لیا اور وجوہ استدلال یہ ہیں ۱ **اول** قرینہ عطف جبکہ عورت کا عزم عزم سوء مان لیا
گیا تو اُس کے بعد والی عزم کو بھی جو اُسپر عطف ہے ایسا ہی سمجھنا چاہیے **جواب** جملکا
عطف جملہ پر کسی اتحاد کو لازم نہیں کرتا قرآن میں ایسے مغائرت بکثرت وارد ہے **ومکروا
ومکر اللہ** کہان مکر قبیح قوم کفار اور کہان مکر محمود حضرت قہار علاوہ برین زلیخا کی طرف
قرینہ تعشق و عدم ایمان اور ادہر اقتضائے نبوت و حکم عصمت تنفر و تقوی۔ ببین تفاوت رہ از
کجاست تا بکجا۔ دوم کلمہ سوء جو دلیل ہے قصد حرام پر اور لفظ فحش جو تصویر ہے ہیئت شرمناک
کی اور احسان بصرف سوء۔ جو چاہتا ہے کسی غلطی اور خطا کو ۔ قرائن ہیں کہ مراد عزم سے عزم
ممنوع ہو **جواب** سوء و فحش دو طور پر ہے ۱ یہ کہ باختیار و تعمد ارتکاب کرے یا بیجا عزم

مصمم کرنے یہ بیشک موجب اخذ و الزام ہے نہ کہ مقتضائے طبع جسکا خمیر ہی غیر و فسرد و تلون سے مادۂ شہوانی جوش مارے اور قوائے حیوانی حرکت مین آئے جیسے بھوک مین ضعف پیاس مین خشکی لب - خوف مین تغیر رنگ - غلبہ خواب مین بیخبری اسپر کوئی مواخذہ نہین جیسا کہ خود حضور سے مروی ہے کہ فرمایا یا اللہ یہ میری تقسیم ہے ازواج مین اور میرے دل کی توجہ برجہ عائشہ صدیقہ کی طرف زائد ہے مواخذہ نکر - اور یہ سمجھ لینا کہ انبیا ایسے آلائشون سے بری ہین نہ صرف غلط فہمی ہے بلکہ اُنکے علاوہ شان مین نقص آتا ہے اس لیئے کہ عصمت حجر و شجر و ملک موجب کرامت نہین آدمی انھین دو متضاد قوتون کے جمع کرنے سے کریم و مقرب ہوا مولانا شہوت دنیا مثال گلخن ست ✦ ہم ازان حمام تقوے روشن ست مسئلہ انبیا علیہم السلام مین وہ تمام قوتین اور خواہشین جو انسانون مین ہین موجود ہین مگر وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمان برداری سے بتوفیق الٰہی - روکے گئے ہین اور اسی روکنے کا نام عصمت ہے - اور اسی کی تعلیم کے لیے ارشاد ہوا کہ اسے نبی کریم آپ معاندین بے دین و خدام سراپا یقین سے کہدیجیے اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ مین تم سا آدمی ہون یُوْحٰی اِلَیَّ مگر مجھپر وحی آتی ہے اور فرمایا وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَهَدٰى ہم نے تم مین بہک جانے کی قوت پائی جس طرح سب آدمیون مین ہے تو ہم نے اُسکو دبا دیا اور بچا لیا ورنہ فعل ضلال تو آپ سے کسی وقت اور کسی طور پر ہوا ہی نہین مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى تمھارے پیغمبر نہ کبھی بہکے نہ بھٹکے یعنے مخالفت و گناہ تو آپ سے نہین ہوا مگر جو قوت بہک جانے کی آپ مین تھی اُسکے ضرر سے آپ کو بچا لیا اور ایسے ہی فرمایا کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ عفو فرمائے - یعنے جو کچھ ترک اولےٰ یا سہو و زلت یا قصور حق عبودیت آپ سے ہوا اُسے عفو فرمایا پس یہ سہو و لغزش و صرف سو بھی اسی قسم کا تھا نہ کوئی الزام ہے نہ مواخذہ اور کیونکر مان لیا جائے کہ عزم نبی معصوم و پیغمبر صدیق مثل عزم نفس پرستان حق فراموش کے ہو جائے لاحول ولا قوۃ سوم (روایات) جیسا کہ منقول ہے ابن عباس سے کہ دونون بے پردہ متصل ہو گئے اور مرد مقام خائنین پر بیٹھا اور کپڑا درمیان مین نہ تھا اور حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ عورت نے مرد کا ارادہ اور مرد نے عورت کا قصد کیا اور ایسے ہی بہت کچھ اسرائیلات سے مشہور ہے جواب وہ دونون روایتین اُس حد قبول و صحت تک نہین پہونچ سکتین کہ عصمت قطعی انبیا کے معارض ہو سکین اور تاویلات روایت کو جو مسلم مین نظر انداز کرین وہ بھی اسرائیلیات کے گپ بھلا اُنکے وحی بدبالی سے

کوئی پیغمبر ہوا ہے کہ یوسف علیہ السلام کی طرح متہم ہو کر بچ جاتے۔ حضرت زکریا حضرت یحییٰ حضرت
داؤد حضرت سلیمان حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ حضرت مریم اور مثل اُن کے دوسرے نبی سب
انکے افترا اور تہام سے زخم کھاتے ہوئے ہیں قرآن میں وارد ہے کہ بعض انبیا کو جھٹلایا اور بعض کو
قتل کیا تھا اور وہ بھی ہیں۔ حضرت یوسف ایسی خلوت میں تھے کہ سوائے زلیخا کے اور کوئی شخص
اُس کی بات کی شہادت شیرخوار نے دی اور آخر کو اپنے ہی اقرار سے غیر معتبر ہو گئی اور حضرت یوسف
نے خود اپنی براءت کا دعویٰ فرمایا اور اس قسم سے کہ اِنِّی لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ اور کب
ہو سکتا تھا کہ ایسے خطرناک بات کوئی باحیا اپنے منہ سے کہے اور معصیت کا اظہار کرکے دوسرا
گناہ سر پہ لے اب اُس راز سربستہ کا اظہار کیونکر ہو سکتا ہے مگر یہ کہ اللہ خبر دے یا کوئی نبی
مرسل بتلائے یہ دونوں غیر ثابت رہا قیاس ایک تو واقعات کا ثبات قیاس سے کرنا ہی جائز
نہیں پھر ایسے حضرات کی طرف جنکی براءت و عصمت قطعی ہو اور ہمارے دلائل تو قرآن سے
بھی ماخوذ ہیں کہ عصمت انبیا خدا کی آیت میں جو نیت خاصہ کا خطاب جو لیت خدمت میں
ثابت ہی نہیں ہو سکتا تا اخلاص کی مسند جو کسی قسم کی آلائش ونجاست قبول نہیں کرتی تھی
اعتراف زنان الآخور رفتہ ہے ابرا زلیخا بحضور شاہ مصر کے خود یوسف نے صدیق کا دعویٰ اِنِّی
لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ اور اللہ تعالےٰ کا بدون انکار ذکر فرمانا ایک حجت کافی ہے
شہادت شیرخوار کہ سب سے زیادہ ایک مجرب اور معقول استعجاب یعنی جب کہ یوسف ایسے
حال میں تھے اور عزم بھی تسلیم کیا گیا تو کیا سبب ہے کہ اسکے مقدمات اور دواعی جو باضرورت
مقدم ہوا کرتے ہیں کسی سے منقول نہوئی جو حضرت وہاں کھڑے سب کچھ دیکھ رہے تھے انہوں
نے مقام خائنین پہ بیٹھا دیکھا مگر فعل خائنین کا مثل قبلہ ولمس وغیرہ کچھ بھی نہیں دیکھا یہی سند اس
امر کا شاہد عادل ہے کہ یہ نہ تھا تو وہ بھی نہ تھا۔ اسی بنا پر کہا بعض مفسرین نے کہ ایسا قصد اور
ایسا اتصال کبیرہ ہے اور انبیا کبائر سے محفوظ اور کہا صاحب تفسیر کبیر نے یہی قول ہے محققین کا
اور بیشک حضرت یوسف کی پاکدامنی ضرب المثل ہے ایسی آلائش اور کمزوری شان ثابت نہیں
ہو سکتی کیونکر جائز ہوگا کہ ہم اسقدر دلائل قویہ کو بلا سے طاق رکھ کر لغو و بے اصل بدگمانیاں کرن
ہیں۔ کچھ شک نہیں اگر اپنی فہم کو قاصر ٹھہرا کر برکات قرآنی سے امید نہیں اور زینان عصمت
انبیا سے استفادہ کریں تو حق منجلی اور امر واقعی منکشف ہو جائے کیونکر ہو سکتا ہے کہ جبکہ اللہ
تعالےٰ ہدایت پر معین فرمائے خزینہ احکام و جواہر اسرار پر امین بنائے جنکی تعلیم سے صفائے قلوب

وحیات نفس کا مدار جو ہماری نظر اُنکی غلطی پر پڑی ہے اُنمیں اُسی آنکھیں کور اور اُسی زبانین گنگ
ہون اور یہ کہا بعض نے کہ مراد ہم سے عزم قتل ہے یعنے حضرت یوسف نے ارادہ کرلیا کہ اگر وہ
بازنہ آئے تو اُسے قتل کرکے اپنا پیچھا چھڑاؤن گا یہ پہلے سے زیادہ تر مردود ہے اس لیے کہ نہ تو نا
حق اللہ سے ہے اور نہ قتل حق العبد اور قتل بھی کس کا ولیہ نعمت اپنی خداوائی کا شان نبوت کب یہ
بے رحمی اور بے حمیتی روا رکھ سکتی تھی کیا سوائے قتل کے دوسری تدبیر نہ سوجھتی تھی اور
علاوہ معصیت انتقام اور اتہام بھی ٹل نہ سکتا تھا کون تھا کہ صفائی کرتا اور عزیز کے ہاتھ سے
بچاتا پھرا تنے بڑے مخمصے مین پڑجانا کمال حکمت انبیا کے لائق نہین حالانکہ اتہام مضر سے
مقتضاے منصب نبوت کے جسکی بنا حسن اعتقاد و رجوع خلائق و حسن اخلاق پر ہے پس
ایسی کمزور تاویل کیون سنی جائے اب ہم کہتے ہین کہ معنے ہَمّ مین اہل تحقیق کے دو قول ہین
یہ کہ دونون سے عزم و قصد پایا گیا مگر عورت کی طرف سے فعل مطلوب و محبوب تھا اور مرد کی طرف
سے میل طبع و عزم فعل مفقود جو کچھ تھا وہ اثر بشریت و مقتضاے رجولیت سے صورۃً و اضطرارًا
لوث و اجتناب کے ساتھ یہ کبھی الزام کے قابل نہین۔ اور وجہ اسکے وہی تمام دلائل مذکورہ
و قرائن موجودہ ہے یہ کہ عورت نے چاہا اور مرد بھی چاہتا اگر توفیق الٰہی و ہیبت نواہی پیش نظر
نہوتے مگر بحفظ عصمت نبوت و کمال معرفت و لحاظ حضور حق نہ چاہا اور توجہ نہ کی۔ اس طور پر
ہَمّ جزلولا مقدم ہے اور بوجہ نفی اول منتفی۔ یہ معنے عربیت کے موافق اور تمام تکلفات
اور محذورات سے بری ہین تنبیہ حدیث مین وارد ہوا کہ جو شخص کسی حسین عورت کے
جال مین پھنس کر حضرت یوسف کی طرح محفوظ رہے اُسے حشر مین زیر سایۂ عرش جگہ ملیگی
اس سے سمجھا گیا کہ آپ کی پاکدامنی غایت درجے کی تھی حالانکہ دوسری حدیث مین ایک طویل قصے
کے ساتھ فرمایا کہ اگلے لوگون مین ایک جوان تھا اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق و فریفتہ سوال وصال
میں ایکسو بیس دینار کی فرمائش ہوئی مرد ایک سال تک روپیہ جمع کرتا رہا اور بعد فراہمی متاع
وصل کی خریداری کی اور خلوت بے اغیار نصیب ہوئی کمال شوق و شغف مین آرزو کی آگ
بجھانے پر تھا کہ لڑکی بولی اسے جوان خدا سے ڈر اور ناحق دست درازی نکر جوان باوجود
اس بے تابی اور کامیابی کے اللہ کا نام سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور دلی ارمانون کی طرح
مال بھی چھوڑا۔ بظاہر یہ ماجرا بچند وجوہ نہایت تعجب خیز ہے یہان تعشق وہان تنفر یہان امن
وہان خوف یہان آرزو سے دیرین وہان انکار قدیم۔ مگر نہین حضرت یوسف صدیق کی

اور یہی شان سے جاننے والے جانتے ہیں کہ اس ہجوم بلا اور اجتماع فتن میں بھی حکمت نبوت و
استقلال رسالت ایسی برأت اور تمام حملوں سے بچاؤ دوسرے سے ممکن ہی نہ تھا
سنئیے پہلے تو آپ کو زلیخا کی ہمراہی گران تھی مگر اطاعت میں صرف مظنہ فساد اور عذر میں
ولی نعمت کی مخالفت جو عصیان یقینی ہے بمجبوری بمقدمی گوارا کی مگر خلوت ہفتمی میں در بند
اور خانہ خالی پایا جب ہو دیکھا عجب نقشہ نظر آیا عاشق معشوق عالم تصویر میں ہم آغوش شراب
بیخودی وقت نوشا نوش ممکن نہ تھا کہ یہ کیفیت اعتدال طبع و شکیب تقوی کو قایم رہنے دیتی
مگر پروا بھی تو ہوئی ادہر زلیخا مدتوں کی نفرت و انکار سے مایوس جان سے بیزار نہایت تنگ میں ہاتھ
میں خنجر مرنے پہ تیار - ادہر ذرا آنکھ اٹھنے میں غیرت حیاے خدا مد نظر نفس شریر کو موقع
ملجانے کا خوف - خیال کیا گیا کہ ادہر نے کم توجہی میں عاشق دل دادہ کا تو کام ہی تمام ہوتا ہے
اتہام و انتقام لازم آے گا - اور زیادہ افسوس یہ ہے کہ نبی کی فریفتہ جان مال سے خادمہ بلکہ محسنہ
اس رسوائی اور مایوسی سے جان دی - دنیا کی مصیبت آخرت کا دائمی عذاب - یہ سوء تدبیر اور
ترک مروت کسی سے ہو تو ہو علوے شان نبوت کی شایان نہ تھی کیون بہ تدبیر احسن اس
تہلکے سے اُسے نہ بچائیں اور آپ کو فوری انتقام اور نہ مٹنے والے اتہام سے محفوظ رکھیں
بس استقلال و تدبیر سے زلیخا کو امیدین دلائیں خاموش کیا جب ملاطفت محبوب و امید وصل
سے مایوسی دور کی کامیابی کی تمنائیں بڑھیں عقل و تمیز عود کر آئی لطف وصل جانان اُٹھانے
کے لیے جان بھی عزیز ہوئی محبوب کی دلجوئی کرنے لگی کہ مبادا پھر وحشت پیدا ہو بنا کام بگڑ جائے
بادل نگران و جان امید وار خاموش کرشمۂ لطف مزید پر نظر جوش جنون و سودا سے
خون اب کہان حال نوع دگر ہوا آپ سمجھ گئے کہ زلیخا امید وار ہو چکی ہے دفعۃً جان نہین دے
سکتی پھر سے بگڑنے اور منانے میں سعی کرے گی بات ٹل جائے گی امید و یاس میں صورت
نجات نکل آئے گی بسم اللہ کر کے اُٹھے اور بھاگے اسمین شک نہیں کہ یہ تدبیر کمال عقل
غایت حکمت بلکہ اعجاز نبوت سے تھی کہ زلیخا بھی سلامت بچی - آپ بھی پاک دامن رہے
کسی کو اسکی خبر بھی نہ ہوتی مگر بدگمانی نے زلیخا کو فریاد بے محل پر آمادہ کر دیا - مردان خدا کی یہ
زبردست عصمت ہے نہ وہ ملی جلی صفائی کمزور گریزے - این کار از تو آید و مردان چنین کنند برہان
کہا ابن کثیر نے کہ حضرت یعقوب کو دیکھا دانت کے تلے انگلی دبائے ہیں - ابن عباس سے مروی
ہے کہ عزیز مصر کی صورت پیش نظر ہوئی - کہ محمد بن کعب سے کہ چھت پر لکھا دیکھا لا تقربوا الزنا انہ

پھیر جب زلیخا سمجھی کہ یوسف راضی ہوگئے اٹھی اور بُت پر پردا ڈالا یوسف نے پوچھا یہ کیا ہے بولی اسے شرم آتی ہے جامی زمن آئین ہمہ بینی نہ بینند + دوانکارم کرے بینی نہ بینند + فرمایا سبحان اللہ - تماید بچشم از مردگان شرم + ازین نازندگان درخاطر آدرم + من از قیوم دانا چون نترسم + نہ بینا و توانا چون نترسم + اور سجا اٹھ کھڑے ہوئے لف = تقریر بیان کی نہایت دلچسپ اور مناسب احوال عارف خداترس ہے - نہ وجہ مذکور ہوئی - غرضکہ بُرہان سے یہاں یہی وجہ مراد ہوسکتی ہے جو حق سبحانہ تعالیٰ کی عظمت اور ہیبت اور خشیت کی باعث ہو سو کہ بڑی خشش جیسا کی مخلَص خالص یعنی یوسف مین آلائش ہیبت وتلویث سوء ہرگز نہ تھی وہ ہماری محبت وخشیت مین خالص تھے

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ قَالَتْ

اور دونوں دوڑے دروازے کی طرف اور پھاڑا عورت نے کرتا اس کا پیچھے سے اور ملے دونوں عورت کے خاوند کو پاس دروازے کے بولی

مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

کیا سزا ہے اسکی کہ چاہے تیری عورت سے بُرا کام مگر یہ کہ قید کیا جائے یا مار دکھ کی

استباق طلب سبقت کردن - جب کئی آدمی دوڑین اور ایک دوسرے سے بڑھ جانا چاہے تو اسے استباق کہتے ہین دبر کنایہ ہے جانب دبر سے سید سردار - مالک یہان کنایہ ہے شوہر سے اور ضمیر مونث دلالت کرتا ہے کہ عزیز یوسف کا سردار اپنے مولی نہ تھا اور نہ آپ مملوک بلکہ آپ سید اہل عالم تھے ما خواہ استفہامیہ ہو خواہ نافیہ حدائق جب حضرت یوسف متنبہ ہوئے اچکے اور دروازے کی طرف لپکے کہ باہر نکل جائین ہر ساتون نظر آئے فرمایا قفل کیونکر کھلے جبریل نے کہا اللہ کا نام لے کر قفل پر ہاتھ رکھو کھول لینا ہمارے ذمے ہے زلیخا یہ عجیب معجزہ دیکھکر دوڑی کہ جانے نہ دون حضرت یوسف بھاگے آخرکار ساتوین دروازے پر دامن یوسفی کریبان زلیخا کی طرح چاک ہوا اور عزیز مصر سے دروازے پر ملاقات ہوئی لطیفہ کشادہ قفل مین اشارہ ہے کہ جو دنیا سے بھاگے اسکے لیے نجات کی راہین غیب سے کھل جاتی ہین لطیفہ پیچھلے دروازے پر چاک دامانی بتاتی ہے کہ شیطان کا حملہ آخر غضب ہے مگر نیک بندے ہاتھ نہین آتے لطیفہ عشق کے تین درجے ہین پہلا یہ کہ محبوب کو مطیع کرنا چاہیے اس طرح کہ عاشق کی کارروائی مین تابع ہے اور یہ (نفس پرستی) ہے دوسرا یہ کہ محبوب کا مطیع بنجائے مگر امید حصول رکھا اور یہ (محبت) ہے تیسرا یہ کہ کچھ بھی نہ رہے جیسے عکس بمقابل اصل اسکا تابع اسکی طرف ناظر

مگر خود دیکھو کبھی نہین یہ دکمال عبودیت ۱ ہے لطیفہ عشق مین اگر فنا ے نفس بالکل ہو جاسئے تو حب
وطلب وجوش وگرمی دہا ے ہو کہان رہے اور عبودیت مین اگر سواے معبود دوسرا وہم رہا
نقصان قائم ہوا اسی لیے ہمارے حضور دعبداللہ ہین لیس یہ مرتبہ زلیخا کا درجۂ اول سے
تھا اور آخرانکا بہ برکت صحبت یوسفی وفیضان عشق درجۂ سوم مین ثابت ہوتا ہے واللہ اعلم
ابن کثیر جب یوسف ہفت خانہ سے نکل گئے اور زلیخا اُنکے درپے تھی اور عزیز مصر سامنے
آگیا زلیخا ڈری کہ مبادا راز کھلجا ے اور ہمیشہ کے لیے مہجوری نصیب ہو بیساختہ چلائی کہ اے
عزیز اسنے میری طرف برا خیال کیا تھا اب اسکی کیا سزا ہے یا قید کیا جاے یا کوئی اور عذاب ہو

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ

کہا یوسف نے عورت نے پھسلایا مجھے میری ذات سے اور گواہی دی گواہ نے اہل سے عورت کے اگر ہو کرتا مرد کا

قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ

پھٹا آگے سے پس سچی ہے عورت اور وہ جھوٹون سے ہے اور اگر ہو کرتا اُسکا پھٹا پیچھے سے

یوسف نے جواب دیا | فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ | اسی عورت نے مجھے
اپنی طرف متوجہ کیا | پس جھوٹی ہے اور وہ سچون سے ہے | اور ایک گواہ نے جو
زلیخا کے قرابتیون سے تھا گواہی دی اے عزیز اگر کرتا یوسفؑ کا سامنے سے پھٹا ہے تو جان ۴۵
لے زلیخا سچی اور یوسفؑ جھوٹے ہین اور اگر کرتا انکا پیچھے سے پھٹا ہے تو زلیخا جھوٹی اور یوسفؑ
سچے ہین کہا سدی نے یہ شاہد زلیخا کا چچازاد بھائی تھا حکمت مین مشہور دانائی سے یہ فیصلہ کیا
اور کلمۂ شاہد اسی پر دلالت کرتا ہے اس لیے کہ گواہ مین عقل وبلوغ شرط ہے ف کئی وجہون سے
یہ توجیہ غیر صحیح ہے ۱ یہان شاہد حقیقی معنی پر نہین اس لیے کہ اس واقعے مین کوئی حاضر نہ تھا ۲
شاہد کا ایک ہونا غیر مفید ہے ۳ حدیث صحیح مین وارد ہوا کہ چار لڑکون نے لڑکپن مین کلام کیا ۱
یوسفؑ کا گواہ ۲ فرعون کے شانہ دار کا لڑکا ۳ ابن جریج عابد کا گواہ ۴ حضرت عیسے علیہ السلام
قبل اسلیے کہ ارادہ کرنے والا پشت نہین دکھاتا اور بھاگنے والے کا دامن آگے سے چاک نہین
ہو سکتا۔ رہا یہ شبہ کہ گواہ مین عقل وبلوغ شرط ہے تب یہ معتبر ہوتا جب ثبوت یوسف علیہ السلام
کے ذمے ہوتا یہ شہادت نہ تھی شان صدق وہیبت حق تھی۔

فَلَمَّا رَأَى قَمِيصَهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ

پھر جب دیکھا کرتا اُسکا پھٹا پیچھے سے کہا بیشک وہ تمھارے فریب سے ہے بیشک مکر عورتون کا بڑا ہے

گواہ کے بیان پر کرتا دیکھا گیا تو پشت سے پھٹا تھا عزیز مصر نے کہا یہ تمھاری حیلہ سازی ہے اور تمھارا مکر بڑا ہے **ف** اللہ تعالے نے کید زن کو عظیم فرمایا حالانکہ کید ایک فرع ہے عقل کی اور عورتین ناقص العقل ہین **جواب** کید و مکر کے لیے دو اعتبار ہین ۱ بمعنے تدبیر اور یہ عقل سے ماخوذ ہے اور بذاتہ محمود ہے جیسا کہ فرمایا اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ اللہ کا داؤ پائدار ہے یا كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ہم نے یوسفؑ کو تدبیر سکھادی ۲ بمعنے فریب اور یہ غلط نمائی پر مبتنی اور بذاتہ قبیح ہے اور اسمین عقل کامل کی ضرورت نہین رہتی غلط نمائی اس مین عورتین بڑھی ہین اس لیے کہ اللہ تعالے نے بوجہ کمال نرمی و شیرینی و حسن و جمال اُنکے باتون کی تاثیر عموماً مردون کے دلون مین پیدا کی ہے پس جس امر کو وہ چاہتی ہین جذب اصلی و شوق خلقی سے مرد اُسے مان لیتے ہین اور یہی امر اُنکی کامیابی اور مردون کی خرابی کا باعث ہوتا ہے **ربط** جب عزیز نے معاملہ دگرگون دیکھا خواہ کسی مصلحت خاص سے خواہ اپنی بدنامی سے ڈر کر چاہا کہ یہ راز فاش نہو کہا ۔

يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اسكتہ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِيْنَ ع ٣

اے یوسف درگذر کر اس سے اور اے زلیخا توبہ کر گناہ سے اپنے بیشک تو ہی تھی خطاکار

اے یوسفؑ آپ اس شرمناک ذکر سے اعراض فرمائین زبان پر نہ لائین تاکہ پردہ فاش نہو اور اے زلیخا تو اپنے گناہ کی بخشش طلب کر تو ہی خطاکار تھی

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ

اور کہا عورتون نے شہر مین بی بی عزیز کی پھساتی ہے غلام کو اپنے

نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۭ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

اُسکی ذات سے تحقیق کھب گیا یوسف دلمین اسکے ازروے محبت کے ہم دیکھتے ہین اسکو گمراہی ظاہر مین

اور شہر مصر کی چند عورتون نے کہا کہ عزیز کی بی بی اپنے غلام سے لگاوٹ کرتی ہے یوسفؑ کی محبت زلیخا کے دلمین کھب گئی ہے ہم تو دیکھتے ہین کہ زلیخا کھلی کھلی بھول اور گمراہی مین ہے **فتیٰ** نوجوان کبھی غلام بھی مراد ہوتا ہے جیسے لونڈی کو جاریہ کہتے ہین **شغف** یہ ایک جلد ہے دل کو گھیرے ہوئے ۔ یا سویدا ے قلب تہ حال شغفہا کنایہ ہے کمال محبت سے جو دل مین در آئے اور اُسے گھیرے **قال** کہا صاحب تفسیر کبیر نے قال بصیغۂ مذکر اسلیے کہا کہ نسوۃ ۔ نسا جمع کا اسم مفرد ہے [illegible] حقیقی نہین جو ضروری ہو ۔ یا یہ کہ تقدیم فعل فاعل پر داعی اسقاط علامت تانیث ہے [illegible] پانچ عورتین [illegible] الم روقالوت مین ہے کہ چالیس تھین

او

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً وَآتَتْ

پھر جب سنا زلیخا نے مکر ان کا بھیجا طرف انکے اور مہیا کیں واسطے انکے مسندیں اور دی

كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ

ہر ایک کو انمیں سے چھری اور بولی نکل (اے یوسف) انپر پھر جب دیکھا عورتوں نے اسکو بڑا جانا اسے اور کاٹے

أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَٰذَا بَشَرًا إِنْ هَٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ

ہاتھ اپنے اور بولیں پاک ہے اللہ نہیں ہے یہ بشر نہیں یہ مگر فرشتہ بزرگ

مکر سے مراد وہ طعن جو عورتیں زلیخا پر کرتی تھیں **معالم** چونکہ وہ عورتیں اس پردے مین چاہتی تھیں کہ جمال یوسفی کا نظارہ بے نقاب میسر آئے انکا قول مکر پر محمول ہوا۔ یا یہ کہ یہ حیلہ رسوائی زلیخا تھا **ف** یا یہ کہ گو اس وقت کچھ ہو مگر بعد دیدار جمال دلفریب یوسفؑ سب کے سب زلیخا کی طرح طالب وصال ہوگئیں انکے تمام دعوے مکر و زور قرار دیے گئے **متکا** جائے تکیہ۔ مسند۔ خواہ بمعنے فرش مہمانان کبیر بمعنے طعام دعوت بھی آیا ہے اس لیے کہ مہمانون کے لیے فرش لازم ہے خواہ بمعنے ترنج ہے یا میوے مراد ہین جو اس خوان پر حاضر تھے۔ کہا ارباب تفسیر نے زلیخا نے جب نادانی کی باتیں سنین سوچی کہ کسی طرح انھیں نیچا دکھانا چاہیے۔ پیغام دعوت دیا فرش **مکلف** و طعام لذیذ مہیا کیا ان عورتون کو بلایا ہر عورت کو ترنج یا میوہ یا گوشت دیا کہ تراش کر کھا لے اور ایک چھری بھی دی۔ پھر یوسف سے کہا کہ بکمال زیب و آرائش بغرض اہتمام دعوت آیئن منکرین کو بندہ بنا ئین۔ آپ تو مطیع و فرمانبردار تھے اس جلسے مین آنا پڑا۔ عام نگاہین وہ جمال جہان افروز اور وہ حسن گلوسوز منتہائے خیال سے بھی بڑھا نظر آیا دلون مین تحمل دماغون مین فہم کا نام نرہا بیخودی کی جگہ چھریون سے اپنے ہاتھ کاٹے اور بے ساختہ چلاا ٹھیں سبحان اللہ یہ آدمی نہین یہ تو کوئی فرشتہ بزرگ ہے یا ملک نورانی **لطیفہ** یہ اعجاز نمائی حسن برعایت ناموس و عفت زلیخا یا بہ درخواست عشق دشمن فرسا ہوئی اور اگر عام طور پر ایسا ہوتا تو کوئی جیتا ہی کیون بچتا **لطیفہ** چونکہ یہ عورتین محبت زلیخا مقدار حسن یوسفی سے زائد سمجھی ہوئی تھین بڑا بول سامنے آیا **لطیفہ** حصول شرف جمال یوسفی کی دزدانہ خواستگاری اور نظارہ محبوب مین عیب کاری کی سزا قطع ید قرار دی گئی چنانچہ حدائق مین ہے کہ بعد درستی سامان دعوت زلیخا نے یوسفؑ سے کہا کہ میرا کہنا مان آپ نے فرمایا سوائے گناہ کے جو حکم ہو بجا لاؤن زلیخا نے یہ قصہ بیان کر کے کہا بوقت طلب آپ بے نقاب آیئن ان زبان درازون کو قدرت خدا کا تماشا

دکھائیں آپ نے فرمایا بہتر اور وہ وہی ہوا کہ یک برق نگاہ خرمن حواس بخاک سیاہ ہو گیا
بحث یہ قول کہ یہ آدمی نہیں ملک ہیں چاہتا ہے کہ فرشتے انسان سے کریم تر ہوں **جواب** باعتبار جوہر ملکی جو نور صافی سے ہے اور جوہر انسانی جو خاک تیرہ ہے یہ کرامت مسلم اور باعتبار خوف وفضل وقوت اخلاق جو اضداد کے ساتھ آمیز رکھی گئی بشر ملک پر مکرم ہے اور ان عورتوں نے اپنی وسعت نظر وعلوے حوصلہ کے موافق کلام کیا اسلیے کہ اُن کی نظر عالم ملکوت ہی تک نہ پہونچی تھی رفعت کمال بشریت جو اعتقاد نبوت سے متعلق ہے اُنکے فہم سے بالاتر تھی۔ پس یہ قول حجت نہیں

ذکر حُسن یوسف علیہ السلام

ہر پیغمبر کے لیے ایک خاص معجزہ ہوتا ہے جس سے عقلیں متحیر سرکش زمانہ مجبور اُسکی یکتائی وعظمت مسلم ومشہور ہو جاتی ہے جیسے کلام موسیٰ۔ دم عیسیٰ۔ الحان داوٗد۔ ملک سلیمان۔ صبر ایوب وغیرہ ایسے ہی حضرت یوسف ع کو تعبیر خواب وحُسن لاجواب عنایت ہوا یہ آپ کی نبوت اور بیمثالی کے شاہد عادل ہیں ان صفات میں آپ کا نظیر وثانی تجویز کرنا نہ کمال نبوت وقوت اعجاز ہی میں تنقیص ہے بلکہ منطوق قرآنی میں کلام عموم حدیث میں تخصیص ہے کلمۂ اکبر اور ملک کریم کا استعارہ جو حکایۃً کلام باری تعالیٰ میں مذکور ہے یہی بتا رہا ہے کہ آپکا حُسن اندازۂ قیاس سے افزوں اور حد بشر سے سوا ہے اور ہمارے مخبر صادق محبوب حضرت خالق نے آپ کو تیسرے آسمان پر دیکھکر یوں فیصلہ کر دیا **قَدْ اُعْطِیَ شَطْرَ الْحُسْنِ** تمام عالم کا آدھا حُسن صرف صورت دل افروز یوسفی میں مجتمع وجلوہ گر ہے اور نصف آخر جملہ اولاد آدم میں منتشر **ابن کثیر** میں ہے کہ آپ نے یوسف کو دیکھکر فرمایا **قَدْ فُضِّلَ النَّاسَ فِی الْحُسْنِ کَالْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ عَلٰی سَائِرِ الْکَوَاکِبِ** تمام آدمیوں پر فضیلت دیے گئے تھے حُسن میں مثل چودھویں رات کے چاند کے تمام تاروں پر اہل تاریخ نے آپ کے جمال باکمال کے متعلق عجیب وغریب قصے لکھے ہیں جنکا ذکر دلائل بالا کے سامنے بے ضرورت نظر آتا ہے **ابن کثیر** کہا اسحاق نے آپکا چہرۂ نورانی برق کی طرح تاباں تھا بے نقاب عورتوں کے سامنے نہ آتے کہ مبادا مفتون ہو جائیں **عرائس** آپ کے روے روشن کا عکس دیوار ودر کو چمکا دیتا تھا جیسے دھوپ۔ کہا کعب نے آدم کو جب اُنکی اولاد دکھائی گئی تو جمال یوسف دیکھکر بہت محظوظ ہوئے پیار کیا شفقت پدری سے دو حصے حُسن عطا فرمایا اور ایک حصہ تمام اُنکی اولاد کے لیے رہا۔ کہا ابن مسعود رضہ نے کہ جبریل ع نے حضور سے کہا حُسن یوسفی نور کرسی سے مخلع وجمال محمدی نور عرش سے مجلی ہے **عجب** وجوہات بالا پر نظر کرنیوالا

حلیۂ جمال محمدی مین متحیر وساکت ہے کہ اگر آپ بھی اسی نصف باقی مین شریک ہین تو نفضل ایک طرف مساوات معلوم اور شریک نہین تو قرآن دال وحدیث بالخصص مخصوص ہوئی جاتی ہے کلام آلہی سے گو آپ کے حُسن دلربا کے اوصاف نکالے گئے مگر بطور نکات ولطائف علما کے اصول پر قابل احتجاج نہین اور احادیث وآثار جو حلیۂ شریف مین مروی ہین وہ شطر حُسن کا جواب نہین دیتے کوئی جزا اپنے اوصاف عالیہ سے کل کا مساوی نہین ہوسکتا بلکہ اُسی کے کمال کو ترقی دیتا ہے

جواب اس نازک مسئلے کے حل سے پیشتر مجھے کچھ عذر بیان کرلینا ضرور ہین ایک یہ کہ انبیا علیہم السلام مین باہمی تفاوت وتفاضل کی تقریر تصریح قرآنی سے مسلم سہی مگر میرے نزدیک نہ صرف ترک ادب بلکہ جہل مرکب بھی ہے اسلیے کہ غایت ہر کمال کی یہ ہے کہ عقول متوسطہ کو متحیر کردے اور اُسپر زیادتی خیال مین نہ آسکے اور انبیا علیہم السلام اپنی ذات وصفات مین اکمل خلق اللہ ہین ہماری عقلین انکا اندازہ کرسکین یہ ممکن ہی نہین خصوصًا وصف حُسن جو بہ ہمزن امتیاز وغارتگر عقل ہے بدرجۂ اولےٰ تحیّر وتعجب کا مستحق ہے ۔ حُسن حسیّ شے ہے اور حس بھی وہ جو دیدۂ ذوق وبصر محبت سے تعلق رکھتی ہے اسکا اندازہ دلائل واخبار سے ایسا ہی ہے کہ کوئی شربت کی لطافت وشیرینی وخنکی رنگ وبو سے دریافت کرنا چاہے پھر یہ تقدیر کہان کہ ایک جانب نظارۂ حُسن یوسفی میسر آئے اور دوسری جانب مطالعۂ جمال محمدی نصیب ہو گو یہ تمنا خدا کے دین سے دور نہین مگر کیا اسی کمبخت امتیاز وتفاوت کے لیے دیدار تو بڑی نعمت ہے صرف تصور کی لذت اگر ہمین آپ مین رہنے دے تو کمال بدنصیبی وبے حیائی ہے جہان جان دینا ہنر ہو اور بیخودی منتہائے نظر وہان کم وکیف دیوانگی ورسوائی ہے **جامی** مراطاقت دیدن اوکجاست ✦ کہ بیخود شوم ہرکہ نامش برد تاہم بات چھڑ گئی ادھوری چھوڑنا نچاہیے اول دلائل سے جواب پھر اس اصول پر کہ آفتاب پر نظر نٹھہرے تو دھوپ کی تیزی اور نرمی سے اندازہ کیا جاتا ہے باعتبار آثار علیہ دجہ بات تو یہ کچھ انتخاب کرکے امرحق اور قول فیصل عرض کیا جائے گا وباللہ التوفیق وبہ نستعین **اول** مدح قرآنی عورتون کی زبانی جنکی بیخوابی منصوص قرآنی ہے اگر ہم اونھین صحیح الحواس مانین تو کمال تاثیر حسن پر حرف آتا ہے اور اگر بیہوش جانین تو جوچاہین کہین مجنونکا قول لیلے کے وصف مین قابل حجت نہین بخلاف جمال محمدی کے کہ آپ کے دیکھنے والے تمام عمر یہی رٹا کیے کہ ہم نے آپکا نظیر نہ دیکھا قاضی عیاض رح اپنی کتاب شفا مین باسانید صحیحہ نقل کرتے ہین کہ کہا ابوہریرہ نے مَارَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْھِہٖ مین نے کوئی چیز خوبصورت

زیادہ حضور سے نہین دیکھی (مجبوری یہ کہنا چاہیے) گویا آفتاب آپ کے روے روشن مین جاری ہے
اور کہا ابو ہالہ نے یَتَلَأْلَؤُ وَجْهُهٗ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ آپکا عارض نورانی چودھوین رات کے
چاند کی طرح چمکتا تھا کہا حضرت علیؓ نے یَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ آپ کے حسن و
جمال کا بیان کرنے والا یہی کہتا ہے مین نے آپکا مثل نہ آپ سے قبل دیکھا نہ بعد پس ان اصحاب با صدق و
صفا کا قول و وصف اور انکی تمیز و خبر اللہ اور اللہ والون کے نزدیک کیا اُن چند مغلوب الحال
فریفتہ عورتون کی بیہودہ کی تقریر سے جو نہ مومنہ تھین نہ زیادہ امتیاز و عقل والیان بدرجہا
مقبول و معتبر نہوگی البتہ شمول قرآنی سے صحت روایت قوی ہو تو ہوا کرے یہ حدیثین بھی متواتر
المعنے سمجھنا چاہیے اور یہ بھی نہ سہی تو حضرت یوسفؑ کی دیکھنے والیون نے آپ کو اکبر اور ملک
کریم کہا اور حضور کے دیکھنے والے اللہ کے دیکھنے والے ہین جیسا کہ حدیث صحیح مین وارد ہوا۔
مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ جس نے مجھے دیکھا فی الواقع دیکھا کچھ شک و شبہہ نہین اور یہ
بھی ہے کہ حق کو دیکھا نور الٰہی جمال رسالت پناہی مین مختلف اعتبارات سے عیان ہے اس حدیث
کی تقریر و تاویل و وعدۂ عام ہر شخص کے حوصلے کے موافق متفاوت ہین جو دیکھے وہ جانے باتون
سے کیا فائدہ دوم حدیث شطر الحسن مین آپ کا دخول قطعی نہین اس لیے کہ یہ حدیث محل
مدح مین ہے اور کسی دانشمند مہذب فصیح و بلیغ آدمی سے نہین ہو سکتا کہ وہ اپنی ذات کو مدح و
ثنا مین موجود و معتبر سمجھے مثلاً کسی عالم یا شیخ کے اس قول سے کہ مین زید کا نظیر نہین پاتا لازم
نہین آتا کہ کہنے والے نے اپنی ذات کے بھی نفی پر تصریح کر دی کیونکہ ممکن ہے کہ وہ زید کا مساوی
یا اُس سے افضل ہو مگر اپنا ذکر خواہ ضمناً لنفسہ خواہ بخوف اتہام خودستائی و تکبر ترک کیا ہو جیسا کہ
منقول ہے کہ امام شافعیؒ نے فرمایا تمام آدمی فقہ مین امام ابو حنیفہؒ کے عیال یعنے خوشہ چین ہین
باہم اجتہاد مستقل ورد متواتر کرتے رہے۔ ممکن ہے کہ ہمارے حضور نے بھی حضرت یوسفؑ کو
اسی اعتبار سے مالک نصف حُسن فرمایا پس مثل اُن احادیث کے جن مین حضور نے اپنے عجز و تصور کا
ذکر فرمایا ہے بمقابلۂ یونسؑ و یوسفؑ و ابراہیم علیہم السلام کے اور وہان علما باتفاق تاویل کرتے
ہین یہ بھی قابل تخصیص ہے دوسرے قاعدہ ہے کہ مقسم افراد قسم مین داخل نہین ہوتا پس جبکہ ہمارے
حضور چشمۂ فیضان ازل و مبداء انوار وجود ہین تمام وجود و صفات آپکے نور سے مقتبس ہر ادنے اور
اعلے آپ کی ذات سے مستفیض تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ آپ مقسم حُسن ہو کر اس تقسیم کے تحت مین بھی
داخل ہون تیسرے جب آپکا حُسن جن و بشر و ملک کے فہم و نظر سے خارج ہے جیسا کہ ہم ذکر کرینگے تو آپکو

اس تقسیم سے کیا غرض **تقابل** آثار تاریخی روایتون سے قطع نظر صرف اُنھین خبرون پر اکتفا کی جاتی ہے جنکا ثبوت و دلالت قطعی ہے شیفتگان جمال یوسفی سے خواہ یعقوب علیہ السلام تھے جنھین مقتضاے شفقت پدری کسی حسن و جمال کی بھی ضرورت نہ تھی خواہ زلیخا تھین اور یہ بتقاضاے طبع بشری کسی جوان حسین پر فریفتہ ہوجانا امر عجیب نہین بخلاف ہمارے حضور کے جانثارون کے کہ اُنھین کوئی علاقۂ محبت تقاضاے تعشق نہ تھا مثل ابوبکرؓ و عمرؓ و بلالؓ و ثوبان وغیرہ ہزارہا اصحاب تھے اور دو چار برس کے لیے نہین بلکہ جبتک جان مین جان تھی حضورہی کا کلمہ پڑھتے رہے پھر اُن کے جگر سوختہ و دل برشتہ کے پرکالے ایسے بھڑکے کہ مغرب سے لگی تو مشرق تک نہ بجھی۔ ہزارون لاکھون بچے ہون یا جوان یا بڈھے جل بھن رہے ہین اور یہ سوزش کہ نام سُنا اور دم نکل گیا اور فقط آدمی ہی نہین ع ناوک نے اُسکی صید نچھوڑا زمانے مین ۔ تڑپ رہے ہین مرغ قبلہ نما آشیانے مین ۔ جن و ملک حجر و شجر تلک سب ایک حال مین مست ہین یہ وہ پیاس ہے کہ اگر آپ ساقی نہون تو حوض کوثر بھی نہ بجھا سکتا۔ بہشت محل حضور و مقام دیدار نہ سمجھی جاتی تو کوئی اُسے نظر بھر کر بھی نہ دیکھتا ۔ حُسن یوسفی گو آئینۂ خدا نما تھا مگر نظر اول مین نہین پہلے زنگ بشریت و رنگ طبیعت دکھا کر مدتون کی صیقل مین نور حقیقت و صفاے ظہور کے جوہر نکالے اور ہمارے حضور کی سرکار مین قدم رکھنے سے پہلے سر بسجود نظارۂ بادشاہ مقصود ہوجاتے نام نامی زبان ہی پر تھا کہ دل نورانی ہوا آپ کا فدائی ذات حق مین فانی ہوا ۔ آپ کے مشتاقون پر وہ سب مصیبتین پڑین جو حُسن ظاہر کے گرفتارون کے لیے مخصوص ہین۔ طلب کی رسوائی درد فراق ۔ صدمہاے جدائی اُٹھائے ۔ وطن چھوٹے مفلس ہوئے۔ جوانی برباد کی ۔ دولت دنیا کچھ نہ رہی ۔ حضور کے خادمون کو بجز اُن مزے دار تلخیون کے جو خاصۂ طالبان حق ہین کسی امر نا ملائم سے سامنا بھی نہوا اور آج تک اُنکے نام پر درود پڑھے جاتی منزلون سے قافلے زیارت کو آتے ہین ۔ باین ہمہ عصمت و لطافت دامان حُسن عشق کی دست اندازیون سے بچ نہ سکا صداے کوہ کی طرح اِدھر کی بلا مگر اُدھر حضرت محبوب پر بھی آئی ۔ چوری کا اتہام ۔ ترک وطن فراق پدر و برادر مظالم اقارب ۔ بار غلامی ۔ الزام بدنگاہی مصائب حبس کیا کچھ نہ سہے لیکن حضور کا جذب وہ قوی اور آستانۂ محبوبیت ایسا مرتفع تھا کہ نہ عشق و عاشقی کی ہستی باقی رہتی نہ گرد تک ہواے نیاز مین اُڑکر شرف رسائی پاتی پس حُسن یعنی اپنی تاثیرون کے زور مین خودہی متاثر ہوتا اور جمال محمدی تاثیر و متاثر دونون کو نابود کردیتا کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ آنکھی گویندان بہتر ز حُسن

یار من این دارد و آن نیز ہم + **امر حق** یہ ہے کہ وہ جمال صورت وحسن منظر جو کسی دلفریب محبوب کے لیے زیبا ہو حضرت یوسفؑ کو اس درجہ عطا ہوا تھا کہ نہ نظیر ہوا ہے اور نہ ممکن لیکن وہ حسن وجمال جسمین اللہ نظر آئے جس سے ہر حسن وعشق فنا ہو جائے جو حجاب عبودیت ونقاب اعتبار وجود چاک کر کے من احسن من اللہ صبغۃ کا رنگ بیرنگ دکھادے ناز ونیاز ومقصود وتمنا حسن وعشق۔ وصل وفراق یہ تمام اعتبار مٹادے خاصۂ جناب محبوب رب العالمین سید المرسلین تھا اسی لیے فرمایا مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ اور جس نے حق دیکھا پھر وہ ناحق ادھر ادھر کیون بھٹکنے لگا وہ منتہاے حسن بشری اور یہ آئینۂ جمال رب اکبر **شعر** بہت فرق ہے بلکہ بالکل جدا + حبیب زلیخا حبیب خدا

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ فِیْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ

بولین پس یہی ہے وہ کہ ملامت کی تم نے مجھے اسکے عشق مین اور بتحقیق مینے خواستگاری کی اسکی ذات سے تو بچا

وَلَىِٕنْ لَّمْ یَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَیُسْجَنَنَّ وَلَیَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ ۝

اور اگر نہ کیا جو حکم کیا مینے اُسے البتہ قید کیا جاویگا اور ہو جاویگا خوار ہونے والون سے

جب عورتون کا یہ حال ہوا زلیخا نے کہا یہ وہی ہے جسکے عشق مین تم مجھے ملامت کرتی تھین بیشک مین نے اِس سے درخواست کی اور اس نے پاک بازی کی اور بچا اور اگر اب میرا کہا نمانا تو قید کیا جائے گا اور ذلیل ہوگا۔ **ف** اسمین صاف دلیل ہے کہ یوسف علیہ السلام سے کوئی لغزش نہین ہوئی ورنہ زلیخا ایسی گواہی ندیتی اور تمام خطا اپنے سر نہ لیتی افسوس ہے کہ زلیخا جسکا واقعہ ہے آپ کی برٔیت پر شاہد ہو اور ہم کئی ہزار برس بعد یہ بدگمانی کرین **دقائق** یہ سب چالیس عورتین تھین دس کہتی تھین کہ معاذ اللہ زلیخا اور یوسفؑ سے فعل بد واقع ہوا یہ دسون ہیبت جمال یوسفی سے دیوانہ ہو کر بازارون مین پھرنے لگین اور دس کہتی تھین کہ آپ نامرد ہین ورنہ ایسا صبر ممکن نہ تھا یہ بیک نگاہ تیغ بیجان ہو گئین۔ اور دس صرف کمال تعشق ومحبت مین طعنہ زن تھین کوئی کلمہ منافی عصمت زبان سے نہ نکالتی تھین یہ وہ تھین جنھون نے ہاتھ کاٹ لیے۔ اور دس نہایت ادب اور احتیاط سے خاموش تھین اللہ تعالےٰ نے انھین بفیضان نبوت مقبول کر لیا اور ہر ایک اُنمین سے سرچشمۂ نبوت ہوئی اور اُنکے بطن سے پیغمبر پیدا ہوئے **ف** الحمد للہ کہ ام المومنین افضل نساء العالمین حضرت عائشہؓ صدیقہ کی شان مین بھی ایسے ہی کارسازی و بندہ نوازی ہوئی بانی افک ابن ابی کے لیے عذاب عظیم کا وعید اور مومنین کو حسن ظن کی تعلیم وتاکید فرمائی کہا بعض نے جبتک یوسفؑ کھڑے رہے یہ ہاتھ کاٹنے والیان بیخبر رہین جب بحکم زلیخا

آپ نے مشہور ہوا زخم کا درد محسوس ہوا ارباب تاریخ نے لکھا کہ یہ عورتین زلیخا کے طعن سے نادم
اور اُس کی ہمدرد ہوئین بعضون نے اپنے حسن وجمال پر آپکو لبھانا چاہا بعض نے زلیخا کی
سفارش کی تب اس طوفان بے تمیزی سے بحر زہد وتقوے جوش مین آیا باوجود تجارب کثیرہ
وصبر متواتر وشکست نفس وسرکوبی شیطان کمال احتیاط سے دعا کی

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ
کہا اسے رب قیدخانہ پسند تر ہے طرف میری اُس سے کہ بلاتی ہین سب مجھے طرف اُسکے اور اگر نہ پھیرے تو مجھے

کہا یوسف نے قیدخانہ پسند ہے مجھے اُس سے کہ یہ عورتین بلاتی
كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝
مکر اُنکے جھک جاؤنگا مین طرف اُنکے اور ہوجاون گا نادانون سے

ہین اور پھنسایا چاہتی ہین (یہانتک اپنی عبودیت وخلوص ارادات کا ذکر کیا کہ وہ لذت جو حضور کی
ناخوشی مین ہو ہزار درد ومصیبت سے بدتر ہے۔ پھر بامید کرم واعانت اپنا عجز عرض کیا) اور اگر
تو ان عورتون کا مکر مجھسے دور نہ کرے تو مین مائل ومتوجہ ہوجاؤن گا اور نادانون مین میرا شمار
ہوگا **ف** کئی امر معلوم ہوئے ۱؎ مصیبت کو معصیت پر اختیار کرنا صدیقین کا شیوہ ہے ۲؎ اپنے
نفس کو خاطی وعاجز جاننا متقیون کا کام ہے ۳؎ توفیق خیر منجانب اللہ جاننا اور خبث اپنی طرف 55
منسوب کرنا صالحین کی روش ہے ۴؎ اپنے تقوے وتحمل پر بھروسا نہ کرنا دواعی واسباب
عصیان سے بھاگتے رہنا۔ سعادتمندون کا شعار ہے۔ پس یہ دعا آپ کی اس بنا پر نہ تھی کہ
نفس سرکش قابو سے باہر ہوا جاتا تھا بلکہ کمال احتیاط وتقوے نے مضطر ومنتشر کردیا **مسئلہ**
احتیاطاً واجب ہے کہ آدمی ذرایع ووسائل معاصی کے بھی قریب نہ جائے **مسئلہ** مصیبت
آسان ہے معصیت سے **وہم** حضرت یوسفؑ نے صرف نجات وسلامت پر اکتفا کیون نہ کی
قید کی ضرورت کیا تھی اللہ تعالےٰ ہر امر پر قادر ہے **دفع** اسمین کئی مصلحتین تھین ۱؎ یہ کہ نفس کو
اُس تلذذ کی سزا ملی جو لاونعم مین ہوا ۲؎ نجات بھی ملی اور مصائب سے مراتب بھی بلند
ہون ۳؎ ان عورتون کے زعم کے موافق جواب دیا جائے وہ کہتے ہین سزا سے
انکار حبس ہے آپ نے فرمایا حبس عیش سے محبوب ہے اس مین ان کی امیدین
جڑ سے اکھڑ گئین ۴؎ یہ دعا کمال خداترسی ونفرت معاصی پر دال ہے کہ ایسے
پریشان ہوئے کہ ذرائع نجات بھی بھول گئے جو عورتون سے تنہائی طلب کیا۔ **بہرکیف**
یہ مراتب کمال وغایت تقوے سے ہے۔

فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

پھر قبول کیا واسطے اسکے رب اسکے تو پھیر دیا اُس سے مکر اُنکا بیشک وہ سنتا جانتا ہے

حق سبحانہ تعالے نے یوسفؑ کی دعا قبول فرمائی اور عورتون کا کید اُن سے دور کیا وہ دُعا کا سُننے والا اور عجز و خلوص و ارادت قلبی کا دیکھنے والا ہے۔

ع ۴

ثُمَّ بَدَا لَهُم مِّن بَعْدِ مَا رَأَوُا الْآيَاتِ لَيَسْجُنُنَّهُ حَتَّىٰ حِينٍ

پھر ظاہر ہوا انکو بعد اسکے کہ دیکھین نشانیان کہ قید رکھین اُسے ایک وقت تک

آیات لڑکے کی گواہی ہاتھون کا کاٹنا۔ کمال عصمت اور حسن خداداد معالم زلیخا نے عزیز سے کہا کہ اس عبرانی جوان نے تو مجھے خوب رسوا کیا لوگون سے کہتا پھرتا ہے کہ مین اُسکی خواستگار ہون اور مین خانہ نشین اسکا جواب نہین دے سکتی یا تو مجھے اجازت دے کہ باہر نکل کر تدارک کرون یا اُسے قید کر کہ شورش فرو ہو لوگ جانین کہ جو خطا ہوتا تو قید کیون ہوتا یہ بات عزیز کے دل مین آگئی خواہ رفع بدنامی کے لیے یا یہ کہ کہین یوسفؑ جدا ہو اور آیندہ کوئی فتنہ نہ اُٹھے آپکو قید خانے مین بھیجدیا مسئلہ کسی مسلم کو بمجرد ظاہر یا سزا ے حاکم ذلیل و عاصی نہ سمجھنا چاہیے دیکھو یوسفؑ صدیق باین پاکدامنی خطا کارون مین اسیر ہوئے مسئلہ اسیر کے لیے کوئی مدت مقرر کرنا جائز ہے مسئلہ جائز ہے کہ کوئی مجرم اصلاح حال و ظہور صلاح تک مقید رہے حتی حین معالم مین ہے کہ کہا عطا نے جبتک الزام فرو ہو جائے کہا عکرمہ نے سات برس تک کہا کلبی نے پانچ برس تک۔

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ ۖ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ خَمْرًا ۖ وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي

اور داخل ہوئے ساتھ اسکے محبس مین دو جوان کہا ایک نے اُنکے مین نے دیکھا اپکو نچوڑتا ہون شراب اور کہا دوسرے نے مین نے دیکھا

أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْزًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۖ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ ۖ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ

آپکو اُٹھائے ہون بالاے سر روٹی کھاتی ہین چڑیا اُس سے بتا ہم کو تعبیر اُسکی ہم دیکھتے ہین تجھے نیکو کارون سے

اور داخل ہوئے یوسفؑ کے ساتھ قید خانے مین دو جوان ایک نے کہا مین آپ کو دیکھتا ہون کہ شراب نچوڑتا ہون دوسرے نے کہا مین دیکھتا ہون کہ سر پر روٹیان اُٹھائے ہون ان مین سے چڑیان کھاتی ہین اے یوسفؑ ہم کو اسکی تعبیر سے آگاہ کر ہم تجھے محسن اور نیکوکار خیال کرتے ہین عرائس بادشاہ کے دو غلام تھے مجلث یوس۔ یوس شراب پلاتا اور مجلب خاصہ کھلاتا غضب بادشاہی مین گرفتار ہو کر یہ دونون قید خانے مین آئے یہان حسن خلق و کمال علم یوسف کی شہرت تھی آپ

مریضون کی عیادت اور عاجزون کی اعانت کرتے اُنسے کہتے گھبراؤ نہین خوش رہو صبر کرو کہ تم کو اسکا اجر ملے گا جو آپکا یہ حسن و جمال اُسپر یہ خلق و علم و کمال دیکھتا کہتا کہ اللہ تعالی آپ کو برکت دے کیا اچھی صورت ہے اور کیا اچھی سیرت ہمکو یہان سے نکلنا گوارا نہین۔ داروغۂ محبس بھی بدل بندۂ فرمان تھا کہتا کہ مین چھوڑ تو نہین سکتا مگر جہان اور جس طرح آپ چاہین رہین کہا بعض نے کہ زلیخا خفیہ آتی اور داروغہ کو کمال راحت رسانی و حفظ کی تاکید کرتی آپ مشغول ذکر و نماز رہتے۔ الحاصل جب یہ دونون خادم شاہی آئے تو باہم کہا ہ ذکونی خواب دل سے گڑھین دیکھین تعبیر کیا ہوتی ہے کہا ابن مسعود نے کہ اُنھون نے کوئی خواب نہ دیکھا تھا غرضکہ کہا ایک نے مین دیکھتا ہون کہ شراب نچوڑ رہا ہون اور دوسرا یعنے مطبخ بولا میرے سر پر روٹیان ہین وہ چڑیان کھاتی ہین آپ اسکی تعبیر فرمائین کبیر کہا مجاہد نے کہ دونون نے خواب دیکھا یون سنے دیکھا کہ مین ایک باغ مین درخت کے پاس ہون جسمین تین ٹہنیان ہین اُنمین تین گچھے انگور کے اور میرے ہاتھ مین جام بادشاہی مین نے وہ انگور نچوڑ کر بادشاہ کو دیا اور بادشاہ نے نوش کیا مطبخ بولا میرے سر پر تین خوان ہین جسمین طرح طرح کے کھانے اور روٹیان ہین شکاری چڑیان اُس سے کھاتی ہین یوسف نے اسکے جواب مین کہا

قَالَ لَا يَاتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ

کہا نہ آئیگا تمھارے پاس کھانا کہ تم دونو دیے جاتے ہو مگر آگاہ کردونگا تمکو تعبیر سے اُسکی قبل اس کے کہ

يَّاْتِيَكُمَا ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ

آوے تمھارے پاس یہ اُس سے ہے جو کہ سکھایا مجھے میرے رب نے

کہا جو کھانا تمھارے لیے آتا ہے وہ نہ آئے گا اور مین تمکو اسکی تعبیر بتا دونگا اس کھانا آنے سے پہلے اس علم سے کہ مجھے میرے رب نے سکھایا ہے کہا ارباب تفسیر نے کہ لے تعبیر ایک کی اچھی نہ تھی اس لیے یوسف نے ٹالا کہ کچھ توقف ہو لے یہ بھی آپ کی غرض تھی کہ اُن کی حاجت روائی سے قبل کچھ تعلیم خیر و ذکر دین حق و مذمت مذہب باطل بیان کر دون یہ بھی فائدہ تھا کہ مرنے والا شاید ایمان لا کر مرے اور کامیاب بحالت اسلام نجات پائے۔ اس لیے آپ نے تعبیر مین اللہ کے احسان کا ذکر کیا کہ یہ تعلیم الٰہی سے ہے نہ کہانت و سحر و نجوم۔

اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ

مینے چھوڑا مذہب اُس قوم کا کہ نہین ایمان لاتے اللہ پر اور وہ آخرت سے وہی منکر ہین اور پیروی کی مینے ملت کی

اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ

اپنے باپ دادے کی ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب نہیں حق ہمکو کہ شریک کرین ساتھ اللہ کے کچھ بھی یہ

مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ

فضل سے اللہ کے ہے ہمپر اور آدمیون پر مگر اکثر آدمی نہین شکر کرتے

مین نے اس قوم کے دین کو چھوڑ دیا کہ اللہ پر ایمان نہین لاتے اور آخرت کے منکر ہین اور مین اپنے باپ دادا کے مذہب کا تابع ہون جو ابراہیمؑ اور اسحقؑ اور یعقوبؑ ہین مجھے حق نہین کہ اللہ کے ساتھ کچھ بھی شریک کرون یہ دین اور یہ اعتقاد اللہ کا فضل ہے جو ہم پر ہے اور تمام آدمیون پر ہے مگر اکثر آدمی شکر نہین کرتے **ترکت** کو ترک بعد اختیار ہوتا ہے مگر یہان مراد یہ ہے کہ باوجودیکہ تم مین آیا اور پرورش پائی اور تمھارا غلبہ تھا اور تمھارے احسان مجھپر ثابت ہین لیکن اُنکے دین کو اختیار نکیا پس ترک کنایہ ہے عدم اختیار سے اور یہ ہر مومن مین ثابت **اباۓ** اسلیے کہا کہ معلوم ہوجائے کہ پیغمبر زادہ ہون اور میرے کلام کی وقعت ہو پھر تفصیل کردی کہ تقلید باطلہ کا ثبوت نہو بلکہ تقلید صلی ثابت رہے **مسئلہ** اپنے فضائل کا اظہار اس طرح کہ کسی غرض صالح مین معین ہوجائز ہے جیسے اظہار عبادت اقتدا کے قرار سے گویا اظہار علم وصلاح کہ کفار یا عوام معتقد ہوکر خدا پرست بنجائین **مسئلہ** نسب پر افتخار باعتبار رسم وفضل جائز ہے بشرطیکہ خود بھی صاحب فضل ہو اس لیے کہ یوسفؑ کا یہ ارشاد کہ مین دین باطل کا تارک اور حق کا تابع ہون زندانیون کی ہدایت کی غرض سے تھا اور اسی لیے باپ دادا کا ذکر نبوت وکمال عصمت کے ساتھ فرمایا **من شیٔ** سے بجمیع وجوہ شرک کی نفی **علینا** مین تمام مومن داخل کرلیے **سوال** ناس عام ہے اور دین کا فضل ہونا اہل دین کے لیے خاص ہے **جواب** دین بنفسہ فضل الٰہی ہے کوئی کامیاب ہو یا محرومی اختیار کرے جیسا کہ فرمایا کہ آنحضرت تمام عالم کے لیے رحمت ہین **ربط** جب توحید ودین حق کے فضائل بیان ہوچکے کفر کی برائیان شروع کین۔

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ

اے ہمراہیان محبس کیا رب جدا جدا اچھے ہین یا اللہ اکیلا زبردست نہین پوجتے تم غیر کو اسکے

اِلَّا اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَا اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ

مگر کئی نام کہ رکھ لیے وہ تمنے اور باپ دادون نے تمھارے نہین اُتاری اللہ نے اُسپر کوئی دلیل بیشک حکم واسطے اللہ کے ہے

اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

حکم کیا کہ نہ پوجو مگر اسکو یہ دین درست ہے مگر اکثر آدمی نہین جانتے۔

اے میرے ساتھیو قیدخانے کے بھلا جدا جدا کئی رب اچھے ہین کہ ایک اللہ زبردست

تم بندگی نہین کرتے غیر خدا کی مگر چند نام ہین جو تم نے یا تمھارے باپ دادون نے رکھ لیے اور
اللہ نے اُنکے استحقاق پر کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی حکم نہین ہے مگر اللہ کے لیے اُسنے
حکم کیا کہ اُس کے سوا کسی کی پرستش نکرو یہ توحید دین راست ہے مگر بہت آدمی جانتے نہین

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُکُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ

اے ساتھی میرے قیدخانے کے مگر ایک تمھارا پلاسے گا مالک کو اپنے شراب لعد مگر دوسرا پس سولی دیا جائیگا

فَتَاْکُلُ الطَّیْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ ؕ

تو کھا لیگی چڑیان سر سے اُسکے ہوگیا وہ حکم جس مین تم پوچھتے تھے

میرے جیل خانے کے ساتھیو ایک تم مین کا یعنے ہوس تو اپنے مالک کو شراب پلائے گا
یعنے پہلی خدمت سے سرفراز ہوگا۔ اور دوسرا یعنے محلب سولی دیا جائیگا۔ چڑیان اُسکا سر کھا جائینگی
عرائس کہا اُنھون نے ہمنے تو خواب نہ دیکھا تھا آپ نے فرمایا فیصلہ ہوگیا جو پوچھتے تھے
اسکا جواب ملگیا اب کیا ہوسکتا ہے مسئلہ معلوم ہوا کہ تعبیر خواب اگر باقاعدہ دیجاے تو بدل نہین سکتی

وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ ۫ فَاَنْسٰهُ الشَّیْطٰنُ ذِکْرَ

کہا اس سے جسے جانا کہ وہ نجات پانیوالا ہے اُمین سے ذکر کر میرا پاس اپنے مالک کے تو بھلادیا اُسے شیطان نے ذکر کرنا

یوسف نے اُس سے کہا جسکی نسبت نجات کا گمان تھا یعنے بہوس سے کہ اپنے
رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ ؑ
مالک کے آگے تو ٹھیرے یوسف قید خانے مین کئی برس
بادشاہ سے میری مظلومی کا ذکر کرنا پس شیطان نے بہوس کو بھلادیا اور یوسف چند سال محبس مین
اور رہے **معالم** کہا کلبی نے اس سے پہلے پانچ سال اور بعد سات برس کل بارہ برس محبوس
رہے۔ کہا ابن عباس نے بھلادینے سے مراد یہ ہے کہ یوسف توکل بھول کر بہوس کو سفارشی بنانے
لگے۔ کہا دوسرے مفسرین نے نہین بہوس کا بھول جانا مراد ہے **ف** حضرت ابن عباس کا قول
ایک واقعے کو بیان کرتا ہے اس مین شک کیا ہے کہ بوقت خطاب بہوس آپ اللہ کا ذکر کرتے
تھے اور یہ امر وہ ہے جس سے بچنا ممکن نہین **معالم** آپ بہوس سے کہہ رہے تھے کہ غیب
سے باز پرس ہوئی اے یوسف تم نے میرے سوا دوسرے کو وکیل وکفیل بنایا البتہ تمھاری قید
طویل کردینگے آپ نے عرض کی اے پروردگار کثرت مصائب سے مجھے سہو ہوگیا اور ایک
کلمہ زبان سے نکل گیا کہا حسن نے کہ جبرئیل آئے آپ نے پہچانا اور کہا اے بھائی ڈرانے کو تمھکے
کہا ہے کہ تم کو خطا کارون مین دیکھ رہا ہون جبرئیل نے کہا اے پاکباز تیرا رب تجھے سلام

کہتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ تم کو حیا نہیں آتی کہ آدمیون سے استعانت کرتے ہو مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم ہے مین تجھے کئی برس تک محبس مین پڑا رہنے دونگا کہا یوسف نے اے جبریل تو کہو کہ میرا رب میری گرفتاری مین مجھسے راضی ہے جبریل نے کہا ہان کہا پھر تو مجھے کچھ پروا نہین ف خوب خیال رہے کہ یہ مضمون کمال عظمت یوسفی وعنایت الٰہی پر دال ہے ورنہ نہ تدبیر ممنوع ہے نہ استعانت ناجائز بلکہ یہ مرتبہ ہے انقطاع کامل وتوکل محض وحضور دائم کا کہ غیر سے نہ غرض رہے نہ عرض مسئلہ کلمہ ظن سے سمجھا گیا کہ تعبیر خواب قطعی نہین ہوتی ہے

وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَىٰ سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعَ سُنبُلَاتٍ

اور کہا بادشاہ نے مین نے دیکھین سات گائین موٹی کھائے جاتی ہیں انکو سات دُبلی اور سات بالیان

خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ ۖ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِن كُنتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ

سبز اور دوسری خشک اے سردارو جواب دو تم مجھے میرے خواب کا اگر ہو تم خواب کے لیے تعبیر دیتے

بعد اس واقعہ کے ایک دن بادشاہ مصر یعنے ولید بن ریان نے کہا مین نے خواب دیکھا کہ سات موٹی گائین ہین اُن کو سات دُبلی گائین کھائے جاتی ہین اور سات تروتازہ بالیان ہین اور دوسری سوکھی ہوئی اے مقربان بارگاہ وارباب فضل ونظر اگر تم تعبیر خواب دے سکتے ہو تو میرے خواب کی تعبیر دو۔

قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ ۖ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ بِعَالِمِينَ

بولے پریشان خواب ہین اور نہین ہم ساتھ تعبیر خواب پریشان کے عالم

کہا مفسرین نے کہ تمام کاہن اور فال گندے والے نجومی جو دربار شاہی مین حاضر تھے عرض کرنے لگے اے بادشاہ یہ خواب پریشان ہین ایک کو دوسرے سے ربط نہین اور ہم ایسے پریشان خوابون کی تعبیر نہین جانتے اس لیے کہ یہ قابل تعبیر نہین۔

وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُم بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ

اور کہا اُسنے کہ نجات پائی تھی دو سے اور یاد کیا بعد مدت کے مین بتادونگا تمکو تعبیر اُسکی پس مجھے بھیجو

بیوس کو بعد مدت حضرت یوسفؑ کا قول یاد آیا اور بولا اے بادشاہ مین تجھے اس خواب کی تعبیر سے مطلع کرونگا تو مجھے محبس مین بھیجدے ف صاف ظاہر ہے کہ آیت بالا مین شیطان نے اسی کو بھلایا تھا عرائس کہا ابن عباس نے قید خانہ شہر مین نہ تھا کہا بعض نے کہ یہ قید خانہ بوصیر مین تھا اور وہان حضرت موسےٰ نے مسجد بھی بنائی ہے

سلع ومنت ~ بیع صنعت ہو ~ شئے اسکے ~ شدہ درسکتہ ~ حسنۃ پہاڑ ~ برنشیان ~ خشک ~ سن پہاڑ بعد ~ بیع علو ~ سِقم

يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ

یوسف اے سچے حکم دے تو ہمکو سات گایون مین کہ موٹی ہین کھاتے جاتی ہین انکو سات دبلی

وَسَبْعِ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ لَعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ

اور سات بالیان سبز ہیں اور دوسری سوکھی ہیں تاکہ مین پھرون طرف آدمیون کے تاکہ وہ جانین

بیوس نے قیدخانے مین جاکر کہا کہ اے یوسفؑ سچے جواب دے تو ہم کو سات موٹی گایون مین جنکو سات دُبلی کھائے جاتی ہین اور سات سبز بالیون اور دوسری خشک مین کہ مین آدمیون کے پاس جاکر اسے بیان کرون تاکہ وہ تعبیر اسکی جان لین۔

قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَأْكُلُونَ

کہا بوؤگے تم سات برس برابر پھر جو کاٹو تم چھوڑ دو اُسے بالی مین انکے مگر تھوڑی اُس سے کہ کھاؤگے

ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا

پھر آئینگے بعد اسکے سات سخت کھائینگے وہ کہ آگے کیا تھے واسطے انکے مگر تھوڑی اس سے

تُحْصِنُونَ ۝ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ ۝ ع

کہ جمع کر رکھین پھر آئیگا بعد اسکے سال اسمین پانی برسایا جائیگا آدمی اور اسمین نچوڑین گے

کہا یوسفؑ نے تم سات برس برابر کھیتی کروگے اور بارش اچھی ہوگی پس جو کاٹو اُسے اُس کی بالی مین محفوظ رہنے دو مگر تھوڑا غلہ جو کھاتے ہو پھران سات برسون کے بعد سات برس نہایت سخت آئینگے جو پہلے غلہ جمع کیا ہے وہ کھالین گے مگر تھوڑا جو جمع کر رکھین اور آئندہ زراعت کے کام آئے پھر وہ زمانہ آئیگا جس مین بارش ہوگی میوے پیدا ہونگے اُنکے شربت نچوڑین گے

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ

اور کہا بادشاہ نے لاؤ تم میرے پاس اُسے پھر جب آیا پاس یوسفؑ کے فرستادہ کہا پھر جا طرف اپنے مالک کے پھر پوچھ اس سے کیا حال ہے

النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ ۚ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ

عورتون کا جنھون نے کاٹے ہاتھ اپنے بیشک رب میرا اُنکے مکر سے خبردار ہی

جب بیوس نے بادشاہ سے یہ تعبیر عرض کی بادشاہ نے کہا یوسفؑ کو میرے پاس لے آو جب فرستادہ یوسفؑ کے پاس آیا آپنے کہا اپنے مالک کے پاس پھر جا اور اس سے دریافت کرکہ اُن عورتونکا کیا حال ہے جنھون نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے یعنے وہ سچی ہین یا جھوٹی بخاری فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوسُفُ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ اگر مین اسقدر قید رہتا جسقدر یوسفؑ قید رہے تو بلا تردد بلانیوالے کی بات مان لیتا یعنے مجھسے یہ صبر نہو سکتا کہ باوجود حبس طویل بدون صفائے کامل و رفع الزام قید خانے سے نہ نکلین اس تسلیم ہوا

کہ حضرت یوسفؑ اغوائے زنان وا تہام زنا دونون سے معیبت کو آسان جانتے تھے اور وہ شان ہے کمال تقوی کی اور یہ شان ہے کمال غیرت کی جو شان انبیا سے ہے لیکن ہمارے حضور کا ارشاد کہ مین گل نہو سکتا کمال عجز و فروتنی ہر اور عدم اعتماد نفس پر مبنی ہے **ف** حضرت یوسفؑ کا یہ استفسار اسلیئے تھا کہ ان عورتون کا راز فاش ہو اور آپ پاکدامن سمجھے جائیں بلکہ یہ بھی ایک امر متعلق منصب نبوت تھا کہ بعد ظہور عصمت بدگمانیاں دور ہون لوگ پیغمبر کی طرف برا خیال کرنے سے ہلاک نہون آپ کی بات سُنین نجات پائین چنانچہ ایسا ہی ہوا بادشاہ نے امین بنایا ایک عالم گمراہی چھوڑکر راہ راست پر آیا۔

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوسُفَ عَن نَّفْسِهِ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِن سُوٓءٍ

کہا کیا حال تھا تمہارا جب خواستگاری کی تمنے یوسف کی اسکی ذات سے بولین پاک ہے اللہ نہین جانی ہمنے اوسپر برائی

بادشاہ نے عورتون کو جمع کرکے دریافت کیا کہ حقیقت حال بیان کرو تم نے یوسفؑ سے خواستگاری کی یا انھون نے نظر بد ڈالی سب بولین اللہ پاک ہے کوئی برائی اور بدنیتی معلوم نہین کی **ف** اطلاق عبارت سے واضح ہے کہ نہ ابتدا مین یوسفؑ سے تحریک ہوئی نہ آخر مین رغبت۔

قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدتُّهُ عَن نَّفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ

بولی عورت عزیز کی اب کھل گیا حق مین نے خواستگاری کی اسکی ذات سے اور بیشک وہ سچون سے ہے

زلیخا نے کہا اب حق بات ظاہر ہو گئی مین نے ہی یوسفؑ سے خواستگاری کی اور وہ اپنے دعوی برأت مین سچے ہین **ف** حضرت یوسفؑ نے زلیخا کا نام نہ لیا اور کہا کہ اُن عورتون کی تحقیقات کیجائے جنھون نے ہاتھ کاٹے تھے حالانکہ زیادہ تر اتہام والزام وحبس وتوہین زلیخا ہی کی وجہ سے تھی کہا صاحب تفسیر کبیر نے کہ یہ اعراض بلحاظ حقوق زلیخا وعصمت عزیز تھا **ف** ممکن ہے کہ حضرت یوسفؑ نے عزیز کے حکم کی مخالفت نچاہی ہو جیسا کہ اُسنے کہا دَاَعْرِضْ عَنْ هٰذَا آپ اس ذکر کو جانے دیجیے **لیکن** بدون درخواست زلیخا کا اقرار بغرض اظہار کمال طہارت برأت یوسفی تھا اور ممکن ہے کہ اس مدت مین زلیخا نے مدارج تعشق مین ترقی کی ہو اور صفائی مزید حاصل ہوئی ہو پس اپنی توہین بمقابل برأت محبوب پسند آئی ہو یا یہ کہ زلیخا نے معلوم کیا ہو کہ یوسف اپنی برأت کو بدل پسند فرماتے ہین پس رضاے محبوب اپنی عزت پر مقدم سمجھی **بہرکیف** آیتین دال ہن کہ دامان یوسفی پر کہین داغ لوث نہ تھا

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّي لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ

یہ تاکہ جانے وہ کہ مین نے نہین خیانت کی اسکی غائبانہ اور بیشک اللہ نہین راہ پر لاتا مکر خیانت کرنے والون کا

حضرت یوسفؑ نے بعد تحقیقات کہا کہ یہ برأت اسلیئے تھی کہ عزیز مصر جان لے کہ مین نے مخفی اُسکی خیانت نہین کی اور اللہ تعالے خیانت کرنیوالون کا مکر چلنے نہین دیتا اگر مین سچا نہوتا تو میری بات پیش نجاتی اور یہ عورتین خائن نہوتین تو ایسی ذک نہ پاتین

پارہ سیزدہ — وما ابری نفسی — سورۂ یوسف

تمہید جب یوسف نے اپنی برئیت کی تو جبریل نے کہا اے یوسف جب تم نے ہمت ما سے مین زلیخا کا قصد کیا تھا کیا تب بھی خیانت نہین ہوئی آپنے کہا

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْۗءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اور نہین ذکر کرتا مین نفس کو اپنے بیشک نفس حکم کرنیوالا ہو برائی کا مگر اسقدر کہ رحم کیا میرے رب نے بیشک رب میرا غفور رحیم ہے

مین اپنی برائت اور پاکی نہین کرتا اسمین شک نہین کہ نفس بُری باتونکا حکم کرتا ہی مگر اُسیقدر کہ اللہ رحم کرے بیشک میرا رب غفور رحیم ہے اس آیت مین مفسرین نے دو تقریرین کین ۱۔ یہ کہ ذلک سے یہان تک قول یوسفؑ کا تھا ۲۔ یہ کہ زلیخا کا قول تھا اور ترجمان القرآن مین ابن تیمیہ سے اس دوسرے قول کی تائید نقل کی اور کہا کہ اُنکی ایک تصنیف علٰحدہ اسباب مین ہے ف گو نظم ظاہر اسی کو چاہتا ہے کہ یہ مقولہ زلیخا کا ہو اس لیے کہ کوئی فصل نہین مگر متانت معانی و علوی حقیقت اس قول کی بتا رہی ہے کہ یہ نور مشکوۃ نبوت سے ہی اور یہ اسرار خزانۂ معرفت سے۔ زلیخا اُسوقت تک ایمان نہ لائی تھی پھر ایسی بات کہ مین خائن بالغیب نہین اور خائن کامیاب نہین ہوتا اور نفس آمر بالسوء ہو اگر توفیق سبحانی دستگیر نہو۔ اُسے کہان سے معلوم ہوئی اور صرف اسواسطے کہ حضرت یوسفؑ پر شبہہ خیانت نہ آنے پاے یہ تکلف غیر ضروری ہی اس لیے کہ ۱۔ یہ سوال جبریلؑ اگر ضرور ہوا ہی تو قطعی یوسفؑ کا قول بھی ہے اور نہین ہوا تو چاہے ٥٦
زلیخا کا قول ہو یا یوسفؑ کا موجب الزام نہین اور ممکن ہی کہ جبریلؑ کا سوال بھی ہوا ہو تب بھی عصمت یوسفی مین دھبا نہین لگتا اسلیے کہ یہ دعوی کہ خیانت نہ ظاہر مین ہوئی نہ غیب مین چاہتا ہی کہ خطرۂ فاسد بھی نہ گزرا ہو اور قوت شہوانیہ کو حرکت بھی نہوئی ہو اور بیشک یہ امر خلاف ظاہر قرآن ہے اس لیے کہ ہم ضرور ہوا کسی تاویل سے ہو لہذا جبریلؑ نے اعتراض کیا اور آپنے یہ عذر پیش کیا اور ممکن ہی کہ جبریلؑ کا سوال نہوا ہو اور آپ نے تعلیما یہ زیادہ کیا کہ سچ نکو اپنے نفس پر افتخار نچاہیئے یہ سب بفیض حضرت و توفیق غیبی ہی حاصل سیاق عبارت سے واضح ہی کہ حضرت یوسفؑ کو بُرے خیال اور بُرے عزم کی ہوا بھی نہ لگی تھی دامان نبوت داغ فسق کیا ممکن ہی مگر تعلیما و تواضعا فرمایا کہ مین اپنے نفس کی برائت و پاکی نہین بیان کرتا بلکہ وہ خاطی ہے اور میرا رب غفور ہے اور یہ تمام طہارت و برات اللہ کی رحمت و توفیق سے حاصل ہوئی ف متقی کو اپنے نفس پر اعتماد اور تقوی پہ ناز نچاہیئے بلکہ آپ سکو ملزم جانکر توفیق الٰہی کا شکر گزار و امیدوار رہے

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي ۖ فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ

اور کہا بادشاہ نے لاؤ میرے پاس یوسف کو کہ میں خاص کر لوں اس کو اپنے لیے پھر جب باتیں کیں اس سے کہا بیشک تو

بعد ان تمام جرح و تعدیل کے بادشاہ نے کہا یوسف کو ہمارے پاس لے آؤ ہم انھیں اپنی مصاحبت و

الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ

آج ہی کے دن ہمارے پاس صاحب مکنت اور امانت دار ہے

قرب خاص میں رکھیں گے لنفسی سے ظاہر ہے کہ بادشاہ کو یہ منظور نہ تھا کہ یوسف دوسروں کے ماتحت رہیں یا عزیز مصر کا کچھ تعلق انسے باقی رہے اور یہ بھی ایک جزائے خیر ہے اس مظلومانہ اسیری کی پھر جب یوسف دربار میں جلوہ افروز ہوئے اور بادشاہ سے باتیں کیں عرائس آپنے عربی میں سلام کیا اور عبرانی میں دعا دی بادشاہ نے پوچھا تو فرمایا وہ زبان میرے چچا اسمعیل کی ہے اور یہ میرے باپ یعقوب کی۔ بادشاہ ستر زبانیں جانتا تھا جس لغت میں بات کرتا آپ سے جواب فصیح پاتا دنگ ہوگیا بمقتضائے اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا کہنے لگا بیشک تم اے یوسف آج ہی سے صاحب جاہ و تمکین و مشیر و امین ہو۔ پھر بلا واسطہ تعبیر خواب سنی کبیر موجب حُسن اعتقاد بادشاہ اخلاق حمیدہ یوسفی ہوئے ۱۔ کمال علم یعنے وہ تعبیر جسکے بیان سے کاہن اور ساحرا و رتمام اہل علم و فضل سلطنت مصر کے عاجز تھے ۲۔ کمال ادب کہ عورتوں کے باب میں صرف اپنی برأت چاہی کسی کی تفضیح و تصریح نکی ۳۔ اس قدر صبر و ثبات جو اس طول حبس میں ظاہر ہوا ۴۔ طہارت کامل و برأت کلی ۵۔ مدح خوانی یوسف دف کمال ذکاوت و تدین و تمدن ذکاوت تو تعبیر تفر[؟] سے ظاہر اور تدین حبس و طہارت سے واضح اور تمدن اُس مشورے سے جسکا ذکر آتا ہے مفہوم ہو کبیر جب بادشاہ نے یہ خوفناک تعبیر سنی بولا آپکی کیا رائے ہو کیونکر انتظام ہو فرمایا ان شاداب برسوں میں خوب کھیتی کرائی جائے اور غلے جمع کیے جائیں پھر جب خشک سالی آئے یہ غلے فروخت کیے جائیں رعایا کی جان بچے اور بادشاہ کا خزانہ معمور ہو جائے تب بادشاہ نے کہا اس انتظام کا کون ذمہ دار ہوتا ہے آپ نے فرمایا۔

قَالَ اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ ۖ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ

کہا مقرر کر مجھے خزانوں پر زمین کے میں محافظ دانا ہوں

فرمایا کہ یہ انتظام میں کر سکتا ہوں مجھے آپ ملک محروسہ کے خزانوں پر مقرر کر دیجیے میں نگہبان بھی ہوں ضایع نہوگا اور خبردار دانشمند بھی ہوں زک نہ ملیگا۔ الارض میں لام عہد ہے یعنے زمین محروسہ شاہ مصر **سوال** امین نہ کہا حالانکہ اسکی ضرورت زیادہ تھی **جواب** اسلیے کہ امانت تو بادشاہ خود تسلیم کر چکا تھا۔ اس مقام پر دو بحثیں ہیں **اول** حضرت یوسف نے اس مشورے سے کہ بادشاہ غلہ

جمع کرکے رکھے اور خزانے پر کرے اور تقسیم محدود رہے۔ صورت احتکار و عام افراد کی پیداکی
جواب ! یہ تدبیر ایک دقیق اصول حکمت و حسن انتظام پر مبنی تھی قاعدہ ہے کہ ارزانی اور بکثرت
ملنے والی چیز کی ضرورتیں اور مصارف زوائد قدرتی طور پر بڑھ جاتے ہیں اور گران کمیاب شَے کی
ضرورتیں خود بخود کم ہو جاتی ہیں برف اور گرم ملکوں کی رغبت دیکھو اور وہ زمانہ جب برف بنانے
کی کلین نہ تھیں تحقیق کتنی چیزیں اور تدبیریں برف کے قائمقام اور کس قدر اسکا خرچ قلیل تھا
اور آج کل دیکھو ہر کس و ناکس برف پر نازم ہوتا ہے۔ اگر ایک ملک کے مصارف کا اندازہ ہو تو آدھا غلہ
آدمیوں کی غذا اور آدھے میں جانور اور دوسرے کام ہیں لیں اگر قحط سالی میں عام اختیار باقی
رہنے تو تھوڑے دن میں غلہ مجتمعہ تمام ہو جاوے اور آدمی ہلاک ہوں اور منتظم طور پر فراہم کرکے جب
ایک اندازہ سے تقسیم و فروخت ہوا تو صرف زائد موقوف اور تقسیم مساوی ہو گئی موت نیم سیری کی صورت
میں بدل جائیگی اور جو مصیبت کسی خاص گروہ کے لیے تھی وہ تھوڑی تھوڑی تقسیم ہو گی اور کمال
انتظام یہی ہے کہ بہ آسانی و سختی عام طور پر منقسم ہو! یہ صورت احتکار نہیں ہے اسلیے کہ احتکار یہ ہے کہ
غلہ گرانی میں بہ نیت گران فروشی خرید کر بند کیا جائے اور یہاں ارزانی اور شادابی میں جمع کیا گیا نیت
گران فروشی نہ تھی بلکہ عام پرورش مقصود تھی مسئلہ غلے کی تجارت نہ احتکار ہے نہ کراہت حرمین میں
صحابہ کے سوا کون تھا جو غلہ فروشی کرتا صرف احتکار یہ ہے کہ جب نرخ گران ہونے لگے تو کھانے کی چیز کو
اس نیت سے کہ اور گران ہو لے تو فروخت کرونگا۔ ایسے مقام سے جہاں کی پیداوار یہاں کے لوگوں کی بسر ہے
خرید کر بند کر رکھے اور منتظر تجارت رہے پس آج ہمارے ملکوں میں احتکار نایاب ہے اسلیے کہ کسی مقام
کے آدمی ایک مقام کی پیداوار پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ جہاں ہو وہاں سے آجاتا ہے تو جبتک تمام
راہیں مسدود نہوں احتکار نہوگا۔ وہم حضرت یوسفؑ نے طلب امارت کیوں فرمائی حالانکہ حدیث
میں وارد ہوا مَنِ ابْتَغَى الْقَضَاءَ وَسَأَلَ وُكِّلَ إِلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أُكْرِهَ عَلَيْهِ أَنْزَلَ اللهُ عَلَيْهِ مَلَكًا
يُسَدِّدُهُ (ترمذی) جسنے خود منصب قضا کی تلاش کی اور سوال کیا اپنے نفس کی طرف سپرد کر دیا
جاتا ہے اور جو بجبر قاضی بنایا جائے اللہ تعالے اُسکے لیے ایک فرشتہ بھیجتا ہے کہ اُسے درست و ہموار
رکھے جواب ! یہ ممانعت دو امروں کے اعتبار سے ہے ! طلب جاہ جو ذریعہ کبر و تفاخر و ہلاکت ہے
۲۔ اعتماد اپنے عدل و حزم و عقل پر جو عجب و غرور ہے اور شان نبوت ان دونوں سے بالاتر ہے ۳۔ وضع نبوت
اظہار دادو علم کے لیے ہے کہ ایمان واجب اور انکار کفر ٹھہرے۔ اور بنائے ایمان اخفا پر ہے تاکہ ریا و تکبر
پیدا نہو لیں احکام نبیؑ کے غیر نبی کے مثل نہیں ہو سکتے ؟ نبی کا نفس معصوم ہوتا ہے اور مثل اُس کا

معدوم - اور یہ منع تب ہے کہ نفس پر اطمینان نہو یا دوسرا لائق تر موجود ہو - حضرت یوسف کے زمانے مین غالبًا لوگ کافر تھے انکی حکومت مین ظلم و فتنے کے سوا اور کیا توقع تھی اور آپکو بحیثیت نبوت مخلوق کی خیر خواہی لازم تھی اور یہ امر ایک عمدہ مسائل سیاست سے تھا جسکے اثر نے تمام مصر کو مطیع بنا لیا پس انکار بعض اکابر کا اور طلب و اصرار بعض اکابر انہین وجوہ پر مبنی ہے ابو داؤد و من طلب قضاء المسلمین حتی یناله ثم غلب عدله جوره فله الجنة جس نے مسلمانون کے قاضی بننے کی خواستگاری کی اور قاضی بنگیا پھر اُسکے عدل نے ظلم کو مغلوب معدوم کر ڈالا تو اُسے جنت ہے مسئلہ طلب قضا مستحسن نہین جبتک اسمین مزید نفع عام متصور نہو مسئلہ قبول خدمت قضا بحالت خوف جور و غلبہ جہل غیر مستحسن با امید مزید عدل و احسان اور اگر دوسرا قاضی نہ ملے تو واجب ورنہ مباح ہے مسئلہ ہمارے زمانے مین اس وجہ سے کہ قانون جور مدار حکم ہے قبول امارت جائز نہین اور یہ عذر کہ بہ نسبت دوسرے حکام کے گونہ انصاف و اتباع اسلام ضرور ہے درصورت ارتکاب مظالم و محرمات قابل التفات نہین

وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ ۚ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا

اور ایسی ہی جگہ دی ہمنے یوسف کو زمین مین جگہ پکڑتے اُس سے جسطرح چاہتے پونہچاتے ہین ہم رحمت اپنی

مَن نَّشَاءُ ۖ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ ع

جسے چاہین اور نہین ضائع کرتے ہم ثواب نیکو نکا اور البتہ اجر آخرت کا اچھا ہے انکو جو ایمان لائے اور تھے ڈرنیوالے

ہمنے یوسف کو مصر مین ایسے ہی تمکین دی جہان اور جسطرح چاہتے دخل و تصرف کرتے تھے ہم اپنی رحمت جسے چاہتے ہین پونہچا دیتے ہین اور ثواب نیکون کا ضائع نہین کرتے اور آخرت کا ثواب ایمان دار متقی کے لیے اچھا ہے ف آیت مین چار امر ہین ۱ تمکین و اقتدار دنیا وی جسکی تفصیل آتی ہے ۲ رحمت جس سے مراد نبوت اور تمام فضائل ہین جسکے جامع حضرت یوسف تھے ۳ اجر احسان دنیا مین یہ گو تمام نعمتون کو شامل ہو مگر غالبًا کنایہ ہے زلیخا کے اُس قصے کی طرف جسمین آپکے غایت درجے کا احسان تحسین ثابت ہے ۴ اجر آخرت جو بفضلہ تعالیٰ انبیا علیہم السلام کو کامل اور سب سے زائد عطا ہوگا مختصر قصۂ زلیخا کما صاحب حدائق الحقائق نے جب یوسف علیہ السلام محبس سے نکلے اور بادشاہ کے مقرب ہوئے اور عزیز مصر سابق مرگیا زلیخا پریشان حال ہوئی عزیز مصر جو سرپرست تھا نہ ہا خویش و اقارب ہی جو ملک یمن کے بادشاہ مستقل تھے دشمنون کے ہاتھ سے ہلاک تباہ ہوگئے مال و متاع آشفتگی و دیوانگی کے نذر ہوا جو یوسف کا نام لیتا زر بسیار و جواہر آبدار پاتا آخرکار مفلس ہوگئی مصائب متواتر نے نور نظر اور حسن منظر اور رونق

بازو سب تاراج کیا یہ بیچاری مصیبت کی ماری گلی میں گذر کرتی اور جھونپڑے میں بتصور محل سرا سے
محبوب پڑی رہتی آج تک مذہب قدیم بت پرستی کرتی تھی اور ہمیشہ اُس بت سے یوسفؑ کو مانگتی جب
تمام اسباب منقطع ہوگئے فیضان خدمت صدیق و برکت صحبت پیغمبر و جذبہ عشق کامل نے دستگیری
کی بت سے کہا جب تجھسے کچھ نہیں ہو سکتا تو پھر کس کام کا صنم کو توڑا اور حضرت صمد سے جسکی حمد خوانی زبان
یوسفی سے سنی تھی رجوع کی اب کیا تھا دریاے رحمت جوش میں آیا یوسفؑ کے دل میں گذرا کہ آزردہ
دلدادہ کس حال میں ہے سواری طلب فرمائی دل میں جستجو سے زلیخا بظاہر سیر و تماشا کرتے ہوئے کوچہ و بازار
میں گذرے۔ زلیخا کو تو لڑکے یونہیں ستایا کرتے اور وہ راہ پر آتی آج بھی حاضر تھی سواران شاہی و جلوس خلقت
جوق جوق گذرتا مگر زلیخا کو کچھ التفات نہ تھا جب وہ شہسوار فضاے دل قریب آیا گو نابینائی تھی مگر دل
میں وہی روشنائی تھی زلیخا دوڑی اور چاہا کہ نقش قدم کی طرح زمین بوس ہو ملازمین شاہی نے ممانعت
کی زلیخا نے باواز بلند کہا پاک ہے وہ ذات جسنے غلام کو طاعت سے بزرگی دی اور بادشاہوں کو معصیت سے
ذلیل کر ڈالا یہ نعرۂ دلدوز سنکر حضرت یوسفؑ نے استفسار فرمایا کہ یہ ضعیفہ کون ہے عرض کیا گیا زلیخا ہے
ارشاد ہوا کہ خلوت میں حاضر کرو جب حضوری میسر ہوئی اور تمام حوادث گذشتہ بیان ہو چکے حضرت محبوب سے
خطاب ہوا اے زلیخا اب کیا چاہتی ہے عرض کی تین امر اول بینائی کی عطا ہو دعا فرمائی آنکھیں کھل گئیں۔ جمال دوست
دیکھا تمام غم بھول گئی ۲ عرض کی جوانی عود کر آئے دعا فرمائی وہی شباب وہی حسن و جمال عنایت ہوا ۳ عرض کی
کہ اب خدمت سے ممتاز اور مواصلت سے سرفراز ہوں یوسفؑ نے سکوت کیا تھا کہ جبرئیلؑ امین آئے اور کہا اے
یوسفؑ صدیق حضرت جل جلالہ سے ارشاد ہو رہا ہے آج تک زلیخا نے تجھے تدبیر و حیلہ سے طلب کیا محروم رہی
اب ہم سے مانگتی ہے اور تیرے ہی لیے ہم سے صلح کی ایمان لائی اُسکی مراد دل بر لا حسب حکم نکاح کیا گیا حضرت
یوسفؑ نے زلیخا کو باکرہ پایا اور سبب پوچھا معلوم ہوا کہ یہ امانت ابتدا سے محفوظ رہی ایک مدت تک عیش
شبانہ روزی میں گذری عشق مجازی نے جلوۂ حقیقت دکھایا یوسفؑ نے زلیخا کے لیے محراب عبادت بنادی ہمیشہ
مصروف عبادت رہتیں اور جمال جہان آراے یوسفی میں مشاہدۂ حسن ازل کرتیں ایک شب یوسفؑ نے چاہا کہ
زلیخا پاس سے بٹھائے اور وہ مشتاق عبادت تھیں اٹھیں تو آپ نے دامن پکڑا اور کشاکش میں پیراہن
پھٹ گیا زلیخا نے کہا اے یوسفؑ یہ اوس دن کا بدلا ہے میں نے آپکا قمیص پھاڑا اور آپ مجھسے گریزان تھے
آج آپنے میرا دامن چاک کیا اور میں لذت ذکر و عبادت کی خواہاں ہوں ہم تم برابر ہوگئے اے یوسفؑ آپکی محبت
سے میرے دلمیں شعلۂ عشق الٰہی بھڑکا اور خس و خاشاک ہوا و ہوس جل گئی پھر زلیخا سے اولاد ہوئی اور مدت
تک بعیش و عشرت بسر ہوئی **مختصر ذکر امارت** کہا صاحب حدائق الحقائق نے کہ بعد اظہار عفت

یوسفؑ بادشاہ نے مرکب خاص و جلوس شاہی در زندان پر بھیجا کہ یوسفؑ کو لائین اور آپ بجمال جاہ و جلال دربار شاہی مین آئے اور بعد کلام و تعبیر خواب ایک سال بادشاہ کے پاس رہے بادشاہ نے امور ملکی بعد قائق علمی مین آپکا پورا امتحان لیکر اپنا وزیر بنایا آپ نے حکم دیا کہ زراعت بکثرت کیجائے اور غلہ زائد از ضرورت مجتمع رہے اور قریب مصر کے ایک مکان وسیع بنوایا جائے جو پندرہ میل طویل اور چندرہ میل عریض تھا اور ہر قسم کا غلہ بیات جمع ہوتا ایک شب بادشاہ سوتے سوتے اُٹھا اور کہا اے یوسفؑ مین بھوکھا ہون آپ سمجھ گئے کہ قحط آگیا۔ یہ سات برس نہایت سخت تھے آپ نے اذن عام دیا کہ جسکا جی چاہے غلہ خریدے پانچ برس تک نقد و جنس و زمین و مکان بیچ بیچ کر لوگ اناج خریدتے رہے۔ چھٹے برس جب کچھ نہ رہا تو اولاد بھی اور ساتوین برس خود بک گئے۔ تمام آدمی حُسن تدبیر و لطف تقسیم و اخلاق و کرم عمیم یوسفؑ سے متحیر تھے آپ نے بادشاہ سے کہا تو نے دیکھا میرے رب نے کیا کیا اب تیری کیا رائے ہے وہ بولا مین اور میرا ملک آپکا ہے جو چاہے کیجیے جیسا کہ حَيْثُ يَشَاءُ سے مفہوم ہوا الغرض بعد اجازت شاہی آپنے فرمایا مین نے تمام رعایائے مصر کو آزاد کردیا اور اُنکی زمینین اور مکان اُنکو بخشدیے۔ یہ وہ مضمون تھا جسنے تمام مصر کو یوسفؑ کا غلام بنالیا لطیفہ صرف اس انعام پر کہ یوسفؑ کو عزیز نے خریدا حق سبحانہ تعالے نے تمام مصر کو اپنے یوسفؑ کا غلام زرخریدہ بنا دیا اور اس خدمت مین کہ اہل مصر نے یوسفؑ کی تکریم و پرورش کی اللہ تعالے نے تمام مصر کی جان انکی تدبیر سے بچائی اور اس الزام پر کہ آپکو محبوس رکھا قید ہفت سالہ یعنی قحط عام کر دیا گیا آپ ایام قحط مین شکم سیر نکھاتے لوگون نے کہا یہ سیر چشمی اور گرسنگی فرمایا ڈرتا ہون کہ کوئی آدمی بھوکا ہوا اور مین آسودہ۔ شاہی باورچیانے مین حکم تھا کہ دوپہر کو خاصہ تیار ہو کر کر اور ایک ہی وقت بادشاہ بھی کھاتا تا کہ گرسنگی کا مزہ بھی زبان پر رہے۔ ایام قحط مین اطراف و جوانب سے قافلے آتے اور آپکی تجارت و سخاوت سے امیر و فقیر کامیاب جاتے یہ نہوتا کہ حد معین سے کوئی آدمی زیادہ پائے تا کہ آخر کار کالا پوسی نہو یہ خبر قحط ہی کے ساتھ کنعان اور شام مین پونہچی اور حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹون کو غلہ لینے بھیجا

وَجَاءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ

اور آئے بھائی یوسف کے تو داخل ہوئے اُسپر تو پہچانا اُنکو اور وہ اُسکے لیے انجان تھے

یعنی دسون بھائی یوسف کے اگر دربار مین بار پائے تو آپنے اُنہین پہچان لیا مگر وہ بوجہ جاہ و جلال نہ پہچان سکے

وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِأَخٍ لَكُمْ مِنْ أَبِيكُمْ ۚ أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي

اور جب تیار کر دیا اُنکو سامان اُنکا کہا لاؤ تم میرے پاس بھائی اپنا باپ کیطرف سے کیا نہین دیکھتے ہو

جب یوسف نے اپنے | اُوۡفِی الۡکَیۡلَ وَاَنَا خَیۡرُ الۡمُنۡزِلِیۡنَ | بھائیوں کا سامان تیار
کردیا تو کہا کہ اپنے اُس | پورا کرتا ہوں کیل اور میں اچھا ہوں مہماندار | بھائی کو جو باپ کیطرف سے
ہے پاس لاؤ کیا تم نے میرے احسانات نہیں دیکھے کہ میں پیمانہ پورا دیتا ہوں اور اچھا مہمان نواز ہوں۔
بعد اُس یوسفؑ نے بھائیوں سے عبرانی میں بات چیت کی اور کہا کیا تم مخبر ہو کر ہمارے ملک میں آئے
ہو یہ بولے آپ ایسا خیال نکریں ہم جواہر معدن نبوت اور سلالۂ خاندان رسالت سے ہیں ہمارے پدر بزرگوار
یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیمؑ انبیاے ابرار سے ہیں ہمکو غلہ لینے کو بھیجا یوسفؑ نے کہا تم کئے بھائی ہو بولے
بارہ ایک جنگل میں ہلاک ہوا دوسرا جو اُس گمشدہ کے ماں کے بطن سے ہے وہ باپ کے پاس ہے۔ باقی
دس ہم حاضر ہیں یوسفؑ نے کہا تمھاری بات کی کون تصدیق کرتا ہے یہ بولے غریب لوطنونکی تصدیق کون
کرے گا۔ آپ نے کہا اچھا اُس گیارھویں بھائی کو بھی لاؤ تو مجھے یقین آئے۔

فَاِنۡ لَّمۡ تَاۡتُوۡنِیۡ بِهٖ فَلَا كَیۡلَ لَكُمۡ عِنۡدِیۡ وَلَا تَقۡرَبُوۡنِ ۝

پس اگر نہ لاؤ گے تم میرے پاس اُسے تو نہیں کیل ہے تمھارے لیے پاس میرے اور نہ تم پاس آنے پاؤ گے

اگر تم اپنے علاتی بھائی کو ہمارے پاس نہ لائے تو جان رکھو نہ کیل عطا ہوگا نہ تقرب

قَالُوۡا سَنُرَاوِدُ عَنۡهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوۡنَ ۝

بولے طلب کرینگے ہم اُسے باپ سے اُسکے اور ہم کرنے والے ہیں

وہ بولے اے عزیز ہم اپنے باپ سے بنیامین کی نسبت درخواست کرینگے ہمارا کام کہنا ہے یہ ضرور
کرینگے۔ یوسفؑ نے کہا اچھا تم ایک کو رہن رکھ جاؤ تا کہ اطمینان رہے چنانچہ قرعہ ڈالا گیا اور شمعون
کا نام نکلا وہ یہیں رہے اور قافلہ وطن گیا

وَقَالَ لِفِتۡيٰنِهِ اجۡعَلُوۡا بِضَاعَتَهُمۡ فِیۡ رِحَالِهِمۡ لَعَلَّهُمۡ يَعۡرِفُوۡنَهَاۤ

اور کہا خادموں کو اپنے رکھدو مال اُنکے شلیتوں میں اُنکے تاکہ وہ پہچانیں اُسے

حضرت یوسفؑ نے | اِذَا انۡقَلَبُوۡۤا اِلٰۤى اَهۡلِهِمۡ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ۝ | اپنے خادموں سے فرمایا
جو مال انسے غلے کے | جب پھریں طرف اپنے اہل کے تاکہ وہ پھر آئیں | عوض میں ملا ہے وہ
انھیں کے شلیتوں میں بھردو جب گھر جائینگے اسے پہچانینگے ہمارے احسانات یاد کرکے پھر آئینگے
ابو سعود پہچاننے سے مراد حق رد پہچاننا لینے انھیں اسکا واپس کرنا ضرور لازم آئے گا

فَلَمَّا رَجَعُوۡۤا اِلٰۤى اَبِيۡهِمۡ قَالُوۡا يٰۤاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الۡكَيۡلُ فَاَرۡسِلۡ مَعَنَاۤ اَخَانَا

پھر جب پھرے طرف اپنے باپ کے بولے اے باپ ہمارے روکا گیا ہمسے کیل تو بھیج ساتھ ہمارے بھائی کو ہمارے

جب یہ قافلہ کنعان آیا تو برادران یوسفؑ نے اپنے باپ سے عرض کی اے پدر
نَكْتَلْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝
کیل لیں ہم اور ہم اسکے لیے محافظ ہیں
مہربان ہم سے عزیز مصر نے کیل منع کر دیا یعنی اب ہمکو غلہ نہ ملے گا تو آپ ہمارے ساتھ ہمارے علاتی بھائی بنیامین کو بھیجدیجیے کہ ہم کیل حاصل کریں اور ہم اُنکے محافظ رہیں گے

قَالَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أَمِنتُكُمْ عَلَىٰ أَخِيهِ مِن قَبْلُ ۖ فَاللَّهُ خَيْرٌ
کہا کیا امین جانوں تمکو اسپر مگر جیسا کہ امین جانا میں نے تمکو اُسکے بھائی پر پہلے سے پس اللہ اچھا

حضرت یعقوبؑ نے کہا بنیامین کے باب میں کیا تمھیں ویسا ہی امین جانوں جیسا کہ
حَافِظًا ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝
محافظ ہے اور وہی بڑا مہربان ہے سب مہربانی کرنیوالوں سے
اُنکے بھائی یوسفؑ کی نسبت اس سے پہلے اعتماد کر چکا پس اللہ ہی اچھا محافظ ہے اور ارحم الراحمین ہے

وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ ۖ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا نَبْغِي ۖ
اور جب کھولی متاع اپنی پائی بضاعت اپنی پھیری گئی طرف اُنکے بولے اے باپ ہمارے اور کیا چاہیے ہمکو

هَٰذِهِ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا ۖ وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَا وَنَزْدَادُ
یہ بضاعت ہماری پھیری گئی ہم پر اور غلہ لاوینگے ہم اپنے گھر والوں کیلیے اور ہم محافظت کرینگے اپنے بھائی کی اور زیادہ لینگے

اور جب اُنھوں نے اپنے بار کھولے تو اپنی متاع پائی کہ اُنکی طرف واپس کی گئی بولے اے پدر بزرگوار
كَيْلَ بَعِيرٍ ۖ ذَٰلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ ۝
کیل ایک اونٹ کا یہ کیل آسان ہے
ہمکو اور کیا چاہیے یہ مال بھی ہمارا پھیر دیا گیا ہے اور ہم اپنے گھر کے لوگوں کے لیے غلہ لائیں گے اور اپنے بھائی کی محافظت کریں گے اور ایک کیل اور زیادہ لیں گے یہ کیل لینا آسان ہے **معالم** یہ مقدار جو ہم لائے ہیں قلیل ہے پس ضرور ہے کہ اور غلہ لائیں اور وہ بدون بنیامین مشکل ہے **ابو سعود** یا یہ کہ ایسا کیل آسان ہے **مسئلہ** اگر بائع کے پاس مشتری کا مال یا مشتری کے پاس بائع کی کوئی چیز نکلی تو جب تک یہ یقین نہو کہ یہ مال بخوشی خاطر بطور عطا دیا گیا ہے اُسکا رکھ لینا جائز نہوگا اسلیے ارشاد ہوا ما نبغی (ہذہ)

قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّىٰ تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ
کہا ہرگز نہ بھیجونگا میں اسے ساتھ تمھارے یہانتک کہ لاؤ تم قسم اللہ کی البتہ لاؤگے تم میرے پاس اسکو

إِلَّا أَن يُحَاطَ بِكُمْ ۖ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ۝
مگر یہ کہ گھیرے جاؤ تم پھر جب دیا یعقوب کو قول اپنا کہا اللہ اوپر کہ کہتے ہیں ہم وکیل ہے

حضرت یعقوب نے فرمایا میں بنیامین کو تمھارے ساتھ ہرگز نہ بھیجونگا جبتک تم اللہ کی قسم نہ کھاؤ کہ ضرور

اُسے میرے پاس لے آؤ گے مگر گھر جاؤ مجبوری میں آئے پھر جب بیٹے قسم کھا گئے اور باپ سے عہد واثق کیا تو یعقوب علیہ السلام نے کہا اللہ تعالےٰ کارساز ہے جو ہم کہتے ہیں ف قسم اسلیے لی کہ احتیاط مزید کریں اور استثنا اس لیے فرمایا کہ اگر بے اختیاری میں کوئی آفت آجائے تو بیٹا ناکردہ گناہ گرفتار بلا نہوں یہ شفقت پدری تھی۔ اور یہ قول کہ اللہ ہم سبکے قول کا کارساز ہے بطور تبرک استعانت باللہ و کمال توکل ہے نکتہ حضرت یعقوب نے دلقول الصیغہ متکلم مع الغیر اسلیے فرمایا کہ اُنکے ساتھ اُنکی اولاد کی کارسازی بھی حضرت رب العزت سے ہو

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَاۤ اُغْنِيْ

کہا اے بیٹو میرے نہ داخل ہو ایک دروازے سے اور داخل ہوجیو دروازوں سے جدا جدا اور نہیں کام آتا میں

عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ

تمکو اللہ سے کچھ بھی نہیں حکم مگر واسطے اللہ کے اُسی پر بھروسا کیا میں نے اور اُسی پر بھروسا کریں بھروسا کرنیوالے

شہر مصر کے چار دروازے تھے حضرت یعقوب نے فرمایا جدا جدا دروازوں سے شہر میں داخل ہو اس لیے کہ گیارہ بھائی اور سب کے سب حسین قوی پہلوان ایک ساتھ چلیں تو خوف ہے کہ نظر بد نہ لگے لہٰذا فرمایا ایک دروازے سے نجاؤ بلکہ جدا جدا جاؤ پھر تعلیماً فرمایا یہ میری احتیاط اور تدبیر قضائے الٰہی سے تمکو کچھ بھی نہیں بچا سکتی حکم تو اللہ ہی کے لیے ہے اور میں اُسی پر اعتماد کرتا ہوں اور چاہیے کہ توکل والے اُسی پر توکل کریں ف معلوم ہوا کہ چشم بد کا اثر ثابت اور احتراز اُس سے لازم ہے مسلم اَلْعَيْنُ حَقٌّ فَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقَ الْقَدَرِ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ (مشکوٰۃ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چشم بد حق ہے یعنے ثابت و مؤثر ہے اگر کوئی شے تقدیر الٰہی پر سابق و غالب ہوسکتی تو چشم بد ہوتی (مگر ایسا نہیں)

وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ

اور جب داخل ہوئے جسطرح حکم کیا اُنکو باپ نے اُنکے نہ تھا کہ کفایت کرے اُنسے اللہ سے کچھ مگر ایک خطرہ تھا

ع ۸ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۠

جی میں یعقوب کے کہ نکالا اُسے اور بیشک یعقوب صاحب علم تھا اسلیے کہ سکھایا ہمنے اُسے اور لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے

اور جب اخوان یوسف شہر میں اُسی طرح داخل ہوئے جسطرح اُنکے باپ نے حکم کیا تھا یعنے جدا جدا نہ تھا یہ جدا جدا داخل ہونا کہ اُنکو اللہ سے کچھ بھی بے پروا کردے ہاں ایک خطرہ یعقوب کے دل کا تھا جسے نکالا اور دل خوش کرلیا اور یعقوب بڑے علم والے تھے اسلیے کہ ہم نے اُنہیں اسرار

[illegible]

آسمانی وعلوم نبوت سکھائے تھے مگر بہت آدمی نہین جانتے **ف** آیت سے ظاہر ہی کہ یعقوبؑ نے
حفظا کی تدبیر کی تھی اور یہ تدبیر اُنکی ایک علم الٰہی پر مبنی تھی لیکن یہ تدبیر قضاالٰہی کی سپر نہین ہوسکتی
جیس صاحب تدبیر پر ترک توکل یا اختیار عبث کا الزام جائز نہین اس لیے کہ گو سر دست فائدہ
نہو مگر بحسب علم الٰہی احتیاط وتدبیر کا ثواب ضرور ملیگا حدیث مین ایسے مضامین بہت ہین فرمایا نذر
قدر کو نہین ٹال سکتی ۔ یا قدر پر کوئی شئے پیش نہین جاتی ۔ تاہم مشکوٰن مین دعا ونذر ومعالجہ
جھاڑ پھونک وغیرہ کا یہی حکم ہے **ذو علم** معالم مین ہے کہ کہا سفیان نے مراد اس سے صاحب حفظ
ہی یعنے یعقوبؑ کو ہمارے سکھائے مسائل محفوظ تھے یا وہ اُسکی رعایت کرتے تھے **اکثر الناس**
یعنے کفار اسمین اشارہ ہے کہ عوام جاہل علوم اولیا اللہ نہین جانتے اور اُنکے افعال واعتقاد اپنے
سے سمجھتے ہین اس لیے کہ وہ تدبیر کو مؤثر جانتے ہین معتوب ہوتے ہین عارف تدبیر کو ذریعہ دعا یا حکم جانتے
مین ثواب پاتے ہین **ف** ممکن ہی کہ مراد دوسرے آدمی ہون جن نبی نہین ہین ۔

وَلَمَّا دَخَلُوا	عَلٰى يُوْسُفَ	اٰوٰى	اِلَيْهِ	اَخَاهُ	قَالَ	اِنِّيْٓ	اَنَا
اور جب داخل ہوے	یوسف پر	جگہ دی	طرف اپنے	بھائی کو اپنے	کہا	مین	ہی
اَخُوْكَ	فَلَا تَبْتَئِسْ	بِمَا	كَانُوْا	يَعْمَلُوْنَ ۝			
بھائی ہون تیرا	پس نہ غم کھا	اُسکا کہ	تھے	کرتے			

اور جب یہ سب یوسفؑ کے پاس گئے تو یوسف نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا
مین ہی تیرا برادر گم گشتہ ہون اب غم نہ کھا اُسکا کہ تیرے بھائیون نے کیا عرائس برادران یوسفؑ جب
دربار مین آئے کہا اے عزیز یہ ہمارا بھائی ہی جسکے لانے کا آپ نے حکم دیا تھا آپ نے فرمایا تمنے اچھا کام
کیا اور اسکا اچھا عوض پاؤ گے پھر باکرام وآسایش تمام اُنھین اُتارا اور ایک ایک خوان پر دو دو بھائی
بٹھلائے دسون بھائی پانچ خوانون پر بیٹھے بنیامین تنہا رہے تو یوسفؑ نے اپنے ساتھ بٹھاکر کھانا کھلایا
شب کو ایک ایک بستر پر دو دو سلائے گئے بنیامین یوسفؑ کے ہم بستر ہوئے صبح کو انسے اُنسے کہا اس کا
بھائی نہین ہے اگر تم پسند کرو تو میرے ساتھ رہے پھر نہایت عزت وراحت سے اُنکی مہمانداری ہوئی تخلیے
مین یوسفؑ نے بنیامین سے کہا تمہارا نام کیا ہی کہا بنیامین کہا تیری مان کا کیا نام کہا راحیل بنت لیان
کہا کوئی لڑکا ہے بنیامین نے کہا ہان دس لڑکے ہین اُنکے نام مین نے اپنے برادر گم گشتہ یوسفؑ کے
مناسبت احوال پر رکھے ہین یوسفؑ نے کہا کیا تو چاہتا ہے کہ مین تیرے برادر گم گشتہ کی جگہ تیرا بھائی
بنون بنیامین نے کہا ای بادشاہ تجھسا بھائی کسے ملیگا مگر تجھے یعقوب اور راحیل نے نہین جنا ہتو

حضرت یوسفؑ کو تاب نہ رہی اور رو پڑے اور بنیامین کو گلے لگا لیا اور فرمایا (اِنِّیْٓ اَنَا اَخُوْكَ)
اور یہ راز مخفی رکھا بنیامین نے کہا بھائی اب تو میں تمکو نہ چھوڑونگا یوسفؑ نے کہا تجھے معلوم ہو کہ باپ کو
کیسا صدمہ ہوگا نہ اظہار کا حکم ہے نہ اخفا میں یکجائی ممکن ہان ایک تدبیر ہے جسمین نہایت تضحیک
توہین ہوگی بنیامین یوسف سا بھائی پا کر کبھی پروا کرتے تھے بولے جو کچھ ہو۔ پھر جب وقت رخصت
آیا سبکو غلہ دیا گیا اور بنیامین کے بار میں صاع ملک جس سے غلہ تقسیم ہوتا تھا چھپا کر رکھوا دیا

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ

پھر جب تیار کیا انکا سامان انکا رکھدیا ظرف اپنے بھائی کے بھرتیمین پھر پکارا پکارنے والا اے قافلہ والو بیشک تم چور ہو

جب سب اونٹ لد گئے تو جام شاہی بنیامین کے بوجھ میں چھپا دیا اور اس وقت روانگی ایک پکارنے
والا پکارا اے قافلے والو تم چور ہو۔

قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ○ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ

بولے اور منھ پھیریا طرف انکے کیا گم کرتے ہو تم بولے کھو دیا ہمنے صاع بادشاہ کا اور اسکے لیے جو لاوے

بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ

اسکے بوجھ ہو اونٹ کا اور ہم اس انعام کے ضامن ہیں

قافلے والے یہ آواز سنکر پھر پڑے اور پکارنے والے کیطرف منھ کر کیا کیا تجھے کھو گئی ہے
یہ لوگ بولے بادشاہی پیالہ گم ہوا ہے اور جو کوئی اسے ڈھونڈھ لائے اسے ایک شتر بار انعام
ملیگا اور میں اس انعام کا ضامن ہون **مسئلہ** آیت اصل ہو باب کفالۃ میں ہر ایسے حق کا جو
ممنوع الادا نہو کفالہ جائز ہے **مسئلہ** اجارات مشروطہ صحیح ہین مثلاً طبیب کے علاج سے وکیل کی
سعی سے۔ عامل کی دعا سے اگر فلان کام ہوجائے تو اسقدر دیا جائیگا یہ عقد صحیح ہے اسلیے کہ چور
کا ڈھونڈھنا بھی اسی قبیل سے ہے **مسئلہ** انعام مشروطہ واجب الادا ہو **مسئلہ** تعین جعل یعنے
غلام گم گشتہ ڈھونڈھ لاؤ۔ اور سراغ مال وغیرہ کا انعام صحیح ہو مگر حقوق مجہولہ و نفوس وغیرہ کے
کفالے اس پر متفرع ہو سکتے ہین لفظاً ثابت نہیں

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ

بولے بخدا بیشک جانتے ہو تم نہیں آئے ہم کہ فساد پھیلائیں زمین میں اور نہیں ہیں ہم چور

اخوان یوسفؑ نے کہا بخدائے عز و جل تمکو خوب معلوم ہو کہ ہم زمین مین فساد و معصیت کے لیے نہیں
آئے ہین اور ہم چور نہیں ہین یعنے ہماری شرافت نسب اور رفتار مسلم اور تہذیب اخلاق سے
دیانت ظاہر ہے ایسے گمان بیجا ہیے۔

قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِیْنَ ۝ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ

بولے پھر کیا ہے بدلا اوسکا اگر ہو تم جھوٹے بولے بدلا اوسکا وہی ہے کہ پایا جاوے اسباب میں جس کے

شاہی ملازمون نے کہا اچھا اگر تم جھوٹے ہوا اور صاع تمھارے پاس برآمد ہو تو بتاؤ

فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ۝

پس وہ بدلا ہے اوسکا ایسے ہی سزا دیتے ہین ہم ظالمون کو

چور کی کیا سزا ہے وہ بولے کہ جسکے اسباب مین پیالہ نکلے وہی چرانیوالا اُسکا عوض ہے یعنے مملوک و غلام بنجائیگا اور ہم یعنے اصحاب ملت خلیل و ارکان مذہب اسرائیل ظالمون یعنے چورونکو ایسی سزا دیتے ہین **مسئلہ** اس مین تائید ہے اس مسئلے کی کہ جب دو ذمی اپنا فیصلہ ہماری رائے پر چھوڑین تو ہمکو لائق ہے کہ اپنی کتاب کے موافق حکم کرین یہان ملازمان شاہی نے جو اسوقت تک کافر تھے برادران یوسفؑ سے کہا تم چور کی سزا بتاؤ اُنھون نے بحسب شریعت یعقوبؑ غلامی کا فتویٰ دیا

فَبَدَاَ بِاَوْعِیَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِیْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِیْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِیُوْسُفَ ؕ

پھر شروع کیا اسبابون سے اُنکے قبل اسباب بنیامین کے پھر نکالا اُسے اسباب سے بنیامین کے ایسا ہی داؤ کیا ہمنے یوسف کیلیے

مَا كَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاهُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ

نہ تھے یوسف کہ لے لیتے بھائی کو اپنے دین مین بادشاہ کے مگر یہ کہ چاہے اللہ بلند کرتے ہین ہم درجے

اور یون بھی آیا ہے کہ ارادہ کیا ہمنے

مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَ فَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ۝

جسکے چاہتے ہین اور بالاتر ہر ذی علم کے علم والا ہے

کدنا داؤ کیا ہمنے (دسراج) بعد اس

عہد کے ملازمین شاہی نے جستجو شروع کی سبکی تلاشی لینے لگے تو پہلے دوسرے بھائیون کی تلاشی لی آخر کو بنیامین کی گٹھری سے وہ پیالہ جواہرین برآمد ہوا ارشاد ہوتا ہے ہمنے یوسفؑ کے لیے یہ ارادہ کیا یا یہ داؤ کیا (یعنے یہ اقرار کہ چور غلام بنایا جائے ایک حیلہ تھا جو یوسف کی کامیابی کے لیے کیا گیا) اس لیے کہ یوسفؑ بحسب دین بادشاہ و قانون مروجہ مصر چور کو غلام نہ بنا سکتے تھے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے یعنے بطور شرط و فیصلہ خاص یا تبدیل دین ملک و اجرائے قانون آسمانی کے یہ ممکن ہو سکتا تھا ہم جسکے درجے علم و فضل و تدبیر مین چاہتے ہین بڑھاتے ہین اور ہر ذی علم پر ایک علم والا بالاتر ہے (دیکھو اخوان یوسفؑ نے اخراج یوسفؑ چاہا کیسی خطا مین پڑے اور یوسفؑ نے بنیامین کا لینا چاہا اور کس حسن و صواب سے **شبہ** حضرت یوسف پر دو شبہے ہوتے ہین ۱ اشتہار غلط ۲ بنیامین کا غلام بنانا **جواب** یہ مغالطہ نہ تھا بلکہ جواب ہے اُس اتہام دار تکاب کا جو بھائیون سے ہوا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کدنا ہمنے حیلہ و تدبیر کی۔ پس یہ جزا تھی نہ فریب

اور بصورت جزائے واجبی مین کسی بے بنیاد امر کا اظہار منع نہین رہا معاملۂ بنیا مین اُسکے مدعی ہو سکتے تھے تو خود وہی حالانکہ وہ اس تدبیر کے شریک مشیر تھی

قَالُوٓا إِن يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَّهُۥ مِن قَبْلُ ۚ فَأَسَرَّهَا يُوسُفُ فِى نَفْسِهِۦ

بولے اگر چوری کی تو بیشک چوری کر چکا ہی بھائی اُسکا پہلے سے تو چھپایا اسے یوسف نے جی مین اپنے

وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ أَنتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۖ وَٱللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ ۝

اور نہ ظاہر کیا اسے اُنپر کہا تم بدہو مرتبے مین اور اللہ خوب جانتا ہی جو تم بیان کرتے ہو

جب بنیا مین کے اسباب سے پیالہ نکلا تو انکو نہایت ندامت ہوئی اور کہنے لگے کیا ہوا اُسنے چوری کی تو اُسکا بھائی یعنے یوسفؑ بھی اس سے پہلے چوری کر چکا ہی گویا سرقہ انکی سرشت مین ہے اور یوسفؑ کے چوری کا بیان یہ ہی کہ آپکی والدہ کم سنی مین انتقال کر گئین تھین اور آپ اپنی پھوپھی کے پاس پرورش پائی جب سِن شعور کو پہنچے تو حضرت یعقوبؑ نے بکمال شوق انکو اپنے ہین سے طلب کیا انکو فراق یوسفؑ گوارا نہوا اور مجال عدول حکمی برادر بھی نہ تھی یہ حیلہ کیا کہ وہ کمر بند جو تبرکاً انکو ملا تھا حضرت یوسفؑ کے کپڑے کے تلے کر دیا جب یہ گھر آئے تو غل مچایا کہ میرا کمر بند گم ہوا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے یوسفؑ کی پوشاک کے تلے سے نکالا اور بحسب شریعت یعقوبؑ علیہ السلام انھین بعلت دزدی اپنا غلام بنالیا بعد انتقال عمہ پھر آپ اپنے پدر بزرگوار کے پاس آئے۔ تو یوسفؑ نے غصہ دل مین چھپایا اسلیے کہ جواب مین اظہار راز تھا اس قدر کہا کہ تم بُرے لوگ ہو یا تمھارا مرتبہ عنداللہ بد ہی (یہ جواب ہے اونکے الزام کا تاکہ غصہ کچھ کم ہو نہ یہ کہ خبر واقعہ ہو) اور اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہی کہ یوسفؑ نے چوری کی یا نہین فِی نَفْسِهٖ یہ عرب کا محاورہ ہی جب کہتے ہین فلان شئی نفس مین چھپائی مراد یہ ہوتی ہے کہ غایت درجے کی پوشیدگی کی

قَالُوا يَٰٓأَيُّهَا ٱلْعَزِيزُ إِنَّ لَهُۥٓ أَبًا شَيْخًا كَبِيرًا فَخُذْ أَحَدَنَا مَكَانَهُۥٓ ۖ إِنَّا نَرَىٰكَ مِنَ ٱلْمُحْسِنِينَ

بولے اے عزیز بیشک اسکا باپ بہت بڈھا ہی تو لیلے تو ایک ہمسے جگہ اسکی ہم دیکھتے مین تجھے احسان کرنیوالا

جب بنیا مین روک لیے گئے اور کچھ بس نچلا تو کہنے لگے اے وزیر مصر بنیا مین کا باپ بہت بڈھا ہے یا شیخ کبیر الشان عظیم القدر ہے اسکی ناخوشی سے ڈرا و رہم مین سے ایک کو اوسکے عوض مین رکھ لے ہم تجھے احسان کرنے والا پاتے ہین

قَالَ مَعَاذَ ٱللَّهِ أَن نَّأْخُذَ إِلَّا مَن وَجَدْنَا مَتَٰعَنَا عِندَهُۥٓ إِنَّآ إِذًا لَّظَٰلِمُونَ ۝ ع ۹

کہا پناہ بخدا کہ لے لوےین مگر اسے کہ پائی ہمنے چیز اپنی پاس اسکے تو اب ہم ظالم ہین

یوسف نے کہا پناہ خدا کی یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ مین سوائے اسکے جسکے پاس میرا مال برآمد ہوا اور بحسب شرع آسمانی وعہد مدعا علیہ میرا مملوک ہوگیا کسی اور کو رکھ لون تو گویا مین ظالم ہوا مسئلہ سزائے بدنی مین مبادلہ جائز نہین مثلاً زید کے عوض عمرو اپنی خوشی سے رجم یا قصاص یا قطع کرانے تو قاضی یا مدعی کو شرعاً ایسا کرنا صحیح نہین عرائس جب کوئی تدبیر نہ چلی تو اخوان یوسف کو غضب آیا اور انکے خاندان کا اثر تھا کہ جب غضبناک ہوتے کوئی طاقت مقابلہ نہ لاسکتا پس روبیل کو غصہ آیا اور کہا اے بادشاہ بخدا اے تھا اگر تو ہمکو اور ہمارے بھائی بنیامین کو نچھوڑیگا تو یہ جان لے کہ ایک ڈانٹ مین مصر کی تمام حاملہ عورتین حمل ڈالدینگی اور انکے بدن کے بال کھڑے ہوگئے اور کپڑا توڑ کر باہر نکل آئے مگر حضرت یوسف جانتے تھے کہ جب کوئی اولاد یعقوب علیہ السلام مس کردے تو غصہ فرو جاتا ہے اپنے بیٹے سے اشارہ کیا وہ قریب گیا اور روبیل کو مس کیا اور غصہ فرو ہوگیا اب کیا کریں روبیل نے کہا بیشک اس گھر مین اولاد یعقوب سے کوئی شخص ہے یوسف نے کہا کون یعقوب روبیل نے کہا اے بادشاہ یعقوب کا نام تم نے وہ اسرائیل اللہ بن اسحق ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہ ہے

فَلَمَّا اسْتَايْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ

پھر جب ناامید ہوئے اس سے علیحدہ ہوکر صلاح کرنیکو کہا بڑے نے انکے کیا نہ جانا تمنے کہ بیشک باپ تمہارے نے لیا

عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ

تم پر عہد اللہ سے اور پہلے سے جو کمی کی تمنے یوسف مین پس ہرگز نہ ٹلونگا زمین سے جبتک اذن دے

جب مایوس ہوگئے تو علیحدہ ہوئے مشورہ کے لیے اور بڑے بھائی نے

لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝

مجھے باپ میرا یا فیصلہ کرے اللہ میرے موافق اور وہی اچھا حکم کرنے والا ہے

کہا تمکو خوب معلوم ہے کہ تمہارے باپ نے تمسے اللہ کا عہد لیا ہے اور تم اس سے پہلے یوسف کے معاملے مین جو تقصیر کرچکے ہو مین تو ہرگز یہان سے نہ ہلونگا جب تک باپ کا حکم نہو یا اللہ میرے موافق فیصلہ کرے اور وہ اچھا فیصلہ کرنیوالا ہے

اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا

پھر جاؤ تم طرف اپنے باپ کے تو کہو اے باپ ہمارے بیشک بیٹے نے تیرے چوری کی اور نہین گواہ ہوئے ہم مگر جو کہ

تم سب پدر بزرگوار کی خدمت مین جاکر عرض کرو اے باپ تیرے بیٹے بنیامین نے

عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ۝

جانا ہمنے اور نہ تھے ہم غیب پر نگہبان

چوری کی اور ہم تو ویسے تھا بد تھے جیسے جانتے تھے ہم غیب کے نگہبان نہ تھے ہمیں کیا معلوم تھا کہ ایسا حادثہ پیش آئیگا

وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَالْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا ۚ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۝

اور پوچھ اس بستی سے کہ تھے ہم اسمین اور قافلے سے کہ آئے ہم اسمین اور ہم البتہ سچے ہین

آپ اہل مصر سے جہان ہم تھے اور قافلے والون سے جنکے ہمراہ ہم آئے دریافت کرلین اور ہم سچے ہین **قریہ** سے مراد اہل قریہ یعنے مصری اور عیر سے مراد اصحاب عیر یعنے قافلے والے

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ عَسَى اللَّهُ أَن يَأْتِيَنِي

کہا بلکہ بنائی تمھارے لیے جی نے تمھارے ایک بات بس صبر اچھا ہے قریب ہو کہ اللہ لائے میرے پاس

حضرت یعقوب نے | بِهِمْ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ | تصدیق نکی اور فرمایا

بلکہ نہین تمھارے جی نے | اُنہی سبکو بیشک وہ دانا ہے حکیم ہے | ایک بات ٹھہرالی ہے

اب صبر ہی کرنا اچھا ہے امید ہو کہ اللہ تعالٰے جلد اُن سبکو یعنے یوسفؑ اور بنیامین کو میرے پاس لائے اور وہ مصالح واسرار جانتا ہو حکمت والا ہو **وہم** حضرت یعقوبؑ اور بلا دلیل مومنین کا متہم بکذب کرنا حالانکہ وہ قسمین بھی کھائین اور گواہ بھی پیش کرین **دفع** ممکن ہے کہ یہ تکذیب بحسب واقعہ ہو اس لیے کہ نہ بنیامین سارق تھے نہ جبراً محبوس اور ممکن ہے کہ بقیاس قصۂ یوسف علیہ السلام ہو پس کوئی الزام نہین۔

وَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفَىٰ عَلَىٰ يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ۝

اور منہ پھیرا اُنسے اور کہا اے افسوس یوسف پر اور سفید ہوگئین آنکھین اُسکے غم سے پس وہ غمگین تھا

یعقوبؑ نے بیٹون سے منہ پھیر کر کہا یوسفؑ کی مفارقت پر افسوس اور اونکی آنکھین کمال گریہ بکا سے بے نور ہوگئین تھین اور وہ رنج وغم مین بھرے ہوئے تھے۔ بیاض چشم کنایہ ہو ضعف یا زوال بصر سے **مسئلہ** کسی مصیبت پر رونا او رمغموم ومحزون ہونا صبر وثواب کو ضائع نہین کرتا اس لیے کہ یہ مقتضیات بشریت سے ہو **مسلم** آپ سعد بن عبادہ کی اعادت کو آئے تو اُنھین بیہوش پاکر روئے حاضرین حضور کے رونے سے رو پڑے آپ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَیْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰکِنْ یُّعَذِّبُ بِھٰذَا اَشَارَ اِلٰی لِسَانِہٖ اللہ اشک چشم وحزن دل پر عذاب نہین کرتا بلکہ زبان پر عذاب کرتا ہے یعنے شکایت وکلمات خلاف سے نوحہ کرنے پر عذاب ہوتا ہے **بخاری** انس نے روایت کی کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ ابراہیم کی دایہ کے پاس گئے اور ابراہیم کی سانس اکھڑی ہوئی تھی تو حضور کی دونوں آنکھین ڈبڈبا آئین

تھیں عبدالرحمن بن عوف نے عرض کی یارسول اللہ آپ بھی روتے ہیں فرمایا انہا رحمۃ یہ تو
رحمت ہے پھر فرمایا اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی رَبُّنَا وَاِنَّا
بِفِرَاقِکَ یَا اِبْرَاهِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ ۰ بیشک آنکھیں روتی ہیں اور دل رنج کرتا ہے
اور ہم کچھ نہیں کہتے مگر وہ کہ راضی ہو رب ہمارا اور ہم تیرے فراق میں اے ابراہیم غمگین ہیں

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْکُرُ یُوْسُفَ حَتّٰی تَکُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَکُوْنَ مِنَ الْهٰلِکِیْنَ ۰

بولے خدا کی قسم تو ہمیشہ یاد کیے جائے گا یوسف کو یہاں تک کہ ہو جائے مریض یا ہو جائے ہلاک

حضرت یعقوبؑ کی اولاد نے کہا واللہ آپ یوسفؑ کا رنج کبھی نہ بھولیں گے جب تک بیمار یا
ہلاک نہوں **ف** بنا بر قسم دوام تاسف پر ہے مگر حقیقۃ مرض و ہلاک مراد ہے

قَالَ اِنَّمَا اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۰

کہا نہیں حکایت کرتا میں پریشانی اپنی اور رنج سے اپنے مگر اللہ ہی کیطرف اور جانتا ہوں اللہ سے وہ کہ تم نہیں جانتے

آپ نے فرمایا میری شکایت مصیبت و رنج سے جو ہے وہ اللہ ہی سے ہے اور مجھے علوم و اسرار
الٰہی سے وہ معلوم ہے جو تمکو معلوم نہیں **ف** یعنے مراتب صبر و احکام شکر و طریق تحمل و اطوار حزن
و اضطراب میں تم سے زیادہ جانتا ہوں یا میرا حزن عبث نہیں اسلیے کہ مجھے اللہ کی رحمت سے
بڑی بڑی امیدیں ہیں کہا گیا کہ آپ کو یوسفؑ کی حیات کا یقین تھا اس لیے کہ آپ جانتے تھے
کہ یہ خواب غلط نہیں تعبیر ہونا چاہیئے اور کہا بعض مفسرین نے کہ ایک دن ملک الموت آپکی زیارت
کو آئے آپنے پوچھا کہ تم نے میرے عزیز یوسف کی جان نکالی ہے ملک الموت نے کہا نہیں۔ یا آپکو
بذریعہ وحی یا فطرت کامل یا دوسرے آثار اور وعدہ ہائے الٰہی سے اسکا علم ہوگا۔

یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَاَخِیْهِ وَلَا تَایْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا

اے میرے بیٹو جاؤ پس تجسس کرو یوسف اور اسکے بھائی سے اور نہ مایوس ہو رحمت سے اللہ کی بیشک نہیں

اے میرے بیٹو جاؤ اور
کی رہائی میں سعی کرو

یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ ۰
مایوس ہوتی رحمت سے اللہ کی مگر قوم کافر

یوسفؑ کی تلاش و بنیامین
اور اللہ کی رحمت سے

نا امید نہو بات یہ ہے کہ نہیں مایوس ہوتا رحمت خدا سے مگر کافر **مسئلہ** اللہ تعالی سے مایوسی
کفر ہے اس لیے کہ نہ رحمت مسلوب ہے نہ قدرت معدوم **معالم** جب یعقوبؑ نے بیٹوں کو تیسرے
سفر کا حکم دیا تو بنام عزیز مصر ایک نامہ تحریر فرمایا۔ یہ خط ہے یعقوبؑ بن اسحٰقؑ بن ابراہیمؑ کیطرف
سے ملک مصر کو اما بعد ہم صاحب خانہ بلا و امتحان ہیں ہمارے دادا آگ میں ڈالے گئے پھر اللہ نے

آگ اپنے جلا دار دی معلوم ہوا باپ کے گلے پیوست ہا لسترا پھر بھری گئی جسکا خبر ہوا
بہشتی سے ہوا اور مین یوسف کے فراق مین مبتلا کیا ہر گیا جسکی نسبت کہتے ہین کہ لعقہ گرگ صرائی ہوا
آسطرح ہیہ کہ اسکا حقیقی بھائی بنیامین جو موجب تسکین قلب حزین تھا تیرے حبس مین ہے میری انکھین
بے نور ہو گئین اور کمر جھک گئی پھرا گمان ہے کہ میرا بیٹا چور ہو یا رہے کہ ہم ایسے خاندان کے لوگ
ہین کہ نہ چوری کرتے ہین اور نہ کوئی ہماری نسل سے چور ہوتا ہے اگر تو میرا نور نظر میرے پاس بھیجدیگا
تو ایسی بد دعا کرونگا کہ جسکا اثر ساتوین پشت تک پہونچیگا - جب یہ نامہ حضرت یوسف نے پڑھا
کثرت بکا سے بے اختیار ہو گئے حدائق یہ نامہ فارض بن یہودا ابن یعقوب علیہ السلام کے ہاتھ
بھیجا گیا تھا جب فارض مصر مین آیا اور نامہ نامی یوسف کو دیا آپ عنوان نامہ دیکھکر ایسے بیخود ہوئے کہ
ضبط نکر سکے تخت سے اوترے خلوت مین آئے اور اتنا روئے کہ ہوش باقی نہ رہے جب ہوش آیا
نامہ پڑھا اور جواب لکھا اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ سَمِعْتُ ذِكْرَ آبَاءِكَ الْكِرَامِ اصْبِرْ كَمَا صَبَرُوْا
وَاظْفِرْ كَمَا ظَفِرُوْا وَالسَّلَامُ مِنِّيْ مین نے آپکے آباء کرام کے نام پاک سُنے صبر کرو
جیسا کہ انھون نے صبر کیا اور فتحیاب ہوگے جیسے وہ فتحیاب ہوئے پھر فارض کو خلعت فاخرہ انعام
منکاثر دیکر رخصت کیا حضرت یعقوب یہ جواب دیکھتے ہی فرمانے لگے یہ باتین پیغمبرون کی ہین اور فرمایا
اے میرے بیٹو جاؤ مصر کو اور میرے یوسف گم گشتہ کو ڈھونڈو مجھے وہ اسرار معلوم ہین جو تم
نہین جانتے اور اللہ کی رحمت سے مایوس ہو ۵۸

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ

پھر جب داخل ہوئے اسپر بولے اے عزیز پہونچی ہمکو اور اہل کو ہمارے سختی اور لائے ہم پونجی

مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ

بیقدر پس پورا کر ہماری لیے کیل اور صدقہ کر ہمپر بیشک اللہ عوض دیتا ہے صدقہ دینے والونکو

جب برادران یوسف یوسف کے پاس پہونچے بولے اے عزیز ہمکو افلاس و سختی فاقہ پہونچ گئی اور
ہم بضاعت قلیل کم قیمت لائے ہین پس امید ہے کہ تو ہمکو کیل پورا دے اوقیمت نہین بلکہ بطور عطا و تصدق
اللہ تعالیٰ صدقہ دینے والونکو جزائے خیر دیتا ہے ف صدقہ ہمارے حضور او راونکی اولاد پر حرام ہوا
غالبا یہ خاصہ حضور ہے دوسرے انبیا پر حرام ہوگا ورنہ نبی اسرائیل ایسا سوال نکرتے مسئلہ ہدایت

تھا پس تحقیق سوال جائز و صدقہ لینا حلال ہے نہایت ممکن ہے کہ یہ سوال بعوض ہمارے ہی برادران
و حضرت و کرامات یوسف علیہ السلام ہوا ہو جب کہ عوض کامل نہ تھا تو دغا سے مراد یہ کہ جسطرح
لہ لادیئے تھے اب بھی دے کی تکر معالم بھائیون کی یہ باتین سنکر یوسفؑ کو تاب نرہی اور
رو پڑے اور کہا گیا کہ باتون مین یوسفؑ نے بیان کیا کہ کہا مجہسے مالک بن دعر نے کہ مین نے
ایک لڑکا چاہ کنعان مین پایا اور اتنے درہم کو مول لیا یہ بولے اے بادشاہ سچ ہے وہ اپنا غلام
بیچا تھا یوسفؑ کو غصہ آگیا اور حکم دیا کہ انھین قتل کرو تب یہوذا بولا یعقوب بہت غم و حزن کرینگے
ہمارا اسباب انکے پاس بھیجدیا پھر یوسفؑ کو تاب نرہی اور یہ کلمے فرمائے اور کہا گیا کہ نامہ پدر پڑہ کر ایسا کہا

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ جَاهِلُونَ

کہا کیا جانتے ہو تم جو کیا تم نے یوسف سے اور بھائی سے اسکے اسوقت کہ تم نادان ہو

کہا یوسفؑ نے تم جانتے ہو جو کچھ یوسف اور اسکے بھائی کے ساتھ کیا اور تم نادان ہو یعنی اس
فعل سے تمہارا جہل ثابت ہو یا تم مجھے نہین پہچانتے نادان ہو۔ یا انجام فعل سے بیخبر تھے ابوسعود
یہ ارشاد کہ یوسفؑ کے بھائی کے ساتھ کیا کیا دال ہے کہ بنیامین سے بھی کچھ بدسلوکی ہوئی خواہ یوسفؑ
سے جدا کرنا۔ خواہ بعد یوسفؑ کے بے التفاتی سے پیش آنا وغیرہ معالم یہ عتاب آمیز کلمات فرماتے
تھے آپ نے رخسار نورانی سے نقاب اٹھائی کہا ابن عباس نے یہ کلمات فرماتے تھے اور مسکراتے تو آپ کے
دندان مبارک مثل لولوئے لالا کے ظاہر ہوئے بھائی یہ جمال خداداد دیکھکر پہچان گئے کہ یہ اسکے بولے

قَالُوا أَإِنَّكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَٰذَا أَخِي قَدْ مَنَّ اللَّهُ

بولے کیا سچ مچ تو ہی یوسف ہے فرمایا مین یوسف ہون اور یہ بھائی میرا بیشک احسان کیا اللہ نے

عَلَيْنَا إِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ

ہمپر تحقیق یہ ہے جو ڈرے اور صبر کرے تو بیشک اللہ نہین ضائع کرتا ثواب نیکوکارون کا

بولے سچ مچ کیا آپ ہی یوسفؑ ہین فرمایا مین یوسف ہون اور یہ بنیامین میرا بھائی ہے بیشک
اللہ نے ہمپر احسان کیا اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اور اسکی بلا پر صبر کرتا ہے وہ نیکوکار ہوجاتا ہے
بیشک اللہ تعالےٰ نہین ضائع کرتا ثواب نیکی کرنے والون کا

قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَإِنْ كُنَّا لَخَاطِئِينَ

بولے بخدا البتہ پسند کیا تجھے اللہ نے ہمپر اور یہ کہ تھے ہم خطاکار

سب نے اپنے قصور اور یوسفؑ کے فضل کا اقرار کیا اور کہنے لگے بخدا اللہ تعالےٰ نے آپکو ہمپر مقبول

[illegible] قصہ [illegible] بابت یوسف کے [illegible]

مجموعہ [illegible] تعالیٰ [illegible] مذکورہ [illegible] و چہرہ اور زبان یوسف کے فضل پر بھی مشتمل ہے [illegible]

[illegible] کا اثر جو بوقت شورگی ایذاے یوسف کیا تھا کہ آخر کو قوم صالح ہو جانا

قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝

کہا نہیں سرزنش تم پر آج بخشے اللہ تمکو اور وہ زیادہ رحیم ہے سب رحم کرنیوالونسے

کہا یوسف نے اے بھائیو اب تمپر کوئی الزام ہمارا نہیں اللہ تعالیٰ نے تمھاری خطاؤن کو بخشدے

اور وہ بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ۝

لیجاؤ تم قمیص میرا یہ پس ڈالو اسے منھ پر میرے باپ کے آجائیگا بینا ہوکر اور لے آؤ میرے پاس اہل کو اپنے سب

بعد ازان یوسف نے اپنے پدر محزون کا حال پوچھا کہا گیا کہ انکی آنکھین آپکے غم مین جاتی رہین

تو کہا میرا یہ قمیص لیجاؤ اور انکے روے مبارک پر ڈالدو میری بوے روح پرور اور آثار محبت

سے انکی آنکھین کھل جائینگی تو انکو اور تمام اہل و عیال کو میرے پاس لے آؤ معالم

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف کو مطلع کردیا تھا کہ بوے قمیص سے یعقوب بینا ہو جائینگے کہا ضحاک نے

یہ قمیص جنت کی بنی ہوئی تھی۔ یہی قمیص خلیل اللہ کے لیے آئی تھی یہی قمیص جبریل نے یوسف کو کنوئین

مین پہنائی تھی جبریل آئے اور کہا یہ قمیص بھیجو اسمین ایک بو ہے جس مصیبت زدہ اور بیمار کو پہنچے [illegible]

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ ۖ لَوْلَا أَن تُفَنِّدُونِ ۝

اور جب جدا ہوا قافلہ (مصر) کہا باپ نے انکے مین پاتا ہون بو یوسف کی اگر نہ دکھو بہکا ہوا

جب یہ قافلہ پیرہن یوسفی اور پیغام طلب لیکر مصر سے نکلا حضرت یعقوب نے یہین سے فرمایا بوے

خوشبوے عطر نثار و رائحہ روان بخش محبوب پاتا ہون اگر تم مجھے بے عقل اور بہکا ہوا نکہو معالم

باد صبا نے حضور حق مین عرض کی کہ حکم ہو تو یہ خدمت مین کرون اور بوے پیرہن محبوب دماغ یعقوب

مین پہنچاؤن کہا ابن عباس نے کہ آٹھ دن کی راہ سے ہوا نے یہ خوشبو پہنچادی جب یعقوب نے

بوے بہشتی پائی سمجھ گئے کہ دنیا مین جنت کی بو نہین ہے مگر پیرہن حضرت خلیل سے جو یوسف کے

پاس ہے تو کمال سرور و انبساط مین آپ نے پوتون سے کہا اگر تم مجھے بیوقوف نہ بناؤ

تو مجھے بوے یوسف آرہی ہے — ممکن ہے کہ وہ اسے ضعف بصر یا عود نظر

کسی خوشبو کے ذریعے سے ہوسکے

یہ بات دوسرے سب

قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ۝

بولے بخدا بیشک تو اپنی غلطی قدیم میں ہے

سمجھتے تھے اور یعقوب کو فریفتۂ یوسف سمجھے ہوئے تھے بولے خدا کی قسم یہ تو آپکا پرانا وہم ہے آپ یوسف کو آج تک زندہ ہی تصور کرتے ہیں **ف** معلوم ہوا کہ یہ ضلال اور ابتدائے سورت میں جو یعقوب علیہ السلام کی نسبت گزرا کسی سوے ادبی وانکار نبوت پر مبنی نہ تھا بلکہ کمال غلبۂ محبت و تصور یوسف میں حزن فراق سے زائل العقل ضعیف الرائے سمجھتے تھے اور یہ بھی ہے کہ سوائے برادران یوسف جو وہاں موجود نہ تھے سب یہی جانتے تھے کہ یوسف زندہ نہیں تو ایسی باتیں کبھی قابل اعتبار نہ تھیں **مسئلہ** نادانوں کا طعن کسی صالح رازدان پر نہ قابل التفات ہے نہ ضروری الاسکات

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ

پھر جب آیا پاس اسکے بشیر ڈالا اسے منھ پر اسکے تو پھرا بینا ہوکر کہا کیا کہا تھا میں نے

معالم بشیر یہوذا تھا

لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

تمسے میں جانتا ہوں اللہ سے جو نہیں جانتے تم

اسنے کہا میں پیرہن خون آلودہ لے گیا تھا اور باپ کو رلایا تھا میں ہی یہ پیراہن لیکر جاؤنگا اور تلافی مافات کرونگا اور ننگے سر ننگے پاؤں دوڑتا ہوا چلا اور قافلے سے پہلے آگیا بعضوں نے تعیین بشیر میں دوسری روایتیں کہی ہیں **حاصل** پھر جب آیا پاس یعقوب کے اور اس پیرہن یوسفی کو انکے منھ پر ڈالا تو یعقوب بینا ہوگئے اور کہا اے لوگو میں تمسے نہ کہتا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ اسرار جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے **معالم** یعقوب نے بشیر سے کہا یوسف کیسے ہیں وہ بولا عزیز مصر ہیں آپنے فرمایا میں ملک لیکر کیا کرونگا یہ بتا دین کیا ہے بولا دین اسلام وطریق آبائے کرام فرمایا اب نعمت اللہ کی پوری ہوئی **لطیفہ** یعقوب و زلیخا دونوں نے یوسف کے عشق میں آنکھیں کھوئیں اور پھر باعجاز جمال جان بخش بینا ہوئے معلوم ہوا کہ جبتک طالب صادق ایسی یہ آنکھیں نہ بے بصر کے نظارے کیے ہیں اور یہ ہستی جس میں غیر محبوب کھپے ہیں فنا نکرے اور لطف محبوب حیات تازہ عطا نفرمائے جمال حضور قابلیت نظر پیدا نہیں ہوسکتی

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ۝

بولے اے باپ ہمارے بخش ہمارے لیے گناہ پہلے سے ہم ہی تھے خطاکار

زیارت یعقوب نے عرض کی اے پدر مہربان ہماری خطاؤں کی مغفرت اللہ سے کرا لیجیے ہم سب خطا وار تھے ایذائے یوسف و بیان کذب یا آپکی نسبت اتہام بے عقلی میں۔

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

کہا اب بخشش مانگونگا مین تمھارے لیے رب اپنے بیشک وہ غفور رحیم ہے

آپ نے فرمایا مین اللہ تعالےٰ سے تمھارے لیے مغفرت کی خواستگاری کرونگا وہ غفور رحیم ہی معاف کردیگا **ف** یہ وعدۂ پیغمبر وفا سے بڑھکر ہے اب کسیکو جائے کلام نہین بعدازان یعقوبؑ نے سامان سفر کیا اور اہل وعیال سمیت مصر کو چلے

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ؕ

پھر جب داخل ہوئے یوسف پر جگہ دی طرف اپنے ماں باپکو اپنے اور کہا داخل ہو مصر مین اگر چاہا اللہ نے با امن

جب یہ قافلہ مصر مین آگیا تو یوسفؑ نے اپنے والدین کو اوتارا اور تعظیم وتکریم کی اور تمام متعلقین سے کہا مصر مین داخل ہو امن وراحت سے انشاء اللہ تعالےٰ **معالم** کہا مفسرین نے کہ ماں یوسفؑ کی مرچکی تھین تو شاید یہان خالہ مراد ہین **حدائق** جب گروہ حق پژوہ آل یعقوبؑ کا مصر کے قریب آیا بادشاہ مصر مع ارکین دولت یوسفؑ کے ساتھ ہو کر لغرض حصول شرف استقبال نکلا یوسفؑ بڑھکر باپ کیخدمت مین حاضر ہوئے بادشاہ نے دست وپاے حضرت اسرائیل پر بوسے دیئے اور کمال توقیر وتعظیم سے لائے

وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ؗ قَدْ

اور بلند کیا ماں باپکو اپنے تخت پر اور گرے سب یوسفؑ کیلیے سجدہ کرتے ہوئے اور کہا اے باپ یہی ہے تعبیر میرے خواب کی پہلے سے البتہ

جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْۤ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ

بنایا اس خواب کو میرے رب نے حق اور البتہ احسان کیا مجھپر جبکہ نکالا مجھے قیدخانے سے اور لایا تمکو جنگل سے بعد اسکے

اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝

کہ جھگڑا ڈالا شیطان نے مجھ مین اور میرے بھائیون مین بیشک میرا رب عمدہ تدبیر کرتا ہے جسکے لیے چاہے بیشک وہ دانا ہے حکمت والا ہے

یوسفؑ نے کمال تعظیم وتوقیر سے اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا۔ اور سبکے سب یعنی ماں باپ اور گیارہ بھائی یوسفؑ کے لیے سجدے مین گرے اور یوسفؑ نے کہا اے باپ یہ میرے خواب کی تعبیر ہے جو مینے پہلے دیکھا تھا اللہ تعالےٰ نے اُسے حق کردیا اور میرے ساتھ بڑا احسان کیا دفع اتہام وثبوت عفت وعطاے امارت وحسن نظم وعدل ونکاح زلیخا واولاد صالح سے جبکہ مجھے محبس سے نکالا اور بڑا احسان کیا زیارت پدر وملاقات اقارب ودفع غم جدائی وسرور قلب محزون یعقوبؑ سے جبکہ تم سبکو کنعان کے جنگل سے لے آیا اور اس میل ویکجائی نے زیادہ لطف دیا بعد اس جھگڑے کے جو شیطان نے درانداز ہو کے میرے اور میرے بھائیون مین واقع ہوگیا بیشک میرا رب جسپر چاہے احسان وعنایت فرمائے وہ مصالح

کو بیان کی ہے اور ہر امر کی مصلحت سمجھتا ہے **ف** ان چند ضمون میں تمام سرگذشت مذکور فرمائی
تعظیم و تکریم والدین سے تعبیر خواب سے قصہ قید و خلاص و امارت تک ذکر ترک کنعان و سکونت مصر و
زیارت اقارب سے شکایت نزاع اخوان سے شکر عنایات الٰہی **سجدًا** کہا مفسرین نے کہ مراد اس سے سجدہ
نہیں بلکہ ہے ان کا سلام تھا **ف** جو تکلفات سجدۂ آدم و سجدۂ یوسفؑ میں کیے گئے انکی ضرورت
نہیں اسلیے کہ سجدۂ تعظیمی انکی شریعت میں حرام نہوگا مگر صرف جھک جانا جیسا کہ بعض کے قول
میں ہے اظہر نظر و سے باطل **مسئلہ** معلوم ہوا کہ اہل شہر کو دیہاتیوں پر شرف ہے جیسا کہ
حضرت یوسفؑ نے محل شکر میں ذکر کیا اسی سبب کہا فقہا نے کہ دیہاتی کی امامت مکروہ ہے —

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ

اے رب تحقیق دیا تو نے مجھے ملک اور سکھائی تو نے مجھے تعبیر باتوں کی

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ

پیدا کرنے والے آسمانوں کے اور زمینوں کا تو ہے ولی میرا دنیا میں اور آخرت میں اور مار تو مجھے

عطا فرمایا اور سخن فہمی کا خالق ہی تو ہی میرا	مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ مسلمان اور ملا تو مجھے صلحا سے	اے رب تو نے ملک سکھائی تو ہی آسمان اور

دوست اور حامی اور کارساز ہے دنیا میں اور آخرت میں تو مجھے مسلم و مومن مار اور انبیاے صالح کے
ساتھ شامل کر **مالکیت** کو متبادر یہ ہے کہ یوسفؑ کو ملک مصر مستقل عطا ہوا ہو مگر وزارت بھی آپکی
سلطنت سے کم نہ تھی اس لیے کہ رعایا منقاد سلطان مطیع ہر تدبیر درست تھی **مسئلہ** دعا سے
پہلے حمد و ثنا ذکر نعمت موجب قبول ہے **عرائس** یوسف نے باپ کو خزانے دکھائے انھین ایک مکان
سارے کاغذون سے بھرا دیکھکر فرمایا اے نور چشم اس قدر کاغذ موجود اور رہین کبھی ایک پرچہ بھی نہ
لکھا عرض کی سب کاغذ حضرت کے لیے ہین جب چاہتا کہ کوئی عریضہ لکھون جبرئیل روک دیتے
تھے ورق سادہ اس مکان مین ڈالدیتا یہ انبار وہی ہے ۔ پھر بیٹون کے لیے دعاے مغفرت کی
اور جبرئیل سند قبول لائے اور یہ کہ بعد آپکے انھین نبوت عطا ہوگی پھر چوبیس برس حضرت یعقوبؑ
مصر مین رہے جب وقت موت آیا اپنی اولاد کو جمع کرکے استفسار کیا مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ
بَعْدِيْ میرے بعد کسکی عبادت کروگے سب نے کہا تیری اور تیرے ابا کے معبود کی جو واحد ہے پھر
فرمایا اے بیٹو خبردار نہ مرنا مگر اسلام پر پھر وصیت کی کہ انکا جسم مطہر شام بھیجا جائے اور اپنے
باپ اسحٰقؑ کے پاس دفن ہون حضرت یوسفؑ نے اس وصیت کو پورا کیا اور خود مع لشکر

واولاد یعقوب وامراے مصر بیت المقدس لے گئے اسی دن عیص بن اسحٰق نے بھی انتقال کیا تھا ایک ہی قبر مین دونون بھائی دفن ہوئے پھر ایک مدت تک حضرت یوسف مصر مین رہے جب آپکا وقت وصال آپونچا تمام بنی اسرائیل کو جمع کیا اُسوقت سب اسی مرد تھے بعد ازان نصائح مفید واخبار حوادث آیندہ و ذکر مظالم فرعون وقصۂ نبوت موسیٰ و وصیت صبر استقلال فرماکر وصیت فرمائی کہ یہوذا میرے خلیفہ ہون بنی اسرائیل کی سرپرستی فرمائین جب روح مقدس نے فضاے قدس و مجلس انس کی طرف توجہ کی تمام اہل مصر باعتقاد دلی خواہان تھے کہ ہمارے محلے مین دفن ہون آخر کار آپکو نیل مین دفن کیا کہ تمام بندگان خدا اُس آب حیات سے مستفید ہون یہ تابوت شریف حضرت موسیٰ بوقت ترک مصر اپنے ہمراہ لے گئے اور ارض کنعان مین دفن کیا اور آج تک وہین ہے -

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا

یہ خبرون سے غیب کی ہے کہ ہم اُتارتے ہین تیری طرف تیرے اور نہ تھا تو پاس اُنکے جب ٹھیرا چکے وہ اپنے

اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ۝ وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝

کام اپنا اور وہ داؤ کرتے تھے اور نہین اکثر آدمی اگرچہ حرص کرے تو ایمان لانیوالے

یہ غیب کی خبرین ہین جو ہیمنے آپکی طرف وحی کین آپ وہان موجود نہ تھے جب اولاد یعقوب اپنے ارادے درست کرتے تھے اور یوسف کے ساتھ داؤ کرتے تھے اور اے نبی کریم آپ چاہے جسقدر حرص کرین اور سعی فرمائین اکثر آدمی ایمان نہین لائینگے

وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ ع۱۱

اور نہین مانگتا تو اُنسے اسپر کوئی اجرت نہین یہ مگر نصیحت واسطے تمام عالم کے

اور آپ تو ان کفار سے کوئی اجرت بھی طلب نہیں فرماتے کہ وہ وحشت و نفرت کرین آپ کی تمام سعی آپکی اہل عالم کی نصیحت کے لیے ہے معاملہ آپکے ذمہ ہے بعض نے کہا کہ قصہ یوسف بیان کرو اگر توریت کے موافق ہے تو ہم ایمان لا ئینگے جب یہ مفصل و مرتب قصہ نازل ہوا ایمان نہ لائے آپ ملول ہوئے ارشاد ہوا آپکی ہزار خواہش ہو یہ تو ایمان نہ لائینگے اور آپ کچھ مانگتے تو نہین کہ مایوس محزون ہون آپکا کام تبلیغ ہے وہ کیجئے - اور ایک آیت پر کیا ہے -

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝

اور بہت نشانیان ہین آسمانون مین اور زمین مین گذرتے ہین اُنپر اور وہ اُنسے منہ پھیرے ہین

زمین و آسمان مین قدرت کاملہ کی ہزارون علامتین ظاہر ہین جپر گذر تے لیعنے جنھے معلوم ہوتے

ہیں اور وہ کچھ بھی انکی طرف پروا نہیں کرتے

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ۝

اور نہیں ایمان لاتے اکثر آنکے اللہ پر مگر وہ شرک کرنیوالے ہوتے ہیں

معالم مشرکین عرب کی شان میں نازل ہوا کہ جو وقت حج کہتے لبیک اللھم لا شریک لک الخ اور پھر شرک کرتے یعنے اکثر وہ کفار ہیں جو اللہ پہ ایمان نہیں لاتے مگر بحالت شرک۔

أَفَأَمِنُوا أَنْ تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝

کیا نڈر ہو گئے کہ آجائے انپر ڈھانکنے والا عذاب اللہ کے یا آئے انپر قیامت دفعۃً اور وہ نہ جانتے ہوں

کیا کفار بیخوف ہیں کہ اللہ کا عذاب گھیر لینے والا آجائے اور وہ بھاگ نہ سکیں یا قیامت آجائے اور وہ بے خبر ہوں اور کچھ بنائے نہ بنے

قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝

کہدیجئے یہ راہ میری ہے بلاتا ہوں طرف اللہ کی بینائی پر ہوں میں اور جو پیرو ہوا میرا اور پاک ہے اللہ اور نہیں میں شرک کرنیوالوں سے

آپ کہدیجئے کہ میری تو یہی راہ ہے اللہ کی طرف تمکو بلاتا ہوں اور نادان نہیں بلکہ بصیرت یعنے دلیل روشن وحجت پر ہوں میں اور جو لوگ میرے تابع ہوئے اور اللہ پاک منزہ ہے اور میں مشرک نہیں **بصیرت** معرفت و نور دل۔ یہاں مراد وہ دلائل ہیں جو نقلاً محکم اور عقلاً مسلم ہوں **ف** معلوم ہوا کہ اصحاب رسول سب کے سب راہ راست پر تھے اس لیے کہ مَنْ عام ہے ہر پیرو کو شامل پس اصحاب رسول کا گمراہ کہنے والا منکر قرآن ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي

اور نہیں بھیجے ہمنے پہلے سے آپکے مگر مرد کہ وحی کی بھیجے طرف انکے بستی والوں سے کیا نہیں سیر کرتے

الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ

زمین میں پس دیکھتے کیا ہوا انجام انکا جو پہلے تھے انسے اور البتہ گھر آخرت کا

خَيْرٌ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

اچھا ہے انکے لیے جو ایمان لائے کیا نہیں جانتے

اے نبی کریم ہم نے آپ سے پہلے پیغمبر نہیں بھیجے مگر مرد تھے کہ انپر ہم وحی کرتے تھے جن و ملک نہ تھے اور انھیں بستیوں کے رہنے والے تھے محض بے تعلق خانہ بدوش نہ تھے کیا زمین کی سیر نہیں کرتے کہ دیکھو کہ عاقبت کار انکا کیا ہوا جو ان سے پہلے تھے یعنے پیغمبروں کے نافرمان بردار مکذب کیسے عذاب سخت میں گرفتار رہوئے اور انکے نام مطیع کیسے غالب و کامیاب رہے انکو

بھی اسی کا انتظار چاہیے اور خانہ آخرت ڈرنے والوں کے لیے دنیا اور اُسکی تمام خوشیوں سے بہتر ہے
اگر سمجھیں **ف** یہ ذریعہ ہم کفار ہو جو تعجب کرتے کہ ہم میں رہنے والا کھانے پینے والا ہمسا آدمی
پیغمبر کیونکر ہوگا رجال باشارۃ النص احتراز ہو عورت توں سے اور قری کہا بعض نے احتراز ہو جنگلی آدمیوں سے

حَتّٰۤی اِذَا اسْتَیْـَٔسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّیَ مَنْ نَّشَآءُ
یہانتک کہ جب مایوس ہوئے پیغمبر اور سمجھے کہ وہ جھٹلائے گئے آگئی ان کو پاس مدد ہماری تو نجات دی ہمنے جسے چاہا

یعنے جب ہمارے بھیجے پیغمبر کفار کے ایمان سے مایوس ہو گئے اور گمان غالب

وَ لَا یُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ۝
اور نہیں پھرتی آفت ہماری قوم گنہگار سے

ہوگیا کہ سوا ے تکذیب کے آسنے پر نہوگا اللہ تعالی کی مدد آئی یعنے منکرین پر عذاب مسلط ہوا
تو اُس سے صرف جسے ہمنے چاہا بچالیا یعنے مومن یا وہ کافر جسکے بچانے میں کوئی مصلحت تھی بچ گیا باقی
سب کے سب ہلاک ہوئے اور ثابت ہو گیا ہے کہ اللہ کا عذاب اللہ کی لڑائی گنہگار وں سے ٹلتی نہیں۔

لَقَدْ كَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی وَ لٰكِنْ
البتہ تھی قصہ میں اُنکے عبرت واسطے ارباب دانش کے نہیں بات بنی ہوئی لیکن

تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ تَفْصِیْلَ كُلِّ شَیْءٍ وَّ هُدًی وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۠ ۝ ع۱۲
تصدیق ہو اُسکی کہ سامنے ہے اور تفصیل ہو ہر شئے کی اور ہدایت اور رحمت ہو قوم یقین کرنیوالی کے لیے

۵۹ انبیاے سابق و امم گزشتہ کے قصوں میں دانشمندوں کے لیے عبرت ہو وہ اُنکے واقعات سنتے
ہیں اور اپنی نسبت بھی ایسا ہی خیال کرتے ہیں پھر بلا سے بچتے ہیں اور فائدوں کی طرف جھکتے ہیں
اور یہ قرآن دل کی بنی بات نہیں بلکہ تصدیق و شہادت اُن کتابوں کی ہے جو اُسکے سامنے ہیں
یعنے توریت و انجیل وغیرہ اور اس میں ہر ضروری اور بکار آمد شئے کی تفصیل و حکم ہے اور
ہدایت و رحمت ہے ارباب یقین کے لیے

سورۃ الرعد — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — مکیۃ

عنوان سورت میں کئے اختلاف ہیں اول (مکی ہو یا مدنی) معالم مکی ہو مگر دو آیتیں مدنی ہیں
ابن کثیر مکی ہے کبیر مکی ہے اور جابر ابن زید نے کہا بالاجماع مدنی ہو مگر ایک آیت مکی ہو سراج
کہا بعض نے مکی ہے اور کہا بعض نے مدنی ہے **ف** ہم ان آیات مذکورہ کی تفصیل اپنے اپنے
مقام پر کردینگے دوم اس میں ۴۳ آیتیں ہیں (معالم) ۴۴ یا ۴۵ یا ۴۶ آیتیں ہیں (سراج)

۴۵ آیتیں ہیں (جامع) ۴۳ یا ۴۴ یا ۴۷ آیتیں ہیں (اتقان) نام اسکا سورۂ رعد ہے کہا ابن حزم نے ایک آیت باتفاق منسوخ ہے اور دوسری میں اختلاف ہے۔

الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ

یہ آیتیں ہیں کتاب کی اور وہ جو اتارا گیا طرف تیری رب کی حق ہے مگر اکثر آدمی نہیں ایمان لاتے

الٓمّٓر حروف مقطعات سے ہے واجب الاعتقاد۔ ممنوع التاویل تلک یہ سورت کتاب مجموع قرآن والذی انزل جملہ احکام و اخبار منزلہ الحق ثابت و صحیح غیر محتمل۔ یعنی یہ سورت آیتیں ہیں کتاب کی اور جو کچھ آپ پر اللہ کی طرف سے اوتارا گیا حق ہے مگر اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

اللہ وہ ہے جسنے بلند کیا آسمان بدون ستون کے دیکھتے ہو تم اسے پھر مسلط ہوا عرش پر اور مطیع کیے آفتاب اور ماہتاب

كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ

سب جاری ہیں وقت معین تک تدبیر کرتا ہے کاموں کی بیان کرتا ہے آیتیں تاکہ تم ملنے پر اپنے رب کے یقین کرو

اللہ وہ ہے جسنے آسمان بے ستون بلند کیے تم آنکھوں سے دیکھ رہے ہو پھر عرش کو جلوہ گاہ خاص بنایا اور شمس و قمر کو فرمانبردار کیا ایک مقرر وقت یعنے بقائے عالم تک (پھر معاملہ نوع دگر ہو جائیگا) تمام کاموں کی خود تدبیر کرتا ہے (دوسرا شریک معین نہیں) اپنی قدرت اور احکام کی نشانیاں صاف بیان کرتا ہے شاید تم اپنے رب کی ملاقات پر یقین لاؤ کہ مرنے کے بعد جینا اور حضور پروردگار عالم میں پیش ہونا ہے

وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ۭ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا

اور وہی ہے جسنے پھیلائی زمین اور بنائے اسمیں پہاڑ اور نہریں اور ہر قسم کے پھل بنائے زمین میں

زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ

جوڑی دو ڈھانکتی ہے رات دنکو بیشک اسمیں نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے کہ فکر کرتے ہیں

مد کھینچنا اور پھیلانا کبیر زمین مدور تھی پھر ہیبت اللہ کے تلے سے بڑھائی گئی اور کہا بعض نے بیت المقدس کے پاس مجتمع تھی پھر بحکم خدا وہ مفروش ہوئی رواسی کنایہ ہے جبال سے زوجین تثنیہ ہے زوج کا اور زوج ضد فرد اس لحاظ سے کہ فرد وہ اکیلا ہے جسکے ساتھ دوسرے کا اعتبار نکیا جائے اور زوج وہ اکیلا ہے جسکے ساتھ دوسرے کا اعتبار ہو اور اثنین بدل یا صفت ہے زوجین کا پھر کیلوان یا دوسری اشیا کا جفت و زوج ہونا ... مقابل و مماثل ہے جیسے

سبز کے لیے زرد یا سرخ شیریں کے مقابل تلخ طویل کے لیے قصیر سوائے ذات یگانۂ مطلق
سب زوج ہیں اس لیے فرمایا امام ابوحنیفہ نے کہ توحید حق سبحانہ تعالے مثل وحدت عدد کے
نہیں اور کہا محققین نے وہ توحید منفی ہے کثرت ودوئی کی حاصل اللہ وہ ہے جس نے
زمین بڑھائی اُسپر پہاڑ قائم نہریں جاری ہر قسم کے پھل پیدا کیے رات دن کو چھپاتی ہے
یہ کھلی کھلی نشانیاں اُنکے لیے ہیں جو تفکر کرتے ہیں **ف** بعد حقانیت قرآن وذکر عجائب
آسمان عالم سفلی کے فوائد ولطائف بیان کیے زمین یبس و ثقل کہ جو ہے محدود و غیر منتشر
نہو سکتی تھی مگر قدرت کاملہ سے نرم ولطیف اشیا کی طرح بڑھا دی پہاڑ ایسے کہ ہل نہ سکیں
نہریں وہ کہ ایک دم نہ ٹھہریں قسم قسم کے پھل اور یہ اعجوبہ تھا کہ تاریکی نور کو ڈھانک لے
اسپر بھی کوئی نہ سمجھے تو اس سے خدا سمجھے **بحث** زمین کے مفروش و ممدود ہونے سے سمجھا جاتا
ہے کہ کروی نہو اور کہا صاحب تفسیر کبیر نے کہ زمین بوجہ جسامت کے آنکھوں میں مسطح نظر آتی ہے
اُس سے یہ ضرور نہیں کہ ایسے ہی ہو لیس اشارات قرآنی ہماری نظر کے لحاظ سے یا فوائد کے اعتبار سے
وارد ہوئے اور شکل کروی اسکی اللہ کے علم و بصر میں عیاں ہے اور دلائل عقلیہ و تجربہ مسلم اسکا شاہد
جس سے انکار مکابرہ وجدل ہے بلکہ جہل **ف** صورت اصلی زمین کی جو ہو اسکا جانے ہم کیا اور ہماری نظر
کیا مگر اشارات قرآنی سے انکار کرتے بھی ڈر رہے ہیں رہے مسلمات حکما وہ کیا اور انکا اقرار و انکار کیا گو
ممکن ہے کہ کروی ہو اللہ تعالے نے ہمارے سمجھانے کو یہ فرمایا بمناسبت منافع مسطح و ممدود کا
اطلاق آیا ہو لیکن جب زمین کی صورت نے یہ نہ بتایا دکھایا تو آسمانوں کی ماہیت میں کیا سمجھ میں آئے گی
بحث فرمایا صاحب تفسیر کبیر نے اصل پہاڑ کی حکما کے نزدیک یہ ہے کہ دریا سے کیچڑ ہوئی اور
وہ بحرارت آفتاب سوکھکر پتھر بنی پھر اس بودی وجہ کو قوی دلیل سے توڑ پھوڑ کر آواز بلند سنا
دیا کہ یہ سب قدرت قادر مطلق وصانع برحق ہے عقل کیا اور قیاس کیا پھر کہا بخارات کا جسم کثیف ہے
ابخرے قعر زمین سے ٹکرا کر اُسپر جاتے ہیں اور محبوس رہتے ہیں اور جمع ہوتے ہوتے پانی ہو جاتے
ہیں وہ پانی اپنی قوت سے سوراخ کرکے رفتہ رفتہ نہر جاری بن جاتا ہے اللہ مالک مختار ہے جو چاہتا ہے
کر دکھاتا ہے **بحث** رات ایک موجود خارجی ہے ایسا نہیں کہ امر عدمی ہو یعنے نور کا نہونا اگر ایسا ہوتا تو
غلبہ لیل کا نہار پر ممکن نہوتا اس لیے کہ عدمی خود لاشئے ہے وجودی پر کیونکر غالب آ سکے گا۔

وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ

اور زمین میں قطعے ہیں پاس پاس اور باغ انگور کے اور کھیت اور درخت خرما

صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَهَا

گنجان اور چھترے سینچے جاتے ہیں ایک پانی سے اور ہم بڑھاتے ہیں ایک کو

عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ

دوسرے پر میوہ میں بیشک اسمیں نشانیاں ہیں واسطے قوم دانشمند کے

قطع جمع قطعہ مراد پارہا ے زمین متجاورات تجاور یعنے باہم جار وہمسایہ شدن نخیل درخت خرما او ر سلق درخت کو بھی کہتے ہیں صنوان وہ کئی درخت جو ایک جڑ سے نکلے ہوں اکل خوردنی مراد ذائقہ وتاثیر وغیرہ یعنے زمین میں ٹکڑے ٹکڑے ہیں بعض دوسر بعض عمدہ اور ایک دوسرے کے قریب ہیں دور بھی نہیں اور انگور کے باغ اور غلے اناج کے کھیت اور کھجور کے درخت ہیں اصل یعنے زمین ایک اور تاثیر الگ الگ پھر درخت بعض گنجان ہیں بعض چھترے اگرچہ ایک پانی یعنے مینہ یا دریا سے دونوں سینچے جائیں پھر بعض کو دوسرے پر ذائقے وغیرہ میں فضل حاصل ہو اسمیں نشانیاں اور دلائل قدرت ہیں سمجھ داروں کے لیے ف آیت ظاہر ہے ذکر انعامات ہیں اور نقص ہو کمال قدرت وعجز عقل میں اس لیے کہ زمین سب ایک جنس پانی سب ایک قسم کا اور تاثیر یہ کہ کہیں خاک بھی نہ اگے اور کہیں سب کچھ کہیں پانی میٹھا کہیں کھاری کسی درخت کا پھل شیرین کہیں کا تلخ کہیں انگور کہیں غلہ کہیں کچھ بھی نہیں پھر ایک جنس کی کھجور کہیں گنجان کہیں پراگندہ **مسئلہ** معلوم ہوا کہ تمام اسباب وعلل جو اہل حکمت بیان کرتے ہیں گو ممنوع نہیں مگر لازم بھی نہیں **مسئلہ** ہمارے زمانے کے نوخیز جو مقتضائے طبع کو لازم اور خلاف اصل و فطرت محال جانتے ہیں اور یہانتک کہ عصائے موسوئی ودم عیسوی میں دم تاویل مارا گلزار ابراہیم و سنگ باری ابابیل کو خیال ٹھرایا اپنے ایمان کی خبر لیں نص صریح کا انکار محل تردد ہے متجاورات وماء واحد وغیرہ کا فائدہ سوائے اسکے اور کیا ہے کہ طبیعت ایک ہو اور حکم مختلف مؤثر واحد اور اثر متعدد

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ڛ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ

اور اگر تعجب کرے تو لو تعجب ہے کہنا انکا کیا جب ہوگئے ہم مٹی کیا ہم نئی پیدائش میں ہونگے یہ ہیں جو

كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

کافر ہوئے رب سے اپنے اور یہی ہیں کہ طوق ہیں گلو میں انکے اور یہی ہیں صاحب آگ کے وہ آگ میں ہمیشہ رہینگے

اے نبی کریم اگر آپ انکے انکار و نافہمی یا مطاعن وغیرہ پر تعجب کریں تو سب سے زیادہ تعجب انگیز انکی یہ بات ہے کہ کہتے ہیں کیا جب ہم مرکر سڑ گل گئے خاک ہوئے کیا پھر نئے سر سے پیدا ہونگے یہی لوگ

اپنے رب سے کافر ہوئے یہی ہیں جنکی گردنوں میں طوق ہونگے (اور بحضور پروردگار عالم لائے جائیں گے یہی لوگ دوزخی ہیں اور ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ

اور جلد مانگتے ہیں آپ سے برائی کو پہلے بھلائی سے اور بیشک گزر چکے پہلے اُن سے عذاب

وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ○

اور بیشک رب تیرا صاحب بخشایش ہے واسطے آدمیوں کے انکے ظلم پر اور بیشک رب تیرا سخت ہے عذاب میں

مثلات جمع مثلہ یعنے عذاب منکرین آپ سے عذاب مانگتے ہیں عافیت اور اچھائی سے پہلے اور ان سے پہلے بہت عذاب گزر چکے ہیں (مثل قوم لوط و عاد و فرعون وغیرہ کے) تیرا رب بیشک بخشش والا ہے اگر درگزر کرے یا نادم ہونے پر عفو فرمائے تو کیا بعید ہے اور تیرا رب سخت عذاب کرنیوالا ہے انکا تم سے طلب کرنا موجب ہلاکت ہو جائے تو کچھ دور نہیں۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ○ ع

اور کہتے ہیں جو کافر ہوئے کیوں نہ اتاری گئی اسپر نشانی اسکے رب سے آپ مگر ڈرانیوالے اور واسطے ہر قوم کے رہنما ہے

یہ جواب تردید ہے کفار کی بیجا درخواستوں کی کہ آپ کے ساتھ خزانہ آئے یا فرشتہ ہو تو ہم ایمان لائیں ارشاد ہوا کافر کہتے ہیں کہ آپ کے ساتھ کوئی علامت کیوں نہ اتاری گئی آپ تو اے نبی کریم صرف ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کا ہادی اللہ ہی ہے آپکا کیا کوئی مانے یا نہ مانے یا آپ بھی ویسے ہی منذر ہیں جسطرح تمام قوموں کے لیے ایک ایک ہادی تھا کوئی نیا امر نہیں کہ کفار تعجب کریں اور یہ طعن انکار بھی نہیں کہ آپ مکدر و ملول ہوں ایسا ہوتا ہی آیا ہے فرمائشی معجزے دکھانا کھینچ کر جنتی بنا لینا آپ کے ذمے نہیں ف لفظ ہادی میں تین تاویلیں ہیں اور تینوں صحیح ۱ آپ منذر ہیں اور اللہ ہادی اب ہدایت بمعنے ایصال الی المطلوب یعنے اطمینان وصول جنت ہے ۲ ہر قوم کے لیے ایک ہادی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہر قوم اور ہر زمانے میں ایک پیغمبر یا اسکا قائم مقام شرط ہے ۳ آپ ہی منذر و ہادی ہیں یہ نص صریح ہے کہ آپ تمام آدمیوں کے پیغمبر ہیں۔ اور ان دونوں صورتوں میں ہدایت بمعنے رہنمائی ہے ربط جب کفار کے بیجا سوالات کی تردید ہو گئی تو مزید اطمینان اور انکی حیلہ سازی کے اظہار کے لیے اپنے علم وسیع کا ذکر فرمایا۔

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ○

اللہ جانتا ہے جو اٹھاتی ہے ہر مادہ اور جو سکڑتی ہیں رحم اور جو بڑھتے ہیں اور ہر شے اسکے نزدیک اندازے سے ہے

اللہ تعالیٰ جانتا ہے ہر مادے کے حمل کو اور بچہ دان کے گھٹانے بڑھانے کو اور ہر شے اُسکے علم مین اندازے سے ہے رحم کا سکڑنا یہ ہے کہ بچے کو گرنے نہین دیتا اور بڑھنا وقت وضع ہے یا جو جنین بڑھے رحم بھی بڑھتا ہے یا مراد کمی سے قلت مدت اور زیادتی سے طول مدت جسکی انتہا دو سال تک ہے مقدار یعنے ذات یا اوصاف یا مدت بقا و اثر وغیرہ تمام چیزین اندازہ و مقدار سے ہین خود رو نہین ف آیت نص ہے کہ کوئی شے مقدار علمیہ الٰہی سے نہ بیش ہے نہ کم ہے نہ باہر پس وجود تجزی الی غیر النہایت باطل ہوا اس لیے کہ مقدر معین بے نہایت نہین ہو سکتا گو ہمارا علم اُسے محیط نہو۔

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ۝ سَوَاءٌ مِّنكُم مَّنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَن جَهَرَ بِهِ

دانا غائب اور حاضر کا بزرگ سوتے سے برابر ہے تمسے جو چھپائے بات اور جو ظاہر کرے

حاضر جانتا ہے بزرگ ہے	وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ	اللہ تعالیٰ غائب
مین دوسرا شریک	اور جو چھپتا ہے رات مین اور پھرتا ہے دن کو	اور برتر ہے ان صفات

نہین اس لیے کہ نہ بدون تعلیم الٰہی کوئی غیب جان سکتا ہے اور نہ کیسکو حقیقی بزرگی و علو حاصل ہے بلکہ تمام بزرگان مخلوق کی بزرگی ایسی ہے جیسے سقف خانہ صحن سے گو بلند ہے مگر ذرا سر اُٹھا کر دیکھو تو آسمان سے اُسے کوئی نسبت نہین) اُسکے علم مین برابر ہے وہ جو بات مخفی کرے اور وہ جو باعلان کہے وہ جو رات کے پردے مین چھپے اور وہ جو دن دوپہر کو کوئی کام کرے سوائے سے معلوم ہوا کہ وہان سبکی ایک ہستی ہے قوی و ضعیف و خرد و بزرگ حاضر و غائب سب ایک حال پر ہین تفاوت مراتب ہماری نسبت و اعتبار سے ہے ف قول سے کنایہ ہے راز و حدیث نفس و سخن مخفی و نیت و ارادہ و تخیل سے اور سارب کنایہ ہے افعال جوارح سے غیب جسکے ادراک کے آلات نہین عطا کیے گئے شہادت جسکے ادراک کے آلے دیے گئے ہین عموماً ہون یا خصوصاً ربط بعد ذکر علم و احاطۂ صنائع قدرت و عبرت و عظمت کا بیان فرمایا اور ایسے انتظامی سلسلون اور عقلی اسباب سے کہ بحسب عادت و فہم بشر کے ذہن نشین ہو

لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ

اُسکے لیے پے در پے آنیوالے ہین سامنے سے اور پیچھے سے اُسکے بچاتے ہین اُسے حکم سے اللہ کے

اے انسان تو خود رو خود مختار بے سر پے والی وارث نہین کہ جو چاہے کرے اور جو چاہے سے تجھے ایذا پہنچا سکے حق سبحانہ تعالیٰ کیطرف سے ملائکہ معقب یعنے یکے بعد دیگرے آنیوالے ہین جو

له متعال اصل اسکی متعالی بروزن تفاعل باب تفاعل ۱۲
سارب ... باب نصر ینصر بروزن فاعل ...

سامنے اور پیچھے سے انسان کے محافظ ہین اللہ کے حکم سے معقبات باتفاق مفسرین ملائکہ
محافظ مراد ہین الحیا ایک مان کے پیٹ مین دو فرشتے طفولیت مین ایک بعد بلوغ دو کراماً
کاتبین قبر مین دو منکر نکیر۔ میدان حشر مین دو ایک قائد دوسرا شاہد حضرت عثمانؓ سے روایت
ہو کہ ایک فرشتہ پیشانی پر مسلط ہو دو ہونٹھون پر معین کہ بات بات کی خبر رکھین مگر جب درود
پڑھا جاتا ہو یہ فرشتے مداخلت نہین کرتے ایک منھ کا دربان ہے کہ کوئی شئے بے حکم جانے نہ دے
ہر آدمی پر اڑسٹھ فرشتے مقرر ہین اگر آدمی دیکھ سکتا تو جانتا کہ کوہ و صحرا مین کتنے جن و انس و حیوان
اُسکے ایذا رسانی پر منھ پھیلائے ہوئے ہین ابن کثیر ہر بندے پر دو فرشتے محافظ ہین ایک آگے ایک
پیچھے کہا مجاہد نے سوتے جاگتے ہر بلا سے بچاتا ہے اور جو دشمن قریب آتا ہو کہتا ہو الگ الگ مگر
جب وقت آجاتا ہے فرشتہ محافظت نہین کرتا اھ اللہ اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ تمام انتظام سلسلے
امر و مشیت و حکم الٰہی سے ہین ضرورت فعلی اقتضاے طبعی کی تابع نہین جیسا کہ فلسفہ کوتاہ بین خیال ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِهِمۡ‌ؕ وَاِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوۡمٍ سُوۡٓءًا
بیشک اللہ نہین بدلتا ہو اُسے جو کسی قوم میں ہو یہانتک کہ وہ بدلدین اُسے کہ جو نفسون انکی ہو اور جب چاہا اللہ کسی قوم سے برائی

اسکی تفسیر صفحہ ۱۰۰ | فَلَا مَرَدَّ لَهٗ‌ ۚ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ وَّالٍ | مین بھی گذری لغیر
سے مراد عام ہو بدلنا | تو نہین پھیرنا اسکے لیے اور نہین انکے لیے کوئی غیر سے اُسکے حمایتی | یا سلب کرنے یا عام

ہے ہر شئے کو شامل ہو نعمت دنیاوی ہو یا اخروی بدنی ہو یا مالی اور ایسے ہی حسن و قبح کی تبدیل بھی اس
مین داخل ہو تغیر فعل کی نسبت قوم کی طرف اسلیے کی کہ اُنکے اختیار و کسب و تعمد سے تغیر پایا جائے مجبور
مضطر۔ لاعلم۔ معاف کیا جائے انفس جمع نفس یعنے وہ ارادہ۔ اعتقاد و محبت و رغبت جو جسم انسان
مین متمکن ہو یا مراد دل ہو یا اعتقاد یا عزم یا عادت سب عام ہو دنیاوی ہو یا دینی حاصل اللہ
تعالے کسی قوم کی حالت نہین بدلتا جب تک وہ اپنے جی کی بات نہ بدلدین اور جب اللہ تعالے کسی
قوم کی طرف بُرائی پہونچانے کا ارادہ کرتا ہو تو اُس بُرائی اور ارادے کا ٹلنا ممکن نہین اور ان بدبختون کا
کوئی والی و حمایتی نہین **ف** آیت مین صراحۃً ظاہر فرمادیا کہ تمکو اپنے بھلائی بُرائی کی کنجی دی ہے جو
تغیر ہوتا ہے وہ تمھارے ہی ہاتھون سے جب تم اپنے جی کی بات بدلتے ہو تو حالت بھی بدل جاتی ہو
مفلس و خوار نیک چلنی سے عزیز و مالدار ہو جاتا ہو امیر۔ معزز بد افعالیون سے ٹھوکرین کھاتا پھرتا
ہو۔ کافر۔ فاسق حُسن اعتقاد سے مومن و عابد اور پاکباز صحبت بد۔ حُب دنیا۔ افعال قبیح سے فاسق
و فاجر ہو جاتا ہو ہم مسلمانون کا ادبار بھی ہمارے ہی شامت اعمال سے ہو نہ سنت پیغمبر و راہ صحابہ

باخبر چھوڑتے نہ مارے مارے پھرتے۔ نہ مسجدیں ویران۔ مدارس اور خانقاہیں عمل سے خالی مسلمان
قرآن سے بے پرواہ ہوتے نہ یہ دن سامنے آتے مسئلہ بندہ کسب پر مختار ہے ورنہ تغیر الٰہی اگر
تغیر اعتقاد سے متعلق نہوتا مسئلہ خالق کل و قادر مطلق اللہ ہی ہے ورنہ اُس کا ارادہ ردّ ہے
اور اُسکا مردود بارگاہ حمایت سے ممنوع نہ رہتا۔

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝

وہی ہے وہ کہ دکھاتا ہے تمکو بجلی بحالت خوف اور امید اور پیدا کرتا ہے بادل بوجھل

برق چمکنا اسی مناسبت سے بجلی کا نام رکھا گیا ابن کثیر برق فرشتہ ہے جسکے لیے چار منہ ہیں
ایک منھ آدمی کا سا دوسرا بیل کی طرح۔ تیسرا النسر یعنے کرگس کا ایسا۔ چوتھا شیر کا۔ جب اپنی دُم
ہلاتا ہے تو بجلی ظاہر ہوتی ہے سحاب بقول فلاسفہ ابخرات ہیں اور ہمارے نزدیک مخلوق ہے اپنی
خدمت پر معین حاصل وہی اللہ ہے جو تمکو بجلی دکھاتا ہے اور رہتہ خوف کی حالت طاری ہوتی ہے کہ مبادا
صاعقہ نہ گرے۔ اور امیدوار رہتے ہو کہ پانی برسے گا اور ہنگھور گھٹائیں پیدا کردیتا ہے پانی سے بوجھل ہوتی ہیں

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ

اور پاکی کرتا ہے رعد حمد سے اسکی اور فرشتے ڈر سے اُسکے اور بھیجتا ہے بجلیاں تو پہنچا دیتا ہے اُسے جسے چاہتا ہے

رعد ترمذی نے ابن عباس سے روایت کی کہ ایکبار چند یہود بحضور نبی

وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ ۝

اور وہ جھگڑتے ہیں اللہ میں حالانکہ وہ سخت ہے عذاب میں

محمود آئے اور کہا فرمائیے کہ رعد کیا ہے ارشاد ہوا ایک فرشتہ ہے بادلوں کا داروغہ اُسکے پاس
آگ کے کوڑے ہیں اُنسے بادل ہانکتا ہے اور جہاں حکم ہوتا ہے لیجاتا ہے۔ پھر عرض کی یہ آواز کیسی
ہے فرمایا اُسکی للکار ہے ابن کثیر حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رعد کی آواز سُبْحَانَ مَنْ سَبَّحَتْ
لَهُ ہے۔ ابن ابی زکریا نے کہا جو بادل کی گرج سنکر کہے سُبْحَانَ الَّذِي يُسَبِّحُ الرَّعْدُ
بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ وہ صاعقہ سے محفوظ رہیگا۔ عبد اللہ بن زبیر جب بادل کی گرج سنتے
باتیں موقوف کرکے اسے پڑھتے اور کہتے زمین والوں کے لیے یہ وعید شدید ہے اور ابو ہریرہؓ سے روایت
ہے کہ آپنے فرمایا اگر میرے بندے میری اطاعت کرتے تو میں انپر رات کو پانی برساتا اور دن کو دھوپ
نکالتا۔ اور رعد کی آواز کبھی نہ سناتا۔ اور عطا نے ابن عباس سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے جب تم رعد کی آواز سنو اللہ کا ذکر کرو ذاکر کو مصیبت نہ پہنچیگی محال شدید
المغالبہ یا شدید القوۃ یا شدید العقاب یا شدید الجدال و شدید الحول کبیر اور کہا ابو سعود نے

شدید المماحلۃ والمکابرۃ والمماکرۃ **حاصل** اور رعد اُسکے حمد کی تسبیح کرتا ہے اور فرشتے بھی یہ سب
بحالت خوف وخشوع ہوتے ہین اور گرنے والی بجلی بھیجتا ہے جس شئے کو چاہتا ہے اُسپر گرتی
ہے یعنے ایسے آیات ظاہرہ ودلائل قاہرہ کے بعد بھی اللہ کے باب مین یہ لوگ جھگڑا کرتے
ہین اور صرف اعجوبہ نمائی نہین بلکہ عذاب اور انتقام اور قوت اور حیلہ وحول مین بھی سخت تر
ہے **ف** اِس مین عجیب قدرت نمائی ہے کہ شکل برق وصوت رعد باوجودیکہ عالم علوی اور
جواہر سماوی سے ہین تمکو محسوس کراتا ہے کہ سحاب مین ناری اور آبی دونون مادے مجتمع ہین
سب سے زیادہ تعجب یہ کہ ایسی قدرت [illegible] اگر [illegible] کلمہ شدید المحال سے معلوم
ہوا کہ یہ سب اسباب مذکورہ کو ہلاک اور تخویف کے لیے ہستے ہین تاہم [illegible] اور [illegible]
ذاتی نہایت شدید ہے اسکی کچھ ہستی نہین **مسئلہ** [illegible] وسحاب موجود ہین [illegible]
فرضی واثر جیسا کہ مذہب ہے فلاسفہ کا **بحث** اخبار سے تو معلوم ہوا کہ یہ [illegible] رعد کی اور [illegible]
اور ملائکہ کو بھی اسمین شریک فرمایا تو اب تخصیص رعد کی کیا رہی جواب [illegible] اور [illegible]
مخصوص رعد کی ہے اور تسبیح وحمد مین دوسرے ملائکہ بھی شریک ہین [illegible] کے منقول کچھ [illegible]
بھی منقول ہین ابو السعود عامر نے آپ سے باتین شروع کین اور اربد کو لگا رکھا تھا کہ پیچھے سے
کام تمام کرے مگر اُسکی تلوار ایک بالشت [illegible] تو [illegible] نے دیکھا تو [illegible] اللہ
تو کافی ہے اربد پر بجلی گری اور عامر طاعون مین ہلاک ہوا [illegible] آپ نے ایک [illegible]
پاس آدمی بھیجے کہ ہدایت کرین وہ ملعون بولا رسول کون ہے اور اللہ کیا ہے کاسے کا ہے سونے کا یا چاندی کا
پیغامبر واپس آیا آپ نے فرمایا پھر جا کر سمجھا [illegible] بار پھر گیا اور اُس لعین
نے وہی باتین شروع کین ناگاہ ایک ابر کا ٹکڑا آیا اور [illegible] اور بجلی اُسپر پڑی اور جلد کر جہنم کا کندہ کر دیا
اسکے متعلق نازل ہوا ویرسل الصواعق الخ

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ

اوسی کے لیے ہے پکارنا سچا اور جنکو پکارتے ہین سوا اسکے نہین جواب دیتے او نکو کچھ مگر جیسا پھیلانے والا

كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ

دونون ہاتھونکو طرف پانی کے کہ پہونچ جاے منہ کو اُسکے اور نہین وہ پہونچنے والا اُسکا اور نہین پکار کافرون کی مگر گمراہی مین

اُسی کے لیے دعاے حق ہے اور جو غیر خدا کو پکارتے ہین وہ جواب بھی نہین دیتے ہان ان کی مثال
ایسی ہے جیسے کوئی پیاسا دونون ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے تاکہ پانی اُسکے منہ مین پہلا آئے حالانکہ

پانی اُسکے منہ مین آ نہین سکتا (ایسے ہی غیر خدا کے پکارنے والے ہرچند ہاتھ پاؤن مارین وہ
اُنکی فریادرسی نہین کرسکتے) اور دعا کفار کی ضائع اور گم شدہ ہے **دعوۃ الحق** لا الٰہ الا اللہ
(معالم) **حق** بمعنے موجود و ثابت اسکی دو قسمین ہین ایک وہ جو فنا ہوسکے یہ حق مجازی ہے
دوسرا جو فنا نہو سکے وہ حق حقیقی ہے (کبیر)

سجدۃ **وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۩**

اور اللہ ہی کو سجدہ کرتا ہی جو آسمان مین ہی اور زمین مین خوشی اور ناخوشی اور سائے اُنکے صبح اور شام

جو کچھ زمین مین ہے اور آسمان پر سب اللہ کو سجدہ کرتے ہین خوشی یا ناچاری سے اور اُنکے
سایے بھی سجدہ کرتے ہین صبح و شام واضح رہے کہ آیت مین کئی بحثین ہین جدھر مفسرین کی توجہ
نہین ہوئی پس **سجدہ** اگر اسکا مفہوم شرعی (یعنے پیشانی کو زمین پر بحالت تذلل و عبودیت
رکھنا) مراد ہے تو یہ کہنا چاہیے کہ ہر شئے سجدہ کرتی ہے مگر اُنکے سجدے باعتبار اُنکے حالات کے
مختلف وضع و طور پر ہین اور اگر کنایہ ہے کمال فروتنی و عجز و اطاعت و انقیاد و تذلل سے تو
کسی تاویل کی ضرورت نہین حضرت واحد قہار کے حضور مین کوئی کیون نہو ناچیز و سرافگندہ ہے
جیسا کہ فرمایا کُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ لَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَآءِ الخ **من** کہا بعض نے یہ آیت
مخصوص ہی ساتھ مومنین کے ملک ہون یا جن یا بشر اور کہا گیا صرف ذوی العقول مراد ہین
مومن ہون یا کافر **ف** کہا گیا کہ مَن عام ہی ہر موجود اسمین داخل ہی لیکن مَن جو ذوی العقول
کے لیے ہی یہان تغلیبًا و تشریفًا مستعمل ہوا کیونکہ افعال و وجود جماد و حیوان ذوی العقول کے مقابلے
مین ہیچ اور تابع ہین یا یہ کہ مقام اطاعت و عبودیت حضرت رب العالمین مین ہر مخلوق عقل و فہم
رکھتا ہی یا اسمین اشارہ ہی ہر موجود کو اسقدر فہم ضرور ہے کہ حضرت الوہیت کی جبروت اور اپنی
عبودیت و تذلل کو پہچان سکے اور یہ امر مختلف طور پر ثابت ہی **طوعًا و کرہًا** کہا گیا مومن بطوع
خاطر سجود ہین اور کفار بقہر و جبر یا یہ کہ امر محبوب مین اطاعت بخوشی ہے اور امر مکروہ مین مجبوری
یا یہ کہ امور اختیاریہ مین بطوع و رضا ہی اور امور اضطراریہ مین جبر و اکراہ جیسے موت و حیات
ف یہ کنایہ ہے عموم احوال سے یعنے ہر حال مین مطیع و منقاد ہین یا کنایہ ہی غایت حکم و سلطنت
الٰہیہ سے اسلیے کہ مخلوق کی سلطنت خواہ ارادی ہے جیسے انبیا کی اطاعت خواہ جبری ہی جیسے
بادشاہون کی حکومت اور سلطنت حضرت واحد قہار کی جامع ہی ارادت و قہر مین **ظلال** یہ کہ
سایہ کوئی شئے موجود نہین بلکہ جو روشنی آفتاب یا کسی اور چیز سے پیدا ہو کر کسی جسم کثیف کی توسط سے

دفع ہو جاتی ہے اسی کو سایہ کہتے ہیں ۲؎ یہ کہ سایہ ایک مخلوق ہے اللہ کی مخلوقات سے جیسے ابر رات۔ دن وغیرہ جیسا کہ روایت کی علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ ذالحبائک میں کہ ایک فرشتہ سایوں پر موکل ہے جب حضرت ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے تو اپنے آپ کو ایک شخص کی گود میں پایا اور وہ پیشانی نورانی سے پسینا پونچھتا تھا اسکا نام (ملک الظل ہے) اور کہا مجاہد نے کہ سایۂ مومن اللہ کو سجدہ کرتا ہے اور مومن بھی راضی ہوتا ہے اور سایہ کافر باوجود اکراہ وناخوشی کافر کے اللہ کو سجدہ کرتا ہے اور کہا انباری نے کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالےٰ سائے میں عقل پیدا کر دی جیسا کہ پہاڑوں میں خشوع پیدا کر دیا ہے **ف** اختلاف وتاویلات سے علیحدہ یہ ہے کہ ظل سے افعال وآثار وتوابع مراد ہوں یعنے ہر موجود خود بھی سربسجود ہے اور وہ افعال وخواص آثار جو اس سے متعلق ہیں سب مطیع ومنقاد ہیں **غدو** صبح **آصال** شام ان دو وقتوں کی تخصیص خواہ باعتبار ابتداء وانتہاء سایہ ہے یا اس لیے کہ یہ اوقات اشرف ہیں اور ہر کام کا اعتبار بلحاظ ابتداء وانتہا ہوا کرتا ہے **ف** یہ بھی کنایہ ہے عموم اوقات سے یعنے ہر وقت صبح ہو یا شام **حاصل** اللہ کا مطیع و فرمانبردار ہے اور اُسیکے حضور میں سر جھکائے ہے جو کچھ آسمان وزمین میں ہے ہر حال اور ہر وقت اختیار ومجبوری رغبت وقہر سے اور جس طرح وہ خود مطیع وذلیل ہیں ایسے ہی اُنکے افعال وآثار بھی یعنے جواہر واعراض واوصاف سب اُسکے مطیع ومنقاد ہیں پس کمال سلطنت وجبروت حق سبحانہ تعالےٰ کا ثابت ہوا جو کسی اور کی نسبت متوہم نہیں ہو سکتا **ربط** اس ارشاد کے بعد ایک دلیل ظاہر بیان فرمائی تاکہ کسی نافہم کو بھی شبہہ نہ رہ سکے اور پہلے سلطنت قاہرہ والوہیت ظاہرہ کی عظمت دکھائی پھر خالقیت وربوبیت عامہ کی نسبت اُنکی زبان سے اقرار لیکر معقول کیا تاکہ شریر نادم ہو اور سعید راہ پر آجائے اور الزام وفہمائش کے مراتب ختم ہو جائیں۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ

کہدیجیو کون ہے رب آسمانوں کا اور زمین کا کہدیجیو کہ اللہ کہدیجیے کیا بنا لیا تم نے اُسکے سوا حمایتی کہ نہیں مالک ہوتے اپنے جانوں کے

نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ڏ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ڬ اَمْ جَعَلُوْا

نفعے کے اور نہ ضرر کے کہیے کیا برابر ہونگے اندھے اور بینا کیا برابر ہوگی تاریکی اور روشنی کیا بنا لیے

لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ

واسطے اللہ کے شریک کہ پیدا کیا ہو مثل پیدا کرنے اللہ کے پس مشابہ ہو گئی خلقت اُنپر کہدیجیو اللہ خالق ہے ہر شئے کا اور وہ واحد غالب ہے

پوچھیے آپ آسمان و زمین کا رب کون ہے (چونکہ کسیکو مجال انکار نہیں) آپ ہی بتادیجیے اللہ ہے پھر کہیے

کیا تم رب العالمین کے غیر کو اپنا حمایتی و کارساز بناؤ گے جو اپنی ذات کے نفع و ضرر کا مالک نہ ہو تو آپ پوچھیے کہ کیا اندھا اور بینا یعنے کافر مشرک نادان اور مومن موحد عارف برابر ہوگا کیا اندھیرا اور اجالا یعنے کفر و ایمان مساوی ہے کیا تم نے اللہ کے لیے شرکا ٹھہرائے ہین جنھون نے اللہ کے مثل مخلوق بنائی ہے اور تمکو شبہ ہوگا ہو کہ آیا یہ اللہ کی بنائی ہین یا ان شرکا کی آپ بتا دیجیے کہ ہر شے کا خالق اللہ ہے اکیلا زبردست **ف** آیت مین فوائد ہین **اول** جب پرورش و نفع و ضرر خلق دوسرے سے متعلق نہین تو کیون ان کسی کی خوشامد اور عبادت کرین **دوم** جب اللہ کی سی خلقت کوئی نہین بنا سکتا تو عذر جہل و مغالطہ کیا کام آئے گا **سوم** نہ سمجھو تو اندھے ہو اور اندھے نہین تو آنکھین موجود ہین اور راہ روشن **چہارم** خالق خیر و شر وہی ہے ورنہ (کل شئے) کا ذکر عبث ہو جائے گا **دلیل** ان تمام دعووں پر قطعی دلیل جس سے کسی دانا کو مجال عدول نہین یہ ہے کہ ہر موجود کے لیے ایک خالق جو اسے پیدا کرے اور پروردگار جو بقا و قیام کا متکفل ہو ضرور ہے ورنہ وجود و قیام اشیا خود بخود ہو جاتا اور یہ باطل ہے پھر اس خالقیت اور ربوبیت کے ساتھ ہی یہ بھی ضرور ہے کہ ایک ہی ذات ہو دوئی کا نام نہ آئے اس لیے کہ اگر کافی نہوگا تو عجز لازم آئے گا اور خالق سے پہلے عجز کا وجود یا خالق پر مخلوق کا تسلط باطل ہے اور اگر ایک کافی ہو تو زیادہ کا ثبوت بلاضرورت ہے اور وجود ضروری بے ضرورت ثابت نہین ہوسکتا پس ضرورۃً ثابت ہوا کہ ایک ہی ذات خالق و رب و واحد ہے اور ہم مسلمان اسی ذات پاک کو اللہ کہتے ہین اسی لیے فرمایا وہ اللہ واحد و زبردست ہے **ربط** ان دلائل واضحہ کے بعد ایک نئی مثال بیان فرمائی کہ شاید اسکا اثر ہو۔

أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۚ وَمِمَّا

اوتارا آسمان سے پانی پھر بہے نالے اندازے اپنے اور اٹھایا بہیا نے پھین اُٹھنے والا اور جس سے

يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ

کہ دھونکتے ہین اوپر آگ مین بطلب زیور یا اسباب کے جھاگ ہے مثل اسکے ایسے ہی مثل مارتا ہے اللہ حق و باطل کی

فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۖ وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ

پس لیکن کف تو جاتا رہتا ہے نکما ہو کر اور جو نفع دیتا ہے آدمیون کو پس ٹھہرتا ہے زمین مین ایسے ہی مارتا ہے اللہ مثالین

آسمان سے پانی برسایا نالے بقدر اپنے ظرف و وسعت کے بہے سیلاب نے اُبھرتے ہوے پھین کو اُٹھایا اور اُن چیزون سے بھی جنپر آگ دھونکتے ہین تاکہ پگھلا کر زیور بنائین جیسے چاندی سونے سے یا اور کوئی اسباب تیار کرین جیسے لوہے تانبے سیسے رانگے سے ایسے ہی پھین نکلتا ہے یونہین اللہ

مثل مارتا ہے حق وباطل کی (بیان مثل) پس لیکن پھین پانی کا ہویا فلزات کا نکما ہوکر جاتا رہتا ہے اور دہ شئے جو آدمیون کو فائدہ دیتی ہے جیسے آب صاف یا نقرہ وطلای خالص شفاف زمین پر قائم وثابت رہتی ہے ایسے ہی اللہ نے مثالین بیان کین یعنے جسطرح بہیا مین پانی سے پھین اور آگ پر فلزات سے میل نکلکر معدوم وفنا ہوجاتا ہے کفۂ آب خواہ درخت یا پہاڑ یا کنارے پر لگیا اور میل فلزات کا کاریگر نے دفع کیا بہر حال ضائع ومعدوم ہوجاتا ہے اور صاف وخالص نفع رسان چیز رہجاتی ہے ایسے ہی حق قائم اور باطل عبث وزائل ہے اودیۃ جمع وادی وہ مقام وسیع جہان پانی جمع ہوکر بہے رابی بڑھنے اور اُبھرنے والی مما عام ہے ہر گلنے والی فلزات کو شامل جفاء ضایع ورائیگان بیکار وچیز باطل ضرب مثل مارنا ف آیت مین اشارہ ہے کہ گو ابتدا مین باطل عالی وغالب نظر آئے مگر آخر زائل وضائع ہوجاتا ہے نکتہ سالک کے لیے بوقت جوش عشق وتموج شوق وحرارت محبت واشتعال قلب صفا کے ساتھ تکدر اور حق کے ہمراہ باطل طاری ہوتا ہے اگر میلان کامل وجوشش صادق ہے تو صافی کدر سے پاک اور خالص غش سے صاف ہوجائے گا ورنہ نہ نکتہ معلوم ہوا کہ اقسام اقسام کی مثالون مین ایک خاص اثر رکھا گیا ہے ہر شخص کو بحسب مناسبت طبع ایک مثال سے فائدہ ہوتا ہے ایسا ہی ہر قلب کے لیے ایک نصیحت اور ایک طریق موثر ومفید ہے طالب صادق کو چاہیے کہ جویان رہے اور شیخ کامل ہر مجرب نسخے سے علاج کرے اور امیدوار فضل رہے۔

لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ۚ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا

واسطے اُنکے کہ قبول کیا اپنے رب سے نیکی ہے اور جنھون نے نہین قبول کیا اسکو اگر ہوتا اُنکے لیے جو زمین مین ہے سب کا سب

وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ سُوْۗءُ الْحِسَابِ ڏ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ ع ۲

اور مثل اسکے ساتھ اُسکے البتہ فدیہ کرتے ساتھ اُسکے وہی ہین کہ اُنکے لیے برائی حساب کی اور ٹھکانا اونکا جہنم ہے اور برا فرش

جن لوگون نے اپنے رب کے احکام قبول کیے اُن کے لیے حسنے یعنے جنت وخیر دائم ہے اور جنھون نے اس کا حکم قبول نہ کیا اگر ہوتا پاس اُن کے جو کچھ زمین مین ہے اور مثل اس کے اور بھی تو سب کا سب فدیہ مین دے کر دوزخ سے بچنے کے خواستگار ہوتے وہی لوگ ہین جنکے لیے حساب سخت اور باز پرس شدید ہے اور جگہ اُنکی جہنم مین ہے اور برا بچھونا ہے۔

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

کیا جو جانتا ہے کہ جو کچھ اُتارا گیا طرف تیرے تیرے رب کی طرف سے حق ہے مثل اُسکے ہے کہ وہ اندھا ہے نہین نصیحت پکڑتے مگر صاحب عقل

کیا وہ شخص جو یقین کرتا ہے کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے اتارا گیا وہ حق ہے اور مثل اُسکے
ہو جو اندھا ہو اور نصیحت ماننا تو دانشمندوں ہی کا کام ہے علم بمعنے یقین ما انزل سے مراد
قرآن ہے اور احکام الٰہی اعمٰی منکر کا فر

الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۙ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ
جو پورا کرتے ہیں اقرار اللہ کے اور نہیں توڑتے پیمان کو اور جو ملاتے ہیں اسے کہ حکم کیا اللہ نے اسکا کہ

يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۙ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ
ملایا جاوے اور ڈرتے ہیں رب سے اپنے اور ڈرتے ہیں برائی سے حساب کی اور جنھوں نے صبر کیا واسطے طلب رضا کے

رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ
اپنے رب کی اور قائم کی نماز اور خرچ کیا اُس سے کہ دیا ہمنے اُنکو چھپا اور کھلا اور دفع کرتے ہیں

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا
نیکی سے برائی کو وہی ہیں واسطے اُنکے بھلا گھر ہے جنتیں دائمی داخل ہونگے اُسمیں

صلح لائق و صالح ہوا ہو ابا سے مراد	وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ اور وہ کہ لائق ہوا باپ سے اُنکے اور ازواج سے اُنکے اور اولاد سے اُنکے	مراد ایمان و عمل خیر اصول ہیں ذکور

ہوں یا اناث ازواج جفت زن ہو یا شوہر ذریات فروع و تابع و متعلق مثل اولاد و مرید و
شاگرد و مقلد و فرمانبردار کے حاصل جو لوگ اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اقرار کو نہیں توڑتے اور
وہ جو ملاتے ہیں اُسے جسکے ملانیکا حکم دیا گیا ہے اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور قیامت کے حساب
سے خائف ہیں اور جو صبر کرتے ہیں خلاف نفس و مکروہ طبع پر اور اُن نقصانوں اور تکلیفوں کو جو
امتثال اوامر الٰہیہ میں پیش آئیں گوارا کرتے ہیں اس لیے کہ رضاء الٰہی و عنایت شاہنشاہی
حاصل کریں اور نماز قائم اور صدقات ادا کرتے ہیں چھپے اور کھلے یعنے ہر حال میں یا یہ کہ نماز و
صدقات نافلہ مخفی کرتے ہیں کہ خشوع و خلوص مزید حاصل ہوا و نماز و صدقات واجبہ باعلان
ادا کرتے ہیں کہ صورت عبودیت و قبول ارشاد و عظمت اسلام و ترغیب خواص و عوام پائی جاوے
اور برائیوں کو اچھے اعمال یا توبہ سے مٹا دیتے ہیں جیسا کہ معاذ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا
اَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا پیچھے کردے برائی کے نیکی کہ مٹا دے اُسے اور قرآن میں
ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں اور غالباً
مراد اس نیکی سے توبہ ہے جس سے ہر گناہ معاف اور ہر حق خفیف ہوجاتا ہے یہ لوگ ہیں جنکے لیے

عاقبت دار یعنے جنت دائمی ہو اور نعمت باقی اور اُن بہشتون مین داخل ہونگے خود وہ اور اُنکے اُصول و فروع وزوج واتباع جو قابل دخول یعنے مومن ہونگے **یصلون** خواہ وصل سے بمعنے عطا ہے یعنے ایسے احسان وعطا کرنا یا صلۂ رحم ہے اور یہ دونون معانی تفاسیر مین منقول ہین یا بمعنے پیوستن ہے یعنے اپنے اعتقاد و اقوال افعال احکام الٰہی سے ملادیتے ہین **سوء حساب مشکوٰۃ** لَيْسَ اَحَدٌ يُّحَاسَبُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا هَلَكَ نہین ہے کوئی جس سے قیامت مین حساب کیا جائے مگر ہلاک ہوگا (بخاری) **ترغیب** مَنْ نُوْقِشَ فِي الْحِسَابِ هَلَكَ جس سے حساب مین مواخذہ کیا گیا ہلاک ہوا **ف** آیت عبارۃً دلالت کرتی ہے کہ جنتیون کے وہ اقارب واحباب جن مین کہ ایمان باقی ہے بخشے جائینگے تاکہ انکے دل ٹھنڈے ہون احادیث شفاعت مین اسکی تفصیل موجود ہے **مسلم** قَالَ وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَيَقُوْمَانِ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فرمایا اور بھیجے جائینگے امانت اور رحم پس کھڑے ہونگے یہ دونون جانب پل صراط کے داہنے اور بائین تاکہ جسنے صلۂ رحم کیا ہو اور امانت ادا کی ہو اُسکی محافظت کرین بخاری مسلم مین ہے کہ بعد طے پل صراط مومن دوزخ سے خلاص پائینگے پس قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے مومنین سے زیادہ کوئی اللہ تعالےٰ سے جھگڑنے والا نہوگا یہ اپنے اُن بھائیون کے لیئے جو دوزخ مین ہینگے عرض کرینگے اے رب یہ تو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے روزہ رکھتے حج کرتے تھے ارشاد ہوگا تم انھین نکال لو جسے پہچانو تو ایک مخلوق عظیم نکالی جائیگی پھر عرض کرینگے اے رب اب تو اُنمین کوئی باقی نہین جسے پہچانتے تھے اور جنکے حق مین حکم ہوا تھا وہ سب نکل آئے ارشاد ہوگا جاؤ اور جسکے دل مین بقدر ایک دینار ایمان پاؤ اُسے بھی نکال لو پھر بہت آدمی نجات پائینگے پھر حکم ہوگا جاؤ آدھے دینار برابر جسکے دل مین ایمان ہو اُسے بھی نکال لو پھر بھی بہت آدمی نکل آئینگے پھر حکم ہوگا جسکے دلمین ذرہ برابر خیر ہو اُسے بھی نکال لو پھر بھی بہت آدمی نکالے جائینگے اور جنتی عرض کرینگے اے رب اب تو بقدر ذرہ بھی خیر کا پتا نہین پھر حضرت جل جلالہ ارشاد فرمائینگا ملائکہ نے بھی شفاعت کی پیغمبرون نے بھی شفاعت کی مومنین بھی شفاعت کر چکے کوئی باقی نہین رہا مگر ارحم الرحمین فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِّنَ النَّارِ پھر ایک مٹھی دوزخیون سے بھر لیگا اور اُن سبکو نکال لیگا جنھون نے ذرا بھی نیکی نکی تھی اور جلکر کوئلا ہوگئے تھے پھر انھین جنت کی نہر حیات مین ڈالدیگا یہ لوگ مثل موتی کے نکلین گے انکی گردنون پر نشان ہوگا جس سے جنتی کہین گے هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ یہ حضرت

رحمان کے آزاد کردہ ہین جنھین بے عمل بہشت مین داخل کیا ترمذی ابو سعید نے آنحضرت سے
روایت کی کہ میری اُمت سے بعض وہ ہین جو ایک جماعت کی شفاعت کرین گے اور بعض
ایک قبیلے کی اور بعض ایک گروہ کی اور بعض وہ جو ایک شخص کی شفاعت کرینگے مشکوۃ
دوزخی صف بنائی جاتی ہون گی کہ ایک جنتی اُدھر سے نکلے گا دوزخیون سے ایک شخص کہیگا
اے فلان تو مجھے نہین پہچانتا مین نے تجھے پانی پلایا تھا یا آب وضو دیا تھا تو یہ جنتی اسکی
شفاعت کرکے جنت مین داخل کرائے گا۔

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۚ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۚ

اور فرشتے داخل ہونگے ان پر ہر دروازے سے سلام ہے تمپر اسلیے کہ صبر کیا تمنے لیس اچھا ہے آخرت کا گھر

اور فرشتے ان جنتیون پر داخل ہوا کرین گے جنت کے ہر دروازے سے اور کہین گے سلام
تمپر بسبب اُسکے کہ صبر کیا تمنے اور کیا اچھا ہے دار آخرت ابن کثیر آپ نے فرمایا معلوم ہے کہ
جنت مین پہلے کون جائیگا صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ و رسول دانا تر ہے فرمایا وہ محتاج مہاجر پہلے
داخل ہون گے جنکے تمام ذریعے مسدود اسباب مفقود تھے مرے اور تمنائین دل مین رہین جو پوری
نہ کرسکے پھر اللہ تعالیٰ ملائکہ کو حکم دیگا جاؤ اور انکو سلام کرو فرشتے کہین گے ہم تیرے آسمان پر رہتے
ہین اور تیری مخلوق مین برگزیدہ ہین کیا ہم کو تو فرماتا ہے کہ ان خاکیون کے پاس جائین اور
انھین سلام کرین ارشاد ہوگا یہ میرے بندے ہین میرے سوا کسی کی بندگی نہین کی انکے اسباب
منقطع امیدین دل مین باقی تھین پھر ملائکہ آئین گے اور ہر دروازے سے داخل ہونگے اور کہین گے
سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ الخ اور ایک روایت مین ہے کہ قیامت مین اللہ تعالیٰ جنت کو طلب فرمائے گا
وہ اپنی زینت اور آرائش کے ساتھ آئے گی پھر ارشاد ہوگا میرے وہ بندے کہان ہین جو میری
راہ مین لڑے اور مارے گئے اور ستائے گئے اور کوششین کین جاؤ جنت مین چلے جاؤ نہ تم پر
حساب ہے نہ کتاب پھر بعض ملائکہ حاضر ہونگے اور سجدہ کرینگے اور عرض کرینگے اے رب ہم تیری رات
دن تسبیح کرتے ہین یہ کون ہین جنکو تمپر برگزیدہ فرمایا ارشاد ہوگا یہ ہمارے بندے ہین جو ہمارے
لیے لڑے مارے گئے ایذا دیے گئے پھر اُنپر ہر طرف سے فرشتے آ آکر سلام کرینگے۔ اور حضور ہر سال اہل قبور
کی زیارت کرتے اور فرماتے سلام علیکم الخ اور حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ بھی ایسا ہی کرتے **ف**
ملائکہ کا یہ عذر حسد سے نہ ہوگا بلکہ خواہ اظہار قرب و عظمت مومنین منظور ہو گی خواہ انھین غبطہ ہوگا
کہ حضور محبوب مین دوسرا ہم سے زیادہ مقرب ہو جائے خواہ واقف نہ تھے جب معلوم ہوا کہ

کہ بنظر کردگان خاص و فدائیان حضرت ہین خوش ہوئے اور مبارکباد دینے لگے مسئلہ مسلمان کو کسی خیر و برکت و سرور جائز و مقام تقوے و تعبد مین بلکہ مبارکباد دینا اور بشارت سنانا سنت ملائکہ ہے

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ

اور جو توڑتے ہین اقرار اللہ کا بعد اسکے استحکام کے اور کاٹتے ہین اسے کہ حکم دیا اللہ نے اسکا

اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ

کہ ملائین اور فساد کرتے ہین زمین مین وہی ہین انکے لیے لعنت، اور انکے لیے برا گھر ہے

جو لوگ اللہ کے وعدے اور پیمان بعد استحکام و توثیق توڑ ڈالتے ہین (عہد اللہ کا ایمان و اسلام) اور استحکام بعد اقرار ایمان یا بعد عقل و فہم یا بعد تعلیم و دعوت انبیا و علما و ... ہے اور جسکے ملانیکا حکم ہو اُسے قطع کرتے ہین یعنے خلاف امر و قطع رحم و ترک احسان کرتے ہین اور زمین مین فساد یعنے کفر و عناد پھیلاتے ہین اُنپر اللہ کی لعنت ہے اور برا گھر یعنے جہنم ہی رہا ... کوئی یہ نہ کہے کہ با وجود لعنت کے پھر انکی شگفتہ دلی اور فراغ بالی کیونکر ہے اس لیے کہ

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ

اللہ وسیع کرتا ہے رزق واسطے جسکے چاہے اور تنگ کرتا ہے اور خوش ہوئے ساتھ زندگی دنیا کے اور نہین زندگی

اللہ تعالی رزق وسیع	الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ	اور تنگ کرتا ہے جسکے لیے
چاہے۔ اسمین تفریق کفر	دنیا کی آخرت مین مگر کچھ نفع لینا	و اسلام نہین وہ رب

العالمین ہے اور دنیا پرست خوش و نازان ہے دنیا ہی ... یہ مقابلہ آخرت کچھ بھی نہین ایک آن کا نفع ہو جیسے خواب و خیال کا، قفال ... علامت ... صابا صابا کفر و ایمان مجھنا اور اسکے ملنے پر خوشی اور تنگی پر دلگرفتگی زیبا نہین قدر ... انداز ... آن مین اکثر بمقابل معنے وسعت ضیق و تنگی و کم رزقی مراد ہے متاع نفع تھوڑا ... کی ہے

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ

اور کہتے ہین جو کافر ہوئے کیون نہ اتاری گئی اُسپر کوئی نشانی رب سے اسکے کہدے بیشک اللہ بہکاتا ہے

کفار کہتے ہین آپ پر	مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ	کوئی نشانی یعنے فرشتہ
یا خزانہ کیون نہ اترا	جسے چاہے اور راہ دکھاتا ہے طرف اپنے جسنے رجوع کی	آپ فرما دیجیے یہ امور

ہماری مشیت پر محمول ہین جسے چاہین بہکائین بطور رجوع کرے اُسے راہ دکھائین بحث ظاہر ہے

ع ۱۳

ہین جنا قصد ہے اس لیے کہ جیسے چاہے بہکائے اور پھر رجوع کرنیوالا راہ پائے اب خواہ مشیت عام نہی یا ہدایت جواب نظم آیت مین تقدیم و تاخیر ہے یعنے ہر رجوع کرنیوالے کی رہنمائی ہوگی اور بے رجوع اگر مشیت مین آیا تو اضلال یعنے توفیق سے محرومی ہے پس من اول مخصوص منہ البعض اور ثانی عام ہے تب ضلالت اثر ہے عدم انابت کا اور ہدایت ثمرہ ہے انابت کا اور یہی مذہب ہے اسلاف صالحین کا کہ تخلیق و ایقاع اللہ کی طرف سے ہے جیسا کہ فرمایا یُضِلُّ مَن یَّشَاءُ اور کسب قصد ہماری طرف منسوب ہے اس لیے کہ انابت ہمارا فعل ہے اور وہ موجب ہدایت مسئلہ عموم اعطا من خوف و اضطراب انہ کا مقتضی ہے اہل خلوص و تعشق ہو یا ارباب تقوی یا عوام کوئی کسی حال مین مذ رمین ہو سکتے اور ہدایت موعودہ سے ہر سائل امیدوار ہے مگر دوام خشوع و خضوع تعشق و رجوع کے ساتھ چونکہ یہ وعدہ ایسے خوف اور تردد سے شامل تھا جسکا تصور دل خون کردے اور توہم دماغ کو مختل جنون بنائے لہذا مطمئن فرمایا

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ
جو ایمان لائے اور قرار پکڑ لیا انکے دلون نے ذکر سے اللہ کے آگاہ ہو ذکر سے اللہ کے مطمئن ہوجاتے ہین

الْقُلُوْبُ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝
دل جو ایمان لائے اور کین نیکیان خوشحالی ہے انکے لیے اور اچھا ٹھکانا

جو ایمان لائے اور انکے دل مطمئن ہوگئے ذکر سے اللہ کے آگاہ ہو بیشک ذکر سے اللہ کے دل مطمئن ہوجایا کرتے ہین جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے انھین خوشخبری ہو اور انکے لیے اچھا ٹھکانا ہے اطمینان ایک وصف ہے جو قلب میت راسخ ہوجاتا ہے اور تردد و اہیہ و خطرات منتشرہ کو فنا کردیتا ہے اور یہان مراد ہے کمال الیقین و حضور و لذت ذکر و فنائے اوہام و قطع تعلقات سے پس منافات نہین اس اطمینان مین اور اُس خوف مین جو وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ مین مذکور ہے اس لیے کہ جسقدر حضور و یقین زیادہ ہوگا بعد و تعلقات کے حجاب اٹھین گے کبھی اُسکے جبروت و جلال سے لرزان کبھی اسکی لاابالی شان پر خائف کبھی اوسکے غضب اور اپنی بعد و محجوبی کی وہم پر ترسان کبھی اپنے قصور اور خودی سے نادم ہوگا پس ایسے اطمینان کو یہ خوف لازم ہے طوبٰی مصدر ہے معنی اسکے طیب یعنے خوش ہے یا اچھا اور کہا گیا نام ہے درخت کا جو جنت مین ہے ابن کثیر کہا ابن عباس نے جب اللہ تعالی نے جنت کو بنایا فرمایا اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ کہا ابن عباس نے طوبی جنت مین ایک درخت ہے جنت کی ہر کوٹھری میں اسکی ایک شاخ ہے کہا مغیث نے اللہ نے اُسے اپنے ید قدرت سے خلق فرمایا تم اسکا

موتی ہے اسکی جڑ سے چشمہاے بہشتی جاری ہین شہد شیر و شراب آب کے کہا عبد اللہ بن وہب نے یہ جنت
سو برس کی راہ کلہے اسکے شگوفون سے جنتیون کی پوشاک پیدا ہوتی ہے اور ابو ہریرہ سے مروی
ہے کہ طوبے درخت جنت ہے اللہ تعالیٰ اُسے فرمائیگا میرے بندے جسطرح چاہین گھوڑی معہ زین
اور اونٹ وغیرہ وہ سب موجود کردے (حسن مآب) جنت یا مقام حضور و مجلس دیدار و محل رضا۔

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ
جسطرح بھیجا ہمنے آپکو ایک گروہ مین کہ گزر گئے ہین پہلے اُس سے گروہ تاکہ پڑھیے اُنپر جو وحی کی ہم نے

اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ۝
طرف تیرے اور وہ کفر کرتے ہین رحمٰن سے کہدیجیے وہ میرا رب ہے نہین معبود مگر وہی اُسی پر توکل کیا مینے اور طرف اُسکے جا رجوع میرا ہے

یعنے جسطرح ہمنے آپکو اس اُمت مین بھیجا ایسے ہی انکے قبل امتین گزر چکی ہین اور آپ کا بھیجنا اسلیے
تھا کہ آپ ہماری وحی کردہ آیات اُنپر پڑھین اور حالانکہ وہ بجاے طاعت و شکر کے حضرت رحمٰن
سے کفر کرتے ہین آپ کہدیجیے کوئی معبود نہین مگر وہی مین نے اُسی پر توکل کیا اور اُسیکی طرف رجوع
کرنا ہے ابن کثیر قریش رحمٰن کو نجانتے تھے اسلیے صلح حدیبیہ مین بسم اللہ کیساتھ رحمٰن کے لکھنے سے منع کیا

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ۭ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ۭ
اور اگر ہوتا کوئی قرآن کہ چلائے جاتے ساتھ اُسکے پہاڑ یا طے ہو جاتی اُس سے زمین یا بات کیجاتی ساتھ اُسکے مُردون سے بلکہ اللہ کے لیے امر ہے سب

یعنے اگر ایسا قرآن ہوتا جسکے ساتھ پہاڑ ہوتے اور اسکی برکت سے زمین قطع ہوتی یا کرتی مُردے
بول اُٹھتے تب بھی انکو شبہے رہتے اور کفر پر اڑے رہتے اللہ علیم دانا ہے اُسکے لیے ہے سب کام
آیت مشرکین قریش کے حق مین نازل ہوئی ابو جہل اور ابن ابی امیہ وغیرہ بیٹھے اور حضور کو بلوا بھیجا
آپ آئے تو ابن ابی امیہ نے کہا اگر آپ چاہتے ہین کہ ہم ایمان لائین تو قرآن کی برکت سے مکے کے پہاڑ
چل نکلین اور زمین ہمارے کاشتکاری کے لیے نکل آئے اور نہرین جاری کر دیجیے کہ ہم باغ لگائین اور
آپ اپنے زعم مین داؤد سے اللہ کے نزدیک کم نہین ہین انکے لیے پہاڑ مسخر اور جانور تسبیح خوان
ہو گئے تھے اور ہوا کو مطیع کر دیجیے تاکہ ہم ملک شام کو اپنی شتر سواری کے لیے جا یا کرین جسطرح سلیمان کے
لیے ہوا اور آپ اللہ کے پاس اپنے گمان مین سلیمان سے بھی کم نہین اور اپنے جد قصی یا
کسی اور کو زندہ کر دیجیے کہ ہم اُنسے آپکی نبوت و صدق کا حال دریافت کرلین جسطرح عیسیٰ مُردے
جلاتے تھے اور آپ اللہ کے حضور مین کچھ عیسیٰ سے کم نہین اللہ تعالیٰ نے انکے تمام سوالات کا
جواب مثبت فرمایا کہ یہ سب کچھ ہو جائے تب بھی کیا حاصل اور اے نبی محبوب ...

اختیار مین ہی دہم کیا قرآن کی برکت سے ایسا نہین ہو سکتا حالانکہ اس سے زیادہ مروی ومشاہد ہی دفع مراد یہ ہی کہ قرآن ایسے امور عجیب کے لیے نہین اتارا گیا بلکہ غرض اسکی ہدایت و عمل و لتصدیق ہی اور ایسے برکات ضمناً ہو جاتے ہین لیکن اگر خاص اسی غرض کے لیے بھی قرآن اتارا جاتا جس سے ایسے عجائب امور رونما ہو جایا کرتے تب بھی کفار ایمان نہ لاتے قرآنا نکرہ لانے سے یہ اشارہ ہی کہ یہ قرآن تو ایسے چھوٹی اور زبانی خواہشون کے لیے کیون ہونے لگا اسکے فوائد واغراض نہایت عالی وباقی ہین ہان اگر اتمام حجت کے لیے کوئی دوسرا قرآن اتارا جاتا وہ بھی انھین نفع نہ دیتا

أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنْ لَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ

کیا پس ناامید نہین ہوے جو ایمان لائے کہ اگر چاہتا اللہ راہ دکھاتا تمام آدمیون کو اور ہمیشہ جو

كَفَرُوا تُصِيبُهُمْ بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِنْ دَارِهِمْ حَتَّى يَأْتِيَ

کافر ہوئے پہنچتی رہیگی انکو بسبب اسکے جو کیا آفت یا اترےگی قریب گھر سے انکے یہانتک کہ آئے

وَعْدُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ

کیا ایمان والے مایوس نہین ہوے (یعنے جبکہ معلوم ہو کہ بے حکم اللہ کے کچھ نہین ہو سکتا پھر

وعدہ اللہ کا بیشک اللہ نہین خلاف کرتا وعدہ

کیون نہین اپنی تدبیر اور اثر سے ناامید ہوتے ایسے) کہ اللہ اگر چاہتا سب راہ پر آجاتے اور کفار پر ہمیشہ انکی شامت اعمال سے عذاب نازل ہوا کریگا یا انکے گھر سے قریب اتریگا یہانتک کہ اللہ اپنا وعدہ ظاہر کرے بیشک اللہ وعدہ خلافی نہین کرتا قارعہ عذاب مہلک۔ کہا بعض نے فتح مکہ **ف** قارعہ سے حکم جہاد مراد ہی جو کبھی منسوخ نہوگا اور قریب اتارنا عذاب یا مال وعیال کی ہلاکی یا وہ لشکر جو اطراف کفار مین تاخت وتاراج کرے وعدہ قیامت جسکے آنے مین شک نہین **شبہہ** (لا یخلف المیعاد) عام ہی ہر وعدہ واجب الوفا ہی پس خلف وعید کیونکر جائز ہوگا حالانکہ نص وعید مین خاص ہی **حل** بیشک ہر وعدہ واجب الوفا ہی مگر وعدہ وہ ہی جس سے کسی کا حق یا امید متعلق ہو اور جبکہ وعید سے کوئی حق وامید متعلق نہین ہوتی اسکے خلاف کو عفو و درگذر کہتے ہین خلاف ورزی نہین کہتے پس خلف وعید جائز ہے۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِنْ قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ

اور بیشک ہنسی ہا کی گئی پیغمبرون سے آپ سے پہلے پھر مہلت دی ہمنے انھین جو کافر ہوئے پھر پکڑ لیا ہمنے انکو پس کیسا تھا عذاب میرا

اور بیشک آپ سے پہلے جو پیغمبر گذرے انسے تمسخر اور مضحکہ کیا گیا پھر ہمنے کفار کو مہلت دی تاکہ اور کفر مین غلو کرین اور عذر و ترحم کی گنجایش نرہے پھر ہمنے انکو پکڑ لیا اور عذاب نازل ہو گیا

تو آپ نے دیکھا کہ کیونکر ہوا عذاب نمرود و فرعون و قوم لوط و صالح و نوح پر کیا گزری

اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ

کیا وہ کہ قائم ہے ہر ذات پر ساتھ اسکے کہ کیا اور بنائے اللہ کے لیے شریک کہہ تجیے نام بتاؤ انکا

اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ

یا خبردار کرو اللہ کو اس چیز سے کہ نہیں جانتا زمین میں یا صرف ظاہر قول سے بلکہ اچھا دکھایا گیا انہیں جو

كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝

کافر ہوئے مکر انکا اور روکے گئے راہ سے اور جسے گمراہ کرے اللہ پس نہیں اسکے لیے کوئی رہنما

لَهُمْ عَذَابٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝

انکے لیے عذاب ہے حیات دنیاوی میں اور البتہ عذاب آخرت کا شاق زیادہ ہے اور نہیں انکے لیے اللہ سے کوئی بچانے والا

کیا وہ جو قائم و نگران اور ہر ذات کی کسب عمل اور اسکی سزا و جزا پر قادر ہے (برابر ہوسکتا ہے اسکے جو کچھ نہ ہو) اور کون نے ایسے حلیم و قدیر کے ساتھ شریک بنائے ہیں آپ ان سے پوچھیں کہ تم انکے نام بتاؤ (یعنی صفات و ذات و حقیقت بیان کرو کون ہیں اور کیونکر معبود بنے اور کس وجہ سے) کیا تم اسے جاہلو اللہ کو اس چیز کی خبر دوگے جسے وہ تمام زمین میں جانتا ہی نہیں (یعنی اگر کچھ بھی انکی اصل ہوتی تو وہ ضرور جانتا وہ تو آسمانوں اور زمینوں کے کھلے اور چھپے اسرار سب جانتا ہے پس جانتا اللہ کا کنایہ ہے انکے موجود نہونے سے خصوصیت زمین کی خواہ اسلیے ہے کہ اکثر معبود انکے زمینی تھے مثل پتھر اور درخت اور دریا اور آگ وغیرہ کے یا یہ کہ یہ افترا کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہو زمین ہی پر گڑھا گیا ہے پس اصل اسکی زمین ہی ہونا چاہیے اور بعض کفار جو نجوم و ملائکہ وغیرہ کو پوجتے ہیں وہ بھی یا عتبار اختراع دین باطل و بحیثیت سکونت و تعلق مشرکین حوادث زمین سے ہے اور یہ کہ آسمان ایسے لغویات سے بری ہے پس زمین کشتہ ہے جہاں حق و باطل ملا جلا ہے اسکا پتا نہیں یا یہ کہ عقول اہل زمین باوجود کمال تاریکی و کثافت اسے انکار کرتے ہیں جیسا کہ حکما وغیرہ کسی خیال اور دین کے کیوں نہوں ایسے معبودوں کا اقرار نہیں کیا یا صرف ظاہر اڑتی اوڑاتی باتیں سنکر انکے بندے بن گئے ہو بلکہ بات یہ ہے کہ کافروں کو انکی مکاری اور فضول کاری اچھی دکھائی گئی ہے (وہ اسے برا نہیں سمجھتے) اور اللہ کی راہ سے باز رہے ہیں اور بات یہ ہے کہ جسے اللہ گمراہ کردے یعنی توفیق خیر نہ دے تو اسکے لیے کوئی ہادی و رہنما نہیں تا قائم

کہا مفسرین نے یعنے نگہبان و مطلع و محافظ ہے **لا یعلم** سے مراد معدوم و غیر موجود و لا اصل **مسئلہ** اللہ تعالے ہر جزو کل و عرض و جوہر کا عالم ہے **مسئلہ** معدوم کا علم نہونا ذات باری مین جہل ثابت نہین کرتا اس لیے کہ لا اصل کو جاننا جہل و کذب ہے نہ علم و صدق **مسئلہ** کفار کے حق مین یوم حساب کوئی شفاعت نہ ممکن نہ موثر و ہم (ہاد) نکرہ تحت نفی عموم پر دال ہے پس لازم آیا کہ کوئی ہادی انکا نہو حالانکہ لکل قوم ہاد عموم ہدایت کو شامل ہے اور فرعون و نمرود و ابوجہل کو بھی پیغمبر نے ہدایت فرمائی **دفع** عموم ہدایت سے مراد صرف رہنمائی ہے وہ ہر شخص کے لیے ثابت اور رہبان راہ

راست پر لے آنا مراد ہے یہ ازلی گمراہ کے لیے مفقود۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّ ظِلُّهَا

صفت جنت کی جو موعود ہے متقیوں کے لیے جاری ہین تلے اسکے نہرین میوے اسکے ہمیشہ ہین اور سایہ اسکا

بیان اور وصف اس جنت کا جس کا پرہیزگارون سے وعدہ ہوا یہ ہے

تِلْكَ عُقْبَى الَّذِیْنَ اتَّقَوْا ﳓ وَّ عُقْبَى الْكٰفِرِیْنَ النَّارُ

یہ انجام ہے انکا جو ڈرے اور انجام کفار کا آگ ہے

کہ اسکے تلے نہرین بہ رہی ہین اسکے میوے ہمیشہ باقی رہین گے اور سایہ بھی دائمی ہے نہ اسکی نعمتیں فنا ہوتی ہین نہ اسکی راحت زائل یہ انجام کار انکا ہے جو اللہ سے ڈرے اور گناہون سے بچے اور انجام کفار کا نار جہنم ہے **ترغیب** خدام جنت کہین گے یارب لو اذنت لی لاطعمت اہل الجنۃ وسقیتہم لم ینقص مما عندی شئ اے رب اگر تو مجھے اجازت

دے تو مین کھلاؤن اور پلاؤن تمام بہشتیون کو اور نہ کم ہو مجھسے کچھ

وَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ یُّنْكِرُ بَعْضَهٗ

وہ لوگ کہ دی ہمنے انکو کتاب خوش ہوتے ہین اسپر کہ اتارا گیا طرف آپکے اور بعض گروہ ہیں وہ ہین کہ انکار کرتے ہین کچھ بعض کا

قُلْ اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَ لَاۤ اُشْرِكَ بِهٖ اِلَیْهِ اَدْعُوْا وَ اِلَیْهِ مَاٰبِ

کہدیجئے کہ نہین حکم کیا گیا مین مگر یہ کہ عبادت کرون اللہ کی اور نہ شریک کرون ساتھ اسکے طرف اسیکے بلاتا ہون مین اور طرف اسیکی بازگشت ہے

وہ لوگ جنکو ہمنے کتاب یعنے قرآن عطا فرمایا وہ خوش ہین اسپر جو آپ پر اتارا گیا دیہ سرور انکا بوجہ ذوق ایمان و شوق رحمن ہے اور مراد اس سے وہ ہین جو اہل کتاب سے ایمان لائے جیسے عبداللہ بن سلام و نجاشی وغیرہم اور بعض جماعتین وہ ہین کہ بعض قرآن سے منکر ہین یعنی جو احکام انکے خلاف ہین اسکا انکار کرتے ہین آپ کہدیجیے کہ مجھے حکم ہے کہ اللہ کی بندگی کرون اور اسکے ساتھ کسی

دوسرے کو شریک نہ بناؤن اور اسیکی طرف آدمیون کو بلاؤن اور اسیکی طرف مرجع ہے

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۭ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ

اور ایسا ہی اتارا ہمنے اسے حکم عربی اور اگر پیروی کریگا تو انکی خواہشوں کی بعد اسکے کہ آگیا تیرے پاس علم

مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ

اور ہمنے قرآن کو اتارا درانحالیکہ وہ حکم زبان عرب میں ہے — نہیں تیرے لیے اللہ سے کوئی حامی اور نہ بچانیوالا — اور اگر کہیں تم انکے خیالات اور خواہشوں کے پیرو ہوگئے بعد اسکے کہ تمھارے پاس علم یعنے قرآن آگیا اللہ سے نہ کوئی حامی ہے نہ بچانے والا یعنے اللہ کے عذاب سے کوئی بچانیوالا نہیں۔

ع ٥/٦ ١١

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۭ وَمَا كَانَ

اور تحقیق بھیجے ہمنے رسول پہلے آپ سے اور بنائے ہمنے انکے لیے جوڑے اور اولاد اور نہیں حق

لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ

کسی پیغمبر کو کہ لائے کوئی معجزہ مگر حکم سے اللہ کے

کبیر کفار آپ پر طرح طرح کے اعتراض کرتے ایک یہ کہ اگر پیغمبر ہوتے تو عورتوں سے رغبت کیوں ہوتی زہد و تجرد اختیار فرماتے ارشاد ہوا اور بیشک آپ سے پہلے بہت پیغمبر ہمنے بھیجے ہیں اور انکے لیے ازواج و اولاد تھے (پھر آپ پر الزام بیجا ہی) ٢ اگر آپ نبی ہیں تو کیوں ہمارے فرمائشی معجزے ظاہر ہوتے جواب دیا کہ کسی پیغمبر کو یہ اختیار نہیں کہ بدون اذن الٰہی معجزے ظاہر کیا کرے (اور ایمان لانے کو ایک و معجزے کافی ہیں) ف نکاح کرنا سنت انبیا سے ہے اس لیے وارد ہوا اَلنِّكَاحُ سُنَّتِيْ نکاح میری سنت ہے۔

لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ۝ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ وَيُثْبِتُ ښ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ۝

واسطے ہر مدت کے مکتوب ہی مٹاتا ہی اللہ جو چاہے اور ثابت کرتا ہی اور پاس اسکے ہی اصل کتاب

اور ہر وعدے کے لیے ایک کتاب یعنی حکم خاص ہی (جو ملائکہ کو لوح محفوظ سے ملتا ہی اور اسکے موافق عمل درآمد ہوتا ہی) اللہ تعالیٰ جو چاہے مٹائے جو چاہے بڑھائے اور اصل کتاب یعنی لوح محفوظ اسیکے پاس ہی ف پس جہاں تک نصوص میں وارد ہی کہ حکم تقدیر ٹل نہیں سکتا امر ... احکام لوح محفوظ میں جنھیں پہ تو علم قدیم کہنا چاہیے اور آثار و اخبار تبدل و تغیر کے احکام مفوضہ ملائکہ سے متعلق ہیں جیسا کہ بخاری و مسلم میں ہی کہ صلہ رحم سے روزی اور عمر بڑھ جاتی ہے یا صدقے سے بلا ٹلتی ہے اور اسی بنا پر تقدیر معلق و مبرم ہوسکتی ہے مگر ہر امر معلق باعتبار علم ملائکہ مشروط معلق ہی اللہ کے علم میں نہ تعلیق ہے نہ تردد اور ممکن ہی کہ مراد بڑھ جانے سے برکات ... حسنہ ہو (و) اعمال و ادعیہ و نذور کا نا ... [illegible]

وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ○

اور اگر کبھی دکھا دین ہم تجھے بعض اسکا کہ وعدہ کرتے ہین ہم یا وفات دین ہم تجھے پس نہین آپکے ذمے مگر پہنچا دینا اور ہمپر حساب ہے

اور اگر ہم آپ کو بعض ان فتوحات یا ہلاک کفار سے دکھلا دین جسکا وعدہ کیا ہے یا آپ کو وفات دین دونون صورتون مین آپکے ذمے صرف پیغام رسانی ہے ہمارا حساب سزاے گناہ وعطاے ثواب ہے۔ **ف** اس آیت مین تین خبرین ہین جو ہونیوالی تھین بعض فتوحات موعودہ بعض آپکی حیات مین واقع ہونگی جیسا کہ بدر وخیبر وفتح مکہ مین ہوا لہذا آپ انتقال بھی فرمائینگے یہ بعض وعدے آپکے بعد ظہور مین آئینگے جیسا کہ آپکے اصحاب کے زمانے مین ہوا اور تین حکم ہین ایک آپکا کام تبلیغ رسالت ہے دوسرا آپکو اس سے تعلق نہین کہ حق غالب اور باطل مغلوب ضرور ہوگا تیسرا ثواب مین آپکو کچھ دخل نہین **لطیفہ** طالب سالک پر امتثال امر لازم ہے دنیا مین کشود ہو یا نہ آخرت مین جزا وسزا سے اسے غرض نہین **ربط** منجملہ ان عذابون کے جو دنیا مین کفار کے لیے ہین بعض کا ذکر فرمایا

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ○

کیا نہ دیکھا کہ ہم آتے ہین زمین کو کم کرتے آتے کناروں سے اسکے اور اللہ حکم کرتا ہے نہین پیچھے ڈالنے والا کوئی حکم کو اسکے اور وہ جلد کرنیوالا ہے حساب کا

الارض مین لام عہد ہے اور قرینہ اسکا تعذیب کفار جنکا ذکر گزر گیا یعنی زمین مقبوضہ کفار **انقص** بھی خاص ہے اور منسوب کفار کی طرف یعنے انکا ملک کم کرتے جاتے ہین **معقب** پیچھے ڈالنے والا یعنے ٹالنے والا **حاصل** کیا نہین دیکھا کہ ہم ملک کفار کو اطراف سے کم کرتے جاتے ہین ہر دن کفار کے زمین پر ایمان والے قبضہ کرتے جاتے ہین یہ نمونہ عذاب دنیاوی ہے اللہ کے حکم کو کوئی ٹال نہین سکتا وہ حساب جلد کرتا ہے **ف** معلوم ہوا کہ سلطنت کا ہاتھ سے نکلجانا عذاب دنیاوی سے ہے **افسوس** کہ یہ بلا ہمارے زمانے مین مسلمانون نے اپنی بداعمالیون سے سر پر لے لی۔

وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ؕ

اور تحقیق مکر کیا انھون نے جو پہلے تھے انکے پس واسطے اللہ کے ہے داؤ سب جانتا ہے جو کرتی ہے ہر جان

وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ○

اور اب جان لینگے کافر کس کے لیے ہے انجام دار

اور وہ لوگ جو انسے پہلے گزر گیے انھون نے بھی بڑے بڑے داؤ کیے اور انجام یہ ہوا کہ تمام تدبیرین اور داؤ اللہ کے واسطے ہوئے یعنے جو ارادہ الٰہی تھا وہی ظہور مین آیا وہ جانتا ہے جو کچھ نفوس کرتے ہین اور کفار اب جان لینگے کہ انجام دار کس کے لیے ہے یعنے دار آخرت مین

کون فائدہ پاتا ہے یعنے دنیا میں کچھ کافروں کی نہ چلی اور آخرت میں بھی کئے کی سزا پائیں گے

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ

اور کہتے ہیں جو کافر ہوئے تو نہیں رسول کہہ تجھے کافی ہے اللہ گواہ ہمارے اور تمھارے درمیان

کفار تو کہتے ہیں خدا نہیں آپ جواب | وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ع | آپ رسول فرستادہ
اور وہ ذات جسکے پاس علم ہے کتاب کا | دیجیے اللہ کی گواہی ع

اور اسکی گواہی جسکے پاس تمام کتاب یعنے لوح محفوظ ہے کافی ہے

سورۃ ابراہیم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
شروع نام سے اللہ کے بڑا مہربان نہایت رحم والا

نام اسکا سورہ ابراہیم مکے میں اتری۔ اسکی [illegible]
جامع البیان میں اسکی آیتوں کا شمار [illegible]

الٓرٰ كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۶۲
کتاب ہے اتارا ہمنے اسکو طرف تیری کہ نکالے تو آدمیوں کو تاریکی سے طرف روشنی کے

الر حروف مقطعات سے معاصی شرور جہل سے | بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ | ظلمات کنایہ ہے کفر [illegible] نور کنایہ ہے ایمان [illegible]
ساتھ اجازت انکے رب کی طرف راہ غالب تعریف کیے گئے

ونفع و معرفت سے یعنے قرآن اسلیے اتارا گیا کہ آپ لوگوں کو [illegible] ایمان [illegible] میں
داخل کریں اور یہ باذن الٰہی ہو جو سبکا رب ہے [illegible] ذات ہے [illegible] مستحق حمد

اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَوَيْلٌ لِلْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيدٍ
اللہ ایسا ہے جسکے ملک ہے جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے اور بلا ہے کافروں کو عذاب سخت سے

زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب اللہ کا مملوک مخلوق ہے اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے

الَّذِينَ يَسْتَحِبُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا
جو دوست رکھتے ہیں زندگی دنیا کی کو آخرت پر اور روکتے ہیں راہ سے اللہ کی اور ڈھونڈتے ہیں

جو دنیا کی زندگی کو [illegible] | عِوَجًا أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ | آخرت پر ترجیح [illegible] کی راہ سے روکتے ہیں
کجی یہی ہیں گمراہی دور میں

اور دین کو ٹیڑھا کیا چاہتے ہیں [illegible]

جیسا کہ ابوسعود کی تفسیر میں ہے [illegible] دنیا طلبی [illegible] حرام خواری کی [illegible]

یا مرجع سبیل کی طرف ہو یعنے طلب ہدایت مین کجروی کرتے ہین سزا ایسون کی ضلال بعید ہے

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۭ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ

اور نہین بھیجا ہمنے کوئی پیغمبر مگر ساتھ زبان اپنی قوم کی تاکہ بیان کردے انکے لیے پھر گمراہ کرے اللہ جسے چاہے

بھیجے کوئی پیغمبر نہین بھیجا وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ مگر اپنے ہی قوم کی

زبان مین [illegible] تمہارے احکام اور راہ دکھاتا ہے جسے چاہے اور وہ غالب حکمت والا ہے کرتا تھا تاکہ

[illegible] اچھی طرح بیان کرے [illegible] عوام سمجھ لین پھر جسے اللہ چاہے بہکانے اور جسے چاہے راہ پر لگا دے وہ [illegible] غالب حکمت والا ہے **ف** آیت ظاہر ہے کہ ہر نبی اپنی قوم کی زبان مین تبلیغ احکام [illegible] توحید و احکام الٰہی واضح طور پر بتائے گئے [illegible] **مسئلہ** [illegible] کو عام فہم بیان و عنوان چاہیے **مسئلہ** حکام و علماء کے لیے فصاحت بیان و [illegible] تقریر [illegible] ہے **مسئلہ** ضوابط زبانات اور زبان دانی امر [illegible] ہے کہ جب زبان کا تعلق [illegible] رسالت سے قرار پایا تو ممکن نہین کہ پیغمبر غلطی اور [illegible] ہمارے حضور تو افصح العرب والعجم تھے **مسئلہ** دینیات کا ترجمہ [illegible] سمجھنے کے لیے [illegible] بوقت ضرورت و اختلاف مقابلہ ہو سکے لازم ہے **مسئلہ** [illegible] مستحب تھا اور بعد بعثت شریف تمام عالم [illegible] زبان عربی [illegible] **بحث** چاہیے تھا کہ فہم مطالب کتاب سنت مین عرب ہی پر اعتماد ہو **جواب** [illegible] کہ آیت مین دو امر مذکور ہین [illegible] وہ جسکے مقتدا رہے تعلق معرفت و قلب جسے [illegible] ملکہ [illegible] ہو نہ محتاج لغت و تعلیم استاد جیسا [illegible] فرمایا [illegible] اللہ الخ یعنے بعد اس بیان واضح کے ضلالت و ہدایت باختیار خدا ہے [illegible] مخصوص نہ عجم محروم جیسا کہ فرمایا وَلَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا [illegible] مِنَ الْفُرْسِ اگر دین ثریا کے پاس ہو تو بھی پالینگے اُسے کچھ مرد فارس کے **ف** یہ بشارت گو علماء عجم کے لیے عام ہے مگر استحقاق صحیح و خطاب صریح امام ابو حنیفہ کے لیے ہے مقدمین بلند و معانی نازک تفقہ و اجتہاد ہی سے متعلق ہین پس فہم تراجم زبان دانی سے و معرفت معانی ملکۂ راسخہ سے متعلق اور ملکہ فضل الٰہی سے جسے چاہے عطا کرے **بحث** کہا صاحب تفسیر کبیر نے کہ بعض یہود اسی آیت سے کہتے ہین کہ آپ صرف

عرب کے پیغمبر ہیں **جواب** یہ اعتراض بعینہ حضرت موسیٰ اور دوسرے پیغمبروں پر بھی عائد ہو سکتا ہیں
جو اپنے وطن سے دور تشریف لیگئے **بحث** جبکہ پیغمبر کی زبان قوم کی زبان ہونا شرط ہے تو چاہیے
کہ کوئی پیغمبر مختلف قوموں کا نہو یا اُسکے احکام مختلف لغات میں ہوں **جواب** قوم سے مراد اہل شہر
ہیں نہ تمام اُمت تاکہ انکو ہم قوم پیغمبر ہونے سے جو اتفاق حاصل ہے وہ بوجہ تابعیت باہل لغوا ملے کہ اگر
پیغمبر دوسری قوم کی زبان میں احکام بیان کریگا تو وہ اصل اور اسکی قوم اسکی تابع و شاگرد ہوگی اور زبان سے
مراد زبان تبلیغ امور رسالت ہے نہ گفتگوی روزمرہ و رتبہ ہر شیء ابتدا میں قوم کی زبان میں متکلم ہونا سے
تخصیص انبیا کی کیا ہوتی ہے اشکال باقی نہ رہا مسلہ یہ ہوگیا ہے تخصیص تعظیم اہل عرب پر نا ملوء ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۵
اور تحقیق بھیجا ہمنے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کیساتھ یہ کہ نکال قوم اپنی کو اندھیروں سے طرف اجالے کے

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۵
اور یاد دلا انکو دن اللہ کے بیشک اسمیں نشانیاں ہیں ہر صابر شاکر کے لیے

ایام نعمات یا وقعات یعنی رحمت و عذاب ہمنے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا کہ اپنی قوم
کو جہل و کفر کی تاریکی سے نور معرفت و ایمان کی طرف نکالیں اور انکو اللہ کی نعمتیں اور عذاب یاد دلائیں
اس بھیجنے اور یاد دلانے میں اس قوم کے لیے جو صابر و شاکر ہیں توحید و الوہیت کی نشانیاں ہیں **ف**
بنی اسرائیل کے مصائب عظیم اور رفع مصائب و انعام بے انتہا تھے لہذا صبر و شکر کا ذکر فرمایا -

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ
اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے یاد کرو نعمتیں اللہ کی کہ تم پر ہیں جب نجات دی تمکو آل فرعون سے چکھاتے تھے تمکو

ع ۱ **سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۵**
برا عذاب اور ذبح کرتے تھے بیٹوں کو تمھارے اور زندہ رکھتے تھے عورتوں کو تمھاری اور اسمیں امتحان تھا رب سے تمہارے بڑا

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی نعمتیں یاد کرو جو تمپر ہیں جب اللہ نے تمکو فرعونیوں کے ظلم سے
نجات دی جو تمہاری اولاد نرینہ قتل کرڈالتے تھے اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتے اسمیں اللہ کیطرف سے تمہارا بڑا
امتحان تھا یا بڑا انعام تھا بلاء آزمائش و مصیبت یا امر ناگوار یا نعمت اور ظاہر ہے کہ نجات الٰہی موجب انعام ہی ہے

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۵
اور جب پکارا رب تمھارے اگر شکر کروگے تم البتہ بڑھادونگا تمکو اور اگر کفر کروگے تم بیشک عذاب میرا سخت ہے

یاد کرو جب پروردگار عالم نے باعلان مطلع فرمایا اگر تم بیشکر کروگے تمہاری نعمتیں ہم بڑھا دینگے اور

ناشکرون کے لیے عذاب شدید ہو آیت از دیاد نعمت شاکرین مین ظاہر اور استحباب شکر مین نص ہے اور ناشکری کی سزا مین ظاہر اور اُسکی حرمت بین نص ہو لازیدن کو مبہم چھوڑا تاکہ عموم رہے نعمت ہو یا توفیق یا ثواب شکر سے ہر قسم کی افزونی ہوگی اسلیے کہ قدر و اعزاز نعمت سے تلذذ زائد اور مبلغ مدح وثنا بذمہ منعم کریم عائد ہوتا ہے **نکتہ** امور ناگوار طبیع پر تحمل وثبات اور ترک شکایت دلی صبر ہے اور امور مفید موافق منا کی قدر اور اُسکی مدح وثنا رشکر ہو لیکن ان دونون حجابون سے قطع کرکے اپنے رب رؤف و رحیم وعلیم ہی کو فاعل سمجھنا اور حالت طاریہ کی تلخی وشیرینی سے موثر نہوکر خوش ہونے سے تلذذ و مسرور رہنا یا کمال ادب حضرت الوہیت مرجھکا دُر مقام رضا وتسلیم اور اعلی ترین مرتبہ ہے

وَقَالَ مُوسَىٰ إِن تَكْفُرُوا أَنتُمْ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝

اور کہا موسیٰ نے اگر ناشکری کرو تم اور جو زمین مین ہین سب بس بیشک اللہ بے پروا تعریف کیا گیا ہے

اور کہا موسیٰ نے اگر تم اور تمام زمین والے کفران نعمت کرین (تو بھی اللہ کا کچھ نقصان نہین) وہ کیونکہ بڑا ہے مخلوق کے شکر و کفر سے محمود بالذات ہو کسی کی حمد وثنا کا محتاج نہین ابن کثیر کہا ابو ذر نے کہ حضور نے اپنے رب کی طرف سے فرمایا اے میرے بندو اگر تمھارے اگلے پچھلے جن و انس ایک مرد متقی کے دل پر ہو جائین تو بھی میرے ملک مین کچھ نہ بڑھا سکین اور اگر تم سب ایک ٹیلے پر کھڑے ہوکر مجھسے مانگو اور مین ہر ایک کو منھ مانگی مراد دون تو بھی میرے ملک سے کچھ کم نہوگا مگر جسقدر سمندر مین ایک تاگا ڈبونے سے کمی ہوا ور مراد اس سے یہ ہے کہ کچھ بھی کمی نہ ہوگی

أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَالَّذِينَ مِن بَعْدِهِمْ

کیا نہین آئی تمکو خبر اُنکی جو پہلے تھے تمسے قوم نوح اور عاد اور ثمود کی اور وہ جو بعد اُنکے تھے

لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُّوا أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ

نہین جانتا اُنکو کوئی مگر اللہ لائے اُنکے پاس پیغمبر اُنکے کھلی نشانیان پس پھیرے ہاتھ موہنون مین

وَقَالُوا إِنَّا كَفَرْنَا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ وَإِنَّا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَنَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ۝

اور بولے ہم نے انکار کیا اُس کا جو تم بھیجے گئے ہو ساتھ اُسکے اور ہم شک مین ہین اُس سے کہ بلاتے ہو تم ہمکو طرف اُسکے متردد کر

کیا [illegible] کی خبر [illegible] تم [illegible] سابق گزر چکے ہین قوم نوح اور عاد اور ثمود سے اور جو اُنکے بعد [illegible] اور جملہ کفار کا علم تو اللہ ہی کو ہے مشہور اور ظاہر کفر تو [illegible] شکر یا ان کون جانے اُنکے پیغمبر اُنکے پاس دلائل توحید و [illegible] ہاتھون سے اُنکے منھ بند کردیے یا اپنے ہاتھ غصے سے

کاٹنے لگے اور کہا ہم تمھارے اس بیان سے شک مین ہین **فردوا** الخ کہا بخاری نے یعنی امر سے رکنا اور باز رہنا **مریب** تاکیداً فرمایا کہ ایسا شک نہین جو نکل سکے بلکہ اور زیادہ شبہے پڑتے جاتے ہین

قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ

کہا پیغمبرون نے انکے کیا اللہ مین شک ہے بنانیوالا آسمانون کا اور زمین کا بلاتا ہے تمکو کہ بخشے تمھارے لیے گناہ تمھارے

وَيُؤَخِّرَكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ قَالُوا إِنْ أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيدُونَ أَن تَصُدُّونَا

اور مہلت دے تمکو مدت معینہ تک بولے نہین تم مگر آدمی مثل ہمارے چاہتے ہو تم یہ کہ روکو ہمکو

کہا انسے انکے پیغمبرون نے کیا تمکو اللہ کے باب مین شک ہے جو آسمانون اور زمین کا پیدا کرنیوالا ہے

عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأْتُونَا بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ○

اس سے کہ تھے پوجتے باپ دادے ہمارے پس لاؤ دلیل ظاہر

وہ تمکو بلاتا ہے (راہ حق کی طرف) کہ تمھارے گناہ بخشدے اور رکھے ایک مدت معین یعنے موت تک دنیا مین مہلت دے (یہ دو دلیلین ہین کہ ایک تو اللہ کی ذات مین تردد عجیب امر ہے دوسرے ایسا اللہ جو تمھارے گناہ معاف فرمائے تمکو دنیا مین زندہ رکھے) تو کفار بولے تم نہین ہو مگر ہمارے ایسے آدمی تم چاہتے ہو کہ ہمکو روکو اور باز رکھو اس سے کہ ہمارے باپ دادے پوجتے تھے پس تم اگر مدعیان نبوت ہو اس دعوے پر کوئی ظاہر دلیل لاؤ یعنے جو معجزہ ہم مانگین یا جسے ہم خواہ مخواہ مان لین لاؤ

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِن نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ

کہا انسے پیغمبرون نے انکے نہین ہم مگر آدمی مثل تمھارے اور لیکن اللہ احسان کرے جسپر چاہے اپنے بندون کی

وَمَا كَانَ لَنَا أَن نَّأْتِيَكُم بِسُلْطَانٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ○

اور نہ تھا ہمکو یہ کہ لائین ہم تمھارے پاس دلیل مگر بحکم خدا اور اللہ ہی پر بھروسا کرتے ہین ایمان والے

انکے پیغمبرون نے ان سے کہا ہم تو تمھارے ہی ایسے بشر ہین ہان اللہ اپنے جس بندہ پر چاہے احسان کرے اور ہمکو یہ حق نہین کہ اپنی طرف سے کوئی دلیل لائین جو معجزہ مانگو دکھائین مگر اللہ کے اذن سے اور چاہیے کہ ایمان والے اللہ ہی پر اعتماد کرین **ف** ان تمام شبہات کو رد کیا جو کفار نے حضور پر کیے تھے کہ یہ شیوہ اہل شقاوت ہے اور جو جواب تمکو قرآن مین دیے گئے ہی جواب انبیاء سابق کے تھے اس تقریر مین حقانیت کوٹ کوٹ کر بھری ہے وہ شخص جو جھوٹی بنا لیتا ہو اپنے معتقدون کے سامنے یہ مجبوری بیان کرے ممکن نہین ہے مماثلت بشریہ غیرون سے اور اظہار نفس و عجز عبودیت مین ہے نہ مراتب اعمال مین کہ کسی نبی و ولی کو کرامت و معجزہ دکھانے کا منصب اختیار نہین نہایت کمال قوت عبد توکل و رجوع الی اللہ ہے نہ قدرت و اختیار

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ

اور کیا ہے ہمکو کہ نہ بھروسا کرین ہم اللہ پر اور بیشک دکھائی ہمکو ہماری راہ اور البتہ صبر کرینگے ہم اوسپر کہ ایذا دی تم نے ہمکو

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۧ

اور اللہ پر بس بھروسا کرین بھروسا کرنے والے

ع ۲ اور ہمکو کیا ہو گیا ہے کہ ہم اللہ پر اعتماد نکرین حالانکہ اللہ تعالے نے ہمکو ہماری راہ حقیق راہ حق دکھادی اور ہم البتہ صبر کرینگے اوسپر کہ تم نے ہمکو اذیت دی انکار و عداوت و مطاعن اظہار کفر سے اور چاہیے کہ بھروسا کرنیوالے اللہ ہی پر بھروسا کرین **ف** اسمین تسکین ہے نبی محبوب کی اور ترغیب ہے مومنین کو کہ دین مین جو مصائب پیش آئین صبر کرین جو حاجت ہو اللہ ہی پر اعتماد کرین ۔ معلوم ہوا کہ توکل سنت انبیا ہے **توکل** بھروسا اور اعتماد کرنا اور اسمین ادنے یہ ہے کہ تدبیر کا غافل نہو مگر تاثیر مین اللہ ہی کے فضل کا امیدوار رہے اور یہ بہترین توکل ہے حضرات انبیا اور اصحاب صفا کسی تدبیر دست کش نہوئے مگر انجام و تاثیر مین

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ

اور کہا اونھون نے جو کافر ہوئے رسولونکو اپنے البتہ نکالینگے ہم زمین سے اپنی یا پھر اوتم مذہب مین ہمارے پھر وحی کی طرف انکے

رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ

ربنے انکے البتہ ہم ہلاک کرینگے ظالمونکو اور بسائینگے ہم تمکو زمین مین بعد انکے یہ واسطے اوسکے ہے کہ ڈرا میرے سامنے کھڑے ہونیسے اور ڈرا وعید سے

بعد ان تمام مباحث کے کفار اپنے پیغمبرون سے کہتے تھے کہ تمکو اپنے ملک سے نکال دینگے نہین تو تم ہمارے دین مین آجاؤ پس اللہ تعالی نے انپر حکم بھیجا کہ ہم ظالمون کو ہلاک کرینگے اور تمکو بعد انکے زمین مین بسائینگے یہ وعدہ و بشارت انکے لیے ہے جو اللہ تعالی کے حضور مین کھڑے ہونے سے ڈرتے ہین اور عذاب الٰہی سے خائف ہین **ف** اس مین کھلی بشارت ہے کہ اہل حق غالب رہینگے اور مصداق اس آیت کے خلفاے راشدین و اصحاب تابعین ہوئے ۔

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۙ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ

اور طلب فتح کی اور نامراد ہوا ہر سرکش جھگڑالو آگے اوسکے دوزخ ہے

انبیا جب ایمان و ہدایت سے مایوس ہوئے تو اللہ تعالی سے دعا کی کہ اے واحد قہار ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان مین فیصلہ کردے اور ہمکو فتح عطا کر اس دعا کے اثر سے ہر کافر سرکش اللہ اور اللہ والون سے دشمنی رکھنے والا نامراد و ہلاک ہوا اور صرف دنیا ہی مین نہین بلکہ اسکے آگے جہنم بھی ہے وراء سامنے کہا ابو عبیدہ نے یہ لغات اضداد سے ہے یعنے پیچھے اور آگے دونون معنی اسکے ہین نکتہ اسمین اشارہ ہے کہ آگے پیچھے آگ ہے ۔

وَّيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۙ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ

اور سیراب کیجا ئیگا پانی سے پیپ کے کہ گھونٹ لیتا ہے اسکو اور نہیں اتار سکتا اسے اور آتی ہے اسکو موت ہر جگہ سے

اور نار یونکو پیپ کا پانی پلایا جائیگا جو گلے میں اٹکے گھونٹ گھونٹ | وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۭ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ؀ — اور نہیں وہ مرنیوالا اور سامنے اسکے عذاب سخت ہے | پئیں گے دفعتاً اُتار

سکیں گے تاکہ تلخی کا خوب مزا چکھیں اور ہر مکان یعنی ہر جانب سے موت کی کیفیت اُنپر طاری ہو گی یعنی رگ رگ ریشے ریشے سے عذاب پیدا ہوگا اور وہ مرینگے نہیں کہ چھوٹ جائیں اور اُنکے آگے پیچھے سے عذاب سخت ہے

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ۨ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ

مثل اُنکے جو کافر ہوئے اپنے رب سے عمل اُنکے مثل راکھ کے ہیں کہ تیز چلی اُسپر ہوا

فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ؀

دن میں اندھڑ کے نہیں قدرت رکھتے اُس سے کہ کمایا کسی چیز پر یہ وہی ہے گمراہی دور کی

اُنکی مثال جو کافر ہوئے اپنے رب سے ایسے ہی کہ اعمال اُنکے مثل راکھ کے ہیں جسپر ہوا تند چلی آندھی کے دن میں سب تتر بتر ہو گیا جو کمایا تھا وہ کچھ بھی اختیار و قدرت میں نہ رہا سب برباد ہوا دور بھٹک جانا یہی ہے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ

کیا نہیں دیکھا تو نے کہ اللہ نے بنائے آسمان اور زمین حق اگر چاہے لیجائے تمکو اور لائے خلق

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے آسمان و زمین بنائی اور حق طور پر | جَدِيْدٍ ۙ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ؀ — نئی اور نہیں یہ اللہ پر دشوار | محض اعتبار و خیال

نہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہے تمکو معدوم کر دے اور دوسری نئی خلقت پیدا کر دے اور یہ امر اللہ پہ کچھ گراں نہیں ہے جب اُسے یہ عالم بناتے دشوار نگزرا تو دوسرا بنانے میں کیا تکلف ہو گا حق سے شعبدات و طلسم و خیالی اوہام خارج ہو گئے **ف** معلوم ہوا کہ تمام اشیا قابل فنا ہیں اور بذات غیر قائم ہیں جو ذات پاک فنا سے عالم ایجاد پر قادر رہے اُسے مار کر جلانے میں کیا دقت ہو گی ہے ایسا قادر سزاوار عبادت و خوف و امید ہے یہ امر اخبار صحیحہ سے ثابت و قطعی ہو گیا ہے کہ یہ عالم بعد حشر و نشر کچھ فنا ہو جائے گا اور کچھ موجود رہے گا

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ

اور ظاہر ہوئے واسطے اللہ کی سب کے سب پس کہیں گے کمزور واسطے اُنکے جنھوں نے بڑائی کی ہم تھے تمہارے پیرو پس کیا تم

اور قبروں سے نکل کر | مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ — کفایت کرنیوالے ہو ہمیں عذاب سے اللہ کے کچھ بھی | تمام مخلوق حضور حق

سبحانہ تعالےٰ مین حاضر و ظاہر ہوئی تو اُنکے ضعفا یعنے پیروی کرنے والون نے اُنسے کہا جنھون نے اُنکو بہکایا اور آپ کو بڑا بتاتے تھے ہم تو دنیا مین تمھاری اتباع کرتے تھے آج تم کچھ ہمارے کام آسکتے ہو عذاب الٰہی سے بچا سکتے ہو۔

ع قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ؑ
بولے اگر راہ دکھاتا ہمکو اللہ البتہ راہ دکھاتے ہم تمکو برابر ہے ہمپر خواہ اضطراب کرین ہم یا صبر کرین نہین ہمکو جاے فرار

وہ کفار کے پیشوا بولے اگر اللہ ہمکو راہ راست بتاتا تو ہم تمکو بھی راہ نجات و طریق فرار بتا دیتے ہمارے لیے برابر ہے بے صبری کرین روئین چلائین یا صبر کرین کوئی راہ بھاگنے اور بچنے کی نہین

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ
اور کہا شیطان نے جب فیصل ہوگیا امر بیشک اللہ نے وعدہ کیا تھا تمسے وعدہ سچا اور وعدہ کیا مین نے تمسے

فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا
پس خلاف کیا مین نے تمسے اور نہ تھا مجھے تمپر کوئی غلبہ مگر یہ کہ بلایا مین نے تمکو پس قبول کی تم نے بات میری پس نہ

تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ
ملامت کرو مجھے اور ملامت کرو جانون کو اپنی نہین ہون مین فریادرس تمھارا اور نہ تم فریادرس میرے مین نے

كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ
کفر کیا اس سے کہ شریک کیا تھے پہلے سے بیشک ظالم انکے لیے عذاب دردناک ہے

اور شیطان نے بعد فیصلہ کے کہا اللہ تعالیٰ نے تمسے سچا وعدہ کیا تھا دیکھو مطیع جنت مین ہین اور عاصی دوزخ مین اور مین نے تمسے وعدہ خلافی کی جنھین حاجت روا مشکلکشا بنایا تھا وہ خود درماندہ اسیر بلا ہین اور مجھے تمپر کوئی زور و غلبہ نہ تھا کہ خواہ مخواہ اپنا تابع بنا لیتا ہان مینے تمکو بلایا تمنے میرا کہنا مانا تو اپنی جان کو ملامت کرو کہ کیون اللہ کی عدول حکمی اور میری پیروی کی نہ مین تمھارا فریادرس ہون نہ تم میرے فریادرس مین نے انکار کیا اُن شرکا سے جنھین تم پہلے یعنے عالم دنیا مین حق سبحانہ تعالیٰ کا شریک قرار دیتے تھے (پھر ارشاد ہوا) اسمین شک نہین کہ ظالم یعنے کافر او رحد انصاف سے بڑھنے والے عذاب دردناک پائینگے یعنے شیطان اور سرداران کفر اور گمراہ کار و سب گرفتار عذاب ہین **ف** معلوم ہوا کہ ا شیطان بجبر ہمکو گمراہ نہین کر سکتا بلکہ ہم خود شیطان بن رہے ہین ۲ عالم آخرت مین کفر و انکار باقی نہ رہیگا یہانتک کہ شیطان بھی اپنی ضلالت کا قائل اور معبودان باطل سے منکر ہوگا مگر وہان کچھ فائدہ نہین ۔

وَاُدْخِلَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ
اور داخل کیے گئے جو ایمان لائے اور کین نیکیان باغون مین بہتی سے انکے نہرین ہمیشہ رہنے والے

اور ایمان والے نیکوکار جنت مین داخل کیے گئے جنکے تلے نہرین جاری ہین ہمیشہ رہنے

فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ ۝
اسمین حکم سے رب اپنے کے دعا انکی اسمین سلام ہے

والے اُس مین اپنے رب کے حکم سے اور جب اُس مین ملاقات کرتے ہین تو سلام کرتے ہین یہی دعا ہے **ربط** بعد بیان انجام کفر وایمان ایک اور مثال سے سمجھایا۔

اَلَمْ تَرَ كَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَیِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا
کیا نہین دیکھا تو نے کیونکر ماری اللہ نے مثل بات اچھی مثل درخت اچھے کے ہے جڑ اسکی مضبوط اور شاخین اسکی

فِی السَّمَآءِ ۙ تُؤْتِیْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ
آسمان پر دیتا ہے پھل اپنا ہر فصل مین اجازت سے اپنے رب کی اور بیان کرتا ہے اللہ مثلین

کلمہ طیبہ سخن حق امر ایمان و ذکر خیر کہا ابن عباس نے لا اِلٰہ الا اللہ کی گواہی **اصل** بیخ و بن یا مقصود

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ۝
واسطے آدمیونکے تاکہ وہ نصیحت پکڑین

ودلیل سخن **ثابت** مدلل ومسلم **فرع** اثر وقبول **سما** بلند وشائع وعالی **اکل** پھل یعنے ثواب
و نفع **حین** وقت اور بیان بقرینہ درخت فصل یعنے ہمیشہ اور ہر کام کے وقت اور محل ضرورت پہ ۶۳
کلمۃ الحق اپنا فائدہ دکھاتا ہے **شجرہ طیبہ** اچھا درخت اور درخت کی خوبی یہی ہے کہ سرسبز و بارور
ہو پھلے پھولے سایہ دار ہو جیسے ہونہار کہتے ہین **حاصل** کیا آپ نے نہین دیکھا کہ اللہ تعالےٰ کیسی
مثال بیان فرماتا ہے کلمہ حق وامر ایمان کی مثال ایک ہونہار درخت کی ہے جسکی جڑ قائم ہے اکھڑ نہین
سکتی ایسے ہی سچی بات مسلم و مدلل ہے کسی کے ہٹائے ہٹ نہین سکتی اور شاخین اسکی آسمان پر ہین یعنی
ہر جگہ بات بالا ہے راست گو کا سر بلند دلیل غالب عموماً شائع و مؤثر ہے جسطرح وہ درخت ہر فصل
یا ہر وقت پھلتا ہے کلمۃ الاسلام کا فائدہ دنیا مین بھی اور آخرت مین بھی عقلاً مسلم نقلاً معظم اپنے
پروردگار کے اذن وقبول سے کسی فریب قلب بازی سے نہین اللہ تعالےٰ آدمیون کے لیے
مثالین بیان فرماتا ہے تاکہ وہ سمجھین سوچین **ابن کثیر** ایک مرد نے حضور سے کہا کہ مالدار بہت
ثواب لیگئے یعنے صدقات وخیرات کا آپ نے فرمایا بتا تو تمام دنیا کا مال تلے اوپر رکھا جائے تو کیا
آسمان تک پہونچیگا یعنے نہ پہونچیگا پھر فرمایا مین تجھے ایسا عمل بتادون جسکی جڑ زمین مین اور شاخ
آسمان پر ہو کہ لا اِلٰہ الا اللہ و اللہ اکبر و سبحان اللہ والحمد للہ دس مرتبہ ہر نماز کے بعد اور ایک حدیث

مین منقول ہو کہ ثواب اعمال و اقوال خیر آسمان پر لیجائے جاتے ہین گویا یہ شاخ ہو کلمہ ایمان کی

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ

اور مثال کلمہ بد کی مثل درخت بد کی ہو کہ جڑ سے اکھاڑ دیا گیا ہو اوپر سے زمین کے نہین اسکے لیے قرار

اور کلمۂ خبیث یعنے کلمۂ کفر و باطل و گناہ مثل برے درخت کے ہے جو نہ سرسبز ہو نہ پھلے پھولے کہ جڑ سے اکھڑا ہوا زمین پر کسی سہارے سے قائم نظر آتا ہے ٹھہر نہین سکتا یعنے یہ کلمات خبیث نہ عقلاً فروغ پا سکتے ہین نہ وقار و اعتبار رہے نہ آخرت مین ثواب و نفع ایسے ہی کفار کی قیل و قال بے ثبات ہے اور مومنین کی شہادت مقبول و ثابت

يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَيُضِلُّ

ثابت رکھتا ہے اللہ انہین جو ایمان لائے قول ثابت پر حیات دنیا مین اور آخرت مین اور بہکاتا ہے

ع اللہ ثابت قدم رکھتا ہے پر دنیا اور آخرت مین اور اللَّهُ الظَّالِمِينَ ۚ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ اللہ ظالمون کو اور کرتا ہے اللہ جو چاہے ایمان والونکو قول ثابت اللہ ظالمون کو بہکا دیتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے **قول** بات یہان عام مراد ہے قول ہو یا فعل **ثابت** برقرار حق **قول ثابت** وہ امر جو مطابق واقعہ اور حق و غیر زائل ہو کہا گیا مراد لا الہ الا اللہ ہے کہا گیا جواب منکر نکیر بہر حال وہ قول و فعل جو موجب نجات و رضائے الٰہی ہو اور وہ کلمۂ ایمان ہے یا عہد عبودیت یا عرض خدمت حمل امانت یا اظہار اضطرار محبت و خلوص یا امتحان عشاق اولیا جو ترقی مراتب و عرض عجائب و تصرف ملک و ملکوت و عجائب قبض و طرد و مطاعن سے ہوتا ہے یا امتحان عوام ہے جو ہوائے نفس و اغوائے شیطان و امید و خوف غیر و ظلم ظالم و سکرات موت و سوال نکیرین سے ہوتا ہے **آخرۃ** سے مراد خواہ قبر ہے جہان سوال نکیرین پیش آتا ہے یا یہ کہ بوقت حساب باز پرس انکا ثبات و ایمان مسلم رکھا جائیگا۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝ جَهَنَّمَ

کیا نہین دیکھا طرف انکی جنھون نے بدل ڈالی نعمت اللہ کی کفر سے اور اتارا اپنی قوم کو گھر مین ہلاکت کے کہ دوزخ ہے

آپ نے نہین دیکھا اللہ کی نعمت بدل دین يَصْلَوْنَهَا ۖ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ داخل ہونگے اسمین اور بری قرارگاہ ہے انکی طرف جنھون نے حق کو کفر و انکار سے بدل دیا اور اپنے ساتھیون کو دوزخ مین داخل کرایا یہ سب جہنم مین داخل ہونگے اور یہ برا ٹھکانا ہے **ف** یہ آیت زیادہ تر انکی توبیخ مین ہے جو کسی قوم کے سردار ہون اور اللہ کیطرف سے روکین

وَجَعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ

اورٹھہرائے واسطے اللہ کے شریک تاکہ بہکاوین راہ سے اسکی کہدیجیو زندگی کرلو پس بیشک ہی بازگشت تمہاری طرف دوزخ کی

اور اللہ تعالیٰ کے لیئے شریک اور ساجھی ٹھہرائے ہین تاکہ دوسرون کو بھی اللہ کی راہ سے بہکاوین

آپ کہدیجیو کہ تھوڑے دن دنیا مین جی لو فایدہ اٹھالو بیشک تمہاری بازگشت اور ٹھکانا دوزخ کیطرف ہے ۔

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً

کہدیجیو میرے غلامون کو جو ایمان لائے قائم رکھتے ہین نماز اور خرچ کرتے ہین اس مین سے کہ دیا ہمنے انکو چھپے اور علانیہ

اسکی توجیہ مین مفسرین مختلف ہین کبیر لام امر محذوف ہے یعنے لیقیموا ولینفقوا اب مطلب یہ

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ

پہلے اس سے کہ آوے وہ دن کہ نہ بیع ہے اسمین اور نہ دوستی

ہوا کہ آپ اے نبی کریم ہمارے اُن غلامون سے کہدیجیے جو ایمان لائے ہوئے ہین کہ تم نماز قائم

اور خرچ جاری رکھو **مدارک** مقولہ قل کا محذوف ہے اور یہ مذکور جزا ہے یعنے آپ کہیئے کہ نماز قائم

وزکوٰۃ اداکرو وہ نماز قائم وزکوٰۃ اداکرینگے اور تقدیر کلام یہ ہے قل اقیموا الصلوٰۃ وانفقوا الخ

یقیموا الخ بہرحال مراد یہ ہے کہ آپ ہمارے مومن بندون سے کہدیجیے کہ نماز ذمصارف خیر پرقائم

ودائم رہو اور ہروقت وہرحال مین چھپے ہوئے کھلے ہوئے اور یہ کام اُس دن سے پہلے کرو جسدن

نہ خرید وفروخت ہے کہ کچھ حاصل کرسکو اور نہ دوستی ورعایت ہے کہ کوئی کام آئے اور وہ دن

قیامت کا ہے **ف** اس ارشاد سے کہ قیامت مین خرید فروخت اور دوستی نہین معلوم ہوا کہ نماز ہی

اور سخی کے لیے درماندگی نہوگی اسکے سفارشی بھی ہوجاوینگے اسکی ضرورتین بھی باقی نہ رہین گی ۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ

اللہ وہ ہے جسنے بنائے آسمان اور زمین اور اتارا آسمان سے پانی پھر نکالے اس سے پھل

رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۚ وَسَخَّرَ

رزق واسطے تمہارے اور مسخر کی تمہاری کشتی کہ چلے دریا مین حکم سے اسکے اور مطیع کردین واسطے تمہارے نہرین اور مطیع کیے

لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ

واسطے تمہارے آفتاب اور ماہتاب ضابطے سے اور مسخر کی واسطے تمہارے رات اور دن اور دیا تمکو وہ سب کچھ مانگا تم نے

اللہ تعالیٰ ایسا ہے جسنے آسمان و زمین بنائے اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے پھل نکالے تمہارے

کھانے کے لیے اور تمہارے فائدے کیلیے کشتی جو دریا مین جاتی ہے مسخر و منقاد کردی تم جدھر چاہو

لیجاو خود ردی نہین کرسکتی اور یہ تسخیر بامر الٰہی ہے اور تمہارے فائدے کے لیے نہرین بھی مطیع بنادین

یہ آیت [illegible]

یعنے پانی اُنکا تمھاری حاجت روائیونکے واسطے تمھاری خواہش پر پیدا اور تمھارے فائدے کیلیے چاند سورج مسخر کردیے یعنی ایک قاعدے اور اصل کے تابع ہین نہ کبھی تاخیر ہوتی ہو نہ تعجیل اور یہ اطاعت انکی دائمی اور باقاعدہ ہو اور تمھارے لیے رات دن بھی ایک وقت معینہ کے ماتحت کردیے اور جو تمنے اُس سے مانگا دیا واضح رہے کہ یہ انعام تسخیر مخلوقات علوی و سفلی مختلف مدارج پر ہو بعض مخلوق تو اس اعتبار سے مسخر ہے کہ وہ ایسے قانون دائمی پر مخلوق و مجبور رہین جو انسان کے نفع کے لیے ہو جیسے لیل و نہار شمس و قمر اور بعض بنفسہ مسخر ہو جیسے دریا اور کشتی اور بعض باعتبا اُن علوم کے جو اُسے عطا ہوئے ہین مسخر ہین جیسے وہ عجائب و غرائب جنھین علماً و عملاً حکما نے دکھائی اور دکھائے چلے جاتے ہین جنکے ادراک مین خود انسان ہی کی عقل متحیر ہو جایا کرتی ہو اور بات یہ ہے کہ عناصر اربعہ جنپر تمام مخلوقات ارضی کی ہستی ہو آدمی کے قبضۂ اختیار مین آسکتے ہین پس کبھی بالانفراد اور کبھی بالترکیب جو کچھ چاہتا ہے کر دکھاتا ہو مگر یہ قوتین کبھی بزور عقل اور کبھی بقوت خیالیہ اور کبھی بتاثیر اسماء اد و یہ اور کبھی بہ برکات روحانیہ و خلافت الٰہیہ ایک حد تک اسکے اختیار مین آجاتی ہین اور ہر امر دشوار جسے قدرت الٰہیہ نے لباس امکان عطا کیا ہو آسان کردیتا ہے بیشک بعض صورتون مین اسکی تصرفات طبقات سماویہ پر متاثر ہوتے ہین اور کبھی قوت خیالیہ سے بعض اجرام علویہ پر تمکن حاصل کرسکتا ہے اور کبھی اسی عالم اسفل مین بلند پروازیان کرتا رہتا ہے اور یہ ایک اسرار ہے اسرار روح سے جیساکہ فرمایا قل الروح من امر ربی ونفخت فیہ من روحی و خلقتہ بیدی اور نشان عطای کرامت عامہ جبروت خلافت الٰہیہ کا اور یہ دولت گو تمام بنی آدم کے لیے عام فرمائی گئی ہے تاہم بقا و دوام مختص ہو مومنین مطیع کے لیے ورنہ اودھر دم نکلا اور سب رخصت لہذا فرمایا۔

ع وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۠

اور اگر گنو تم نعمتین اللہ کی نہ گن سکوگے اسے بیشک انسان بڑا ظالم بڑا ناشکرا ہو

ظلوم صیغۂ مبالغہ کفار بالضم جمع کافر و بالفتح صیغۂ مبالغہ (بڑا کفران نعمت کرنیوالا) یعنے اللہ کی نعمتیں اسقدر ہین کہ اُنکا شمار ممکن نہین اُسپر بھی آدمی کلمات شکایت زبان پر لاتا ہے یا ناخوشی و تنغص اُسپر طاری ہوتی ہے تو وہ بڑا ناشکرا ہے اور دوسرون کی پرستش یا تعظیم کرتا ہو تو بڑا ظالم ہو نکتہ اللہ کی نعمتین نہ انسان گن سکتا ہے نہ ملک نہ جن اور شکر نعمت نہ ہم ادا کرسکتے ہین نہ وہ پھر اسی بیچارے کو ظلوم و کفار کیون فرمایا وجہ یہ ہو کہ تمام طفیلی ہین اور انسان مقصود لیس یہی قابل خطاب سمجھا گیا

اور اسکی ناشکری اعلیٰ درجے کی ناشکری قرار پائی نکتہ الانسان مین خواہ لام عہد ہو یعنے کافر و عاصی خواہ استغراق ہے اور تمام آدمی بمقابلہ کمال نعمت عاجز و قاصر ہین ترغیب جابرسے مروی ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ابھی میرے پاس سے میرے دوست جبرئیل گئے اور بیان کیا کہ ایک پہاڑ تیس گز لانبا تیس گز چوڑا تھا اردگرد اسکے چار چار ہزار فرسخ دریا پہاڑ پر ایک چشمہ شیرین جاری اور درخت انار قائم ہر رات پھلتا وہان ایک اللہ کا بندہ تھا چشمے سے آب شیرین پیتا اور انار سے قوت کرتا اور رات دن عبادت و ذکر مین مشغول رہتا یونہین پانچ سو برس گزر گئے خدا پرست نے دعا کی اے رب جب موت آئے تو مین سجدے مین ہون اور میرا بدن نہ سڑے اور یونہین قیامت مین اٹھایا جاؤن پھر اسی حال مین اسکی روح قبض کیگئی جب مین آسمان سے اترتا اور چڑھتا ہون تو اسے سربسجود پاتا ہون مجھے معلوم ہوا ہو کہ یہ خدا پرست قیامت مین بحضور رب العالمین پیش ہوگا اللہ تعالیٰ فرمائیگا میرے بندے کو میرے فضل و رحمت سے جنت مین لیجاؤ خدا پرست کہیگا بلکہ میرے عمل کے عوض مین ارشاد ہوگا اچھا حساب کیا جائے ادھر سے صرف وہ نعمتین پیش ہونگی جو آنکھون سے متعلق ہین اور ادھر عبد ضعیف کی عبادت پانصد سالہ ایک ایک نعمت کے عوض مین ایک ایک نیکی لیجائیگی ابھی نعمت چشم باقی تھی کہ عبد فقیر کا کیسۂ استحقاق خالی ہوگیا دوسری نعمتون کو کون پوچھے ارشاد ہوگا اسے دوزخ مین لیجاؤ فرشتے کھینچین گے یہ بیچارہ پکاریگا رَبِّ بِرَحْمَتِكَ اَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ اے رب اپنی رحمت سے غلام کو بہشت مین جگہ دے پھر بحسب حکم شاہنشاہی سامنے لاکر کھڑا کیا جائیگا ارشاد ہوگا اے بندے تجھے کسنے پیدا کیا عرض کریگا حضور نے ارشاد ہوگا پانسو برس کی عبادت کی قوت کس نے دی عرض کرے گا حضور نے۔ ارشاد ہوگا ایسے دریا مین پہاڑ پر پہونچانا اور آب تلخ سے چشمۂ شیرین نکالنا اور روزانہ انار مین پھل لانا پھر بحالت سجود قبض روح کرنا یہ کس کے فیض و کرم سے تھا عرض کریگا حضور ہی کی رحمت تھی ارشاد ہوگا یہ سب ہماری رحمت سے تھا اور ہماری ہی رحمت سے اسے جنت مین لیجاؤ پھر کہا جبرئیل نے اِنَّمَا الْاَشْيَاءُ بِرَحْمَةِ اللهِ يَا مُحَمَّدُ تمام چیزین اللہ ہی کی رحمت سے ہین اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ؕ رَبِّ اِنَّهُنَّ

اور جب کہا ابراہیم نے اے رب بنا یہ شہر امن والا اور بچا مجھکو اور میری اولاد کو کہ پوجین ہم بتونکو اے رب ان بتون نے

اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

بہکایا بہتون کو آدمیون سے پس جو پیروی کرے میری پس بیشک وہ مجھسے ہے اور جو نافرمانی کرے میری پس بیشک تو بخشنے والا رحیم ہے

اور جب ابراہیمؑ نے بعد تعمیر مکہ معظمہ کہا اے رب اس شہر کو امن والا بنا دے عاصی عذاب سے
اور خاطی سزا سے امن پائے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا اے رب ان بتون نے مخلوق کثیر کو
بہکا دیا ہے جس نے میری پیروی کی یعنی دین ابراہیم پر چلا وہ مجھ سے ہے اور جسنے میری عدول حکمی
کی تو تو رب غفور و رحیم ہے تو اپنے بندون پر خود مہربانی کریگا **ف** اسمین تعریض ہے قریش کی
طرف کہ تم بت پرست اور مخالف دین ابراہیم ہو تمکو اپنے تئین اوسا کرنا عبث ہے **ابن کثیر** کہا ابن عمر نے
کہ حضور نے یہ آیت پڑھی اور یہ کہ عیسیٰؑ عرض کرینگے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ الخ پھر
تین بار کہا اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ اور روئے حق سبحانہ تعالے نے جبرئیلؑ سے فرمایا کہ ہمارے حبیب سے
پوچھو آپکو کس نے رولایا حضور نے عرض کیا اے رب غم امت ضعیف سے بیقرار ہون ارشاد ہوا
ہم آپ کو آپکی امت کے باب مین خوش کر دینگے اور ناخوش نکرینگے **اضللن** نسبت اضلال بتون
کی طرف مجاز ہے یعنی انکی اتباع موجب ضلالت ہوگئی نہ یہ کہ بت کچھ کر سکتے ہین۔ **بخاری**
حضرت ابراہیمؑ اسمعیلؑ اور انکی مان ہاجرہ کو مکے مین لائے اور جہان آب چاہ زمزم ہے درخت ہے
وہان ٹھہرایا اور کچھ خرمے اور ایک مشک پانی کی رکھکر رخصت ہوئے حضرت ہاجرہ انکے پیچھے
ہولین اور کہتین کہان جاتے ہو اور ہمکو اس میدان مین چھوڑے جاتے ہو آپنے کچھ جواب نہ دیا
پھر ہاجرہ نے کہا کیا یہ امر بحکم الٰہی ہے ابراہیمؑ نے فرمایا ہان ہاجرہ بولین اب تو ضایع نکریگا اور وہین
قیام فرمایا ہمین اللہ تعالےٰ نے انکے لیے چاہ زمزم ظاہر فرمایا اور مکہ آباد ہوا قیامت تک مرجع عالم
رہیگا اور اللہ والون کے دل اسکی طرف جھکے رہینگے الغرض جب خلیل جلیل گھاٹی کے پاس پہونچے
اور یہ دونون نظر سے غائب ہوئے تو قبلے کیطرف منہ کرکے یہ دعا کی

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا
اے رب میرے بسائی بعض اولاد اپنی میدان بے زراعت مین پاس تیرے گھر حرمت والے کے اے رب میرے تاکہ قائم کرین
الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝
نماز پس کر دل آدمیونکے کہ جھکین طرف انکے اور روزی دے انھین میوون سے تاکہ وہ شکر کرین

اور رب مین نے اپنی بعض اولاد یعنی اسمعیلؑ کو اس میدان مین آباد کیا تیرے گھر کے پاس جو حرمت والا
ہے جہان نہ پانی ہے نہ کھیتی اسی لیے کہ نماز قائم کرین اور خادم حرم رہین تو آدمیون کے دل انکی طرف مائل
کردے اور انھین مختلف ثمرات سے رزق دے تاکہ یہ لوگ کھائین اور شکر گزار ہون **ذریتی** سے
مراد بنی اسمعیلؑ اسلیے کہ مکے کی سکونت اور خدمت انھین کا حصہ رہا اور بنی اسرائیل بلاد شام وغیرہ مین

یادوشا ہی کرتے رہتے ہیں یہی لوگ اس دعا کے حقدار ہیں (غیر ذی زرع) سے مراد کوہستان
مکہ لیقیموا الصلوۃ سے نماز اور ہر قسم کی عبادات و خدمت و طواف بیت مراد ہے یعنے یہ آبادی صرف خدا پرستی
کیلیے ہے اور اسمین اشارہ ہے کہ کعبہ مقام خدا پرستونکا ہے اور نمازی اسمین رہینگے الناس لام استغراق
ہے ہر وقت اور ہر مذہب والون مین مکہ محترم اور اسکے خادم واجب التعظیم رہے ظاہر ہے کہ جس قدر
مختلف بلاد کا مجمع حج مین ہوتا ہے دوسرے مقام پر اسکا نظیر نہ دیکھا نہ سنا تہوی یعنے دلونکو محبت
و ارادت پیدا ہو جائے تحریک و تدبیر کی ضرورت نہ پڑے ثمرات جمع سے اشارہ ہے کہ دور دور ملکون
سے غلہ اور میوہ اور ہر قسم کے اطعمہ لذیذہ انمین عطا ہونگے نکتہ رزق کا حصر ثمرات پر کیون کیا
گوشت وغیرہ بھی مقصود طعام سے تھا دفع اس لیے کہ ثمر اصل طعام ہے اور دوسری چیزمین جیسے
گوشت یا شہد وغیرہ سب انہی سے ماخوذ ہین نکتہ اس تقریر مین کہ مکہ غیر آباد مقام ہے اشارہ ہے کہ
اہل قبلہ ہمیشہ اللہ پر بھروسا رکھنے والے اسباب ظاہر سے بے پروا اسکے فضل و لطف خاص کے
امیدوار ہین اور اسمین کمال قدرت الہی و عظمت مکہ ہے کہ ان بے سامانیون کے ساتھ ایسی فراغ
بالی یہ رجوع عالم یہ آبادی اگر دلیل حقانیت نہین تو کیا ہے نکتہ اس دعا مین کئی معجزے دائمی حضرت
خلیل جلیل کے ہین ۱ قبول ۲ دوام یعنے اسوقت تک اولاد اسمٰعیلؑ وہان آباد اور وہی وہان کے
مجاور و خادم ہین اور آجتک ارد گرد مکے کے زراعت کا نام نہین۔ آجتک اور انشاء اللہ ہمیشہ نمازی
طواف کرنیوالون ہی کا وہان انتظام رہا۔ دوامًا خلق خدا جان و مال سے اس غیر آباد میدان کے جمال
دلربا پر دلدادہ و فدائی ہے ۳ مساجد اور مقدس مقامات کی خدمت و تعظیم و محبت اور انکی طرف رجوع
خلق ہر قوم اور ہر مذہب اور ہر ملک مین ہے اور یہ عام معجزہ ابراہیمی ہے مسئلہ مساجد کیلیے امام موذن
خطیب خادم معین کرنا اور انکی خدمت و بزرگداشت اسی آیت سے مفہوم ہے مسئلہ مشاہد مقدسہ کی
مجاوری بھی اس آیت سے ثابت ہے مسئلہ شیرینی یا نقد یا طعام مسجد یا کسی مقدس مقام مین تقسیم کرنا اس لحاظ سے
کہ اثر دعاے ابراہیمی ہے اور قرب جوار کے مساکین زیادہ حق رکھتے ہین۔ جائز ہے لیکن بت پرستونکی طرح
حضور قبر و نذر غیر اللہ نہو ثواب صدقہ ہر جگہ سے مساوی ہے مگر خدام و مجاور مقامات مقدس کی رعایت امر مستحسن ہے

رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ؕ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝

اے رب ہمارے تو جانتا ہے جو چھپاتے ہین اور جو ظاہر کرتے ہین اور نہین مخفی اللہ پر کوئی چیز زمین مین اور نہ آسمان مین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝

سب حمد ہو واسطے اللہ کے جسنے عطا کیے مجھے بڑھاپے مین اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ بیشک رب میرا سنتا ہے دعا کو

اے رب تو ہمارے چھپے اور کھلے امور سب جانتا ہے اور ہماری سب باتین نہین بلکہ کوئی چیز آسمانی ہو یا زمینی تجھ پر پوشیدہ نہین سب تعریفین اللہ ہی کیلیے مین جسنے مجھے اس پیرانہ سالی مین دو فرزند حق پسند اسمعیل و اسحاق عنایت کئے تحقیق میرا رب دعا سنتا اور قبول فرماتا ہے ف اولاد پر شکر سنت ابراہیم ہے شکر سے بقا و ازدیاد نعمت ہوتا ہے جسطرح اسمعیل اس پرانے مین محفوظ رہا اور اولاد ابراہیم مین غایت درجہ کی ترقی ہوئی تقدم ذکر سے معلوم ہوا کہ اسمعیل بڑے بیٹے تھے کبر سے ظاہر ہے کہ آپکے اولاد پیرانہ سالی مین ہوئی لیکن تعیین مین مفسرین مختلف مین معالم کہا ابن عباس نے اسمعیل ننانوے برس کے سن مین اور اسحاق ایکسو بارہ برس کی عمر مین پیدا ہوئے کہا سعید بن جبیر نے کہ اسحاق کی بشارت جب دیگئی تھی ابراہیم کا سن ایکسو سترہ برس کا

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ۵

اے رب بنا مجھے قائم رکھنے والا نماز کا اور میری اولاد سے بھی اے رب ہمارے اور قبول کر دعا کو

پہلے خود کہا کہ مین نے اپنی اولاد نماز پڑھنے کے لیے یہان بسائی ہے پھر اس عزم و قصد خیر پر توفیق طلب کی کہ اے رب مجھے نمازی بنا دے اور میری اولاد کو بھی اے رب دعا قبول کر ف معلوم ہوا کہ نماز اصل عبادت و کلید سعادت ہے اس لیے حضرت خلیل نے اسے مستقل دعا مین ذکر فرمایا اور یون کہ اول اپنے لیے پھر اولاد کے واسطے اور پھر بکمال عجز و امید بصراحت عرض کی اے رب تو یہ دعا تو ضرور قبول فرما

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ۵ ع

اے رب ہمارے بخش مجھکو اور میرے ماں باپ کو اور سب ایمان والون کو جس دن قائم ہو حساب

للمومنین مین قیامت تک کے مسلمان داخل ہین اور یہ دعا مسنون و مقبول ہے مگر ابراہیم کی دعا والدین کے حق مین باوجود کفر بسبب اسی وعدے کے تھی جو آپنے انسے کیا تھا اسکی تفسیر اپنے مقام پر آئیگی۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُونَ ۵ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ

اور نہ سمجھو تم اللہ کو غافل اس سے کہ کرتے ہین ظالم نہین چھوڑ رکھا ہے انکو مگر واسطے ایسے دن کے کہ کھلی رہجاوینگی

الْأَبْصَارُ ۵ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ ۵

نظرین دوڑتے ہونگے اٹھائے ہوئے سر اپنے نہین پھرینگی طرف انکے نظرین انکی اور دل انکے اڑ رہے ہونگے

ایسا نہ سمجھو کہ اللہ تعالی ظالمونکے کام سے بیخبر ہے دنیا مین ڈھیل اسلیے دی ہے کہ عوض لیا جاوے اسدن جب آنکھیں چڑھ جائینگی اور کمال خوف اور گھبراہٹ سے کچھ سوجھ نہ پڑیگی قبرون سے اٹھکر میدان حشر کیطرف جلدی جلدی چلینگے سر اٹھائے ہوئے نہ ادھر نظر نہ ادھر خیال ایسی حیرت کہ ٹکٹکی لگ گئی نگاہ پھرتی نہین دل عقل فہم وغیرہ سے خالی نہایت بے حواس ہون ظالم حد سے بڑھنے والا کافر یا عاصی یوم اس سے مراد قیامت ہے تشخص مخصوص

بالفتح اسکا مصدر ہی یعنے باز ماندن وغیرہ شدت جہنم **ترغیب** حضرت امام حسنؓ سے مروی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگ قیامت مین ننگے پاؤن ننگے بدن اُٹھائے جائینگے آپکی ایک بی بی نے کہا کہ ایک دوسرے کو دیکھیگا فرمایا اِنَّ لِلْاَبْصَارَ شَاخِصَۃٌ آنکھین بے نور ہو جائینگی تو کہا کہ آپ دعا کرین کہ مین بے ستر نہون فرمایا اَللّٰھُمَّ اسْتُرْعَوْرَتَھَا ای اللہ انکی پردہ پوشی کر دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سائل ام سلمہؓ تھین **مھطعین** شتاب رو معالم کہا مجاہد نے کہ نہ داہنے بائین طرف دیکھینگے نہ قدمگاہ پر کمال خوف اور عجلت مین **مقنعی** سر اُٹھائے ہوئے یعنے اِدھر اُدھر التفات نہوگا معالم کہا حسن نے آسمان کیطرف آنکھین لگی ہونگی ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیگا نظر بھر کر نہ انسے کمال حیرت و خوف مراد ہی **ترغیب** کہا ابوذر نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آدمی تین گروہ اُٹھائے جائینگے ایک سوار لباس پہنے ہوئے دوسرے پیادے تیز رفتار تیسرے منہ کے بھل چلائے جائینگے اور جابرؓ سے مروی ہی کہ ایک گروہ چیونٹیونکی صورت اُٹھین گے آدمی انھین روندینگے اور کہین گے اُنھین کیا ہوا ہی کہا جائیگا یہ متکبر سرکش تھے ہوا سے مراد یہ ہی کہ عقل و فہم سے خالی

وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ

اور ڈرا آدمیونکو اسدن سے کہ آئے انپر عذاب تو کہین جنھون نے ظلم کیا اے رب ہمارے مہلت دے ہمکو طرف تھوڑی

اور اے لوگو کہ اسدن سے ڈرا ئیے جب عذاب آئیگا اور ظالم عاصی کہین گے | قَرِيْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ | نزدیک کی قبول کرین ہم پکار تیری اور تابع ہون ہم پیغمبرونکے اے رب ہمارے ہمین تھوڑے

دنون اور دنیا مین چھوڑ دے ہم تیرے احکام سنین گے اور پیغمبرونکے پیرو ہونگے جواب ارشاد ہوگا۔

اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۝ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

کیا نہ تھے تم قسمین کھاتے تھے پہلے سے نہین واسطے تمہارے زوال ہر اور رہتے تھے تم گھرون مین انکے جنھون نے ظلم کیا جانونپر اپنی

اے لوگو کیا تم دنیا مین | وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ۝ | قسمین نہ کھاتے تھے کہ

ہمکو زوال نہین ہم یونہین | اور ظاہر ہو گیا تھا تمکو کیا کیا ہمنے انسے اور بیان کین ہمنے تمہارے لئے مثلین | دائمی یہین کرینگے اور کیا تم انکے گھرون مین نہین رہے جنھون نے نافرمانبرداری کی اور ... ہوا کہ ہمنے انسے کیا کیا یعنی عاد و ثمود وقبط کے گھرون مین رہے شدت عذاب آنکھون سے دیکھی ... مثالین بیان کرکے سمجھایا۔

وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ۭ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ۝

اور بیشک کیا داؤ اپنا اور پاس اللہ کے ہی مکر انکا اور نہین ... کہ ٹل جاوین اُس سے پہاڑ

اور ان ظالمون نے بڑے مکر کیے تھے اور اللہ کے پاس ہی عوض انکا مکر انکا مکر ایسا تھا کہ پہاڑ ٹل جاوین یعنے جنھونے نافرمانی کی اور انکے مکر ایسے تھے کہ پہاڑ انسے ٹل جائین یعنے اونکے مکر نہایت زبردست تھے

یا جنھون نے نافرمانی کی انکے مکر ایسے نہین کہ پہاڑ یعنے قرآن و اسلام پر کچھ اثر پڑسکے اور بقرأت لتزول یعنی اگرچہ انکے مکر پہاڑ ملادینے والے تھے تاہم اسلام پر نہ چلین گے

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ

پس نہ سمجھ اللہ کو خلاف کرنے والا وعدہ کا اپنے رسولون سے بیشک اللہ غالب ہے بدلا لینے والا

تو اللہ کو نہ سمجھ کہ وہ اپنا وعدہ یعنی عذاب کفار و ثواب مومنین اپنے پیغمبرون سے خلاف کرے وہ غالب ہے اور بدلا لینے والا ہے

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

جسدن بدل جائیگی زمین سوا اس زمین کے اور آسمانون کے اور حاضر و ظاہر ہو واسطے اللہ کے جو واحد و زبردست ہے

وہ ایسا دن ہوگا کہ یہ آسمان و زمین نہ رہینگے دوسرے زمین بدل دیجائیگی اور سب کے سب اللہ تعالے کے حضور مین حاضر ہونگے جو واحد قہار ہے تبدل الارض ابن کثیر آنحضرت سے سوال کیا گیا کہ جب زمین بدلیجائیگی تو مخلوق کہان ہوگی اسکے جواب مختلف منقول ہین مسلم و ترمذی مین ہے کہ پل پر تو بان کی روایت کی کہ تاریکی مین پل کے پاس ہونگے ایک روایت مین آیا کہ آدمی اللہ کے مہمان ہونگے۔ کہا ابن عمرو بن میمون نے وہ زمین ہوگی صاف جسپر گناہ ہوا نہ خون گرا حضرت علی نے کہا زمین چاندی بنجائیگی اور آسمان سونا۔ ایک روایت ہے کہ زمین روٹی ہوجائیگی مومن پاؤن کے پاس سے کھاینگے برزوا یعنے قبرون سے اٹھ اٹھ کر حضور مین حاضر ہونگے

وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۚ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ

اور تو دیکھیگا مجرمونکو اسدن جکڑے ہوئے زنجیرون مین کرتے انکے گندھک کے اور ڈھانکیگی منہ انکے آگ

مقرن نزدیک کیا گیا | لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ | مراد اس سے قید اور

مشکین باندھنا صفاد | تاکہ بدلا دے اللہ ہر جان کو جو کمایا بیشک اللہ جلد حساب کرنیوالا ہے | جمع صفد بسکون فا بند

کردن و محکم بستن قطر بالفتح ایک روغن ہے جو خارشتی اونٹ کے لگایا جاتا ہے اسکی خارشت جل جاتی ہے اور داغ ہوجاتا ہے (جامع) گندھک اور ایک روایت مین قطر بکسر بمعنی مس یعنی مس تفتہ کے کپڑے ہونگے حاصل آپ قیامت مین مجرمون کو دیکھین گے گروہ گروہ اور قسم قسم ایک دوسرے کے قریب کھنچے زنجیرون مین جکڑے ہوئے پگھلائے ہوئے تانبے یا گندھک کے کرتے پہنے کہ آگ کا اثر قوی اور جلد ہو انکے منہ کو آگ نے ڈھانک لیا تاکہ اللہ تعالی ہر جان کو اسکے کامونکا بدلا دے بیشک اللہ تعالی جلد حساب کرنیوالا ہے البدور کعب سے مروی ہے کہ وہ زنجیر جسے اللہ تعالی نے فرمایا کہ ستر گز کی ہے اسکا ایک ایک حلقہ تمام دنیا کے لوہے کے برابر ہے۔ کہا ابن عباس نے اسطرح باندھے جاینگے کہ سر پاؤن سے ملجائیگا جیسا کہ خود فرمایا فیؤخذ بالنواصی والاقدام کافر پاؤن اور پیشانی سے پکڑا جائیگا کہا حسن ابن یحیی نے جہنم کی زنجیر پر اس جہنمی کا نام لکھا ہے

جس سے وہ باندھا جائیگا کہا ابن عباس نے ستر گز کی زنجیر دیکر پہنائی جائیگی اور منہ سے نکلیگی جسطرح ہیڑی کو لکڑی مین چھید کر بھونتے ہین کہا انس نے کہ پہلے سب سے ابلیس کو لباس آتشین پہنایا جائیگا ابن کثیر ابو مالک اشعری سے مروی ہی کہ آپنے فرمایا چار باتین میری اُمت مین جاہلیت کی ہین ١ حسب نسب پر تفاخر ٢ کسی کے نسب مین طعن کرنا ٣ یہ سمجھنا کہ پانی تارونکی تاثیر سے برستا ہی ٤ مردے پر نوحہ کرنا اور نوحہ کرنیوالیان اگر بے توبہ کیے مرگئین قیامت مین اُٹھین کرتا قطران یعنے پگھلائے ہوئے تانبے کا پہنایا جائیگا اور آنچ کی جاے ہوگی دوسری روایت مین ہی کہ جنت اور دوزخ کے درمیان ٹھہرائی جائینگی اور اُنکے مُنہ کو آگ چھپا لیگی وہم ارشاد ہو کہ ہر نفس کو اُسکے کام کا عوض دیا جائے حالانکہ بعض نفوس طیبہ اہل بہشت سے ہونگے انکا عوض یہ نہین دفع ایراد ہر نفس کفینی ہی ٢ اور اگر عام ہی تو معنی یہ ہین کہ ہر ایک کو اُسکا کیا ملیگا گنہگار کو آگ دوزخ کی اور مطیع کو جنت۔

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ ع

یہ خبر پہونچا نا ہی آدمیونکو اور تاکہ ڈرین اُس سے اور تاکہ جانین کہ نہین مگر وہ معبود اکیلا ہی اور تاکہ سوچین عقل والے

یہ جو اوپر ذکر ہوا اسوقت تو اسی قدر ہی کہ آدمیونکو معلوم ہو رہے اور ڈرین اور یقین کرلین کہ معبود سبکا وحدہٗ کوئی اُسکا شریک و ہمسر نہین اور تاکہ دانشمند اس سے نصیحت اختیار کرین کفار کے حال تباہ سنین ظالمونکے روے سیاہ دیکھین اور اپنے بچاؤ کی تدبیر کرین **بلاغ** مین تنوین تعظیمی ہی یعنے قرآن اور یہ مذکور بلاغ کافی و اطلاع وافی ہی اس سے زیادہ کسی وعظ و نصیحت کی حاجت نہین **لینذروا** یعنے غرض سماعت قرآن و ذکر قصص بیان کی یہ نہین کہ اُسکی بلاغت و فصاحت اور مضامین اور حسن نظم سے تلذذ اور تفریح حاصل کرین یا اُسے تاریخ دانی انشا پردازی وغیرہ کا آلہ بنائین بلکہ اللہ پر یقین لائین اُسکے عذاب سے ڈرین ہر امر مین اُس سے عبرت و نصیحت حاصل کرین

سُوْرَۃُ الْحِجْرِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَکِّیَّۃٌ

شروع ہی نام سے اللہ کے بڑا مہربان رحیم ہے

اسکا نام سورۂ حجر ہی اسلیے کہ اسمین کفار مقام حجر کا ذکر ہی ننانوے آیتین ہین مکے مین نازل ہوئی۔ کہا ابن حزم نے اسمین پانچ آیتین منسوخ ہین ف فقط اُنمین سے ایک کی بھی منسوخی کی ضرورت نہین دیکھیئے۔

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝

یہ آیتین ہین کتاب کی اور قرآن بیان کرنے والے کی

الٓر مقطعات سے مسکوت التاویل و مفروض الاعتقاد ہے **کتاب** و قرآن ایک ہی پھر قرآن خواہ معطوف ہے کتاب پر خواہ آیات پر یعنے یہ سورت آیات کتاب سے ہی جسکا آپ سے وعدہ کیا گیا تھا اور قرآن ہے جو حق و باطل بیان کرتا ہی یا یہ سورت چند آیات کتاب سے ہے اور اُس قرآن سے جو مبین ہے

پارۂ چہاردہم ربما یود الذین سورۃ الحجر

چونکہ کفار اسلام سے اعراض وانکار کرتے تھے اور اپنے زعم مین سمجھتے جاتے تھے کہ وہ اسی انکار پر ہمیشہ رہینگے ارشاد ہوا کہ اے ایمان والو تم تماشا دیکھو ایک وہ وقت آتا ہے کہ یہ ناعاقبت اندیش اپنے کیے سے نادم اسلام کے متمنی ہونگے لیکن انکی ہدایت کچھ فائدہ ندیگی انسے ہایا۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝

(آرزو کرینگے جو کافر ہوئے کہ کاش کہ ہوتے مسلمان)

ابن کثیر ابن عباس و انس نے جب کفار اور مومنین گنہگار دوزخ مین ڈالے جائینگے کافر کہینگے کہ تمکو خدا پرستی نے کچھ فائدہ نہ دیا یعنی دونون ایک ہی مقام پر ہین غیرت الٰہی جوش مارینگی اور عاصی کو نجات دیجائیگی مشرک انکی رہائی اور اپنی بے دست و پائی دیکھکر کہینگے کہ کاشکے ہم بھی اسلام لائے ہوتے یہ امر حسرت انکے لیے اور عذاب پر عذاب ہوگا۔

ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ

(چھوڑ انکو کھاوین اور فائدے اٹھاوین اور کھیل مین ڈالے انکو امید پس جان لینگے — اور نہیں ہلاک کی ہمنے کوئی)

قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝

(بستی مگر واسطے اسکے ایک لکھا ہوا معین ہے نہین سابق ہوتی کوئی گروہ کو مدت اسکی اور نہ تاخیر کرتے ہین)

دنیا مین آپ انکو چھوڑ دین کھائین پئین عیش کرین اور زیست یا دنیا کی امید بین انھین آخرت اور اللہ سے غافل کرکے کھیل مین لگالے اور ہم نے کوئی بستی یعنی بستی والے ہلاک نہین کیے مگر انکے لیے کتاب یعنے حکم مکتوب تھا جو معلوم و معین ہے کوئی قوم اپنی مدت مرقومہ اور وقت معینہ سے پہل نہین کرتی اور نہ تاخیر کرسکتی ہے کہا ابن حزم نے کہ یہ آیت منسوخ ہے **ف** یہ اور ایسے تمام آیتین قابل منسوخی کے نہین اسلیے کہ (ذرہم) سے اگر مراد ترک تعرض ہے تو مطلقا تعرض نہ کبھی ترک ہوا نہ مختار ہے مکے مین تقریر سے تعرض تھا اور مدینے مین شمشیر سے اور اسلام کبھی جبرا شائع نہین کیا گیا جہاد کا خاتمہ صرف ترک فساد و تکبر و عناد پر تھا کبھی صلح سے کبھی جزیے سے تلوار میان مین کرلیجاتی تھی اب کیا ضرورت ہے کہ اسے آیت قتال کا مقابل اور اس سے منسوخ قرار دین یا مقصود تسکین ہے کہ آپ انکی شرارتون پر ملول اور اپنی ناکامی پر نادم و متحسر کیون ہین انکو انکے حال پر چھوڑ دیجیے فہمائش کافی ہے نہ سنین تو اب بوقت موت یا حشر مین معلوم ہوجائیگا۔

وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ۝ لَوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ

اور بولے اے وہ کہ [illegible] اتارا گیا اس پر ذکر تو بیشک دیوانہ ہے کیوں نہ لایا ہمارے پاس فرشتے اگر ہے تو سچا

اور کہتے تھے کفار قریش اے وہ شخص جس پر ذکر یعنی قرآن [illegible] اتارا گیا ہے تو مجنون ہے یعنی آپ زعم کرتے ہیں کہ ہم پر [illegible] آتی ہے حالانکہ یہ دیوانگی ہے اگر ایسا ہے اور آپ سچے ہیں تو کیوں [illegible] آسمان سے فرشتے ساتھ لاتے

مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا إِذًا مُّنظَرِينَ ۝

نہیں اتارتے ہم فرشتے مگر ساتھ [illegible] اور [illegible] وقت مہلت دیے گئے

جواب ارشاد ہوا ہم فرشتے نہیں اتارتے مگر حق پر [illegible] ظاہر ہو جاتا ہے اور وہ لوگ جو [illegible] پھر مہلت نہیں دیے جاتے حق [illegible] فیصلہ حق و اظہار و غلبہ حق۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝

بیشک ہم [illegible] اتارتے ہیں [illegible] ہم نگہبان ہیں

اے رسول محبوب آپ ان کی باتوں سے ملول نہ ہوں [illegible] ہم نے قرآن اتارا ہے اور ہمیں اس کے نگہبان ہیں [illegible] دیگے منکر دل کرنے [illegible] اور فساد سے بچائیں گے قرآن بھی ایک معجزہ ہے قرآن و [illegible] دوسری کتب کے مطالب [illegible] سے محفوظ ہے باوجود کمال [illegible] کوئی حرف گیری کر سکے اور حفظ کا یہ حال ہے [illegible] اور حرف حرف قلوب مومنین پر منقوش ہے [illegible] ہو جاتا او یا [illegible] جس کا منکر انکار سے پہلے پشیمانی ظاہر کرتا [illegible] اسی وقت قوت تحریر یا زور شمشیر سے [illegible] منقولہ و الفاظ محرف [illegible] ہو جاتے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝

اور البتہ بھیجا ہم نے [illegible] پہلے گروہوں میں اگلوں کے اور نہیں آتا تھا ان کے پاس کوئی رسول مگر تھے اس سے تمسخر کرتے

یہ نئی بات نہیں بلکہ ہم نے تجھ سے پہلے گروہوں میں بھی انبیا اسی قسم کے [illegible] و احکام بھیجے تھے اور ان کے پاس کوئی پیغمبر نہیں آیا مگر اس کے ساتھ ایسے ہی [illegible] کرتے رہے شیع جمع شیعہ بمعنے فرقہ و گروہ [illegible] کسی ایک طریق اور مذہب پر یہ لفظ (شیاع) بمعنے اتباع سے مشتق ہے۔

كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ۝

ایسا ہی چلا رہے ہیں ہم [illegible] ایمان لاتے [illegible] تحقیق گزر گیا طریقہ اگلوں کا

جیسا کہ ان کفار میں عناد و انکار ہے ویسے ہی انکار و غلط فہمی گناہگاروں کے دلوں میں ڈالی جاتی ہے اور امر حق کو غلط سمجھتے ہیں مسائل شرعی میں چنان چنین کرتے ہیں اور یہ انکار و استہزا تو اگلی امتوں کا طریقہ ہے

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ۝ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ

اور اگر کھولدیں ہم ان پر کوئی دروازہ آسمان سے پھر ہو جاویں اسمیں چڑھنے والے البتہ کہیں نہیں مگر یہ کہ رکیلی ہوگئیں

ع یعنے انکی درخواست سے أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ ۝ بڑھکر اہم اعجاز نمائی ہو

آسمان کا دروازہ کھول آنکھیں ہماری بلکہ ہم قوم جادو زدہ ہیں دیا جائے اور یہ کفار

اس دروازے سے آسمان پر چڑھیں اور عجائبات قدرت و طلسم حکمت دیکھیں تو بھی یہی کہینگے کہ نظربندی کی گئی آنکھیں کسی نے باندھ دی ہیں بلکہ ہم پر جادو کیا گیا ہے یعنے ایمان لانا کیسا اور بھی انکی شرارت اور انکار میں ترقی ہو ربط کفار کے حمق کے بیان کے بعد جلالت قدرت و جبروت عظمت کا بیان شروع کیا تاکہ معلوم ہو ایسے قادر مطلق سے انکار کیسی بدنصیبی و حماقت ہے۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ ۝ وَحَفِظْنَاهَا مِن كُلِّ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ ۝

اور تحقیق بنائے ہیں نے آسمان میں برج اور مزین کیا ہم نے اسکو دیکھنے والوں کیلیے اور محفوظ کیا ہم نے اسکو ہر شیطان مردود سے

یعنے یہ ہماری قدرت ہے کہ آسمان پر برج یعنے منزل و مقام بنائے اور انکو تاروں سے منور و مزین کیا کہ ناظرین لطف اٹھائیں اور انکو شیطان کی مداخلت سے محفوظ کر دیا یعنے کسی قسم کا فساد و رخنہ اندازی نہیں کرسکتا برج جمع برج ہے آسمان کی منزلیں ہیں اور فوائد کثیر ان سے متعلق لیکن زیادہ تفصیل و توضیح انکی احادیث میں مذکور نہیں حکما کے قواعد اور تجارب سے ثابت ہوا ہے وہ انکی کتابوں میں ہے

إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِينٌ ۝

مگر جو چرا لے بات پس پیچھا کرے اسکا شعلہ چمکتا ہوا

یعنے شیطان کی مداخلت آسمان پر نہیں مگر اسی قدر کہ چوری چھپے سے کوئی بات لے اوڑے اسپر بھی شہاب ثاقب انکے درپے ہوتا ہے بخاری ابوہریرہ نے حضور انور سے روایت کی کہ جب کوئی حکم آسمان پر شائع ہوتا ہے فرشتے اپنے پر بچھا دیتے ہیں تاکہ کمال تعظیم امر الٰہی پائی جائے اور شیاطین زمین سے آسمان پر یکے بعد دیگرے کان لگائے رہتے ہیں جب کوئی بات پائی تو ایک دوسرے کو بتاتا ہے اور شہاب یعنی شعلۂ آتشین فرشتے مارتے ہیں کبھی تو پہلے ہی اسے خاک سیاہ کر دیتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ یکے بعد دیگرہ خبر زمین میں آجاتی ہے پھر شہاب پڑتا ہے بہرحال شیاطین ایک سچ سو جھوٹ ملا کر کاہنوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں تاکہ انکی غیبی خبروں سے عوام زیادہ معتقد ہوں معالم کہا

ابن عباس نے کہ پہلے شیاطین آسمانوں پر بے تکلف آتے جاتے حضرت عیسیٰ کے پیدا ہونے سے
تین آسمانوں پر ممانعت ہوگئی جب حضور نے دنیا کو نورانی فرمایا تو مطلق ممانعت ہوئی اب نہیں جانے
پاتے اور اگر کوئی کان لگا کر سننا چاہتا ہے تو شہاب ثاقب اسکے پیچھے ہولیتا ہے اور جلا کر خاک سیاہ کر دیتا
ہے کہا العیقوبؒ نے کہ حضور سے پہلے تارے نہ ٹوٹتے تھے ایک دن بعض بنی ثقیف نے تارے ٹوٹتے
دیکھے اور ڈرے عمرو بن امیہ نے کہا کہ اگر وہ تارے ہیں جو نظم عالم کے لیے معین ہیں تو سمجھو کہ دنیا کا خاتمہ
ہوا اور دوسرے ہیں تو کوئی امر ہے جو خدا نے چاہا۔ کہا ابن منبہ نے کہ شہاب آنحضرتؐ سے پہلے تھا مگر محافظت
کے لیے نہ تھا کوئی دوسری غرض متعلق ہوگی ف ممکن ہے کہ شیاطین آسمان پر کچھ شرارت کرتے ہوں اور
یہ انکی سزا معین ہو ربط آسمانی عجائب کے بعد زمینی صناعت کا ذکر فرمایا۔

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ۝

اور زمین پھیلایا ہمنے اسے اور ڈالے ہمنے اسمیں پہاڑ اور اگائی ہمنے اسمیں ہر شے موزون

اور زمین کو ہمنے پھیلایا اور اسپر پہاڑ قائم کیے اور ہر قسم کی چیزیں اسمیں پیدا کیں جو موزون ہیں یعنے مقدار معلوم ہیں یعنے اندازہ نہیں

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ۝ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ

اور بنائی ہمنے تمہارے لیے اسمیں معاش اور وہ کہ نہیں تم انکے روزی رسان اور نہیں کوئی شے مگر ہمارے پاس خزانے ہیں اسکے

یعنے زمین میں تمہارے لیے اسباب معاش خلق فرمائے اور وہ حیوان بھی پیدا کیے جنھیں تم رزق

وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝

اور نہیں اتارتے ہم اسے مگر بمقدار معلوم

نہیں دے سکتے اور کوئی شے ایسی نہیں جسکا خزانہ یعنے معدن اللہ کے حضور میں حاضر نہو اور ہم بقدر
معلوم ہی نازل کرتے ہیں معایش جمع معاش جو آلہ زیست ہو خزائن جمع خزینہ حاصل زمین
یہ وہ چیزیں بنائیں جنپر تمہاری زیست موقوف ہے اور وہ جانور ہیں جنکو تم روزی نہیں دے سکتے
خزائن یعنے مادہ و اصل شئے یعنے ہر شئے کی حقیقت اور اصالت ہمارے حضور میں حاضر ہے جسقدر
مناسب ہوتا ہے دنیا میں بھیجتے ہیں ف معلوم ہوا کہ جملہ اشیا کے لیے خزائن ہیں اور وہ سب
حضور حق سبحانہ تعالیٰ میں محفوظ اور بقدر حکم عالم میں مقسوم ہیں کوئی شئے فرضی خیالی نہیں

وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ۝

اور بھیجیں ہمنے ہوائیں باردار پھر اتارا آسمان سے پانی پھر سیراب کیا ہمنے تمکو اس سے اور نہیں تم اسکے لیے جمع کرنیوالے

لواقح جمع لاقحہ یعنے حاملہ چونکہ ہوائیں پانی لیجاتی ہیں لہذا لواقح یعنے الواع کے فائدے

وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ۝

اور ہمیں زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں اور ہمیں وارث ہیں

آمنیں ہیں لہذا لواقح فرمایا جو ہوا حرارت اور یبوست پیدا کرتی ہو اُسے عقیم یعنی بانجھ کہتے ہیں اور باد بہاری کو لواقح یعنے ہمنے بار دار ہوائیں بھیجیں پھر آسمان سے پانی اوتارا پھر تمکو اُس پانی سے سیراب کیا اور تم اُس پانی کے خزانہ دار نہ تھے اور حقیقت رہے پاس وہ جمع نہ تھا اور ہم زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں اور ہم ہر شئے کے وارث یعنے بعد فنائے خلق باقی و مالک ہیں

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ ○ وَإِنَّ رَبَّكَ هُوَ

اور تحقیق جان لیا ہمنے آگے بڑھ جانیوالونکو تم میں سے اور البتہ جان لیا ہمنے پیچھے رہجانیوالونکو اور تحقیق رب تیرا وہی

میں کون خیر عبادت بڑھنے والا ہے اور کون	يَحْشُرُهُمْ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ○ جمع کریگا انکو بیشک وہ حکیم دانا ہے	اور ہمکو معلوم ہے کہ تم یا جہاد وغیرہ میں کس

ع

پیچھے رہنے والا ہے یا کون سلف و مرتبہ میں متقدم و متأخر ہے اور پروردگار عالم ان سبکو جمع کریگا وہ حکمت والا و دانا ہے ترمذی ایک خوبصورت عورت نماز پڑھا کرتی تھی بعض صحابہ صف اول میں کھڑے ہوتے کہ نظر نہ پڑے اور بعض نظر بازی پچھلی صف سے اُسے دیکھتے نازل ہوا کہ ہمکو دونوں کی حالت معلوم ہے **ف** یہ امر کہ شان نزول آیت یہی ہو قابل نظر ہے

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ○

اور تحقیق بنایا ہمنے آدمی کو سڑے گارے کی کھنکھناتی مٹی سے

حما وہ مٹی جو پانی میں گوندھی جائے **مسنون** وہ مٹی جو پانی میں ملا کر چھوڑ دی جاوے اور بسلسلی بدبودار ہو جاوے **صلصال** گوندھی مٹی سوکھ کر کھنکھنانے لگے دینے لگے **انسان** سے یہاں مراد آدم علیہ السلام یعنی ہمنے آدم کو گوندھی ہوئی گارے کی خشک اور کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا **لطیفہ** (مسنون کے معنے روشن بھی آیا ہے) آدم ایسے گارے سے بنائے گئے جو اسرار قدرت و علوم معرفت سے روشن و نورانی تھا

وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ مِن نَّارِ السَّمُومِ ○

اور جن بنایا ہمنے اُسے پہلے سے آتش گرم سے

اور جنوں کو ہمنے پیدا کیا آدم سے پہلے آتش گرم سے **ابن کثیر** ابن عباس سے مروی ہے کہ جن آتش سے پیدا ہوئے اور عمرو ابن دینار نے کہا کہ آفتاب کی آگ سے مخلوق ہیں **بستان** کہا ابن عباس نے جو جن آتش سے بنائے گئے ہیں وہ نہایت لطیف بلکہ ایک قسم کے فرشتوں میں محسوب ہیں اور عزازیل اسی طبقے سے تھا اور بعضے آگ سے ... ہوئے ان میں لطافت کم اور حوائج بشری زیادہ ہیں **معالم** کہا ابو صالح نے سموم وہ آگ ہے جس میں ... تھا اور رعد و برق اُس سے پیدا ہوتے ہیں اور یہ ایک آگ ہے جو حجاب اور

آسمان کے درمیان میں ہے عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ دو ہزار دبروایتے چھ ہزار برس آدمؑ سے پہلے جن پیدا
ہو چکے تھے آدمؑ انسانون کے باپ ہین جنون میں (سومنا) ابو الجان ہے۔ کما ابن عباسؓ کہ ابو الجان شیطان
ہوف ممکن ہے کہ شیطان اُن جنون کا باپ ہو جو آتش سے مخلوق ہین اور وہ چھ ہزار برس پہلے ہون اور
(سومنا) اِن جنون کا باپ ہو جو آگ سے ہین اور اسے دو ہزار برس پیچھے ہون واللہ اعلم سموم ہوا گرم جو دان
کو ملے حسینی جنون میں آگ کے ساتھ ہوا بھی ہے جیسے انسان میں مٹی کے ساتھ دوسرے عنصر

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝
اور جب کہا تیرے رب نے فرشتون سے میں پیدا کرنیوالا ہون آدمی کا گوندھے گارے کی کھنکھناتی مٹی سے

یعنے قبل خلقت آدمؑ فرشتون سے خطاب رب العزت ہوا کہ ہم ایک بشر خشک مٹی سے پیدا کرین گے
معالم جب آدمؑ کی خلقت منظور ہوئی زمین کے چارون گوشون کی مٹی طلب فرمائی پھر اُسے آب تلخ
و شیرین دونون سے گوندھوایا اور چالیس برس تک یونہین چھوڑ دیا یہان تک کہ لسدار مٹی ہوئی جیسا کہ
فرمایا (حما مسنون) پھر چالیس برس تک چھوڑ دیا خشک ہو کر صلصال ہو گئی۔

فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ۝
٦٥ پھر جب برابر کیا ہمنے اور پھونکی ہمنے اُسمین روح اپنی تو گرے واسطے اوسکے سجدہ کرنیوالے

تو جب تسویہ یعنے تکمیل خلقت آدمؑ کی ہو گئی اور اپنی روح اُس مین پھونکی فرمایا فرشتو اُنکے لیے
سجدے میں گرو روحی یہ اضافت تعظیمی و تشریفی یا تخصیصی ہے۔

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰٓی اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ۝ قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ
پھر سجدہ کیا فرشتون نے سب کے سب مگر ابلیس نے انکار کیا ہونے سے ساتھ سجدہ کرنیوالون کے کہا اے ابلیس

مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ۝ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝
کیا ہوا ہے تجھے کہ نہین ہوا تو ساتھ سجدہ کرنیوالونکے کہا نہین ہو مین کہ سجدہ کرون بشر کا کہ بنایا تو نے اسے سوکھی ہوئی لسدار مٹی سے

پھر سجدہ کیا فرشتون نے سب کے سب مگر ابلیس نے انکار کیا کہ سجدہ کرنیوالون سے ہو جاوے فرمایا اے
ابلیس تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنیوالون کا ساتھ نہ دیا بولا مین ایسا نہین کہ آدمی کا سجدہ کرون جسے تو نے
لسدار مٹی کے ٹھیکرے سے بنایا ف ظاہر ہے کہ وجہ انکار ابلیس تکبر تھی کہ آدمی خاکی اور مین آتشی۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ۝ وَّاِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۝
کہا پس نکل آسمان سے بیشک تو راندہ گیا ہے اور بیشک تجھپر لعنت ہے قیامت تک

حق سبحانہ تعالے نے شیطان کو اس گستاخی پر آسمانون سے نکل جانیکا حکم دیا اور ہمیشہ کے لیے اُسے

اپنی رحمت سے دور کیا ف معلوم ہوا کہ (۱) آسمان مقام مجرمین نہیں (۲) مجرم کو شہر بدر کرنا جائز ہے (۳) واکم الحبس کرنا جائز ہے وہم ارشاد ہوا کہ قیامت تک لعنت ہی ممکن ہو کہ بعد قیامت لعنت نہ ہے دفع یہ کنایہ ہو دوام سے اسیلئے کہ عرف مین جیسے قیامت کی طرف منسوب کرتے ہین اُس سے مراد دوام ہوتا ہو (۲) قیامت مین فیصلہ ہو جائیگا اور اس عتاب کا نتیجہ ملجائیگا پھر اس خطاب کی ضرورت ہی کیا ہو

قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ۝

کہا اے رب پس مہلت دے تو مجھے اسدن تک کہ اٹھائے جاوین فرمایا پس تو مہلت دیے ہوؤں سے ہو

شیطان نے عرض کی اے پروردگار عالم مجھے مہلت عطا ہو یعنی موت نہ آئے اُس دن

إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۝

دن وقت معلوم تک

تک کہ لوگ قبرون سے اٹھین ارشاد ہوا اچھا تجھے مہلت دی گئی روز قیامت تک کیونکہ شیطان نے ارادہ کیا کہ جب قیامت تک موت نہ آئیگی اور بعد قیامت موت ممنوع ہو تو موت سے محفوظ رہونگا لہٰذا جواب ارشاد ہوا کہ تجھے وقت معلوم تک مہلت ہو نہ دوامًا اور وقت معلوم خواہ مابین النفختین ہو خواہ وقت نفخہ اولیٰ ہو جب تمام مخلوقات مر گئی خواہ یہ مراد ہو کہ اللہ اُس دن تک زندہ رکھیگا جو اُسکے علم ازلی مین قرار پاچکا ہو۔ ان صورتوں مین کوئی شبہہ پیدا نہین ہوتا ف یا یہ کہ (الی) کا مابعد حکم سے خارج ہو یعنے میری زندگی کی انتہا یوم بعث ہو اور یہی مروی ہو کہ شیطان اُس دن مریگا جسکے بعد یوم بعث ہے

قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝

کہا اے رب اسلیئے کہ بہکایا تو نے مجھے البتہ اچھی دکھاؤنگا انکو زمین مین اور البتہ بہکاؤنگا مین ان سبکو

شیطان نے کہا اے رب چونکہ تو نے مجھے گمراہ کردیا اور بہکایا مین بھی آدمیون کو زمین کی

إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝

مگر بندے تیرے اُنمین سے جو خالص ہین

فانی چیزین اور معاصی اچھے کر دکھاؤنگا اُنکے نفوس مین خواہشین اور رغبتین ڈالونگا بہکاؤنگا اور یہ معاملہ سبکے ساتھ ہوگا مگر تیرے وہ بندے جو خالص ہین بحث اول شیطان کا یہ قول کہ تو نے مجھے بہکایا مثبت ہو کہ اللہ تعالیٰ مغوی ہو جواب باعتبار حقیقت خالق خیر و شر و فاعل حقیقی حق سبحانہ تعالیٰ ہو مگر ادبًا ہم ایسی گستاخیون سے روکے گئے ہین اسی لیے شیطان مردود ہوا اور حضرت آدمؑ نے رَبَّنَا ظَلَمْنَا کہکر معافی حاصل کی بحث دوم استثنا اغواسے ہے دلالت کرتا ہے کہ بندگان مخلص کے اغواسے بھی شیطان نہین ہٹا انبیا پر اپنے جال پھینکے گو خالی ہاتھ پھرا جواب استثنا فعل محدود سے ہے یعنے مین بہکاؤنگا وہ بہک جائینگے مگر بندگان خالص نہ بہکینگے۔

قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ ۝ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ

فرمایا یہ راہ ہے سیدھی بیشک بندوں میرے نہیں تجھے اُنپر قابو

حق سبحانہ تعالیٰ نے جواب دیا کہا یہ اشارہ ہے | اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ۝ مگر جو پیرو ہوا تیرا بہکنے والوں سے | شیطان کے دعوی کا اتباع حکم یا خلوص عباد

کیطرف جو آیت میں مذکور ہو راہ سیدھی ہے میری طرف یا میرے ذمے ہو۔ کہ بیشک میرے بندے تجھے اُنپر قابو اور غلبہ نہیں یابت جو تیرا تابع ہو جائے اور ازل سے گمراہ ہو نہیں ہو اُسپر تیرا زور چلیگا **ف** کئی امر ثابت ہوئے ا جو صراط مستقیم پر چلنا چاہیئے اسکی ہدایت ضروری ہوتی ہو جیسا کہ کلمہ علیٰ سے ثابت ہے ۲ بندگان مخلص پر شیطان کا داؤ نہیں چلتا ۳ آدمی گناہ کرنے میں مجبور و مضطر نہیں اور توفیق الٰہی تب ہی ہاتھ چھوڑ دیتی ہے جب خود اسے شیطان کی طرف میل قوی ہو۔

ع

وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ۝

اور بیشک جہنم وعدہ گاہ ان سبکی ہے اسکے لیے سات دروازے ہیں ہر دروازے کیلیے انمیں سے ایک حصہ بٹا ہوا ہے

یعنے جو شیطان کے پیرو ہونگے اُنکے لیے دوزخ وعدہ گاہ ہو سب کے سب اُس میں جائیں گے اور جہنم کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے کے لیے ایک جماعت مقرر کر دی گئی ہو سبعہ کہا صاحب معالم نے کہ فرمایا حضرت علیؓ نے جنتیں برابر برابر ہیں اور جہنم تلے اوپر کہا ابن جریج نے دوزخ کے سات درجے ہیں ا جہنم (چاہ عمیق) ۲ لظیٰ (آتش شعلہ زن) ۳ حطمہ (آتش قوی سال سخت) ۴ سعیر (آتش روشن و زبانہ آتش) ۵ سقر (کہ میں ایک پہاڑ کا بھی نام ہو) ۶ جحیم (آتش بلند و بسیار تیز کہ در مغاک افروختہ شود) ۷ ہاویہ (نام ہو دوزخ کا اور معنی اسکے غار عمیق البعد) و رحضورؐ سے مروی ہو کہ فرمایا خواہیم سات ہیں اور ساتھی دروازے ہیں دوزخ کے قیامت میں ہر رحم ایک دروازے پر کھڑی ہوگی اور کہیگی اے اللہ جو مجھپر ایمان لایا اُسکو مجھ سے ملا اور جو مجھے توڑتا تھا اُسے ان دروازوں میں داخل کر جز ہر دروازے کے لیے ایک گروہ ہو معالم کہا ضحاک نے پہلا دروازہ ان موحدوں کے لیے ہو جو شامت اعمال سے بغرض سزا چند روز کے لیے دوزخ میں جائیں گے پھر نکالیجائینگے دوسرا نصاریٰ کے لیے تیسرا یہود کے لیے۔ چوتھا صابیوں کے لیے۔ پانچواں آتش پرستوں کے لیے۔ چھٹا مشرکین بت پرست کے لیے۔ ساتواں منافقین کے لیے جیسا کہ فرمایا اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ **ف** بنا بر تقسیم بالا آیت میں جہنم بمعنی مطلق دوزخ ہو علم مکان خاص نہیں

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ۝ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ

بیشک تقویٰ والے ہیں باغوں میں اور چشموں میں جاؤ اسمیں سلامتی سے ہو کر بے کھٹکے اور نکالدیا ہے جو کچھ انکے سینوں

مِنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ۝

خفگی بھائی بھائی ہیں تختون پر آمنے سامنے ۔ نہ چھوجاتی ہے انکو اسمین محنت اور نہ وہ اسمین سے نکالے گئے

پرہیزگار باغون مین اور چشمون مین رہینگے اُنسے کہا جائیگا کہ امن و سلامتی سے بہشت مین داخل ہو اور ہم آپس کی خفگیان دلون سے نکالدینگے دنیا مین چاہے جسقدر دشمنی و مخالفت ہو مگر بہشت مین اسکا نام بھی نرہیگا تاکہ رنج و ملال قریب نہ آئے آمنے سامنے تختون پر بیٹھے ہونگے اور بھائی بھائی ہونگے نہ انھین بہشت مین کوئی مشقت ہوگی اور نہ وہ کبھی اُس سے نکالے جائینگے ابن کثیر بعد جنگ جمل عمران بن طلحہ حضرت علیؓ کے پاس آئے تو آپنے مرحبا کہی اور کہا مجھے امید ہے کہ مجھے اور تمھارے باپ طلحہ کو اللہ تعالیٰ ان میں سے کرے جنکی نسبت ارشاد ہوا و نزعنا الخ ابن کثیر ایکدن حضورؐ انور اُس دروازے سے تشریف لائے جدھر سے بنوشیبہ جایا کرتے تھے اور فرمایا مین تمکو ہنستے ہوئے نہ دیکھون یعنے اللہ کے غضب اور دوزخ کی شدت سے رویا کرو فکر اور رنج رہو یہ فرماکر ہم اندر تشریف لے گئے حجر اسود تک گئے تھے کہ اُلٹے پاؤن پھرے اور فرمایا مین جب نکلا تو جبرئیلؑ آئے اور کہا اے محمدؐ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے تو میرے بندون کو مایوس کیئے دیتا ہے ۔

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۙ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ۝

خبردار کر میرے بندونکو کہ بیشک مین بخشنے والا مہربان ہون اور بیشک عذاب میرا عذاب درد ناک ہے

اے نبی کریم آپ ہمارے غلامان خاص و بندگان با اخلاص کو بتا دین کہ ہم گناہ بخشنے والے تمھاری جانون پر مہربان ہین (پس امیدوار رہو) اور بیشک عذاب میرا عذاب دردناک ہے (پس ہمیشہ ڈرو) مسئلہ اللہ تعالےٰ سے امید ترحم و خوف عذاب جزو اعتقاد ہے

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ۝

اور خبر دو انکو مہمانون سے ابراہیم کے جب داخل ہوئے اسپر پس کہا سلام کہا ابراہیم نے ہم تم سے ڈرتے ہین

اسکی تفصیل صفحہ ۳۰۰ مین گزرگئی کہ وہ فرشتے جو قوم لوط کے عذاب کو بھیجے گئے پہلے حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئے اور بصورت انسان تھے آپنے گوشت بریان سے مہمانی کی فرشتے کیا کھاتے ابراہیم بسبب غیر قوم ڈرگئے کہ مبادا کوئی فریب یا عداوت ہو

قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓي اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ

بولے نہ ڈرو ہم خوشخبری سناتے ہین تجھکو لڑکے دانا کی کہا کیا بشارت دیتے ہو مجھے اس حال پر کہ پہونچی مجھے پیری

فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ۝ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ۝ قَالَ وَمَنْ

پس کس چیز پر بشارت دیتے ہو بولے ہمنے تمکو بشارت دی ساتھ حق کے تو نہو مایوسون سے کہا اور کون

وہ فرشتے بولے اے ابراہیم آپ نذرین ہم تو آپکو ایک علم والے دانشمند لڑکے کی خوشخبری

يَقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ○

ناامید ہوتا ہی رحمت سے اپنے رب کے مگر گمراہ

سناتے ہیں ابراہیم نے کمال تعجب سے فرمایا سبحان اللہ ایسی حالت میں کہ مجھے بڑھاپے نے لے لیا ہے لڑکے کی بشارت دیتے ہو فرشتوں نے کہا اے خلیل جلیل ہم آپکو حق اور سچ بشارت سنا رہے ہیں آپ مایوس و ناامید ہوں آپنے کہا اللہ کی رحمت سے تو مایوس کوئی نہیں ہوتا مگر گمراہ مسئلہ مایوسی اللہ کی رحمت سے کفر ہے اور علامات و آثار کے رو سے مایوسی کا مضایقہ نہیں مسئلہ تفاول مستحب تطیر حرام ہے جیسا کہ منقول ہے کہ جب آپنے مکہ چھوڑا مدینے کی راہ میں ایک شخص ملا آپ نے نام پوچھا بولا بریدہ فرمایا ہمارے کام ٹھنڈے اور اصلاح پذیر ہو گئے پھر پوچھا تو کس قبیلے سے ہے بولا اسلم فرمایا ہم سلامت رہیں گے یہ تفاول ہے اسمیں حق سبحانہ تعالے سے اچھی امید کرنا ہے لیکن اسی یا کسی دوسرے طریقے کو مؤثر و یقینی جاننا منع ہے جیسے فال گنڈا اور تطیر یعنے بدشگونی یہ فال کی ضد ہے یعنے کسی برائی کا خیال کرنا یہ حرام ہے فرمایا لا طیرۃ فی الاسلام اسلام میں بدفالی کا اعتقاد نہیں اور وجہ یہ ہے کہ تفاول میں اللہ تعالے سے امید خیر ہوتی ہے اور طیرہ میں بد۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ○ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۙ

کہا پس کیا ہے مہم تمہاری اے بھیجے ہوؤ بولے ہم بھیجے گئے ہیں طرف قوم گناہگار کے

ع اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۙ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۧ

مگر آل لوط ہم بچانے والے ہیں ان سب کو مگر بی بی اسکی مقدر کر دیا ہے کہ وہ پیچھے رہجانیوالوں سے ہے

حضرت ابراہیم نے کہا تمہارا امر اہم کیا ہے کسلیے اللہ کیطرف سے بھیجے گئے ہو وہ بولے ہم بھیجے گئے ہیں طرف قوم گناہگار کے (مراد اس سے قوم لوط) مگر آل یعنے تابع لوط علیہ السلام کے ہم اُن سبکو بچا لینگے مگر آل لوط سے اُنکی بی بی نجات نہ پائیگی یعنے روز ازل میں مقدر کر دیا ہے کہ وہ پیچھے رہجانیوالوں سے ہو وہ نہ بچے گی۔

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِۨ الْمُرْسَلُوْنَ ۙ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ،

پھر جب آئے آل لوط کے پاس فرستادے کہا لوط نے بیشک تم قوم انجان ہو

قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۙ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ

بولے بلکہ لائے ہیں ہم تمہارے پاس وہ کہ تھے وہ اسمیں شک کرتے اور لائے ہم تمہارے پاس حق اور ہم سچے ہیں

جب یہ فرشتے تابعین لوط کے پاس آئے تو حضرت لوط نے کہا تم انجان لوگ ہو ہم تمکو نہیں پہچانتے فرشتے بولے نہیں بلکہ ہم وہ لائے ہیں جسمیں آپ کی امت منکر شک کرتی تھی اور دیکھ

تصریح کی) اور لائے ہین ہم تمہارے پاس حق یعنے عذاب اور وعدۂ الٰہی اور ہم سچے ہین ۔

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ

پھر لیجا اہل کو اپنے ایک حصے شب باقی کے اور تو پیچھا کر پیچھے انکے اور نہ التفات کرے تم مین سے کوئی اور گزر جا مین جدہر

تُؤْمَرُوْنَ ۝ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَاۗءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ۝

حکم کیے گئے ہین اور فیصلہ کردیا طرف اسکی یہ امر کہ پیچھا ان کا کاٹا جائیگا صبح کرتے

اے لوط آپ رات کے حصے مین اپنے اہل یعنے تابعین کو لیکر شہر سے نکلجائین اور آپ خود انکے ساتھ انکے پیچھے رہیں اور کوئی تم مین سے ادہر اُدھر نہ دیکھے اور جسطرف یا جس طرح حکم دیا گیا ہے چلے جاؤ اور ہمنے فیصلہ کردیا لوط کی طرف اس امر کا (بیان اُسکا یہ ہے) کہ ان کافرونکے عقب یعنی جڑ مقطوع ہے جس حال مین یہ صبح کرینگے یعنے صبح ہوتے ہی عذاب آجائیگا اور ان مین سے کوئی نہ بچے گا ف سردار کو اپنے تابعین کی سپر وپناہ رہنا چاہیے جیساکہ کلمہ اتبع سے سمجھا گیا ۲ کیفیت عذاب محل عذاب پر نظر وگذر وتماشا موجب شقاوت وضرر ہے ہان ڈرے اور پناہ مانگے ۔

وَجَاۗءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ۝

اور آئے شہر والے خوشیان کرتے کہا لوط نے بیشک یہ مہمان میرے ہین پس نہ رسوا کرو تم مجھے

چونکہ یہ فرشتے نہایت نوجوان بنکر آئے تھے	وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ۝ اور ڈرو اللہ سے اور نہ ذلیل کرو مجھے	خوبصورت بے ریش وہ قوم بدافعال دوڑی

اور خوشیان کرتی ہوئی حضرت لوط کا گھر گھیرلیا آپنے کہا اے لوگو یہ میرے مہمان ہین انکو تکلیف دیکر مجھے فضیحت نکرو اور اللہ سے ڈرو اور مجھے ذلیل نکرو ف دو واسطے دلائے ۱ باعتبار عرف کہ مہمان سے بدسلوکی سب کے نزدیک بری ہے ۲ باعتبار انجام کہ اللہ سے ڈرو اس فعل کی سزا سخت ہے (ی) دونون جگہ محذوف اور اُسکی جگہ کسرہ ہے ۔

قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قَالَ هٰٓؤُلَاۗءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝

بولے کیا نہ منع کیا تھا ہمنے تجھے عالم والون سے کہا یہ لڑکیان ہین میری اگر ہو تم کرنیوالے

وہ شریر اُلٹا الزام دینے لگے اے لوط ہم تمکو پہلے ہی منع کرچکے تھے کہ تم ادھر ادھر کے غریب الوطن لوگون کو مہمان نہ کیا کرو اس لیے کہ ہم اپنی عادت سے عدول نکرینگے اور تم آداب مہمان کے پابند ہو حضرت لوط نے فرمایا اے لوگو اگر خواہ مخواہ ایسا ہی منظور ہے تو یہ میری بیٹیان موجود ہین ان سے نکاح کرلو۔

لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ ۝ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا

قسم ہے تیری جان کی بیشک وہ نشہ میں اپنے بہکے ہوئے ہیں پھر پکڑ لیا انکو چیخ نے روشنی ہوتے پھر کر دیا ہمنے بلند کو نیچے

سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ ۝

پست اسکا پس برسائے ہمنے انپر پتھر کنکریوں سے

ارشاد ہوتا ہے اے نبی محبوب آپکی عیش مبارک و حیات روح بخش کی قسم بیشک یہ کافر یا کفار قوم لوط اپنے غفلت کے نشے میں بہکے ہوئے ہیں نہ ہوش ہے نہ عقل پھر پکڑ لیا اونکو چیخ نے سفیدہ صبح وقت پھر ہمنے اوسکے بلند مقاموں یا بلند مرتبے والونکو پست کر ڈالا اور برسائے انپر پتھر کھنگر یونکے

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ ۝ وَإِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ مُقِيمٍ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ ۝

بیشک اسمین نشانیاں ہین پہچاننے والونکو لیے اور بیشک وہ راہ ہے سیدھی بیشک اسمین نشانی ہے ایمان والونکے لیے

بیشک اس قصے مین نشانیان ہین علامات و آثار سے پہچاننے والونکے لیے اور بیشک وہ شہر قوم لوط کی ایسی راہ پر ہین جو ہمیشہ موجود و عام راستہ ہے تم رات دن آتے جاتے گزرتے ہو پھر بھی ان آنکھوں نہیں کھولتے جو ایمان والے ہین اُنکے لیے اس بستی مین پہچان ہے۔

وَإِنْ كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لَظَالِمِينَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُبِينٍ ۝

اور بیشک تھے اصحاب ایکہ کے ظالم تو بدلا لیا ہمنے اُنسے اور وہ دونون راہ کھلی پر ہین تھے

اور بیشک اصحاب ایکہ یعنے قوم شعیب ظالم تھی اسلیے کہ راہزنی کرتی ناپ تول مین زیادہ لیتی کم دیتی تو ہمنے اُنسے بدلا لیلیا یعنے عذاب مہلک بھیجا جنکا ذکر صفحہ ۰، مین گزرا اور بیشک وہ دونون یعنے قوم لوط و شعیب کھلی ہوئی سامنے کی راہ مین تھی عام گزرگاہ ہے انکا قصہ ہر ایک کی پیش نگاہ ہے

وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ ۝ وَآتَيْنَاهُمْ آيَاتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۝

اور بیشک جھٹلایا اصحاب حجر نے پیغمبرون کو اور دین ہمنے انکو نشانیان اپنی پھر تھے اُنسے روگردان

یعنے اصحاب حجر (قوم ثمود) نے پیغمبر و نکو (صالح) جھٹلایا اور ہمنے اپنی قدرت کی نشانیان (ناقہ) انکو دین تو وہ اُن نشانیون سے منکر و روگردان ہوئے جامع حجر ایک شہر ہے شام اور مدینے کے درمیان مین ثمود اسمین رہتے تھے

وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا آمِنِينَ ۝ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ ۝

اور تھے کہ تراشتے تھے پہاڑون سے گھر بے ڈر پھر پکڑ لیا انکو چیخ نے صبح ہوتے

فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝

پھر نہ بچایا انکو اُسنے کہ تھے کرتے

یہ لوگ پہاڑون سے گھر تراشتے تھے اور بیخوف تھے کسیکا کھٹکا نہ تھا تو ناگاہ عذاب الٰہی نے صبح ہوتے ہی انکو لے لیا اور جو کچھ کیا تھا اُن کے کام نہ آیا انکا قصہ مفصل گزرا

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ

اور نہین بنایا ہمنے آسمان اور زمین اور جو انمین ہی مگر حق اور بیشک قیامت البتہ آنیوالی ہی پس درگذر کر

اور آسمان وزمین ہم نے حق پیدا کیے | الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ○ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ○

ہین دیکھنے نہ محض اعتباری اور وہمی | درگزر کرنا اچھا بیشک رب تیرا وہی پیدا کرنیوالا دانا ہی

ہین اور نہ یہ کہ انکا کوئی نتیجہ اور فائدہ ہنو اور نہ یہ کہ ایک دن حساب کتاب ثواب عقاب نیک و بد کی جانچ ہنو اور اسمین شک نہین کہ قیامت ضرور آنیوالی ہے (تو آپ ای نبی کریم ان مکرانے والے مسخرا پن کرنیوالے قوم کی گستاخیوں سے) پوری طور پر درگزر کیجیے (قریب ہی کہ اپنا کیا پا جاینگے) تیرا رب تمام اشیا کا پیدا کرنیوالا ہر امر کا جاننے والا ہی **صَفْحَ الْجَمِيْلَ** یعنے مردانہ تحمل کیجیے بزدلی اور لالچ و بیحیائی کے طور پر نہین ربط بعد بیان اُمم سابقہ و وعید عذاب لاحقہ آپ کو اعراض چشم پوشی کی ہدایت کی اور دفع حزن و ملال مومنین و حصول فرح و تسکین کے لیے عمدہ انعام کا ذکر فرمایا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ○

اور بتحقیق دی ہمنے تجھکو سات مکرر سے اور قرآن بزرگ

یعنے دو نعمتین عنایت فرمائین ۱ سبع مثانی مکرر ۲ قرآن عظیم - **بخاری** ابو سعید بن معلے سے مروی ہی کہ حضور نے مجھسے فرمایا کہ مین تجھے ایسی سورت سکھا دون جو اعظم سورت ہائے قرآن ہو پھر فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهٗ ۱ الحمد للہ سبع المثانی ہے ۲ قرآن عظیم جو مجھے عنایت ہوا - اور ابو ہریرہ نے روایت کی کہ فرمایا اُمُّ الْقُرْاٰنِ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ الحمد سبع مثانی ہی ایسے ہی روایت کی ترمذی نے اور اکثر مفسرین کے بعض اقوال اسکے خلاف بھی ہین پھر (سبع) اسلیے کہ الحمد مین سات آیتین ہین اور (مثانی) اسلیے کہ نماز مین دوہرائی جاتی ہی یا دو بار نازل ہوئی یا اسمین دو قسم کے مضمون ہین ۱ وہ جو خالص ثنائے معبود ہو ۲ جو خاص حق عبد ہو یا اس لیے کہ اسکے بعد دوسری آیت قرآنی پڑھی جاتی ہی اور تخصیص کمال تعظیم سورۂ فاتحہ پر دال ہی اور ایسی نعمت ہے جو بمقابلہ مجموع قرآن مذکور ہوئی ربط اے حبیب کریم جب ایسی نعمت عظمیٰ آپکو عطا ہوئی تو

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ

نہ بڑھا نظر اپنی طرف اسکے کہ نفع دیا ہمنے ساتھ اسکے قسم قسم لوگ انمین سے اور نہ رنج کھا انپر اور جھکا بازو اپنا

مد چشمن دطمع اور حسرت جمعت یعنی قسم قسم منھم | لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○ وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ○ | سے دیکھنا ازواج کفار [illegible]

ایمان والونکے لیے اور کہدے مین ڈرانیوالا ظاہر ہون

ترحم و ترقی لینے اصناف و اقسام کفار کو بخشے جن فانی نعمتوں اور دنیاوی لذتوں سے بہرہ ور کیا ہی انکی طرف آپ نظر نہ ڈالیں (اس لیے کہ آپکو تو ہم نعمت عظمیٰ یعنے سبع مثانی و قرآن عظیم دے چکے ہیں) اور مومنین کے افلاس و خستہ حالی و ناداری پر یا کفار کی گمراہی و سوء خاتمہ و ہلاک پر افسوس و رنج بھی نہ کیجیے (بلکہ) بازوے شفقت مومنین کے لیے جھکا دیجیے اُنپر رحمت کیجیے نرمی فرمایے انکی غمخواری ہمدردی کیجیے اور یہ کہدیجیے کہ مین کھلا ڈرانے والا ہون ف ۱ رشک حسد دنیا طلبی کفار کی دولت و نعمت پر تمنا انکے ہلاک و عذاب پر حزن ممنوع اور مومنین کی ہمدردی خیرخواہی مستحسن ہی اللہ تعالیٰ نے منجملہ اور احکام کے اپنے ایمان والے بندون کی نسبت اپنے محبوب سے فرمایا کہ تم انپر شفقت کرو انکے خیرخواہ رہو تا کہ ہم انکے گناہ عفو کریں اور ترقی مدارج مین ہماری رحمت کارساز رہے مسئلہ حسد کرنا اور کسیکے مال پر نظر ڈالنا ممنوع ہی مسئلہ دنیا کی نعمات فانیہ پر رغبت مذموم ہی مگر حالت اضطرار معفو ہی اسلیے کہ وہ مقتضاے بشریت ہی البتہ اُسکے موثر ہونا اور تابع بنجانا جائز نہیں ہے حالت اختیار مین کئے درجے ہین اول بقدر ضرورت یہ مباح ہی دوم ضرورت سے زائد مگر حدود شرعی کے اندر یہ عفو ہی سوم لحاظ و امتیاز نرہے دین جائے یا دیانت طلب تمنا سے باز نرہے یہ حرام ہی اور نظم قرآنی اسی کی تحریم پر شاہد ہی مسئلہ

٦٦ لاتحزن سے اگر ناکامی مومنین مراد ہی تو یہ ممانعت بطور فہمایش و تسکین ہی کہ جب انھین ایسی نعمتین ملتی ہین تو اس بیقدر چیز کا خیال ہی کیا اور اگر ہلاک کفار مراد ہی تو اشارہ ہی نزول عذاب قلبہ مومنین پر کہ ایسا ہوتا ہی اور امر ہی کہ تم خدا کی راہ مین اُن دشمنون پر ترس نہ کھانا مسئلہ مومنین پر شفقت اُنکی ہمدردی انکی خیرخواہی عموماً واجب اور خصوصاً مستحب ہی نکتہ یہ آیت اصل تصوف ہی خدا پرستی ہی اسطرح کہ دنیا سے آنکھ بند کرلے اور دنیاوی مصائب پر دہ اگر ہی تو کچھ غم و حزن دلمین رہی وہ مومنین کا

كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ۝ فَوَرَبِّكَ

جیسا اُتارا ہمنے	بانٹنے والون پر	جنھون نے کیا	قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے	پس قسم ہی رب کی تیرے

یعنے ہمنے آپ پر قرآن اور سبع المثانی ایسے ہی اُتارے جسطرح احکام اُتارے بانٹ لینے

لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۙ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

البتہ سوال کرینگے ہم سب سے اسکا کہ تھے کرتے

والون پر جنھون نے قرآن پارہ پارہ کرڈالا پس قسم خدا کی ہم اُن سب سے سوال کرینگے جو دنیا مین کرتے تھے (مہمل چھوڑے جائینگے) مقتسم (تقسیم کرنے والے) یعنی بعض معمول اور بعض متروک کرنے والے بخاری نے ابن عباس سے نقل کیا کہ یہود و نصاریٰ بعض پر ایمان لائے اور بعض سے انکار کیا کبیر کہا عکرمہ نے قرآن کو تمسخر سے بانٹ لیا کسی نے کہا یہ سورت میرے لیے ہی دوسرے نے کہا یہ سورت میرے لیے ہی یا قسم کھا لیا انکے

یعنے جو کفر و انکار پر اڑے تھے قسم کھائے ہوئے تھے اور اسے بخاری نے مجاہد سے روایت کیا عضین جمع عضۃ یعنے فرقت ہے (ابو السعود) اور مراد تفرقہ سے یہی ہے کہ بعض پر ایمان لائے عمل کیا بعض سے انکار کیا۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ○ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ○ الَّذِينَ

پس ظاہر کر جسکا تجھے حکم کیا گیا اور اعراض کر مشرکون سے بیشک کفایت کی تیری مسخرا پن کرنیوالو نسے جنھون نے

يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ○

بنائے ساتھ اللہ کے معبود دوسرے پس اب جان لینگے

پس آپکو چاہیے کہ ظاہر و آشکار کرین وہ احکام جنکی تعلیم کا آپکو حکم ہوا اور مشرکین کی تکذیب و تمسخر و مطاعن کی پروا نکیجیے جو آپسے تمسخر کرتے ہین ساحر کاہن شاعر بناتے ہین انکی شر کو ہم کفایت کرینگے اور آپکو محفوظ رکھین گے اور وہ لوگ علاوہ اس عذاب کے قیامت مین اپنے شرک کی پوری سزا پالین گے ابن کثیر جب یہ حکم آیا آپ کھڑے ہوگئے اور جبرئیل آپکے ساتھ تھے اتنے مین اسود ابن عبد یغوث آیا جبرئیل نے اسکے پیٹ کیطرف اشارہ کیا اسیمین ہلاک ہوا اور ولید بن مغیرہ نکلا اسکے ٹخنے کے تلے ایک زخم تھا جبرئیل نے اسکی طرف اشارہ کیا اسی زخم مین مرگیا اور عاص بن وائل نکلا اسی بھی اشارہ کیا جہنم رسید ہوا اور حارث بن طلاطلہ آیا اسکے سر کی طرف اشارہ کرکے مردار کردیا یہ لوگ بڑے شریر ایذا رسان تھے ۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ○ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُن مِّنَ

اور البتہ جانتے ہین ہم بیشک تنگ ہوتا ہے سینہ تیرا بسبب اسکے کہ کہتے ہین پس تسبیح کر حمد کی اپنے ربکی اور ہوجا

السَّاجِدِينَ ○ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ○ ع

سجدہ کرنیوالونمین اور بندگی کر اپنے ربکی یہانتک کہ آوے تجھکو موت

ع۶ ضیق صدر دم رکنا نہایت درجے کی خفگی یقین موت اور البتہ ہم جانتے ہین کہ آپکا دم رکنے لگتا ہے اور آپ نہایت تنگ ہوتے ہین ان باتون سے جو مشرک کہا کرتے ہین انکار و تکذیب و تمسخر و بہتان و شرک و کفر وغیرہ سے تو اے حبیب کریم آپ ہمارا ذکر کیجیے اور حمد پروردگار و تسبیح حضرت واحد قہار مین مشغول رہیے اور سجدہ گزار یعنے نمازی بنجائیے اور اپنے پروردگار کی بندگی برابر کرتے رہیے یہانتک کہ موت آجائے ف اسمین کمال تعشق و تعبد سرور کائنات کا ذکر ہے کہ آپ حق سبحانہ تعالی کی نسبت کلمات لغو سنکر کے اور دم گھٹنے لگتا تھا تسبیح و تحمید و سجود و نماز کیطرف ترغیب ہے دوام ذکر و ملاحظہ حضور کی تعلیم ہے اسلیے کہ موت کا وقت معلوم و مقرر نہین تو جسے یہ منظور ہو کہ میری موت بحالت ذکر و خدا پرستی ہو وہ کوئی دم ذکر سے خالی نجانے دے شعر غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش ۔ شاید ہمین نفس نفس واپسین بود نکتہ آیت مین اشارہ ہے کہ اللہ کا ذکر اور اسکی محبت بدرجہا افضل ہے تنفر کفر و ندمت کفار سے اسی لیے فرمایا یہ خفگی جو بغیرت عبودیت مشرکین کی افترا پردازی سے پیدا ہوتی ہے اسے بھی چھوڑیے

اور رشتہ رکھے قلب محبوب حقیقی سے جوڑ لیے اور کوئی دم یاد سے خالی نہ جائے تاکہ موت ہی نام حیات بخش ہو جائے

سورۃ النحل — مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شروع کرتا ہوں نام خدا کے جو بڑا مہربان رحیم

اسکا نام سورۂ نحل ہوا اسلیئے کہ اسمین عجیب صناعات متعلقہ نحل یعنے مگس شہد کا مذکور ہے مکے مین نازل ہوئی - اسمین ایک سو اٹھائیس آیتین ہین جامع تبین پچھلی آیتین اسکی مدنی ہین معالم جب اقترب للناس حسابہم نازل ہوئی تو کفار ڈرے پھر کچھ دن گزرے تو کہنے لگے اے محمد ہم تو کچھ نہین دیکھتے تب نازل ہوا -

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ
آگیا حکم اللہ کا پس نہ جلدی مانگو اسے پاک ہے وہ اور برتر ہے اس سے کہ شریک کرتے ہین

اللہ کا حکم آگیا اب جلدی نکرو حق سبحانہ تعالے پاک ہے اور برتر ہے ان تمام باتون سے جسمین اسکا شریک کرتے ہین مثلا اولاد و ازواج وغیرہ سے معالم جب اتی امر اللہ نازل ہوا تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے آدمیون نے سر اٹھایا اور سمجھے کہ شاید قیامت آگئی نازل ہوا فلا تستعجلوہ تب مطمئن ہوئے حدیث مین وارد ہوا - بعثت انا والساعۃ کہاتین مین اور قیامت مثل ان دو انگلیون کے ملا ہوا ہون امر اللہ قیامت ہے -

یُنَزِّلُ الْمَلٰۤىٕكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا
اتارتا ہے فرشتے ساتھ روح کے حکم سے اپنے جس پر چاہتا ہے بندون سے اپنے یہ کہ ڈرو

اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝
بیشک نہین کوئی معبود مگر مین پس ڈرو مجھسے

روح جبرئیل یا وحی اللہ تعالی فرشتے جبرئیل یا نبوت (معالم) اتارتا ہے یا احکام و امر نبوت کے ساتھ جسپر بندے پر چاہتا ہے یہ کہ ڈراے لوگون کو کہ کوئی معبود نہین مگر ہم پس اے آدمیو ہم سے ڈرو ف معلوم ہوا کہ نبوت کسبی نہین امر وہبی ہے جسے اللہ چاہے پیغمبر بنائے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ
بنائے آسمان اور زمین حق پر برتر ہے اس سے کہ شریک کرتے ہین بنایا آدمی

مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ۝
نطفے سے پس ناگاہ وہ جھگڑا ہوا ہے کھلا ہوا

آسمان و زمین حق و وہی ہین نہ غرض بنائی نہ محض اعتباری باطل پر بنائی گئی وہ برتر ہے مشرکون کے افترا و اتہام سے اللہ تعالے نے آدمی کو نطفے سے پیدا کیا وہ اپنی حقیقت بھول کر ناگاہ جھگڑنے لگا حق سبحانہ تعالی کی کتابون اور پیغمبرون کو جھٹلاتا ہے اسکی توحید و الوہیت مین دوسرون کو شریک ٹھہراتا ہے معالم ابی بن خلف مرکر جینے کا منکر تھا اور سڑی ہڈیان لاتا اور کہتا کیا یہ زندہ

ہو جاتی ہے ارشاد ہوا کہ اے آدمی عجب قطرۂ آب سے پیدا کیا ہو تو اوس سے جھگڑتا ہے
اور اسکی قدرت میں عجب کرتا ہے ف آیت مین خصومت کی مذمت ہے

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ

اور چارپائے بھی پیدا کیا انکو تمہارے لیے اسمین لباس گرم اور فائدے ہین اور اس سے کھاتے ہو تم اور تمہارے لیے اسمین زینت ہے

حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ

جب صبح کو لیچلو اور جب شام کو لاؤ اور اٹھاتی ہین بوجھ تمہارا طرف ایسے شہر کے کہ نہ تھے تم پہونچنے والے اسکے

اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ۭ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا

مگر مشقت نفس بیشک رب تمہارا مہربان رحیم ہے اور گھوڑے اور خچر اور گدھے (بنائے) کہ سوار ہو اپر

وَزِيْنَةً ۭ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

اور زینت ہو اور پیدا کرتا ہے جو نہین تم جانتے

اللہ تعالیٰ نے اونٹ گائے بکری بھیڑ پیدا کی انھین تمھارے لیے گرم کپڑے ہین اور انھین سے کھاتے ہو اور تمھارے لیے انھین زینت اور خوشنمائی ہے جب صبح کو جنگل لیجاتے ہو اور جب شام کو واپس لاتے ہو اور یہ جانور تمھارے بوجھ (ذات ہو یا اسباب) اٹھالیجاتے ہین ایسے شہر تک کہ تم وہان تک بدون مشقت شاقہ نہین پہونچ سکتے بیشک تمھارا رب مہربان رحیم ہے اور گھوڑے بنائے اور خچر اور گدھے تاکہ انپر سوار ہو اور تمھاری آرائش و شوکت ہو اور انکے علاوہ اللہ تعالیٰ وہ جانور یا اسباب و آلات یا منافع پیدا کرتا ہے جسے تم نہین جانتے ف آیت مین مباحث و احکام ہین انعام گو بمعنی جانور چارپایہ ہے مگر استعمال اسکا اکثر بھیڑ۔ بکری۔ اونٹ۔ گائے بھینس مین آتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ لام عہد ہو یا یہ کہ انکی مثال عام فہم ہے۔ اور انسے تعلق زائد اور استعمال اکثر ہے اور انکے منافع اعظم و اعم ہین یا اسلیے کہ یہ اصل قرار پائین دوسرے حیوان کا انھین پر قیاس کیا جائے۔ او خیل بغال و حمار کا ذکر بھی دلالت کرتا ہے کہ انعام سے عام چارپائے مراد ہوتے تو انکا ذکر بیہودہ قرار پاتا دف لباس گرم خواہ چرمی ہو جیسے پوستین وغیرہ خواہ پشمی جیسے کملی دوشالے منافع عام ہے جس جائز طریق سے فائدہ اٹھایا جائے تجارت کرین۔ اسباب لادین۔ دوا مین استعمال کرین بال کھال ہڈی اور دانت وغیرہ سے فائدہ لیا جائے اسمین اشارہ ہے کہ انکے فوائد غیر محصور ہین تاکلون مین گوشت اور دودھ سب داخل ہین اور منہا سے اشارہ ہے کہ جانور کا بعض کھایا جاتا ہے نہ کل جمال زینت و آرائش و شان و عزت تریحون صبح کرنا اور صبح کو جانور چراگاہ مین لیجانا بھی مراد ہو سکتا ہے تسرحون شام کرنا یا شام کو جانور پھیر لانا شق مشقت اسمین اشارہ ہے کہ بے انکے قطع مسافت و نقل اثقال ممکن تھا مگر

وقت وہم ریل نہ جانور ہے نہ اسمین دقت پس قرآن کی تصدیق عموماً نہوگی درفع اسوقت ایسے آلے فرتے
اگر تصریح کیجاتی تو فہم میں نہ آتی ۔ یہ آلات بھی خالی از دقت نہیں اسلیے کہ مثل اُن جانورون سے
عموماً ہر شخص فائدہ نہیں اٹھا سکتا بلکہ زر کثیر و تدبیر صائب حکم غالب کی ضرورت ہے تخلیق عام ہے جانور
ہون یا آلات جواب موجود و معلوم ہون یا ہوتے جائین ف ممکن ہے کہ ریل اور مثل اسکے اور آلات ہم اسی
عموم کے تحت مین داخل قرار دین مسئلہ نجاسات و خنزیر اور خون کے سوا جو صریح نص سے منع
ہین جانور کے تمام اجزا قابل نفع و جائز الاستعمال ہین مسئلہ جانورون کی طرح طرح کے اشیاے نفیس و اسباب
زینت تیار کرنا اور انکو کوتل ہمراہ رکھنا جائز ہے مسئلہ جانور و نیز بار کی مشقت سواری کی تکلیف
ذبح وغیرہ کی ایذا ممنوع نہین مسئلہ ہر جانور کا بیچنا جائز ہے مگر وہ جو کسی دلیل سے ممنوع ہو جیسے خنزیر
قیاس تمام حلال گوشت جانور انعام پر قیاس کیے جائینگے اور تمام حرام گوشت جانور بغل و حمار پر قیاس
کیے جائینگے پس ہر حرام گوشت جانور سے سوا اکل کے تمام منافع جائز ہین مگر خنزیر جو نص صریح سے
مخصوص ہے مسئلہ ہاتھی کی سواری اور اُسپر بوجھ لادنا اور ایسے ہی کسی اور جانور پر سوار ہونا یا بوجھ
لادنا جائز ہے اسلیے کہ اگر حلال گوشت ہے تو انعام مین داخل ہے اور اگر حرام گوشت ہے تو بغل و حمار مین شامل
ہے اور درندہ یا نجس ہونا اُسے اس حکم سے علحدہ نہین کر سکتا اسلیے کہ اُن اوصاف کو سوا اکل و طہارت
کے دوسرے فوائد مین دخل نہین ہے مسئلہ عموم آیت سے کتا ممنوع النفع و ممنوع البیع نہوگا البتہ
کراہت بیع و ثمن خبر سے ثابت و مسلم ہے مسئلہ گھوڑے کا بغل و حمار کے ساتھ ذکر کرنا اشارہ کرتا ہے کہ اُسکی
حلت مین کلام ہے اور یہ ایک تائید ہے مذہب امام ابو حنیفہ کی کراہت گوشت اسپ مین ۔

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ۭ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝
اور اللہ پر ہے وسط راہ کا اور بعض راہ کج ہے اور اگر چاہتا البتہ راہ دکھاتا تم سبکو

قصد وسط اور وسط شئے خیر ہوتی ہے مراد اس سے راہ راست جائر جور کرنے والا یا مائل مراد
اُسسے راہ کج یعنے راہ راست کی ہدایت اللہ کی طرف ہے اور بعض راہین کج بھی ہوا کرتی ہین اور اگر اللہ
چاہتا تو سبکو راہ راست پر لاتا مگر اسکی مشیت کل سے متعلق نہ ہوئی ۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ
وہی ہے جسنے اُتارا آسمان سے پانی واسطے تمھارے اُس سے شربت ہے اور اُسمین درخت ہین جنمین چراتے ہو اُگاتا ہے تمھارے واسطے

الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝
کھیت اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل بیشک اسمین نشانی ہے قوم فکر کرنیوالی کے لیے

جنکی یہ حقیقت ہو وہ معبودیت کے قابل کب ہو سکتے ہین (ف) چونکہ کفار کے معبود مختلف اقسام کے
تھے بعض جماد جیسے بت وغیرہ بعض ذوی العقول جیسے فرشتے جن۔ اور بعض حیوان جنکو کفار ہند معظم
خیال کر کے پوجتے ہین پس سبکو اموات کیون کہا جواب خواہ باعتبار اکثر کے اموات فرمایا اس لیئے
کہ اکثر یہ معبود غیر ذی روح اور جماد ہین خواہ اس لیے کہ یہ سب ایک دن مردہ ہو جائینگے۔

إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُم مُّنكِرَةٌ وَهُم
معبود تمہارا معبود واحد ہے پس جو نہین ایمان لاتے آخرت پر دل انکے منکر ہین اور وہ

مُّسْتَكْبِرُونَ ۝ لَا جَرَمَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۚ
تکبر کرنے والے ہین ضرور ثابت بیشک اللہ جانتا ہے جو چھپاتے ہین اور جو ظاہر کرتے ہین

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ ۝
بیشک وہ نہین دوست رکھتا تکبر کرنیوالون کو

تمہارا معبود معبود واحد ہے جو لوگ آخرت پر ایمان نہین لائے انکے دل انکار کرنیوالے ہین اور وہ خود استکبار کرتے ہین توحید والوہیت وبعثت سے بیشک اللہ تعالے جانتا ہے جو چھپاتے ہین انکا سے اور جو ظاہر کرتے ہین انکو خبر ہے وہ تکبر کرنے والون کو دوست نہین رکھتا۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُم مَّاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ
اور جب کہا گیا انسے کیا اتارا رب تمہارے نے بولے قصے اگلون کے تاکہ اٹھائین گناہ اپنے

ع كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۙ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ ۝
پورے دن قیامت کے اور کچھ گناہ سے انکے جنکو بہکاتے ہین بغیر علم کے آگاہ ہو برا ہے جو اٹھاتے ہین

اور جب انسے کہا جاتا ہے تمہارے رب نے کیا احکام نازل فرمائے ہین تو کہتے ہین اگلون کے قصے ہین تاکہ آخرکار
اپنے گناہون کا پورا بوجھ قیامت کے دن اٹھائین اور کچھ گناہ انکے بھی ہون جنکو بہکایا کرتے تھے بے علم یعنی بے سند ہدایت
کے آگاہ ہو جاؤ وہ بوجھ برا ہے جو اٹھائینگے بغیر علم سے مراد وہ امور ہین جنپر کتب آسمانی و تعلیم انبیا شاہد
نہون دوسرے مقام پر فرمایا لا تزر وازرة وزر اخرى کوئی دوسرے کا بوجھ نہین اٹھا سکتا اور یہان
فرمایا کہ دوسرون کا بھی بوجھ اٹھائینگے حل وہان یہ غرض ہے کہ کوئی دوسرے کا بوجھ
کم کرکے اپنے ذمے نہین لے سکتا اور یہان یہ مراد ہے کہ دوسرے کے گناہ کے
جو باعث ہین اُس کا بوجھ اون کے سر ہوگا

قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُم مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِن
بیشک مکر کیا اونھون نے جو پہلے تھے انسے پس آیا اللہ عمارت انکی کو نیو سے پس گر پڑی اوپر چھت اونکی

انسے پہلے جو لوگ تھے | فَوْقِهِمْ وَأَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ | وہ کم یعنے انبیا سے
فرستادۂ اللہ سے | اوپر سے اور آگیا اونکو عذاب اوسطرف سے کہ نہیں جانتے | انکار کرچکے ہین تو

اللہ تعالیٰ انکی عمارتون مین نیوسے آیا یعنے انکے گرانے پر قصد کیا پس انپر چھت گر پڑی اوپر سے اور مراد ہمکا ہلاکت دنیا ہی اور آگیا انپر عذاب اسطرح اور اسطرف سے کہ وہ سمجھ بھی نہ سکے پس انکو بھی ایسے ہی مہلک حادثہ کا منتظر رہنا چاہیئے جامع یہ بطور مثال ہے اور کہا ابن عباس نے اسمین اشارہ ہی نمرود کے قصے کی طرف جسنے محل بلند بنایا تھا کہ آسمان کے خدا کو دیکھون جب محل تیار ہوا ایک آندھی چلی اور اس محل کی چھت کو دریا مین ڈالدیا اور دیوارین ان کافرون پر گرین اسکا طول پانچ ہزار گز تھا۔

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ

پھر دن قیامت کے رسوا کریگا انکو اور کہیگا کہان ہین میرے شریک وہ کہ تم جھگڑتے تھے

فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝

اون مین کہا اونھون نے کہ دیے گئے علم بیشک رسوائی اوسدن کی اور برائی کافرون ہی پر ہے

یعنے اس عذاب دنیا کے علاوہ قیامت کے دن ذلیل و رسوا کیے جائینگے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے شریک کہان ہین انھین لاؤ جنکی نسبت تم اختلاف کرتے تھے یعنے موحدین مومنین سے جھگڑتے تھے اور انھین قابل تعظیم و عبادت قرار دیتے تھے اور جو اہل علم یعنے اہل حق تھے وہ کہین گے بیشک رسوائی دن قیامت کی اور برائی یعنے عذاب کافرونکے لیے ہے۔

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۪ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ

جو لوگ کہ وفات دیتے ہین اونکو فرشتے اسحال مین کہ ظلم کرتے ہین جانو نپر اپنی پس ڈالی صلح نہ تھے ہم کرتے برائی

جو لوگ اپنی جانونپر | بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ | شرک کفر و معاصی سے
ظلم کرتے ہین اور اسی | ہان بیشک اللہ داناہی اوسکا کہ تھے تم کرتے | حالت مین اون کو

فرشتگان موت نے وفات دی تو وہ بوقت موت عذاب دیکھکر صلح پیش کرتے ہین یعنے نرمی و اطاعت سے پیش آتے ہین اور کہتے ہین ہم تو کوئی برائی نکرتے تھے ملائکہ انھین جواب دیتے ہین یہ کچھ نہین بلکہ اللہ تعالیٰ تمھارے کامونکو جانتا ہی یعنے انکار وافترا تمھارا بے سود ہی وہ عالم الغیب ہے

فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝

پس داخل ہو دروازونمین دوزخ کے ہمیشہ رہنے والے اسمین پس براہی ٹھکانا تکبر کرنے والون کا

پس داخل ہو دوزخ مین اور اسی مین ہمیشہ رہو گے جگہ متکبرین کی بری ہی تکبر سے مراد شرک کفر و معاصی

ابواب یعنے ہر گروہ اپنے مناسب دروازے سے داخل ہو تفصیل اسکی صفحہ (۵۱۱) مین گزری

وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ ۚ قَالُوا خَيْرًا ۗ لِّلَّذِينَ

اور کہا گیا اونسے جو ڈرے کیا اوتارا رب نے تمھارے بولے اچھائی اونکے لیے

أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۚ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ ۚ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ ۝

کہ نیکی کی اس دنیا مین نیکی ہی اور البتہ پچھلا گھر اچھا ہی اور کیا اچھا ہی گھر پرہیزگاروں کا

بعد جواب انجام کفار مومنین کیطرف التفات فرمایا یعنے اور کہا گیا پرہیزگاروں سے تمھارے رب نے کیا نازل کیا تو وہ بولے خیر اونکے لیے ہی جو نیکی کرتے ہین اونکے لیے اس دنیا مین بھی نیکی و خوبی ہی اور آخرت مین اور دار آخرت کی خوبی بہت اچھی ہی اور پرہیزگارونکا ٹھکانا نہایت عمدہ ہی ف دنیا کا حسنہ خواہ جہاد کی فتح اور مال غنیمت ہی یا وہ وقار و عظمت جو اتقیا کو عموماً حاصل ہی جس سے مسلم و کافر دونون جھک جاتے ہین۔ یا نیکنامی و فراغ بالی وغیرہ اور سچ تو یہ ہی کہ خیر دنیا لذت عبادت تلذذ عشق مشاہدات ابرار و تجلیات اسرار ہے۔

جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ ۚ كَذَٰلِكَ

جنتین رہنے کی ہین جاوینگے اونمین بہتین تلے اونکے نہرین اونکو اونمین وہ ہی کہ چاہین ایسے ہی

يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ ۙ يَقُولُونَ سَلَامٌ

بدلا دیتا ہی اللہ پرہیزگارونکو وہ لوگ کہ وفات دیتے ہین اونکو فرشتے بحالت پاکیزگی کے کہتے ہین سلام

عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

تم پر داخل ہو جنت مین بعوض اوسکے کہ تھے تم کرتے

ہمیشہ بہار باغ ہین متقی جاوینگے اونمین نہرین جاری ہین جو کچھ چاہین اور جس شئی کی خواہش ہو وہان موجود ہی اللہ تعالی پرہیزگارونکو ایسی ہی جزا دیتا ہی ایسے متقی کہ جب فرشتگان موت اونکی روح قبض کرین اور وہ طہارت ایمانی پاکی اسلام مین ہون تو فرشتے کہین تم پر سلامتی ہو اور جنت مین داخل ہو (دنیا اور اسکے تعلقات چھوٹنے اور سکرات موت کی پروا نکرو) یہ جنت تمکو تمھارے اچھے کامونکی عوض مین عطا ہوئی ہی ابن کثیر حدیث مین وارد ہوا کہ جنت مین جہان جنتی مجتمع اور جلسہ جما مین کھاپی رہے ہونگے ایک ابر کا ٹکڑا آئیگا جو شخص جس چیز کی خواہش کریگا وہی ابر برسیگا یہانتک کہ بعضے کہینگے ہمپر خوبصورت عورتین جو ہمسن ہمسر ہون برسین سو ایسی ہی نازنین دلفریب عورتین برسینگی۔

هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ

نہین انتظار کرتے مگر یہ کہ آوین اونکے پاس فرشتے یا آوے حکم تیرے رب کا ایسا ہی کیا اونھون نے

الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝

کہ پہلے تھے اون سے اور نہین ظلم کیا اونپر اللہ نے مگر تھے وہ جانون پر اپنی ظلم کرتے

کفار اب کسی امر کے منتظر نہیں مگر یہ کہ فرشتے آسمان سے اتر آئیں یا اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو ایسا ہی انکے اگلے
بھی کرتے آئے ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا بلکہ یہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں کفر و شرک معصیت سے۔

فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ع
پھر پہونچیں ان کو برائیاں اسکی کہ کیا اور گھیر لیا انکو اسنے کہ تھے ساتھ اوسکے مسخراپن کرتے

یعنے بعد ظلم و معصیت کے انہیں کے کاموں کی بلا انپر پڑ گئی اور جن باتوں پر دل لگی و تمسخر کرتے بعث و نشر حساب کو جھٹلاتے
پیغمبر کو کاذب دیوانہ ساحر بتاتے وہ سب امور سامنے آگئے اور عذاب الٰہی میں گھر گئے ربط پر کسیقدر انکے تمسخر کا بھی بیان فرمایا

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا
اور کہا اونھوں نے جو مشرک ہوئے اگر چاہتا اللہ نہ پوجتے ہم غیر کو اوسکے کچھ بھی ہم اور نہ باپ دادا ہمارے اور نہ حرام ٹھیراتے
مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ
ہم سوا اسکے کچھ بھی ایسا ہی کیا اونھوں نے کہ تھے پہلے اوسکے پس نہیں ہے پیغمبروں پر مگر پیغام رسانی صاف صاف

مشرکوں نے کہا اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہتا ہم اور ہمارے اگلے سوا اسکے کسیکی پرستش نکرتے اسی نے ہماری قسمت میں
یہ لکھا اور نہ ہم اسکے بے حکم یا اسکے غیر کیلیے کچھ حرام ٹھہراتے جیسا کہ بحیرہ وغیرہ میں کیا (ارشاد ہوتا ہے) ایسا ہی کیا ہے
یعنے کہا ہے انھوں نے جو انسے پہلے تھے۔ اور پیغمبروں کے ذمے تو صرف پیغام رسانی وعظ نصیحت راست بیانی
تھی (وہ اپنا کام پورا کر چکے اب انکی فضول باتیں کیا کام آئینگی) ف۱ یہ قول کفار کا تمسخر سے تھا نہ حقیقۃً
اسلیے کہ اللہ تعالیٰ کو فاعل حقیقی جاننا اور خالق خیر و شر قرار دینا یہ سوا موحد مومن دوسرا کوئی کب سوجھتا ہے
مسئلہ گو تمام اہل حق کا اعتقاد یہی ہے کہ خالق اشیا و ہادی و مضل اللہ ہی ہے بے اسکی مشیت کے کچھ نہیں
ہوتا لیکن یہ تقریر عذر یا جواب میں پیش کرنا سوء ادبی و گناہ عظیم ہے جیسا کہ شیطان ملعون ہوا حضرت واحد
قہار شاہنشاہ جبار کا یہی داب ہے کہ اعتقاد یوں رکھیں اور زبان سے اپنی عجز و قصور کا اقرار کرتے رہیں۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۖ فَمِنْهُم
اور بیشک بھیجا ہمنے ہر امت میں پیغمبر یہ کہ پوجو اللہ کو اور بچو شیطان سے پس کوئی ان میں سے
مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ ۚ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ
وہ ہیں کہ رہنمائی کی اللہ نے اور بعض وہ ہیں کہ صادق آئی انپر گمراہی پس چلو پھرو زمین میں
فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ
پس دیکھو کیا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا

اور بھیجے ہر گروہ پر پیغمبر بھیجے اسلیے کہ اللہ کی
پرستش کرو اور شیطان سے اجتناب دوری اختیار
کرو پس بعض ان میں سے وہ ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی اور بعض وہ ہیں جنپر گمراہی ثابت

ہوگئی زمین مین چل پھر کے دیکھو تو جھٹلانے والون کا انجام کیا ہوا (تاکہ تمکو عبرت ہو)

اِنْ تَحْرِصْ عَلٰی هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝

اگر آپ حریص ہون رہنمائی پر انکی پس بیشک اللہ نہین ہدایت کریگا اُسکو کہ گمراہ کیا اور نہین اسطے انکے کوئی مددگار

ای حبیب کریم اگرچہ آپ حرص و آرزو کرتے ہین کہ ان ازلی بدبختون کو راہ پر لائین عذاب الٰہی سے بچائین مگر اللہ انکی ہدایت نفرمائیگا اللہ تعالی جسے گمراہ کردیتا ہے یعنی توفیق و رحمت سے محروم و مایوس کردیتا ہے اُسے ہدایت نہین فرماتا اور کوئی اُسکا مددگار نہین ہوسکتا ف اسمین تسکین ہے اپنے نبی محبوب کی کہ آپ کیون بدنصیبون کے لیے ملول و مکدر ہین انکی ہدایت ممکن ہے نہ نصرت

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ۭ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ

اور قسم کھاتے ہین ساتھ اللہ کی سخت قسمین اپنی کہ نہ اُٹھائیگا اللہ اسے جو مریگا یہ نہین بلکہ وعدہ اللہ کا

حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ

حق ہے لیکن اکثر آدمی نہین جانتے تاکہ بیان کردے اونکے لیے وہ چیز کہ مختلف ہو کر اسمین اور تاکہ جانین

مشرکین اللہ کی قسمین کھاکرتے ہین اللہ تعالی

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ۝

وہ جو کافر ہوئے کہ وہ تھے جھوٹے

اور نہایت تاکید سے کہا جسے ماریگا اسے ہرگز نہ جلائیگا (تردید آ) ارشاد ہوا یون نہین بلکہ وعدہ اللہ کا سچا ہے مگر اکثر آدمی یعنے کفار نہین جانتے اور یہ وعدہ اور مار کر جلانا اس لیے ہے کہ کفار جن امور مین متردد اور مختلف تھے وہ انپر بیان کردیئے جائین انبیا کی خبرین سامنے آئین اور جان لین کہ وہ جھوٹے تھے

اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ ع ۵

نہین ہے کہنا ہمارا کسی چیز کے لیے جب چاہا ہمنے اُسے مگر یہ کہ کہتے ہین ہم اوسکے لیے ہوجا بس ہوجاتی ہے

یعنے مرکر جینے کا تعجب ہی کیا ہے ہم جس شئے کو موجود کرنا چاہتے ہین صرف ہمارا یہ کہنا کہ (کن) کافی ہے وہ فوراً موجود ہوجاتی ہے ایسے ہی مار کر جلالین گے

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ

اور جنھون نے ہجرت کی راہ مین اللہ کی بعد اوسکے کہ ظلم کیے گئے البتہ جگہ دینگے ہم اونکو دنیا مین اچھی اور مزدوری

الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝

آخرت کی بڑی ہے کاشکے وہ جانتے جنھون نے صبر کیا اور رب پر اپنے بھروسا کرتے ہین

وہ لوگ جنھون نے اللہ کے لیے ہجرت کی گھر چھوڑے بعد ازانکہ انپر کفار کے ہاتھون سے مظالم ہوئے انکو البتہ ہم اچھی جگہ دینگے دنیا مین اور جو آخرت کی مزدوری معین فرمائی ہے وہ بہت بڑی ہے کاشکے (ہمارے طالب)

اُسے جان لیتے یہ نعمت اُنکے لیے ہی جنھون نے مخالفت نفس یا مصائب کفار و اتباع پیغمبر پر صبر و ثبات
کیا اور اپنے تمام کامون مین اللہ ہی پر بھروسا کرتے ہین کہا گیا یہ آیت عمار و بلال و صہیب وغیرہ ضعفاے
صحابہ کی شان مین ہی جنپر بڑے بڑے مظالم ہوئے۔ اور قرآن عام ہی ہر مہاجر خالص پر صادق آتا ہی بھر
دنیا مین اچھی جگہ دینا۔ فتوحات و غنائم و وقار و رزق حلال وغیرہ ہی جیسا کہ حضرت عمرؓ سے مروی کہ جب
آپ کسی مہاجر کو عطیات سے کچھ دیتے اللہ کے احسان اور اسکے سچے وعدے یاد دلاتے کہ شکر نعمت و سرور
ایمان زیادہ ہو فرماتے اللہ تجھے اس مال مین برکت دے یہ وعدہ تیرے رب کا دنیا مین اور ثواب آخرت کا افضل و بہتر
لطیفہ یہ محبوب و تقریب ارشاد ہی کاشکے وہ جانتے یعنی کہین یہ ہمارے طالب ہمارے نور جمال لذت دیدار کو جو جنت مین
رکھی گئی ہی جان لیتے تو دنیا و دین دونو نکو سلام کرتے سوا ہمارے کسی کا خیال یہان آتا نہ یہان جیسا کہ بعض عشاق صوفیہ سے منقول

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ
اور نہین بھیجے ہمنے پہلے سے تیرے مگر مرد کہ وحی کی ہمنے طرف اُنکے پس سوال کرو ارباب علم سے

ہمنے آپسے پہلے کوئی پیغمبر وحی کرتے تھے (ویسے ہی آپ	اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۙ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ اگر ہو تم نہین جانتے دلائل اور کتب	نہین بھیجا مگر مرد تھے کہ اُنپر ہم بھی پیغمبر ہین کون امر جدید ہے

جسپر لوگ تعجب اور وحشت کر رہے ہین) اے مکے والو تم علم والون سے پوچھو اگر خود نہین جانتے یعنی یہود و نصاریٰ سے
جنکے پاس کتب آسمانی موجود ہین پوچھ لو اسلیے کہ تم قوم جاہل ہو تم مین کوئی کتاب نہین **ف** بالبینات والزبر خواہ متعلق
ہو ارسلنا سے یعنی نہین بھیجا ہمنے کوئی پیغمبر دلائل اور کتاب کے ساتھ مگر وہ مرد تھا الخ یا متعلق ہی ذکر سے یعنی انسے پوچھو
جو بینات و زبر سے آگاہ ہین یا متعلق ہی لاتعلمون سے یعنی اگر تم دلائل کتب سے آگاہ نہین **مسئلہ** بعض
روایات و حالات اہل کتاب سے انتخاب کرنا جائز ہی جیسا کہ حدیث مین وارد ہوا **مسئلہ** علما سے سوال درصورت لاعلمی
جائز ہی اور گمان کیا بعض نے کہ آیت وجوب تقلید شخصی مین ہی صحیح نہین البتہ اتباع علما بدون تقیید ثابت ہی

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝
اور اُتارا ہمنے طرف تیرے ذکر تاکہ بتائے تو آدمیونکو جو اُتارا گیا طرف اونکے اور تاکہ وہ فکر کرین
اور ہمنے آپکی طرف ذکر یعنی کتاب نازل کی اسلیے کہ آدمیونکو وہ احکام سکھاوین جو اُنپر اُتارے گئے اور وہ سوچین

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ
کیا بیخوف ہین جو مکر کرتے ہین برائیون سے یہ کہ دھنسا دے اللہ اُنپر زمین کو یا آئے اُنپر عذاب

مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۙ اَوْ يَاْخُذَهُمْ
اس طرح کہ نہ سمجھ سکین یا پکڑ لے انکو اُنکے پھرنے مین پھر نہین وہ بھاگ بچنے والے یا پکڑ لے اُنکو

عَلٰى تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

خوف پر پس بیشک رب تمھارا مہربان رحیم ہے

مکر داؤ۔ فریب۔ تدبیر حیلہ گری **تقلب** واسباب یعنے گناہ کے لیے کروٹ مراد یہ ہے کہ تم اپنے کاروبار مین چلتے پھرتے ہو **معجز** عاجز کرنیوالا یعنی مراد یہ ہے کہ تم چھپ سکو اور اللہ تمھارے عذاب انتقام سے عاجز ہو ممکن نہین **تخوف** ڈرانا یعنے بتدریج بلائین آئین کہ وہ ڈرتے جائین **حاصل** مضمون کہ گناہونکے لیے حیلے بنائے ہین کیا نڈر ہوگئے کہ قارون کی طرح انپر زمین دھنس جائے یا کوئی عذاب مثل فرعون وغیرہ کے آجائے کہ سمجھ بھی نسکین یا یہ لوگ کاروبار مین ہون اور ہلاک ہوجائین ان سب صورتون مین یہ لوگ اللہ تعالے سے بھاگ بچین یہ نہین ہوسکتا یا انکو بتدریج ڈراتے جائین اور متنبہ کرین اگر شاید یہ سوچین سمجھین بچین اسلیے کہ رب العالمین مہربان و رحیم ہے اور بتدریج ڈراتا اور اسقدر سمجھانا کمال رحمت ہے **ف** افسوس کہ ہم مسلمان عذاب تخوف مین پکڑ لیے گئے ہین نہ پروا ہے نہ خیال

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ

کیا نہین دیکھا طرف اسکے کہ پیدا کیا اللہ نے اشیا سے کہ ڈھلتے ہین سایے اسکے داھنے سے اور بائین سے

سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ۝

سجدہ کرتے ہوئے واسطے اللہ کے اور وہ ذلیل ہین

کیا یہ سرکش متکبر نہین دیکھتے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چیزین بنائی ہین اُن کے سائے کبھی داہنے کبھی بائین سجدے مین پڑے ہین اور ذلت و خواری کی حالت مین ہین **نکتہ** اگر انکے غرور اور سرکشی کی کچھ ہستی ہے تو کیون نہین اپنے سایون کو جو قائم مقام عین واصل ہین اس تذلل و سجود سے باز رکھتے اور جب انکو اسپر قدرت نہین تو لازم ہے کہ سر جھکائین جدھر آفتاب نبوت کا رخ ہو اور جدھر نور ایمان چمکے اُسی کے موافق پھر جائین (تقریر اس مسئلے کی صفحہ ۲۰۴ مین گزر گئی)

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ

اور واسطے اللہ کے سجدہ کرتا ہے جو آسمانون مین ہے اور جو زمین مین ہے جانورون سے اور فرشتے اور وہ

السجدۃ ع ۶ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۩

نہین تکبر کرتے ڈرتے ہین رب سے اپنے اوپر سے اپنے اور کرتے ہین جو حکم کیے جاتے ہین

اور اللہ ہی کا سجدہ کرتا ہے جو آسمان و زمین مین ہے چلنے والون سے یعنے تمام حیوانات اور فرشتے سجدہ کرتے ہین اور تکبر نہین کرتے ڈرتے ہین اپنے پروردگار سے جو انکے اوپر ہے یعنے غالب یا رفیع المرتبت یا ایسے فرشتے جو دو لب سے فوق ہین اور وہی کرتے ہین جو انکو حکم دیا جاتا ہے حیانک آسمان فرشتون سے بھرا ہے اور چرچراتا ہے اور آسمان پر کوئی جگہ نہین جہان ایک فرشتہ سربسجود پڑا ہو **مسئلہ** فرشتے اللہ کے مطیع و منقاد اور گناہ سے معصوم

ہین اسلیے کہ انکے فعل خلاف رضاے الٰہی نہین ہوتے مسئلہ اللہ تعالیٰ قبیح کا حکم نہین کرتا ہین مشیت
عام ہے حسن و قبیح دونون اس سے متعلق ہین اور رضا و امر خاص ہے افعال حسن کے ساتھ (شرح عقائد)

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ۝

اور کہا اللہ تعالیٰ نے نہ اختیار کرو معبود دو نہین ہے وہ مگر معبود ایک بس خاص کر مجھی سے ڈرو

ارشاد فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ نے کہ دو معبود نہ ٹھہراؤ نہین ہے وہ مگر اللہ واحد بس مخصوص مجھی سے ڈرو وہم یہ
ارشاد کہ دو معبود نہ ٹھہراؤ اُس صورت کو مانع نہین جب کوئی شخص ایک ایسے معبود کا قائل ہو جو اللہ تعالیٰ
کے سوا ہو **دفع** یہ ایک بڑی دلیل ہے کہ کمال توحید و ظہور الوہیت کی آج تک کسی کے دل مین خطرہ ادعاے
توحید بھی نہین آیا اور ممکن ہی نہین اسلیے کہ وہ غیر اگر انھین صفات سے موصوف کیا جائیگا جسکے ہم مسلما
معتقد ہین تو غیریت باطل اور اگر صفات دیگر اُسمین فرض کیے جائین تو کمال قدرت و الوہیت اُسکی باطل -

وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ۝

اور اوسیکے لیے جو ہے آسمانون مین اور جو زمین مین اور اسی کے لیے ہے دین دائمی کیا غیر اللہ سے ڈرو گے

اُسی کی ملک ہے جو آسمان و زمین مین ہے اور دین قوی و حق باقی و دائم اُسیکے لیے ہے تو کیا اے لوگو اللہ کے سوا
کسی اور سے بھی ڈرو گے **ف** آثار توحید یہی ہے کہ سواے خدا کے کسی اور سے خوف ضرر و امید نفع نہ رکھے
یعنے کسیکو فاعل حقیقی نجانے وسائل و ذرائع سمجھے **سعدی** موحد چہ در پاے ریزی زرش ؛ چہ شمشیر ہندی نہی بر سرش ؛ امید و ہراسش نباشد ز کس ؛ ہمین ست بنیاد توحید
و بس ؛ تقوی اس لیے فرمایا کہ یہ افعال قلب سے ہے اور قلب محل اعتقاد چاہیے کہ مومن کا دل غیر خدا سے
پاک رہے - رہے اعضا یہ بمقتضاے بشریت و باعتبار ظاہر و مجاز مجبور و معذور ہین -

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْــَٔــرُوْنَ ۝ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ

اور جو کچھ ساتھ تمھارے ہے نعمت ہے پس جانب سے اللہ کی ہے پھر جب چھو جاے تمکو سختی طرف اوسیکے فریاد کرتے ہو پھر جب کھولدی سختی

عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۝

تمسے ناگاہ ایک گروہ تم مین سے اپنے رب سے شرک کرتے ہین تاکہ انکار کرین اُسکا کہ دیا ہمنے اونکو پس نفع لو اب جان لوگے

جو نعمتین تمکو نصیب ہون وہ سب اللہ ہی کے فضل و کرم سے ہین اور تمھاری یہ حالت ہے کہ جب کوئی سختی اور
مصیبت پڑے تو اللہ کے حضور مین درد و زاری سے فریاد کرتے ہو پھر جب اللہ تعالیٰ وہ مصیبت دور
کردے ناگاہ ایک گروہ (یعنے گروہ کفار و منافق یا فساق امت) تم مین سے اپنے پروردگار کے ساتھ دوسرون کو
شریک کرتا ہے اسلیے کہ انکار کرین اُسکا کہ جو انکو حق سبحانہ تعالیٰ نے عطا فرمایا اور دوسرونکی طرف منسوب
کرین پھر ارشاد ہوا کچھ دنون فائدہ اُٹھالو اب معلوم ہوا جاتا ہے کہ اس ناشکری اور شرارت کا کیا انجام ہے

ف آیت شریف ظاہر ہے کہ تمام نعمتین اللہ ہی کیطرف سے ہین اور نص ہو اسمین کہ بعض انسان ناشکرے ہین مسئلہ فاعل اور موثر سوا خدا کے دوسرا نہین مسئلہ یہ کہنا کہ زید نے مجھے تکلیف دی اور عمرو نے مجھ پر احسان کیا مجازاً و عرفاً رخصت ہے عزیمت نہین۔

وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ ۗ تَاللَّهِ لَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنتُمْ تَفْتَرُونَ ۝

اور ٹھہراتے ہین اسکا کہ نہین جانتے حصہ اسمین سے کہ دیا ہمنے انکو قسم ہے اللہ کی ضرور پوچھین گے ہم اس سے کہ تم افترا

انکے لیے جنکے مستحق ہونے پر کوئی علم و دلیل حق نہین رکھتے صرف خیال یا رسم و تقلید باطلہ سے بات بنالی ہے اللہ کی دی ہوئی نعمتون مین حصے ٹھہرائے ہین (یہ اشارہ ہے بحیرہ وغیرہ کی طرف جو عرب مین رائج تھا اللہ تعالی کی قسم ہے کہ ہم ضرور تم سے قیامت مین پوچھین گے اُن بہتانون سے جو باندہ لیے ہین ف سوال سے مراد مواخذہ ہے کہ بعد اثبات حجت و اسکات سزاے معقول دیجاے وہم حق سبحانہ تعالی نے اس سوال پر قسم یاد فرمائی ہے پھر یہ امر کہ وعید عذاب مین خلف جائز ہے صحیح نہ ہا دفع! یہ کہ قسم بمقابلہ شرک ہے اور شرک مین عفو ممتنع ہے؟ اور شرک نہو تو ہم کہین گے کہ محلوف سوال ہے اور سوال کو عذاب لازم نہین بلکہ عفو بھی ممکن ہے مسئلہ نذر غیر اللہ شرک ہے اور وہ خواہ مالی ہے خواہ بدنی پھر نذر مالی دو طرح پر ہے احیوانات مین پس ثواب تصدق اور گوشت پوست وغیرہ دوسرونکے لیے جائز اور ذبح کرنا مخصوص بجان آفرین ۲ غیر حیوان یہ بھی سواے ایصال ثواب ممنوع۔

وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَهُ ۙ وَلَهُم مَّا يَشْتَهُونَ ۝

اور ٹھہراتے ہین واسطے اللہ کی لڑکیان پاک ہے وہ اور انکے لیے وہ ہے کہ چاہین

اللہ کے لیے یہ احمق لڑکیان قرار دیتے ہین (جیسا کہ مشرکین عرب کہتے تھے کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیان ہین) وہ پاک و منزہ ہے ایسی آلائشون سے اور بہتانون سے اور اپنے لیے وہ مانگتے ہین جو جی چاہے

پھر اسکا بیان فرمایا

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ۝

اور جب بشارت دیا جاتا ہے ایک انکا ساتھ مونث کی ہوجاتا ہے منھ اسکا کالا اور وہ ملول ہوتا ہے

اور جب کسی مشرک کو لڑکی کی پیدا ہونے کی مبارکباد دی جاے تو اسکا منھ تاریک ہوجاتا ہے اور وہ اپنے دل مین غم و غصہ کھاتا ہے بشری کسی خوشی یا اولاد ہونے کی خبر کو بشارت و مبارکباد کہتے ہین۔

يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۚ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي

چھپتا ہے قوم سے برائی سے اُس مبارکباد کی آیا روکے اسے ذلت سے یا دبا دے اُسے

چونکہ عرب مین قاعدہ تھا کہ لڑکی کو نہایت برا اور شرمناک جانتے اور بعض سنگدل زندہ درگور

فِي التُّرَابِ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝

مٹی مین آگاہ ہو برا ہے جو حکم کرتے ہین

کر دیتے اور اب بھی لڑکی کا پیدا ہونا اچھا نہین سمجھا جاتا ہی لہذا حضرت جل جلالہ سے ارشاد ہوا کہ ہمارے لیے تو لڑکیان قرار دین اور اپنی یہ حالت ہی کہ جب خبر سُنین کہ لڑکی پیدا ہوئی رنج و ملال سے منہ فق ہو جائے چہرے پر تاریکی چھا جائے اور دلمین کڑھنے لگین اور اس بری بشارت کی وجہ سے قصد کرین کہ اپنے عزیز و اقارب مین یہ خبر شائع نہو اور دلمین کہین آیا اسے ذلت و خواری کی حالت مین رہنے دون یا اُسے مٹی کے تلے دبا دون آگاہ ہو کہ یہ ظالم کیا برا حکم کر رہے ہین نکتہ اسی لیے حدیث مین وارد ہوا کہ اپنے بھائی کے لیے وہ پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرو اور قول مشہور ہی (آنچہ بر خود نہ پسندی بدیگری مپسند)

لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۖ وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ ع

انکے لیے جو نہین ایمان لاتے آخرت پر مثل بری ہی اور اللہ کے لیے مثل اعلیٰ ہی اور وہ غالب حکمت والا ہے

یعنے کفار کی بری مثال ہی حمق و بیحیائی ناشکری اخلاق قبیح انجام بد اور اللہ کے لیے مثال اعلیٰ ہی عزت و قدرت وغیرہ پس ایسے ذلیل و مبتذل جیسے شرمناک اور برا جانیں وہ حق سبحانہ تعالیٰ کو کب سزاوار ہو گا

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِم مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِن دَابَّةٍ وَلَٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ

اور اگر پکڑتا اللہ آدمیونکو انکے ظلم سے نہ چھوڑتا زمین پر کوئی رینگنے والا لیکن مہلت دیتا ہے انکو

أَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝

مدت معین تک پھر جب آئی مدت انکی نہ دیر کرینگے ایکدم اور نہ جلدی کرینگے

اللہ تعالیٰ اگر آدمیونکو انکے ظلم کی سزا مین پکڑتا تو زمین پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا مگر اللہ نے انکو ایک مدت معین تک مہلت دی سزا کے افعال کو مؤخر کیا پھر جب آگئی مدت معینہ انکی دیر نہین کرتے ایکدن وقت ورود پر سبقت بھی نہین کرتے الناس سے مراد کفار اور اگر مطلق آدمی مراد ہون تب بھی مومن بقرینہ لفظ ظلم خارج رہینگے ظلم کفر و شرک اور ممکن ہی کہ معاصی کبیرہ و فواحش مراد ہون دابہ چلنے والا حیوان مگر یہان ایک لطیفہ نازک ہی کہ وعید ظلم تک شامل ہی دابہ کو اور کفار کو دابہ یا اُس سے گمراہ تر فرمایا ہی پس یہ معنے ہوئے کہ کوئی کافر زندہ نہ بچتا۔

وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ مَا يَكْرَهُونَ وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ أَنَّ لَهُمُ الْحُسْنَىٰ ۖ لَا جَرَمَ

اور ٹھہراتے ہین واسطے اللہ کے جسکو خود برا جانتے ہین اور وصف کرتی ہین زبانین انکی جھوٹ یہ کہ واسطے انکے ہی نیکی ضرور تھا

یعنے مشرک اللہ کے لیے جیسے خود ناپسند کرتے

أَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَأَنَّهُم مُّفْرَطُونَ ۝

بیشک واسطے انکے ہی آگ اور وہ آگے چلائے گئے ہین

وہ چیزین ٹھہراتے ہین ہین۔ مراد اس سے

لڑکیاں ہیں اور انکی زبانیں وصف کذب یعنے دروغ بیانی کرتی ہیں یہ کہ انکو بھلی نصیب ہوگی حق یہ ہے کہ انکے لیے آگ ہے اور وہ بیشک خمیہ اور مقدم ہیں دوزخیوں کے ۔

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِیُّهُمُ

قسم ہے اللہ کی تحقیق بھیجا ہمنے طرف گروہونکے پہلے سے تیرے پس اچھے دکھائے واسطے انکے شیطان نے کام انکے پس وہ دوست انکا ہے

بخدا ہمنے آپسے پہلے گروہوں پر پیغمبر بھیجے پھر شیطان نے انکے اعتقاد باطل اور

اَلْیَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

آج اور انکے لیے عذاب دردناک ہے

گمان غلط اور افعال قبیح انھیں اچھے دکھائے اور وہی شیطان آج یعنے بروز قیامت انکا دوست ہے اور ان سب یعنے شیطان اور شیطان پرستوں کے لیے دردناک عذاب ہے ۔

وَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝

اور نہیں اتاری ہمنے آپ پر کتاب مگر تاکہ بیان کردے انپر وہ کہ اختلاف کیا انمیں اور ہدایت اور رحمت ہے قوم ایمان لانیوالی کو

اور ہمنے آپ پر کتاب نازل نہیں کی مگر اسلیے کہ کفار جن امور میں اختلاف و تردد کر رہے ہیں وہ انپر ظاہر کر دیتے (چنانچہ لاکھوں ایمان لائے اہل یقین ہوگئے) اور ہدایت و رحمت ہو اس قوم کے لیے جو ایمان والے ہیں ف قرآن حجت والزام ہے منکرین پر اور ہدایت و رحمت ہے مومنین پر مسئلہ جبکہ غرض نزول کتاب بیان حق و اظہار توحید و دفع تردد ہے تو ضرور ہو کہ خفا معتبر نہو اسی لیے کہا فقہا نے کہ دار الاسلام میں جہل عذر نہیں ۔

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

اور اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پس زندہ کیا اس سے زمین کو بعد اسکی موت کے بیشک اسمیں

ع

اور اللہ تعالے نے آسمان سے پانی اوتارا اور اس سے زمین مردہ یعنے خشک کو زندہ و سبز

لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ۝

نشانیاں ہیں واسطے قوم سننے والی کے

کیا بیشک اسمیں نشانیاں ہیں انکے لیے جو بگوش عبرت سنتے ہیں کہ ایسے ہی مردے زندہ کیے جائینگے

وَاِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ

اور بیشک تمہارے لیے چارپایوں میں عبرت ہے پلاتے ہیں ہم تمکو اس سے کہ پیٹوں میں انکے ہے درمیان گوبر اور خون کے

اور بیشک چارپایوں کہ اللہ تعالی پلاتا ہے انکے جانوروں میں عبرت ہے پیٹوں سے گوبر اور خون کے

لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ ۝

دودھ خالص سہل گزارنیہ والونکے لیے

درمیان سے صاف اور خالص دودھ جو پینیے والونکے لیے آسان گزار ہے یعنے جانوروں میں

دلائل قدرت موجود ہین ایک جانب فرث ہی ایک جانب خون اور درمیان مین دودھ ہی جو فرث نم
رنگ خون نہایت صاف شفاف خوش مزہ دودھ موجود ہے ابو سعود کہا ابن عباس نے فرث اسفل
مین اور لبن اوسط مین اور خون اعلے مین ہوتا ہی **انعام** سے مراد جانوران حلال گوشت جنکا دودھ
پیا جاتا ہے پس لام عہد ہے **مسئلہ** آیت دودھ کی حلت پر دال ہے۔

وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا
اور پھلون سے کھجور کے اور انگور کے بناتے ہو تم اس سے نبیذ اور رزق اچھا

یعنے کھجور اور انگور کے پھلوں سے نشے کی چیزین یعنے شراب نکالتے ہو اور رزق اچھا بیشک
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ
بیشک اسمین نشانی ہی قوم کے دانا کے لیے

اسمین قوم دانشمند کیلیے نشانی ہی **احمدی** یہ ایک آیت ہی چار آیتوں سے جو دربارہ شراب نازل ہوئین اور
اس بنا پر منسوخ ہی آیت تحریم خمر سے **ف** اگر سکر سے شراب نشہ آور ہی تو آیت حرمت خمر سے منسوخ اور اگر سکر
بمعنے نبیذ تمر لیا جاے اسکو رزق حسن کا مقابل قرار دیا جیسے لبن مابین دم و فرث ہی تو نسخ کی ضرورت نہین۔

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا
اور وحی کی رب تیرے نے شہد کی مکھی کے یہ کہ بنالے تو پہاڑون سے گھر اور درخت اور اس سے کہ

يَعْرِشُوْنَ ۙ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا
بناتے ہین پھر کھا تو ہر پھل سے پھر چل راہ اپنے رب کی مطیع ہوکر

وحی لغۃ خفیہ بات کہنا بات دلمین ڈالنا اور یہان یہی مراد ہی اور ایسی وحی قرآن مین جماد و حیوان
و انسان سب کیطرف مذکور ہی مگر وحی اصطلاحی جو انبیا کے ساتھ مخصوص ہی وہ ایک حکم خاص ہے
جو حق سبحانہ کیطرف سے بواسطہ جبرئیل بغرض تہذیب نفس و تحسین اخلاق و اصلاح خلق و ہدایت
انسان مع کمال یقین و ظہور کے ساتھ پیغمبر پر نازل ہوتا ہی **بیوت** جمع بیت یہان مراد چھتا **یعرشون** عرش
مقام بلند و سایہ دار جیسے چھت یا انگور وغیرہ کی بیلین **کل** سے اکثر مراد ہی نہ یہ کہ کوئی ثمر نہ بچے جیساکہ
بلقیس کی نسبت فرمایا ہے اسے کل شے دی گئی یعنے وہ چیزین جو سلاطین کو لائق و ضرور ہوتی **سبل** جمع
سبیل بمعنی راہ یعنے اتباع حکم و اختیار طریق وحی کردہ **ذلل** جمع ذلول بمعنی منقاد و فرمانبردار **حاصل**
یعنے مکھی کے دلمین ڈالدیا اور اسے بتا دیا کہ پہاڑون اور درختون اور بلند سایہ دار مقاموں پر گھر بنائے
پھر ہر قسم کے لطیف خوشبودار پھولوں کے عرق چوسے اور پروردگار کے حکم کی راہ اختیار کرے مطیع ہوکر سراج
انمین ایک مکھی چھتے مین بڑی ہوتی ہی دوسری مکھیان اسے بادشاہ سمجھتی ہین جہان وہ جاتی ہی اسکے ہمرکاب

رہتی ہین جب وہ اپنے چھتے کی طرف مراجعت کرتی ہو اپنی آوازون سے طبل کوچ بجاتی ہین۔ انکے گھر مسدس جو کونون کے ہوتے ہین کہ دانشمند صناع بدون پرکار و آلات کے نہ بنا سکے بعض کتب مین انکے اور حالات عجیب و غریب منقول ہین اور کہا گیا کہ جمشید نے انھین سے آئین شاہی و داب سلطنت کے استنباط کیے۔ بہر حال یہ ضعیف جانور عجیب قدرت الٰہی کا نمونہ ہو۔

يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ

نکلتا ہو بعوض انکے شربت مختلف رنگ انکے اسمین شفا ہے آدمیونکے لیے بیشک

ان مکھیونکے بطون سے یعنے شہد نکلتے ہین اُنمین	فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ اسمین نشانی ہے اوس قوم کو کہ فکر کرتے ہین	شربت زنگار رنگ کے آدمیون کے لیے صحت و

شفا ہو اسمین نشانی ہو اُنکے لیے جو فکر کرتے ہین کہ کس صناعت و خوبی سے شہد تیار ہوا مسلم ابو سعید خدری نے روایت کی کہ ایک شخص حضور مین آیا اور عرض کی کہ میرے بھائی کا پیٹ چلتا ہو آپنے فرمایا اُسے شہد پلاؤ اُسنے شہد پلایا پھر شکایت کی ارشاد ہوا شہد پلاؤ پھر آیا اور کہا کہ مرض زائد ہوتا جاتا ہو چوتھی بار آپنے فرمایا صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ اللہ سچا ہو جسنے شہد کو شفا فرمایا تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہو پھر اُسنے جاکر بتعمیل ارشاد شہد پلایا اور اُسے شفا ہوئی معالم کہا مجاہد نے کہ فیہ شفا سے مراد قرآن ہو اور اولی یہ ہو کہ اس سے مراد شہد ہو ابن کثیر عبد اللہ ابن مسعود سے مروی ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عَلَيْكُمْ بِالشِّفَاءِ مِنَ الْعَسَلِ وَالْقُرْاٰنِ شفا کو لازم لو قرآن کی برکت اور شہد کی تاثیر سے و ہم اللہ اور اللہ کا رسول گواہی دے رہا ہو کہ شہد مین شفا ہو مگر نہ طبا ہر مرض مین اسکا مفید ہونا مذکور نہ تجربۃً ثابت درفع قرآنمین شفا نکرہ ہو عموم پر دلالت نہین کرتا بس اُسکا بنفسہ مفید ہونا یا کثیر النفع ہونا کافی ہے عموم کی حاجت نہین مگر شفا ہونا اسکا اعتقاداً ثابت ہوا جسکی بنا تسلیم و یقین و ترک تردد دلیل پر ہو بس اسمین شبہہ نہین کہ جو مومن بقلب سلیم و اعتقاد راسخ نظر بجبر خدا و رسول اسکا استعمال کرے اور قواعد طب اور حیان و حینین کا لحاظ رکھے انشاء اللہ تعالیٰ اُسے ضرر نکریگا اور شفا ہی عطا ہوگی اگر موت مقدر نہ ہو۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۙ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ

اور اللہ ہی نے بنایا تمکو پھر وفات دیگا تمکو اور تم مین سے وہ ہو کہ پھیرا جاتا ہو طرف بدتر عمر کے تاکہ نہ جانے بعد

ع ۹ اللہ ہی نے تمکو بنایا ہے بعض بیکار عمر	عِلْمٍ شَيْئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ جاننے کے کچھ بیشک اللہ دانا ہے قادر ہے	پھر مٹا دیگا اور تم مین تک پھرتے ہین یعنی

شیخ فانی و پیر خرفت ایسے بڑھے کہ بے قوت و بے حواس ہون) تاکہ نہ جانین بعد علم کے کچھ بھی
بیشک اللہ دانا قادر ہے ف مکھی اور پیر ضعیف کی مثال مین اللہ کی قدرت ہے ایسا
حیوان حقیر یہ صناعیتین دکھائے اور انسان شریف و دانا ایسا نادان بنجائے

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ
اور اللہ نے فضیلت دی بعض کو تمہارے بعض پر رزق مین پس نہین جو فضل دئے گئے پھیر دینوالے روزی اپنی

عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝
اوپر کہ مالک ہوئے داہنے ہاتھ انکے پس وہ اسمین برابر ہین کیا اللہ کی نعمت کے ساتھ انکار کرتے ہو

اور اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر رزق مین فضل دیا ایک کم رزق دوسرے کو فراخ دست کیا
تو وہ جسے رزق عطا ہوا ہو وہ اپنا مال اپنے غلامون پر نہین پھیرتے کہ یہ غلام بھی اس مال مین برابر
ہمسر ہو جائین کیا اللہ کی نعمت سے انکار کرو گے یعنے جب مالدار آدمی اپنے مال دیگر غلامونکو اپنا
ہمسر بنانا پسند نہین کرتے تو اللہ تعالیٰ اپنی بنائی ہوئی مخلوق کو اپنی قدرت اور الوہیت کا کوئی حصہ دیکر
انھین اپنا شریک کیون بنانے لگا۔ چونکہ دوسری آیتون مین صاف طور پر مذکور ہوا کہ خالق کل و
مالک کل و رازق کل کو کافر بھی اللہ ہی کو جانتے ہین اور یہ کہ اصنام و اہیہ بھی اللہ ہی کے بنائے ہین
پھر انھین شریک ٹھہرانا کیونکر صحیح ہو لہذا فرمایا کیا وہ نعمت جو تمکو اللہ نے دی ہو اس سے انکار کرو گے
یعنے تم ان پتھرون کی مخلوقیت مین ہمسر بلکہ ان سے عقل مین شریف ہو کر انکے بندے بنو گے اور شرف خدا
داد کو خاک مین ملاؤ گے اور یہ بھی ہو سکتا ہو کہ معبود کا واحد و لاشریک ہونا بندونکے حق مین نعمت عظمیٰ
ہی ورنہ صدہا کی غلامی کرنا پڑتی اور ہر طرف کی اینچا کھینچی مین دھرے جاتے تو شرک اس نعمت سے منکر ہین

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً
اور اللہ کی بنائی واسطے تمہارے جانون سے جوڑے اور بنائی واسطے تمہارے جوڑون سے تمہارے بیٹے اور پوتے

وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۝
اور روزی دی تمکو پاک چیز ولنسے کیا ساتھ باطل کے ایمان لاتے ہین اور نعمت سے اللہ کی وہ کفر کرینگے

اور اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے تمھارے جنس سے جوڑے بنائے اور ان جوڑون سے بیٹے اور پوتے عطا کیے اور پاکیزہ
چیزون سے روزی دی تو کیا وہ باطل یعنے شیطان و اصنام پر ایمان لائینگے اور نعمت سے اللہ کی ناشکری کرینگے

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا
اور پوجتے ہین غیر کو اللہ کے اسکو کہ نہین مالک انکے لیے رزق کا آسمانون سے اور زمین سے کچھ

وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۚ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

اور قوت رکھتے ہین   پس نہ مارو واسطے اللہ کے مثالین   بیشک اللہ جانتا ہے اور تم نہین جانتے

اور پوجتے ہین غیر خدا کو جو نہین مالک انکے رزق کا آسمان سے اور زمین سے اور نہ قوت رکھتے ہین
پس نہ مارو اللہ کے لیے مثالین اللہ جانتا ہے اور تم نہین جانتے ف ملک ادنیٰ اور قوی ہے استطاعت
پس دونون قوتون کی نفی فرماکر معبود باطلہ کو مجبور محض قرار دیا۔ آسمان سے رزق تاثیرات علوی
اور باران رحمت زمین کا رزق قوت روئیدگی و غلہ وغیرہ۔ مثال ممنوعہ سے مراد وہ اوصاف و احوال
ہین جو مشرک حضرت الوہیت کی طرف منسوب کرتے تھے ربط کہا مفسرین نے کہ اول حق سبحانہ تعالیٰ
نے غلط مثالون سے روک کر خود دو مثالین مناسب حال ذکر کین۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰي شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا

ماری اللہ نے مثال غلام مملوک کی کہ نہین قادر کسی چیز پر اور اسکو کہ دیا ہمنے اپنے سے رزق اچھا

فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ هَلْ يَسْتَوٗنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

پس وہ خرچ کرتا ہے اوس سے چھپے اور کھلے کیا برابر ہوجاوینگے سب تعریف ہے اللہ کیلیے بلکہ اکثر انکے نہین جانتے

مثال بیان کی اللہ نے عبد مملوک کی جو کسی شئے پر قدرت نہین رکھتا اور وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ
نے اپنے فضل سے رزق حسن عطا کیا ہو اور اسمین سے چھپے کھلے یعنی ہر حال اور ہر وقت مین صرف کرتا ہو
کیا یہ دونون برابر ہو جائینگے۔ یعنے جب آپسمین عبد مملوک مجبور اور تونگر سخی کو مساوی نہین جانتے
جنمین صرف اعتباری اور عارضی فرق ہے باعتبار اصل خلقت دونو ایک ہین تو حضرت الوہیت کیونکر
اصنام سے برابر کرتے ہو اور کہا گیا کہ عبد مجبور سے مراد کافر اور تونگر سخی سے مراد مومن ہے یعنی یہ
مساوی نہین ہو سکتے پھر فرمایا تمام حمد و ثنا کا استحقاق اللہ ہی کیلیے ہے جو کسی طرح ان فرضی معبودون
کا شریک و ہمسر نہین یا جیسے اپنی فرمانبردارونکو متکبرین پر فضل ظاہر عنایت فرمایا کچھ نہین بلکہ اکثر آدمی
نادان ہین کفر کی چربی چھائی ہے بے اصل بات دماغ مین سمائی ہے نہ عقل فہم ہے نہ گوش شنوائی مسئلہ
غلام کسی تصرف مالی کا بیتنا در نہین ہوتا مسئلہ عبد ماذون معاملات داد و ستد کرسکتا ہے

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰي شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰي

اور بیان کی اللہ نے مثال دو مرد مین ایک انکا گونگا ہے نہین قادر کسی شئے پر اور وہ بوجھ ہے اپنے

مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَـمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ

مولا پر جہان بھیجتا ہے اسے نہین لاتا اچھائی کیا برابر ہے وہ اور وہ کہ حکم کرتا ہے

اور یہ دو مردونکی مثال ایک گونگا اور مجبور

بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ع ۱۰

عدل سے اور وہ راہ راست پر ہے

اللہ نے بیان فرمائی محض ہی اپنے مالک پر

ناگوار اور بھاری ہی جہان اُسے مولا بھیجتا ہے کام نہین کرلاتا تو کیا یہ برابر ہی اُسکے جو عدل کا حکم کرتا ہی اور سیدھی راہ پہ چلتا ہی اول سے مراد عبد مطیع ہی دوسرے سے مراد عاصی **ف** پہلے مرد مین چار عیب بیان فرمائے ۱ گونگا ہونا ۲ مجبور و نالائق ہونا ۳ مالک پر دو بھر ہونا یعنے نکما ہونا ۴ کوئی کام اچھا نکرسکنا اسکے مقابل دو وصف ذکر کیے جوان عیوب کو مٹا کر متعدد فضائل ثابت کرین اسلیے کہ امر کرنیوالا گونگا اور مجبور نہوگا اور عادل نکسی کا حق تلف کریگا نکسی پر گران ہوگا جو راہ راست پر ہوگا اُسے ناکامی نہ ملیگی

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ

اور واسطے اللہ کے ہی غیب آسمانونکا اور زمین کا اور نہین امر قیامت کا مگر مثل پلک مارنے کے یا وہ

غیب یعنے اسرار مخفیہ آسمانون معلوم ہین بعض دوسرونکو بتائے

اَقْرَبُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

قریب زیادہ ہی بیشک اللہ ہر شئے پر قادر ہی

اور زمین کے اللہ کی مخلوق مملوک بعض مخلوق سے چھپائے اور قیامت

کا معاملہ ایسا ہی جیسے پلک مارنا بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب اللہ تعالے ہر شئے پر قادر ہے

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَـيْـــًٔـا ۙ وَّجَعَلَ

اور اللہ نے نکالا تمکو شکمون سے تمہاری ماؤن کے نہ جانتے تھے کچھ اور بنائے

لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـــِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

واسطے تمہارے کان اور آنکھین اور دل تاکہ تم شکر گزار ہو

اللہ تعالی نے تمھاری ماؤنکے پیٹون سے تمکو پیدا کیا ایسے حال مین کہ تم کچھ نہ جانتے تھے پھر تمکو کان آنکھ دل عطا فرمایا تاکہ تم شکر گزار ہو **ف** یہ بیان ہے احسانات عظمی و عطیات کبری کا کہ تم کچھ نہ تھے اور سب کچھ کردیا **ف** کان آنکھ کا ذکر اسلیے فرمایا کہ حواس خمسہ ظاہر انھین کے تابع ہین جب کچھ نہ سُنے اور نہ دیکھے تو علم و معرفت پیدا ہی نہوگی قوت لامسہ و شامہ و ذائقہ عبث ہوجائیگی اور دل اسلیے فرمایا کہ جو حس باطنی اور ظاہری سب کے سب اسکی تابع ہین اسلیے کہ بدون عقل و فہم تمام قوتین فضول ہین۔

اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَاۗءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ

کیا نہین دیکھا طرف چڑیا کے کہ مسخر ہین وسط مین زمین آسمان کے نہین روک رکھا انکو مگر اللہ نے بیشک

جو وہ ہوا و مکان خالی ہی یعنے کیا چڑیون کو

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ

اسمین نشانیان ہین واسطے قوم مومن کے

جو زمین سے اوپر اور آسمان کے نیچے نہین دیکھا جو جو آسمان مین

خودبخود مسخر ہین درمیان مین المقین کسی نے نہین روکا ہے مگر اللہ ذیہین ایمان لونیکے لیے نشانیان ہین

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُودِ الْاَنْعَامِ بُيُوتًا تَسْتَخِفُّونَهَا يَوْمَ

اور اللہ نے بنائی تمہارے لیے گھرونسے تمہارے جاے سکون اور بنائے تمہارے لیے کھالونسے چارپایونکے ہلکے پاتے ہو اسکو دن

ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَا اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ

اپنے سفر کے اور دن اپنی اقامت کے اور صوف سے انکے اور دبر سے انکے اور بالونسے انکے اسباب اور فائدہ ہین ایک وقت تک

اللہ نے تمھارے گھرون کو تمھارے لیے جاے سکون آرام بنایا اور چارپایون کے چمڑون سے تمھارے گھر یعنے خیمے بنائے جو ہلکے پھلکے سفر مین ہمراہ رکھتے ہو اور قامت یعنے محل نزول یا وطن مین بھی اُنسے فائدے اٹھاتے ہو اور بکریونکے صوف اونٹون کی وبر جانورون کے بالون سے اسباب بنائے ہو اور فائدے اٹھاتے ہو جیسے کملی۔ دوشالے اور مختلف پشمی کپڑے رسیان وغیرہ یہ سب ایک وقت تک ہین ف آیت سے چرمی اور ریشمی لباس اور خیمون اور خیاطت و نوربافی وغیرہ کا ثبوت اور اسکی تجارت اور اس سے انتفاع کا جواز ظاہر ہے۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ

اور اللہ نے بنائی واسطے تمہارے اس سے کہ بنایا سایہ اور بنایا واسطے تمہارے پہاڑونسے گھر اور بنائے تمہارے لیے کرتے

تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ

بچاتے ہین تمکو گرمی سے اور کرتے کہ بچاتے ہین تمکو لڑائی سے تمہاری ایسی ہی پوری کرتا ہے نعمتین اپنی تمپر تاکہ تم مطیع ہو

اور اللہ نے تمھارے لیے اپنی بنائی ہوئی چیزون سے سائے بنائے جیسے درخت وغیرہ اور پہاڑون سے پوشش یعنی ایسے گوشے اور مقام بنائے جہان تم تخلیہ مین رہ سکو اور سرابیل یعنے کرتے یا مثل اسکے جو پہنے جائین بنائے جو تمکو گرمی سے بچائین اور لڑائی مین بچائین یعنے زرہ وخفتان وغیرہ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی نعمت تمپر پوری کرتا ہے کہ تم مطیع ومسلم ہو یا ف زرہ وجوشن وخفتان اور کرتا اور جو مثل اسکے ہون انکا پہننا ثابت ہوا لباس بھی ایک نعمت ہے۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ

پھر اگر روگردانی کرتے ہین تو نہین اپ پر مگر پیغام رسانی ظاہر پہچانتے ہیں نعمت اللہ کی پھر

يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

انکار کرتے ہین اوسے اور اکثر انکے کافر ہین۔

اے نبی کریم اگر روگردانی کرین ان دلائل پر بھی وہ تو آپ کے ذمے صرف پیغام رسانی ہے یہ لوگ اللہ کی نعمتین پہچانتے ہین اُسپر انکار کرتے ہین اور اکثر تو منکر و کافر ہین

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ۝

اور جسدن اُٹھا ئینگے ہم ہر گروہ سے گواہ پھر نہ اذن دیا جائیگا انکو جو کافر ہوئے اور نہ وہ عذر قبول کیے جائینگے

وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ۝

اور جب دیکھینگے وہ جنھون نے ظلم کیا عذاب کو پس نہ تخفیف کیا جائیگا اُنسے اور نہ وہ مہلت دیجا ئینگے

اور جسدن ہم اُٹھا ئینگے ہر گروہ سے ایک گواہ یعنے اُنکا پیغمبر اُنکا شاہد مقرر ہوگا پھر اُنکو نہ اجازت دیجائیگی عذر خواہی کی اور نہ اُنکو موقع دیا جائیگا کہ اللہ تعالی کے راضی کرنے مین سعی کرین اور جب ظالم عذاب الٰہی آنکھ سے دیکھ لین گے پھر اُنسے تخفیف عذاب نہوگی (جلیسے جس قدر وہ دنیا مین پیش چلائین) اور نہ اُنکو عذر خواہی و تدبیر کے لیے مہلت دی جائے گی

وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ

اور جب دیکھینگے وہ جنھون نے شرک کیا اپنے شریکا کو کہینگے اے رب ہمارے یہ شریک ہمارے ہین وہ کہ

كُنَّا نَدْعُوا مِنْ دُونِكَ ۖ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ۝

تھے پکارتے ہم سوائے تیرے پھر ڈالے طرف اونکے قول بیشک تم جھوٹے ہو

یعنے مشرکین میدان حشر مین جب اون باطل معبودون کو دیکھینگے کہین گے اے رب یہ وہ شریک ہمارے ہین جنکو ہم پکارتے تھے سوائے تیرے پھر یہ معبود باطلہ انکی طرف مخاطب ہوکر کہین گے اے مشرکو تم جھوٹے ہو (تمکو کس نے مجبور کیا تھا کہ اللہ تعالے کو چھوڑکر ہماری پرستش کرو)

وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ ۖ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ

اور ڈالی طرف اللہ کی اسدن صلح اور کھو گیا اُنسے وہ کہ تھے افترا کرتے جو کافر ہوئے اور روکا

مضطر اللہ کیطرف	سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ۝	اب کفار مجبور و
اطاعت کرنے لگے	راہ سے اللہ کی زیادہ کیا ہمنے انکو عذاب عذاب پر بسبب اسکے کہ تھے فساد کرتے	صلح یعنے اظہار

اور جو باتین دُنیا مین بنایا کرتے تھے وہ بھول گئین جنھون نے کفر کیا اور دوسرون کو اللہ کی راہ سے روکا اُنپر عذاب پر عذاب زیادہ کیا جائیگا ایک عذاب انکے کفر کا دوسرا انکے اغوا کا یہ بدلا ہے انکی فساد و کفر و بغاوت کا

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ۖ وَجِئْنَا

اور جسدن اُٹھائینگے ہم ہر گروہ مین ایک گواہ اُنپر انکی جانون سے اور لا ئینگے ہم

بِكَ شَهِيدًا عَلَى هَؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ

آپکو گواہ اُنپر اور اُتاری ہمنے آپ پر کتاب بیان کرنیوالی ہر شے کی

ع

اور جس دن ہم ہر امت مین	وَهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ؏	ایک گواہ یعنی انکے پیغمبر کو
مقرر کرینگے اور انکی	اور ہدایت اور رحمت اور بشارت واسطے مسلمانون کے	جانون سے بھی گواہ

معین کرینگے یعنے انکے اعضا یا اس امت کے مومنین و صلحا اور لائینگے ہم آپ کو اُن سب پر گواہ آپ تمام امتون کے گواہ بنین گے اور آپکی گواہی اس صورت پر ہے کہ ہم نے آپ پر کتاب یعنے قرآن نازل کیا جس مین ہر امر کا بیان شافی موجود ہے اور ہدایت و رحمت ہے اہل اسلام کے لیے

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى

بیشک اللہ حکم کرتا ہے تمکو عدل کا اور احسان کا اور دینے کا قرابت والون کو اور منع کرتا ہے

عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝

بے حیائی اور نامعقول سے اور سرکشی سے نصیحت کرتا ہے تمکو کہ تم نصیحت پکڑو

اللہ تعالی فرماتا ہے کہ عدل و احسان و صلۂ رحم کرو اور بے حیائی و گناہ اور سرکشی سے بچو اللہ نصیحت فرماتا ہے کہ تم سوچو سمجھو **عدل** لغۃً برابری شرعاً عظم سے ہر دو ادھر اُدھر ہونا۔ طریق متوسط یا قدر واجب **احسان** لغۃً نیکی کرنا۔ شرعاً اللہ کو حاضر ناظر جانکر عبادت کرنا نوافل و مستحبات پر مداومت یا دوسرے کو اپنے نفس پر ترجیح دینا احسان ہے اور مساوی جاننا عدل ہے **ایتا** صلۂ رحم **فحش** بے حیائی کلمات شرمناک۔ زنا اور وہ گناہ جو شرعاً ممنوع اور عقلاً معیوب ہون **منکر** جو اسلام مین نہ جانا جائے شرع اُسکی اجازت نہ دے منع فرمائے پس فحش تمام ہے اور منکر خاص یعنے اللہ نے عدل و انصاف اور نیکی کرنے کا اور اپنے اقارب سے صلۂ رحم و سلوک کا حکم فرمایا اور یہ تینون واجب ہین اور تہذیب اخلاق و تکمیل نفس و نجات کی موقوف علیہ اور تین باتون سے روکا یہ حرام ہین اور موجب ہلاک و ذلت عقلی و نقلی **کبیر** کہا ابن عباس نے کہ کہا عثمان بن مظعون رض نے مین آنحضرت کے لحاظ سے مسلمان ہوا تھا دل مین اسلام کی وقعت نہ تھی ایک دن حضور مجھسے باتین کر رہے تھے ناگاہ آسمان کی طرف متوجہ ہوئے اور آنکھین اسیطرف لگ گئین پھر داہنے جانب التفات فرمایا پھر آسمان کیطرف دیکھکر داہنی طرف نظر ڈالی مینے وجہ پوچھی فرمایا جبریل آئے اور یہ آیت لائے اُسوقت سے میرا دل ایمان پر قائم ہوگیا پھر مین نے ابو طالب سے بیان کیا انھون نے کہا اے گروہ قریش اپنے بھائی کے بیٹے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ سچے ہون یا جھوٹے مگر تعلیم مکارم اخلاق اعلے درجے فرماتے ہین **معالم** حضور نے یہ آیت ولید کو سنائی تو بولا اے بھتیجے پھر پڑھو تو آپنے پھر پڑھی تو کہا واللہ اسمین عجیب حلاوت ہے اور اسپر تازگی و طراوت اس کا اعلے بالا اور اسفل سیراب ہے

یہ بشر کا کلام نہیں - کہا ابن مسعود نے زیادہ تر خیر و شر کی جمع کرنے والی یہ آیت ہے

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا

اور پورا کرو عہد اللہ کا جب کر چکو تم اور نہ توڑو قسمیں بعد اسکے مضبوط کر چکے

وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ

حالانکہ بنایا تمنے اللہ کو اپنے اوپر ضامن بیشک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو

اور اللہ کے عہد پورے کرو جب عہد کر چکو اور قسموں کو مستحکم کرنے کے بعد نہ توڑو حالانکہ تمنے اللہ کو اپنے قول کی سچائی پر ضامن بنایا ہے بیشک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو عہد سے مراد ایمان یا وہ معاہدے جو صحابہ نے بوقت اسلام و بیعت حضور سے کیے یا عہد روز ازل مسئلہ وہ تمام تعلقات جو بحفظ یا بوضع شرعی قرار پائیں اور ہمارے معاملات کو اسمیں دخل ہو اس عہد میں داخل ہیں پس بیعت امام عادل بیعت شیخ - نذر - عقد نکاح - تعلیق - طلاق و عتاق وغیرہ واجب الوفا ہیں اور ان میں سے بلا نقض حرام ایمان جمع یمین بمعنی قسم توکید خواہ بیان واقعی ہو اسلیے کہ قسم سے تاکید ہوتی ہاں نہیں یا یہ کہ مطلق قسم واجب الوفا نہیں بلکہ تاکید شرعی ہو یعنے حق سبحانہ تعالیٰ کی قسم کھائے کسی امر کی ہو یا یہ کہ جس امر پر قسم کھائے وہ موافقت شرعی سے موکد ہو ایک تو شرع حکم دیتی ہو دوسرے قسم سے موکد کرے پس غیر خدا کی قسم اور ایسی بات پر قسم جسکی اجازت شرع میں نہیں نہ موکد ہے نہ واجب الوفا اب یہ اعتراض اٹھ گیا کہ یہ آیت حدیث صحیح سے متعارض ہے اسلیے کہ اسمیں قسم پورا کرنیکا حکم ہے اور جلد اول صفحہ ۱۶۱ و ۱۵ میں فرمایا کہ درصورت نقض کفارہ دے اور حدیث میں وارد ہوا مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ وَلْيَفْعَلْ جو قسم کھائے اور غیر کو جسکے ترک یا اختیار پر قسم کھائی اُس سے بہتر پائے تو اُس غیر خیر کو کرے اور قسم کا کفارہ دے اسمیں قسم توڑنے کا حکم دیا اور وجہ اسکی یہ ہو کہ جب غیر محلوف خیر ہو تو نہ موکد ہے نہ واجب الوفا لیکن کفارہ بتعظیم نام پاک الٰہی واجب ہوگا تاکہ آیندہ ایسی بات نکرے اور اگر جسکی قسم کھائیں وہ غیر خدا ہو تو کچھ پروا نہ کی جائے البتہ قسم کھانے والا عاصی ہوکر سزا پائے

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا

اور نہ ہو جاؤ مثل اسکے جسنے توڑا اسوت اپنا بعد مضبوطی کے بل کھولکر بناتے ہو قسمیں اپنی کارسازی

بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ

آپسمیں یہ کہ ہو ایک گروہ وہی زیادہ دوسرے گروہ سے یہی ہے کہ آزماتا ہے تمکو اللہ ساتھ اسکے اور تاکہ ظاہر کرے

انکاث بل کھولنا | لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ | ریزہ ریزہ کرنا دخل
فریب مفاعلہ حیلہ | واسطے تمہارے دن قیامت کے وہ کہ تھے تم اسمین اختلاف کرتے | دغا جسکی وجہ سے

دلمین جگہ نظر مین اعتبار ہو حق سبحانہ تعالیٰ نے قسم توڑنے والون کے لیے غیرت دلانے والی مثال ذکر فرمائی یعنے قسم توڑ کر مثل اُس چرخہ زن عورت کے نہو جائے جسنے اپنا سوت بٹکر کھولڈالا اور توڑا تم اپنی قسمون کو حیلہ و کارسازی بناتے ہو بہ اسلیے کہ یہ گروہ بڑہا ہو دوسرے گروہ سے بعض عرب ایک قوم سے حلف و عہد کرتے جب دوسرے کی جمعیت و قوت زیادہ پاتے اس سے ملجاتے تو یہ ممانعت نازل ہوئی اللہ تعالے لا تمکو آزماتا ہے اس قسم یا دوسرے جانب کی قوت و خوشنمائی سے اور اسلیے کہ قیامت مین بیان کرے وہ باتین جنکی حقیقت مین تمکو شک و تردد تھا اور بسبب اعمال جزا دے نے عورت سے بدعہد کو اس لیے تشبیہ دی کہ بیہمتی ہمت کے اعتبار مین وہ عورتونکا حصہ ہے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ
اور اگر چاہتا اللہ البتہ بناتا تمکو گروہ ایک لیکن بہکاتا ہے جسے چاہے اور راہ دکھاتا ہے

اگر اللہ چاہتا تو تم سبکو ایک گروہ بناتا یعنے سبکو دین حق و راہ مستقیم پر لاتا | مَنْ يَّشَآءُ وَلَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ | مگر اللہ جسے چاہے بہکائے
| جسے چاہے اور البتہ پوچھے جاؤ گے اس سے کہ تھے کرتے |

جسے چاہے راہ راست دکھائے اور بیشک تم سب انکاموں سے جو کر رہے ہو پوچھے جاؤ گے مہمل نہ چھوڑے

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا
اور نہ بناؤ قسمین اپنی حیلہ آپسمین تو ڈگے قدم بعد اوسکے جمنے کے اور تم چکھو

السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ
برائی بسبب اسکے کہ روکا تمنے راہ سے اللہ کی اور واسطے تمہارے عذاب بڑا ہے

اور اپنی قسمین حیلہ و فریب نہ بناؤ کہ پھسل جائے پاؤں جمنے کے بعد اور چکھو برائی اسلیے کہ روکا تمنے راہ سے اللہ کی اور تمپر عذاب بڑا ہو فتزل الخ چونکہ اسلام مین کمال اطاعت و تعظیم نام پاک الٰہی کی ہے اور قسم توڑنے مین کمال بے پروائی توہین لہذا فرمایا کہ بعد ثبوت یعنے حصول ایمان ایسا نہو کہ قدم ڈگمگائے صدد جب کفار مومنین کو ایسا بے ادب بے باک دیکھینگے کہ ہمکو نصیحت اور خود فضیحت تو انھین اسلام کی رغبت نہوگی بلکہ نفرت ہو جائیگی تو گویا تم نے انکو اسلام سے روک دیا مسئلہ قسم بعزم حنث و کفارہ یا حنث بدون اجازت شرعی معصیت ہو حنث مع الکفارہ کسی اضطرار و مصلحت شرعی سے جائز ہے نہ بنظر کارسازی۔

وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ إِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

اور نہ خریدو عہد سے اللہ کے مول تھوڑا نہیں پاس اللہ کے گروہ کہ اچھا ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم جانتے

یعنے جھوٹی قسمیں کھا کر بد عہدی کرکے تھوڑا فائدہ دنیا کا جو فانی ہے نہ خرید و جو اللہ کے پاس ہے وہ خیر ہے اگر تم جانتے ہو یعنے عقل و شعور رکھتے

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُمْ

جو پاس تمہارے ہے تمام ہو جائیگا اور جو پاس اللہ کے ہے باقی ہے اور البتہ ہم دینگے انکو کہ صبر کیا عوض انکا

بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

بہتر اُس سے کہ تھے کرتے

جو کچھ تمہارے پاس ہے تمام و فنا ہو جائیگا جب تم نہ رہے تو تمہارے افعال و صفات کچھ نہ رہیں گے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ ہمیشہ رہنے والا ہے اور ہم صبر کرنے والوں کو اُن کی مزدوری اُنکی کاموں سے اچھی عنایت فرمائیں گے عندکم امور مباح جیسے نہ ثواب نہ گناہ عند اللہ وہ امور جنکی نسبت کوئی حکم شرعی ہو لیس ممنوع باقی ہے باعتبار عذاب کے اور نیکی باقی ہے باعتبار ثواب کے اور مباح فانی ہے اس لیئے کہ کچھ اسکا عوض نہیں اور آیت مین مراد (عندکم) سے دنیا اور اُس کے لذائذ اور (عند اللہ) سے مراد ثواب و نعماے جنت۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً

جسنے کی نیکی مرد سے یا عورت سے اور وہ تھا مومن تو جلائینگے ہم اُسے جلانا

طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

اچھا اور دینگے ہم اُسے بدلا اسکا اچھا اُس سے کہ تھے کرتے

جس نے اچھے کام کیے مرد ہو یا عورت اور وہ ہو ایمان والا پس البتہ ہم اُسے جلائینگے اچھا جینا اور دینگے بدلا اُنکا اچھا اُس سے کہ تھے کرتے ف لہ اسمین تصریح و کمال التفات ہو عورتوں کو ضمناً نہیں صراحۃً ذکر فرمایا تاکہ معلوم ہو عطاے ثواب مین عورتین مردونکی تابع نہیں ؛ قید ایمان بتاتی ہے کہ یہ وعدہ مخصوص بمومنین ہے اور یہ کہ بے ایمان کے کوئی عمل معتبر نہیں حیوۃ اگر دنیا کی زندگی مراد ہو تو طیب سے تقوی طہارت مراد ہے یعنے وہ زندگی جس سے سواے خیر کے اور کچھ حاصل نہو اور اگر حیات اخروی مراد ہے تو طیب سے لذات جنت و دوام و رضاے الٰہی مراد ہو اور ممکن ہو کہ حیات دنیاوی ہی مراد ہو اسلیے کہ طیب بمعنی نسبت (اگلا نیتوالی) کے آیا ہو آیہ تیمم مین ملاحظہ ہو اور ایسی زندگی جو ثواب کو بڑھا سکے یہی حیات دنیا ہو اخروی حیات راحت حصول ثواب کیلیے ہو ثواب بڑھانے کیلیے نہیں احسن

یعنے ایک نیکی کا ثواب دس یا اُس سے زیادہ - یا یہ کہ چھوڑین لذت فانی اور پائین حیات باقی کرین عمل آنی اور پائین اثر جاودانی

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

پھر جب پڑھے تو قرآن پناہ مانگ اللہ سے شیطان مردود سے

جب قرآن کی تلاوت کرو تو شیطان مردود کی شر سے پناہ مانگو اللہ تعالے کو تا ہمہ دم محافظ قرار دو تا کہ اسکے شر و وسواس سے بچو بحث جمہور قائل ہین کہ استعاذہ واجب نہین حالانکہ رعایت صیغۂ امر وجوب کو چاہتی ہے جواب استعاذہ عبادت مقصودہ نہین بلکہ فراغ خاطر و صحت عبادت و دفع موانع کے لیے مشروع ہے پس شائبہ نفع عبد سے خالی نہین اور یہ مقدار قرینۂ استحباب کے لیے کافی ہے بحث قرارت مین لفظ استعاذہ افضل ہے عیاذہ سے اس لیے کہ استعاذہ مخصوص قرارت مین وارد ہوا اور اعاذہ دوسرے امور مین جواب ممکن ہے کہ کہا جائے (عیاذہ) ماموربہ ہے جیسا کہ فرمایا (استعذ) مانگ عیاذ کو اور عبارۃ النص ہے اسلیے کہ سیاق آیت لطلب عاذہ ہے اور استیعاذ ظاہر آیت اور لفظ سے ہے اور عبارت مرجح ہے ظاہر سے اور ماموربہ اولی ہے صرف مناسبت لفظی سے لیکن فقہا کے نزدیک استعاذہ اولے ہے اعاذہ سے (ہدایہ) مسئلہ استعاذہ نماز مین سنت اور قرارت کے تابع ہے یعنے جو قرارت نکرے اُسے بھی چھوڑ دے مسئلہ اگر قاری کسی سے کلام کرے تو کیا از سر نو استعاذہ کرنا ہوگا اسلیے کہ فرمایا جب قرآن پڑھو جواب اگر ایسا سمجھا جائے کہ قرارت اول منقطع ہوگئی تھی اور یہ دوسری قرارت ہے تو از سر نو استعاذہ کرے ورنہ ضرورت نہین اسلیے کہ امر مقتضی تکرار نہین وہم حنفیہ قرارت امام کو مقتدی کی قرارت قرار دیتے ہین تو چاہیے کہ استعاذہ سے مقتدی نہ روکا جائے اسلیے کہ حکماً قاری ہے اور یہ جواب کہ استعاذہ بھی امام کا اُسکی طرف سے کافی ہے غیر منقول و غیر ماثور ہے دفع قرارت امام باعتبار ثواب جواز نماز مجازاً مقتدی کی قرار پائی ہے نہ حقیقۃً اور آیت مین قرارت حقیقی مراد ہے پس دونون مراد نہونگے اسلیے کہ حقیقت و مجاز مین جمع جائز نہین -

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ

شان یہ ہے کہ نہین شیطان کو غلبہ اوپر جو ایمان لائے اور رب پر اپنے بھروسا کرتے ہین

اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ

نہین غلبہ اوسکا مگر اوپر جو موالات کرتے ہین اُس سے اور جو ساتھ اُسکے شریک کرتے ہین

شان یہ ہے کہ شیطان کو اثر غلبہ اور دسترس نہین جو ایمان لائے اور اللہ پر بھروسا کرتے ہین ان الہین پر حجت دقابو ہے جو اس کو دوست کرتے ہین اور وہ جو باعانت و اغوائے شیطانی اللہ کے

سے شریک قرار دیتے ہین یا اُسکے ساتھ اللہ تعالےٰ کو شریک کرتے ہین **ف** یہ آیت نہایت خوشی اور امن کی ہے شیطان کا حفظ اور اُسکے وسوسے اور کید اور اُسکے بد اثر حیلے ایسے نہین کہ کوئی نعمائے مطمئن ہو سکتا مگر بنظر کمال ترحم و شفقت فرما دیا کہ جب تک تم خود شیطان کے یار نہو اُسکے اخلاق ذمیمہ اور وسواس واہیہ کو دل مین جگہ نہ دو وہ تمپر قابو نہین پا سکتا اور تدبیر اوسکی اول ایمان صادق دوم توکل راسخ ہے جو اللہ پر توکل کیے ہوئے تدبیر کو معطل جانتے ہین وہ خوب سمجھ سکتے ہین کہ ہمارا قصد التفات و فعل کسی امر ممنوع کی طرف کچھ فائدہ نہین دے سکتا جبتک اللہ تعالیٰ نہ چاہے اور حق سبحانہ تعالیٰ سے اُسکے منع کیے ہوئے کام مین اعانت چاہنا کمال حماقت و بے شرمی ہے پس ضرورۃً وہ تمام تدبیرین عبث ہین اور امر محال و فعل عبث پر عاقل نظر نہین کرتے پس ایسا شخص ہر وقت و ہر حال مین شیطانی وسوسے سے رکا رہیگا اور اللہ تعالےٰ اُسے بچا لیگا۔

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ

اور جب بدلی ہمنے آیت جگہ پر آیت کے اور اللہ جانتا ہے جو اُتارتا ہے بولے نہین تو

مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ

مگر مفتری بلکہ اکثر اونکے نہین جانتے کہدیجیے اِسے نازل کیا ہے جبریل نے

رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ

ربّ تیرے کی ساتھ حق کے تاکہ ثابت کرے انکو جو ایمان لائے اور ہدایت اور بشارت واسطے مسلمانون کے

اور جب ہمنے کوئی آیت کسی آیت کی جگہ بدل لینی ایک منسوخ کی دوسری اُسکی جگہ نافذ کی حالانکہ اللہ تعالیٰ شانہ خوب جانتا ہے اُن فوائد اور مصالح کا جو اُس حکم ناسخ یا منسوخ مین نازل فرمائے تو کفار کہتے ہین آپ تو اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) افترا پرداز ہین یعنے یہ حکم اللہ تعالیٰ کا نہین (ارشاد ہوا) بلکہ اکثر انہین کے سمجھتے بوجھتے نہین آپ کہدیجیے یہ آیتین جبریل نے حق کے ساتھ اُتاری ہین تاکہ ثابت و مطمئن کرین اُنھین کہ ایمان لائے اور ہدایت و بشارت ہو فرمانبردارونکو

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ

اور تحقیق ہم جانتے ہین کہ وہ کہتے ہین نہین سکھاتا ہے اُسے مگر آدمی زبان اُسکی کہ کجرائی کرتے ہین

ابن کثیر بعض عرب کا مین مختلف روایتین ہین | اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝ طرف اُسکے عجمی ہے اور یہ زبان عربی فصیح ہے | ایک غلام تھا جسکے نام زبان عربی اسی قدر جانتا

تھا کہ ضروری باتون کا جواب دے سکے حضور اقدس اُسکے پاس جاتے کفار کہنے لگے کہ آپ اس سے

سیکھ کر یہ عجیب غریب قصص بیان کرتے ہیں کہا بعض نے وہ رومی تھا اور کتب سماوی سے واقف
بہرحال تردیداً ارشاد ہوا ہم جانتے ہیں کہ کفار کہتے ہیں کہ آپکو یہ قرآن کوئی آدمی سکھاتا ہے جسکی طرف
اپنی کج فہمی سے منسوب کرتے ہیں وہ عجمی ہے اور یہ قرآن فصیح عربی ہے کیسے امر غیر ممکن پر قیاس کیا ہے
ف یہ فصاحت بھی عجیب دلیل حقانیت ہے جسے تسلیم نکرنا گمراہی کے علاوہ کج فہمی بھی ہے اسلئے
ایسی عربی فصیح مرد رومی تو بنا ہی نہیں سکتا اور تعلیم بھی ہوتی تو انھیں چند نامی شعراو فصحا سے جو آپکی
مخالفت اور کفر میں مشہور تھے اور غالباً کتب آسمانی سے جسکے قرآن سمجھنے میں سخت ضرورت ہے نا واقف
ہونے سے فرمایا کہ عجیب گھبرائے ہوئے بد حواس ہیں کہ غلام عجمی کو معلم عربی فصیح سمجھتے ہیں

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
بیشک جو نہیں ایمان لاتے آیتوں پر اللہ کی نہیں راہ دکھاتا انکو اللہ اور انکے لیے عذاب دردناک ہے

إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ
نہیں بہتان باندھتا جھوٹ مگر وہ کہ نہیں ایمان لاتے آیتوں پر اللہ کی وہی جھوٹے ہیں

بیشک جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اللہ انکو راہ راست یا راہ جنت یا راہ عرفان نہ دکھائیگا اور انپر
دردناک عذاب ہوگا اور جھوٹ کا افترا کرنا انھیں کا کام ہے جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے وہی جھوٹے
ہیں ف آیت سے ظاہر ہے کہ گو ہر امر تبقدیر الٰہی ہے مگر بندے کی رجوع و قصد کو بھی دخل ہے

مَن كَفَرَ بِاللَّهِ مِن بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِن
جسنے کفر کیا اللہ سے بعد ایمان کے مگر جو مجبور کیا گیا حالانکہ دل اسکا مطمئن تھا ایمان سے لیکن

مَّن شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ
جسنے کھولا کفر سے سینہ پس انپر غضب ہے اللہ سے اور انکے لیے عذاب ہے بڑا

جو بعد ایمان کے کفر کرتا ہے اسکے لیے اللہ کا غضب اور عذاب عظیم ہے مگر وہ شخص جو مجبور کیا جائے اور
اسکا دل ایمان سے مطمئن اور یقین توحید پر قائم ہو اس غضب سے بری ہے لیکن وہ جسنے اپنا سینہ کفر سے
کھولدیا اور دل میں تاریکی چھاگئی وہ معذب و مغضوب ہے احمدی جب قریش نے ابر قابو نہ پایا جو
قوت والے تھے تو کمزوروں کو دبانے لگے جیسے بلال و خباب و صہیب و عمار اور یاسر وغیرہ انکو مجبور کیا کہ
کلمۂ کفر کہیں حضرت عمار کے والد یاسر شہید کیے گئے اور عمار نے بمجبوری زبان سے کفر کے
کلمے کہے ادھر حضور کو خبر دی گئی کہ آپکا جان نثار کافر ہو گیا فرمایا یہ کہاں ہو سکتا ہے
عمار تو قدم سے سر تک ایمان سے پر ہے اسکے خون اور گوشت میں ایمان خلط ہو گیا ہے اتنے میں عمار

روتے ہوئے آئے اور آنسو انکے جاری تھے حضور اقدس نے اپنے مبارک کپڑوں سے انکے آنسو پونچھ اور فرمایا اے عمار بوقت اظہار کلمۂ کفر تو نے اپنے دلکو کیسا پایا عرض کی مُطْمَئِنًّا بِالْاِیْمَانِ ایمان سے معمور اور یقین سے مسرور تھا ارشاد ہوا اے عمار اگر پھر ایسا اتفاق ہو تو اُسی اطمینان کی حالت میں جابری کر لینا پھر یہ آیت نازل ہوئی ہدا یہ اگر ایسا شخص جو قدرت رکھتا ہو قتل یا قطع عضو سے ڈرائے تو کلمۂ کفر کا زبان سے کہنا مضائقہ نہیں اور جبکہ صرف مار پیٹ کا ڈر ہو یا ڈرانے والا قادر نہو تو یہ بھی جائز نہوگا مسئلہ اگر وہ شخص جسپر جبر کیا گیا اقرار کفر کرے اور دل میں اُسکے تصدیق و اطمینان نہو تو کافر ہو جائیگا اور جو کوئی بدون اکراہ زبان سے کلمۂ کفر کہے گو دل مطمئن بھی ہو کافر ہو جائیگا (احمدی) لیکن اگر ثابت قدم رہے اور ایذائے ظاہری کی پروا نکرے تو شہید و مثاب ہوگا جیسا کہ حضرت بلال نے مدتوں اُن کی ایذاء شدید اٹھائی گرمی کی دھوپ میں پتھر گرم رکھے جاتے اور مار پڑتی مگر آپکی زبان حق بیاں پر سوا (احد) کے دوسرا حرف نہ تھا اور حبیب بن زید کو مسیلمۂ کذاب نے کہا کہ تو میری نبوت کا اقرار کر آپنے انکار کیا وہ آپکا ایک ایک عضو قطع کرتا اور چاہتا کہ اُسے پیغمبر کہیں آپنے پروا نہ کی اور جان بحق تسلیم ہوئے

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ

یہ اسلیے ہے کہ اُنھوں نے پسند کیا زندگی دنیا کو آخرت پر اور بیشک اللہ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

نہیں ہدایت کرتا قوم کافروں کو

یعنی غضب عذاب لوگوں نے دنیاوی زندگانی کو آخرت پر زندگی اسلیے ہے کہ اُن مقدم و محبوب بنا لیا تھا اور بیشک اللہ ناشکروں کو راہ نہیں دکھاتا استحبوا باب استفعال سے بمعنے طلب حب اسمیں اشارہ ہے کہ دنیاوی محبت جو حاجت و طبیعت سے ہو موجب الزام نہیں الزام اسمیں ہے کہ تم اُسے محبوب بنا لو اور اسقدر کہ آخرت پر مقدم اور دین سے محبوب تر ہو جائے مسئلہ دنیاوی فروزمین بڑھانا اور زیادہ تلذذ و تعیش کا عادی بننا جیسا کہ شعار ہے فضول خرچ دنیا پرست مالداروں کا مذموم ہے مسئلہ اضطرارًا دنیا اور اسکے لذائذ کے طرف میلان خاطر پر الزام نہیں جب تک آخرت کا لحاظ مغلوب معدوم نہو جائے مثلًا لذائذ و نعمات دنیاوی پر طبع مائل ہوئے اور یہ خیال نہ رہا کہ انجام اسکا کیا ہے معصیت ہے اور اس طور پہ کہ کوئی محذور لازم نہ آئے جائز ہے کافر مومن و شاکر دونوں کے ضد ہے اس لیے دنیائے فانی کو آخرت باقی پر اختیار کرنے سے زیادہ کیا ناقدری اور سرتابی ہوگی۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ

وہی ہیں وہ کہ مہر کردی اللہ نے دلوں پر اُنکے اور کانوں پر اُنکے اور آنکھوں پر اُنکے

یہ وہی ہیں کہ اللہ | وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ | نے انکے دلوں اور
کانوں اور آنکھوں | اور وہی غافل ہیں | پر مہر کردی وہ بے خبر

ہیں نہ نصیحت سن پڑتی ہے نہ صنائع قدرت پر نظر ہے نہ سمجھ **ف** معلوم ہوا کہ دنیا پرستی آدمی کے گوش وچشم و دل کو بیکار کر دیتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ وعظ و نصایح کا اثر اُن پر مرتب نہیں ہوتا

لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ

ضرور وہ لوگ آخرت میں نقصان پانے والے ہیں

ناچار وہ آخرت میں نقصان اُٹھانے والے ہیں آیت میں کئی تاکیدیں ہیں کہ ایسے دنیا پرست [illegible] بیشتر [illegible] مسلمانوں کا ایک گروہ نہایت کمزور تھا کفار کے ہاتھ سے [illegible] امید [illegible] الٰہی ہجرت اختیار کی انکے حق میں ارشاد ہوا

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا

پھر بیشک تیرا رب ان لوگوں کیلئے جنہوں نے ہجرت کی بعد اسکے کہ آزمائے گئے پھر جہاد کیا اور صبر کیا

[illegible] | اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ | لوگ کہ حق میں جھوٹ
بعد [illegible] | بیشک تیرا رب بعد اسکے بخشنے والا مہربان ہے | سے پھر جہاد کئے اور

صبر و ثبات کیا بخشنے والا مہربان ہے اور ان کلمات کو جو مجبوری کیلئے تھے معاف کرنے والا ہے **ف** یعنے ان سے مواخذہ نہ کیا جائیگا اگر مجبوری ایسے کلمے کہے تھے تو قابل عذر ہیں ورنہ نہ

يَوْمَ تَاْتِیْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ

جس دن آئیگی ہر جان جھگڑتی ہوئی اپنی جان کی طرف سے اور پورا پائیگی ہر جان

یعنے اس دن مہاجرین | مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ | بلاکش اور مجاہدین سخت
کوش پر شان مغفرت | جو کیا اور وہ نہ ظلم کیے جائینگے | و ترحم کی جلوہ گری

ہوگی جس دن ہر شخص کو اپنی ہی پڑی ہوگی ہر نفس اپنی ذات کی طرف سے جھگڑے گی اور نفسی نفسی پکار رہے گی اور ہر جان اپنا کیا پائیگی اور اُن پر ظلم و زیادتی نہ کی جائے گی

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا

اور بیان کی اللہ نے مثل ایک بستی کی کہ تھی امن اور چین میں آتی تھی روزی اُسکی بفراغت

مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ

ہر جگہ سے پھر کفر کیا ساتھ نعمتوں اللہ کے تو چکھایا اُسے اللہ نے لباس بھوک کا اور خوف کا

اور اللہ نے ایک	بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۝	بستی کی مثال بیان کی
جسکے رہنے والے	بسبب اسکے کہ تھے کرتے	بے خوف اور مطمئن تھے

انکے حسب خواہ روزی ہر جانب سے آتی تھی پھر اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ تعالے نے اُنکو مزا جوع اور خوف کا چکھایا سزا اُسکی کہ کرتے تھے ف اگرچہ یہ ایک عام مثال ہے مگر بحکم قرائن و تفاسیر بما قریہ سے مراد مکہ ہے جو لوٹ مار سے محفوظ تھا اور اطراف و جوانب سے میوے اور غلے اُنکے لیے آتے تھے یمن و شام و طائف اور دوسرے ملکون سے اُنکی کافی حاجت روائی ہوتی تھی پھر اللہ کی تمام نعمتون کی ناشکری کی دین ابراہیم چھوڑ کر بُت پرست ہوگئے تو اللہ تعالے نے اُنکو قحط سے جو بعد تکذیب نبی کرم اُنپر پڑا گرسنگی کے عذاب مین مبتلا کیا اور مجاہدین کی تلوارون سے ڈرایا اور یہ سب اُنکے کیے کا پھل تھا لباس الجوع کنایہ ہے کمال فقر و فاقہ و گرسنگی سے کہ لباس کی طرح ہر طرف سے ڈھانک لیا۔ اور اسیقدر پر حق تعالی نے کفایت نہ کی بلکہ عذاب آخرت سے بھی ڈرایا

وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمُ

اور بیشک آگیا اُنکے پاس رسول اُنہین سے پس جھٹلایا اُسے تو لے لیا اُنکو

اسمین شک نہین کہ	الْعَذَابُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ۝	اُنھین کی جنس اور قوم
سے اُنمین رسول آگیا	عذاب نے اور وہ ظالم تھے	زیہ اکمل ترین نعمات

ہے جسکا فیض اُنکو قیامت تک رہیگا لیکن جھٹلایا اُسے اور رکیا سے رسول اللہ کہنے کے کاذب ساحر مجنون کہا پس لے لیا اُن کو عذاب نے اور وہی ظالم و خاطی تھے عذاب سے خواہ فتوحات اسلام و لسبب کفر و شرک و قحط وغیرہ مراد ہے خواہ عذاب آخرت رابط کفار کو ڈراکر مسلمانون سے فرمایا

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ

پس کھاؤ اُس سے کہ دیا تمکو اللہ نے حلال پاک اور شکر کرو نعمت کا اللہ کے اگر ہو تم اُسی کی بندگی کرتے

پس کھاؤ اُسمین سے کہ اللہ تعالے نے تمکو روزی دی حلال پاک اور اللہ کی نعمتونکا شکر ادا کرو اگر تم تنہا تم اُسیکی عبادت کرتے ہو ف مشرکین اپنے باطل معبودونکی نذر نیاز کیا کرتے تھے ارشاد ہوا اللہ کے دیئے ہوئے رزق مین دوسرونکی شرکت کیسی اگر خالص بندے ہو اُسیکی شکرگزاری کرو واضح رہے کہ حرمت دو قسم کی ہے اول کھانے پینے والی چیزین ۲ اسکے علاوہ۔ قسم دوم صراحۃً خارج ہے اور قسم اول سے مشروب باشارہ کلمہ کلوا خارج پھر یہ ماکول کبھی بعارض حرام ہوتا ہے جیسے غصب

یا چوری کی بکری اور کبھی بوجہ ضرر شدید جیسے زہر اور کبھی بوجہ سکر جیسے افیون۔ بنگ یا شراب
سے گوشت بھی ہو تو ردی وغیرہ اور کبھی بوجہ نجاست جیسے قاذورات اور یہ چارون خارج ہین
حلال۔ طیب کے اشارات سے ظاہر ہے کہ وہ چیزین جنکا ذکر ہوا حلال و طیب نہین ہین اب باقی رہے
وہ ماکولات جو انکے علاوہ اور وجہ سے حرام ہون پھر انکا حصر اگلی آیت مین فرمایا

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ
نہین حرام کیا تمپر مگر مردار اور خون اور گوشت سور کا اور وہ کہ پکارا جاوے اسکے غیر اللہ کے
بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ
اسپر پھر جو بیقرار ہوا نہ بغاوت کرنیوالا اور نہ حد سے بڑھنے والا پس بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اسکی تفسیر نہایت بسیط صفحہ ۱۳۰ مین گزری ہے مگر بنظر فوائد مزید گزرا ہوا بیان اجمالاً اور بیان زائد تفصیلاً مناسب سمجھا گیا۔ انما یہ حصر کے لیے ہے اور کوئی نفیہ نہین کہ حرام گوشت جانورونکا اسمین حصر ہے اور دوسرے قسم کے محرمات اوپر کی آیت سے خارج ہو چلے ہین المیتۃ سب مردار حرام ہین اور ٹیڑی اور مچھلی کو حدیث سے مخصوص ہے مگر اس طور پر نہین کہ تخصیص عام کی لازم آئے بلکہ یعنی معقول داخل ہی نہ تھی۔ اس لیے کہ میتۃ کی حرمت اسی لیے ہے کہ خون اسکا بقاعدۂ شرعی یعنے ذبح کے نکالا نہین گیا اور اخراج دم مسفوح ہونا تو خصوصیت ذبح کی جانورون مین کیا گئی اور مچھلی فقہا کے نزدیک دموی نہین ہے اور ٹیڑی مین تو خون کا نام بھی نہین پس جب خون اسمین نہ تھا ذبح انکی مصلحت شرعی اور یعنے معقول مین داخل نہین لہذا انکا میتۃ ان میتون کے حکم مین داخل ہی نہین جنمین ذبح جاری ہے پس حرمت میتہ اپنے عموم پر باقی ہے والدم مراد دم مسفوح جیسا کہ آیہ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْمَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ سورۂ انعام مین دَمًا مَّسْفُوْحًا ارشاد ہوا ہے اور بوجہ اتحاد کلی یہ مطلق اسی مقید پر محمول ہے پس نہ حرام ہوگا مگر بہنے والا خون جو رگون مین ہوتا ہے اور وہی ذبح مین نکلتا ہے خنزیر اسکی علت حرمت بھی نجاست ہے جیسا کہ اس آیت مین فرمایا فانہ رجس اور وجہ حصر اس مقام پر یون لکھی گئی ہے کہ کوئی جانور قرآن سے حرام نہین مگر خنزیر اسلیے کہ وہ نجس ہے اور ہر نجس جانور اسی علت مشترکہ سے حرام ہوا جیسے فیل شیر وغیرہ اور ہر طاہر جانور حلال ہے مگر مردار اور ہر طاہر مذبوح سے کچھ حرام نہین مگر دم مسفوح۔ مگر شرمگاہ۔ غدود۔ پھکنا۔ پتا۔ پیٹھ کی ہڈیونکا گودا وغیرہ یہ سب مکروہ ہے اور طاعم یطعمہ سے اور حلالا طیبا سے مفہوم ہوا اور جو جانور غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے اسکی حرمت تو منصوص ہے اور اہل تحقیق کے نزدیک اهل بہ مامن

وقت ذبح کسی کا نام ملا دیا جائے یا صرف غیر خدا ہی کا نام لیا جائے یا ذبح سے پیشتر ایسی نیت کیجائے جیسے ہمارے زمانے مین بکرے گاے مرغ نامزد ہوجاتے ہین البتہ انکی حرمت عارضی ہے یعنے اگر مالک نیت بدل ڈالے تو حلال ہوجائین یا کوئی شخص بدون اذن و نیابت مالک ذبح کر ڈالے تو سواے حرمت غصب یا سرقہ وغیرہ کے یہ حرمت باقی نہ رہیگی اس لیے کہ مالک کی نیت پر ذبح نہین ہوا اور حرمت اُس نیت کو لازم تھی نہ جانور کو اور اضطرار کا حکم بھی صفحہ ۲۱ مین گزر گیا کہ اگر کسی شخص کا بھوک سے دم نکلتا ہو یا اُسپر جبر کیا جائے تو بقدر سد رمق بلحاظ نفس کھا سکتا ہے

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ

اور نہ کہو تم اُسے کہ بیان کرین زبانین تمھاری جھوٹ یہ حلال ہے اور یہ حرام تاکہ بہتان باندھو اللہ پر جھوٹا

اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۠ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

بیشک جو افترا کرتے ہین اللہ پر جھوٹا نہ فلاح پاینگے نفع تھوڑا ہے اور انکو لیے عذاب دردناک

جو کچھ تمھاری زبانون نے جھوٹ بنا رکھا ہے اُس سے نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام تاکہ اللہ پر جھوٹا افترا کرو یعنے خود حلال یا حرام بناؤ اور نسبت کرو اللہ کیطرف جسطرح تمنے مذبوح لغیر اللہ اور مردار کو حلال بنا لیا اور بحیرہ وغیرہ کو حرام ٹھہرایا) جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھا کرتے ہین وہ فلاح نہین پایا کرتے دنیا کا چند روز فایدہ ہو تو ہو مگر آخرت مین اُنکے لیے عذاب دردناک ہے،

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ

اور اُنپر جو یہودی ہوے ہمنے حرام کیا وہ کہ بیان کیا ہمنے تجپر پہلے اور نہین ظلم کیا ہمنے اُنپر لیکن

ہمنے یہود پر حرام کردیا جو پہلے (یعنے ناخن والے

كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

تھے نفس اُنکے ظلم کرتے

بیان کیا آپ پر اس سے جانور اور گاے بکری کی

چربی) اور ہمنے اُن پر ظلم نہین کیا مگر وہ خود ہی اپنی جانون پر ظلم کرتے تھے یعنے یہ تحریم خود انکی طرف سے تھی تفصیل اسکی صفحہ ۲۲ مین گزر چکی

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا

پھر بیشک رب تیرا انکے لیے کہ کین برائیاں جہالت سے پھر توبہ کی بعد اسکے اور اصلاح کی

پھر تیرا رب غفور ہے انکے لیے سے برائی کی اور بعد اس

اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

بیشک رب تیرا بعد اُسکے بخشنے والا رحیم ہے

جنھون نے غفلت اور نادانی خطا کے توبہ کی اور اصلاح

کرلی بیشک تیرا رب اسکے بعد غفور رحیم ہے یعنے جنسے نادانی اور غفلت سے خطا ہوگئی پھر نادم ہو

توبہ کی اور جو بگاڑا تھا اُسکی اصلاح کی مثلاً صوم یا صلوٰۃ چھوٹ گئی ہے اُسکی قضا کر لی کسی کا
مال چھینا تھا اسکے حوالے کر دیا یا بہر کیف جبر نقصان کر لیا تو اللہ تعالےٰ اونکے لیے غفور رحیم ہے ف
اگر اصلاح سے یہی مراد لیجائے کہ جو بگاڑا تھا بنایا تو یہ مغفرت تمام حقوق کو شامل ہے اللہ کے بندون
یا بندیکے اور اگر اصلاح سے یہ مراد ہو کہ آیندہ ایسی خطا نکی تو عفو حقوق اللہ کو شامل ہے۔

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ اجْتَبَاهُ
بیشک ابراہیم تھے اُمت مطیع و سطیع اللہ کا مائل بجانب حق اور نہ تھے مشرکون سے شکر گزار اُسکی نعمتونکے مقبول کیا اُسکو اور
وَهَدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۝
راہ دکھائی اُسکو طرف راہ راست کے اور دی ہمنے اُسکو دنیا مین نیکی اور بیشک وہ آخرت مین نیکون سے ہے

امّۃ کہا صاحب معالم نے کہ کہا ابن مسعود نے امت سے مراد معلم خیر اور حضرت ابراہیم معلم خیر تھے کہا مجاہد
نے ابراہیم موحد تھے اور سب آدمی مشرک کہیر امۃ بروزن فعلۃ بمعنے مفعول لیس امت وہ جسکی لوگ
اقتدا کرین اور وہ امام بنایا جائے اور حضرت ابراہیم بشہادت قرآنی امام تھے ف امۃ بمعنی گروہ
یعنے صاحب گروہ یا ہمت و عزم و قوت قلب جمعیت و نصرت دین مین تنہا ایک جماعت تھے یا اللہ
کے نزدیک صرف آپکی و نعمت اور عزت ایک مقبول جماعت کے برابر ہے قانت خاشع مطیع
نمازی دعا گو ہوا الاحنیف حق کیطرف مائل باطل سے نافر انعم جمع نعمت لیجئے نبوت و خلت اور
ابوالانبیاء و ابوالسلاطین امام کل ہونا ہداہ خواہ مطلق ہدایت و نبوت مراد ہو یا راہ وہ تعلیم خاص
نظر حق بین و قلب خدا شناس جسنے آپکو بدون تعلیم ظاہر تعظیم اصنام سے بچا لیا اور اللہ کی عنایت سے
اللہ کی وحدت کا جلوہ دکھایا حسنۃ ہر قسم کی نیکی اور سلاطین و انبیا کا باپ ہونا ہر قوم اور ہر دین میں
مقتدا و ممدوح رہنا ف بڑا حسنہ خدمت بنای کعبہ ہے اور الوت حضرت خاتم الانبیا باقی ان حضرات کے حسنات
اور صلاح و تمامات اللہ ہی جانے حاصل ابراہیم اُمت فرمانبردار حضرت پروردگار اور حق پسند تھے اور مشرکین
نہ تھے اللہ کی نعمتونکا شکر کرتے تھے اللہ نے اُنھین مقبول و منتخب فرمایا راہ مقصود و منزل قرب مقام رضا کی
طرف ہدایت فرمائی اُنھین دنیا مین بھی نیکی و خوبی عنایت فرمائی اور وہ آخرت مین بھی نیکون مین سے ہین
لیس کفار کس خیال مین ہین اُنھین ابراہیم خلیل سے کیا علاقہ وہ موحد یہ مشرک وہ جماعت یہ متفرق
وہ شاکر یہ کافر وہ حق پسند یہ باطل پرست وہ مقبول یہ مردود وہ رو براہ یہ بہکے ہوئے
تباہ اُنکے لیے دُنیا و دین مین خیر و خوبی یہ دنیا مین لقمۂ شمشیر اور آخرت مین طعمۂ جہنم و نصیر
اُسپر دعوے کہ ہم دین ابراہیم پر ہین لاحول و لا قوۃ۔

ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

پھر وحی کی ہمنے طرف تیری کہ تابع رہ ملت ابراہیم کا بحالت حق پسندی اور نہ تھے مشرکون سے

بعدان تمام تقریرون کے اے رسول کریم ہم آپکو حکم دیتے ہین کہ آپ ابراہیم حق پسند کی پیروی کیجیے اور وہ مشرک نہ تھے آپ بھی شرک سے دور رہیے ف اتباع ابراہیمی عین اتباع سنت محمدی ہے اور ہمارے حضور اس اتباع کے مامور ہین -

اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ

اور نہین بنایا شنبہ مگر اونپر جو مختلف ہوئے اسمین اور بیشک رب تیرا حکم کریگا انمین دن

الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ

قیامت کے اسمین کہ تھے اسمین اختلاف کرتے

معالم ہمنے روز شنبہ کو انھین لوگون کے لیے جنھون نے اُس دن کی تعظیم وتعمیل احکام مین اختلاف کیا موجب لعنت و عذاب بنایا البتہ قیامت کے دن اُن مین اللہ حکم کریگا جسمین وہ اختلاف کرتے تھے جلالین یہود کو جمعہ مین عبادت کا حکم ملا تھا انکار کیا پھر شنبے کی عبادت انپر لازم کی گئی اور قصہ اُس قوم کا جو اُس دن نافرمانی کرکے بندر بنکر ہلاک ہوگئی سورہ بقر مین گزرا -

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ

بلا طرف راہ اپنے رب کے ساتھ حکمت اور نصیحت پسندیدہ کے اور جھگڑ تو انسے اسطرح کہ وہ بہت اچھی ہے

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ

بیشک رب تیرا وہی داناہے اُسکا کہ بہکا راہ سے اُسکی اور وہ داناتر ہے راہ پانے والون کا

حکمت قرآن ف یہان و کلیات عقل او رتدابیر صائب مراد ہین جو باتفاق مسلم ہون موعظہ قرآن یا قول نرم جدل یہان معنی مصطلح نہین بلکہ مناظرہ وابطال باطل اسکات مدعی و تردید کذب مراد ہی احسن طریق احسن۔ عنوان موثر تدبیر صائب۔ اس طور پہ کہ اثر و قبول رجوع و محبت و موافقت بڑھی خصومت و عناد و تعصب غضب درمیان نہ آئے حاصل ای رسول کریم آپ لوگونکو خدا کی راہ کی طرف بلائے جائیے مگر حکمت سے تاکہ وحشت و جہل عداوت پیدا نہونے پائے اور اچھی نصیحت سے جو قرآن مین ہین اور جنکی خوبی پر طبع سلیم شاہد ہو اور اختلافی امور مین انسے مناظرہ کیجیے دلائل پیش فرمایے نرمی اخلاق و رافت کا لحاظ رہے درشت بیانی و سخت زبانی سے بچیے دشمن کی عداوت اور اُسکی افترا پردازی کر غصے مین کچھ کا کچھ نہو تمام آداب مین شرع و توسط خیر کی رعایت رہے تیرا رب تو خود زیادہ جانتا ہو اُسے جو راہ سے بہکا او رجو راہ پائے ہوئے ہو ف یہ آیت آداب احکام وعظ مین ہے حکم ۱ دعوت اسلام و وعظ عوام بقدر ضرورت واجب

ساجمل یعنی تردید باطل و اثبات حق ایسی طرح سے کہ افراط و تفریط و خصومت و تعصب نہو جسے ادب
وعظ مین زیادہ تر قرآن اور اسکی تفسیر کا ذکر ہو با شگفتہ روئی و وقار خلوص محض ہدایت ۔ نرم زبانی خوش
بیانی اور ایسی تقریر کہ علم و فہم مناسب حال سامعین ہو دلمین ڈرے موجب ملال خاطر و نفرت طبائع ۔
وحشت و اختلاف فیمابین مسلمانان نہو ۔ کسی شخص خاص کی مذمت نکرے بلکہ وصف کی برائیان عقلا و نقلا ذکر
ہون کہ شرابخواری گناہ عظیم ہے اور شرابخوار فاسق و لئیم یہ نہ کہے کہ زید شرابی فاسق ہے اسلیے کہ ممکن ہے
زید نے توبہ کی ہو خبر غلط ملی ہو تحقیق ناقص ہو اسکے پاس کوئی تاویل معقول ہو جیسا کہ فرمایا کہ گمراہ اور رہ براہ کو
اللہ ہی جانتا ہے ۔ و تخصیص نام مین تنفر و خصومت و عداوت و ارب و شتم زیادہ ہوتا ہے جو خلاف وضع وعظ ہے

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۚ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ

اور اگر بدلا لو تم تو بدلا لو مثل اسکے کہ ایذا دیے گئے تم ساتھ اسکے اور اگر صبر کرو گے ہر آئینہ وہ اچھا ہے صبر کرنیوالونکو

کہا جمیع مفسرین نے کہ تین آیتین آخر تک مدنی ہین جب احد کی لڑائی مین حضرت حمزہ شہید ہوئے اور انکا
مثلہ کیا گیا حضور انور بہت محزون ہوئے اور فرمایا کہ ستر آدمیونکے ساتھ ایسا ہی کیا جائیگا یہ آیت اتری کہ اے
حبیب کریم اگر عوض لینا ہو تو مماثلت و مساوات پر نظر رہے غصہ اور غضب چاہیے اور اگر صبر کرو اور خاموش
ہو رہو تو یہ عفو و صبر صبر کرنیوالون کے حق مین اچھا ہے ف انتقام رخصت ہے یعنے کوئی چاہے تو انتقام مالی
ہو یا بدنی لے سکتا ہے مگر عفو اولی اور موجب ثواب عظمی و باعث مغفرت ہے اور تجاوز لینے مین زیادتی کرنا
حرام ہمارے حضور سید الصابرین نے اپنے چچا حمزہ کا انتقام نہ لیا اور پورا صبر کیا یہانتک کہ ہندہ
جو باعث قتل و ایذا تھی اور وحشی جس نے شہید کیا تھا بعد ندامت و توبہ و اسلام معتوب تک نہوئے

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ

اور صبر کر اور نہین صبر تیرا مگر ساتھ اللہ کا اور نہ غم کھا انپر اور نہ رہ تنگی مین اس سے کہ مکر کرتے ہین

اور صبر کیجیے آپکا صبر تو اللہ ہی کے لیے ہے اور ان شہدا یا نافرمانبردارونکے حال پر ملول و مغموم نہون اور
آپکا سینہ انکی اس کجروی اور حیلہ جوئی سے تنگی مین نہ پڑے کہ وہ ایمان نہین لاتے اور مکر و فریب کرتے ہین

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ع ۲۲

بیشک اللہ ساتھ ہے انکے جو ڈرے اور انکے کہ وہ احسان کرتے ہین

بیشک اللہ انکے ساتھ ہے جو پرہیزگار اور محسن ہین یہ دونون صفتین صابرین کامل ہوتی ہین اگر صبر
نہ ڈرتا اور اسے حاضر و ناظر نہ جانتا تو صبر نہو سکتا ۔ الحمد للہ جلد ثانی تمام ہوئی ۔

ہدایۃ المحاسبین اسمین کل حساب جمع تفریق ضرب تقسیم کسور اربعہ وستہ وغیرہ میراث سیاق کچھ اصول بیالیس اس ضبط وخوبی سے بیان کیے گیے ہین کہ مختصر بھی ہین اور کافی وجامع نازک مسائل اور قوی دلائل مگر سہل وواضح ہر قاعدہ کی تعریف مقادیر کی تقسیم اعمال تناسب کی تحقیق ہر دعوی کی دلیل جس سے بے پروائی کرنیوالا اہل نظر کے نزدیک خالی مدعی ہے علاوہ وقعت نہین کہتا اکثر وہ دقائق جنسے آجتک اہل فن کا قلم ساکت دفتر خالی زبان خاموش ہین اسکولون اور کالجونکے موجودہ قواعد کی غلطیونکو ثابت کردیا ہی حساب مین یہ رسالہ بےنظیر ہے قیمت ۲/

تعلیم الصرف تمام ضروریات علم صرف کی مشاقی بعجلت وسہولت ہوجاتی ہی۔ تعلیلات اور صیغونکی پہچانے اور اقسام ہفتگانہ مین اسکا پہلا حصہ میزان دوسرا منشعب تیسرا دوسری کتابون سے پہلے یاد کرلینا گویا اون کتابونکو حل وحفظ کرلینا ہے ایک ولایتی انجن کیطرح برسونکا کام مہینونمین ہوجاتا ہی جسکا تجربہ مدرسہ رفاہ المسلمین کی تعلیم دو سالہ عربیہ مین ہوچکا ہی اوراوسکی تعلیم نہایت مفید ثابت ہوچکی زبان اردو ۱/ محصولڈاک قیمت ۴/

ابواب المصادر شائقین علوم عربیہ اس رسالہ کو غنیمت جانین جسنے اونہین چند صفحونکے ذریعہ سے تاج المصادر وقاموس وصراح وغیرہ کی ورق گردانی سے ایک حدتک مستغنی کردیا اسمین ایکہزار سے زیادہ مصدر قرآن مجید کے ہین اور کچھ مصادر غیر قرآن بھی ابواب کی ضرورت سے بڑھائے گئے ہین اور ابواب کی ترتیب کیساتھ صحیح ومعتل ومہموز کو بھی علیحدہ کردیا ہی جس مصدر کا باب یا ترجمہ مطلوب ہو بلا تکلف

ملسکتا ہی یہ بات کسی اور موقع پر نہین ملسکتی قیمت ۸/ محصول

آداب انشا۔ اسمین نحو وصرف ادب ہائی واملاء وغیرہ کے قواعد اردو فارسی خط لکھنے کے اصول وترقعات قیمت ۱/ محصولڈاک

آئینہ فرائض بطور نقشہ تمام وارثونکے حصے ہر شخص بہت سہولت سے نکال سکے قیمت ۸/ محصول

احسن التعلیم فارسی۔ بچونکے اخلاق کی درستی کو مفید ہے قیمت ۱/ محصولڈاک ۸/

تہذیب الکلام اردو مین فارسی نحو وصرف کے قواعد قیمت معہ محصولڈاک ۱/

احسان فی تعلیم القرآن ۸/

ضروریات دین مسلمانونکے لیے مفید ہر ار

فتوحات اسلام واقدی کا ترجمہ قیمت ۱۲

البیان جمیع قصص قرآنی قیمت ۲/

ترجمہ میلاد جوزی اردو نہایت معتبر قیمت ۲

ترجمہ پارہ عم (البیان) نمونہ کے طور سے ۱/

فہرست خلاصۃ التفاسیر جلد اول دوم سوم

خلاصۃ التفاسیر

اردو واضح اور سلیس بیان اور عربی تفسیرون کا خلاصہ اور معتبر تفسیرون کا حوالہ ہرجگہ موجود روایتین صحیح احکام نہایت معتبر مفصل نمونہ ۱۰۶ ہو ہوئی ابھی تک ایسی عمدہ اور معتبر تفسیر اردو مین کوئی اور نہین شائع ہوئی قیمت سلسلہ کامل ۲/

جلد اول	جلد دوم	جلد سوم	جلد چہارم	جلد پنجم مقدمہ
۶	۶	۶	۶	[illegible]

محصولڈاک فی جلد ۲ مجلد فی جلد ۱۲ زائد کل ۱۲

المشتہر منظور احمد پروپرائٹر کارخانہ مولوی شیخ محمد نائب المفسر

جماعت اسلام

جسنے اللہ کی مسجدون کو نمازیون سے بھر دیا جسکی
کوششین کامیابیون کے ساتھ پوری ہوتی رہین جسکے
انتظام اور دعوت عام نے نہ صرف ہندوستان مین بلکہ دوسرے
اسلامی ملکون مین بھی نہایت اچھے اور بابرکت اثر پھیلائے

اور مدرسہ رفاہ المسلمین

جسکی خوبی تعلیم۔ اتباع شریعت حسن نظم نفع رسانی عام ضرب المثل ہے
جسکے پڑھائے طلبہ چار ہزار سے زائد موجود ہین جس کا دائرہ
اللہ و رسول کی نافرمانبرداری کی نحوست سے بالکل پاک ہے
جس کا قانون شریعت رسول مقبول ان دونون کے
فیوض جاریہ کا ایک عمدہ نمونہ یہ تفسیر ہے جسنے
ہندوستان کے دل و دماغ اسلامی
روشنیون سے بھر دیے

حضرات مدرسہ رفاہ المسلمین واقع لکھنؤ
فتح محمد نائب منتظم مدرسہ سے طلب فرمائین